بعون صناع مکین و مکان بفضل خلاق زمین و آسمان
گل نو دمیدہ گلزار سخندانی ثمر نو رسیدہ شاخسار سحر بیانی نشتر رگ دل نمونہ سحر بابل فلک فرسائی کا دفتر
یعنی
طلسم ہفت پیکر
جلد اول
مصنفہ منشی احمد حسین قمر مرحوم بحسن اہتمام بابو منوہر لال صاحب بھارگو سپرنٹنڈنٹ مطبع ہذا
مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن و خوبی چھپا

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادہ ہین اُنمین بعض کتب قصہ جات نثر اُردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اُردو	
داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکو ابو الفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے بیہودہ داستان تصنیف کی اور امراء و سلاطین کے دربارون مین داستان گویون کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی چونکہ شے نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہو جاے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا جسکی قیمت درج ذیل ہے۔	
(۱) نوشیروان نامہ جلد اول دفتر اول۔	عا پ
(۲) ″ جلد دوم۔ ″	عا/ پ
(۳) ہرمز نامہ متعلق نوشیروان نامہ جلد دوم	لله پ
(۴) ہومان نامہ متعلق نوشیروان نامہ جلد دوم	عہ/ پ
(۵) کوچک باختر - دفتر دوم۔	ے/ پ

نام کتاب	قیمت
(۶) بالا باختر - دفتر سوم۔	عہ/ پ
(۷) ایرج نامہ جلد اول دفتر چہارم	عا/ پ
(۸) ″ جلد سوم ″	عا/ پ
(۹) طلسم ہوشربا جلد اول - دفتر پنجم	ے/
(۱۰) ″ جلد دوم۔	ے/
(۱۱) ″ جلد سوم۔ ″	ے/
(۱۲) ″ جلد چہارم۔	سے/
(۱۳) جلد پنجم کا حصہ اول - دفتر پنجم۔	عا/ ۴
(۱۴) ″ حصہ دوم۔ ″	عا/ ۴
(۱۵) ″ جلد ششم۔ ″	عہ/
(۱۶) ″ جلد ہشتم۔ ″	سے/
(۱۷) بقیہ طلسم ہوشربا جلد اول۔	عہ/ ۱۲ پ
(۱۸) ″ حصہ دوم۔	عا پ
(۱۹) صندلی نامہ دفتر ششم	عا پ
(۲۰) تورجنامہ جلد اول دفتر ہفتم	سے/ پ
(۲۱) تورجنامہ جلد دوم۔	صہ پ
(۲۲) لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم	عہ/ ۱۲ پ

فہرست مضامین طلسم ہفت پیکر جلد اول

بہ حسن صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان
گل نودمیدہ گلزار سخندانی ثمر نورسیدہ شاخسار سحربیانی نشتر رگ دل ہوشربا
طلسم ہفت پیکر
جلد اول
مصنفہ منشی احمد حسین قمر مرحوم بحسن اہتمام بابو منوہر لال صاحب بھارگو سپرنٹنڈنٹ مطبع ہذا
مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بہ حسن و خوبی چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد مجید و ثناے بے حد اُس خالق کونین کو سزاوار ہی کہ جو کل مخلوق کا پروردگار ہی زمین کو عجب پیر
کیا جوہر خاکساری عطا فرمایا اُسی خاک پاک سے پتلا آدم کا بنایہ شرف مرحمت ہوا کل ملائک
آسمان نے حضرت آدم کو سجدہ کیا شیطان علیہ اللعن نے انکار کیا کہ بندہ خاکی کو کیا سجدہ کرون
مغضوب درگاہ الٰہی ہوا کیا مصلحت و مشیت تھی چونکہ شیطان نے ہر آسمان پر عبادت بے نہایت
کی ہی اُسکا بدلا یہ ملا کہ اُسکو انسان پر اختیار ہی لیکن یہ بھی رحمت واسطے بندگان خدا کے ہوئی کہ کلمہ لاحول
جو پڑھے گا شیطان ملعون اُسکے پاس نہ آسکے گا ناظرین پر واضح ہو کہ یہ بہانے شیطان کوڑا ہی جب
لاحول پڑھا شیطان بھاگ جاتا ہی اپنے کو اس کوڑے سے بچاتا ہی ہر شخص کو لازم ہی کہ ہر وقت
لاحول پڑھے کہ وسوسہ شیطان سے بچے کیا رحیمی اور کیا کریمی ہی کہ کیا کلمہ مقرر کیا شیطان کے وسوسہ
سے اپنے بندون کو بچایا کیا رحم فرمایا زہے بندہ نوازی و خضے کارسازی کہ اپنے بندونکے واسطے
کیا کیا نعمتین مقرر کین رنگ آمیزی گلشن سرسبزی صحن چمن عشق بلبل گل سے پیچ و تاب مسلسل براے
سنبل خوش بیانی واسطے سوسن صد زبان کے نگاہبازی واسطے نرگس شہلا کے بہ نگاہ حسرت طرف چمن کے
دیکھتی ہی کبھی آنکھ نہ اٹھائی کبھی پلک نہ جھپکائی قدرت پروردگار کو بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی سوسن چاہتی ہی
کلام کرون بفصل بہار مین اپنا نام کرون کہ چراغ لالہ نے روشنی دکھائی باغ کی رونق بڑھائی سوسن سے اشارے

کر رہا ہی کہ مین چراغ گلشن ہون کلام کرنے والے کا رہزن ہون نرگس شہلا نے یہ معاملہ بچشم غور دیکھکر اشارہ کیا ای ساکنان گلشن مقام عبرت ہی باغبان قضا و قدر کی عنایت ہی کہ رنگ آمیزی بہار جوش پر ہی نہرون کی دریا دلی خروش پر ہی شبنم حباب بہ نگاہ حیرت سمت گلشن نگران سنبل حیران و پریشان ہی خیال ہی کہ رنگ بر بال بال ہر ہوا ے گرم خزان سے رنگ آمیز عالم بچائے رنگ خزان نہ دکھائے عجب دور خزان ہی بعد بہار کے خزان کا آنا بربادی چمن کا دکھانا پتون کی زرد رنگت باغ کی عجب کیفیت صیاد و باغبان خوشی خوشی پھرتے ہین پتے زرد ہوکر شاخہاے نخل سے گرتے ہین یکایک جھونکے ہواے گرم کے چلے خزان کی ہوا بندھی عندلیبان خوشنوا سر پٹکنے لگین طائرون کی زمزمہ سرائی کا یہ بدلا ہوا کہ فریاد کرنے لگے صیاد بیداد کرنے لگے دام بے دام کے کاندھون سے اُتارے عندلیبان خوشنوا کو دام مین پھنسایا ظلم کا رنگ جمایا صدہا بلبلین گرفتار کرلین باغبانون نے نخل ہرے بھرے کاٹے پودے خوش ہوکر چھانٹے نخلہاے پر ثمر کو پھل ملا غنچۂ آرزو نہ کھلا پھل گل کر زمین پہ گیے تھوڑے عرصے مین خزان کا رنگ جم گیا باغ ویران ہوا جس مقام پر عندلیبان خوشنوا چہچہے کرتی تھین اُسی جگہہ پر زاغ و زغن کا ہجوم خوشی کی دھوم پرون کے انبار ساکنان باغ کو آمد بہار کا اشتیاق ہی ناگوار فراق ہی باغبان قضا و قدر پردہ فراق اُٹھائیگا وہ مالک حقیقی رب تحقیقی خزان مین بہار و بہار مین خزان نئے سامان دکھاتا ہی اس رنگ کو دیکھکر تردد بڑھ جاتا ہی اُسکی صفت غایت دشوار ہی ہر شی پر اُسی کو اختیار ہی رنج کو راحت سے بدلتا ہی نخل بے برگ و بار پھولتا پھلتا ہی اُسکی صفت کیا تحریر کرون دنیا مین عجب رنگ دکھائے مثل خزان و بہار ہر رنگ دکھاتا ہی راحت میں رنج کو مٹاتا ہی یہی آرزو ہی ہر وقت جستجو ہی کہ ای کریم کارساز وای بے نیاز وقت مدد ہی نظم

الٰہی یارب کرامت کن بیان را — بآتش آب دہ تیغ زبان را
زخاک پاے عشقم آبرو بخش — زبانی در ادای گفت وگو بخش
ازین گلبن پدید آید گلِ نو — گلستانِ کہن را بلبل نو
کہ عالم پُر شود ز آوازۂ عشق — سرایم داستانِ تازۂ عشق
دلم را مایہ بخش از نقد توفیق — زبانی دہ کہ باید گنج تحقیق
مگر اکنون خدایا چند گاہست — کہ اقلیم سخن بے بادشاہست

نعت سرور کائنات اشرف موجودات پیغمبر آخر الزمان حبیب رب دو جہان

سبحان اللہ زہے رتبۂ بادشاہ ذیجاہ کیا اپنے حبیب کا رتبہ بڑھایا معراج قرار دیکر اپنے پاس بُلایا صاحب قاب قوسین او ادنیٰ لقب دیا قریب پردہ اسرار جب حضرت حضوری رب اکبر سے سرفراز ہوے کیا کیا کلام راز و نیاز ہوے حضرت نے عرض کی کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم تو نے جبرئیل کو ستر ہزار بال و پر دیے اُسکا بدلا مجکو کیا ملا حکم ہوا کہ ای پیغمبر تجکو اُسکے ستر ہزار پر کا بدلا تیرا ایک تار مو جو تیرے گیسوے عنبرین کی زیارت کریگا اگر اُسکے گناہ از حد ہونگے مثل ریگ روان و ستارہاے آسمان عوض مین زیارت موے سر کے گناہ اُسکے بخش دونگا حضرت نے عرض کی کہ کل ملائک نے حضرت آدم کو سجدہ کیا اُسکا بدلا مجکو کیا ملا آواز آئی تیرے نور کو صلب آدم مین قرار تھا اس وجہ سے اُسکا عز و افتخار تھا اُس سے ترک اولےٰ ہوا اُسکو بہشت سے باہر کیا تیری اُمت کو با وجود گناہ داخل فردوس برین کرینگے ابدالآباد وہ اُسی مین رہینگے الغرض جو حضرت نے سوال کیا اُسکا جواب با صواب پایا جس سے ثابت ہوا کہ ہمارے پیغمبر اشرف انبیا ہین فخر دو سرا ہین

نظم

احمد مرسل آن خلاصۂ کون
یعنی این بندہ آن خداوندست
نور او آفتاب را مایہ
سایہ او را نہ کردہ بخاک
روشنائی دہ چراغ یقین
مرشگاف و سپہر پیوندست
کار پرداز کارنامۂ غیب
قلمش راست کاروہ سخن
بہترین نقطۂ رسل بشمار
ذات پاکش خمیر مایۂ کون
ہستی از وے علم بر آوردہ
ہم حیات جہان ہم آب حیات

پردہ پوش امم بدامن عون
عاصیان را در آفتاب نشور
سایۂ خلق را بر و سایہ
پایۂ قدرش آسمان پیوند
نور چشمین و شمع بازپسین
انبیا پیش آن خجستہ چراغ
خازن گنج خانۂ لاریب
کاف و نون یک رقم ز نامۂ او
آسمان دائرہ است او پرکار
دُرۃ التاج کن مکان نبشش
او تفاخر بہ نیستی کردہ

احمد اندر احد کمر بندست
ظل ممدود دار در از منشور
بہر تعظیم وے ارادت پاک
سایۂ نورشش آفتاب بلند
نور او کز سپہر صد چندست
طفل گہوارہ در مقام بلاغ
امی ذحرف سنج تختۂ کن
لوح محفوظ زیر خامۂ او
در سرشت خود آن ودیعۂ عون
قرۃ العین انس و جان نقشش
ذات او خلق را کلید نجات

کیا صفت اُس حبیب رب دو جہان کی لکھون دانی سے پاے قلم کو ردو کون

منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار جناب امیر المومنین علیہ السلام

کیا وصی برحق و جانشین مطلق پروردگار نے اپنے حبیب کو عطا فرمایا اپنے حبیب کا مرتبہ بڑھایا کہ اُس شیر بیشۂ جلال و کمال نے بڑے بڑے پہلوان مارے ساحرون کو قتل کیا کافرون کو مٹایا کفر و شرک سے خانۂ خدا کو پاک کیا بتون کو دوش حق نیوش احمد مختار پر چڑھ کے توڑا اس مضمون مین ایک شعر قصیدے کا مصنف نے لکھدیا فرد دستِ خدا کے ہاتھ سے پائی جو ہی شکست + لعنت کا لام سر پہ ہمیشہ ہبل لات کے + جب خانۂ خدا کو بتون سے پاک کر چکے خوشی خوشی خدا کے گھر سے نکلے جناب احمد مختار نے فرمایا یا علیؑ آج تمنے عجب مرتبہ پایا خدا کے گھر کو بوث کفر سے پاک کیا نظم

ابن عم مصطفاے مرسل
عرش آمدہ فرش آستانش
ادراک ملائک است ناتش
آمدگسے ز خوان جودش

ادراک یسین و عقل اول
خاک قدمش کہ برکہ و بہ
آب خضر است رشحہ جامش
بحر کرم است و کان انصاف

فردوس گلے ز بوستانش
ز آب رخ قدسیان بود بہ
جبرئیل محرمے کہ بود دشش
سنگی ست ز کوہ حلم او قاف

ہر زبان مین آپ کی صفت و ثنا ہی ہر کتاب مین نام آپ کا لکھا ہی آپ کے اوصاف با انصاف کیا لکھ سکتا ہو مرتبہ اُس شیر کا اعلیٰ ہی چند اشعار ایک قصیدے سے کے جو صفت مین اُس شیر بیشۂ جرأت کے عرض کیے ہین اُسکو تحریر کرتا ہون قصیدۂ مصنف

شمع بزم حب حیدرؑ کا یہ دل پروانہ ہی — نور خالق سے سدا روشن چراغ خانہ ہی
اس قصیدے مین جو وصفِ نرگس مستانہ ہی — چشم حق بین حرف ہو ہر دائرہ پیمانہ ہی
وصف زلفِ حیدرؑ صفدر سے دل دیوانہ ہی — روح کو قید تعلق صاف زندان خانہ ہی
ہین منور داغ عشق پنجتن مانند مہر — آفتابِ صبح محشر یان چراغ خانہ ہی
ہی ہمیشہ دور دورہ بادۂ خم غدیر — ساقیا مجھ رند میکش کا نجف میخانہ ہی
مرتضےؑ کے وصف لکھتا ہی جو عاشق عشق مین — کلک کی رفتار طرز ناز معشوقانہ ہی
حضرتِ موسےؑ سے ہوگی لن ترانی طور پر — طالب دیدار ہو جلوہ حیا نانہ ہی
بابِ خیبر جب اُکھیڑا دی فرشتون نے ندا — یا علیؑ تجھپر فدا یہ ہمت مردانہ ہی
اے ولی اللہ تو ہی رونقِ بزم نبیؐ — تیری شمع حسن کا روح الامین پروانہ ہی

ٹوٹ کر دریا مین دیتے ہین صدا ہر دم حباب
دل مین ہو نور ولاے حیدر روشن ضمیر
حضرت روح الامین کا بھی معلم تھا یہی
ہو شب مرقد منور مثل ماہ چہاردہ

ہان کنارہ کش ہو غافل یہ مسافر خانہ ہی
طور موسیٰ سے فزون روشن مرا کاشانہ ہی
مظہر اعجاز خالق مرتضےٰ ہی یا نہ ہی
مدح حیدر لکھ قمر گر عاقل و فرزانہ ہی

سبب تصنیف طلسم ہفت پیکر

ایک دن یہ حقیر بعد ختم کرنے بقیۂ طلسم ہوشربا کے حاضر خدمت فیضدرجت جناب مستطاب معلی القاب فصیح و بلیغ قدردان اہل سخن سخن شناس فلک اساس فرزند دلبند تاجر جلیل سخن سنج کے کفیل جناب منشی نولکشور صاحب مرحوم سی۔ آئی۔ ای۔ یعنی جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ ہوا بعنایت و مرحمت ارشاد فرمایا کہ طلسم ہفت پیکر کا اشتہار آپ نے طلسم فتنۂ نور افشان کے آخر مین دیا ہی فرمائشین بھی اُسکی آگئین لہذا قلم اُٹھائیے جودت طبع دکھائیے ناظرین مشتاق ہین حقیر نے ارشاد فیض بنیاد مالک مطبع بسر و چشم قبول کیا یقین کامل ہی کہ اس طلسم ہفت پیکر کو دیکھکر ناظرین با تمکین طلسم ہوشربا کو بھول جائینگے تین جلدین اس طور سے قرار پائی ہین کہ جلد اول چالیس جزو جلد دوم پینتالیس جزو جلد سوم چھپن جزو اب ناظرین والا مقام اس طرف متوجہ ہون طلسم ہفت پیکر کو ملاحظہ کرین۔

دو کلمہ داستان حیرت بیان طلسم ہفت پیکر بصد کر و فر تحریر ہوتا ہی۔ فتنۂ نور افشان کی تیسری جلد مین لکھ چکا ہون قاسم و لندھور ہفت پیکر کو سجدہ کر چکے ہین امیر کے مقابلے کو آتے ہین یہین سے طلسم مذکور شروع ہوتا ہی۔ ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر زر فشان
مجھے بلبلین یہ سنانے لگین
چل ای کلک جادو نگار و فصیح
کہ ہو طبع روشن کا پھر امتحان
پلا ساغر بادہ و لعل سیب
سمان دیکھ لون رنگ گلزار کا

طبیعت کا ہوتا ہی پھر امتحان
اُٹھا ای قمر کلک نصرت نشان
لکھون حال پھر مین بلیغ و فصیح
ارے ساقی ماہ وش لاجواب
کہ ہو ہجر ساقی سے دل ناشکیب
پھرے طائران چمن نغمہ سنج

گھٹا مین فرح خیز آنے لگین
کہ اُٹھتا ہی آہو کا دل سے دھوان
لکھون ہفت پیکر کی اب داستان
ہو فضل خالق سے مین کامیاب
سجے جلسہ پھر رند میخوار کا
کہ غنچے لٹانے لگے اپنا گنج

ہر اک پھول ہے عارض حورشان
کہ لیلی کا ناقہ گیا نجد میں
محبت میں شیریں کے سودا ہوا
کہ اے کوہ کن یہ شرف مل گیا
یہ انجام الفت کا عجب ہوا
کہ انجام الفت کی خوبی ہوئی
ملعون ہفت پیکر کو باشد وعد

صبا کر رہی ہے جو اٹکھیلیاں
ہوا تخمیر روح فرہاد کو
کہ تیشہ لیا کوہ کن بن گیا
کہ شیریں پہ ہے جان شیریں نثار
کہ آخر کو فرہاد مردا ہوا
مرے ساقی سیمتن سے لقا
طبیعت کر گئی ہر اک جا مدد

درختان صحرا بھی ہیں وجد میں
سنبھالا نہ کیوں جان ناشاد کو
ہر اک سنگ سے آرہی ہے صدا
گل امتحان نے دکھائی بہار
مگر جان شیریں نے بھی آکے دی
سمجھے جلد راز محبت سنا

چہرہ شہسواران مراکب جانبازی و تہور شعاران میدان سرفرازی گوہر آبدار سخن کو اس طرح زیب گوش ناظرین ذی ہوش کرتے ہیں شعر دبیر سخن سنج شیریں مقال ہے چنیں مینگارد در کلک خیال ✦ سابق میں تحریر کر چکا ہوں جن حضرات نے تمام و کمال تیسری جلد طلسم فتنۂ نور افشاں کو ملاحظہ کیا ہوگا انکو معلوم ہے کہ قاسم و لندھور نے جا کر ہفت پیکر کو سجدہ کیا کئی دن قصر عشرت میں رہے بعد اُسکے نخل وحی سے حکم ہوا کہ ہمارے سپہ سالار قدرت کو جا کر سمجھا کے لاؤ قاسم جس معشوق پر عاشق ہیں اُسکا فراق ناگوار ہے قاسم نے عرض کی کہ فراق اس حسینہ کا مجھ پر شاق ہے وہ نازنین بھی رو رہی ہے دوسرا چہ نخل وحی سے گرا اُسمیں مرقوم تھا کہ دیکھیو نا شہسواران جلالت وا ہے مرد خوش ہو کہ ہیبت جس منزل پر اُترو گے وہاں معشوق بیلیکی نازنین کو بھی تسکین ہوئی قاسم و لندھور بیرون قصر عشرت آئے دیکھا فوجیں جمی کھڑی ہیں لندھور کے ساتھ لاکھ بندی جوانان خوشرو و خوشخو سجے ہوئے موجود ہیں ایک جانب قیماس خان خاوری فوج قاسم کے افسر بادشاہ لشکر شاہزادہ عمر گورزاد ختنی تخت پر سوار قاسم کا انتظار کر رہے تھے جیسے ہی یہ دونوں جوان باہر آئے داراب عیار نے فیل سیمرغ مبارک لندھور کا حاضر کیا سیارہ بن عمرو مرکب شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی سامنے لایا دونوں جوان سوار ہوئے کل اہل لشکر دم محبت کا خداوند ہفت پیکر کی بھرتے ہوئے سیر صحرائے سبزہ زار کرتے ہوئے بڑے کروفر سے دونوں فیرپہلے صاحبقران پر یہ سرکہ گذرا کہ جب لشکر میں مشہور ہوا کہ قاسم و لندھور جا کر مطیع مذہب ہفت پیکر ہوئے کل فرزندان صاحبقران مثل نور الدہر و بدیع الزمان و ایرج و جہانگیر صاحب جاہ و توقیر فرودگاہ داخل گئے ایک شب بادشاہ نے جو محل خالی پائے

دل بھر آیا شب کو ایک عرضی بخدمت صاحبقران لکھی مضمون یہ تھا کہ کل فرزندان صف شکن و علمشاہ تیغزن وغیرہ بہ فکر قاسم گئے یہ غلام بھی خدمت سے رخصت ہوتا ہے یہ عرضی لکھکر پلنگ پر ڈال دی فیروزہ بن عمرو عیار کو ساتھ لیا پشت مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوے طرف صحرا کے روانہ ہو گئے صبح کو جو صاحبقران کو معلوم ہوا خواجہ کو بلا کر فرمایا خواجہ تمھین معلوم ہوا کہ سب جوان قاسم کی فکر مین گئے خدا سب کی خیریت کرے اب مین پیر نحیف و ضعیف ان سب کی جدائی کا صدمہ کیونکر اُٹھاؤن پہلوان عادی کو بلاؤ اثالہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر چلے عمرو نے عرض کی کہ مقام سخت و صعب ہے اُدھر کا حضور قصد نہ کرین امیر نے آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا کب ممکن ہے کہ فرزند میرے جائین اور مین تامل کرون اُسی وقت اثالہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر پہلوان عادی چلے کل لشکر ساتھ ہے عیارون سے فرمایا تم لوگ تلاش کرو کہ فرزندون پر کیا گذری جو صاحب جہان طلبین ہمارے چلنے کی خبر پہونچاؤ سمجھا کر اُن شیرون کو ہمارے پاس لاؤ چند عیار رستم گردان عمرو نامدار بہ تلاش فرزندان عالی وقار چلے لیکن امیر با توقیر رہ روی کرتے ہوے آستے ہین جبر روز آب نو و جاے نو لیکن کل صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ملتے ہین صاحبقران سیر کرتے ہوے منزل بمنزل جاتے ہین ہر منزل پر خواجہ سے فرماتے ہین کہ خواجہ سرحد طلسم ہفت پیکر عجائب و غرائب سے مملو ہے ذرا سمجھکر چلنا عمرو نے کہا مین تو خداوند ہفت پیکر کا مطیع و معتقد ہون جاتے ہی اُسکو سجدہ کرونگا چھٹے دن صاحبقران ایک صحراے سبزہ زار مین جاکر اُترے نہایت صحراے فرح خیز بو پھولون کی عنبر آمیز نخل سر سبز و شاداب حوض مملو از آب نایاب حباب شناوری کر رہے ہین اُبھر کر کبھی مٹ جاتے ہین ناپائداری دنیا کا رنگ دکھاتے ہین کبھی آہوان صحراے آنکھ لڑاتے ہین امیر نے اُس صحرا کو بہت پسند فرمایا لشکر وہین ٹھہرا صاحبقران تماشا صحرا کا دیکھا کیے طائرون کی زمزمہ سرائی نخلستان کی رعنائی و زیبائی بعد فراغت کے جب چھپر کھٹ پر تشریف لائے آوازین کان مین آنے لگین کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہے امیر گھبرا کر اُٹھ بیٹھتے ہین کبھی خواجہ کو جگا کے فرماتے ہین کہ خواجہ سُنتے ہو کیا آوازین آرہی ہین خواجہ کہتے ہین حضور میرے کان مین آواز نہین آتی نہایت پریشان ہون صاحبقران کو شب بھر نیند نہ آئی آوازین سُنتے ہین سر دھنتے ہین یکایک ستارۂ سحری آسمان پر چمکا مقبل نے آکر امیر سے عرض کی کہ وقت نماز قریب ہے امیر فوراً اُٹھے

ضروریات سے مہلت پاکر نمازادا کی حکم دیا کہ پہلوان عادی سے کہو بارگاہ سلیمانی لیکر آگے
بڑھے عادی نے بوق ترکی بجایا بارہ ہزار قزاق تیار ہوکر سامنے آئے ارادہ ہی عادی کا کہ اٹھالے
بارگاہ کا لیکر بڑھون کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی امیر دیکھنے لگے دامنہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا سب نے
شبرنگ تازی پر قاسم لندھور بر سر فیل سوار پشت پر دونون کے لشکر ہے ہوئے اٹھائے بارگاہون
کے ساتھ لشکر صاحبقران جو دونون شیرون نے دیکھا گھوڑے سے اُتر پڑے حکم دیا کہ کل لشکر
یہین ٹھہرے بارگاہین استادہ ہون ایک جانب بارگاہ لندھور ایک جانب بارگاہ قاسم قاسم
خرامان خرامان جب دربارگاہ پر پہونچے دیکھا دربارگاہ پر مجلدار کرسی پر بیٹھی ہی کہاریان وچوبداریان
صفین جمائے کھڑی ہین قاسم کو سب نے سلام کیا قاسم نے سب کو پہچانا کہ یہ سب نازنیان مہ جبین
ساتھ والیان اُس معشوق گلعذار کی ہین پوچھا کہ اے تم کیونکر آئین سب نے عرض کی قدرت نے
آپ سے وعدہ کیا تھا کہ ہر مقام پر معشوق پریچہرہ موجود ہو آج ہم سب کو حکم ہوا کہ فرزند سپہ سالار
قدرت فلان منزل پر مقابلۂ صاحبقران مین پہونچا اپنے کو جلد پہونچاؤ ملکۂ عالم تشریف لائی ہین
ہم سب اُنکے ساتھ آئے ہین ملکۂ عالم اندر بارگاہ کے تشریف رکھتی ہین قاسم تعریفین خداوند
ہفت پیکر کی کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے دیکھا وہی مہ جبین حور پیکر منتظر آنکھون مین جادو
برائے استقبال کھڑی ہی قاسم کا استقبال کیا برائے تسلیم خم ہوئی ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا کہا کہ ای
شہریار حکم خداوند صادر ہوا کہ جلد اپنے کو پہونچاؤ قصر عشرت مین بیٹھی تھی پیک صبا نے مثل بوئے
گل مجکو پہونچایا شکر ہی کہ آپ کو بخیر و خوبی پایا لاکے قاسم کو مسند پر بٹھایا کنیزین برائے خدمتگزاری
حاضر ہوئین دور جام بے اندیشۂ انجام شروع ہوا قاسم نے بعد تھوڑی دیر کے حکم کیا کہ ہمارے
لشکر مین طبل جنگی بجے ہرکارون نے امیر کو خبر پہونچائی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون
مین تیاریان ہونے لگین صاحبقران کو بڑا افسوس ہی کہ اپنے لعل روان قاسم عالیشان سے کیونکر
مقابلہ کرونگا کیا انجام ہوگا اسی فکر مین چار پہر رات گذری مرغ زرین نیر اعظم کا شانۂ مشرق سے اُڑا
شاخ نخل شعاع پر آکے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا ادھر صاحبقران سوار ہوئے تمام فوج ہمراہ
میدان کارزار مین پہونچے خواجہ عمرو صاحبقران زمان کے ساتھ ہی صدائین سُن رہا ہی کہ ہر شعلہ ہر طائر
بھی آواز دیتا ہی کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہی خواجہ عمرو مضطر ہین امیر انتظار مین ہین کہ

لشکر حریف آئے تو مقابلہ ہو لیکن نہایت متردد و متوحش ہیں کہ دیکھیے قاسم سے کیا گذرے میں نے زمانۂ
کمسنی میں زیر کیا تھا کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی قاسم و لندھور آگے آگے پشت پر فوج ہندیان
بڑے زور و شور سے آکر پہونچے صفیں جمنے لگیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کھکے کہ قاسم نے
مرکب نکالا لندھور نے بڑھ کر عرض کی کہ اے شہنشاہ اقلیم جلالت و اے مقبول بارگاہ قدرت
آپ تامل فرمائیے ایسا ایک گرز دو دستی امیر کو ماروں کہ پیوند خاک ہوں قاسم نے کہا کہ آپ کی
ضرورت نہیں آپ تامل فرمائیے اے دارائے ہند وحی بھی میرے نام آئی ہے لندھور کو سمجھا کر میرا
تنگ مرکب کو موافق مرضی کے درست کیا تا کہ عرصہ حریف پر تنگ کرے صاحبقران حیران
قاسم کی جانب دیکھ رہے ہیں قاسم مرکب اڑاتے ہوئے گھوڑا چمکاتے ہوئے میدان میں آئے
اسپ تازی چوگان بازی فنون نیزہ و تیر اندازی صاحبقران کو دکھا رہے ہیں مرکب کو روکا ارادہ
کیا کہ صاحبقران کو آواز دوں صحرا سے گرد اڑی خورشید بن ہاشم تیغ زن پشت مرکب پر سوار چتر
خورشید چتر کوکب عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے اس شان سے خورشید آکر پہونچے صاحبقران
کو سلام کیا عرض کی کہ کیوں جد عالی تبار یہ خاوری حضور کے مقابلے کو میدان میں آیا ہے اگر حکم ہو
تو مشکیں باندھ کر لاؤں امیر نے فرمایا اے نور نظر قاسم فرزند رستم صاحب شوکت و حشم ہے ایسا نہ ہو کہ
تم پر کوئی افتاد پڑے عرض کی حضور ملاحظہ کرینگے ہر چند امیر نے روکا خورشید نے نہ مانا امیر کو
سلام کر کے مرکب بڑھایا سامنے قاسم کے آئے نگاورزن ہوئے تین قدم مرکب قاسم کا ہٹا پانچ
قدم مرکب خورشید قاسم نے کہا کہ اے خورشید اپنے خداوند حقیقی کو نہیں پہچانا مقام تعجب ہے خورشید
ہنس پڑے کہا اے قاسم مزاج کیسا ہے عجب کلمہ تمنے اسوقت کہا کہ لائق کہنے کے نہ تھا خداوند حقیقی
کو چھوڑا معبود برحق کی محبت سے منہ موڑا دین باطل اختیار کیا الٹا آپ مجھے سمجھاتے ہیں اے قاسم
شرم نہیں آتی قاسم نے نیزہ مارا کہا بس خاموش رہو بمقدمۂ مذہب کوئی کلمہ نہ کہو ورنہ زبان سنان
ولستان سے چھید ڈونگا دونوں جوانوں میں نیزہ چلنے لگا چند طعنیں رد و بدل ہوئی تھیں کہ قاسم نے
طرف آسمان کے دیکھا منہ سے نکل گیا کہ یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے نثار یہ کہکے نیزہ
کا نشنہ کر کے مارا کہ ہاتھ سے خورشید کے نیزہ نکل گیا خورشید نے گردن میں ہاتھ ڈالا دونوں شیر پشت ہائے
مرکب سے کودے آپس میں کشتی ہونے لگی شام قریب تھی سیلاب شب گیسوے عنبریں کھولا چاہتی تھی

نقاب چہرے سے اُٹھائی ہی مجنون روز داخل نجد مغرب ہوا چاہتا ہی کہ قاسم خورشید کو لے دوڑے
دس بارہ قدم ریل کرلائے میدان پر لاکر کہا ماکہ دونون گھٹنے خورشید کے آشنائے زمین ہوئے قاسم نے
کمر مین ہاتھ ڈال کر لنگر نہ قایم ہونے دیا یا خداوند ہفت پیکر کہہ کے زور جو کیا لنگر خورشید کا اُکھاڑا تیسرے
زور مین سر سے بلند کیا خورشید کا چہرہ زرد دل مین درد بیہوش ہوگیا قاسم نے زمین پر ملا خورشید
کی مشکین باندھین سیارہ کو دیا سیارہ خورشید کو لے گیا دونون لشکر پلٹے صاحبقران رنجیدہ و
کبیدہ واپس ہوئے خواجہ سے فرماتے ہوئے کہ ذرا دریافت تو کرو خورشید پر کیا گذری ہرکارون نے
راہ مین خبر دی کہ خورشید قید خانے مین پہونچا لیکن آب و دانے کا حکم دیا ہی میار سے تاکید کی کہ توقیر
کا اس جوان کی خیال رہے صاحبقران خاموش ہو رہے قاسم جو بارگاہ مین آئے لندھور بھی
ساتھ ہو لیے کہا ای شہریار کس لطف سے آپ لڑے ہین کس دہوسے خورشید کو زیر کیا قاسم نے کہا
کہ ای دارا سے ہند جب دادا جان سے مقابلہ پڑے تب حال کُھلے لندھور نے کہا کہ ای
صاحبقران ہفت پیکر تمسے کون مقابلہ کر سکتا ہی تم پر نگاہ مہر محبت خداوند ہی قاسم جو خیمون پر تائے
پہیر رہے ہین بیٹھتے ہی حکم دیا کہ پہر طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات
گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صاحبقران نے نماز سحر سے فراغت حاصل کی پشت اشقر پر سوار ہوئے
طرف میدان کارزار کے چلے اُدہر سے قاسم و لندھور بقاعدۂ دیروزہ میدان کارزار مین آئے صفوف
جدال و قتال آراستہ ہوئین قاسم نے مرکب نکالا میدان کارزار مین آکر نعرہ کیا کہ یا صاحبقران زمان
مقابلے مین اس حقیر کے آئیے امیر نے اشقر کو پھیرا عمرو قدمون سے لپٹ گیا کہتا ہی کہ ای آقائے نامدار
و ای مولائے قدرشناس آپ مقابلے مین قاسم کے نہ جائین بڑا مقام تعجب ہی کہ حضور سے اور قاسم
سے مقابلہ پڑے نہین معلوم کیا گذرے امیر نے فرمایا خواجہ وہ پکار رہا ہی نام میرا لیتا ہی کیونکر نہ جاؤن
یہ کہکے اشقر کو مہمیز کیا مین ٹھیکون مین مرکب مقابلہ قاسم مین آیا قاسم نے امیر کو سلام کیا ہاتھ باندھ کر
عرض کی غلام براہ خیرخواہی عرض کرتا ہی حضور نے بڑے بڑے شاہون کو شکست دی آج تک مذہب
کو تحقیق کیا بہتر یہ ہی کہ خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کیجیے امیر نے جھلا کر جواب دیا کہ او بے غیرت کیا بیہودہ
بکتا ہی جو کچھ ہو سکے قصور نہ کر قاسم نے نیزہ اُٹھایا نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
چنگاریان آگ کی گرین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین امیر ہر مقام پر زیادتی کرتے ہین قاسم

تنگ ہو رہا ہی جب صاحبقران نے کئی مرتبہ چاہا کہ نیزہ اسکا نکالدون مگر ممکن نہین ہوتا قاسم اپنے کو بچاتے ہین قاسم نے طرف آسمان کے دیکھا پکارا اُٹھا کہ یا خداوند ہفت پیکر میری مدد کیجیے اگر نیزہ نکلا تو اپنے کو ہلاک کرونگا جیسے ہی قاسم نے یہ پکار کر کہا صاحبقران کا قلب تھرایا دل گھبرایا امیر سمجھے کہ یہ تاثیر سحر ہی فوراً اسم اعظم پڑھا گانٹھ کر نیزہ قاسم کو تھپیڑو مارا کہ نیزہ ہاتھ سے قاسم کے نکل گیا قاسم غصّے مین کانپا آتشخو شعلہ مزاج جاہون کے سرکا تاج جھلا کر تیغہ پلارک کے قبضے پر ہاتھ ڈالا برق شمشیر تڑپکر نکلی ہاتھ صاحبقران پر مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا ارادہ ہوا کہ ہاتھ عقرب کا ماردون محبت نے روکا مگر ہاتھ تلوار کا اننگ سے لگایا قاسم تو بیجوٹ ہاتھ لگاتے ہین صاحبقران قاسم کو بچا کے ہاتھ لگا دیتے ہین حیران ہین کہ مین کیا کرون اگر خدا نخواستہ قاسم کو کوئی چشم زخم پہونچا تو مین رستم کو کیا مُنھ دکھاؤنگا ایسے ایسے خیال دل مین ہین مگر ہاتھ تلوار کا لگایا قاسم نے بلا تکلف کلائی پر ہاتھ ڈال دیا امیر کو ناگوار تو ہوا گریبان قاسم کا پکڑا دونون پہلوان گھوڑون سے کودے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین امیر و قاسم سے کشتی کس زور و شور سے ہو رہی ہی دوپہر کامل آپس مین کشتی ہوئی دوپہر کا وقت تھا ایک مقام پر صاحبقران کو ریل کرلے دوڑا امیر چند قدم جا کر پلٹے جتنا ہٹے تھے اُس سے دونا قاسم کو ریل کرلے گئے چاہتے ہین پٹک ماردون قاسم نے بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا پکارا اُٹھا کہ یا خداوند ہفت پیکر مدد کیجیے یہ جو قاسم نے بیقرار ہو کر کہا زمین برابر سے پاے صاحبقران کے شق ہوئی امیر و قاسم غرق زمین ہوے لشکر مین امیر کے شور گریہ و زاری بلند ہوا عمرو گھبرا کر دوڑا صاحبقران کی آنکھ بند ہو گئی تھی اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک کمرے مین پایا ایک جادوگر کو دیکھا کہ سیاہ رو بدخو ہتھکڑی ہاتھ مین ہاتھ صاحبقران کا تھام کر چاہتا ہی کہ ہتھکڑی پہناؤن صاحبقران نے فرمایا او ملعون تو کون ہی کہ پہلو سے قاسم نے آواز دی دادا جان سرکشی کو کام نہ فرمائیے سر جھکائیے یہ شخص فرستادۂ قدرت خداوند ہفت پیکر ہی اسکے سامنے سرکشی بہتر نہین ورنہ بستر بچھائیگا امیر نے قاسم کی طرف سے تو مُنھ پھیرا جادوگر کی کلائی پر ہاتھ ڈالا معلوم ہوا شعلۂ آتش پر ہاتھ رکھدیا امیر نے اسم اعظم پڑھا گرمی شعلے کی موقوف ہوئی صاحبقران نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا سر ساحر کا اُڑ گیا جہان قاسم کھڑے تھے اُس مقام کی زمین شق ہوئی قاسم تو غرق زمین ہوئے جب اُس ساحر کا سر اُڑ گیا تو وہان اندھیرا ہوا آواز مہیب آنے لگین آخر کو صدا آئی کشتی مرا نام من خاکسار جادو بود بعد چندے در ماتم

جو اندھیرا دفع ہوا امیر نے اپنے کو لشکر کے کنارہ پر پایا سردار امیر کو دیکھکر دوڑے ادھر قاسم نے اپنے کو اپنے لشکر کے کنارے پر پایا قیماس خان وغیرہ نے قاسم کو بیچ مین لیا طرف اپنی بارگاہ کے چلے صاحبقران جو کنارے پر اپنے لشکر کے نمایان ہوے عمرو یا تو بدحواس تلاش امیر مین دوڑتا پھرتا تھا اپنے آقا کو جو دیکھا دوڑ کر لپٹ گیا کہا کہ آقا کیا ماجرا گذرا امیر نے فرمایا ایک ساحر نے چاہا تھا کہ گرفتار کرون مگر بہ عنایت پروردگار واصل جہنم ہوا جب اسم اعظم مین نے پڑھا تب وہ ملعون دبا یہ تو خواجہ عمرو کو بخوبی ظاہر ہوا کہ ہفت پیکر ساحر زبردست ہے زمین و آسمان سب سحر بند ہین خدا اسکے شعبدون سے بچائے اپنے کو بہت محفوظ رکھنا یہ ثابت ہوا کہ ہر مقام پہ ساحر موجود ہین خواجہ امیر سے باتین کرتے ہوے بارگاہ مین آئے قاسم جو پلٹ کر بارگاہ مین آئے لشکر ہو سے کہا کہ ای عمر نامدار مین وقت پر قدرت نے مدد کی لیکن امیہ بچ گئے کل انشاءاللہ گرفتار کرونگا یہ کہکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے جب طبل جنگی بج چکا امیر کو ہرکارون نے خبر دی امیر نے بھی حکم دیا کہ یہان بھی طبل سکندری چوب پڑے تیاریان ہونے لگین لیکن مہتر کوکب عیار خورشید بن ہاشم تیغ زن فراق مین اپنے آقا کے دیوانہ وار وحشی مثال ایک بڑھیا کی شکل بنکر لشکر قاسم مین آیا پھرتا پھراتا سامنے قیدخانے کے پہونچا دیکھا کہ ایک خیمہ استادہ ہے اُسکے دروازے پر حسن خان خاوری برادر قیماس خان مع چالیس جوانون کے بیٹھے ہین کوکب عیار نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ خورشید اسی مقام پر قید ہین حال دریافت کرکے کنارے ہوا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک کلوار کی شکل بنکر جیاہوا سر پر انگوچھا آدھا کھلا آدھا بندھا ہوا جسقدر انگوچھا کھلا ہے زمین پر لٹک رہا ہے دھوتی آدھی کھلی آدھی بندھی ایک گھڑا شراب کا سر پر رکھا ہے گاتا ہوا چلا حسن خان نے اپنے ساتھ والون سے کہا کہ اسکو بلاؤ نشے مین ہے شراب چھین لو چند ملازم دوڑے عیار نے اُن کو دیکھکر گھڑا زمین پر رکھدیا آپ الگ جا کر گرا ظاہر مین سب کو معلوم ہوا کہ بیہوش پڑا ہے فرزند عمرو سب دیکھ رہا ہے کہ اُن سب نے شراب اُٹھائی آپس مین تقسیم ہونے لگی تھوڑے ہی عرصے مین سب کے سب بیہوش ہوے کوکب اُٹھا خنجر کھینچا پھر خیال آیا کہ اہل اسلام کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنا اچھا سب نہین بیہوش پڑے ہین مین پہلے آقا کو رہا کرون اندر خیمے کے آیا دیکھا کہ خورشید بن ہاشم سر زانوے غم رکھے بیٹھے ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کوکب نے آکر سلام کیا کہا کہ آقا چلیے آپ کو چھڑاون

خورشید نے کہا کہ ای کوکب ہر چند کہ قاسم میرا افسر ہی کسی دست راستی کے ہاتھ سے مین زیر نہین ہوا قاسم
سردار دست چپی ہی مگر مقام غیرت ہی اگر قاسم مجکو ایک ہاتھ تلوار کا مارتا کہ دو ٹکڑے ہو جاتے تو بہتر تھا لشکر
مین جدا مجھکے قاعدہ بندھا ہوا ہی کہ کل فرزندان صاحبقران ایک کو ایک زیر نہین کر سکتا
دست راستی مضحکہ کرینگے کہ خورشید کو قاسم نے زیر کیا اُس وقت کیا جواب دونگا کیسا شرمندہ
ہونگا بس یہ تیرا احسان ہی کہ ایک خنجر مار دے کہ میرا خاتمہ ہو کوکب نے باتون مین لگا کر عطر بیہوشی
سُنگھایا خورشید کو بیہوش کیا ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ کے وہین ڈالدین پشتارہ باندھ کر لے بھاگا
لیکن جب لشکر سے نکلا پشتارہ بھاری ہوتا جاتا ہی یہ دبا جاتا ہی لیکن بھاگا ہوا چلا آتا ہی اتنی دور
نکل آیا کہ لشکر صاحبقران کے نشان معلوم ہونے لگے خوشی خوشی جاتا ہی کہ خدمت مین امیر با توقیر
کی پہونچون یقین ہی کہ بہت خوش ہون قریب ایک چشمے کے پہونچا خیال مین گذرا کہ پشتارہ بہت
بھاری ہو گیا ہی تھوڑی دیر ٹھہر جاؤن یہ سوچ کر پشتارہ ایک تختۂ سنگ پر رکھا چشمے سے ہاتھ منھ
دھو رہا تھا کہ چشمے سے ایک مچھلی نے سر نکالا پکار کر آواز دی کہ ای عیار طرار تو خداوند
ہفت پیکر کو بالکل دور جانتا ہی وہ خداوند برحق ہی اگر اُسکو بھولیگا کسکو یاد کریگا کوکب کے
ہوش اُڑ گئے کہ مچھلی مثل انسان کے سمجھا رہی ہی پکار پکار کے کہتی ہی کہ او عیار خداوند ہفت پیکر
کو سجدہ کر ورنہ بہت پریشان ہوگا کیون اپنی جان کا دشمن ہوا ہی بھاگ جا ورنہ آفت آیا چاہتی ہی
یہان سیارہ بن عمرو عیار قاسم کا سو رہا ہی کہ ایک آواز ہیبتناک کان مین آئی کہ او عیار فرزند
سپہ سالار قدرت ہوشیار ہو قیدی کی خبر لے تیرا بھائی اُسکو لیے جاتا ہی فلان چشمے پہ ٹھہرا ہی
سیارہ گھبرا کر اُٹھا آنکھیں ملتا ہوا باہر آیا طرف قید خانے کے گیا دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہین
اندر قید خانے کے جا کر ہتھکڑیان بیڑیان دیکھین سیارہ کو ثابت ہوا کہ خورشید کو کوئی چھڑا لے گیا
بیقرار ہو کر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر کدھر تلاش مین جاؤن آواز آئی کہ فلان چشمے پر جا کر
کوکب سے مقابلہ کر اُسکی ہی مشکین باندھ لا سیارہ یہ آواز سُنکر بھاگا یہان مستر کوکب جب مچھلی
نے کئی مرتبہ آواز دی کہ اعتقاد خداوند ہفت پیکر کیون نہین کرتا پیدا کرنے والے کو
بھولتا ہی تیرا سر کوب آیا چاہتا ہی خوف سے ذرا جھپٹ کر چاہا کہ پشتارہ اُٹھا لون آواز آئی کہ او
کوکب خبردار آگے نہ بڑھنا غضب کیا تو نے کہ عیاری کرکے آقا کو اپنے لیے جاتا ہی کوکب نے

پلٹ کر دیکھا کہ سیارہ نیمچہ کھینچے ہوے آتا ہی جھپٹ کر چاہا پشتارہ اُٹھاؤن کہ سیارہ نے آکر نیمچہ مارا
کوکب سے اور سیارہ سے نیمچہ چلنے لگا کوکب دیکھتا ہی کہ میرا نیمچہ پوری چوٹ پر نہین پڑتا اور
سیارہ جب نیمچہ مارتا ہی یقین ہوتا ہی کہ سر اُڑ جائیگا بمشکل چوٹ کو بچاتا ہی کہ آواز آئی او گستاخ
خوف خداوند بالکل دل مین نہین نیمچہ پھینک دے تیرا بڑا بھائی ہی اسکے قدمون پر گر خطا معاف کرا
پلٹ کر دیکھا کہ وہی مچھلی چشمے سے آواز دے رہی ہی ذرا پلک جو کوکب کی جھپکی سیارہ نے حلقہاے
کمند مارے گلے مین حلقے پڑے چاہا جست کرکے نکلون سیارہ نے حباب ماردیا کوکب گرا سیارہ
نے مشکین باندھین مچھلی نے جھپٹ کر خورشید کو منہ مین دبالیا چشمے مین پھاند پڑی سیارہ
کوکب کو لیکر تعریف ہفت پیکر کی کرتا ہوا پلٹا یہان قاسم لشکر دربار مین بیٹھے ہین قیاس خان
وغیرہ نے عرض کی کہ کوکب عیار خورشید آپ کے سردارون کو بیہوش کرکے اپنے آقا کو لے گیا
مگر آپ کا عیار سیارہ فکر مین گیا ہی لندھور نے کہا کہ ہمین ان باتون سے کیا کام خداوند ہفت پیکر
کو سب طرح کا اختیار ہی قاسم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ مین ابھی جاکر سامنے سے صاحبقران کے
خورشید کو لاتا ہون یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی آئی دیکھا کہ سیارہ پشتارہ بدوش آتا ہی قاسم نے کہا
کہا ہے یہ کسکا پشتارہ ہی کہا حضور عیار خورشید مع کوکب کو پکڑ لایا لیکن پشتارہ خورشید پر
عجب معرکہ گذرا کہ ایک مچھلی چشمے سے نکلی پشتارہ خورشید کا منہ مین دبا کر چشمے مین کود گئی لندھور
و قاسم نے کہا کہ یہ قدرت خداوند ہفت پیکر ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ خورشید
کتنے زمین ہتھیار باندھے ہوے پوچھ رہے ہین کہ ہمارا افسر شاہزادہ خاور سپاہ کس مقام پر ہی
قاسم نے چند سردارون کو اشارہ کیا کہ خورشید کا استقبال کرو قیاس خان وغیرہ باہر نکلے
دیکھا خورشید بن ہاشم مسلح آتے ہین تعریف خداوند ہفت پیکر کی کرتے ہوے سامنے قاسم کے
آئے قاسم کو جھک کر سلام کیا کہا کہ اے نور نگاہ رستم تمہارے بڑے مرتبے ہین مچھلی مجھکو اُٹھا کر
کوہ زبرجدی پر لیگئی تصویر خداوند حقیقی کو دیکھا پردے جو آنکھون پر پڑے تھے وہ اُٹھ گئے
آپکو پہلوے تخت خداوند پر پایا عیار بھی سامنے حاضر تھا اسکو بھی حکم ہوا کہ سجدہ کرین سنے
اور عیار نے ملک یعنی کیا حکم ہوا کہ لشکر مین فرزند سپہ سالار قدرت کے جاؤ اُسی کے ساتھ
رہو قاسم نے پہلو مین جگہ دی سیارہ نے عیار کو ہوشیار کیا اُٹھتے ہی قدمون پر قاسم کے گرا

کہا آپ مقبول بارگاہ خداوند ہین مین نے دربار خدائی کو دیکھا آج اعتقاد ہوا اگر حکم ہو تو خواجہ کو پکڑ لاؤن قاسم نے کہا کہ مقدمے مین اُسکے قدرت کو اختیار ہی جو مناسب جانین گے وہ کرینگے مجھے تو مقدمے مین دادا جان کے حکم ہی کہ آج سر میدان زیر کرونگا خورشید نے کہا کہ بھائی صاحب تم کیون تکلیف کرو مین صاحبقران کو گرفتار کر لاؤنگا یہ ذکر تھا کہ مرغ زرین آفتاب آشیانۂ مغرب سے اڑا شاخ نخل شعاع پر آکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا ضیا دہہر نے دنیا مین اپنا عمل کیا قاسم اُٹھے چند ساعت ہفت پیکر کی تعریفین کین حکم ہوا کہ مرکب لاؤ شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی پر سوار ہوے خورشید بھی مثل سردارون کے ساتھ ہین مشتر کوکب بل کرتا ہوا سیارہ سے کہتا ہی کہ بھائی صاحب مین عمرو کو گرفتار کرونگا سیارہ کہتا ہی تامل کرو کیا جلدی ہی بڑا تردد یہ ہی کہ آقا سے خداوند و صاحبقران عالی وقار سے کیا گذرے گی لشکر کو لیکر قاسم میدان کارزار مین آئے یہان ہرکارون نے امیر کو خبر دی کہ شاہزادہ خورشید و مشتر کوکب پر یہ معرکہ گذرا کہ قاسم کی اطاعت کی امیر کی آنکھون مین آنسو بھر آئے فرمایا کہ دیکھیے میدان کارزار مین کیا گذرے عمرو کہتا ہی کہ یا امیر ہفت پیکر کو سجدہ کرنا ہوگا امیر فرماتے ہین کہ خواجہ اپنی حیات مین تو ممکن نہین شیطان رہزن دین و ایمان نہ ہو یہ فرما کر پشت اشقر پر سوار ہوے لشکر کو لیکر میدان مین آئے صف بندی ہوئی جب نقیب نقابت کرکے ہٹے شاہزادۂ خاور سپاہ نے مرکب بڑھایا میدان کارزار مین آکر سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے صاحبقران نے اشقر صف سے نکالا مقابلے مین قاسم کے آئے قاسم نگاور زن نہ ہوا جھک کر سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ آپ کو خداوند ہفت پیکر نے صاحبقران اعظم کیا کس مقام پر مدد کی مجھے بڑے ملک آپ نے فتح کیے مقام افسوس ہی کہ آپ نے اپنے پیدا کرنے والے کو نہ پہچانا امیر نے فرمایا کہ اے قاسم تو یہ کر ہفت پیکر کوئی ساحر بدبخت ہی اُسپر لعنت کر قاسم نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی آپس مین ہونے لگی دو گھڑی کامل نیزہ چلا صاحبقران نے قصد کیا کہ بند صاحبقرانی کا ٹھون نیزہ قاسم کا اکھاڑون کہ ہواے تند چلی نخل اکھڑ کے گرنے لگے اسقدر اندھیرا ہوا کہ عمرو نے دیکھا صاحبقران و قاسم نہین معلوم ہوتے گرد و غبار چھا رہی ہی کہ دونون پہلوان چھپ گئے عمرو حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا صاحبقران مع مرکب

عمار دہین اور قاسم بھی نہین عمرو گھبرا گیا حیران تھا کہ کہان جا کر ڈھونڈھون لشکر کو لیکر پلٹا حیران ہو
کر کہان تلاش کرون مگر صاحبقران زمان اُس اندھیرے مین ایسا گھبرائے ہرچند چاہتے تھے کہ
دیکھون کیا معرکہ ہوا کچھ نہ معلوم ہوتا تھا یکایک زمین شق ہوئی نیزہ ہاتھ سے صاحبقران کے گرا
صاحبقران وقاسم غرق زمین ہوے بعد تھوڑے وقفے کے اپنے کو مسلسل ومطوق پایا دو زنگی
صاحبقران کو کشان کشان لیے جاتے ہین امیر جو اسم اعظم یاد کرتے ہین تو بالکل فراموش ہرچند
چاہا کہ یاد کرون اسم اعظم یاد نہ آیا زنگی امیر کو لیے ہوے برسر کوہ فیروزہ آئے پہاڑ پر دیر بنا ہوا ہی
تصویر فیروزہ بیچ مین کھڑی ہی گرد بت ہاے سنگین فیروزۂ تاجدار دست بستہ کھڑا پوچھ رہا ہی
کہ کیون خداوند سپہ سالار قدرت سے کیا گذری تصویر نے آواز دی یہان حاضر ہوا چاہتا ہی کہ
صاحبقران سامنے اُس تصویر کے آکر پہنچے مثل اہل اسلام کے امیر نے صاحب سلامت کی
تصویر سے قہقہے کی آواز آئی صدا دی کہ کیون سپہ سالار قدرت قدرت نے کس کس مقام پر تمھاری
مدد کی باختر ایسا ملک تمھارے ہاتھ سے فتح کرایا لقا آخر بدحواس ہو کر بھاگا پردۂ قاف مین
تمھارے ہاتھ سے دیوزادون کو قتل کرایا ثانی سلیمان لقب دلوایا مگر تمنے قدرت کو اب تک نہین
پہچانا صاحبقران جواب وسوال تصویر سے کر رہے ہین تصویر سے ہر مرتبہ آواز آتی ہی امیر بھی
ویسا ہی جواب دیتے ہین ناظرین پر واضح ہو کہ اسم اعظم تو صاحبقران کا بند ہو گیا لیکن حرز ہیکل
گلے مین ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ جس ساحر نے اسم اعظم بند کیا تھا اُسکو حرز ہیکل امیر کا
حال معلوم نہ تھا یہ وجہ ہی کہ صاحبقران ہوشیار ہین اور سوال وجواب بھی کر رہے ہین پھر تصویر
سے آواز آئی کہ اے سپہ سالار قدرت تمکو قدرت نے کہان کہان بچایا ہوش ربا ایسا طلسم تمھارے
نواسے کے ہاتھ سے فتح کرایا حیرت ایسی شاہزادی سے چالاک ایسے عیار کو لیکر بھی قبول کیا
یہ بھی قدرت جانی قدرت کی ہی اگر سجدہ نہ کروگے قید کرکے ہلاک کرونگا اگر قدرت چاہین تو ابھی برق
قہر وغضب کو حکم دین کہ تمپر گرے ابھی تمھارے دو ٹکڑے ہون اور کیون اے حمزہ تم کیا اس ناعیار
ساربان زادے کی ذات کا بڑا گھمنڈ ہی کہ آکے عیاری کریگا تم کو چھڑا لیجائیگا یہ کہکے آواز دی کہ
اے فیروزہ جادو امیر کو لیجا کر قلعۂ فیروزہ نگار مین قید کر دو یہ کہکے تصویر کے منھ سے گھولا دھوان منھ سے
نکلا پھر تصویر سے آواز آئی کہ اے بندگان خداوند ہفت پیکر عمرو کو فوراً گرفتار کرکے لاؤ دیر نہو

سارباں زادے کے نام سے لوگ بہت ڈرتے ہیں یہ آواز سُنکر دھوئیں سے ایک طائر پیدا ہوا مثل انسان کے آواز دی کہ میں جاتا ہوں عمرو کو لیئے طائر آسمان میں ڈوب کر غائب ہوا فیروزہ تاجدار صاحبقران کو مسلسل و مطوق کرکے اپنے قلعے میں لایا دیکھا امیر نے کہ دروازہ بہت بلند ہی بالاے قلعہ گولہ انداز و برق انداز ٹہل رہے ہیں فیروزہ لیے ہوئے صاحبقران کو داخل قلعہ ہوا امیر نے دیکھا کہ شہر آباد دریا دل شاہ زنجیر کو سنبھالے ہوئے ارابے پر سوار شہر کی سیر دیکھتے ہوئے چلے پہلے دارالامارۂ شاہی ملا ایک قصر میں لاکر صاحبقران زمان کو بند کیا نگہبان مقرر کیے گرجب لشکر صاحبقران پلٹا خواجہ عمرو حیران و پریشان کمیدان و رسالہ دار مضطر و حیران عمرو نے سب کو تسکین دی کہا کہ یارو تم سب اسی مقام پر ٹھہرو میں تلاش میں آقا کی جاتا ہوں یا تو انشاءاللہ آقا کو لیکر آؤنگا یا جان دونگا عمرو بصورت اصلی لشکر سے نکلا دیکھا کہ لشکر قاسم و لندھور ندارد سر کہ لندھور و قاسم پر یہ گذرا کہ یا تو قاسم صاحبقران سے رہ رہے تھے یکایک آنکھ بند ہوئی اپنے کو قصر فیروزہ پر پایا تصویر خداوند کو دیکھا آواز آئی کہ ای فرزند سپہ سالار قدرت دو چار دن میں تکلیف اُٹھا کے دادا تمھارے قدرت کو سجدہ کرینگے قاسم نے عرض کی کہ قدرت انکو قتل کیوں نہیں کرتے آواز آئی کہ ای شیر بیشۂ جرات وای یکہ تاز میدان جلالت وہ سپہ سالار قدرت ہی وہ جو قدرت کو سجدہ کریگا ملک باختر و سنجاق وغیرہ میں مذہب قدرت جاری کریگا تمکو اُس پر بھی افسر کرینگے قصر عشرت میں جاکر مصروف عیش و نشاط ہو و اب کشورکشا و شاہزادہ جہانگیر بھی اُسی مقام پر موجود ہیں جب کوئی جنگ درپیش ہوگی تمکو اور انکو تکلیف دیجائیگی یہ باتیں سُنکر قاسم کی آنکھ بند ہوئی اب جو آنکھ کھلی اپنے کو قریب قصر عشرت پایا لندھور فیل میمونہ سے اتر رہے ہیں قاسم نے لندھور سے کل کیفیت بیان کی کہ قدرت نے یہ پرورش فرمائی لندھور نے سجدۂ شکر خداوند ہفت پیکر کیا یہ بھی نہ پوچھا کہ امیر پر کیا گذری لندھور و قاسم ہاتھ پکڑے ہوئے داخل قصر عشرت ہوئے دونوں کی معشوقیں پریچہرہ و گل اندام مقبول طبع خاص و عام عارض رشک ماہ تاباں گیسو مشکین نشان خدام خوبیاں ایک نے لندھور کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا اور ایک قریب قاسم آئی جہانگیر و دارا ب [illegible] اپنے قصر سے نکل کر بپاسے تعظیم قاسم آئے جہانگیر سے قاسم نے حال پوچھا جہانگیر نے کہا کہ

ای فرزند آج حال ہمپر تمھارے مرتبے کا کھلا کہ مقبول بارگاہ ہفت پیکر ہو ہمکو بھی اسی قصر مین رہنے کا حکم ملا ہی یہ چارون شیر داخل قصر عشرت ہین ناظرین پر واضح رہے کہ عیار انکے اور مقام پر قید ہین کہ اُنکا ذکر بھی وقت پر کیا جائیگا اب حال خیریت مآل خواجہ عمرو تحریر کیا جاتا ہی کہ خواجہ عمرو تلاش مین صاحبقران کی صحرا صحرا مارے مارے پھرتے ہین ایک دن عمرو پھرتے پھرتے ایک نخل کے سامنے مین آکر بیٹھا کہ گانے کی آواز کان مین آئی طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ پانچ سات عورتین ملی ہوئی گا رہی ہین خواجہ عمرو اُس صدا کی جانب متوجہ ہوے تھوڑی دور جاکر دیکھا کہ ایک باغ کے آگے ایک نخل کلان ہی اُسمین جھولا پڑا ہوا بارہ چودہ نازنیان مہ جبین اُس پر بیٹھی ہوئی تانین اُڑا رہی ہین ایک نازنین بیچ مین تاج سر پر سب کی افسر معلوم ہوتی ہی ڈھولک آگے رکھا ہوا بجا رہی ہو سب کنیزین گا رہی ہین خواجہ کنارے کھڑے دیکھا کیے ایک کنیز اُن مین سے براے رفع حاجت اُٹھکر ایک جھاڑی کے قریب آئی براے ضرورت بیٹھی عمرو نے آہستہ سے آکر اُس کنیز کو بیہوش کیا اُسکو تو کنارے ڈالدیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا اُس کنیز کی شکل بن کر تیار ہوے اُسی کے کپڑے پہنے اُسی کا زیور زیب جسم کیا جب چلے تو خیال آیا کہ اسکا نام نہ پوچھا ٹہلتے ہوے طرف جھولے کے چلے ایکنے اُن مین سے آواز دی کہ اری غنچہ دہن جلدی آ آکر پینگ لگا خواجہ نہ بولے ایک کنیز نے ہاتھ پکڑ کے کہا کہ کیون تو کیا گونگی ہوگئی ہو بات کا جواب نہین دیتی ہو ملکہ گلشن گلرخسار یاد فرماتی ہین خواجہ عمرو اُسکے ساتھ چلے نام بھی اپنا سمجھ گئے اُنکے پہلے سے پھر سے پیرآنے کہا واری آپ کی خوشی ہو تو ایک چیز مین گاؤن اُس شاہزادی نے کہا کہ اری غنچہ دہن تجکو تو گانے سے نفرت ہو تو گانا کیا جانے کہا واری ابھی نیا معرکہ گذرا لونڈی جو ابھی واسطے پیشاب کے گئی خود بخود آنکھ بند ہوئی دیکھا کہ خداوند ہفت پیکر سامنے کھڑے ہین فرماتے ہین کہ ہمنے تجکو علم موسیقی عطا کیا جا کر جاری معشوقہ گلشن گلرخسار کے سامنے گا اپنا کمال دکھا گلشن نے کہا کہ اری غنچہ دہن مین ڈھول بجاتی ہون تو گا خواجہ نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی

نظم

کشتہ ہو گرم جوشی ہرجائی یار کا
مارا ہوا ہون اپنا ہی فصل بہار کا

نافہمی کی دلیل یہ تکیہ ہی دار کا
منصور پر یقین ہو تو سمجھے نہ سوار کا

بلبل کو ساز دار ہو موسم بہار کا
عہد شباب تجکو مبارک ہو یار کا

رنگِ طلائی رکھتا ہی اندام یار کا | دے کمر کو رتبہ ہی سونے کے تار کا
پہونچا دیا عدم شبِ تارِ فراق نے | دکھلا دیا سواد ہمارے دیار کا
کرتا ہو مجھسے ابلقِ ایام شوخیان | پہچانتا نہین مگر اُس سن سوار کا
خاموشی مین بھی باقی ہی گویائی کا نشان | طوطے کا پر ہو سبزہ ہمارے مزار کا
جلوے سے روے یار کے ہو دل مین روشنی | ماہ چاردہ ہی چراغ اس دیار کا
اللہ رے دعا ہی بھی عندلیب کی | گلچین کے ہاتھ کے لیے کھٹکا ہو خار کا
عاشق نگاہ ناز کے رہتا ہو سامنے | ہٹتا نہین ہی تیر سے مُنھ اس شکار کا
کشتہ تنک مزاجی محبوب کا ہون مین | نازک ہی سنگ شیشے سے میرے مزار کا
اہلِ صفا کی قدر نہین کرتے تیرہ روز | روشن ہی حال آئنے سے زنگبار کا
چلنا پڑیگا ملک عدم کو پیادہ پا | اس راہ مین نہین ہی گذارا سوار کا
آتش یہ کسکی چاہ کا دم مارتے ہو تم | وہ دلربا ہی دشمن جان دوستدار کا

خواجہ نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ گلشن نے گلے سے لگا لیا کہا کہ ای غنچہ دہن تونے تو دل ٹکڑے کر دیا چلو باغ مین چلو حقیقت مین تو منظور نظر خداوند ہفت پیکر ہوئی مین نے تجکو مصاحبون مین درج کیا یہ کہکے ہاتھ تھام لیا اندر باغ کے لائی عمرو نے دیکھا کہ باغ پُر بہار پھول کھلے ہوے زمزمہ سرائی کر رہے ہین گلشن غنچہ دہن نقلی کا ہاتھ پکڑے ہوے بارہ دری مین لائی اپنے مقام پر بیٹھی کہا غنچہ دہن آج جو ساز دار جادو آئین گے اُنکو تیرا گانا سنوائین گے اُن کو گانے کا بڑا شوق ہی غنچہ دہن نے گھبرا کر کہا کہ واری میرا اِختلاج بھی نیا ہو گیا مین نہین سمجھی کہ ساز دار جادو کون صاحب ہین میرے مُنھ سے اگر کوئی بات خلاف نکلے غصہ نہ فرمائیے گا مین اگلی سب باتین بھول گئی اب مجکو بالکل یاد نہین ہر وقت یہ معلوم ہوتا ہی کہ جلسہ جمع ہی خداوند ہفت پیکر بیٹھے ہین مین اُنکے سامنے گا رہی ہون گلشن نے کہا کہ ای غنچہ دہن ساز دار جادو وہ شخص ہی کہ مدت سے مجپر عاشق ہی مہینے مین ایک مرتبہ آتا ہی کہ شاید ملکہ قبول کرے مین نے ابھی تک اُسکا کہنا نہین مانا دو چار دن سے مجھے تردد ہی صاحبقران کو قدرت نے اُسکے سپرد کیا ہی وہ عیار فرزندان عمرو بھی اُسی کی قید مین ہین دیکھیے آئے یا نہ آئے لیکن آج اُسکے وعدے کی شب ہی یقین تو ہی کہ ضرور آئے

عمرو کی تلاش کرتا ہی امیر کی حفاظت الگ ہو یہ بھی اُسکو حکم ملا ہی کہ عمرو کو گرفتار کیجے لا آج کل بڑے بڑے اُسکو کام ہین یہ سب حال اُسنے رستے مین لکھے تھے عمرو یہ سُنکر خاموش ہو رہا خیال مین گذرا کہ اچھے مقام پر پہونچے اُسی کی تو مجکو فکر تھی وہ آج آئین گے مین اُنکی گردن لونگا گلشن نے صحن باغ مین فرش کرایا شامیانہ استادہ ہوا باغ مین روشنی کرائی خود مسند پر آکے بیٹھی خواجہ مسخرہ بن کر بیٹھے مین کبھی گاتے ہین کبھی صفت ہفت پیکر کبھی حال قید صاحبقران پوچھتے ہین گلشن کہتی ہو کہ قلعۂ فیروزہ مین قید ہین تھوڑی رات گذری ہو چاندنی باغ مین پھیلی ہوئی ہو گلشن انتظار مین رازدار کے بیٹھی ہو کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا خواجہ نے کہ ایک ساحر تخت پر سوار تاج سر پر تخت اُڑاتا ہوا آیا سب کھڑے ہوگئے اُس جادوگر نے آکر گلشن کا ہاتھ پکڑ لیا بخوشامد پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم مزاج کیسا ہو گلشن نے کہا کہ ای رازدار آج نیا معاملہ درپیش ہوا ہماری کنیز غنچہ دہن نظر کردہ ہوئی قدرت نے اُسکو علم موسیقی تعلیم کر دیا ایسا گاتی ہو کہ اسکا مثل نہین مین تو اُسکا گانا سُنکر عرصۂ دراز تک روئی کی ایسا گاتی ہو کہ جی چاہتا ہو کہ آٹھ پہر گانا سُنیے رازدار نے کہا کہ ملکہ اُسکو بلاؤ گلشن نے کنیزون سے کہا کہ غنچہ دہن کو بلاؤ کہنا کہ میان رازدار آئے ہین تم کو گانا پڑیگا ای رازدار کیا کہون اُسکا تو مزاج بدل گیا سب باتین بھول گئی جب مین بتاتی ہون تب اُسکی سمجھ مین آتا ہو کنیزین گئین پکارتی ہوئی کہ اری غنچہ دہن کہان گئی خواجہ صحنچی مین بیٹھے تھے کہ کنیز کی آواز کان مین آئی حاضر حاضر کہتے ہوے دوڑے کنیز نے کہا کہ چل تجکو ملکہ بلاتی ہین اُنکے عاشق صاحب آئے ہین خواجہ چست و چالاک ہو کر چلے آکے دیکھا کہ ایک ساحر تاجدار مسند پر بیٹھا ہو ملکہ گلشن مسند سے الگ بیٹھی باتین کر رہی ہین کہ غنچہ دہن نے آکر سلام کیا گلشن نے کہا کہ لو غنچہ دہن آئو شہنشاہ تمھارا ذکر سُنکر مشتاق ہوے خواجہ نے رازدار کو سلام کیا رازدار جادو نے کہا کہ بی غنچہ دہن خداوند کی ملاقات کا حال مجھسے بھی بیان کرو عمرو نے اٹھلا اٹھلا کے باتین کین رازدار نے بیقرار ہو کر کہا ای غنچہ دہن کچھ گاؤ ملکہ تمھاری بڑی تعریفین کرتی ہین خواجہ نے بایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کے چند اشعار ایسے سامنے رازدار کے گائے کہ رازدار نے کلیجہ پکڑ لیے چوٹ کھائے ہوے تھا اشعار عاشقانہ سُنکر بیتاب ہوگیا کہا کہ ای غنچہ دہن حقیقت مین خوب گاتی ہو دل کے ٹکڑے کر دیے بلاشک تیرے گانے مین تاثیر ہو غنچہ دہن نقلی نے دست بستہ عرض کی کہ حضور نے

ابھی کمال کیا سنا میں ساقی گری خوب کرتی ہوں رازدار نے کہا کہ شراب انڈیل کر پلانا یہ کتنی بڑی بات ہی غنچہ دہن نقلی نے عرض کی کہ حضور ملاحظہ فرمائیں گے کنجی میخانے کی مجکو نے تو حضور کو میرا کمال ظاہر ہو گلشن نے کنجی میخانے کی خواجہ کو دی خواجہ میخانے میں پہنچے سب شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی کہ جسکو شراب پینا ہو لیجائے ہم ساقی ہیں کوئی باقی نہ رہے کنٹر و گلابیاں و پیالے اٹھا اٹھا کر کنیزیں لے گئیں خواجہ نے چالیس گلابیاں مے ارغوانی اُس میں بھر کے کشتی میں لگائیں محفل میں لے کر بہ تکلف آئے رازدار نے کہا کہ دیکھو صاحب کس سلیقے سے شراب لائی ہو زاہد کا بھی دل چاہے کہ ایک جام پی لے عمرو نے لا کر گلابیاں سامنے رکھیں غزل ہائے عاشقانہ گائیں گانے پر تو رازدار مبہوت ہو رہا ہی خواجہ نے کہا کہ دو ایک جام بھی پیجیے تو رنگ جمے آپ کو راضی کروں مجھے کچھ آپ سے عرض بھی کرنا ہی کنارے چلیے تو کہونگی یہ کہکے جام لبریز کیا کئی شعر مضمون شراب کے پڑھے نظم

آنکھوں کو جانتے ہیں پیالا شراب کا — مستوں کو فرض عین ہی پینا شراب کا
میرا خمیر ہے بادۂ انگور سے بنا — مٹی میں میری پڑ گیا قطرا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار — پتلا وہ آگ کا ہے میں پتلا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر — دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

یہ اشعار پڑھ کر بصد ناز و ادا جام طرف رازدار کے بڑھایا نخل پہ ایک طائر بیٹھا تھا اُس نے کچھ آواز دی رازدار نے سر اُٹھا کے دیکھا پکارا اُٹھا کہ ای طائر قدرت خداوند اگر شراب کا پینا نامنظور ہی تو سے تو ہی پی لے شراب شعلہ بنکر اڑی اُس طائر نے وہ شعلۂ شراب دہن میں اپنے لیا پکار اُٹھا کہ ہم تجکو آگاہ کر چکے اب بھی تجکو غفلت ہی رازدار نے کہا کہ کیوں غنچہ دہن یہ معاملہ تمنے دیکھا قدرت خداوند ہفت پیکر کو ملاحظہ کیا سچ بتا کہ تو کون ہی عمرو نے کہا کہ میں وہی کنیز نظر کردۂ خداوند ہوں کیا تم کو کچھ شک گذرا ہی مفصل حال مجھ سے کہو ذرا کنارے چلو تو ایک مژدہ سناؤں یقین ہی کہ خوش ہو جاؤ گے رازدار نے باتیں کرتے کرتے منہ سے اُف جو کی دھواں نکلا عمرو کا رنگ روغن اُڑ گیا اب تو صحبت میں ڈر ہوا کہ رے بن انس کہانسے آیا خواجہ خیال کرتے ہیں کہ پاؤں زمین سے تھام لیے رازدار نے کہا کہ ہو سارباں زادے

خداوند نے فرمایا تھا کہ اب جو باغ گلشن مین جاؤ گے عمرو کا فرو رسا سنا ہوگا پھر گلشن سے کہا
کہ مین اس ظالم کو لیجاؤن قید خانے مین پہونچاؤن جب یہ ظالم تڑپ تڑپ کر مرے تب یہ معاملہ
صاف ہو یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھا خواجہ غل مچاتے ہین کہ ای گلشن مجھے بچائے یہ ظالم لیجا کر
مار ڈالے گا گلشن نے کنیزون سے کہا کہ اسے جا کر میری کنیز کو تلاش کرو کہ غنچہ دہن پہ کیا
گذری اِدھر کاہ فروشون نے غنچہ دہن کو ہوشیار کیا غنچہ دہن روتی ہوئی آئی کہا حضور مین
جنگل مین پڑی تھی بڑا مقام شکر ہی کہ کوئی شیر بھیڑیا نہین آیا رازدار نے کہا کہ ملکہ مین کل
حاضر ہونگا اب مین اس ساربان زادے کو لیے جاتا ہون قید خانے مین اسے پہونچاؤن یہ
کہکے عمرو کی کمر مین پنجہ دیا خواجہ تموج ہوا سے بیہوش ہوگئے قریب ایک کوہ کے رازدار پہونچا
کان مین آواز آئی کہ یا خداوند ہفت پیکر آئیے آج اکیلے کیون آئے پھر آواز آئی کہ بندۂ
خاص الخاص عیار کو گرفتار کیے ہوئے لاتا ہو اُس کی خاطر کرو ہم سے ملاؤ ہم اُسکو فرشتۂ رحمت
بنائین گے اپنے ساتھ آسمان پر لیجائین گے رازدار یہ آواز سُنکر ملتا پہاڑ پر آکے دیکھا کہ
ایک منڈیا پڑی ہی اُس مین ایک درویش بیٹھا ہوا ہفت پیکر کو یاد کر رہا ہی جوڑا بندھا ہوا دھونی
آگے لگی ہی اُسمین سے دھوان نکل رہا ہی رازدار نے عمرو کو گوشے مین ڈالدیا آپ آکر سلام کیا کہا کہ
ای مقبول بارگاہ ہفت پیکر کیا خداوند اس پہاڑ پر آتے ہین فقیر نے سونٹا اُٹھایا کہا او اندھے
دیکھتا ہی خداوند سامنے کھڑے ہین سجدہ کر خداوند فرماتے ہین رازدار ہاتھ باندھ کر واسطے سجدے
کے جھکا ہفت پیکر ہفت پیکر چلانے لگا فقیر نے اُٹھکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قرآن

سریع السیر چون باد بہاری جہان سرہنگ و رخنہ گزاری
بہ میدان اژدر آتش فشانم منم ہمتہ قران شیر ژیانم

بندہ مارا کہ رازدار کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے گلشن باغ
مین بیٹھی کہہ رہی ہی عجب معرکہ در پیش ہوا کہ عمرو جیسے باغ مین آیا رازدار گرفتار کرکے لیگئے یہ کہتی
تھی کہ طائر نے آواز دی کہ ای گلشن رازدار مارا گیا گلشن ہائے رازدار کہہ کے اُٹھی ہی کہ
برق چمکی گلشن پر گری گلشن کے دو ٹکڑے ہوئے یہان خواجہ عمرو و قران پہاڑ پر ہین عمرو نے
ہوشیار ہوتے ہی قران کی تعریف کی کہ ای قران خوب وقت پر پہونچے یکایک پہاڑ پھٹا عمرو و
قران کی آنکھین بند ہوگئین اب جو آنکھ کُھلی اپنے کو قلعۂ فیروزہ نگار مین پایا صاحبقران کو

اسم اعظم یاد آیا اُٹھ کر قید توڑی جنگ کر رہے ہیں فیروزہ جادو کے ملازمون نے چار جانب سے گھیرا ہی
امیر مسلح و مکمل مصروف جنگ ہین فیروزہ تاجدار سوار ہوا اپنے ساتھ والون سے کہ رہا ہی کہ
حمزہ یکہ و تنہا ہی اسکو مارو معلوم ہوتا ہی کہ راز دار مارا گیا جب تو یہ معرکہ گذرا کل فوج امیر پر
آپڑی صاحبقران لڑرہے ہین کہ آسمان سے نوبت و نقارے کی آواز آئی نقابدار زرین پوش
مع بارہ ہزار جوانون کے آکر پہونچا باز سفید سر پر سایہ فگن دریاے خون سے زمین رشک گلشن
باز سفید جسپر سایہ ڈالتا ہی وہ چل کر رہجاتا ہی نقابدار زرین پوش لڑتا بھڑتا قریب امیر کے آیا
کہاکہ ای شہریار نکل چلیے بڑی خیر یہ ہی کہ آج کوہ فیروزہ پر ہفت پیکر نہین ہی امیر نے فرمایا کہ مین
بدون قتل فیروزہ تاجدار نہ جاؤنگا نقابدار نے زبردستی امیر کو گود مین لیکر ہوادار پر سوار کیا
کہا یارو نکل چلو یہ بھی عرض کیا کہ ای شہریاران ملکون کا فتح ہونا کمال دشوار ہی ہفت پیکر بڑا مکار و
غدار ہی اس ملک مین حضور تشریف لائے ہین اب یہان کا حال کھلیگا ساتھ والون سے کہا کہ نکل چلو
دیوزادون نے ہوادار صاحبقران کا اُٹھالیا نقابدار ساتھ ساتھ صاحبقران کے دیوزادون
نے مع مرکب نقابدار کو اُٹھایا بیر قین چمکاتے ہوے چلے نقابدار نے امیر کو لاکر قریب لشکر پہونچایا
دیوزادون سے کہاکہ امیر کو اُتار دو آپ اُسی طرح نوبت و نقارے بجاتا ہوا روانہ ہوگیا
سرداران صاحبقران امیر کو بارگاہ مین لائے امیر نے فرمایا عجب طرح کی شکل ہی کہ آج مجکو
نقابدار نے قلعۂ فیروزہ سے نکالا ورنہ پھر کسی بلا مین پھنستا عجائب و غرائب یہان کے ذہن مین
نہین آتے کہ عمرو و قران آکر پہونچے امیر نے فرمایا کہ خواجہ یہان سے کوچ کرو قصد کیا کہ لشکر تیار ہو
صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر سات لاکھ فوج دہین سے
پکارتا ہوا کہ او حمزہ تو قید سے چھوٹا خداوند پر سب حال کھل گیا مجکو بھیجا ہی کہ مین تجکو گرفتار کرکے
لیجاؤن قدرت کو سجدہ کرنا پڑیگا یہ کہکے مقابل صاحبقران مین اُتر پڑا امیر کو ہرکارون کی
زبانی معلوم ہوا کہ بطلان نیزہ باز اس کا نام ہی امیر بھی اُسی مقام پر اُتر پڑے کوچ کرنا
موقوف رہا اب امیر کو انتظار ہی کہ بطلان طبل جنگی بجوائے تو مقابلہ ہو امیر اسی فکر مین تھے کہ
زبانی ہرکارون کے معلوم ہوا کہ بطلان کسی کے انتظار مین ہی وقت پر یہ داستان حیرت بیان تحریر ہوگی

یہان حال نور الدہر بن بدیع الزمان کا تحریر کرنا منظور ہی

دو کلمہ داستان جلالت عنوان شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان پہونچنا قلعہ جات پر اور پہلوانون سے مقابلے بشکل فتح در بند - ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی تو ای ساقی لاجواب
کہ آئی ہو اس باغ مین پھر بہار
عروسان گلزار ہین سبز پوش
ز گرداب ہو خنجر لاجواب
اکڑنے لگے نخل گلزار بھی
کہ لالے نے روشن کیے ہین چراغ
اُدھر سرو پر قمریان وجد مین
عروسان گلشن کے دیکھو سنگار
لکھون داستان جلالت نشان

کہ لکھنا ہی مجکو یہ ساری کتاب
چہکتے ہین ہر سمت مرغان باغ
ہی نہرون کو بحر محبت کا جوش
حبابون کو آنکھین ہرن کی لکھون
کہ ہین جوش مین آج میخوار بھی
یہ منظور ہی باغ مین دھوم ہو
ادھر بلبل خوش بیان وجد مین
جو آمد ہو فصل بہاری کی آج
کہ ہو شاد جس سے دل ناظران

پہ چلے دورۂ بادۂ خوشگوار
کہ ہی رنگ پر آج سامان باغ
ہو ہر موج ہی تیغۂ برق تاب
کہ تعریف سیر چمن کی لکھون
چلے رند ہنستے ہوے سوے باغ
کہ کیفیت رنگ معلوم ہو
ہوا رشک سے لالہ کیون داغدار
ہر اک گل کے سر پر شگفتہ ہی تاج
پھر ہ مرحلہ پیمایان منازل حیرت

دہشت دلی کنندگان مراحل مصیبت و محنت اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین **شعر** مرصع خیال سخن آفرین ؛ سخن را بگرہی نشاند این چنین ؛ کہ جسوقت گل نو دمیدۂ گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرد بے ایمان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے کیفیت قاسم کی سُنی اور یہ بھی خبر معلوم ہوئی کہ لندھور کو بھی ساتھ لیگئے نہایت قلق ہوا منظور ہی کہ چل کر ہفت پیکر کی سرکوبی کرین طہماس سے اشارہ کیا کہ آج رات کو لشکر تیار رہے ہم چھوٹے قبلہ و کعبہ کی فکر مین جائین گے اُنکو بدعت سے ہفت پیکر کی بچائین گے یا موت اس طرف سے لیے جاتی ہی طہماس نے لشکر تیار کیا شبرنگ بن عمرو کو ساتھ لیا مع لشکر ایک جانب روانہ ہو گئے سات منزلین طی کی تھین کہ ایک صحرا مین پہونچے شب کو اُسی مقام پر فرو کش ہوئے صبح کو بہ قاعدۂ قدیم اُٹھے پشت اسپ پر سوار ہوے چاہتے تھے کہ لشکر کو لیکر روانہ ہون کہ توپ کی آواز کان مین آئی نورالدہر نے شبرنگ سے کہا کہ کوئی قلعہ کسی مقام پر لڑ رہا ہی ذرا بڑھکر دریافت تو کرو کہ کس مقام پر لڑائی ہو رہی ہی شبرنگ بڑھا تھا اسنے نکلکر دیکھا کہ ایک قلعہ ہی

سر بہ فلک کشیدہ ایک بادشاہ پیر زمین گیر بالائے قلعہ خوف سے تھرتھر کانپ رہا ہی ایک پہلوان
زبردست جلوہ کرتا ہوا قلعے پر جاتا ہی وہ پہلوان گولون کو رد کرتا ہوا قریب خندق پہونچ چکا ہی للکار رہا
ہی کہ او بادشاہ دروازہ کھولدے اگر دروازہ توڑ کر آ ونگا تو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا وہ بادشاہ پیر
فریاد کر رہا ہی کہ کوئی مجھ مسلمان کا بچانے والا نہین کہ اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے دیکھیے یہ کیا بدعت
کرتا ہی تبر رنگ نے پلٹ کر نور الدہر سے بیان کیا کہ ایک بادشاہ نحیف و ضعیف طریقے سے
معلوم ہوتا ہی کہ مرد مسلمان ہی اُسپر ایک پہلوان بدعت کر رہا ہی نور الدہر کو یہ سنکر نہایت
بیقراری ہوئی فرمایا اہل اسلام کی مدد ضرور ہی یہ کہکے مرکب بڑھایا طہماس پیچھے پیچھے
صدران ماہ منظر و دوراج درور گوش لشکر کو سنبھالے ہوئے عقب مین آتے ہین نور الدہر
اُسوقت سامنے قلعے کے پہونچے کہ وہ پہلوان قریب خندق پہونچکر گینڈے سے اُترا چاہتا
ہی کہ خندق فراخ دامن گردان رہا ہی آستینین چڑھاتا ہی نور الدہر نے نعرہ کیا کہ او ظالم
کہان جاتا ہی آگے نہ بڑھنا اُس پہلوان نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف نور الدہر کے دیکھا
گینڈے پر سوار ہو کے پلٹا مقابلے مین نور الدہر کے آیا بعد تکاور کے پوچھا کہ او جوان تیرا
کیا نام ہی نور الدہر نے نام اصلی بتادیا وہ پہلوان قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ تم لوگون کی تلاش
خداوند ہفت پیکر کو ہی ہر چند کہ مین اُنکا معتقد نہین ہمارا بادشاہ سلطان نیزہ باز بہادر
بے نظیر وہ کسی قدر خراج دیتا ہی میرا نام مفتوح فیل پیکر ہی اس بادشاہ نے کہ کیوان یمنی
اسکا نام ہی کئی سال سے خراج نہین دیا سلطان نے مجکو حکم دیا کہ اس کی مشکین باندھکر
لا دُیا خراج وصول ہو تم لوگون کے مقدمے مین غلغلہ سُنا کہ ہفت پیکر سے آپلوگون نے
بگڑی اُلجھائی اکثر سردار اُسکے برائے مدد بادشاہ نور افشان گئے وہان جا کر قتل ہوے
اب ہفت پیکر نے حکم دیا ہی کہ سب کو گرفتار کرکے لاؤ بڑے بڑے پہلوان آپلوگون کی
تلاش مین نکلے ہین اے جوان مجھے تیری صورت پر رحم آیا لیکن اُن پہلوانون کے ہاتھ سے
بچنا دشوار ہی ایک ایک پہلوان کوہ پیکر لڑائیان جھیلے ہوے ہی بڑے تکلف سے اگر خداوند
ہفت پیکر نے طلسم مین خدائی جتائی ہی مین تیری گستاخی معاف کرتا ہون اس سرحد سے نکل جا
اپنی جان کو بچا نور الدہر نے کہا کہ او مفتوح انشاء اللہ اس طلسم ہفت پیکر کو

مثل ہوش ربا و نور افشان فتح کرینگے ہر چند کہ مفتوح نے سمجھایا نور الدہر نے نہ مانا
مفتوح نے نیزہ مارا آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ بازی ہوئی نور الدہر نے کا تھکر
تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے مفتوح کے نکل گیا اُسنے جھلا کر تلوار کا ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار
کو تلوار پر روکا اب جو تیغہ خارا شگاف سلیمانی کو کھینچا بجلی تڑپ کر ابر نیام سے نکلی
مفتوح کا نپنے لگا دل کو یقین ہوا کہ اس تلوار کا وار نہ رکے گا کہا ای جوان تو ظاہر مین جری
بہادر ہی باطن مین یہ کیا کہ تیر سے ساتھ دوسرا جوان ہی مجکو تیر مارا چاہتا ہی نور الدہر غصے
مین پلٹے کہ کون سردار آگیا منھ جو پھیرا مفتوح نے اوچھے ہاتھ تلوار کا مار دیا تا دوا برو تلوار
پہونچی نور الدہر نے زخم کاری کھایا چاہا تلوار ماریں غش آنے لگا سر ہر نہ زین پر جھک گیا
مفتوح نے چاہا کہ سر کاٹ لون طہماس جو سر پر کھڑا ہو عاشق جمال نور الدہر خون کے قطرے
جو سر سے ٹپکے کلیجہ خون ہو گیا زین سے گینڈا اُڑایا آواز دی کہ او دغا باز پست کیا کرتا ہی اتنے
جلدی طہماس آنے کہ گینڈا بیچ مین ڈالدیا ہاتھ مفتوح کا بلند ہو چکا تھا وہی وار اُس نے
طہماس پر کیا طہماس نے ساطور آگے کر دیا ساطور پر جو تلوار پڑی دو ٹکڑے ہو گئی قبضہ اُسنے
کھینچ مارا طہماس غصے مین گینڈے پر سے کود ے زیر شکم کر گردن ہاتھ دیکر مفتوح کو مع گینڈے
اُٹھا لیا اکھیڑ کر مارا کہ استخوان مفتوح کے چور چور ہوے اہالی فوج مفتوح طہماس پر آ پڑے
فوج نور الدہر نے طہماس کی مدد کی ساتھ والون کو مفتوح کے شکست ہوئی لاشہ اپنے
آقا کا لیکر بھاگے وہ بادشاہ پیر خوشی خوشی قلعے سے نکلا نور الدہر کو سلام کیا کہا کہ حضور نے
غلام کو تو نہ پہچانا ہوگا ہم تمکو از قدیم ہین ای شہریار بھائی میر النعمان بن منظر ملازم
نوشیروان تھا جب وہ امیر پر چڑھ کے گیا صاحبقران کے ہاتھ سے زیر ہو کے
مسلمان ہوا بھائی صاحب نے مجکو لکھا کیوان بن منظر میرا نام ہی صاحبقران کو دعا دیا
کرتا ہون اب حضور قلعے مین تشریف لے چلین آج بڑی مراد حاصل ہوئی کہ پوتا امیر کا میرے
قلعے مین آیا آج نہایت روز سعید ہی نور الدہر نے کیوان پر بڑی مہربانی فرمائی ساتھ
کیوان کے قلعے مین تشریف لائے لشکر باہر اُترا بعد زخم دوزی وار دلارہ مین آئے کیوان
نے کہا کہ تخت پر بیٹھے نور الدہر نے انکار کیا کیوان تخت پر بیٹھا شاہزادہ نور الدہر

دنگل زریں پر جلوہ فرما ہوئے صحبت عیش آراستہ ہوئی سرداران نورالدہر بھی آئے جب
ہنگامۂ صحبت گرم ہوا تو نورالدہر نے پلٹ کے دیکھا کیوان رو رہا ہے اسقدر بیقرار ہے کہ رومال
پر رومال تر ہوتا ہے نورالدہر نے گانے والے کو منع کیا فرمایا کہ کیوں کیوان خیر تو ہے کہا کہ ای
شہریار آپ معروف عیش و نشاط ہوں میرے عقدے میں دخل نہ دیں نورالدہر نے فرمایا
کہ آپ ہمارے بزرگ ہیں آپ کی پریشانی کیونکر دیکھوں قسم ہے آپ کو سر صاحبقران کی جلد
مفصل حال بتائیے کیوان بہت رویا دل تھام کر کہا کہ ای شہریار ایک فرزند دلبند پروردگار
نے عنایت فرمایا تھا حسین و جمیل تیغ زن صف شکن ایک دن برائے شکار نکلا یہاں سے
بارہ کوس پر ایک صحرا ہے اُس صحرا کو صحرائے عجائب کہتے ہیں اُس صحرا میں جا کر ایک آہو کے
پیچھے گھوڑا ڈالا آج تک اُسکا نشان نہیں ملا کئی سال سے فراق میں فرزند کے بیقرار ہوں
اس وقت یاد آ گیا ساتھ والوں نے اُسکے آ کر خبر دی کہ جسوقت سے مرکب عقب میں
ہرن کے لے گیا پھر پتہ نہیں لگا نہیں معلوم اُس دلیر پر کیا گذری الماس خوشرو اُسکا
نام ہے اُسکے فراق میں زندگی دشوار ہے نورالدہر نے فرمایا کل ہم اُسکا پتہ لگائیں گے
لا کر تمسے ملائیں گے کیوان قدموں پر گر پڑا کہ برائے خدا ایسا نہ فرمائیے آپ کا میرے
ملک میں تشریف لانا میرے لیے سعادت دارین ہے بخیر و خوبی دو چار روز تشریف رکھیے پاس
اپنے دادا جان کے جائیے ورنہ پریشان ہونگے نورالدہر خاموش ہو رہے بوقت سحر
مسلح ہو کر سامنے کیوان کے آئے کہا کہ ای کیوان وہ صحرا ہمکو چل کر دکھا دو کیوان نے
بہت بہت سمجھایا نورالدہر نے نہ مانا طہماس سے کہا کہ تم لشکر لیکر یہاں ٹھہرو ہم اندر ایک
ہفتے عشرے کے آتے ہیں طہماس بہت بیقرار ہوا ہر چند کہا کہ میں آپ کے ساتھ چلوں شاہزادہ
نورالدہر نے کہا کہ لشکر بے سردار رہیگا شبرنگ بھی یہیں ٹھہریگا شبرنگ نے کہا کہ آقا
میں ضرور چلوں گا نورالدہر نے منع کیا کہ ای شبرنگ تم بھی ساتھ نہ چلو شبرنگ خاموش ہو رہا
کیوان کو ساتھ لیکر نورالدہر چلے شبرنگ کنارے کنارے چلا نورالدہر جب قریب
اُس صحرا کے آئے کیوان نے رو رو کر عرض کی کہ اسی صحرا میں میرا فرزند گم ہوا نورالدہر نے
کیوان کو رخصت کیا آپ گھوڑا بڑھا کر صحرا میں چلے جب صحرا میں پہونچے شبرنگ

چھپا ہوا دیکھ رہا ہی کہ ایک ہرن سامنے نور الدہر کے آیا نور الدہر نے ہرن پر گھوڑا ڈالا ہرن بھاگا شبرنگ دیکھ رہا ہی کہ نور الدہر پیچھے ہرن کے کوس بھر گئے وہان پر گھوڑے سے اُترے ہرن کھڑا تھا ارادہ ہوا کہ کمندون سے پکڑون شبرنگ گوشے سے دیکھ رہا ہی نور الدہر نے حلقہاے کمند ہرن پر مارے جب حلقہاے کمند آہو پر پڑے آہو نے ایک چیخ ماری غبار بلند ہوا بعد عرصے کے غبار ہٹا شبرنگ نے دیکھا کہ مرکب نور الدہر کا کوتل ٹہل رہا ہی نہ آہو ہی نہ نور الدہر شبرنگ حیران ہو گیا جنگل مین مارا مارا پھرتا ہو مرکب تو اس نے لشکر مین روانہ کر دیا آپ پھر جنگل مین آیا جس مقام پر نور الدہر غائب ہوے ہین وہان آتا ہی نور الدہر کو چہار جانب دیکھتا ہی کہین پتہ نشان نہین معلوم ہوتا نہ کوئی گانون اور نہ کوئی قریہ اُس جنگل مین حیران و پریشان ہی کہ ای شبرنگ کون آقا کو نے گیا شبرنگ تو جنگل مین مارا مارا پھرتا ہی کہین پتہ نہین ملتا وقت پر حال شبرنگ لکھا جائیگا اب حال نور الدہر تحریر ہوتا ہی کہ جب نور الدہر نے حلقہاے کمند اُس آہوے وحشی پر مارے غبار بلند ہوا آنکھ بند ہو گئی اب جو آنکھ کھلی دیکھا کہ چند زنگی مجکو گرفتار کرکے لیے جاتے ہین ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان ایک بارگاہ کلان مین لیکر نور الدہر کو لے آئے ایک بادشاہ تخت پر بیٹھا تھا اُسنے کہا کہ ای جوان تو نے اپنے کو کیون مصیبت مین ڈالا یہ سرحد طلسم فرنگ ہی بڑے بڑے لوگ فتح کرنے کی امید پر آئے اور شرمندہ ہو کر پلٹ گئے آپ کو مناسب ہی کہ خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کیجیے نور الدہر نے کہا او بیہودہ کیا بکتا ہی جو مجھے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کرو بعنایت پروردگار اس طلسم کے مٹنے کا وقت قریب آیا یہ سُنکر اُس بادشاہ نے حکم دیا کہ اس جوان کو لیجا کر صحراے مصیبت خیز مین چھوڑ دو زنگی کشان کشان نور الدہر کو لے چلے جب شہر کے باہر آئے اُن زنگیون نے طرف آسمان کے دیکھکر آواز دی کہ یا خداوند طلسم اس جوان کو صحراے مصیبت مین پہونچا دیجیے یہ کہکر زنگی الگ کھڑے ہوے آسمان پر برق چمکی برق سے ایک پنجہ نکلا پنجہ مثل برق چمکتا ہوا قریب نور الدہر آیا کمر مین نور الدہر کی پنجہ پڑا آسمان پر پنجہ اُٹھا لے گیا تموج ہوا سے نور الدہر بیہوش ہو گئے بعد تھوڑے عرصے کے جو ہوش آیا دیکھا کہ ایک صحرا مین کھڑا ہون اور دو تین سو جوان

صحرا مین جو چھتا ہے طولانی ہین اُن چمنون مین گل چینی کر رہے ہین نور الدہر ٹہلتے ہوے جو اُن
سب کے پاس آئے جمال کو دیکھکر وہ لوگ افسوس کرنے لگے نور الدہر بگڑے کہا کہ ای بیچارو
افسوس کیا کرتے ہو اُنھون نے کہا کہ آپ کے حُسن و شباب پر افسوس آتا ہی کہ آپ کیونکر قید
ہوے نور الدہر نے کہا کہ قیدی وہ جو ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہو ہم اپنے قابو اور اختیار مین
ہین جہان چاہین وہان جائین اور جہان چاہین بیٹھین ان باتون پر نور الدہر کی وہ لوگ
رونے لگے کہا کہ ای نوگرفتار ابھی یہان کے مزے سے آگاہ نہین ہو بڑی برائی یہ ہی کہ
کھڑے کھڑے پھر رہے ہو گل چینی کرو کچھ بناؤ نور الدہر نے کہا کہ ہم کیا مالی ہین ایک نے
کہا کہ بھائی یہ نئے نئے آئے ہین جب تکلیف اُٹھائین گے پھر راہ پر آئین گے ابھی تو ہماری
باتون پر خفا ہوتے ہین کچھ جائین گے نور الدہر کنارے آکر بیٹھے وہ لوگ جب گل چینی کر چکے
کنارے بیٹھکر زیور بنانے لگے اپنے طور پر سبھون نے بنایا جب دن پہر بھر باقی رہا
تو اُس صحرا سے ایک جانب چلے نور الدہر سوچے کہ دیکھین یہ لوگ کہان جاتے ہین الگ
الگ اُنکے پیچھے چلے جنگل مین ایک مقام پہ ایک چبوترہ تھا وہان جاکر سب بیٹھے اپنے دونے
زیور کے آگے رکھ لیے کہ ایک طرف سے ایک نازنین پیدا ہوئی آگے آگے وہ نازنین
پیچھے ایک عورت کے سر پر خوان رکھا ہوا اُس عورت نے آکر خوان طعام اُسی مقام پہ رکھا دو دو
روٹیان ایک ایک آبخورہ پانی کا سب کو بانٹا نور الدہر کی طرف پلٹ کر نازنین نے کہا
کہ ای جوان تو نے کچھ نہین بنایا نور الدہر نے کہا کہ کیا ہم مالی ہین ہنسکر اُسنے کہا کہ جب بھوکون
مروگے تب مالی بنا اچھا معلوم ہوگا نئے آکے قید ہوے ہو ورنہ یہ تجربے کرنے ہین خدا ہماری
ملکہ کو سلامت رکھے کہ اُنکی وجہ سے یہان کھانا نصیب ہوتا ہی یہ صحرا سے مصیبت خیز ہی مصیبت
کی یہان انتہا نہین اس سال مین ہماری مالک نے کیا کیا کوشش کی تو یہ سامان مقرر ہوا یہ
کہکے ہنستی ہوئی چلی گئی دن بھر نور الدہر کو گذرا شب بسر ہوئی نوجوان شاہزادے بھوک
سے بیقرار ہوے ٹہلتے ہوے اُن سب کے پاس گئے اُن سب نے کہا کہ ای نوجوان
آج تو تکلیف کر اگر کچھ مشقت نہ کریگا تو کھانا نہ ملے گا نور الدہر نے کچھ جواب نہ دیا جب تیسرا پہر
ہوا خیال مین گذرا کہ تھوڑی دور بڑھکر کھانا وہ جو لاتی ہو اُس سے چھین لین یہ سوچ کر نخل سے

ایک لاٹھی توڑی جب یہ سب بنا چکے تو اُسے زیور گل بنا کر اُس طرف چلے نورالدہر اُنکے پیچھے پیچھے
وہ تو جا کر ایک مقام پر ٹھہرے کہ صحرا سے وہی نازنین آگے آگے ایک فردوسی پشت پر
نورالدہر نے للکارا کہ اری خوان رکھدے اُسنے پکار کر کہا کہ بی بی دیکھیے یہ قیدی کھانا چھینتا ہی
نورالدہر نے بڑھکر ایک لاٹھی ماری فردوسی خوان رکھ کے بھاگی اُس عورت نے اُن قیدیوں
کو پکارا کہ ارے قیدیو دوڑو تمھارا کھانا آج یہ مسٹنڈا چھینے لیتا ہی قیدی سب دوڑے جو قریب
آیا نورالدہر نے ایک لکڑی ماری وہ بھاگا پانچ چھ کو جو نورالدہر نے چوٹیلا کیا اب سب
دور سے لینا لینا کہ رہے ہین قریب نہین آتے نورالدہر نے روٹیان بیٹھکر کھانا شروع
کین بارہ پہر کے بھوکے تھے پیٹ مین آگ لگی ہوئی تھی آدھی آدھی روٹی کا نوالہ منہ مین
ڈالنے لگے حلق سے نہ اُترا تو پانی پینے لگے بمشکل پانی سے نوالے حلق سے اُتارے وہ نازنین
روتی پیٹتی سامنے قصر تھا اُسمین پہونچی پکار کر آواز دی حضور آج ایک بڑا ظالم جنگل مین آیا ہی
فردوسی کو لاٹھی ماری مجھ پر چلا تھا مین تو بھاگی کہ مجھپر جو شاخ تر کی لکڑی پڑیگی زندہ نہ رہونگی
کیونکر یہ مصیبت سہونگی یہ کہکے جو غل مچایا پردہ قصر کا اُٹھا ایک نازنین گلنار پوش جوڑا سُرخ
پہنے ہوے بانکی ترچھی ادا دریاے جواہر مین غوطہ زن نہایت حسین نکلی نگاہ اُسکی شاہزادہ
نورالدہر پر پڑی کہ ایک جوان نہایت حسین وجمیل غبار چہرے پر پڑا ہی یاذرے چمک
رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ ماہ تابان پر ستارے جڑے ہین نورالدہر نے بھی دیکھا کہ ایک
نازنین پشت پہ کئی سی کنیزین عمدے ہاتھون مین لیے ہوے ساتھ ساتھ آگے وہ ماہ تابان عقب
مین ہجوم سیارگان مگر نورالدہر کھانے مین معروف ہین اُس نازنین کی جو نگاہ پڑی غصے مین کہا
کہ او گلشن کیون اسقدر غل مچائی ہی دو دن کا بھوکا تھا کیا کرتا قیدی کیون چیخ رہے ہین اُن کو
منع کرو غل نہ مچائین اور کھانا بھیجا جائیگا شمشاد قد وزیرزادی برابر کھڑی تھی کہا کہ اے شمشاد
اس جوان کو یہان سے بلاے خشک روٹی اس سے کھائی نہین جاتی کوئی شاہزادہ
جلیل ہی بھوک سے پریشان ہی شمشاد قد نے کہا کہ واری مقدمۂ طلسم ہی کوئی خرابی نہ ہو ملکہ
نے کہا کہ قیدی کو کھانا کھلانے مین خرابی کیسی ہین تو حکم دے چکی ہون کنیزون نے بموجب
اشارۂ وزیرزادی پکارا کہ او جوان وہ کھانا چھوڑ دے ملکۂ عالم بلاتی ہین نورالدہر

دیکھو رہے تھے بیقرار ہو کر دوڑے جب قریب قصر کے آئے کنیزون نے دروازہ کھول دیا
نور الدہر سیڑھیان طی کر کے بالائے قصر آئے اُس نازنین کو بخوبی قریب سے دیکھا اور زیادہ
مبہوت ہوئے وہ نازنین فرش پر آ کے بیٹھی نور الدہر بھی اُسی مقام پر آئے بیٹھنے کا اشارہ ہوا
نور الدہر مسند پر آ کے بیٹھے ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزین خاصہ لائین کہا ای شہریار اب
نوش فرمایئے نور الدہر نے سر جھکا لیا کہا کہ ای شہنشاہ خوبی نہین معلوم تمھارا مذہب کیا ہی
اس وجہ سے عذر ہی اُس نازنین نے کہا کہ اس طلسم مین خداوند نہنگ دریا ہے تمہارے
پیدا ہوے ہین اُنھین کو سب سجدہ کرتے ہین مین اپنے حال سے خود آگاہ نہین اُنھین خلاق ادم
نہنگ کو سجدہ کرتی ہون نور الدہر نے کہا کہ کوئی ساحر شعبدہ باز ہوگا اُسکو خدا جانتی ہو پروردگار
وہ ہی کہ جس نے تمام عالم کو ایک کلمۂ کن سے پیدا کیا چند کلمے مذمت کفر کے اور حمید
تعریف خدا مین بیان کیے اُس نازنین نے سر جھکا کر کہا کہ مہمان کی خاطر ضرور ہی جو تم کہتے ہو
یہی اعتقاد کیا ملکہ نے اور کنیزون نے کلمہ پڑھا ملکہ نے کہا کہ اب تو نوش فرمایئے شاہزادہ
نور الدہر نے کہا کہ اگر خاطر ہماری مدنظر ہی تو آپ بھی شریک ہون ملکہ نے بھی ہاتھ بڑھایا نور الدہر
نے نوالہ بنا کر ہاتھ بڑھایا ملکہ نے کہا کہ صاحب میرے ہاتھ موجود ہین یہ تکلیف کیا ضرور نور الدہر
نے شرما کر سر جھکایا ملکہ نے مسکرا کر غنچۂ دہن وا کیا کہا کہ صاحب کیون رنجیدہ ہوتے ہو لاؤ
مین تمھارے ہاتھ سے نوالہ کو کھاؤن مطلب تمھارا یہ ہوگا کہ مین بھی نوالہ تمکو دون یہ کہکے
نوالہ نور الدہر کو دیا نور الدہر نے بھی کھایا راز و نیاز سے دونون نے خاصہ نوش کیا بعد
خاصے کے شراب طلب کی نور الدہر نے جام پیا ایک جام ملکہ کو پلایا کنیزین چپ حیران
ہین کہ آج ملکہ عالم نے غضب کیا دیکھیے کوئی آفت نہ آ جائے قیدی طلسم صحرائے مصیبت خیز
کو بالائے قصر بلا لیا پہلو مین لیے بیٹھی ہین شراب چل رہی ہو ایسا نہ ہو کہ کچھ خرابی آ جائے بعض
بعض تو ایسی باتین سوچ کر گوشے مین ہٹ گئین کنارے جا کے بیٹھین یہان یہ دونون شراب پی رہے
ہین ملکہ نے باتون باتون مین حال پوچھا نور الدہر نے کہا کہ واسطے رہا کرنے فرزند کیوان
بن منتظر کے آیا ہون ملکہ نے زانو پر ہاتھ مار کے کہا کہ ای شہریار دو برس سے پیشتر کا وہ
قیدی ہوگا دو برس تک قیدی اس صحرا مین رہتے ہین بعد دو برس کے قیدی زندانخانہ

طلسم مجنون مین بھیجد یے جاتے ہین وہان تک جانا دشوار ہی نور الدہر نے کہا کہ مالک پروردگار
ہی انشاء اللہ وہان تک پہونچین گے اور اُسکو رہا کرین گے اُسکے باپ سے وعدہ کرکے آئے
ہین انشاء اللہ بدون فتح طلسم واپس نہ ہونگے ملکہ نے کہا کہ صاحب یہ طلسم نہایت پر آشوب
ہی مقام شور و شر ہی لوح طلسمی جو کلید فتح و ظفر ہی مخفی ہون کہ اُسکا نشان نہین اہالی طلسم یہ بھی ذکر کرتے
ہین کہ لوح طلسم مجنون نابود ہی جب تک لوح نہ دستیاب ہو طلسم فتح کیونکر ہو سکتا ہی نور الدہر
نے کہا کہ پروردگار عالم سب خبرین جانتے ہ الاہی وہ نشان بتائے گا تا بہ لوح پہونچائیگا
یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار آیا اُس ابر سے برقین چمکنے لگین ایک برق
چمک کر گری اور آواز ہیبتناک آئی کہ او گیسو بریدہ یہ تو نے کیا کیا گنہگار کو پہلو مین جگہ دی بالاے
قصر بلا لیا یہ کہکر ہین ملکہ کی پڑا ایک چیخ کر ہین نور الدہر کی پڑا کنیزین سب گرفتار ہوئین فریاد
فریاد کی صدائین بلند کرتی تھین کہ یا خداوند نہنگ فریاد ہی یہ ناحق یہ بیداد ہی ہینے ملکہ کو
سمجھایا ہمارا کہنا نہ مانا قیدی کو بالاے قصر بلا لیا ہم بیٹھا ہین یہ غلغلہ ہوتا ہوا وہ ابر سب کو لیکر
چلا جس ساحر نے ابر گرایا ہو شعبان جادو اُسکا نام ہی لیکر ان سب کو ابر پر ڈال لیا اور
طرف خاص طلسم کے چلا جب کئی کوس راستہ طی کیا قضاے کار راہ مین باغ ہو ملکہ ہوشربا کے
شیرین کلام کا ملکہ باغ مین بیٹھی ہین کنیزین خدمت مین حاضر ہین کہ آسمان پر ابر نمایان ہوا کنیزون
نے کہا کہ دار ی کوئی ساحر زبردست جاتا ہو ملکہ نے جو ابر کو دیکھا ہاتھ سے اشارہ کیا ابر اُسی
مقام پر رک گیا پکارکر آواز دی کہ ارے اس ابر مین کون ہی ہمارے مکان کے سامنے
سے جاتا ہی جواب نہین دیتا ہی شعبان نے کچھ جواب نہ دیا ملکہ ہوشربا نے کان سے بجلی اُتارکر
پھینک ماری برق ابر پر گری کہ ابر پھٹا شعبان جو بڑھا تھا برق کا گل کہ شعبان کے
دو ٹکڑے ہوے ابر پھٹا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا نور الدہر ابر سے گرے ملکہ نے ہاتھ پر روکا نگاہ
جو جمال جہان آرا پر پڑی پسینے پسینے ہو گئی قلب کانپا کلیجے پہ ہاتھ رکھ کے دل کو سنبھالا نور الدہر
کو مسند پر بٹھا دیا شاہزادہ متحیر ہوا سے بیہوش تھا کہ ابر سے کنیزین گرنے لگین ملکہ کی کنیزون
نے دوڑکر عرض کی کہ حضور کنیزین ابر سے گر رہی ہین بعد اُسکے دیکھا کہ لکۂ ابر سے ایک
برق چمکی ایک نازنین گرتی ہوئی آئی ہی ملکہ ہوشربا نے اُسکو بھی ہو کا پہلو مین بٹھا لیا

بیہوش بھی ہوشیار کیا پوچھا کہ کیون صاحب یہ کیا معرکہ ہی کہان سے آپلوگون کو شعبان اُٹھا کر
لے آیا ملکہ نے سب حال رو رو کر بیان کیا کہ مین اپنے قصر مین تھی یہ بیحیا جاکر پہونچا اُٹھا لایا ملکہ
نور الدہر کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہی ہوشربا نے کہا کہ خاموش رہو سمجھا جائیگا مین جانبازی کو
موجود ہون جہان تک ہوگا کد و کوشش کرونگی اور لوح طلسمی کی بھی کوشش کیجائیگی تمھارے
حال زار پر رحم آیا مین لوح کا حال خود شاہ سے پوچھونگی دیکھون کہ وہ کیا فرماتے ہین یہ
کہکے نور الدہر کو ہوشیار کیا ہوشربا نے بڑی خاطر کی نور الدہر کو مسند پر بٹھایا آپ قریب لگے
بیٹھی کہا کیون صاحب کیا قصد ہی نور الدہر نے کہا کہ فتح طلسم مجنون کی آرزو ہی خواہ اسمین
جان جائے خواہ رہے جو زبان سے کہا ہی وہ کرینگے طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے تھے کہ
یہ معاملہ درپیش ہوا ہوشربا نے کہا کہ ای شہریار اگر آپ عمر بھر رہروی کرتے تو بھی سرحد طلسم
ہفت پیکر مین نہ پہونچتے لیکن راستہ دربندہای طلسم ہفت پیکر کا اسی جگہ سے متعلق ہی جبتک
آپ طلسم مجنون فتح کرین کے تب تک سرحد طلسم ہفت پیکر مین نہ پہونچین سگے اور
بھائی بھتیجے آپکے جو اس فکر مین نکلے ہین سالہا سال مارے مارے پھرینگے اور سرحد
طلسم ہفت پیکر مین نہ پہونچین سگے آپکی اقبالمندی ہی کہ شعبان کا اسطرف سے گذر ہوا
اور مین نے چھڑایا میرا عجب طرح کا معرکہ ہی بہن میری ملکہ نرگس حیرت افزا اُسپر بادشاہ
طلسم مجنون عاشق ہوا دعوت کے نام سے بلا بھیجا قید کر لیا کنیز نے اکثر نامے لکھے اِس
ملعون نے جواب دیا کہ اپنی بہن کی شادی ہمارے ساتھ کردو ورنہ عمر بھر قید مین رہے گی
جفا قید خانے کی سہیگی ہم بادشاہ طلسم مجنون ہین اور ہمسے انکار مل ای شہریار مین یہان سے
گئی بموجب حکم مجنون جادو بہن سے ملاقات کی ناچار ہو کے یہ بھی پوچھا کہ تم وصل شاہ کا
کیون نہین قبول کرتین جفائین اُٹھاتی ہو بہن نے مجھ سے کہا کہ بہن مین نے خواب مین دیکھا
ہی کہ نبیرۂ صاحبقران اس طلسم مین آئین گے مین اُنکی زوجہ کہلاؤنگی بزرگان دین میرے
خواب مین آئے مجکو مسلمان کر گئے ہین تم بھی اعتقاد اسلام کر دیکھو جیسے آپکے آنیکا اشتیاق
تھا شاہ ہو رعجائب دان وزیر اعظم مجنون مجھپر عاشق ہی روز آتا ہی منتین خوشامدین کرتا ہی
مین نے ابتک اُسکو عقلمندی سے ٹالا ہی امروز فردا کرتی ہون چونکہ ساحرہ ہون اطاعت

دین اسلام کی قبول کی آج جو وہ بیچا آئے تو مین اُس سے حال لوح کا پوچھون اُسکی ذات سے
لوح کا پتہ ملیگا نور الدہر خاموش ہو رہے جب شام ہونے لگی وہ نازنین جو باغ سے ساتھ
آئی ہی گلشن دریا بار اُسکا نام ہی اُسکو اور نور الدہر کو ایک گوشے مین چھپا دیا آپ سامان
کرکے بیٹھی نور الدہر نے گوشے سے دیکھا کہ پہلے آندھی چلی برق چمکی ایک تخت نمایان ہوا
اُسپر ایک جادوگر سیہ فام بد انجام تخت اُڑاتا ہوا ہاتھ ہلاتا ہوا آکر پہونچا ملکہ کو دیکھکر مثل گل شگفتہ
ہوا کہا کیون جان جہان مزاج کیسا ہی آج تمکو پریشان پاتا ہون ہوشربا نے آنکھون سے
آنسو ٹپکائے کہا کہ ای شاہور عجائب وان کیا پوچھتا ہی آج ہمکو بڑا قلق ہی اب تک تو ہمکو یہ
خیال تھا کہ بہن نرگس کی شادی شاہ کے ساتھ ہوگی ہم گھر مین وزیر کے رہین گے سلطنت
طلسم مجنون پر ہمارا اختیار ہوگا آج جان کا خوف پیدا ہوا تمھاری زندگی کیونکر ہوگی بادشاہ
کیونکر بچیگا ہمنے خبر سنی ہی کہ طلسم کشاے اصلی نے طلسم سرحد مجنون مین داخلہ کیا اگر
طلسم کشاے اصلی آیا اور اُسنے گرد کوشش کی لوح طلسمی پاگیا پہلے ہمین قتل کرے گا کہ ہم
متعلقین وزیر طلسم کہلاتے ہین شاہور نے کہا کہ ای ملکہ عالم لوح طلسمی کون پاسکتا ہی کوئی ایسا
ہو کہ اس باغ کے بائین جانب ایک صحرا ہی وہان جاکر زیر نخل چنار آوازدے کہ ای داؤد جنی
جلد آؤ داؤد جنی بشکل طائر آئے اُسکی پشت پر سوار ہو وہ صحراے ریگستان مین
پہونچائے صحراے ریگستان مین جاکر ایک آواز دے کہ ای ماہی تازہ کہ لقب جس کا
ریگ ماہی ہی جلد میرے پاس آ ایک جوان زمین سے پیدا ہوگا ہاتھ مین اُس کے
ریگ ماہی ہوگی جب وہ جوان ایسا زبردست ہو کہ اُس جوان کو زیر کرے وہ بخوشی مچھلی
اُسکو دے وہ مچھلی کا شکم چاک کرے تب شکم ریگ ماہی سے لوح طلسم مجنون نکلے گی کون ایسا
ہوگا اور یہ حال کسے معلوم ہی کہ داؤد جنی کو پکارے اور داؤد صحراے ریگستان مین پہنچائے
تم ناحق پریشان ہوتی ہو ای ہوشربائے شیرین کلام تمھاری بھی شرکت ضرور ہی
قواعد مین لکھا ہی کہ ہوشربا شریک ہوگی پس تمکو کب منظور ہی اور تم کاہے کو شریک
ہوگی طلسم مجنون تمھارا ہی جب تک تم مدد نہ کروگی تب تک طلسم کشا صحراے ریگستان تک
نہ پہونچیگا یہ کہکے کہا کہ صاحب شراب پیو گانے کو بلاؤ ایک دو غزلین گاؤ طبیعت کو

بہلانے پہ خیالات تسل ہین مجکو کون مار سکتا ہی اگر سحر کرون زمین ہلا دون لاکھ دو لاکھ ایک دم بھر مین
قتل کرون ملکہ نے جلسہ آراستہ کیا گانا ہونے لگا شراب چلی رات بھر اسی ہنگامے مین بسر ہوئی
صبح ہوتے آوازا لفراق والوداع بلند ہوئی شاہور عجائب وہان رخصت ہوکر روانہ ہوا
ملکہ نے نورالدہر سے کہا کہ ای شہریار حال آپ نے سُنا تلاش لوح مین چلیے نورالدہر
آمادہ ہوے ملکہ ہوشربا نے نورالدہر کو تخت پر سوار کیا ملکہ گلشن کو کنیزون سے
سپرد کیا نورالدہر کو لیکر صحراے عجائب مین آئین کہا کہ ای شہریار داؤد جنی کو پکاریے
وہن عقب سے حاضر ہوگی نورالدہر نے بہ فصاحت آواز دی کہ ای داؤد جنی جلد آؤ تین
آوازین جو دین آسمان پر سناتا ہوا ایک طائر قوی جثہ اُڑتا ہوا آیا زمین پر آ کے قائم ہوا
نورالدہر جھپٹ کر اُسکی پشت پر سوار ہوے طائر اُڑا عقب مین ہوشربا چلی
صحراے ریگستان مین لاکر داؤد نے نورالدہر کو اُتارا نورالدہر پشت طائر سے
اُترے طائر نے یہ کہکر جلا گیا کہ جب مجکو طلب کیجیے گا مین حاضر ہونگا طائر تو اُڑ گیا کہ ملکہ ہوشربا
بھی پہونچین کہا کہ ای شہریار آواز دیجیے کہ ای ماہی تازہ جلد ہمارے پاس آؤ نورالدہر نے
آواز دی زمین شق ہوئی ایک جوان قوی تن وقوی من نکلا ایک ماہی پھڑکتی ہوئی ہاتھ مین کہا
کہ ای جوان ریگ ماہی میرے پاس موجود ہی اسکو لے مگر مین تیرا زور مین امتحان
چاہتا ہون اگر اسپے تو مانے گا تو صاحبقران ہو مجکو زیر کرے گا پھر لوح طلسمی کا
اختیار ہی اگر مین غالب آیا ہرگز لوح نہ دون گا افسوس کا مقام ہی کہ شاہور نے سب
حال کہدیا یہ کہہ کے ہاتھ سے اشارہ کیا مچھلی مثل بجلی کے ہین اُسکے لپٹ گئی اب خم مارکر
سامنے نورالدہر کے آیا نورالدہر بھی آمادہ ہوے قریب تھا کہ کشتی شروع
ہو ملکہ ہوشربا آکر پہونچین آواز دی کہ ای برادر داؤد طلسم کشا سے مقابلہ کرنے ہو
تم قید سے رہا ہوگے اس حفاظت سے بچ گے تمہارا بھائی یہان تک پہونچ گیا وہ بھی قید سے
رہائی پائیگا ہمیشہ بشکل طائر رہتا ہی یہ جو ہوشربا نے سمجھا کر کہا کہ وہ جوان دوڑ کر قدمون پر گرا
کہا کہ ای شہریار ہم آپکے آنے کے مشتاق ستھے ہم دونون بھائی مدت سے اس طلسم مین
پھنسے ہین رحیم جنی میرا نام ہی وہ طائر بنے رہتے ہین مین زمین پر رہتا ہون خدا آپ کو

مظفر و منصور کرے قید طلسم پروردگار رہا کرے جسم سے دور کرے کئی سال ہوے کہ عزیز و اقارب
سب چھوٹے یہ ریگ ماہی موجود ہی بسم اللہ شکم چاک کیجیے لوح طلسمی لیجیے نور الدہر نے ریگ ماہی
اُسکے ہاتھ سے لی رحیم حبشی بھی دیکھ رہا ہی کہ نور الدہر نے خنجر کمر سے نکالا شکم مچھلی کا چاک کیا ایک برق
چمکی کہ آنکھیں خیرہ ہوگئیں اب جو نور الدہر نے دیکھا ایک تختی الماس کی مدور حروف اُسپر
یاقوت احمر کے نور الدہر نے لوح کو ہاتھ میں لیا ماہی مردہ کو ہاتھ سے پھینکا لوح کو دیکھنے
لگے کہ پہلو سے آواز آئی ای شہریار شکر ہی کہ آپ نے لوح پائی ہوشیار رہیے ذرا غلام بھی
دیکھے نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ شبرنگ بن عمرو عیار جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی قریب
پہونچا کہا کہ ای شہریار آپ بڑے صاحب اقبال ہیں لوح طلسمی ملی ہیں ذرا دیکھوں جسدن
سے آپ سے چھوٹا جنگل میں مارا مارا پھرتا تھا آج حضور کے سامنے پہونچا ہی لوح طلسم
مجنون ہی نور الدہر نے خوش ہو کر شبرنگ کو گلے سے لگا لیا کہا کہ ای برادر یہ دیکھو لوح
طلسمی موجود ہی شبرنگ نے لوح کو ہاتھ میں لیا دیکھنے لگا دیکھتے دیکھتے کہا کہ دیکھیے ادہر اُڑکر
کوئی ساحر آتا ہی ذرا اپنے کو بچائیے نور الدہر ادھر چلے شبرنگ نے بر پرواز پیدا کیے
آواز دی کہ منم ماہور جادو دیکھیو یوں لوح لیجاتے ہیں نور الدہر تو دیکھ کے رہ گئے
ہوشربا نے جو دیکھا کہ ماہور اُڑکر چلا آواز دی کہ منم ملکہ ہوشربا سے شیرین کلام
او ماہور کہاں جاتا ہی جست کرکے بلند ہوئیں برق بنکر ماہور پر گریں کہ ماہور کے
دو ٹکڑے ہوے لاشہ زمین پر گرا نور الدہر نے دوڑ کر لوح اُٹھائی لوح کو چوم کر گلے
میں ڈالا فرمایا کہ ہوشربا تمکو کام کیا ہوشربا نے کہا کہ اب حضور بڑی غفلتیں پڑینگی جہانتک
ہو سکیگا میں ہر وقت سامنے پہونچونگی یہ کہکر ہوشربا ایک کبوتر کی شکل بنکر بلند ہوئی
آسمان میں ڈوبی نور الدہر نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اسم حاشیہ پڑھو داؤد حبشی حاضر
ہو اُس سے کہو کہ مجھکو باغ میں موشک زمین کن کے پہونچا دے شاہزادہ
نور الدہر نے اسم حاشیہ لوح پڑھا داؤد حبشی بشکل طائر حاضر ہوا بشکل انسان کے
گویا ہوا کہ ای شہریار لوح طلسمی مبارک ہو ہر وقت ہر مقام پر ہوشیار رہیے گا ایسا نہ ہو کہ
ابابلی مرحلہ دم دیکر لوح لے لیں لوح سے خبردار رہیے گا نور الدہر نے کہا کہ ہمکو

باغ موشک زمین کن مین پہونچا دیگا کہکر پشت پر داؤد کی سوار ہوئے داؤد اُڑتا ہوا چلا
تھوڑے عرصے بے صحرا مین ایک باغ معلوم ہوا لیکن باغ ویران ہے درختون کے زرد
روشین ٹوٹی ہوئی مین داؤد نے کہا کہ اے شہریار یہی باغ موشک زمین کن ہے پہلو سے باغ پر
نورالدہر کو لاکر اُتارا نورالدہر اُترتے ہی لوح کو دیکھتے ہوئے طرف باغ کے چلے بعد
ملاحظہ مضمون لوح بسم اللہ کہکر باغ مین داخل ہوئے کہ تڑپنے کی آواز کان مین آئی نورالدہر
اُس صدا کی جانب متوجہ ہوئے پھر دردناک صدا آتی ہے کہ اے پروردگار یہ مصیبت مجھسے نہین
اُٹھتی ہمارا جلد خاتمہ ہو نورالدہر نے دیکھا کہ ایک نخل مین طہماس بندھے بیٹھے ہین بدن
مین مار سیاہ لپٹے ہوئے نورالدہر دیکھکر بیتاب ہوگئے پکار کر آواز دی کہ اے طہماس
تم کیونکر گرفتار ہوئے رو رو کر طہماس نے عرض کی کہ حضور نے جو لوح طلسمی حاصل کی
تھی اُسکا کیا انجام ہوا نورالدہر نے کہا کہ میرے پاس موجود ہے کہا حضور اس باغ کی
مالک ملکہ موشک زمین کن ہے وہ مجھکو پکڑ لائی طالب وصل ہوئی ابھی تک مین نے
قبول نہین کیا نورالدہر نے قریب آکر گندین توڑین عکس جو نورالدہر کا جسم پر طہماس کے
پڑا مار سیاہ بدن سے گر گئے طہماس نے قدمونکو بوسہ دیا کہا کہ حضور موشک آنے کی آپ
بہت ہوشیار رہین یہ کہتا ہوا طہماس نورالدہر کے ساتھ چلا وسط باغ مین بارہ دری ہے
نورالدہر اُس بارہ دری مین آئے طہماس ہر مرتبہ عرض کرتا ہے کہ غلام کئی دن سے یہان قید
ہے موشک زمین کن شب کو آتی ہے کبھی سمجھاتی ہے کبھی وعدہ کرتی ہے کہ تیرا مرتبہ عالی کرونگی
پھر کہا ارے کوئی اس مقام پر نہین کہ شاہزادے کیواسطے شراب و کباب لائے تھکے ہوئے
آئے ہین ذرا طبیعت کو ڈھارس ہو یہ کہکے طہماس خود اُٹھا الماری کھولی گلابی شراب کی
مع جام نکالی جام لبریز کیا کہا کہ اے شہریار غلام کے ہاتھ سے ایک جام نوش فرمایئے نورالدہر
نے ہاتھ سے جام طہماس کے لیا چاہا کہ نوش کرین ایک سوکھا ہوا درخت تھا اُسپر ایک
عندلیب خوشنوا یا تو پرون کو کرید رہی تھی یا تڑپ گئی جیسے ہی نورالدہر نے ہاتھ مین
جام لیا آنکھون سے آنسو جاری ہوئے نورالدہر اُسکو دیکھنے لگے اُس عندلیب نے
آواز دی کہ مقام افسوس ہے استاد پاس ہو اُس سے نہ پوچھے نورالدہر کی جیسے سوتے سے

اُٹھکر گھلی جام تو بائین ہاتھ مین لیا لوح پر جو نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا یہ موشک زمین کن
ہی اگر ایک قطرہ شراب کا حلق سے اُترا جسم پانی ہوکر بہ جائیگا مناسب ہو کہ یہ جام پھینک مارو
اور تماشا قدرت پروردگار کا دیکھو نورالدہر نے فوراً کہا کہ ای طہماس لو شراب تم بھی پیو
طہماس نے ہاتھ بڑھایا نورالدہر نے جام پھینک مارا قطرات شراب جو جسم پر طہماس کے
پڑے ایک چیخ ماری کہا کہ او ظالم یہ عمل تجکو کسنے تعلیم کیا یہ کہکے جلنے لگا باغ مین بھی آگ
لگ گئی سارا باغ جلنے لگا طہماس تھلی جلکر خاک ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من موشک زمین کن
بود زمین کا طبقہ اُڑکر آسمان پر گیا ایک قصر ظاہر ہوا اور دروازے پر قمر کے چند زنگی سیاہ رو
بیٹھے تھے اُنکو نورالدہر نے مارا دروازہ کھول کر اندر آ نے دیکھا ہزار ہا بندگان خدا
مسلسل و مطوق بیٹھے ہین کہ رہے ہین کہ آج ماران جسم کیون گل گئے کیا کسی نے اُس ظالم
کو مارا کہ نورالدہر سامنے آئے بارہ ہزار جوان قید خانے مین تھے تاجدار و وزیرزادے
و تاجر بچے بیٹھے رو رہے تھے نورالدہر نے آکر سب کی قید کاٹی جو اُٹھا قدمون پر گرا تعریفین
کرنے لگا کہ خدا آپکو مظفر و منصور کرے یہ بلا آپ کے سر سے دور کرے ایک جانب
دیکھا کہ ایک تاجدار حسین و جمیل سرنگون رستم صولت اسفندیار جرأت بیٹھا ہوا رو رہا ہی نورالدہر
اُسکے قریب آئے فرمایا کہ ای جوان تو کس حال مین ہی مین تجکو بہت پریشان پاتا ہون
کہا ای شہریار میرا الماس خوشرو نام ہی باپ میرا کیوان بن منظر فراق مین میرے
روتا ہوگا ماں باپ کا عجب حال ہوا ہوگا تیسرا برس ہی مجکو کہ موشک زمین کن اُٹھا
لائی مجھ پر عاشق ہی رات کو بلاتی ہی وہ وہ صدمے پہونچاتی ہی کہ عرض نہین کرسکتا
اُسکی بدصحبت سے موت مانگتا ہون نورالدہر نے فرمایا بعنایت خدا مین نے موشک
کو قتل کیا جب تو ماران سیاہ تمھارے جسم سے گرے ای برادر مین تمھاری ہی تلاش مین
آیا تھا کو ٹھے وہان سے کھلوائے الماس خوشرو رہا ہوتے ہی کوٹھون سے ہتھیار
نکا لنے لگا اُن سب جوانون کو مسلح کیا بارگاہ بھی اُسی مقام پر نکلی بارگاہ کو باہر لاکر استاد
کرایا نورالدہر اُن جوانون کو لیکر داخل بارگاہ ہوے شبرنگ بن عمرو صحرا مین
مارا مارا پھر رہا تھا کہ یکایک صحرا مین آگ لگ گئی کان مین آواز آئی کہ کشتی مرا

تام من موشک زمین کن بود شبرنگ نے جو یہ معاملہ دیکھا پہاڑ سامنے تھا وہ گر گیا وہ سمجھا کہ آقا
پہونچے جو ساحر بیابان کا منتظم تھا وہ مارا گیا اُس وقت شبرنگ آکر پہونچا کہ بارگاہ استادہ ہو رہی ہے
بارہ ہزار تاجدار اُس صحرا مین پھر رہے ہین نورالدہر کرسی پر بیٹھے ہین کہ شبرنگ نے آکر
سلام کیا قدمون سے لپٹ گیا نورالدہر چونکہ دھوکا کھا چکے تھے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا
کہ تمھارا عیار ہی براے انتظام اشارہ کیا شبرنگ نے بارگاہ استادہ کرائی خیمہ واسطے
سردارون کے جابجا نصب کیے نورالدہر داخل بارگاہ ہوے فرما رہے ہین کہ کل انشاء اللہ
مرحلہ ثانی پر جاؤنگا لیکن موشک جو قتل ہوئی مجنون جادو بادشاہ طلسم تخت پر بیٹھا ہوا
عجائب نگار وزیر اعظم کرسی وزارت پر اور جملہ سردار و تاجدار جمع ہین کہ چند جادوگرنیان روتی
پیٹتی حاضر ہوئین کہا کہ اے بادشاہ طلسم طلسم کشا سے اصلی طلسم مین آگیا لوح اُس نے پائی
موشک نے مار ڈالا تھا لیکن کسی نے خبر کر دی کہ لوح اُسنے دیکھی اب اُسی صحرا سے
موشک مین موشک کو قتل کرکے طلسم کشا فروکش ہے بارہ ہزار تاجدار ہمراہ ہین کل مرحلہ
ثانی پر جائیگا حضور کیا غافل بیٹھے ہین فکر کیجیے مجنون یہ حال سنکر دیوانہ ہو گیا کہا یارو موشک
کا مارا جانا بڑا غضب ہوا بڑی مکارہ کارگذار تھی جسکا مثل نہ تھا ارے تم مین کوئی ایسا ہے کہ جاکر
طلسم کشا کو مار لاے لوح [illegible] نے ساحرون سے کہا کہ حضور بسبب لوح کے ہمارا سحر تاثیر نہ کریگا
مگر ساحر جا کے طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاے خرطوم فیل دندان اپنے مقام سے
اُٹھا کہا کہ غلام طلسم کشا کی مشکین باندھ کر لائیگا یا اپنی جان دیگا لاکھ سوار و پیدل مجنون سے
ساتھ لیے خرطوم قلعے سے نکلا گینڈے پر سوار ہو کے چلا جنگلون کو طے کرتا ہوا جاتا ہے قضاے
کار ایرج نوجوان پھرتے پھراتے سرحد کیوان بن منظر مین پہونچے کیوان نے جو خبر سنی
کہ قاسم کا بیٹا آتا ہے قلعے سے نکلا استقبال کرکے ایرج کو قلعے مین لایا سامان دعوت
کیا عین گرمی صحبت مین اسنے جانے کا نورالدہر کے ذکر کیا کہ میرے بیٹے کو رہا کرنے گئے
ہین یقین ہے کہ لیکر آئین ایرج کے تیور پر بل پڑ گئے کہا کہ وہ کشتی گیر زادہ حملہ کرکے بھاگ گیا
ہاں وہ سرحد دکھا دو کل ہی تمھارے بیٹے کو رہا کرکے لائین گے لا کے تم سے ملائین گے
ہر چند کہ کیوان نے منع کیا ایرج نے نہ مانا صبح کو مع فوج دریافت کرکے اُس صحرا مین آگئے

پہاڑ وغیرہ ندارد ہوچکا ہی راستہ کھلا ہوا ہی ایرج گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتے مین پشت پر
فوج شاپور الیسا عیار ساتھ باتین کرتا ہوا ایک صحرا مین پہونچے تھے کہ دن کم باقی تھا اُسی مقام
پہ اُتر پڑے کرسی پر آ کے بیٹھے ہین سیر صحرا دیکھ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ ایک پہلوان
دیو خصال گینڈے پر سوار پشت پر لاکھ سوار و پیدل آ کر اُسی صحرا مین یہ بھی اُترا دریافت کیا کہ یہ
کسکا لشکر اُترا ہی معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان چشم نور الدہر بن بدیع الزمان واسطے
طلسم کشائی کے جاتے ہین خرطوم نے شاطر سے کہا کہ اگر یہ جوان بھی وہان پہونچگیا تو دونون ملکر
طلسم کشائی کرینگے بادشاہ کو بڑی مشکل پڑیگی ایک نے تو جا کر ہنگامہ ڈالدیا مین پہلے اسی کو قتل کرونگا
بعد اُسکے جا کر طلسم کشا کو دونگا بارگاہ استادکرائی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارون نے آ کر ایرج کو
خبر کی ایرج نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے اُس ملعون کی میرے ہاتھ سے
قضا ہی یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین
جمین خرطوم نے گینڈا نکالا میدان مین آ کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ایرج
نے مرکب بڑھایا گرہ بن اشقر طرارہ بھر کے چلا سامنے خرطوم کے پہونچا بدرنگا اور خرطوم
نے جو جمال بیمثال دیکھا کہا کہ ای جوان میرے ساتھ چل شاہ طلسم سے تیری خطا معاف کرادونگا
شاہ تجھکو افسر کرینگے ایرج نے کہا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی یہ میدان کارزار ہی زبان تیر کلمۂ عمود سے
کام کرنا چاہیے خرطوم نے نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ سے چھینے لگا
ایک مقام پر ایرج نے نیزہ گانٹھ کر جھپیٹا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے خرطوم کے نکل گیا خرطوم
نے غصے مین قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ایرج نے گردہ سپر کا
آگے کیا تلوار نے خرطوم کی سپر کو کاٹا اُچٹا زخم سر پر ایرج کے آیا جیسے شیر زخم کھا کر بپھرتا ہی
خبردار خبردار کہکے تیغۂ دودم ہندی کا ہاتھ مارا سپر کو کاٹکر تلوار جو گری خود کو کاٹا تا دوابر
تیغہ پہونچا خرطوم نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکلا اس زور مین تیغہ جاتا تھا کہ گردن گینڈے
کی کٹی اور خرطوم تہ و بالا ہوا فوج والون نے جانا کہ افسر ہمارا مارا گیا لاکھ سوار
و پیدل لینا لینا کہکر آ پڑے اِدھر سے نیلم و فیلم پہونچے دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے
لگی لشکر والون نے خرطوم کو ہوادار پر سوار کر لیا خرطوم نے زخم باندھا دوسرے

گنبد پر سوار ہوا لڑائی مین مصروف ہوا ایرج نوجوان کے فوج والے لڑتے بھڑتے ہوئے
صف شکن تیغ زن چند حملون مین پانون فوج دشمن کے اُٹھا دیے خرطوم بھاگا ہوا جاتا ہی ملازمان
ایرج تعاقب کیے ہوئے آتے ہین قضاے کار نورالدہر بن بدیع الزمان بارگاہ مین
بیٹھے ہین شبرنگ گس رانی کر رہا ہی کہ صداے ہا ہوے دلیران کان مین آئی شبرنگ
سے کہا ذرا دریافت تو کرو یہ کیسا ہنگامہ ہی کہ چند ملازم دوڑتے ہوئے آئے کہا حضور ایک
لشکر بھاگا ہوا آتا ہی ایک لشکر والے تعاقب مین ہین مگر جسنے شکست دی ہی وہ جوان
بالکل آپ کے ہم صورت ہی کس زور و شور سے لڑتا ہوا آتا ہی نورالدہر نے ہنسکر کہا کہ ای
شبرنگ مجھے ایرج کا پتہ دیتے ہین اس تاجرزادے کو بھی چین نہین لشکر ہمارا ابھی تیار کرو
تاجدار فوراً تیار ہوئے نورالدہر نکل کر اسپ پریوش پر سوار ہوئے دیکھا کہ ایرج نے
قیامت برپا کر دی ہی مگر فوج کفار بہت ہی ملازمان ایرج زخمی ہو رہے ہین ایرج پہلوانون
کو قتل کرتے ہوئے آتے ہین چاہتے ہین کہ خرطوم پر جا پڑون افسر کو مار دون تو فتح ہو آگے
خرطوم کے پرے بندھے ہوے ہین سب افسر سینہ سپر کیے کھڑے ہین اپنے آقا کو بچاتے ہین
اسی سمت بھاگے ہوئے آتے ہین نورالدہر بھی نعرہ کرکے جا پڑے نعرۂ نورالدہر نظیر
حمزۂ صاحبقران تخم دلقبر ؤ شہ سوارۂ حشم شاہزادہ نورالدہر ؤ بارہ ہزار جوان جو لگے
گرنے اور نورالدہر کے نعرے کی آواز جو ایرج نے سنی بیقرار ہو گیا سر اُٹھا کے جو دیکھا
لگے ہین نورالدہر کے لوح طلسمی مثل ماہ تابان چمک رہی ہی اور نورالدہر شیرانہ لڑتے ہوئے
آتے ہین ایرج نے دور سے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او کشتی گیر زادے میرے
مقام پر کیون آیا مین تو شکست دیچکا ہون اسی مین بہتر ہی کہ ہٹ جا نورالدہر نے کہا کہ
او تاجرزادے تجھے کچھ شرم بھی آتی ہی یہ کلمہ جو نورالدہر نے کہا ایرج نوجوان بگڑ گیا
صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا قریب نورالدہر پہونچا خنجر دار خنجر دار کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا
سپر نورالدہر کی کٹی ہر طرح چاہا کہ اپنے کو بچاؤن مگر نہ ممکن ہوا سر بھی کسی قدر زخمی ہوا نورالدہر
نے دستانہ مارا تیغہ جھنا کر نکالا ہاتھ تیغۂ خارہ شگاف کا مارا کہ سر ایرج کا بھی زخمی ہوا
ایرج کو خوف ہی کہ مین گھوڑے سے گر نہ پڑون مگر پلے پڑتے ہین کئی تلوارین چلین

خرطوم والون نے جو دیکھا کہ مسلمان آپس مین لڑنے لگے فوراً راہ صحرا لی بھاگ کر نکل گئے
یہان ان دونون لشکرون مین تلوار چل رہی ہی دونون سردار زخمدار لیکن لڑائی مین مصروف
ہین ہنگامۂ گیرودار بلند ایک طور پر جنگ ہو رہی ہی اب دونون جوانون کو منظور ہوا کہ گھوڑون
سے کودین آپس مین کشتی لڑین دامن گردانے آستینین چڑھائین قصد ہو کہ کودین مصروف
جنگ وجدل ہون کہ آسمان پر نوبت ونقارے کی صدا بلند ہوئی دیکھا نقابدار زرین پوش
تخت پر سوار دونون شیرون کو جو لڑتے ہوے دیکھا نقابدار نے زانو پر ہاتھ مارکے کہا
کہ کیا غضب کی بات ہی آپس مین شکست یا فتح ایک کے مرنے پر ہوگی وہین سے نعرہ کرکے
نقابدار گرا بیچ مین دونون شیرون کے جا پڑا دونون کو ٹھوکر کا کہا یارو یہ کیا حرکت ہی غیر ملک مین
آئے ہو اور آپس مین یہ فساد خبردار اب ایسی حرکت ہوگی تو بہت بری طرح پیش آؤنگا تم
دونون جوانون نے نام اہل اسلام کا مٹایا یہ کہکر ایرج کو اپنے ساتھ لیا کہا کہ چلو یہان
تمھارا رہنا بہتر نہین اور نورالدہر سے کہا کہ تم اسی مین مصروف ہو ایرج کو ساتھ لیکر نقابدار
چلا گیا بارہ کوس پر جاکے ایرج کا ساتھ چھوڑا کہا خبردار اب اگر اس طرف گئے تو تم جانو گے
ایرج کو چھوڑ کر نقابدار چلا گیا ایرج ایک جانب چلے کہ ذکر انکا الگ تحریر کرونگا لیکن بعد
جانے ایرج کے نورالدہر نے سب جوانون کو اسی مقام پر چھوڑا قصد ہوا کہ لوح دیکھون
خرطوم جو شکست کھاکے ایک صحرا مین اترا تھا ایک عرضی مجنون کو لکھی کہ ای بادشاہ طلسم
غلام اسطرح جاتا تھا یہ معرکہ درپیش ہوا غلام شکست خوردہ زخمدار فلان صحرا مین فروکش ہی یہ
عرضی پاس مجنون کے پہونچی مجنون نے توسن بلند رکاب کو تین لاکھ فوج دیکر روانہ کیا
کہدیا کہ فلان صحرا مین خرطوم موجود ہی اس سے ملاقات کرنا وہ تجکو بمقابلۂ نورالدہر لیجائیگا
تو طلسم کشا سے مقابلہ کرنا توسن بلند رکاب مع اپنی فوج کے پاس خرطوم کے پہونچا
خرطوم توسن کو دیکھکر خوش ہوگیا اسی دن فوج کو تیار کیا زخم ابھی سر پر باقی ہی پٹی چڑھی ہی
کوچ کرکے مقابلے مین نورالدہر کے پہونچا شب کو طبل جنگی بجوایا نورالدہر سے قبل جنگ
سے خبر کی نورالدہر نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر بقاعدۂ قدیم
میدان مین آئے توسن آگے بڑھا خرطوم انتظام فوج کرتا ہوا نورالدہر اُن بارہ ہزار

جوانون کو لیکر میدان مین آئے صفین جمین کی فوج نور الدہر کی دیکھکر توسن ہنستا ہی کہتا ہی
کہ نبیرہ حمزہ قیدیان طلسم کو ہمارے مقابلے مین لایا ہی یہ ہمسے کیا لڑسکین گے جب صفین
جم چکین توسن نے اپنا گینڈا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا
مرگ کی ہو نکلے الماس خوشرو نے قصد کیا تھا کہ نکلے نور الدہر نے اُسکو روکا اسپ
پریوش بڑھایا گھوڑا جو اُٹھایا مرکب طلسمی طرارہ بھر کے چلا گینڈا مثل ماہ نو کے کبھا دم سے
چھونر کرتا ہوا توسن نے جو نور الدہر کو آتے ہوے دیکھا خوش ہو گیا جی مین کہتا ہی یہ نوجوان
معشوق وضع ہی اگر ہاتھ رکھدونگا کلائیان ٹوٹ جائینگی یہ سوچ کر گینڈا اپرا سے نگادر بڑھایا
نگاورجو آپس مین چلی کچھ قدم گینڈا توسن کا اور چار قدم اسپ پریوش ہٹا جلوہ نور جمال
نور الدہر سے تمام صحرا روشن ہو گیا توسن چہرہ بینظیر دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوا کہا
ای جوان اگر میری اطاعت کرے تو تجھے سپہ سالار طلسم مخنون کراؤن یا اپنے لشکر کا بادشاہ
کرون مجھ ایسا پہلوان سپہ سالار تجھ ایسا لشکر کا تاجدار ہو تو تمام دنیا کو تسخیر کرون نور الدہر
نے مسکرا کر جواب دیا کہ آپ کی مہربانی ہم برائے قتل مخنون آئے ہین اُسکی ملازمت کرینگے
اُسکے قتل کی فکر مین ہین آخر توسن نے نیزہ مارا مگر سینہ بچا کر نور الدہر نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام
پر نور الدہر نے نیزہ توسن کا گانٹھا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے توسن کے سُن سے
نکل گیا یا تو نیزہ بازی کر رہا تھا یا ایک چیخ ماری کہ او جوان دو دریا سے لشکر دیکھ رہے
ہین تو نے نیزہ میرا نکالا یہ تیغہ بیدریغ ہی ایک ہی وار مین خاتمہ ہی خبردار خبردار کہہ کے
ہاتھ مارا نور الدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر سپر کٹی سر پر آکے تلوار پڑی زخم کاری
نور الدہر نے کھایا مگر زخم کھا کر تیغہ خارہ شگاف کھینچ ہاتھ مارا سر توسن کا بھی زخمی ہوا
اُسنے دستانہ مارا تیغہ جھنا کر گردن پر گینڈے کی پڑا جو مار گیا ساتھ والے اسکے دوڑ
پڑے طرف سے نور الدہر کے بارہ ہزار تاجدار آ پڑے توسن کی فوج جنگی ہی بیب
اپنے اپنے ملکون کے تاجدار بہت لوگ مارے گئے شاہزادہ نور الدہر کے
سر سے اسقدر خون جاری ہوا کہ بیقین غش کھا کر گر پڑین گے تلوار کو نیام مین کیا ہاتھ گردن مین

گھوڑے کی ڈالدیے اسپ پریوش طلسمی سے نے راکب کو اپنے شکست پایا ایک جانب نکلا
پشتکین دولتیان مارتا ہوا ایکدم نکل گیا بیابان پہ تا جبار حبیب لعنت سے بھی کم رنگ شکست
کھائی ایک صحرا کی جانب رُخ کیا توسن کو غنیمت ہوا مال و اسباب لوٹنے لگا یہ لوگ جاکر ایک
درۂ کوہ مین چھپے شبرنگ نے جو اپنے آقا کو نہ پایا الماس خوشرو سے کہا کہ تم اسی مقام پر
رہنا مین تلاش مین آقا کی جاتا ہون جبتاہی تو ڈھونڈھکر لاتا ہون یہ سوچ کر چلا مرکب شاہزادہ
نورالدہر کو لیے ہوسے جاتا ہی قضاے کار غزال آہوچشم کوٹھے سے بنگلے پر بیٹھی ہی وہ بنگلہ
پھاٹک پر بنا ہی ملکہ غزال نے دیکھا کہ ایک گھوڑا ایک زخمی کو لیے ہوے آیا سامنے زیر محل
راکب کو گرایا ملکہ غزال نے کنیزونسے کہا کہ کسی مسافر کو قزاقون نے زخمی کیا گھوڑے نے لا کر
گرایا بڑے افسوس کی بات ہی کہ ہمارے حوالی مین یہ بدعت ہو ذرا اس جوان کو اٹھا لاؤ
جب اسکو ہوش آئے تو اس سے وضع قزاقون کی پوچھی جائے اُنکو گرفتار کرکے سزا
دیجائیگی لیکن یہ جوان بڑا جری و بہادر معلوم ہوتا ہی کہ اسقدر زخم کھائے مگر اسباب جسم کا نہین
دیا کنیزین ذرا ازکین غزال خود اُٹھی کہا کہ ارے ڈرتی ہو زخمی سے ڈرتا کیا غزال خود اُٹھکر
آئی اب جو نگاہ جمال جہان آراے نورالدہر پہ پڑی بیقرار ہو گئی کلیجے پر ہاتھ رکھدیا
فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھا گرد چہرے سے پاک کرکے کہا کہ ارے باغ
سے چارپائی لاؤ اسکو اُٹھا کرے چلین ایک کنیز جراح کو بلانے جائے ایک کنیز واسطے لینے
جراح کے چلی گئی کنیزین دوڑی ہوئی گئین چارپائی اُٹھا کر لائین ملکہ نے سر کے نیچے ہاتھ دیا
اب تو کنیزین بھی لپٹ گئین اُٹھا کر چارپائی پر ڈالا ملکہ نے خود پائے پر ہاتھ رکھا کنیزین بھی
ساتھ مین دس بارہ نے کاندھا دیا چندے نے مرکب کو چمکار کے بُلایا گھوڑا ابھی سرنگون حال پر
اپنے آقا کے آنکھون سے اپنی اشک حسرت ٹپکاتا کنیزون نے کہا کہ واری گھوڑا بھی
روتا ہی غزال نے جھلا کر جواب دیا کہ مرکب قدیم ہی خدمت مین مدت سے رہا اب
جو آقا کو اس پریشانی مین دیکھا آنکھون سے آنسو ٹپکانے اسکا تعجب کیا یہ کہتی ہوئی باغ
مین لائین ملکہ نے اشارہ کیا کہ جراح آیا کنیز نے عرض کی حاضر ہی کہا ہمارے سامنے لاؤ جراح
جب آیا زخم دیکھکر گھبرایا مگر دیکھا کہ کوئی رگ دبچا نہین کٹا کہ جس سے خوف جان کا ہو یہ سنکے

جراح نے زخم دھویا پٹی چڑھائی لوح طلسمی گلے مین نورالدہر کے پڑی ہی غزال سمجھی کہ یہ بھی کوئی
زیور ہی گلے سے نہین اُتاری اشتیاق مین کلام کرنے کے مگس رانی کر رہی ہی کبھی تلوے
سہلاتی ہی کبھی پیشانی پر ہاتھ رکھا پہر دن رہے نورالدہر نے آنکھ کھولی سرھانے اپنے
ایک نازنین کو دیکھا خوش نگاہ آسمان خوبی کی ماہ گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہی نورالدہر نے
جون ہی آنکھ کھولی غزال نے شرما کر رومال روک لیا نورالدہر اُٹھ بیٹھے ملکہ غزال نے چپکے
سے کہا کہ دیکھو صاحب ٹانکے نہ ٹوٹین نورالدہر نے نہ سُنا اُٹھکر بیٹھے تکیہ پشت پر لگا دیا گیا
غزال نے محبت پوچھا کہ کیون صاحب کیا کیفیت گذری کس صحرا مین قزاقون نے گھیر لیا تھا
نورالدہر نے جواب دیا کہ قزاق ہمکو کیا گھیرینگے توسن نامے ایک پہلوان بادشاہ طلسم کا
ہمپر چڑھ کے آیا اُسکے ہاتھ سے زخم کھائے گھوڑا اسطرف نکال لایا اور نورالدہر نے
ملنا لوح کا بھی بیان کیا غزال کو سناٹا آگیا چپ خاموش بیٹھی ہو سوچ رہی ہی کہ کیا کرون آخر
کچھ ذہن مین نہ آیا نورالدہر کو پھر غش آگیا غزال نے پلٹ کر کنیزون سے کہا کہ صحن باغ
مین فرش بچھاؤ نورالدہر کو غش سے گونہ افاقہ ہوا اب دونون شیدا ے یک دیگر کا ارادہ
ہوا کہ مسند پر بیٹھین شاہزادہ نورالدہر کو بوجہ زخمداری کے بیٹھنے کی طاقت نہ تھی چند
ساعت بیٹھکر اُٹھ گئے کمرے مین جاکر لیٹ رہے یہان غزال خاموش بیٹھی ہی حیران ہی کہ کیا
کرون اطاعت شاہ یہ کہتی ہی کہ اسکو گرفتار کرون الفت دل مانع ہی کہ معشوق گرفتار ہو نہین
معلوم کیا بنے لیکن جب لوح دیکھے گا پہلے میرے ہی قتل کا ارادہ کرے گا اس سوچ مین تھی
کہ آسمان پر بجلی چمکی ایک جوان تاجدار تخت پر سوار آکر پہونچا کہا کیون ملکہ پریشان کیون ہو
ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی فرمایا کیا بیان کرون یہ مقدمہ کہنے کے لائق نہین ہی تاجدار نے
کہا کہ صاحب مجھسے چھپاتی ہو تمھارا برسون سے طالب دیدار ہون جو کہو گی وہ بجا لاؤنگا
غزال کا دل بھرا ہوا تھا کہا کہ ای نرگس شیر سوار عجب معرکہ گذرا کہ طلسم کشا زخمی ہوکر میرے
باغ مین آگیا مین نے علاج کیا تب مجکو یہ حال معلوم ہوا کہ یہی جوان طلسم کشا ہی اب مجکو یہ تردد
ہی کہ کیا کرون نرگس یہ سُنکر اُچھل پڑا کہا کہ ملکہ غزال تمھارا اقبال دوسرے مرحلے
کی تم ہی تو مالک ہو وہ جب لوح دیکھے گا تمپر ضرور ہاتھ ڈالے گا تم کنارے رہو مین

جاکر گرفتار کرون خدمت مین شاہ کی لیجاؤن اگر یہ جوان بچا پہلے تمھارا ہی ملک تباہ کرے گا
غزال نے کہا کہ ای نرگس میرا دل نہین مانتا عجب عجب بھولی بھولی باتین ہین آج یہ سوال
تھا کہ اگر کہو تو برائے فتح طلسم جائین مین نے باتون مین پرو کا کہ زخم اچھا ہوئے تو جانا نرگس سیرسوا
نے کہا کہ وہ جوان کہان ہی غزال بولی ذرا اٹھکر ہو جائے جب نرگس کھڑا ہوا غزال نے انگلی
سے اشارہ کیا کہ وہ سامنے کمرے مین طلسم کشا چھپر کھٹ پر سو رہا ہی نرگس اپنے مقام
سے چلا کہا کہ مین ابھی گرفتار کیے لیتا ہون ای ملکہ بڑے بڑے جھگڑے ہین اگر طلسم کشا قتل
ہو جائے تو شاہ طلسم کی جان بچے ورنہ لوح خبر دیگی تا بہ قلعہ طلسمی بھی پہونچائیگی یہ کہتا ہوا اچھلا
غزال کہتی ہی کہ ای نرگس بات کو سمجھ تو نرگس دوڑا جا کے دروازہ کمرے کا کھولا
دروازہ جو کھلا نور الدہر کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک ساحر سحر کرتا ہوا آتا ہی لوح کا تو نرگس کو
خیال نہ رہا چند دانے ماش کے پھینکے سمجھا کہ شاید یہ جوان میرے سحر مین پھنس گیا
غزال دور سے دیکھ رہی ہی نرگس نے آکر قصد کیا کہ ہاتھ پکڑ کے کھینچون نورالدہر
نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا دیا منہ کے بل نرگس گرا ایک طمانچہ مارا کہ سر نرگس کا اڑ گیا
غزال زور بازو کو دیکھکر کانپ گئی کچھ کہہ نہ سکی نور الدہر نے جو لوح کو دیکھا لکھا تھا
کہ غزال صاحب مرحلہ ہی نورالدہر کا ارادہ ہوا کہ چل کر اسکو قتل کر دین غزال دوڑ کر
قدمون پر گری کہا کہ ای شہریار یہ بادشاہ کا بھائی تھا مگر اب اس کا مرنا بڑی قیامت
برپا کرے گا مجنون کو ضرور خبر پہونچے گی کیونکر گوارا کرے گا کہ بھائی مارا جائے اور
صاحب اختیار ہو کر دخل نہ دے اور مین تو کنیز ہون یہ بھیا آیا اسنے جو حال سنا
قتل کا قصد کیا مجھے آپ کو صدمہ دینا گوارا نہین جو حکم دیجیے بجا لاؤن شاہزادہ
نورالدہر خاموش ہو رہے یہان تو یہ رنگ ہی غزال ہاتھ باندھے ہوئے کہہ رہی ہی کہ
اب یہان سے نکل چلیے ایسا نہ ہو کہ پھر بھی کوئی استاد بڑے مجنون تخت طلسم مجنون پر
بیٹھا ہی وزیر و مشیر حاضر ہین کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی سر اٹھا کر دیکھا کئی سو طائر روتے ہوئے
آکے بیٹھے ایک طائر کلان سامنے بیٹھکر آنکھون سے اشک حسرت ٹپکانے لگا مجنون نے پوچھا
ای طائر طلسمی خیر تو ہی طائر اور زیادہ چیخین مارکر رو دیا کہا کہ ای بادشاہ آپ کے بھائی صاحب

ہاتھ سے طلسم کشا کے باغ مین غزال کے مارے گئے مجنون نے تیغ دے مارا کہا کہ ارے
طلسم کشا سے بھائی کو کیونکر پایا کہا غزال پر عاشق تھے براے نظارہ بازی جاتے تھے طلسم کشا کو
دیکھکر جا پڑے طلسم کشا نے مار ڈالا یہ سنکر مجنون اُٹھا کہا کہ یارو سر پیٹنے کی جگہ ہی ذرہ اور اُمرا نے
ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ای شہریار آپ قصد نہ کرین ہم جائین گے طلسم کشا کو گرفتار کر لائین گے
علاوہ اسکے نوسن قریب طلسم کشا جاتے ہین انھین کے ہاتھ سے طلسم کشا زخمی ہوکر باغ
غزال مین پہونچے نامہ لکھیے بنام نوسن کہ وہ غزال او طلسم کشا کو گرفتار کر کے بھیجدے یہ
راے سب کے پسند آئی نوسن وخرطوم کو نامہ لکھا کہ ای نوسن وخرطوم طلسم کشا باغ مین
غزال کے آج کل زخم سے فرو کش ہی دونون کو گرفتار کرنے کا تمکو حکم دیتے ہین ایسی کبھی
طلسم کشا پر اُفتادہ نہ پڑی ہوگی باغ غزال مین اکیلا ہی شاطر تک ساتھ نہین یہ نامہ روانہ کیا
نوسن تاجدارون کو بھگا کر اُسی مقام پر اُترا تھا کہ نامہ لا کر ایک ساحر نے ہاتھ مین دیا نوسن
نامہ پڑھکر بہت خوش ہوا کہا کہ ابھی چلکر گھیر لو یہ کہکر لشکر مین قرنا کرائی اور طرف باغ غزال کے
چلا یہان جب غزال نے سامنے نور الدہر کے عذر کیا نور الدہر نے کہا کہ ای ملکہ غزال
صاف تو یہ ہی کہ ہم تمھارے شکرگزار ہین تم اپنے باغ مین ہمکو لائین آپ سب صاحبون سے
ملاقات ہدی تھی جو گذرا وہ گذرا اسکا ذکر نہ کرو اگر تمھاری خوشی ہو تو ہم یہانسے چلے جائین
غزال نے کہا کہ مین تو نہین چاہتی کہ آپ میرے باغ سے جائین یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین دوڑی
ہوئی آئین جھک کر سلام کیا عرض کی کہ حضور کیا غافل بیٹھی ہین سارا باغ گھر گیا نوسن بلند رکاب
طرف در باغ کے آتا ہی کہتا ہی کہ مین ہی نے تو طلسم کشا کو زخمی کیا تھا غزال اٹھنے لگی
کہ مین جاکر سب کو ہٹائے دیتی ہون ایک سحر مین سب بھاگ جائین گے نور الدہر
نے کہا کہ ملکہ خبردار تم سحر نہ کرنا زخمی کر کے اُسکو بڑا گھمنڈ ہوا ہی ہمارا مرکب تیار کرو
کنیزون نے اسپ پری پوش کو تیار کیا نور الدہر اُسپر سوار ہوے طرف در باغ کے چلے
پیچھے غزال بھی روتی ہوئی کہتی ہوئی ای شہریار آپ کیا غضب کرتے ہین نور الدہر نے غصے مین
جواب دیا کہ ان مقدمات مین دخل نہ دو ورنہ ہمارے تمھارے نہ بنے گی غزال خاموش ہو رہی
دروازہ کھلوا کر نور الدہر باہر نکلے نوسن نے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال

دروازے سے نمایان ہوا توسن نے گینڈا بڑھایا نور الدہر جا پڑے نیزہ چلا نور الدہر نے نیزہ
اُسکا نکلا اُس نے قبضے پر شمشیر کے ہاتھ ڈالا نور الدہر پر وار کیا نور الدہر نے تلوار کو تلوار
پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا کہ توسن سارا بدلگامی بھولا تلوار جو
پڑی مع مرکب چار ٹکڑے ہوے توسن کا مارا جانا کہ اہالی فوج نور الدہر پر آپڑے نور الدہر
نعرہ کرکے فوج پر جا پڑے تلوار چلنے لگی عین گرمی جنگ تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی الماس خوش شرو
تلاش کرتا ہوا نور الدہر کو آنا تھا شاہزادے کو جنگ مین دیکھکر شریک جنگ ہوا توسن
کا لشکر بے سردار سب شکست کھا کر بھاگے جس فوج کے افسر گرفتار ہوے تھے وہ
شریک ہوے نور الدہر فتح کرکے پلٹے غزال استقبال کرکے باغ مین نور الدہر کو لائین
تصدق اُتارنے نور الدہر آکر داخل باغ ہوے لشکر بیرون باغ اُترا فرمایا صبح کو واسطے
طلسم کشائی کے جاؤنگا شب بعیش راحت گذری بوقت سحر نور الدہر نے لوح کو ملاحظہ کیا
شبرنگ سے کہا کہ تم فوج اور ملک کے نگہبان ہو باغ سے باہر نکلے طرف صحرا کے روانہ ہوے
لیکن ملحوظ رہے کہ توسن کے مارے جانے کی خبر جو مجنون کو پہونچی مرحلون پر نامے لکھے
کہ طلسم کشا آتا ہے ہوشیار رہنا اہالی مرحلہ مشتاق ہین کہ نور الدہر نے اسم حاشیہ لوح پڑھا
داؤد جنی حاضر ہوا مگر روتا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہریار اب اہالی طلسم میری فکر مین ہین صورت
جو طائر کی بنا رہتا تھا وہ نو وقوع ہوئی اب صورت کا مجکو اختیار ہے وہ جو قوم آتشی کا طریقہ ہے
کہ جو چاہون بنجاؤن لیکن سرحد طلسمی سے نکل نہین سکتا اہل طلسم نے مجپر راستہ روکا ہے اب
جو چند مرحلے یہ باقی ہین انپر بڑی بڑی سختیان پڑینگی حضور لوح سے نہایت ہوشیار رہین ایسا نہو
کہ اہالی طلسم دھوکا دین نور الدہر نے کہا کہ پروردگار حافظ و نگہبان ہے ہمکو باغ رنگین جادو
مین پہونچادو داؤد جنی لوٹ کر بشکل طائر بنا نور الدہر اُسکی پشت پر سوار ہوے
داؤد اُڑتا ہوا جاتا ہے کہ ایک طرف سے صدا سے ہیبت ناک آئی کہ اے داؤد طلسم کشا
کو کہان لیے جاتا ہے دیکھا کہ دیو سیاہ دوڑتا ہوا آیا داؤد نے نور الدہر کو اپنے کاندھے
سے اُتارا دیو نے نور الدہر پر ضرب لگائی نور الدہر نے تلوار کھینچی اُسکی دار
پر ہاتھ مارا وار اُسکی کمی اُسنے ڈنڈے کا پھینچہ مارا نور الدہر نے اُسکو خالی دیا ہاتھ تلوار کا

دیو پہاڑ کا دیو کے دو ٹکڑے ہوئے داؤد تعریفین کرنے لگا نورالدہر نے چاہا کہ پلٹون پھر پشت پر داؤد کی سوار ہون کہ صحرا سے ایک شیر پیدا ہوا اور داؤد کو منہ مین دبا کرلے بھاگا نورالدہر دوڑے ہر چند چاہا کہ داؤد کو چھڑا دون شیر داؤد کو لیکر غائب ہوگیا شاہزادہ نورالدہر نے لوح کو دیکھا تو نوشتہ پایا کہ باغ رنگین کا راستہ داؤد ہی کو معلوم تھا جب تک داؤد نہ ملین ہوگا اسی صحرا مین سرگردان رہوگے نورالدہر چار جانب جاتے ہین صحرا سے ہولناک وحشت انگیز جنگل سے رہائی کی صورت نہین معلوم ہوتی چہار جانب پھر رہے ہین راستہ نہین ملتا تین دن نورالدہر کو اسی پریشانی مین گذرے تیسرے دن وقت صبح لوح کو دیکھا وہی حکم نکلا کہ سوا داؤد کوئی باغ رنگین مین نہین پہونچا سکتا پریشان ہوکر اپنے مقام سے اٹھے کہ ایکطرف سے رونے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی صداے دردناک سے رو رہا ہی کہ ای لات و مناۃ ملک الموت کو حکم ہو کہ میری روح قبض کرے اب مجھ سے مصیبت نہین اٹھتی نورالدہر نے ایک نخل کے سایہ مین آکر دیکھا کہ ایک مرد نحیف و ضعیف بیٹھا ہوا رو رہا ہی نورالدہر کا دل بیقرار ہوگیا قریب آکر فرمایا کیون اسقدر بیقرار ہوتے ہو کیون بلک بلک کے روتے ہو حال اپنا بیان کرو اسنے روکر کہا کہ ای شہریار مین اور میرا بیٹا شیدا سے تیغ زن واسطے شکار کے اس جنگل مین آیا میرا نام فیروز تاجدار ہو بیٹا میرا اس صحرا مین شکار کھیلتا پھرتا تھا ایک شیر پیدا ہوا اسکو اٹھا کرلے گیا مین اسکی یاد مین نہایت پریشان ہون اسکے سوا اور کوئی اولاد نہین سلطنت چھوڑ کے آسایش سے منہ موڑ کے اس تنہائی مین آبیٹھا نجومی رمال جمع کیے ان سب نے یہ بیان کیا کہ جو طلسم مجنون کا فتح ہوگا وہی تمھارے فرزند کو رہا کرے گا مین بیزمین گیر دست و پا شکستہ فتاح طلسم مجنون کو کہان تلاش کرون نورالدہر نے کہا کہ فتاح طلسم مجنون مین ہی ہون مقام اس شیر کا بتاؤ نام و نسب جو اپنا نورالدہر نے ظاہر کیا وہ شخص وجد کرنے لگا کہا کہ آپ اس کے فرزند ہین مجنون نے ہمیشہ غربا کی دستگیری کی ہی مین اسوقت مسلمان ہونگا کہ جب میرا بیٹا مجکو ملے چلیے مقام شیر آپکو بتاؤن ایک پہاڑ ہی کہ شب کو اسپر صحبت عیش و جشن ہوتی ہی اژدہ شیر آکر مسند پر بیٹھتا ہی جب ہم لوگ قریب کوہ کے

جاتے ہین ہاتھہ پانون مین رعشہ ہوتا ہی خوف معلوم ہوتا ہی اکثر جو آگے بڑھے سلگ گئے پہاڑ تک جا کر بیہوش ہوے
باقی جو بچے وہ بھاگ آئے نورالدہر نے کہا مجھے اُس مقام پر لے چلو کہا کہ دن کو
تامل کیجیے قریب شام چلیے چند ملازم فیروز تاجدار کے آئے فیروز نے سامان عیش طلب کیا
نورالدہر کو بارگاہ مین داخل کیا خود شکرگزاری مین مصروف ہوا جب دن قلیل باقی رہا کہا کہ ای
شہریار چلیے نورالدہر فیروز کے ساتھ چلے جب دوسرے صحرا مین آ کر پہونچے دور سے
ایک پہاڑ دیکھا ویران و سنسان نہ اُس پہاڑ پر حیوان نہ انسان کف دست میدان شاہزادہ
نورالدہر نے فیروز کو علیحدہ کیا آپ لوح کو چمکاتے ہوے بالاے کوہ پہونچے ایک درخت
کی آڑ پکڑ کے بیٹھے شام ہوئی دیکھا کہ چند زنگی سیاہ رو پیدا ہوے اُنھون نے فرش بچھایا
مسند لگائی دست بستہ بیٹھے نورالدہر نے سُنا کہ صحرا سے شیر کی آواز آئی دیکھا ایک شیر ڈکارتا ہوا
آتا ہی جست کر کے پہاڑ پر آیا مسند پر بیٹھا غلامان زنگی سے اشارہ کیا وہ غلام اُٹھے ایک قفس
لائے قفس مین ایک نوجوان بند ہی غلامان زنگی نے قفس سے اُس جوان کو نکالا شیر نے فلک
مارکر ایک نازنین کی شکل بنا اب نورالدہر نے دیکھا کہ ایک نازنین مسند پر بیٹھی ہی اُس جوان
سے کہہ رہی ہی مین فتور جادو اپنے نام کی ہون مجھکو قبول کر ورنہ عمر بھر قید مین رکھکر مار ڈالونگی ہمیشہ
تندارا اُٹھا ئیگا صدمے پائیگا میرا قیدی کبھی چھوٹتا نہین داؤد جنی کہ جو طلسم کشا کا مددگار تھا
اُسکو مین نے قید کر لیا اسی صحرا مین طلسم کشا مارے مارے پھرتے ہین عمر بھر اسی مقام پر
رہین گے صحرا سے نکل نسکین گے کسی دن لوح بھی لے لونگی اور روز فکر مین رہتی ہون آخر
تجھکو کیا عذر ہی وہ جوان جواب دیتا ہی کہ قتل کر ڈال مگر تجھکو نہ قبول کرونگا جو تجھ سے ہو سکے
قصور نہ کر نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے نعرہ کیا او فتور جادو مین تیرے قتل کرنے کو
آ پہونچا نورالدہر جو نعرہ کر کے پہونچے فتور نے جو دیکھا آواز دی کہ ارے طلسم کشا آ گیا
اسکو مار لو پہاڑ شق ہوا ہزار ہا زنگی تیغہ ہاے برہنہ لیے ہوے نورالدہر پر آ پڑے نورالدہر
لڑ رہے ہین ہر ہر تبہ طرف اسی کے قصد کرتے ہین زنگی نہین جانے دیتے اپنے کو قتل کراتے ہین
فتور نے کہا کہ شیدا سے تیغزن کو تو پنجرے مین بند کر دو زنگیون نے شیدا کو کھینچکر قفس
مین بند کیا لکڑے لکڑے اُسی مقام پر غائب ہوے فتور زمین پر گری سنسناہٹ مارکر

بر پھا زچپیا کیسے اُڑ کر چلی تھی کہ نورالدہر نے لوح کو دیکھا لوح مین نوشتہ پایا کہ اگر یہ جل جائیگی پھر
دستیاب نہ ہوگی نورالدہر نے دیکھا کہ قندیل غلک ہوا چاہتی ہو جلدی سے کمان کاندھے سے
اُتاری تیر بچر کمان مین پیوست کیا تاک کر مار افتور کے سینے کو توڑ کر پشت کے پار گزرا فتور
زمین پر گری شعلے جسم سے نکلے زنگی جلنے لگے تھوڑے عرصے کے بعد جل کر خاک ہوے آواز
آئی کہ کشتی مرا نام من فتور جادو بود یکایک کوہ شق ہوا دیکھا کہ ایک قصر ہی اُسمین دو قفس لٹکے
ہین نورالدہر نے بڑھکر داؤد وشید اسے تعزن کو قفس سے نکالا داؤد قدمون سے لپٹ گیا
شیداکو ساتھ لیکر پہاڑ سے اُترے فیروز بیٹے کو دیکھکر دوڑا بیٹے سے ملا کہا اب اپنے ملک مین جاکر
سب کو مسلمان کرو دین اسلام جاری ہو نورالدہر نے فیروز و شیداکو رخصت کیا آپ داؤد
سے کہا کہ اب مجکو باغ رنگین مین پہونچادے جہانتک ہو سکے جلدی کر داؤد نے اپنی پشت
پر نورالدہر کو سوار کیا بلند ہوا تھوڑے ہی عرصے مین ایک باغ دلکشا دکھائی دیا داؤد سے کہا
کہ اُتارد داؤد نے دربارگاہ پر لاکر نورالدہر کو اُتارا کہا حضور بہت ہوشیار رہیے گا
سارہ باغ سحر سے مملو ہو ساحرون کو آپ سے لوح لینے کی آرزو ہی نورالدہر بسم اللہ کہکر
باغ مین آئے جیسے ہی نورالدہر باغ مین پہونچے غنچے چٹک کر گل ہونے لگے پھول لہرائے
شاخین جھکین جاتی ہین کہ قدمون سے لپٹ جائین نورالدہر رنگ باغ دیکھتے ہوے لوح
کو ملاحظہ کرتے چلے ہین طرف بارہ دری کے جاتے ہین یکایک ہزارہا طائر شاخون سے اُڑے
غل مچانے لگے طائرون نے غل جو مچایا پہلوے باغ سے ہزارہا جادوگر اسباب سحر سے
ہوے سامنے آئے نورالدہر پر سحر کرنے لگے غلغلہ کرتے ہین کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لو لوح
چھین لو نورالدہر اُن ساحرون سے لڑ رہے ہین جس ساحر کو مارا لاش زمین پر گرا اور
غائب ہو گیا نورالدہر حیران اسقدر ساحرون کا بلوہ ہو کہ نورالدہر نکل نہین سکتے چاہتے ہین
کہ قریب بارہ دری کے پہونچون تا ممکن ہی پہونچ نہین سکتے یکایک پردہ بارہ دری کا اُٹھا
برق چمکی ایک ساحرہ بارہ دری سے نکلی ایک چیخ ماری کہ برق چلی نورالدہر پر گری نورالدہر
نے لوح کو چمکایا برقین غائب ہوئین ریل کر ساحرون کو ہٹایا آپ ایک نخل کے سائے
مین آئے لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ اسم حاشیہ لوح پڑھ کر دستک دو کہ رنگین جادو

ظاہر ہو جب تک اُسکو قتل نہ کروگے یہ ہنگامہ برطرف نہ ہوگا نور الدہر نے اسم حاشیہ لوح پڑھا
دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام لباس سیاہ پہنے ہوے کھڑی سحر کر رہی ہی نور الدہر نے کمان کاندھے
سے اُتاری اسم یا مالک پڑھکر تاک کر تیر مارا سینے کو توڑ کر پشت کے پار گذرا مرتے ہی رنگین
کے ہاہو کی صدا بلند ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من رنگین جادو بود داؤد
نے آکر مبارکباد سنائی کئی مرحلے اسی باغ مین تھے نور الدہر نے بحکم لوح فتح کیے اب باہر باغ
کے نکلے باغ غائب ہوا نور الدہر تھوڑی دور چلے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی طہماس آکر
پہونچا دوسری طرف سے گرد اُڑی الماس آکر پہونچا شبرنگ ساتھ آیا دونون لشکر
مل کر اُترے نور الدہر داخل بارگاہ ہوے مجنون جادو کو خبر پہونچی کہ رنگین جادو
قتل ہوئی مرحلہ جات شکست ہوے گھبرایا شیرون وزیرون کو جمع کیا سب سے کیفیت
بیان کی سب نے کہا کہ حضور لشکر کشی کرین طلسم کشا صحرائے رنگین مین فروکش ہی یہ راے
مجنون کو پسند آئی سات لاکھ جادوگر تیار رکھے ہوشیار آسمان سیر وزیر اعظم کو حکم دیا کہ تم لشکر
لیکر چلو مین فکر مین طلسم کشا کی جاتا ہون یا لوح لایا یا طلسم کشا کو قیاپہ کیکر مجنون جادو روانہ
ہوا ہوشیار لشکر کو لیکر چلا مجنون لشکر مین نور الدہر کے پہونچا بصورت مبدل پھر رہا ہی
کہ شبرنگ کو دیکھا واسطے انتظام لشکر کے نکلا مجنون نے سحر کیا شبرنگ بیہوش ہوا
شبرنگ کو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ بصورت شبرنگ بارگاہ نور الدہر مین آیا نور الدہر
نے کہا کہ ای شبرنگ دریافت تو کرو سنا ہی کہ لشکر مجنون آتا ہی شبرنگ نے کہا کہ کیا
عرض کرون آج غلام کو بڑا تردد ہی ذرا حضور کنارے چلین تو عرض کرون شبرنگ کے
ساتھ کھیل کر پرورش پائی ہی ساتھ شبرنگ کے تخلیے مین آئے شبرنگ نے کہا کہ
آقا مین نے سنا ہی شب کو مجنون آیا لوح سرکار سے لیگیا غلام سمجھا چاہتا ہی کہ کیا دشمنون نے
مشہور کیا ذرا لوح تو اُتار لیے غلام نور الدہر نے بلا تکلف لوح گلے سے اُتاری شبرنگ
نقلی لوح لیکر دیکھنے لگا دیکھتے دیکھتے پیچھے ہٹا ایک دوہتھڑ مارا کہ نور الدہر بیہوش
ہوے لوح جھولی مین رکھی نور الدہر کی کمر مین پنجہ دبا کے لے اُڑا اہل لشکر نے
دیکھا کہ ایک ساحر نور الدہر کو لیے جاتا ہی طہماس گھبرا کے لشکر سے نکلا شبرنگ

ہوشیار ہو کر آیا کہا کہ ای شہریار غضب ہوا مجکو ساحر بیہوش کر کے ڈال گیا تھا طہماس نے کہا کہ آقا کو لیے جاتا ہی یہ کہکر طہماس نے اُسیوقت لشکر تیار کیا شبرنگ آگے بھاگا مگر یہ کہ گیا کہ ای طہماس تم عسکر لیکر آؤ مین آگے جاتا ہون شاید کوئی تدبیر بن پڑے یہ کہتا ہوا بھاگا طہماس نے کل لشکر تیار کیا کل لشکر کو لیکر چلا ہوشیار آسمان سیر ساحرون کو ساتھ لیے ہوے ایک مقام پر اُترا ہو ارادہ ہی کہ کوچ کرون آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا کہ منم مجنون جادو ای وزیر اعظم طلسم کشا کو مع لوح لایا یہ کہ کے اُترا آہنگرون کو طلب کیا کہا کہ اس جوان کو مسلسل و مطوق کر کے بارگاہ مین لاؤ وزیر نے نورالدہر کو ہتکڑیان بیڑیان پہنا مین طرف بارگاہ کے لیکر چلا مجنون تخت پر بیٹھا ہی لوح سامنے رکھی ہی وزرا و امرا سب جمع ہین تعریفین کر رہے ہین کہ ای شہنشاہ بڑا کام کیا مگر طلسم کشا کو فوراً قتل کیجیے انکا زندہ رہنا اچھا نہین کہ وزیر نورالدہر کو لیکر آیا نورالدہر نے مثل اہل اسلام کے سلام کیا مجنون نے آواز دی کہ او ظالم تو نے سارا طلسم تہ و بالا کر دیا اب بچنے کی کون صورت ہی ارے جلاد کو بلاؤ شبرنگ بھی آکر یہ مجا چاہتا ہی کہ جلاد بنکر جاؤن اپنے آقا کو چھڑاؤن لیکن حیران ہی کہ لوح تو تخت پر رکھی ہی مین کیونکر لوح کو اُٹھا سکتا ہون اس سوچ مین حیران کھڑا دیکھ رہا ہی جلاد سے مجنون جادو نے بعتاب خطاب دیا کہ جلد طلسم کشا کو قتل کر جلاد جست کر کے قریب نورالدہر آیا گردن پر کوے کا خط دیا خنجر کھینچ کے آواز دی کہ ای بادشاہ طلسم مجنون حکم اول ہی کہ پوچھ کے دیجیے کا نبیرۂ حمزہ کا قتل ہی بڑے بڑے لوگ دعوی دار خون کے ہونگے چہار سمت سے بلوہ ہوگا جان بچانا مشکل پڑیگی مجنون نے حکم دیا کہ جلد سر کاٹ لے اُس وقت نورالدہر کی بیتابی و بیقراری بے اختیار پکار اُٹھی کہ ای خالق کارساز و ای رب بے نیاز ان ظالمون کے ظلم سے نجات دے تیری ذات رحیم کریم ہی تو سمیع و علیم ہی

نظم

بلن ز نور محبت چنان منور شمع	که افتد آتش غیرت ز جلوه اش در شمع
به بزم سوخته جانان نه جلوه گر گردید	نشست تا رخ روشن بدیدهٔ تر شمع
ز بک چراغ فروغ همه چراغ رسید	شد از تجلی یک شمع جلوه گر هر شمع

چراغ زندگی خلق گل شود یک روز
ندیا صورت پروانہ کس بہ محفل باز
ز نور ذات برافروز سینہ خود را
بسوز و ساز محبت نسوخت تا ہندی

چو شد از رنج ایجاد روے انور شمع
بوقت صبح چو از بزم بست بستر شمع
بکن بخانۂ تاریک بود منور شمع
نیافت بر سر مجلس مقام بہ تر شمع

بیقرار ہوکر جو **نورالدہر** نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ابر سیاہ پیدا ہوا **مجنون** نے کہا کہ صاحبزادی تشریف لاتی ہین وہ ابر قریب بارگاہ آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ بیٹی بادشاہ کی نہایت حسین و جمیل گرد کنیزین گھیرے ہوے تخت زمین پر آیا باپ کو سلام کیا پوچھا کہ کیا کیفیت ہو کنیز و کیجی جو آئی سب مرحلے ویران پڑے ہین بڑے بڑے ساحر مارے گئے سارا طلسم برباد ہوا **مجنون** نے کہا کہ ای نور نظر اپنا کام اپنے ہاتھ سے خوب ہوتا ہی آجتک مجکو مصاحب روکتے رہے جب خود گیا تو تو بھی لایا طلسم کشا کو بھی گرفتار کیا اب قتل کرتا ہون کیا زندہ چھوڑونگا اب میرے ہاتھ سے کیا یہ جوان زندہ بچے گا **گلگونۂ رنگین پوش** نے کہا کہ طلسم کشا کہان ہی پہلو مین باپ کے آکر تخت پر بیٹھی **مجنون** نے کہا کہ وہ سامنے بیٹھا ہی **گلگونۂ رنگین پوش** نے نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ ایک جوان غزال چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوش رنگی کی تیاری موے سر سراسر پریشان زلفین خلیلی خالی سبزہ رک ہاشمی چہرے پر جوشان و خروشان جمال جہان آرا کی رعنائی آنکھین بعینہ رشک دیدۂ غزال ابرو رشک ہلال دیکھتے ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا پیشانی پر پسینہ ہر قطرہ الماس کا نگینہ آنکھین لہرائین تھر تھر کانپ کر بیہوش ہوگئی باپ کے کاندھے پر سر رکھدیا منکا ڈھل گیا بلڑتو ہوا نورالدہر نے نگاہ اٹھائی صورت زیبا و طلعت کو دیکھا کہ ایک نازنین حور مثال پری خصال عارض تابان زلفون سے پریشانی آئینہ عارض سے حیرانی بوٹا سا قد آستین ثمر پستان کا ظہور یا معکوس جام بلور گلا صراحی دار شراب حسن سے سرشار آنکھین بند بادام سے مثال معقول ہی نورالدہر نے بھی سر سر زنجیر پر رکھدیا غش آنے لگا مگر چونکہ مصیبت مین ہین اپنے کو سنبھالا مجنون نے گھبرا کر کہا کہ ارے گلاب و کیوڑا و بید مشک لاؤ چھوئی مٹی پر کیوڑا ڈال کر سنگھاؤ میری نور نظر کو کیا ہوا کنیزون نے تلوے سہلائے آنکھ کھولی باپ نے پوچھا کہ

کیون نور نظر خیر تو ہی مزاج کیسا ہی ملکہ نے ضبط کر کے جواب دیا کہ کچھ خود بخود دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو
آتا ہی کسی نے مجھ پر سحر نہ کیا ہو وزدیدہ نگاہ سے طرف نور الدہر کے دیکھ رہی ہین جلاد خنجر بکف
سر پر کھڑا ہی حکم کا منتظر ہی بیان دوسرا معاملہ درپیش ہی مجنون کو دوسری بات کا پس و پیش
ہی کئی مرتبہ مجنون نے پوچھا کہ ای نور نظر مزاج کیسا ہی ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا حیران ہی
کہ دل کی کیا کیفیت بیان کرون کیونکر اس شخص پر احسان کرون سوچ رہی ہی کہ ایک کنیز
کے منہ سے نکلا حضور باعث ملکہ کی بیقراری کا یہ ہوا کہ کبھی کسی کو اس طرح زنجیرون مین بندھا
نہین دیکھا ڈر معلوم ہوا خوف سے یہ کیفیت ہو گئی ملکہ گلگونہ کو پہلو ملا کہا کہ ای واللہ حقیقت
مین یہی کیفیت ہوئی اس گنہگار کو جو اس مصیبت مین دیکھا دل کو تاب نہ رہی غش آگیا
مجنون نے کہا کہ ای نور نظر قیدی کو یہان سے ہٹا دین باہر جا کر قتل کرین تمھارے سامنے
یہ بدعت نہ ہو ملکہ نے کہا کہ جلاد کو اسکے سر پر سے ہٹا دیجیے تھوڑی دیر ٹھہر کر قتل کیجیے مجھے بھی
اس شخص سے دشمنی ہی جی چاہتا ہی کہ اپنے ہاتھ سے قتل کرون اسکے سبب سے کیسے کیسے عزیز
مارے گئے بڑے بڑے ساحر قتل ہوے جلاد تو سر پر سے نور الدہر کے ہٹ گیا تخت پر لوح
رکھی تھی ملکہ نے ہاتھ مین اٹھا لی مجنون نے کہا کہ ای نور نظر اسے نہ چھوؤ ہم سحر بھولے جاتے ہین
اسی لوح کے سبب سے تمام طلسم برباد ہوا بڑے بڑے ساحر اس ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئے
گلگونہ لوح دیکھنے لگین کہا کہ اسمین کیا لکھ دیا جو ساحر گھبرا جاتے ہین سحر بھولتے ہین مجنون نے
کہا کہ اسمین نام خدا ے نادیدہ کے لکھے ہین اسی وجہ سے سحر اسپر تاثیر نہین کرتا اگر سامری
و جمشید بھی ہوتے تو وہ بھی عاجز آتے سحر نہ کر سکتے یہ سب باتین گلگونہ نے سنین حیران ہی
کہ اس جوان کو کیونکر بچاؤن سب اہل دربار کہ رہے ہین کہ اسکو جلد قتل کرو ایسا نہ ہو کہ کوئی
افتاد پڑے صاف صاف سامری نامے مین مرقوم ہی کہ بروقت طلسم کشا تمھارا آفتین آتی
ہین ملکہ لوح کو لیے سوچ رہی ہی شبرنگ بن عمرو نے کہ خدمتگارون مین ملا کھڑا ہی تیور
جو ملکہ کے دیکھے کنیز کی شکل بنکر پشت پر آکر کھڑا ہوا ملکہ نے جو اسطرف منہ پھیرا اشارہ کیا
کہ لوح طلسم کشا کے گلے مین ڈال دیجیے یہ شیر دلیران سب کو شکست دیگا سب سے
سمجھ لیگا آپ اپنا کام کیجیے ملکہ حیران ہی کہ یہ کنیز میری کیا کہتی ہی کہا کہ نرگس میرے پاس تو آ

جب قریب آئی کہا کہ جو کہتی ہو کان میں کہدے شبرنگ نے کہا کہ ای ملکہ عالم میں شہریار کا میار ہون بس اب اسی مین بہتر ہی کہ لوح گلے مین ڈالدیجیے قتل کرنیکے حیلے سے اُٹھیے اب تامل نفرمایئے یہ کہکے شبرنگ الگ ہوا ملکہ کے دل کو تقویت ہوئی باپ سے کہتی جاتی ہی کہ لوح اب میرے ہی پاس رہیگی مجھ تک کوئی کیونکر آیگا نہین معلوم کہ جسکے پاس لوح تھی اُسنے کیا میل کر کے لوح دیدی مجنون کہتا ہی کہ بی بی تمکو اختیار ہو جب طلسم کشا قتل ہو جائے پھر اپنی راے پر انتظام طلسم کرنا بس ملکہ نے کمر سے خنجر کھینچا جھپٹ کر قریب نورالدہر کے آئی کہتی ہوئی کہ او ظالم تیری وجہ سے کیسے کیسے عزیز مارے گئے اور تو زندہ بیٹھا ہی مجنون ہان ہان کرتا رہا ملکہ جھپٹ کر قریب نورالدہر کے اُنمین لوح گلے مین ڈالدی کہا کہ ای شہریار اُٹھیے تمام قید سحر جسم سے منفک ہوئی نورالدہر نعرہ کرکے اُٹھے ملکہ پشت پر تھر تھر کانپتی ہوئی سنگ پڑنے زمین سے اُٹھاکر داہنے بائین پھینک مارے کئی سی جادوگرون کے سر پھٹے پتھر برسنے لگے کبھی ہاتھ ہلایا برق چمکائی شبرنگ جھپٹ کر پہلو پر نورالدہر کے آیا حقہٗ آتشبازی دمنے کر مارا کسی کا منہ جلا کسی کا ہاتھ پھٹا سات لاکھ جادوگرون مین ہلڑ ہوا کہ طلسم کشا نے رہائی پائی ایک سے ایک یہی پوچھ رہا ہی کہ کیا وجہ ہوئی جو طلسم کشا رہا ہوا کوئی سبب اصلی بتاتا ہی کوئی کہتا ہی کہ طلسم کشا صاحب اقبال ہی طلسم پر سراسر زوال ہی مجنون کہ رہا ہی کہ یارو جہانتک ہو سکے جانبازی و سرفروشی کرو مجنون جب آواز دیتا ہی فوج کا بلوہ بڑھتا جاتا ہی سات لاکھ ساحر سحر کر رہے ہین جسنے سحر کیا شاہزادۂ نورالدہر نے لوح کو چمکایا سحر اُلٹا پلٹا اُسکے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا مجنون نے پکار کر آواز دی کہ ای یارو سحر نہ کرو طلسم کشا کو گرفتار کرلو ساحرون نے مل کر بلوہ کیا نورالدہر نے ایک ساحر کو مار کر گھوڑا بھی لیا تلوار ضربی شمشیر زنی کر رہے ہین ملکہ گھبرائین کہ ساحر ہر طرف سے بلوہ کرتے ہوے آتے ہین بیقرار ہوگئین نورالدہر سے کہتی ہین کہ اپنے کو بچائیے ایسا نہو کہ آپ گرفتار ہو جائین کبھی پکارتی ہین کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی اس آفت ناگہانی سے بچائے اس بلا سے مہلت دے ای پروردگار عالم تجکو سب طرح کا اختیار ہی تو سب کا پروردگار ہی **نظم**

زروے گل تو نمائی بہ گلشن چہرۂ زیبا	گہی ظاہر زہر سرو سہی حسن قد رعنا

تو از قامت بہر جانب قیامت کردہ برپا — تو فگندی ز حسن دلربا اندر جہان غوغا
بحسن یوسفی خود کردہ بودی گرم بازاری — تو خواندی سوے خود بہر خریداری زلیخا را
چہ اسکندر چہ دارا چہ جمشید و چہ افریدون — کند چون و چرا در حکم تقدیرت کرا یارا
ز ہر آئینہ در چشم زمانہ جلوہ گر گشتی — ز ہر شکل و ز ہر صورت تو بنمودی رخ زیبا
منم از کمترین بندگانت بندہ ہندی — بحال بندہ خود یا الٰہ العالمین بخشا

بلک بلک کر جو گلگونہ نے دعائی شہر بانک آمین کہو۔ ہاہو کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور مع کل فوج کے آکر پہونچا نعرے کی جو اپنے آقا کی آواز سنی وہین سے ساطور کھینچا جا پڑا کل سردار آکر لڑنے لگے یا تو اُن سب نے سحر موقوف کیا تھا یا سحر بھی کرنے لگے مگر کچھ کارگر نہین ہوتا دو حملون مین کئی لاکھ آدمی مارے گئے مجنون نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ کل فوج طلسم کشائی آگئی گھبرایا قصد ہوا کہ نکل جاؤن اپنے کو خدمت مین خداوند ہفت پیکر کی پہونچاؤن وہ ضرور مدد کرین گے یہ سوچکر زمین پر گرا غلطک مارکر پر پرواز پیدا کیے بلند ہوا گلگونہ نے پکار کر کہا کہ ای شہریار بادشاہ طلسم نکلا جاتا ہی اگر یہ نکل گیا فساد برپا کریگا سرکار کی تکلیف بڑھیگی نور الدہر نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ مجنون پر پرواز پیدا کرکے بلند ہوا ہی آسمان پر تھرا رہا ہی ساتھ والون کو آواز دیتا ہی کہ یارو نکل چلو اب ٹھہرنے کا موقع نہین ہی خدمت مین خداوند ہفت پیکر کی چلکر انتظام کرونگا ہفت پیکر کی قدرت آج کل مثل آفتاب کے روشن ہی ساتھ والے بلند ہونے جاتے ہین شاہزادہ نور الدہر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تین پھال کا تیر بحر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا کہ سینۂ پُرکینۂ مجنون پر پڑا سینے کو توڑ کر پشت سے پار ہو گیا مجنون زمین پر گرا اور تڑپ کر جان دی جادوگر بھاگنے لگے افسر کلان رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آیا عرض کی کہ حضور امان دین سب بصدق دل مسلمان ہوتے ہین افسر کا نام الوان برق بار ہی نور الدہر نے امان دی بارہ ہزار جادوگر مطیع اسلام ہوے الوان برق بار نے عرض کی کہ حضور کا کیا مدعا ہی نور الدہر نے کہا کہ طلسم ہفت پیکر مین ہمارے بزرگ قید ہوگئے ہین اُنکی رہائی کو جاتے ہین الوان نے عرض کی کہ غلام کو حضور ساتھ لین راستہ بتاؤنگا تا بہ ہفت پیکر

پہونچاؤنگا نور الدہر نے آکر خزانہ طلسمی نکلوایا کئی سو چھکڑا مال واسباب کا نکلا اراب لدوا کے ساتھ لیے اول آکر قلعۂ فیروزہ پر پہونچے فیروز تاجدار سے اُسکے بیٹے کو ملایا تین دن اُسی مقام پر قیام کیا تمام فوج ساتھ ہوئی اکوان برقبار نے ایک ابر بنا کر اُسپر بارہ ہزار جادوگروں کو سوار کیا ملکہ ہوشربا نے اپنی بہن نسیم کو رہا کیا ملکہ گلشن کو اُسی قلعے پر چھوڑا قلعہ دار سے سفارش کی کہ انکو کوئی تکلیف نہ پہونچے ہوشربا و نسیم و نرگس بھی ساتھ ہوئیں اُسی ابر میں یہ جادوگرنیاں بھی مخفی ہیں اس شوکت وشان سے شاہزادہ نور الدہر طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے ہیں دیکھیے کہاں پہونچیں کہ پہونچنا انکا تحریر ہوگا

وہ کلمۂ داستان حیرت بیان ایجِ نوجوان بیان ہوتے ہیں - ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا ساغر لالہ فام	کہ بنت العنب سے کروں میں کلام	نہال تمنا ہوا بارور
کہ ساقی نے مشہور کر دی خبر	بہار گلستان کی آمد ہوئی	ثمر نظم اشعار ہیں کہ ہوئی
کہ گل و غنچے ہیں جوش میں سر بسر	صبا دے رہی ہے خوشی کی خبر	کہ آمد ہے رندان ذی ہوش کی
کہ گل کو خبر مل گئی گوش کی	صبا آج کرتی ہے اٹھکھیلیاں	عجائب غرائب چمن کا سمان
مجھے زلف سنبل کا آتا ہے دھیان	کریں بلبلیں اتفاق زبان	یہی آمد گل کی تدبیر ہے
جو تقریر ہے بس وہ تحریر ہے	سر سرو قمری کو کوکو پہ ناز	چمن میں ہر اک جا نشیب و فراز
ہوئی مست دل وار پر فاختہ	چمن پر اٹھائے نظر فاختہ	چمن صاف سرسبز و شاداب ہے
کہ جان حزیں آج بیتاب ہے	چہکتے ہیں طائر بوجہ حسن	کہ ہے رنگ پر آج سارا چمن
مرے ساقی دلکش و مہ لقا	مجھے لطف گلشن کا سامان دکھا	پلا جام صہبائے لطف و کرم
کہ رنگ چمن کے ہیں مشتاق ہم	کہ سب بلبلیں بھی نواسنج ہیں	کہ غنچوں کی مٹھی میں بھی گنج ہیں
قلم داستان جلالت لکھوں	کہ ہر اک کو ہو شوق قصہ پڑھوں	چل اے ساقی سیم تن لاجواب
کہ اب رنگ پر آگئی ہے کتاب	چہرہ طرازان داستان دلستان در افشان اخبار گوہر فشان	
اس داستان حیرت بیان کو	یوں تحریر فرماتے ہیں نظم	مغنی فغان کہ آمد بجان
درین زیر پردہ آسمان	درین پردہ آواز ناظم چو نی	چو احوال جم یا بہ احوال کی

حال کیفیت مآل ایرج نوجوان تحریر کرتا ہون کہ جنگ ہمراہی شاہزادۂ نور الدہر سے جو علیحدہ
ہوے نقابدار زرین پوش نے لا کر بارہ کوس پر چھوڑا کہ پھر جا کر نور الدہر سے نہ مقابلہ کرین
نقابدار تو چلا گیا ایرج نوجوان نے شاپور سے کہا کہ اے شاپور نور الدہر نے اسباب شوکت
پیدا کیا مین بھی چل کر پہونچون قبلہ و کعبہ کی رہائی میرے ہاتھ سے ہو بڑی ذلت ہی کہ اگر کسی گیر زادے
نے رہا کیا اور بڑا باعث خرابی ہوا اس مقدمے مین دل کو بیتابی ہی شاپور نے عرض کی کہ بسم اللہ
حضور تشریف لے چلین تو کیفیت ظاہر ہو چل کر زمین ہفت پیکر ہلا دین گے ایرج ایکطرف جانب چلے
ایک صحرا مین جا کر اترے سب لشکر فروکش ہوا ایک نخل سامنے دیکھا کہ ہزارہا طائر اُسپر بیٹھے ہین
زمزمہ سرائی کر رہے ہین ایرج ٹہلتے ہوے قریب نخل پہونچے کہا کہ باغبان قضا و قدر نے کسقدر
نخل کو سرسبز و شاداب کیا ہی جیسے ہی قریب نخل پہونچے طائر اُڑے ایک طائر نے سایہ اپنا
ایرج پر ڈالا جیسے ہی عکس طائر کا ایرج پر پڑا اُس مقام پر غبار بلند ہوا تھوڑی دیر کے بعد
غبار رفع ہوا ظاہر ہوا کہ ایرج غائب ہوے شاپور شیر دل تو سردارون کے خیمے استادہ کرا رہا تھا
یہ شنکر دوڑا آیا خبر سنی کہ ایرج اسوجہ سے غائب ہوے شاپور نے سردارون کو اشارہ کیا کہ یہ مقام
عجائب و غرائب ہی لشکر تو یہانسے ہٹا لیجاؤ مین تلاش مین آقا کی جاتا ہون شاپور شیر دل ایکجانب
بھاگا نیلم و فیلم سے تین کوس ہٹکر لشکر اُتارا شاپور کو تین دن اُسی صحرا مین گذر گئے دن بھر پھیری
کرتا ہی شام کو کسی مقام پر پڑ رہتا ہی چوتھے دن آقا کے واسطے پریشان ایک نخل کے سایے
مین بیٹھا ہوا ہی سامنے جھیل ہی طائر آتے ہین پانی پی کے چلے جاتے ہین کہ شاپور نے دیکھا
ایک عقاب بزرگ اُڑتا ہوا آسمان سے آیا گلے مین ایک نامہ بندھا ہی پانی کو دیکھکر اُترا شاپور
کو خیال ہوا کہ یہ عقاب ساحر ہی کیا عجب ہی کہ کسی کا نامہ لیے جاتا ہو خدا اسکا انجام بخیر کرے یہ سوچکر
ایک پتھر مارا عقاب کا سر پھٹا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من عقاب جادو بود
شاپور شیر دل نے آکر گلے سے اُسکے نامہ کھولا اُسکو پڑھا طرف سے عنوان جادو کے مرقوم
تھا کہ اے ملکہ سیمتن بیان معرکہ درپیش ہی ایک لشکر آکر صحرائے نگارستان مین اُترا ہی
اُسکے افسر ایرج کو قید کر لیا آپ تشریف لائیے تو ایرج نوجوان کو خدمت خداوندی مین روانہ
کرین شاپور شیر دل مضمون نامہ دیکھکر خوش ہو گیا رنگ و روغن عیاری کا نکالکر عقاب کی شکل بنا

گھر مین رکھا تلاش سیمتن مین چلا دوسرے دن دیکھا کہ ایک باغ سامنے ہے لیکن دروازہ باغ کا بند ہے شاپور شیردل ایک نخل کے سائے مین بیٹھ گیا اس فکر مین کہ کوئی اندر سے نکلے تو حال دریافت کرون دروازہ کھلا ایک کنیز نکلی اُسنے پکار کر آواز دی کہ عقاب جادو کہانسے آتے ہو شاپور نے بڑھکر کہا کہ صاحب میرے ہوش درست نہین ہین صحرا مین آتا تھا تخت خداوند ہفت پیکر کا جو اُڑتا ہوا نکلا مجھپر اُسکا سایہ پڑگیائی دن سے دیوانہ وار پھرتا ہون کسی کو نہین پہچانتا بی سیمتن کو ڈھونڈھتا ہون کنیز نے کہا کہ یہی باغ سیمتن ہے چلو ملکہ کے پاس لے چلون عنوان جادو کے پاس سے آتے ہوئے شاپور شیردل اُٹھ کھڑا ہوا ساتھ کنیزون کے باغ مین آیا سیمتن بارہ دری مین مع کنیزون کے بیٹھی ہے عقاب نقلی نے نامہ پیش کیا ملکہ نے پڑھکر کہا کہ عقاب ہم چلینگے شاپور نے ایک گوشہ مین آکر مقام کیا جب دن چڑھا ہاتھ منھ دھویا گانیوالے آکر گانے لگین سیمتن نے دیکھا کہ سب تعریفین کر رہے ہین عقاب جادو منھ پھلائے بیٹھے ہین کہا کیون عقاب تمھین گانا گانے کا پسند نہین آیا عقاب نے سر جھکا کر کہا کہ حضور آج جو سایۂ تخت خداوند ہفت پیکر مجھپر پڑا کسی نے میرے گلے پر بھی ہاتھ پھیرا اور کہا کہ تجکو علم موسیقی کا ہمنے بادشاہ کیا مین امیدوار ہون کہ ایک غزل مجھ سے سُنیے شاید یہ حکم مجکو حقیقت مین ہوا ہو سیمتن نے کہا کہ ہان میان عقاب سُنین شاپور شیردل بیچ مین آبیٹھا گنگنا کے یہ غزل شروع کی

نظم

لبریز اُسکے ہاتھ مین ساغر شراب کا
بنتا ہی عکس رُخ سے کٹورا گلاب کا

وہ مست ناز اگر کرے نظارہ آب کا
لبریز ہو شراب سے شیشہ حباب کا

رکھتا ہی چشم اوج کسی کا کب ایک دن
ہوتا ہی دوپہر مین زوال آفتاب کا

ہم زائران ساقی کوثر ہین واعظا
کشتی ایاغ کی ہو تو دریا شراب کا

ای میکشو یقین ہی نکلے بطِ شراب
وہ مست ناز توڑے جو بیضہ حباب کا

راحت طلب کرون تو ملے آسمان سے رنج
حاضر ہو موت ابھی جو خیال آئے خواب کا

جو ذی حسین اُسکو ہی نفرت ہمان سے
ہوتا نہین ادھر کبھی منھ آفتاب کا

پیری مین شعلہ رویون سے خالی کنار ہی
کیونکر گذر کمان مین ہو تیر شہاب کا

ناسخ شراب پی شب تاریک ہی تو کیا
محتاج آفتاب نہین ماہتاب کا

اس رنگ میں شاپور نے یہ غزل گائی کہ سیمتن بیقرار ہو گئی کہا اے عقاب جادو حقیقت میں تمکو
علم موسیقی کا خداوند ہفت پیکر نے عالم کیا خوش آواز خدا میں سوز و گداز شاپور شیر دل نے کہا
کہ ذرا کنارے چلیے میں کچھ اور بھی عرض کرونگا سیمتن بلا تکلف اُٹھی شاپور شیر دل تخلیے کے
خیمے میں سیمتن کو لایا باتیں کرتے کرتے حباب مار کے بیہوش کیا زبان میں سوزن دیا ایک ستون
سے سیمتن کو باندھا تصویر ایرج کی نکالی سیمتن کو ہوشیار کیا اپنی صورت اصلی بنائی پہلے تصویر
ایرج نوجوان دکھائی کہا کہ اے ملکہ عالم میں اُس شیر کا عیار ہون کہ جسے عنوان جادو نے قید
کیا ہے اگر آپ عمل کرنا دو کریں تو اُس شیر کو چھڑا لاؤں سیمتن تصویر ایرج نوجوان پر مائل ہوئی اشارہ
کیا کہ سوزن نکال میں تیرے ساتھ کد و کاوش کو موجود ہوں شاپور شیر دل نے سوزن نکال لی
سیمتن نے کہا کہ اے مہتر والا گہر اب میں تمکو پکڑ دوں تو کیا کرو تمنے بڑا میرے ساتھ مکر و فریب
کیا شاپور نے کہا کہ اب بھی کیا مجال دیکھو کنیزیں باہر سے جھانک رہی ہیں سیمتن پلٹی شاپور نے
حلقہائے کمند مارے پھر حباب مار کر بیہوش کیا تین مرتبہ سیمتن کو ہوشیار کیا سیمتن بگڑی اور شاپور
شیر دل نے بیہوش کر لیا تیسری مرتبہ دل سے مطیع ہوئی کہا کہ اے شاپور تیرا مثل نہیں ہے میں امتحان
کر لی تھی میں تیرے ساتھ چلنے کو موجود ہوں لیکن تم وہی عقاب جادو کی شکل بنو شاپور
شیر دل اُسی شکل پر تیار ہوا سیمتن باہر آئی کنیزوں سے کہا کہ ہم عنوان کی ملاقات کو جاتے ہیں
تم یہاں ہوشیار رہنا یہ کہے کے تخت سحر تیار کیا شاپور شیر دل کو اپنے پاس بٹھا لیا طرف قلعہ
عنوان کے روانہ ہوئیں عنوان جو ایرج کو قید کر کے لایا ہے سیمتن کو خراج دیتا ہے مشتاق ہے
کہ ملکہ آئیں تو قید کو روانہ کروں کہ تخت سیمتن کا آ کر پہونچا عنوان جادو نے ملکہ سیمتن کو لا کر
تخت پر بٹھایا سب کیفیت بیان کی کہ نبیرہ حمزہ طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتا تھا میں سحر سے
گرفتار کر لایا سیمتن نے کہا کہ قیدی کو ہمارے سامنے لاؤ عنوان نے ایرج نوجوان کو دربار
میں بلوایا ایرج نوجوان نے آ کر مثل اہل اسلام کے سلام کیا خانہ زنجیر میں عل ہو ہر ہو نٹو رگ گل
ہی سیمتن بیقرار ہو گئی ہنسکر کہا کہ یون نبیرہ حمزہ طلسم ہفت پیکر کا قصد کیا اپنی جان کا کچھ خوف
نہیں ایرج نوجوان نے جو جمال سیمتن دیکھا سر جھکا لیا سیمتن نے عنوان سے کہا کہ اے
عنوان جادو قید ہم لیکر جائیں گے تخت پر اس جوان کو سوار کیے لیتے ہیں کوہ ہفت رنگ

پہونچادینگے جاتے ہی قدرت کے سامنے سجدہ کرینگے کئی فرزندان صاحبقران وہان اسی حال سے موجود ہین عنوان جادو نے کہا کہ آپکو اختیار ہو سیمتن نے ایرج کو تخت پر سوار کیا عقاب نقلی کو ساتھ لیا عنوان جادو سے کہا کہ یہ ساحر ہوشیار ہی ساتھ رہیگا یہ کہکر تخت اُڑا یا طرف قلعہ سیمین عذاران کے روانہ ہوئین راہ مین شاپور نے سب حال اپنا ظاہر کیا سیمتن نے ایرج کو قید سے رہا کر لیا کہا کہ ای شہریار تا بہ کوہ پہونچنا بہت دشوار ہی مین کنارے پر طلسم کے رہتی ہون کہ اس طلسم کا طلسم میمون نام ہی میمون تاجدار حاکم ہی آپ نے سُنا ہوگا جب آپ اس طلسم کو فتح کرین تب راستہ طلسم ہفت پیکر کا کھلیگا ایرج نے کہا کہ مین ضرور جاکر فتح کرونگا سیمتن نے کہا کہ یہ بھی مین نے سُنا ہی طلسم مجنون کو نئی پوستے ہین صاحبقران کے مجنون نے فتح کیا ہی طرف طلسم ہفت پیکر کے گئے یہ سُنکر ایرج بہت گھبرائے کہا کہ ملکہ آج ہی لوح کی فکر کرو سیمتن نے عرض کی کہ ای شہریار لوح بڑے شخص کے قبضے مین ہی مقام علامت دکھا دونگی ایرج نوجوان نے کہا کہ مین آج ہی داخلہ کرونگا ملکہ بڑی حقیقت ہم افسوس ہی [illegible] گردش گشتی گرنواہ پہلے طلسم مین پہونچگیا مقدمہ ربانی میرے قبلہ دلکا ہے کا ہی بڑی مشکل سے پہونچی تم یہان سے مجکو مقام علامت بتا دو مین جان دونگا یا طلسم مین جاؤنگا اپنے قلعے پر مجکو نہ یار کیا کرنگی اسیطرح سے مجکو مقام بتا دو شاپور شیر دل نے اشارے سے سیمتن سے کہا کہ یہ ایرج نے بڑے سنے جاہل ہین آپنے ذکر نورالدہر بن بدیع الزمان کا کر دیا اپنے ہوش مین نہین ہین سیمتن نے کہا کہ ابھی وہ کئی مقام پر رہ کے جائین گے ساحبان دربند سد راہ ہونگے جب اس طرح سیمتن نے کہا تب ایرج خاموش ہوے قلعے مین آکر پہونچے سیمتن نے سب ساحرون کو جمع کیا ستر اسی ہزار ساحر ہین سب کو مطیع اسلام کیا اُسنے کہا کہ شاہزادے کو بر سر علامت طلسم لیجاؤ مین فکر مین لوح کے جاتی ہون چند ساحر ایرج کے ساتھ ہوے سیمتن اُسیوقت پر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوئی ایرج ساتھ اُن چند ساحرون کے قلعے سے باہر نکلے ہین پانچ کوس راستہ طے کیا ہی کہ ایک پہاڑ دیکھا نہایت بلند اور مرتفع ہی ہزارہا طاؤسان زرین بال بر سر کوہ رقص کر رہے ہین ایرج نے ایک گنہگار سے کہا کہ تو اس پہاڑ کو چھوکر چلا آ ہم تجھے رہا کر دینگے گنہگار چلا جیسے ہی سائے مین کوہ کے پہونچا طاؤس رقص زیادہ کرنے لگے جب درۂ کوہ قریب رہا

گنہگار نے دیکھا اندر سے پہاڑ کے ایک نازنین مہ جبین خرامان بصد ناز و انداز نکلی کنیزون نے
دو کرسیان بچھا دین ایک کرسی خالی ہی جب وہ جوان قریب پہونچا اُس مہ جبین کو دیکھکر عاشق ہوا اشعار
عاشقانہ پڑھنے لگا اُس مہ جبین نے مسکرا کر کہا کہ ای عاشق صادق کیون بیقرار ہوتا ہی میرے
پاس آ یہ جوان جاکر کرسی پر بیٹھا اُسنے اپنے ہاتھ سے جام شراب لبریز کرکے دیا یہ مبہوت جام بلا تکلف
پی گیا نشہ جو ہوا چاہتا ہی کہ اُس نازنین پری چہرہ سے لپٹ جاؤن اُس نازنین نے جھڑک کر کہا کہ
دیکھ ادب سے نہین بیٹھتا ایسا نہو کہ میرا شوہر آجائے یہ کب مانتا ہی چاہتا ہی کہ لپٹ جاؤن جب تجھ
اُس نازنین نے آواز دی کہ ای خونریز جلد آ دیکھ یہ میرے ساتھ بے ادبی کرتا ہی یہ جو اُس نازنین
نے پکار کر کہا درۂ کوہ سے آواز آئی کہ ارے کون ہی وہ مبہوت دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک زنگی قوی
تن قوی من تیغ برہنہ ہاتھ مین دہن سے للکارتا ہوا آتا ہی کہ او بے ادب پرائے ناموس پر
دست انداز ہوتا ہی اُس گنہگار نے جو زنگی کو تلوار کھینچے ہوے دیکھا چاہا کہ بھاگون اُس نازنین
نے دامن تھام کے کہا کہ کیسا مرد ہی جو بھاگتا ہی یہ سنتے ہی وہ گنہگار بھی پلٹا زنگی نے ہاتھ تلوار کا
مارا گنہگار کے دو ٹکڑے ہوے نازنین کا ہاتھ تھام کر اندر درے کے چلا گیا وہی طاؤس جو سرکوہ
بیٹھے تھے رقص کرنے لگے ایرج نے جو یہ معاملہ دیکھا قصد کیا کہ جاؤن شاپور نے کہا کہ
ای شہریار شب کو دعا کیجیے دیکھیے غیب سے کیا حکم ہوتا ہی ایرج نے تامل کیا شاپور شیر دل نے
عبادت خانہ آراستہ کیا ایرج نے نماز مغرب پڑھکر دعا مانگنا شروع کی شاپور باہر سے سن رہا ہی
کہ ایرج دعائین مانگ رہے ہین پہر رات رہے دعا مانگتے مانگتے ایرج بیہوش ہوے عالم
خواب مین ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ فرماتے ہین ای نور نگاہ صاحبقران کیا مطلب تمھارا ہی ایرج
نے بھی اُس حیرانی و پریشانی مین مطلب فتاحی طلسم بیان کیا اُن بزرگ نے فرمایا ای نبیرۂ حمزہ
جس راہ سے گنہگار گیا اُس راہ سے اگر لاکھ آدمی جائین گے بلا مین پھنسین گے دامنے پر
کوہ کے ایک چشمۂ آب ہی اُسین اپنے کو گرا دو سرحد طلسم ہیولان مین پہونچوگے ایرج نے چاہا
کہ کچھ اور پوچھین آنکھ کھل گئی وقت سحر تھا اُٹھکر نماز ادا کی جب نماز پڑھ چکے شاپور سے سب حال بیان
کیا شاپور نے کہا بسم اللہ ایرج مسلح ہوے شاپور دیکھ رہا ہی کہ جب ایرج سایۂ کوہ مین
پہونچے وہی نازنین بیدا ہوئی آواز دیتی ہی کہ ای جوان اس طرف آ مین تیری مشتاق تھی ایرج نے

کچھ جواب نہ دیا برابر اُس چشمے کے پہونچے بلا تکلف اپنے کو چشمے مین گرا دیا یہ معلوم ہوا کہ مین کسی سے باتین
کر رہا ہون اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک شہر وسیع مین پایا جو دیکھتا ہی وہ اوصاف ایرج بیان کرتا ہی
کہتا ہی کہ کیا جوان حسین ہی ایک طرف سے چند سپاہی پیدا ہوے ایک سپاہی نے آکر ایرج کا ہاتھ
پکڑ کہا کہ چلو تمھین بادشاہ بلاتے ہین ایرج نے ہاتھ چھڑا کر کہا کہ او بیہودہ ہاتھ پکڑتا ہی کیا ہم تیرے بادشاہ
کے نوکر ہین اُس سپاہی نے کہا کہ ای جوان تجکو چلنا ہوگا ایرج نے تلوار کھینچی سپاہی نے سونٹا اُٹھایا ایرج
نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سپاہی کے دو ٹکڑے ہوے اُن سب نے مل کر ایرج پر بلوہ کیا ایرج لڑنے لگے
پانچ چھ سپاہی قتل کیے ہین کہ ڈنکے پر چوب پڑی دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار بارہ ہزار فوج ساتھ
آتے ہی اشارہ کیا کہ اس جوان کو گرفتار کرو چہار طرف سے فوجین ٹوٹ پڑین ایرج لڑ رہے ہین جب
دس بیس آدمی مارے گئے اُس بادشاہ نے کہا یارو یہ جوان بڑا ظالم ہی اُس شخص کو چہار جانب سے
گھیر کر گرفتار کرو کمند انداز ایرج پر ٹوٹ پڑے ایرج کو ازدحام بلوے کے گرفتار کیا کشان کشان
لیکر بارگاہ مین آئے وہ بادشاہ تخت پر بیٹھا کہا کہ کیون ای جوان تو نے ملازمان شاہی کو کس واسطے
قتل کیا ایرج نے کہا کہ تمھارے سپاہی نے بلا وجہ ہمارا ہاتھ پکڑ لیا میرے ہاتھ سے مارا گیا بادشاہ
نے کہا کہ ایک شخص نے پچیس آدمی قتل کیے اسکو قیدخانے مین لیجاؤ کشان کشان ایرج کو قیدخانے
مین چھوڑا ایرج نے دیکھا کہ مکان تنگ و تاریک تھا اُس مقام پر چھوڑ کر دروازہ بند کیا باہر پہرے
نگہبانی بیٹھے ایرج نے بلکنا شروع کیا دعائین مانگ رہے ہین کہ ای پروردگار اس قید سے مجکو نجات
دے دو پہر رات گئے زمین شق ہوئی کنیز لپٹنے لپٹنے نکلی کہا کہ ای شہریار کل صبح کو وہ بادشاہ پھر آپ کو
طلب کرے گا یہ انگوٹھی آپکو دیتی ہون یہی دستگیری کرے گی وہ سوال کرے گا کہ ایک پہلوان
سے مقابلہ کیجیے اگر اسکو زیر کیجیے گا تو آپکی رہائی ہوگی وہ پہلوان ساحر ہی جب اُس سے مقابلہ ہو
انگشتر چمکا کے اُسکی کمر مین ہاتھ دیجیے گا اُٹھا کر بادشاہ پر مار دیجیے گا آپ اپنے کو ایک صحرا مین پائینگے
مین آکر تدبیر لوح بتاؤنگی آئندہ آپ کا اقبال ہی مین نے مشکل اپنے کو یہان تک پہونچایا کنیز غرق زمین
ہوئی اور غائب ہوئی صبح کو ایرج طلب ہوے پہلوان کے مقابلے کو بادشاہ نے کہا ایرج راضی
ہوے پہلوان آیا ایرج کی قید کاٹی گئی جب مقابلہ ہوا ایرج نے وہی حرکت کی کہ اُس جوان کو
اُٹھا کر تخت پر مارا تمام دربار جلنے لگا ایرج کی آنکھین بند ہوئین اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحرا مین

پایا پہلے تخل سے سیمتن پیدا ہوئی اور کہا کہ ای شہریار سامنے کوہ آتشبار ہی وہان اپنے کو پہونچا ئیے اگر آتشبار
کو مارا اُسکی بہن ہودخان جادو اگر اُسنے آپکی اطاعت کی تو اُسکی معرفت لوح کا پتہ ملے گا کنیز برائے
جانبازی حاضر ہوگی یہ کہکر سیمتن تو غائب ہوئی ایرج طرف کوہ آتشبار کے چلے لیکن میمون جادو
تخت پر بیٹھا تھا کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من پیران جادو ولود گھبرا کر کہا کہ ارے دریافت تو کرو
جو مالک درہ اول طلسم ہی اُسپر کیا افتاد پڑی چند ساحر گئے تھوڑی دیر مین پلٹ کر آئے کہا کہ وہ شہر ویران
پڑا ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ آسمان سے ایک ساحر آیا کتاب لیے ہوئے کہا کہ بادشاہ طلسم عمر طلسم تمام
ہوئی طلسم کشائے اصلی طلسم مین آگیا پیران جادو مارا گیا اب طلسم کشا طرف کوہ آتشبار کے جاتا ہی ضرور
کچھ وہان فتور ہوگا جلد انتقام کیجیے ورنہ طلسم ہاتھ سے جائیگا میمون جادو نے کاہن طلسمی کو رخصت
کیا ایک نامہ آتشبار کو لکھا کہ ای آتشبار طلسم کشا تیرے کوہ کی طرف آتا ہی اُس سے بہت
ہوشیار رہنا آتشبار کو یہ نامہ پہونچا آتشبار یہ سُنکر جل گئی اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ مین طلسم کشا
کو گرفتار کر لاؤن دیکھون میرے ہاتھ سے کیونکر بچتے ہین یہ کہہ کے اسباب سحر ہاتھ مین لیکر نکلی سامنے
دیکھا کہ ایک جوان حسین آتا ہی اُٹھا کر اُسنے ایک گولہ مارا ایرج لڑکھڑا کر گرے آتشبار نے
گرفتار کیا دیکھا کتنی ہودنی بلی کہ اونکو تُو نے تجھے یہ راستہ کسنے بتایا ملک پیران کیونکر تباہ ہوا کسنے یہ راستہ
بتایا کشان کشان اپنے قصر مین لائی آواز دی کنیزین حاضر ہوئین کہا زنگن کو بلاؤ اور ہواد خان کو خبر کرو
کہ آکر قتل طلسم کشا دیکھیں آج ہم لوگ گھی کے چراغ روشن کرینگے کہ طلسم کشا قتل ہوگا صاف کتاب
سامری مین مرقوم ہی تمام جانتے ہین اون مین دھوم ہی کہ جب ملک پیران برباد ہوگا طلسم میمون
تہ بجیگا کنیزین دوڑی ہوئی گئین زنگن کو اور ودخان کو بلا کر لائین ودخان کی جو نگاہ جمال ایرج پر پڑی
عاشق ہوئی کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا اس حال مین ایرج کو پایا مشکین بندھی ہوئین گریبان پھٹا ہوا
بال سر کے پریشان دیکھکر متنفر ہوئی کہا کہ کیون بوا آتشبار اس بیچارے نے کیا خطا کی یہ بھولی بھولی
صورت تم غصے مین کانپ رہی ہو وہ حیران بیٹھا تمھارے چہرے کو دیکھ رہا ہی آتشبار نے کہا
کہ بوا یہ طلسم کشائے اصلی ہی پیران قتل ہوا ملک تباہ ہوگیا میری فکر مین آیا تھا مین نے گرفتار کیا
آپ علم سامری و جمشید مین خلل پڑا جو وہ لکھ گئے ہین اُسکے سراسر خلاف ہوا صاف لکھا
ہی کہ طلسم کشا کو موت نہین دیکھو ہم ابھی قتل کرتے ہین یہ کہہ کے زنگن کو اشارہ کیا ودخان نے کہا

کہ بوا کئی ہزار آدمی اسی جرم مین قید مین آج تک نہین ثابت ہوتا کہ طلسم کشا سے اصلی کون ہی پیران
بادشاہ نحیف و ضعیف تھا کسی وجہ سے قتل ہوا اسکا کیا اعتبار ہی میرے نزدیک تو یہ مناسب ہی
کہ اس جوان کو قید سے چھوڑ دو دوبارہ اسنے کہا کہ بوا میری خوشی یہ ہی کہ اس جوان کو رہا کر دو صحرا
طلسمی مین بھٹکتا پھرے گا جان بچانا مشکل پڑے گی تم کیون اسکے خون سے ہاتھ بھرو آتشبار نے
کہا کہ مین ضرور قتل کرونگی تم بوا جاؤ تمھین اسوقت کیا ہو گیا کیسی باتین کرتی ہو مین ابھی اسکو قتل
کرتی ہون زنگن سے اشارہ کیا کہ سر کاٹ لے زنگن نے تلوار کھینچی چاہا کہ ایرج کا سر کاٹے
دخان نے ہاتھ ہلا دیا برق گری زنگن کے دو ٹکڑے ہوے مرنا زنگن کا تھا تو آتشبار اُٹھی کہتی
ہوئی کہ بوا تمنے زنگن کو کیون قتل کیا دخان نے کہا کہ مین تمھین قتل کرونگی آتشبار نے گولہ
مارا دخان و آتشبار سے سحر چلنے لگا دو چار سحر آپس مین چلے تھے کہ زمین سے ایک ریگ ماہی
پیدا ہوئی تڑپ کر آتشبار پر گری کہ سینے کو توڑ کر پار گذری نعرہ کیا کہ منم سیمین کنیزون کو قتل کیا
دخان بھی شریک ہوئی دخان و سیمین نے مل کر کنیزون کو قتل کیا اب سیمین و دخان ایرج کو
لیکر قصر مین آئین سیمین نے کہا کہ ای دخان لوح کا پتہ شاہزادے کو بتاؤ دخان نے کہا کہ مین جان
سے کوشش کو حاضر ہون اصل حال یہ ہی کہ باغ زنگار رنگ خطا کار جادو اُس باغ کی مالک ہی
اُسی کے پاس لوح ہی وہان کیونکر رسائی ہو سیمین نے کہا کہ مین لیکر اُنکو جاؤن کنیز کی شکل بنا دون
ایرج نے کہا کہ مین بشکل کنیز نہ جاؤنگا اگر یہ بات مشہور ہوگی کشتی گیر زادہ ہنسے گا اپنے مقام پر
کہیگا کہ کنیز کی شکل بنکر گئے میرے واسطے باعث بدنامی ہو دخان نے کہا کہ مین بصورت اصلی لیچلونگی
تم سیمین عقب مین آؤ جو کچھ ہوگا وہ سمجھا جائیگا یہ کہکر ایرج کو تخت پر سوار کیا دخان ایرج کو لیکر
چلی عقب مین سیمین نے بھی قصد کیا لیکن دخان ایک صحرا مین پہونچی دیکھا کہ ایک نخل کے سائے
مین ایک شخص بیٹھا ہوا رو رہا ہو گرد کا بگولہ بنا ہوا خاک اُڑا رہا ہی ایرج کا نام لے لیکر پکار رہا ہی
کہ آقاے نامدار کہان ڈھونڈھون ایرج نے کہا کہ ای ملکہ دخان میرا عیار بیٹھا رو رہا ہی
اب سب کچھ بن پڑے گا تخت اُتار دیجیے کہکر تخت اُتارا ایرج نے پکار کر آواز دی کہ ای یار
وفادار و ای مونس غمخوار کس حال مین ہو مجھے ڈھونڈھتے تھے مین آ پہونچا شاپور نے جو بعد مدت
اپنے آقا کو دیکھا دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ ای آقاے نامدار آپ نے لوح وغیرہ پائی

ایرج نے سب حال بیان کیا شاپور نے کہا کہ غلام ساتھ چلے گا ای دخان ایک کام کرو بادشاہ طلسم کی تقریر مین تصویر دکھاؤ چلتے ہی لوح دے دین آقا کو بصورت بادشاہ طلسم سے چلین دخان نے نقشہ میمون جادو کا بیان کرنا شروع کیا شاپور نے ایرج کو اُسی صورت پر بنایا پوچھتا جاتا ہی کہ خال و خط مین تو فرق نہین دخان نے کہا کہ ای عیار طرار کیا صورت بنائی ہی آپ ایک ساحر ملازم کی صورت بنکر تیار ہو اباتین شاپور نے دخان کو سکھا دین کہ باغ زنگار رنگ مین سامنے خطاکار کے اس طور سے کلام کرنا بہ اختیار لوح دے آئینگے دخان بہت خوش ہی کہ اب لوح کا ملنا بہت آسان ہی تخت کو اُڑا کر چلی خطاکار توم کی زنگن باغ زنگار رنگ کی نگہبان مالک لوح طلسمی اپنے باغ مین بیٹھی ہی ذکر کر رہی ہو کہ صاحبو کاہن نے بیان کر دیا ایکی مرتبہ جلسہ روز پیدائش خداوند ہفت پیکر جو سال مین ہوتا ہی کاہن نے لکھ بھیجا کہ سب میرے قصر مین آئین احکام نجوم سُنانا منظور ہی سب اہالی طلسم جمع تھے بادشاہ طلسم بھی بیٹھے تھے اُسنے ممبر پر جا کر تعریف قدرت پڑھی اور پکار کر کہا کہ دمہ آگاہ ہو جائین اب ایسا جلسہ نہ ہوگا عمر طلسم تمام ہوئی ہفت پیکر پرستون کو چاہیے کہ قدرت کو یاد کرین پیدا کرنیوالے سے فریاد کرین کہ جو بلا آئی ہی دفع ہو مجکو کہا کہ بعد پیران جادو تمھارے گھر پر طلسم کشا آئیگا لوح کو حفاظت سے رکھنا اسی شکل پر آئیگا لوح دینا پڑیگی سب اہالی دربند ہوشیار رہین یہ بھی خبر سُن چکی کہ پیران جادو قتل ہوا اور ملک اُسکا ویران ہو گیا مین حیران ہون کہ طلسم کشا کیونکر آئیگا یہ باتین تھین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ میمون تاجدار تخت پر سوار ایک ساحرہ پہلو مین ایک جادوگر پشت پر رومال ہلاتا ہوا خطاکار کھڑی ہو گئی سب کنیزون نے پرا باندھا برائے تسلیم جھکین تخت زمین پر آیا ایرج تخت پر بیٹھے جادوگر نے پکار کر آواز دی کہ ای خطاکار تمکو کچھ معلوم ہی کہ طلسم مین کیا انقلاب ہی اہالی طلسم کو پیچ و تاب ہی طلسم کشا اصلی طلسم مین آگیا لوح طلسمی منگاؤ شاہ لوح اپنے پاس رکھین گے خطاکار نے کہا کہ ابھی لوح حاضر کرتی ہون جی مین کہتی ہی کہ اب طلسم کشا کیون میری تلاش کریگا انقلاب کو دیکھا جائیگا جیسا وقت ہوگا ویسا کرین گے پکار کر کنیزون سے کہا کہ ارے جو طاق مین صندوقچہ رکھا ہی اُٹھا لاؤ کنیزین جا کر صندوقچہ لائین اس نے تخت پر رکھدیا کہا لیجیے اسمین لوح ہی نکال لیجیے ایرج نے طرف دخان کے اشارہ کیا کہ کلید اسمین نہین ہی دخان نے کہا کہ ای خطاکار کلید تو صندوقچے کی لاؤ یہ کہنا تھا کہ خطاکار نے کہا او مکارہ

مین جانتی تھی کہ طلسم کشا کیونکر آ بیگا ہانیان طلسم نے یہی تو دھوکا رکھا دخان نے ایک دو تھپڑ زمین پر مارا
خطا کار بلا سے روزگار ہو منہ سے اُف اُف کرنے لگی شعلہ بھڑک کر دخان پر گرا دخان شعلہ آتش بنکی
طرف ایرج کے پلٹی ایرج نے تلوار کھینچی خطا کار نے اشارہ کیا تلوار ہاتھ سے گری ازکھڑا کر ایرج
گرے رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے اُڑ گیا چہرہ مثل آفتاب کے ظاہر ہوا نیمچہ کھینچکر چلی کہ سر ایرج
کا کاٹ لون شاپور کود کر کنیزون مین شریک ہوا جیسے ہی خطا کار نے قصد کیا کہ سر ایرج کا کاٹ لون
شاپور عیار پشت پر سے ہان ہان کہہ کے کنیزون کو ہٹاتا ہوا قریب پہونچا کہا دیکھیے ابر اُٹھا ہی کوئی ساحر
آتا ہی جیسے ہی خطا کار پلٹی شاپور نے حلقہاے کمند مارے وہ ارسے کہہ کے پلٹی حباب مار اگرتے
گرتے پیٹ سے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک مرنا خطا کار کا صندوقچہ کھلا لوح مثل جرم قمر کے چمکی ایرج نے
لوح اُٹھا کر گلے مین ڈالی کنیزین غلغلہ کرتی ہوئی بھاگین چند کو دخان نے قتل کیا اب دخان نے
کہا کہ ای شہریار آپ لوح ملاحظہ کرین فتاحی مرحلہ جات مین مصروف ہون کنیز جا کر آپ کے لشکر کو
لاتی ہی جو مرحلہ شکست ہو لشکر آپ کا اُسی مقام پر پہونچے باتین کرتی ہوئی باغ سے باہر نکلی
دخان کا قصد ہوا کہ مین جاؤن قضا سے کار میمون تاجدار تخت پر بیٹھا ہو گلدستہ سحر خطا کار سامنے
رکھا ہی کہ ایک صداے مہیب کان مین آئی شعلہ بھڑک کر گرا گلدستہ جلا میمون نے سر پیٹ لیا
کہا کہ لوبار دغضب ہوا خطا کار قتل ہوئی اگر اُسے قتل کیا لوح پائی ہوگی اوراق جادو پہلو مین بیٹھا ہو
اوراق نے کہا کہ غلام جانے ابھی مضمون لوح سے آگاہ نہ ہوے ہونگے یہ دیکھون جا کر کہ لوح کسکی مدد
سے پائی یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھا پانچ چار سو جادوگر ساتھ لیے پر پرواز پیدا کر کے چلا پشت پر
پانچ سو جادوگر کہتے ہین حضور اگر لوح بھی لے لی تو ابھی دیکھی نہ ہوگی اوراق کہتا ہی اگر اسوقت
پہونچا تو ابھی چھین لونگا مگر اُسوقت پہونچا کہ ایرج باغ سے نکلے ہین دخان رخصت ہو کر جایا چاہتی ہی
کہ آسمان سے آواز آئی منم اوراق جادو ارسے ان سب کو گھیر کر مار لو شاپور تو یہ سنکر بھاگا
کہ ای شہریار ہوشیار رہیے ایرج نے تلوار کھینچی دخان بھی سحر کرنے لگی اوراق زٹا بھرتا سحر کرتا
ہوا قریب دخان کے پہونچا آواز دی کہ او ظالم تو مقام ابنج پر طلسم کشا کو لائی خطا کار تیری وجہ سے
قتل ہوئی دخان نے نیمچہ مارا اوراق نے سحر کیا کہ نیمچہ اُلٹا سر بد دخان کے پڑا دخان کا
سر زخمی ہوا چاہا کہ سر کاٹ لون کہ دخان نے آواز دی ای شہریار کنیز نثار ہوتی ہی ایرج نے

جو پلٹ کر دیکھا دخان کو اوراق قتل کیا چاہتا ہی بڑھ کر لوح چمکائی اوراق نے کہا کہ ارے یہ کیا
یہ کہکر پیچھے ہٹا ایرج نے قریب آکر دخان کو سنبھالا دخان نے زخم باندھا مصروف جنگ ہوئی سحر کرتی
ہی ایرج کو ہر مرتبہ آواز دیتی ہی ہوشیار رہیے گا اوراق نے فوج والون کو اشارہ کیا آپ کھڑے کھڑے
سامنے سے غائب ہوا بعد تھوڑے عرصے کے ایرج نے دیکھا کہ نیلم زنگی سامنے سے آتا ہی پکارتا ہوا
کہ ای شہریار غلام کو بچائیے غلام سرکار کی تلاش مین آیا تھا آپکو جو بخیر و عافیت پایا نہایت خوشی حاصل ہوئی
اوراق نے غلام پر سحر کیا ہی کلیجہ جل رہا ہی ہڈیون سے دھوان نکل رہا ہی ذرا لوح مجھے دیجیے ایرج نے سمجھ لیا
کہ یہ شعبدہ ہی لوح چمکائی جسم سے مس کردی لوح کا مس ہونا تھا کہ اوراق نے ایک چیخ ماری مثل ہیزم خشک
جلنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اوراق جادو بود اب تو شاپور نے
غار سے نکل کر حقہ ہاے آتشبازی مارے ساحر جلنے لگے کئی سو ساحر جلکر خاک ہوے چند جو باقی رہے
وہ بھاگے ایرج کی فتح ہوئی دخان کو رخصت کیا شاپور سے کہا کہ تمھارا ابھی چلنا مناسب نہین یہی
لوح مین مرقوم ہی کہ طلسم کشا اکیلا جائے شاپور ناچار ہو کر ایک فقیر کی شکل بنکر کسی مقام پر بیٹھا ایرج
نے لوح سے اطمینان کر کے اسم حاشیہ لوح پڑھا جو نکا ہوا کا چلا غبار بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے غبار دفع
ہو گیا اپنے کو ایک صحراے سبزہ زار مین پایا ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نخل سر سبز و شاداب
سنبل کا پیچ و تاب نہرین جاری حباب شناوری کر رہے ہین چشم محبوب کا نشان دکھاتے ہین یہ مضمون
لوح مین دیکھا ہی اسکی فکر مین ایرج جاتے ہین قریب ایک نخل کے پہونچے اسپر ایک عقاب بیٹھا تھا اسکو
تیر سے مارا عقاب کے مرتے ہی صحرا ویران کف دست میدان ہو گیا جنگل کو دیکھکر وحشت ہوتی ہی کہ ایک
طرف سے آواز آئی ای شہریار علا زمان جانباز بھی آپہونچے دیکھا کہ نیلم و فیلم وغیرہ مع کل لشکر کے آتے
آتے ہی عرض کی کہ حضور نے لوح پائی ایرج نے کہا کہ بعنایت پروردگار لوح دستیاب ہوئی
ایک ساحر کو مارا اب کو زوال طلسم کی تلاش مین نکلا ہون ای صحراے ویران مین وہ بھی ملیگا ای نیلم و فیلم
مین پہونچنے کو چلا طلسم ہفت پیکر مین پہونچاؤن قبلہ و کعبہ کو رہا کرون سردارون نے فوراً بارگاہ استاد
کی عرض کی بارگاہ مین چلیے ایرج بارگاہ مین آئے چالیس سرداران نامی ایرج کو گھیر کر بیٹھے
صدران بن ماہ منتظر یہ کہکر اٹھا کہ ای شہریار ذرا لوح طلسمی مین بھی دیکھون کہ دل کو تسکین ہو ایرج نے
گلے سے لوح اتاری چاہا کہ صدران کو دون کہ حروف لوح پر نگاہ پڑی نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا خبردار

لوح دی اور غضب ہوا لوح اسپر پھینک مارو پھر قدرت کا تماشا دیکھو ایرج نے ڈور اتھام سے کے
لوح کو پھینک مارا صدر ان نے ایک چیخ ماری جلنے لگا جسم سے شعلے نکلے ساتھ والون پر گرے لگے
تھوڑی ہی عرصے مین سب جل کر خاک ہوے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من فرتوت جادو کو توال طلسم
بود ایرج نے لوح کو اُٹھایا صرف ایک ہی ساحر کا لاشہ پایا باقی نمود بے بود طلسم تھے آگے بڑھے تلاش
مین وزیر طلسم کی جاتے ہین لیکن فرتوت جو مرا ایک بونڈا جسم مین لپٹا لاشے کو اُٹھا کر لے گیا سامنے
میمون کے لاشہ آیا بیرون نے فریاد کی کہ ہمارے افسر نے طلسم کشا سے مکر کرکے لوح لے لی ہوتی مگر
ہوشیار ہو گیا فرتوت کو قتل کیا میمون نے گھبرا کر کہا کہ ارے دخان کی ذات سے سارے فساد
ہوے اُسکو گرفتار کرکے لاؤ ساحر تلاش مین دخان کی نکلے وزیر کہکر اُٹھا کہ مین اپنے مرحلے پر
جاتا ہون گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کرون اور دام مکر پھیلاؤن یہ کہکے روانہ ہوا قضا سے کار ملک
دخان جادو لشکر ایرج مین پہونچین نیلم و فیلم سے اطلاع کی کہ آقا کی طرف کوچ کرو صحرا مین جاکر شاہزادے
کو پاؤ گے لشکر نے کوچ کیا دخان پلٹی ہوئی آتی ہی صحرا سے نیلوفر سے گذری تھی کہ وزیر سامنے سے
پیدا ہوا بارہ ہزار جادوگر ساتھ مین دخان نے چاہا کہ بھاگون قنطور وزیر نے آواز دی کہ اسکو گرفتار
کرلو چہار جانب سے جادوگر دوڑے دخان کو گرفتار کیا چند جادوگر ساتھ تھے اُسنے کہا کہ
خدمت مین شاہی اسکو لیجاؤ کہنا کہ فوراً اسے قتل کرین اسینے طلسم کشا کو لوح تک پہونچایا ورنہ بد سون
بھٹکتا لوح تک نہ پہونچتا دس بارہ جادوگر دخان کی زبان مین سوزن کشان کشان لیے جاتے ہین قضا سے کہ
راہ مین شاپور ایک ساحر کی شکل بنا ہوا تھا اسنے جو دور سے دیکھا کہ دخان جادو کو چند ساحر گرفتار کرکے
لیے جاتے ہین شاپور ایک جانب بھاگا میمون تاجدار کی شکل بنکر ایک نخل کے سایے مین بیٹھا اسباب
سحر آگے رکھ لیا کہ وہ ساحر اُدھر سے گذرے بادشاہ کو دیکھکر سلام کیا کہا کہ حضور وزیر صاحب نے
اسے گرفتار کرکے بھیجا ہی مگر فرمایا ہو کہ فوراً اسے قتل کیجیے شاپور نے کہا کہ یارو مین قتل طلسم کشا کی تدبیر مین
ہون تم لوگ سامنے آگئے تمسے بات کرنا پڑی مین سحر بھیج رہا ہون دخان کو یہان ٹھہراؤ چند کش جھپٹ کر
گلابیان شراب کی لاؤ چند آدمی دوڑے گئے جھٹ سے جاکر تو لین لائے سامنے شاہ کے رکھین شاپور
نے کہا کہ مین اسم سحر پڑھتا ہون تم سب ایک ایک جام پیو جب تم بیہوش ہو جاؤ گے وہان طلسم کشا گر جگا
بیہوش ہو جائیگا امان نہ پائیگا جادوگر بیٹھکر شراب پینے لگے شاپور نے بیہوشی ملا دی ہی شراب پی پی کر

بلبلا کے اُٹھ کر دوڑے بیہوش ہوے شاپور نے دخان کی زبان سے سوزن نکالی کہا بھاگ کر نکل
جائیے دخان نے کہا کہ ای شاپور بڑا احسان کیا اب ان سب کو قتل کرنا چاہیے شاپور نے خنجر کھینچا
دو چار جادوگر قتل کیے مرنے کی ساحرون کے آواز بلند ہوئی سامنے کی پہاڑ کہ کوہ سنگین اُس پہاڑ کا نام
ہو اور مالک اس پہاڑ کا اندر درے کے بیٹھا ہی کہ کان مین آواز مرنے کی جادوگرون کے آئی سر نکال کے
دیکھا کہ ایک عیار اور ایک ساحرہ ساحرون کو قتل کر رہی ہی سنگین نکلا آواز دی کہ او دخان مین نے
تجھکو پہچانا یہ بادی طلسم کے دربار ہی یہ کہکے سنگین دوڑا دخان نے خنجر کیا سنگین نے ایک دو خنجر مارا کہ
دخان گر کر بیہوش ہوئی شاپور نے چاہا کہ جست کرکے بھاگون سنگین نے اشارہ کیا شاپور بھی زمین
پر گرا اب آگے اسنے باقی جادوگرون کو ہوشیار کیا اُنسے حال پوچھا کہا کہ اب تم جاؤ مین ان دونوکو حضور
شاہ مین پہنچا دونگا جادوگر روانہ ہوے سنگین کو مکن دونون کو کھینچتا ہوا درہ کوہ مین لایا دونون
کو بٹھایا شاپور حیران دیکھ رہا ہی سنگین نے تھیلی اُٹھائی بائین ہاتھ پر ڈالی چلنے کی تیاری کرنیلگا
شاپور نے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران مین کچھ عرض کیا چاہتا ہون ذرا کنارے آئیے تو کچھ عرض کرون
سنگین کنارے آیا شاپور نے کہا کہ یہ تو فرمائیے مین طلسم کشا سے بگڑ کر نکلا ہون میری خطا معاف ہو جائیگی
سنگین نے کہا کہ تو طلسم کشا کو پکڑ لا دیگا شاپور نے کہا کہ ابھی اگر مجھکو چھوڑ دیجیے تو ابھی گرفتار کرا دون نوکر
دھوکا کھائیگا میری قدردانی نہ کی شاہ طلسم اگر مجھکو نوکر رکھیں گے کیا مجال کوئی پسر حمزہ طلسم میں آسکے
علاوہ اسکے میرے پاس کچھ مال ہی جادوگرون کو مار کر لیا ہی چاہتا ہون کہ آپکے سپرد کرون مال کا نام سنکر
سنگین خوش ہو گیا پوچھا کیا مال ہو شاپور نے کمر سے اشرفیان نکال کر دین کہا یہ تو لیجیے مجھے
خدمتگارون مین شاہ کے نوکر رکھا دیجیے تو بڑا عیاری کا علم جانتا ہون سکے تو بڑا انگور ایک انار
آستین رکھا تھا سنگین نے کہا یہ انار کیسا ہی شاپور نے کہا ہم عیار ہین جہان آب و دانہ نہ ملا ہی کر
کھا کے بسر کی نوش فرمائیے غیر فصل کا انار ہو سنگین نے دانے نکال کر کھانے لگا بیسا لذیذ انار تھا خوش
ہو گیا شاپور نے سارا انار کھلا دیا جب کچھ نہ بچا گھبرا کر کہا کہ میرا دل گھبراتا ہی شاپور نے کہا کہ انار سے
قوت دکھلائی ذرا اُٹھکر ٹہلیے قوت آجائے سنگین اُٹھا دو قدم چلا تھا کہ گرا شاپور نے خنجر سے اُسکا
سر کاٹا دخان کی زبان سے سوزن نکالی مرنے سے سنگین کے پہاڑ جلنے لگا شاپور اور دخان باہر نکلا
شاپور نے کہا کہ مین خدمت مین آقا کی جاتا ہون تم کہان جاؤگی کہا مین تلاش لشکر طلسم کشا مین جاتی ہون

یہ کہکے دخان روانہ ہوئی شاپور تلاش میں ایرج نوجوان کی چلا لیکن ایرج بموجب حکم لوح ایک باغ
میں پہونچے باغ میں سناٹا پایا حیران ہیں کہ بموجب ہدایت لوح آیا یہاں کسی کو نہ پایا قصد ہوا کہ لوح
دیکھوں آسمان پر برق چمکی دیکھا دخان آکر پہونچی جھک کر سلام کیا کہا ای شہریار قنطور وزیر بارہ ہزار جادوگروں
کی جمعیت سے آپکی فکر میں آتا ہی لونڈی بہت بیتاب ہو ذرا لوح دیکھوں سینے سے مس کروں کہ بیتابی مٹے
ایرج نے لوح دی دخان نے لوح دیکھی پیچھے ہٹی کہا او طلسم کشا منم قنطور جادو دیکھے یوں لوح
لیتے ہیں سامنے دھوکا دیتے ہیں ایرج جھپٹتے تھے کہ قنطور نے سحر کیا ایرج گرے قنطور نے کمر میں پنجہ دیا
لوح کو لپیٹ کر جھولی میں رکھا خوشی خوشی طرف بادشاہ کے چلا صحرا میں جو پہونچا دیکھا کہ ایک طفل حسین
ہیکل سے گلے میں کرتا چکن کا پہنے ہوئے مشروع کا پاجامہ جوتا بھاری پہنے ہوئے جنگل میں دوڑتا پھرتا ہی
قنطور نے دیکھا کسی رئیس کا لڑکا دیوانہ ہو گیا ہی لیکن نہایت حسین وجمیل ہی یہ سوچکر ہوا سے اُترا ایرج
کو ایک نخل کے نیچے ڈالدیا لڑکے کو آواز دی کہ میاں صاحبزادے ادھر آؤ لڑکے نے اُٹھا کر ڈھیلا
مارا قنطور نے اپنے کو بچایا دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا لڑکا مچلنے لگا قنطور سمجھا کہ گود میں اُٹھاؤں لڑکے
نے جواب مارا قنطور گرا نعرہ ہوا کہ منم شاپور شیردل جھولی سے لوح لی ایرج کے گلے میں ڈالی کہا
اسکو قتل کیجیے ایرج نے کہا کہ ای شاپور بیہوشی میں قتل کروں اسکو ہوشیار کرو شاپور نے کہا کہ آپ ہی
پر قصور پر آکریگا ایرج نے نہ مانا چھینٹا پانی کا مار دیا قنطور کی آنکھ کھلی اُٹھتے ہی سحر کرنے لگا آگ
برسادی آواز دی کہ طلسم کشا کو لینا گوشہ ہائے صحرا سے بارہ ہزار جادوگر پیدا ہوئے ایرج تلوار کھینچکر
معروف جنگ ہوئے لوح کو چمکا کر شمشیر زنی کر رہے ہیں کہ دخان بھی آ پہونچی شریک جنگ ہوئی
قضائے کار میمون تخت پر بیٹھا ہی کہ چند طائر آسمان سے گرے بشکل انسان ہوکر سامنے آئے عرض کی
کہ ای شہریار قنطور وزیر جنگل میں طلسم کشا سے لڑ رہا ہی لیکن طلسم کشا نہیں رُکتا جنگ ہو رہی ہی آپ فوج گران
لیکر پہونچیے میمون اپنے مقام سے اُٹھا حکم ہوا تین لاکھ ساحروں کا لشکر تیار ہونے لگا خود تخت پر سوار
ہوا جادوگروں کو تعلیم کیا جہانتک ہو سکے سحر نہ کرنا دخان کو تو گرفتار کروں گا تم لوگ بلوہ کرکے کسی نہج
سے طلسم کشا کو گرفتار کرنا اُسوقت آکر پہونچا کہ جنگ ہو رہی ہی نعرہ ہوا کہ منم میمون تاجدار زمین [illegible]
فوج سے آکر پہونچا دخان نے عرض کی کہ ای شہریار اب مشکل ہوئی بڑی جمعیت سے بادشاہ ظالم آیا
ایرج نے کہا کہ ای ملکہ دخان پروردگار مالک ہو شاپور نے حقہائے آتشبازی راہ جادوگران سے

ایرج برباد کیا سحر خوانی موقوف کی کشتدین رسیان زنجیرین چہار جانب سے پھینکنے لگے ایرج کی بیقراری یہی کہ کہکے اشکباری کہ ای رب بے نیاز وای خالق کارساز آفت سے ان ساحرون کے بچا بے نظم

بست ہیش ہر نظر نور حسنہ ا
جلوہ گر ہست آن جمال جان فزا
وام ودد وحش وطیور وانس وجان
ورد ما گویی د ہان خلق وا
ہر کرا از لطف ادید ہد
مثل آئینہ صفا باشد صفا
دائما خمیدہ ار گردن در سجود

مثل خور زیر و زبر جلوہ نما
ہر گدا سائل بیاب وو نقش
مستعد در بندگی صبح د مسا
عاشقان اندر محبت میکنند
بیند ادرا در خلا ؤ در ملا
خاکسار ش را نباشد در جہان
کن عبادت کن عبادت ہندیا

بر جبین خوبرویان جہان
خاک بین بار گہ ہر بادشا
ورد ثنا خوانی کشادہ ہر زبان
جان ومال خویش بر جانان فدا
سینۂ اہل صفا از ہر غبار
خواہش دولت نہ فکر کیمیا

بیقرار ہو کر ایرج نے دعا کی صحرا سے گرد اُٹھی تلیم و نیلم لشکر ایرج کا لیکر پہونچے جو ملازمان ایرج نے ایرج کو اس آفت مین دیکھا تلوارین کھینچکر جا پڑے شاپور نے گھوڑا ایرج کا پہونچایا کرہ بن اشقر کی پشت پر سوار ہوے جسطرف آئے افسر کو تاک کر مارا میمون بہ قہر و غضب تمام ایرج پر جا پڑا اُسکی ہاتھ تلوار کے مارے عرق کرکے آگ برسائی تب ایرج لوح کو چمکاتے ہوے طرف میمون کے بڑھے اُسنے ہاتھ تلوار کا پھر مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی قصد کیا کہ پلٹون ایرج نے ہاتھ تلوار کا مار دیا گھبرا کر سپر سحر کو اُٹھایا برق شمشیر گری سپر کو کاٹا خرمن حیات کو برق شمشیر نے جلا دیا مارا جانا میمون کا کرنگامہ ہوا ساحر بھاگنے لگے افسر کاران آکر شریک ہوا عرض کی غلام کو معاف فرمائیے ایرج نے سب کو مطیع کیا سب نے بخوشی اطاعت اسلام قبول کی اب ایرج قلعۂ طلسمی مین آئے مال طلسمی نکلوایا ایک اژدہا جو اس طلسم مین تھا اُسکو مارا پوست کشتی کرائی اُسکو درست کرا کے اراب پر لاد اکی سی ارابہ زر سرخ و سفید کا لاکہ جادوگر اُن کی افسر ملکہ دخان جادو فرمایا طرف طلسم ہفت پیکر کے چلو بغیر ازینکہ قاسم کو جا کر مین رہا کر دن اس زور نہ شرب ہے ایرج طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے کہ ان کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان چابک صبا رفتار کے گزارش ہوتے مین رہائی جہانگیر کی طلسم ہفت پیکر سے باقی حالات متعلقہ داستان ہذا عوض ساقی نامہ غزل تصنیف مصنف

طالب کو وصل کے یہ مطالب بھر جواب
تارِ نظر گمر ہی نقطہ کا گمر جواب
نکلے کا نام شہر خموشان ہے اس سبب
طالب ہوئے سخنے وید سے نقش نما سے گر پڑے
تیر نگہ کو دل میں جگر میں جگہ ملے
اس گل نے پڑھکے نامے کے پرزے اڑا دیے
تار نگاہ و غنچۂ گل کی نظیر کب
تو قتل سے بچا مرا خط بھی پڑھا گیا
معجز نمائیوں پہ جو آئے مرا مسیح
عہد شباب میں تھا مزا جھانک تاک کا
تقدیر کا لکھا کہ جب آیا دم اخیر
وصف رخ صبیح کے مضمون میں رقم
کرتی ہی ہمسری شب زلف دراز سے
شب بھر تو شور قلقل مینا تھا بزم میں
طول شب فراق جو میں نے بیان کیا
دہ ماہ ادرج حسن اگر امتحان لے

دیکھا تو سے سوال کا پنج سحر جواب
باریک ہے اہ ہی سبب دہن تنگ نظر جواب
دیتا نہیں لحد میں بشر کو بشر جواب
موسے کو کیا ملا یہ سر طور پر جواب
اوس سوال کا لب سوفار پر جواب
لائی یہ خط شوق کا بال تپر جواب
مشق کمر دہن ہی دہن کا کمر جواب
اس نرگس سے ملا بھی کچھ اے نامہ بر جواب
دینے لگیں سوال کا سنگ و شجر جواب
رعشہ ہو سر میں دے گیا پائے نظر جواب
لایا سوال وصل کا نہ نامہ بر جواب
اس فرد کا تو دے یہ بیاض سحر جواب
اے شام ہجر سوچ کوئی مختصر جواب
دینے لگی سحر کو صبوحی مگر جواب
فرمایا ہنس کے بات کا دے مختصر جواب
دیوان انوری کا لکھوں اے قمر جواب

چہرہ عیاران طرار و طراران خنجر گزار اس داستان دلستان کو یون تحریر کرتے ہیں عمرو افغانی کہ در سخن
فروانند و شرح این داستان چنین کردند سابق میں گزارش کر چکا ہوں کہ داراب و جہانگیر داخل
قصر عشرت میں ہر وقت معشوقان پری چہرہ حاضر خدمت چابک و فتاح کشوری ایک قصر میں قید
میں عیاروں کا سامنا ہفت پیکر کا نہیں ہوا کئی مرتبہ نگہبان سے عرض بھی کی ہفت پیکر سے
حکم ہوا کہ ان مکاروں کو پڑا رہنے دو تکلیف اٹھائیں قیدخانے میں پڑے ہی رہیں ایک دن چابک
سوچا کب تک پڑے رہو گے کچھ نکلنے کی تدبیر کریں ایک دن صبح کو جو اٹھا چیخیں مار کر رونے لگا نگہبان
نے پوچھا اسے قیدی کیوں روتا ہی چابک نے کہا کہ ابھی میں نے قدرت کو خواب میں دیکھا میں نے

قدرت کو سجدہ کیا ہے مجھے قتل کر ڈالو زبان میری کاٹو کہ اس زبان سے قدرت پر لعنت کی لیکن اب مین
آگاہ ہوا کہ وہی پیدا کرنے والا ہی آپ نے سب کو شرف عطا کیا نگہبانون نے افسر سے عرض کی افسر نے
کہا کہ اسکو قید سے رہا کر دو پاس اسکے آقا کے بھجوا دو قید چابک کی کاٹی در قصر عشرت پر جو چابک گیا
دیکھا فوجین لشکر ہجور و قاسم کی در قصر عشرت پر اُتری ہین اندر آیا جہانگیر کو بڑے عیش و عشرت مین دیکھا
بیٹھے ہین پہلو مین معشوقہ پریچہرہ ناچ گانا ہو رہا ہی چابک کو دیکھکر جہانگیر خوش ہو گئے فرمایا ای
پیارے تم ابیر پیش دلشاد خاک تھا چابک نے محبت مین ہفت پیکر کی جہانگیر کو مبہوت دیکھا اُنھین
ہفت پیکر کا نام زبان پر چابک خاموش ہی مگر موافق مزاج جہانگیر باتین کرتا ہی ایک دن عرض کی
کہ ای شہریار برائے شکار چلیے جہانگیر نے طرف مخل جی کے دیکھا آواز دی کہ یا خداوند اگر حکم ہو برائے
شکار جائین مخل سے پتہ گرا اُسپر مرقوم تھا کہ برائے شکار جاؤ جہانگیر نے ملازمون کو حکم دیا چلیے قراول
حاضر ہوے چابک جہانگیر کو لیکر واسطے شکار کے چلا معشوقہ کو بھی ساتھ لیا بارگاہ زربفتی ساتھ ہی
صحرا مین آنے شکار کھیلنے لگے دن کو شکار کھیلتے ہین رات کو آکر معشوقہ سے صحبت ہوتی ہی ہنگامہ عیش و
نشاط گرم ہوتا ہی دو دن شکار مین گذرے تیسرے دن چابک شب کو اسی فکر مین نکلا کہ کوئی تدبیر ایسی ہو
کہ آقا اس بلا سے نجات پائین پھرتا پھرتا شب ماہ ہی صحرا مین ایک باغ دیکھا اندر سے گانے کی آواز آئی
چابک عیار دیوار پر چڑھ کے باغ مین اُتر دیکھا صحن باغ مین چبوترے پر ایک نازنین بیٹھی ہی ناچ گانا ہو رہا
ہی دو تصویرین سامنے رکھی ہین اُنپر ہاتھ پھیرتی ہی کبھی ماش کے دانے مار دیتی ہی چابک یہ معاملہ دیکھ
رہا گانے والی برائے رفع حاجت آئی چابک نے اُس کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا ایسا گایا
کہ مالک سب کی افسر منتظم جادو بیقرار ہو گئی چابک کو بہت کچھ دیا کہا بُوا آج تو ایسا گاتی ہو کہ بیقرار
کر دیا خوانندہ دل غم عیش سے بھر دیا دلون باتین حاصل ہوئین فرحت تازہ و سرور بے اندازہ چابک
نے کہا اب دن کو گاؤنگی منتظم نے کہا ہمکو فرصت بہت کم ہی جہانگیر جو قصر عشرت مین ہی
اُسکا انتظام میرے سپرد ہی چابک خاموش ہوا کہا کہ ای ملکہ عالم مین ساقی گری خوب کرتی ہون
تبھی نچانے کی مجکو دیجیے منتظم نے کنجی چابک کو دی چابک نے میخانے مین آکر شراب تقسیم کرنا شروع
کی پانچ سات گلابیان نہایت لعف سے محفل مین لایا جسقدر منگا کر بہی زنانے کپڑے پہنکر خوب ناچا خوب گایا
جام لبریز کر کے سر پر رکھا توڑے لیتا ہو سامنے منتظم کے آیا سر جھکا کر کہا کہ ایسی شاہزادیون کو

۱۱

سر سے شراب پلانا چاہیے یہ کہکے جھکا منتظم نے جام لیا بخوف پی گئی چابک نے دورہ بادۂ جادو گھڑی مین
سب کو شراب پلائی منتظم گھبراکر اپنے مقام سے اُٹھی گر کر بیہوش ہوئی ساتھ والیاں بھی اُٹھ اُٹھ کر گرین سب
بر لب فرش فرش ہوئین چابک نے خنجر کھینچا یہان بارگاہ جہانگیر مین وہ وقت ہی کہ معشوقہ سے اختلاط ظاہری کر رہے
ہین کہ چابک نے خنجر مارا منتظم کا سر کٹا سر کٹتے ہی ایک شعلہ بھڑک کر گرا تمام کنیزین جلنے لگین باغ مین
آگ لگ گئی چابک منتظم کو مار کر بھاگا یہان وہ وقت ہو کہ جہانگیر نے اُس معشوقہ کے گلے مین ہاتھ ڈالکر
بوسہ لیا اُس نازنین نے ایک چیخ ماری اور گر کر بیہوش ہوئی جہانگیر بھی بیہوش ہو گئے سب لشکر والے غافل
پڑے ہین کہ چابک آکر پہونچا دیکھا سب بیہوش پڑے ہین بارگاہ مین آیا دیکھا پہلو مین جہانگیر کے ایک
سیاہ روز نگن پڑی سو رہی ہی جہانگیر بھی بیہوش ہین چابک نے پہلے جہانگیر پر گلاب کیوڑہ بید مشک
چھڑکا جہانگیر نے آنکھ کھولی دیکھے ہین تصویر ہفت پیکر تیلے بازو پر بندھے ہین جہانگیر نے کہا کہ ای
چابک یہ ہفت پیکر کون شخص ہی تیلے کسنے تمہارے میرے بازو پر باندھے چابک نے رو رو کر
سب کیفیت بیان کی کہا آپ کے غلام نے جاکر منتظم کو مارا اب حضور اپنے ہوش مین آئے دیکھیے معشوقہ
آپکی سو رہی ہی یہ وہم مگر جبلئے پھیلایا تھا جہانگیر نے کہا کہ ای چابک پروردگار ہر جگہ مالک ہی
نہین معلوم قاسم نوجوان کس کے سحر مین مبتلا ہین اب چل کر انکی تدبیر کرین صبح کو پشت مرکب پر سوار ہوئے
چابک نے رکاب پیادہ رکھا پانچ سو جوان ہمراہ تھے انکو ساتھ لیکر اُس صحرا سے نکلے کوہ یاقوت پر
صبح کو ہفت پیکر کا جلوس تھا یاقوت تاجدار سامنے حاضر ہی کہ تصویر سے آواز آئی کہ ای بندگان
من عیار مکار نے بڑی بے ادبی کی کہ منتظم جادو کو مارا جہانگیر کو لیکر نکل گیا کوئی ایسا سردار ہی کہ
مشکین باندھکر جہانگیر کو لائے بڑے بڑے جادوگر بڑے بڑے پہلوان جمع ہین ہر ایک نے قصد کرکے عرض کی کہ اگر
حکم خداوند ہو فوراً مشکین باندھکر لائین سرکش فیل سوار عجیر ساحر ہو چالیس ہزار فوج کی جمعیت
سے تلاش جہانگیر مین چلا جہانگیر اُس جنگل سے نکلے کئی صحرا طے کر چکے ہین کہ ایک گاؤن سامنے معلوم
ہوا چند مکان خام اور پختہ اور چھپر ہزارون بنے ہوئے اندر سے گاؤن کی گر داڑھی دیکھا ایک
جوان قوی تن قوی من ایک ٹٹوے پر سوار تیغہ چوڑا کمر سے لگا ہوا ڈھال سیاہ درون کی پشت
پر تیر کسا ہوا بائین ہاتھ پر لگائے ہوئے پشت پر بارہ ہزار ملازم دھوتیان باندھے ہوئے مرزائی
پہنے ہوئے اور راج کے ملنے لگون مین ایک دانہ اور راج کا اور ایک سونے کا اس طرز سے مرزائی پر

اسکو بیٹا ہی مجھو ار زمیندار جہانگیر کا آگر سدّ راہ ہوا پکار کر آواز دی کہ ہمارے ڈانڈے سے لشکر نہ لیجاؤ جہانگیر اسی مقام پر اُتر پڑے زمیندار نے بھی خیمہ استادہ کرایا مقابلے مین جہانگیر کے اُترا دن سے طبل جنگی بجوا دیا جہانگیر بے سامان ہین ایک نقارہ لشکر مین تھا وہی بجایا رات بھر تیاری ہوئی صبح کو میدان مین آئے زمیندار نے آکر ٹٹو کو بڑھایا پکار کر آواز دی کہ وہ جوان کہان ہی جہانگیر جسکا نام ہی جہانگیر نے مرکب نکالا آکر تگاورزن ہوئے قریب تھا کہ زمیندار ٹٹوے سے گر پڑے اپنے کو سنبھالا جہانگیر پر نیزہ مارا جہانگیر نے تیسری چلن مین نیزہ نکالدیا زمیندار نے تلوار کا ہاتھ مارا جہانگیر نے روک کر ہاتھ مارا کہ زمیندار کے دو ٹکڑے ہوئے فرد افرد اجوان جہانگیر کے مقابلے مین آئے چودہ افسر جہانگیر کے ہاتھ سے مارے گئے گنوار دن کا پرا بندا ہی جہانگیر للکار رہے ہین کوئی مقابلے مین نہین آتا بعض آواز دیتے ہین کہ گسیان اب آپ جائیے آپکو کون روکتا ہی جہانگیر کہتے ہین تمسکو مسلمان کرکے جائینگے گنوار ہاتھ جوڑ رہے ہین کہ آپ کو روکا تھا اب نہین روکتے جائیے گاؤن سے بیچ سے چلے جائیے کھیت بھی پامال ہونگے تو ہم بھی کچھ نہ کہین گے جہانگیر مبارزطلبی کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اٹھی سرکش فیل سوار تیّ چالیس ہزار فوج کے آکر پہونچا جہانگیر کو جو دیکھا آواز دی کہ او جوان تو نے غضب کیا کہ خداوند کو چھوڑ یہان بھاگ کر آیا اب تجھے گرفتار کرکے لیجاؤنگا گنوارون سے پوچھا گنوارون نے دہائی دی کہ چودہ افسر ہمارے مارے گئے ای پہلوان قدرت ہمکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاے سرکش نے کہا کہ ای جہانگیر اب جاکر اُترو ہم طبل جنگی بجوائین گے اگر صبح کو تم نے ہمسے اسلام کی خدمت خداوند مین باآبرو تمکو لے چلین گے اب یہی سرکشی باعث خرابی ہی اگر خلاف کیا دونون لیجائین گے کہ جیسے گنہگار کو لیجاتے ہین یہ کہ کے پلٹا گنوارون کو بھی ساتھ لے گیا قریب لے کو پشت پر لیکے اُترا جہانگیر اپنے مقام پر آکر فروکش ہوئے سرکش نے طبل جنگی بجوایا جہانگیر نے حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا لشکر دون مین تیاریان ہونے لگین لیکن سرکش تنہائی مین بیٹھکر بلک بلک کر دعائین مانگنے لگا کہ یا خداوند ہفت پیکر یہ جوان نہایت زبردست ہی چودہ افسر گنوارون کے جسکے ہاتھ سے قتل ہوے ہین ایسے ظالم سے کیونکر بچونگا یا خداوند مدد کیجیے پہلو سے خیمے سے آواز آئی کہ غلام حاضر ہی جو ارشاد ہو بجالاؤن یہ کہکے عیار اسکا صرصر باد پیما سامنے آیا عرض کی کہ غلام نے ابھی خواب مین خداوند کو دیکھا حکم ہوا کہ تیرا آقا دعا مانگ رہا ہی جا کر اسکی شراکت کر بندہ مغضوب کی

پکڑا سرکش خوش ہوگیا کہا کہ ای صرصر اپنے کو جلد پہونچا گرفتار کیے لا صرصر باد پیما صورت بدل کر باہر
نکلا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر لشکر جہانگیر مین آیا چابک اپنے مقام پر پڑا سو رہا ہی صرصر نے نقب لگائی
پہر رات رہے مہرۂ نقب توڑا جہانگیر کو دیکھا سوتے ہے مین قریب آیا بکھنچے مین بیہوشی رکھکر بیہوش کیا پشتارہ
باندھا اُسی نقب سے لے نکلا بھاگا بھاگ جاتا ہی چابک پڑا سو رہا تھا عالم خواب مین صاحبقران کو
دیکھا فرماتے ہین کہ کیون چابک یہ غفلت تیرے آقا کو عیار لیے جاتا ہی چابک گھبرا کر اُٹھا دوڑا ہوا
در بارگاہ پر آیا نگہبانون سے پوچھا خیر و عافیت تو ہی نگہبانون نے کہا کہ اب تک تو خیریت ہی چابک
اندر آیا پلنگ خالی پایا نقب دیکھکر بدحواس ہوا فوراً نقب مین کود پڑا نقب ملی گرے کے نقش پا دیکھتا ہوا
صحرا مین پہونچا دیکھا کہ عیار ایک مقام پر ٹھہرا ہی پشتارہ زمین پر رکھدیا ہی چابک دوڑا آواز دی
کہ او مکار و غدار تجکو کیا جانے دونگا منم چابک صبا رفتار یہ کہکے نیمچہ مارا دونون مین نیمچہ چلنے لگا
سناٹا جنگل کا چابک نے تنگ کر دیا ہی ناظرین کو یاد ہوگا کہ طلسم ہوشربا مین عمرو کو یہی جواب دیتا
تھا اس کن سے لڑ رہا ہی کہ صرصر کو حیران کر دیا ہی اتنی دیر تلوار چلی کہ سپیدۂ سحری نمودار ہوا
صرصر نے دیکھا کہ اب یہ مجکو گرفتار کر لے گا اندھیرے مین بچ رہا تھا اب روشنی مین جان بچنا دشوار
ہی بیقرار ہو کر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر غلام کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے جیسے ہی
صرصر باد پیما نے یہ کہا ایک پنجہ آسمان سے گرا چابک کو اُٹھا لے گیا صرصر باد پیما نے
پشتارہ اُٹھا لیا لیکر بھاگا تعریف ہفت پیکر کرتا ہوا لیکن چابک کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک
ساحرہ بیٹھی ہی لیکائی نیمچہ کھینچے کو رہی ہی کہ او ظالم تو نے عیار پہلوان قدرت کو ردکا ذرا خوف نہ کیا
ابھی تجکو قتل کرتی ہون چابک نے ہاتھ باندھکر کہا کہ ای ملکۂ عالم مین تو ہمیشہ سے اس فکر مین تھا کہ کوئی
ساحرہ جلیل مجکو ملے خدمت مین خداوند ہفت پیکر کی لیجائے مین بھی سے قدرت کو سجدہ کر چکا لیکن
جمال دیکھ لون تو اعتقاد مضبوط ہو کلنگ جادو نے کہا کہ او عیار میرے ساتھ مکر کی باتین نکر چابک
نے کہا کہ ملکۂ عالم جو دل مین ہی عرض کرتا ہون میرے پاس کچھ مال ہی وہ اپنی حفاظت مین رکھیے جابجا
اکثر ساحرون کو مارا اُنکا مال لوٹا نہ حاضر ہی بطور حفاظت اسکو اپنے پاس رکھیے جب عنایت
خداوند میرے حال پر ہو اور مین بندگان خاص مین منسوب کیا جاؤن اُس وقت آپ سے
لے لون گا کلنگ نے کہا کہ کیا شی ہی کہا حضور سب کچھ ہی جو آپ کہین وہی دون ایک ڈبہ

میرے پاس ہی تاج افراسیاب کا انھین جواہر جیب مین نے دکھایا تھا جنون سے یہ کہا کہ اسکی قیمت کوئی
بڑا مہاجن لگائیگا کلنگ نے کہا کہ مین تو دیکھون چابک نے توڑے سے نکال کر ایک ڈبہ پیش کیا
کلنگ نے دیکھا کہ ایک چاندی کا ڈبہ کیسا خوبصورت بنا ہی کہ سبحان اللہ کلنگ بیقرار ہو گئی کہا کہ
میان چابک اسے کھول کر دیکھون چابک نے کہا حضور اسے دیکھیے نہین آپ تو میرے مال کی فقط
نگہبان ہین میرا دل بیتاب ہوتا ہی آپ کھولنے کا نام لیتی ہین مین بیقرار ہون باغ سیب مین جا کر عیاری کی
افراسیاب ایسے ہوشیار کو بیہوش کیا تب یہ چیزین دستیاب ہوئین آپ انھین دیکھنے کو کہتی ہین خیر
دیکھ لیجیے جیسے ہی کلنگ نے ڈبہ کھولا دھوان نکلا کلنگ بیہوش ہوئی چابک نے خنجر مارا سارا
اندھیرا ہو گیا چابک کود کر بھاگا آوازین پشت پر سے آئی ہین کہ او ظالم غضب کیا کہ ایسی ساحرہ
کو مارا قدرت تجھ سے بدلہ لین گے جب کئی کوس نکل آیا تو آواز آئی کشتی مرا نام من کلنگ جادو
بود پھر آوازین آنا موقوف ہوئین چابک صورت بدلکر بھاگا ہوا لشکر سرکش مین آیا دیکھا فوج مین
بھا بھاو کر ہو رہا ہی کہ پسر حمزہ کو گرفتار کر منگایا اب پہلوان صاحب قتل کرین گے چلو چلکر پسر حمزہ کو دیکھ
تو لین کوئی کلمات حسرت کہہ رہا ہی کہ بھائیو مسلمان بلا کے ہین طلسم نور افشان کو فتح کیا افراسیاب
ایسے ساحر کو مارا اب طلسم ہفت پیکر پر سب کی لشکر کشی ہو دیکھین کیا ہوتا ہی چابک سنتا ہوا بارگاہ
مین آیا دیکھا سرکش تخت پر بیٹھا ہی جہانگیر سامنے مسلسل و مطوق بیٹھے فرما رہے ہین کہ او مکار عیار کے
بھروسے پر دعوی پہلوانی انشاء اللہ کھل جائیگا سرکش کہتا ہی کہ او پسر حمزہ دم بھر مہلت نہ دونگا
سر کاٹ کر تیرا خدمت مین خداوند کی روانہ کرونگا مین تم پر چڑھ کر گیا اس ملک کو ویران کیا میرے
ہاتھ سے کبھی حریف نہین بچا ارے جلاد کو بلاؤ چابک ڈھاٹا باندھے ہوئے شلنگین لگاتا ہوا خنجر کھینچے
ہوئے سامنے آیا کہا کہ ای شہنشاہ پہلوانان مین مسلمانون کے نام کا دشمن ہون جسکو اشارہ کیجیے اسے
قتل کرون سرکش نے کہا کہ اس مسلمان کا سر کاٹ لے چابک جھپٹ کر قریب جہانگیر کے آیا اشارہ
کیا کہ آقا غلام آپ کا حاضر ہی ذرا سنبھل کر بیٹھیے غلام ہتھکڑی کاٹتا ہی جہانگیر یون ہی زنجیر ہلا رہا تھا تو
تیور پہ بل پڑ گئے سنبھل کر بیٹھے سرکش نے حکم دیا چابک نے خنجر مارا ہتھکڑی کی ٹل خانہ زور مین آکر قید کو
توڑ کر پھینک دیا چابک پہلوان کو اٹھا کر بھاگا الغرض لشکر کے لڑنے لگے پانچ سو سواران کے گوش بر آواز
تھے اپنے آقا کے نعرے کی آواز سنتے ہی جابڑ سے چابک نے چند حقے آتشبازی کے مارے جہانگیر

لڑتے ہوے باہر نکلے ایک سوار کو مار کر گھوڑا الیا سرکش گینڈے کو اڑا کر باہر نکلا جہانگیر کو لڑتے دیکھکر جا پڑا
کئی ہاتھ تلوار کے مارے جہانگیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈال کر
اُٹھا لیا سرکش نے کہا کہ ای شہریار الامان فرمایا امان بشرط ایمان سرکش نے کہا کہ غلام مسلمان ہوتا ہی
جہانگیر نے ہاتھ سے رکھدیا سرکش قدموں سے لپٹ گیا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا پکار کر آواز دی کہ خبردار
کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے افسران فوج آکر حاضر خدمت ہوے خیمے بارگاہیں موجود تھیں بارگاہ استادہ ہوئی
جہانگیر سرکش کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئے صحبت آراستہ ہوئی کہا ای برادر شاہزادہ خاور سیاہ
ہماری فوج کا افسر بلا میں مبتلا ہی ہفت پیکر پرست ہو گیا ہی میں چاہتا ہوں کہ اپنے کو تا طلسم
ہفت پیکر پہونچاؤں قاسم کو چھڑاؤں سرکش نے عرض کی کہ غلام آپکو لے چلیگا مگر ای شہریار
کیا تدبیر ہوگی یہ مقامات عجائب و غرائب سے مملو ہیں سحر کا اُسکے زور بندھا ہوا ہی جو کہتا ہی وہی ہوتا ہی
کیونکر کہوں کہ آپ چلیے جہانگیر نے کہا کہ ای برادر جب تلوار کھینچی کوئی شعبدۂ سحر سامنے نہیں آتا جب
میں نور افشان میں پہونچا دل بیضۂ بلاکش ملا پھر لوح بھی لی گل حیات کوکب پر قبضہ کیا میاں
کوکب کی جان پر بنی تھی صاحبقران آگئے مجکو زیر کیا میں نے سب تحفہ جات کوکب کے
سپرد کیے یہاں بھی سبب پیدا ہوگا قاسم کی رہائی ہم دست چھپوں کے ہاتھ سے ہو دست راستی کا ہمیں دخل
نہ ہوا اور سب جوان چلے ہیں کشتی گیر و کشتی گیر زادہ بلکہ خبر پائی ہی کہ نور الدہر نے کوئی طلسم فتح کیا
لیکن ہمارا شیر دلیر بھی برابر پہونچا دو سر الطلسم ایرج نے فتح کیا افسوس ہی کہ یہ لوگ پہونچے اور ہم
نہ پہونچیں سرکش نے عرض کی کہ حضور وہاں بڑی مشکلیں ہیں میں کیونکر عرض کروں کہ تا بکوہ ہفت پیکر
پہونچیں اور جو شخص اُسکے عجائب و غرائب میں مبتلا ہوا اُسکو آپ رہا کریں نہایت ہی دشوار ہی جہانگیر
فرماتے ہیں کہ ای برادر تم چل کر دیکھنا کیسی تلوار چلتی ہی الامان الامان کی صدا بلند ہوگی سرکش نے
عرض کی کہ غلام دامن دولت نہ چھوڑے گا حضور کے ساتھ چلیگا کہا کہ لشکر تیار کرو سرکش نے نکل کر
قرنا کرائی لشکر تیار ہونے لگا چابک قریب جہانگیر کھڑا ہی چپکے چپکے کچھ عرض کر رہا ہی کہ لشکر میں ہلچل مچا
باعث یہ ہی کہ کوہ الماس پر تصویر ہفت پیکر اپنے بندوں سے باتیں کر رہی ہی کہ الماس تاجدار
نے عرض کی یا خداوند سرکش فیل سوار جو پہلوان گیا تھا اُسکا کچھ حال نہ معلوم ہوا تصویر نے جماہی
لی آواز دی کہ ارے سرکش پہ کیا گذری ایک طائر پہلو سے کوہ سے پیدا ہوا آواز دی کہ یا خداوند

سرکش مسلمان ہو گیا اُس مغضوب کا ساتھ دیا تصویر جلنے آواز دی کہ ای طائر قدرت گنہگار کو لینا وہ طائر غائب ہوا وہان لشکر جہانگیر نے دیکھا کہ ایک جوان سیاہ رو پکارتا ہوا کہ ارے گنہگار کہان ہو یہ راہ مین جسنے روکا کسی کو طمانچہ مارا کہ اُسکا سر اُڑ گیا کسی کو لات ماردی وہ پامال ہوا اس طرح لشکر والون کو مارتا ہوا جہانگیر کا نام زبان پر چلا آتا ہی ہرکارون نے بڑھکر خبر دی ایک زنگی لشکر کو پامال کرتا ہوا آتا ہی جہانگیر تلوار کھینچکر اُٹھے چابک ایک جانب بھاگا گوشے سے آکر دیکھنے لگا جہانگیر تلوار کھینچے ہوے سامنے اُس زنگی کے پہونچے زنگی نے للکارا کہ منم شہباز رازدار میرے سامنے یہ بے ادبی جہانگیر نے چاہا کہ ہاتھ تلوار کا مارون اُسنے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا آواز دی کہ او سرکش تجکو خوف نہ آیا قدرت کو برا کہا تلوار کھینچکر سرکش بھی جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا ایک ہاتھ پر جہانگیر چڑھا ہوا ہی دوسرے ہاتھ سے تلوار سرکش کی بھی چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے سرکش کو بھی اُٹھا لیا دونون کو لیکر لشکر والون کو آواز دی کہ تم یہین پڑے رہو آب و دانہ تم سب پر بند جو حکم خداوند ہوگا ویسا کیا جائیگا یہ کہہ کے اشارہ کیا منھ سے دھوان چھوٹا یہ معلوم ہوتا تھا کہ درہ کوہ کھل گیا دھوان نکل رہا ہی اسقدر دھوان منھ سے نکلا کہ سارے لشکر کو دھوئین نے گھیر لیا دھوئین مین اہل فوج مبتلا ہوے جہانگیر و سرکش کو لیکر طرف آسمان کے چلا کوہ الماس پر پہونچا تصویر سے عرض کی کہ یا خداوند یہ گنہگار حاضر ہین بقہر و غضب تمام آواز آئی کہ ان دونون کو قصر مشقت مین لیجاؤ ذرا اپنے جلال زار کو دیکھین یہ جو تصویر نے آواز دی جہانگیر اور سرکش کے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا آنکھین بند ہونے لگین بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک قصر تنگ و تاریک ہی جہانگیر نے اپنے کو قریب سرکش فیل سوار پایا زنجیرین ہلانے لگے اندھیرے مین سر ٹکراتے ہین کسی مددگار کو نہین پاتے چند دن بھر اسی آفت مین گذرا شام جو ہوئی دروازہ کھلا وہی زنگی سیاہ رو تیرہ درون دو روٹیان اور ایک آبخورہ پانی کا لیکر آیا جہانگیر نے پھینک دیا کہا یہ بیجا کر ہفت پیکر کے سر پر مار ا صاحبقران کے بیٹے کیواسطے یہ کھانا کیا رئیس زادے قید نہین ہوتے اُس زنگی نے کہا کہ او جوان قیدی کو یہی کھانا ملتا ہی اول تمکو قدرت نے قصر عشرت مین داخل کیا اُسکا انجام یہ ہوا کہ تم قصر عشرت سے نکل گئے اب چند روز تمکو اسی مصیبت مین رہنا پڑیگا جب تک کہ قدرت کا حکم نہ ہو تب تک یہانسے رہائی نہ پاؤگے یہ کہکے زنگی چلا گیا جہانگیر نے کھانا نہ کھایا سرکش نے کھایا کہا کہ ای شہریار پیاسے

بس مین ہین کیا اختیار جہانگیر نے کہا کہ ہم نہ کھائین گے دوسرے دن پھر زنگی آیا جہانگیر کا عجب حال دیکھا
ہرچند زنگی نے بھی کہا کہ ای شخص کھانا کھالے کیون جان دیتا ہی بیان کوئی پوچھنے والا نہین ہی اور ای گنہگار
اب تجھ سے بات نہین کیجاتی ہو جہانگیر نے کہا کہ رزاق مطلق مجکو رزق پہونچانے گا زنگی چلا گیا مگر پھرتا
ہوا جاتا ہی کہ اسنے دیکھا ایک لڑکا نہایت حسین و کمسن بیٹھا ہوا نخل کے نیچے رو رہا ہی زنگی نے کہا ای لڑکے
تو کون ہی کیون روتا ہی لڑکے نے کہا کہ باپ میرا شکار کو آیا ایک شیر نے اسکو کھالیا مین تین دن
سے اس جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون زنگی کو اس لڑکے کے حال پر رحم آیا کہا کہ میرے ساتھ چل مین ایسے
مقام پر تجھے پہونچا دون کہ نہایت چین سے رہیگا لڑکا اُٹھ کھڑا ہوا زنگی لڑکے کو لیکر چلا جنگل مین ایک
قصر تھا اسمین لایا کنیزین وہان پھر رہی تھین اُنھون نے پوچھا ارے سیاہ صحرائی یہ لڑکا کون ہی
زنگی نے کہا کہ اسکے باپ کو ایک شیر کھا گیا تھا یہ بھوکا پیاسا جنگل مین پڑا تھا مین اسکو لے آیا ہون صدقے
مین ملکۂ عالم کی رہیگا کھانا ملا کرے گا تم سب کا کام کرے گا ملکہ کہان تشریف رکھتی ہین کنیزون نے کہا
کہ ملکہ ماہ رخسار بارہ دری مین تشریف رکھتی ہین ابھی سو کے اُٹھی ہین زنگی لڑکے کو لیے ہوے بارہ دری
مین آیا ایک نازنین آفتاب عالمتاب نہایت حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہی سیاہ صحرائی نے سلام کیا لڑکے کو دیکھکر
ملکہ نے پوچھا کہ ارے یہ لڑکا کسکا ہی سیاہ نے کہا کہ حضور اس طرح اسکا باپ مارا گیا یہ بھوکا پیاسا مارا
مارا پھرتا تھا ملکہ نے لڑکے سے اشارہ کیا لڑکا بیٹھ گیا سیاہ صحرائی نے عرض کی کہ حضور ایک ہفتہ کو
گذرا ہی آپ نے جو حکم دیا تھا مین جاکر دو افسرون کو پکڑ لایا ایک شخص اُنمین ایسا حسین و جمیل و شکیل ہی کہ جی
چاہتا ہی اسکی صورت دیکھا کرین آج تیسرا دن ہی کہ اُسنے کھانا نہین کھایا جب سمجھاؤ تو کہتا ہی کہ ہمارا
رزاق مطلق پہونچائیگا آج تو بیہوش پڑا تھا ماہ رخسار نے کہا کہ ارے وہ بڑا رئیس زادہ ہی مین نے
سُنا ہی کہ حمزہ عرب کا بیٹا ہی بلا مین پھنس گیا ہی ہم آج کھانا بھیجین گے قدرت کا تو یہ حکم ہی کہ تڑپا تڑپا
کے مار ڈالو قدرت نے تو اسکو عیش و نشاط دیے قصر عشرت سے یہ نکل گیا قدرت کی پرورش
کا کچھ خیال نہ کیا یہ سُنکر سیاہ صحرائی تو چلا گیا لڑکا کام خدمت مین مصروف رہا جب دن قلیل باقی رہا تو ملکہ
کو بلا کر حکم دیا کہ ارے نرگس ہمارے خاصے سے کھانا لیکر قید خانے مین جا قید خانے مین دو آدمی ہین جسنے
تین دن سے کھانا نہین کھایا اُسکو کھانا کھلا آ نرگس کھانا لیکر چلی اُسی قید خانے مین آئی جہان بیتاب جہانگیر
بر جو نگاہ پڑی بیقرار ہوگئی جہانگیر سر بسر زنجیر پر خم کیے اپنے خدا کو یاد کر رہے تھے کہ نرگس نے

قریب آکر کہا کہ میان اُٹھو کھانا کھاؤ ملکہ ماہ رخسار کو دعا دو اُنکے تصدق سے یہ کھانا ملتا ہی جہانگیر نے
بقہر و غضب اُسکی جانب دیکھکر کہا کہ او شخص کچھ دیوانی ہوئی ہی صدقہ تو جا کر کسی محتاج فقیر کو کھلا اُنکو کیون
ہمارے حال پر رحم آیا جو جبر چاہین کرین ہم کبھی ایسا کھانا نہ کھاوینگے نرگس مٹک کر اُٹھی کہتی ہوئی کہ میان
بچہ دیوانے ہوے ہو نہ کھاؤگے نہ کھاؤ قیدی کے واسطے خاطر کیا ملکہ کو خیال آگیا کہ اپنے خاصے سے یہ
کھانا بھجا تم نخرے کرتے ہو جہانگیر نے جھڑک دیا نرگس بڑبڑاتی ہوئی چلی گئی یہان دسترخوان بچھا ہو ملکہ
لڑکے سے باتین کر رہی ہین ایسی لڑکے نے میٹھی میٹھی باتین کین کہ ماہ رخسار نہایت محبت سے باتین کر رہی
ہی کہ نرگس بکتی ہوئی آکر پہونچی ملکہ نے پوچھا کہ ارے نرگس کیا ہوا نرگس نے کہا کہ واری وہ جوان تو
بڑا سخت مزاج ہو بھوک سے آنکھون مین دم ہی اُسپر تڑاسے ہین مین نے جو کہا کہ ملکہ کی ترقی حسن و جمال
کی دعا کرو اُنکا صدقہ قیدخانے مین کھانا ملتا ہی یہ سُنکے وہ بہت جھلایا واری مین سچ کہون مجھے اُسکا تڑانا بہت
ناگوار ہوا مین کھانا لیکر چلی آئی ملکہ نے کھانے سے ہاتھ کھینچا کہا او نرگس تیری آنکھین پھوٹین ایسے جلیل سے
یہ سخت کلامی کیون وہ کھانا نہ کھاتا ہم خود کھانا لیکر جاوینگے یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا کہ روشنی تیار کرو
کنیزون نے لالٹینین الماس نگار و یاقوت نگار ہاتھ مین لین ملکہ کے ساتھ ہوئین ملکہ خراماں خراماں
چلین یہان جہانگیر کو آج چوتھا دن ہو دل بیقرار ہو بھوک سے شکم و پشت ملا ہوا سر بزانوے غم کیے بیٹھے
ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کہ دروازہ کھلا جہانگیر سنبھل کر بیٹھے کہ روشنی نمودار ہوئی چند کنیزون
نے آکر لالٹینین رکھین بعد تھوڑے عرصے کے ایک ماہ تابان و مہر درخشان نہایت حسین و جمیل دریائے
جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن خراماں خراماں قیدخانے مین آئی مسکرا کر کہا کہ نرگس وہ میانجی ان
قیدی کہان ہین نرگس نے جہانگیر کی طرف اشارہ کیا اب جو نگاہ ملکہ ماہ رخسار کی جمال بے مثال
جہانگیر پر پڑی عجب جوان حسین کو دیکھا آنکھون مین جلتے یہ آنکھین نرگس شہلا ہین یا نرگس بیمار ہین
یا آہوان ختا و ختن کھینچے ہوے تلوار ہین ابروے خمدار کمان کیانی تیر مژگان برائے شکار طائر دل
لیس ہین گردن صراحی دار چوڑا سینہ چھپتا ہوا کرتہ زیب جسم دیکھتے ہی ماہ رخسار کا یہ حال ہوا کہ پیشانی
پر پسینہ آیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑگیا جہانگیر کی بھی جو نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک معشوقہ خوبرو خوش خو
عنبرین مو نشان شب فراق گیسو بقول شاعر شیرین کلام

نظم

ہمیشہ مستعد کار زار ہین پلکین ۔۔ کبھی چھری کبھی تیری کٹار ہین پلکین

سیہ گھٹا ہیں برستی ہیں جیسے بارش میں
فراق یار میں یوں اشکبار ہیں پلکیں

بسان گذری جو آنکھوں میں رات وعدے کی
گواہ طول شب انتظار ہیں پلکیں

وہ آنکھ جس سے چھڑی نہ ست پچھڑتیں یہ بھی
شریک گردش لیل و نہار ہیں پلکیں

کھڑی ہیں سینوں کو تانے ہوئے صف عشاق
سنبھالیں نیزے اگر نیزہ دار ہیں پلکیں

پکار دشت مژہ لیجائے گی کہیں پس مرگ
کہ اپنے کام میں زیر مزار ہیں پلکیں

جگر کی پھانس ہو مژگان یار کی الفت
جو دلمیں چبھ کے نکلیں وہ خار ہیں پلکیں

غضب ہے شوخ نگاہی تمہاری آنکھوں کی
کہ جسکو دیکھ کے خود بے قرار ہیں پلکیں

جھپک گئی تھیں شب ہجر میں کہیں جو دل
ہماری آنکھ سے کیا شرمسار ہیں پلکیں

نہ لگ سکے چلے بہت آہوئے چشم یار سے دل
کہ تیر افگن و ضیغم شکار ہیں پلکیں

رُلا رہی ہیں لہو یاد حق جو آنکھوں کو
جگر کے ٹکڑے ہیں منصور دار ہیں پلکیں

جلال شاہ زمین کیا کچھ نہیں ہیں کہ یقین
زبان چشم سخنگوئے یار ہیں پلکیں

عجب جبین در جبین کو دیکھا کہ جہانگیر کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا قلب ٹھہر گیا سر جھکا لیا ملکہ اپنے کو سنبھالنے لگین بعد عرصہ دراز کہا کہ کیون صاحب کھانا کیون نہین کھایا جہانگیر نے کہا کہ طبیعت بے لطف تھی آپ کی کنیز ہمکو صدقے کھلاتی تھی ہمنے نہ کھایا ملکہ نے آنکھ سے اشارہ کیا قید جہانگیر کی کٹ کر گری اُسکو اُٹھین کنیزون سے اشارہ کیا کہ انکو باغ مین لاؤ یہ مقام ہمارے بیٹھنے کا نہین ہی جہانگیر نے دامن پکڑ لیا کہا کہ ای ملکۂ عالم اگر ہمکو رہا کیا تو ہمارے رفیق کو بھی رہا کرو ملکہ نے مسکرا کر اشارہ کیا سرکش کے بھی جسم سے قید گری سرکش بھی اُٹھکر ساتھ ہوا ملکہ آگے آگے جہانگیر اور سرکش کو لیکر چلین شدت سے بھوک کی جہانگیر سے چلا نہین جاتا کبھی لڑکھڑاتے ہوئے چلتے ہین کبھی سرکش کا ہاتھ تھام لیا آکر باغ مین پہونچے دیکھا کہ باغ پُر بہار جنت نظیر شب کا وقت چاندنی کی بہار نسیم چلتی ہی بھینی بھینی بو پھولون کی آتی ہو روشین پٹریان آراستہ ایک جانب بوستان چمن کا نکھار نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن کی زبان درازی عشق پیچان نے دام پھیلایا ہی طائران باغ کو پھنسایا ہی کبک خوش رفتار قہقہہ زن بار اثمار سے سر بسجود شاخہاے نخل چمن پھولون کے جا بجا انبار باغ پُر بہار عندلیبان خوشنوا کی پکار شراب شبنم سے ہر گلعذار سرشار تھا شاہ جہانگیر دیکھتے ہوئے بارہ دری مین پاس ملکہ ماہ رخسار کے آکر بیٹھے سرکش بھی سوا

اقبال پر شاہزادے کے عش عش کرتا ہو پیچھے آکر جہانگیر کے پیچھا اُسوقت ہنگامۂ صحبت گرم ہی ملکہ نے
دسترخوان کو اشارہ کیا دسترخوان بچھا ملکہ نے اشارہ کیا کہ تشریف لائیے خاصہ حاضر ہی تناول فرمائیے
جہانگیر آبیٹھے چابک نے جو اپنے آقا کو دیکھا ملکہ کو آکر سلام کیا جسکو سیاہ صحرائی لایا تھا وہ چابک
صبا رفتار ہی آکر رومال ہلانے لگا جب ملکہ خاصہ نوش کر چکین جہانگیر نے اول کھانے مین انکار کیا
جب ملکہ مطیع اسلام ہوئین تب جہانگیر نے کھانا کھایا جب کھانا کھا چکے ملکہ نے اشارہ کیا کہ گائن کو
بلاؤ چابک نے دست بستہ عرض کی کہ اگر حکم ہو کوئی چیز غلام گائے ملکہ نے اشارہ کیا کہ ساز درست ہو
چابک بیٹھکر تانین مارنے لگا اب تو سب تصویر یقین کررہے ہین ملکہ کہتی ہین کہ میان طفل صحرائی کیا کہنا
سب یہی کہتے ہین کہ لڑکا خوب گاتا ہی کیا خوش آواز ہی صدا مین سوز وگداز ہی قضائے کار سیاہ صحرائی
جو قیدخانے مین آیا دیکھا کہ ہتھکڑیان بیڑیان کٹی پڑی ہین دونون قیدی نذر اور بدمزاج وہان سے چلتا
باغ مین ملکہ کے آیا گانے کی آواز سُنی کنیزون سے پوچھا کہ کون گا رہا ہی ایک نے اُن مین سے کہا کہ آج
ملکۂ عالم نے بڑی گستاخی کی بالکل خوف خداوند بھولین تمھارا بھی خیال نہ کیا قیدیون کو زندانخانے سے
لے آئین اُنکے پاس بیٹھی ہین طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ جس جوان نے کھانا نہین کھایا تھا اسیر عاشق ہین
یہ خبر سُنکر سیاہ صحرائی جھلاتا ہوا کہتا ہوا کہ ملکہ کی کیا شامت آئی ہی مشکین باندھکر پاس خداوند کے
لیجاؤنگا سزا ملیگی یہ عہدہ نکل جائیگا مجھکو برائے حفاظت حکم ہوگا یہ کہتا ہوا بارہ دری مین آیا دیکھا کہ
ملکہ ماہ رخسار نے عمدہ لباس جہانگیر کو پہنایا ہی چابک بیٹھا ہوا گا رہا ہی سرکش پشت پر چپکا بیٹھا
ہی کہ سیاہ صحرائی نے آواز دی کہ کیون ملکۂ عالم یہ کیا حرکت کی یہ تمکو مناسب تھا کہ اس قیدی کو خداوند
نے سنا تھے غذا ملا ایسا دل بیزار رکھا کہ اپنی جانب نہین توجہ کرائی ہی فرمایا کہ اسکو سزا دو جب تو جانتے
سپرد ہوا تم اسکو رہا کرکے یہان لائین اور پہلو مین جگہ دی ہی کچھ خوف خداوند نہین بلاتکلف
بیٹھی ہو خیر جو کچھ کیا بہت اچھا کیا اب دونون کو مجھے حوالے کردین جاکر انکو قید کرون مین عرض
کرتا ہون کہ خداوند سے نہ کہون گا اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا سامنے
خداوند کے لیجاؤنگا وہ سزا ملیگی کہ عمر بھر یاد کرو ملکہ نے بگڑ کر کہا کہ ای سیاہ صحرائی اب جو ہمنے کیا اس
مقدمے مین ہمارے شریک رہو اب تو جو کیا سو کیا انکو قیدخانے نہ لیجاؤ دشمنون کی انکے جان
جائیگی غضب ہی کہ اس شہر سے چوتھے دن کھانا کھایا سیاہ صحرائی نے کہا کہ مین انھین کھینچتا ہوا لیجاؤنگا

جاکر دہین قید کر دون گا یہ کہکے طرف جہانگیر کے چلا جہانگیر نعرہ کرکے اُٹھے سیاہ صحرائی نے اشارہ کیا کہ
تلوار ہاتھ سے نکل گئی لڑکھڑا کر زمین پر گرے سرکش اپنے مقام سے اُٹھا اسنے پھر کچھ اشارہ کیا سرکش بھی گرا
ملکہ ہان ہان کرکے اُٹھی کہتی ہوئی کہ او سیاہ بچہ دیوانہ ہوا ہو خبردار انکو گرفتار کرکے نہ لیجا اگر گرفتار کرکے
لیجائیگا تو بہت بُری طرح پیش آؤن گی سیاہ نے کلمات سخت ملکہ کو کہے جب تو ملکہ نے موے زلف
توڑا کھینچ مارا زنجیر آہنی قریب تھا کہ گردن مین سیاہ کے پڑے سیاہ نے نام ہفت پیکر کا جو لیکر اشارہ
کیا زنجیر گلے مین ملکہ کے پڑی جھٹکا مارا کہ ماہ رخسار زمین پر گرین سیاہ صحرائی چلا کہ سرکاٹ لون چابک
صبا رفتار نے جو یہ معرکہ دیکھا کہتا جاتا تھا کہ آقا سے نامدار انکو سزا دیجیے ملکہ نے بہت خلاف کیا
جب اسنے ملکہ کو بھی گرایا اور خنجر کمر سے کھینچا اور طرف جہانگیر کے چلا یہ کہتا ہوا کہ خوب تو نے مکر پھیلایا
اسی وجہ سے کھانا نہین کھایا تھا ملکہ ایسی پری کو تسخیر کر لیا ملکہ کی اُس وقت بیقراری زنجیر آہنی سے گلے مین
پڑی ہوی آنکھین نکل آئین مین جہانگیر کے قتل کرنے کو سیاہ صحرائی چلا کلمات سخت کہتا ہوا کہ مین خداوند
سے عرض کرونگا ایسے مغضوب کا قتل ہونا ہی بہتر ہی چابک کہتا جاتا ہی کہ حضور نے خوب سزا دی
جھپٹ کے پشت پر آیا حلقہ کمند کا مارا اسباب بھی اُتار دیا سیاہ صحرائی چرخ کھا کے گرا جہانگیر
و ملکہ دیکھ رہے ہین کہ چابک نے لپٹ کر خنجر مارا سیاہ صحرائی کا شکم چاک قصہ پاک مرتے
ہی اندھیرا ہو گیا عرصے تک سنگباری و برفباری رہی بعد اسکے آواز آئی کشتہ ہوا نام من سیاہ صحرائی
ہو ملکہ کی بھی زنجیر جلی جہانگیر نے اُٹھتے ہی چابک کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ ای برادر تم کیونکر پہونچے
چابک نے کہا کہ مین کل سے حاضر ہون خدا کی قدرت کہ آپ بھی یہین آئے جہانگیر نے کہا کہ ملکہ پروردگار
نے اپنا فضل شریک کیا یہ مفتری مارا گیا اب مہربانی تمھاری یہ ہی کہ ہمین ٹھیک راستہ بتاؤ کہ ہم طلسم
ہفت پیکر پر جائین ہمین معلوم کہ قاسم پر کیا گذری ماہ رخسار نے کہ وہ قصر عشرت مین چین کر رہے
ہین اور صاحبقران ایک پہلوان سے مقابلے مین فردکش ہین اور بھی تمھارے بھائی بھتیجے لشکر لیکر
سُنے ہین یقین ہی کہ پہونچے ہون لیکن ای شہریار اصل کیفیت یہ ہی کہ طلسم ہفت پیکر نہایت مقام سخت
ہی وہان جاکر کیا کیجیے گا مجھسے خبر متعلق تھی اب مین خبر نہ ہونے دونگی لیکن ہفت پیکر کے سلام کو ضرور
جاؤنگی ایسا نہ ہو وہ دراندازی کرین کہ ماہ رخسار نہین آئی اور کوئی فتور نہ برپا ہو [illegible] تو یقین
یہ ہی کہ سیاہ صحرائی کے مرنے سے ہفت پیکر باہر ہو کچھ بلا نازل ہو تو عجب نہین یہ

سیاہ صحرائی بڑا ساحر تھا اسکا مرنا قدرت کو شاق ہوگا جہانگیر نے کہا کہ کچھ ہو ہم طرف طلسم ہفت پیکر
ضرور جائینگے ماہ رخسار نے کہا مین نے سر ہتھیلی پر رکھا آپ کے ساتھ ہون جو کچھ گذرے جہانگیر
نے کہا کہ فوج ہماری بلوائی جائے ماہ رخسار نے ایک کنیز کو حکم دیا کہ انکا لشکر لاؤ چابک نے کہا کہ
مجھکو بھی ساتھ لیچلو کنیز نے تخت سحر تیار کیا چابک کو اوسپر بٹھالیا آکر لشکر والون کو اطلاع کی کہ آقا تمھارے
باغ ماہ رخسار ہین تم سب وہین چلو لشکر کوچ کر کے آیا جہانگیر نے بیرون باغ آکر بارگاہ استادہ کرائی
سرکش بھی ساتھ ہی بارگاہ استادہ ہوئی بارگاہ مین داخل ہوے سب سردارون سے حال بیان کیا
سب نے کہا کہ حضور چلکر طلسم ہفت پیکر فتح کرین ایرج و نور الدہر روانہ ہو چکے ہین یقین ہے کہ
سرحد مین پہونچے ہون اُن دونون شیرون نے دو طلسم فتح کیے جسکی وجہ سے راستہ کھلا دوسرے دن جہانگیر
نے مشکل مقام کیا تیسرے دن رات کو حکم دیا کہ لشکر تیار ہو ماہ رخسار نے بارہ ہی کنیزین ساتھ مین
ایک ابر تیار کیا قصد ہے کہ رہا ہون صحرا سے گرد اڑی سو علم سیاہ نشان لاکھون فوج کا ظاہر ہوا ایک پہلوان
وضع گیندے سو بیتا مسوار و پیدل پشت پر اس دھوم سے آکر پہونچا مقابلے مین جہانگیر کے اترا آواز دی
کہ اے ماہ رخسار تونے وہ حرکت کی کہ غضب قدرت مین گرفتار ہوئین ہم سلطان ساحران تمھاری
بھی گرفتاری کا حکم ہے بہتر یہ ہے کہ چلی آؤ ورنہ سر میدان گرفتار کرونگا حکم ہے کہ بدولت لاؤ ماہ رخسار نے
جہانگیر سے کہا کہ دیکھیے آمد فوج شروع ہوگئی یہ ساحر جو آیا ہے نہایت زبردست ہے جہانگیر نے کہا
کہ جب ہمین اپنے خداوند سے جنگ منظور ہے تو بیجا ہے کیا ہین جیسا کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا لشکر مین
پہونچے ہونگے چابک نے کہا کہ حضور کیون گھبراتے ہین انشاء اللہ رات ہونے دیجیے گرفتار
کر لاؤنگا سلطان ساحران اُدھر تھا اسنے طبل جنگی بجوایا یہان خبر پہونچی یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان
ہونے لگین چابک رنگ و روغن عیاری کا لگا کے لشکر مین سلطان کے آیا دریافت کیا معلوم
ہوا کہ سلطان سحر تیار کر رہا ہے چابک نے ایک مقام سے نقب دینا شروع کی سلطان بیٹھا سحر
تیار کر رہا ہے اسباب سحر سامنے رکھا ہے کہ زمین کانپی جھٹ ٹوٹا ایک ساحر زمین سے نکلا پکارتا ہوا کہ منم فرستادہ
خداوند ہفت پیکر سلطان ٹھہر گیا ساحر نے نکلتے ہی نامہ دیا سلطان نے کہا کہ اسے تو زمین سے
کیون آیا کہا قدرت نے خبر دیا تھا کہ عیار اسکا ہلاے روز گار ہے ایسا نہو کہ تجھے گرفتار کرے مارڈالے اسلیے مین
اس طور سے آیا آپ نامہ پڑھیے سلطان نے نامہ کھولا اسمین لکھا تھا کہ اے سلطان تمھاری مدد کو یہ ساحر

آتا ہی جو تعلیم کرے بموجب اُسکے کاربند ہونا خلاف اسکے حکم کے نہ کرنا اُسی وقت **سلطان** نے کہا کہ ای ساحر
کل جنگ ہی **ماہ رخسار** نے آ کی عشق میں **جہانگیر** کے مبہوت ہی **سیاہ صحرائی** کو قتل کر دیا آپ **جہانگیر** کا ساتھ
دیا ساحر نے کہا کہ حضور انگیٹھی آگ کی منگائیں آگ روشن کریں تو میں عرض کروں **سلطان** نے انگیٹھی منگائی آگ
اُسمین روشن کی لوبان اپنے پاس سے ساحر نے نکالا کہا یہ لوبان آگ پر ڈالیے **سلطان** نے لوبان
ہاتھ میں لیا قصد کیا کہ آگ پر ڈالوں کہ اسباب سحر جو سامنے رکھا ہی ایک پتلی سنہری اُٹھکر ناچنے لگی کہتی جاتی ہی
کہ گھڑی دو میں مر لیا جاتی **سلطان** نے پلٹ کر طرف **چابک** کے دیکھا کہا کہ ای ساحر دیکھو تو پتلی کیا کہتی ہی
جیسے ہی **چابک** طرف پتلی کے پلٹا **سلطان** نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا آواز دی کہ ادنا عیار مجکو ایسا
نا سمجھا ہی آج سب سلمانون کی قضا میرے ہاتھ سے ہو **چابک** زمین پر گرا پتلی نے منھ پر ہاتھ پھیو بانگیے
روغن عیاری کا اُتر گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی **سلطان** نے **چابک** کو گرفتار کیا خدمتگارون کو آواز دی
خدمتگارون نے آ کے ایک عیار کو پڑے ہوے دیکھا کہا کہ اسکو لیجاؤ قید خانے میں قید کرو خدمتگار
کشان کشان لے چلے داروغہ جیل خانے کو آواز دی **زندان جادو** دوڑا ہوا آیا **چابک** کو سپرد کیا
زندان جادو **چابک** کو لیکر قید خانے میں آیا **چابک** نے کہا کہ ای **زندان** **سلطان** ہماری
سماعت نہیں کرتے ورنہ **جہانگیر** اور **ماہ رخسار** کو گرفتار کر لاتے تم ہماری سفارش کرو ہمکو رہا کرا دو ہم قدرت
خداوند **ہفت پیکر** سے آگاہ ہوے کہ سونے کی پتلی ناچتی تھی **ہفت پیکر** میں یہ قدرت ہی پھر ہم کیون ایسے کو
سجدہ نکرین یہ کہکے سجدے کرنے لگا کہ یا خداوند **ہفت پیکر** میں دل سے تیرا مطیع ہوا مجکو حکم ہو کہ میں جا کر
جہانگیر اور **ماہ رخسار** کو پکڑ لا دون جندون میں خداوند کے ہمیشہ رہون **زندان جادو** نے کہا کہ ای
عیار طرار ایسا نہ ہو کہ میں تجکو رہا کرون اور تو پلٹ کر نہ آئے **چابک** نے کہا جو زبان سے کہون اور
نہ ہوے ابھی جا کے دونون کو لاتا ہون **زندان** نے عہد و اثق لیکر **چابک** کو رہا کیا **چابک** عیار
قید خانے سے نکل کر جا کا حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون جنگل میں پھر رہا تھا کہ دیکھا دو گنوار آتے ہیں بڑھکر **چابک**
نے دونون کو بیہوش کیا ایک کو **جہانگیر** بنایا دوسرا ایک کو بشکل **ماہ رخسار** دونون کے پشتارے
پشت پر باندھے لشکر میں **سلطان** کے آیا لوگون نے پوچھا کہ بہتر صاحب کیسے لائے **چابک**
کہتا ہوا کہ یارو کیا پوچھتے ہو مجکو خداوند کا ارشاد ہوا میں اُن سرداروں کو پکڑ لایا کہ جنکے نہ ہونے سے
لشکر بے سردار ہو گیا کل سب لشکر بھاگ جائیگا یا اطاعت کرینگے یہ کہتا ہوا سامنے **زندان** کے آیا

کہا ای افسر عالی ہین ان دونون کو لایا زندان خوش ہوگیا کہا کہ ای چابک کمال کیا کہا حضور یہ کتنی بڑی بات
ہی میرا اعتقاد تھا شراب پلا کر بیہوش کر لایا ای زندان جب لشکر حمزہ مقابلہ قدرت مین آئیگا
وہ عیار کہ جسکے نام لینے کی منادی ہی اُس سے مقابلہ پڑیگا تب عیاریان دیکھنا آپ خیمے مین بیٹھے
میرا کمال دیکھیے آپکے سامنے چند شعر گاؤن صبح ہوتے افسر کے پاس چلیے گا کہ میدان کارزار
مین نہ جائے افسران عالی کو پکڑ لیا جس طرح سب نے لشکر کو ہٹا دیجیے آپ سے بہت خوش ہون گے زندان
کو لاکر خیمے مین بٹھایا باجا بجا کر کچھ اشعار گائے زندان بہت خوش ہوا جام شراب بھر کہا اسے
نوش کیجیے عجب لطف آپکو ملیگا قدرت میرے سامنے آنیلگے فرماتے ہین کہ زندان کو راضی کرد تمکو
راضی کرکے جاؤنگا یہ کہکے شراب پلائی زندان گھبرا کے اُٹھا لڑکھڑا کے زمین پر گرا چابک نے
اُٹھتے ہی اسکا سر کاٹا اور نکل کر بھاگا سلطان ساحران اپنے مقام پر بیٹھا سحر تیار کر رہا ہی کہ کان مین آواز
آئی کشتی مرا نام من زندان جادو بود یہ صدا سنتے ہی سلطان دوڑا آکے دیکھا بیرمحل مچا رہے ہین
کچھ بن نہین پڑتا سلطان اُس خیمے مین آیا آکے دیکھا کہ دو لپشتارے رکھے ہین اُنکو کھول کے دیکھا کہ دو
گنوار اُس لپشتارے مین بندھے ہوے پڑے ہین ملازمون نے سب حال بیان کیا کیفیت سُنکر
سلطان بہت جھلایا صبح ہو چکی تھی لشکر کو تیار کیا طرف میدان کارزار کے چلا یہان صبح کو جہانگیر نے
اُٹھکر نماز پڑھی دعا کی کہ پروردگار مجھکو جلد طلسم ہفت پیکر مین پہونچا یہ کہکر سلاح جسم پر آراستہ کئے
ماہ رخسار بھی آکر موجود ہوئین جہانگیر باہر نکلے لشکر تیار ہوا چاہا کہ طرف میدان کارزار کے
جائین کہ ابر سیاہ اُٹھا بڑے زور سے مینھ برسنے لگا لشکر والے گھبرائے برف گرنے لگی ماہ رخسار
نے طرف آسمان کے دیکھا کہا ای شہریار یہ سحر ہی سلطان کا یہ کہکے چند گولے مارے برف گھلنے لگی شکست
ہوا دھوپ نکل آئی لشکر نے تہلکہ سے نجات پائی طرف میدان کارزار کے چلے دیکھا کہ سلطان
کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی یہی قصد ہی کہ لشکر کو مٹاؤن ہرکارون نے برف کی خبر دی پھر ابر کا مٹنا بیان کیا
سلطان بہت جھلایا یہان جہانگیر میدان مین آئے ہین کہ سامنے سے چابک آیا سب کیفیت
بیان کی کہا کہ حضور میدان مین چلین مین کنارے کنارے آتا ہون جہانگیر میدان مین آئے ماہ رخسار
برابر ہین کہ سلطان نے گھوڑا میدان مین بڑھایا میدان مین آکر آواز دی ملکہ ماہ رخسار صاحب
آئیے آپنے میرا ابر برف مٹایا اس طرح گرفتار کرکے لیجاؤن کہ سب کو تمہارے حال سے عبرت ہو

سپہ نے رات بھر کی محنت دی تھی آکر شراکت نہ کی اب میدان مین تکلو کو حال معلوم ہو ماہ رخسار نے جہانگیر سے اجازت مانگی جہانگیر نے کہا کہ مین خود جاؤنگا ماہ رخسار نے جہانگیر کو روکا خود میدان مین آئی آپسمین سحر چلنے لگے دو چار سحر آپس مین رفع دفع ہوے دونون برابر سحر کر رہے ہین کہ سلطان نے ایک چیخ ماری ہفت پیکر کا نام لیا گولہ پھینکا گولہ جاکر پھٹا اُسمین سے دھوان نکلا ماہ رخسار بیہوش ہو کر گری سلطان نے گرفتار کیا وہ پہر ہو چکی تھی ماہ رخسار کو لیکر پلٹا کہ گیا کہ کل سب سے سمجھ لونگا ایک زندہ نہ بچیگا ماہ رخسار پر بڑا گھمنڈ تھا آکر ایک خیمے مین قید کیا سلطان آکر اپنی بارگاہ مین بیٹھا سرداروں کو ترغیب دے رہا ہی کہ بلوہ کر کے کل سب کو گرفتار کر لینا کل مسلمان بچنے نہ پائین کہ عرض ہوئی در دولت پر جہانگیر دست بستہ حاضر ہی آپ سے تنہائی مین ملاقات چاہتا ہو سلطان خوش ہو گیا سرداروں سے کہا کہ باہر جاؤ پسر حمزہ کو یہان بھیجو سردار باہر گئے جہانگیر کو دیکھا کہ سر جھکائے ہوے چپکے کھڑے ہین سردار الگ ہوے جہانگیر اندر آئے سلطان کو جھک کر سلام کیا سلطان ساحران اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقران تشریف لائیے کیا وجہ آنیکی ہوئی جہانگیر نے کہا کہ مین برائے اطاعت حاضر ہون مجھے خدمت خداوند ہفت پیکر مین لیچلیے پھر وہی قصر عشرت ملے سلطان نے کہا کہ مین آپ کی سفارش کرونگا وہی قصر عشرت رہنے کو ملیگا آپ سے خداوند کو ایک ملال ہو چکا ہی لیکن ضرور رحم فرمائینگے جہانگیر نے باتین کرتے کرتے ادھر اُدھر دیکھا سلطان نے پوچھا کہ کیا تلاش ہی جہانگیر نے کہا کہ غضب سے مین نے شراب نہین پی سلطان نے اُٹھکر گلابی اُٹھائی کہا لیجیے نوش فرمائیے جہانگیر نے جام لبریز کیا کہا کہ پہلے آپ پیجیے مجکو یقین ہو کہ میری خطا معاف فرمائیےگا سلطان خوشی خوشی جام پیگیا پیتے ہی گھبرا کر کہا کہ کیسی شراب تھی دل گھبرانے لگا جہانگیر نے کہا کہ ذرا اُٹھکر ٹہلیے سلطان اپنے مقام سے اُٹھا لڑکھڑا کے زمین پر گرا نمود ہوا نہم چابک صبا رفتار خنجر مارا کہ شکم سلطان کا چاک ہوا ماہ رخسار جو خیمے مین بیہوش پڑی تھی اُسکو ہوش آیا تڑپ کر جو بلند ہوئی سُنا کہ صدا ئین آرہی ہین کشتی مرا نام من سلطان ساحران بود اب تو ماہ رخسار کڑک کر گرنے لگی لشکر سلطان پر آگ برسا دی لشکر والون نے چیخ کھائی کہ لاشہ سلطان کا اُٹھایا ایک طرف بھاگے جہانگیر اپنے مقام پر بیٹھے تھے نہایت تردد تھا کہ لشکر دشمن مین ہنگامہ سُنا باہر نکل کر دیکھا کہ لشکر بھاگا جاتا ہی ماہ رخسار اور چابک آکر پہنچے سب کیفیت بیان کی جہانگیر نے کہا کہ بس اب کوچ کرو

طرف طلسم ہفت پیکر کے چلیں ماہ رخسار نے کہا کہ کل سویرے چلیے جہانگیر نے کہا اب ایسا نہ ہو کہ
اور کوئی ساحر آ جائے تو بڑی مشکل پڑیگی بھائی چابک نے بڑا کام کیا کہ سلطان کو مارا جہانگیر تو فکر کوچ
میں ہیں لیکن ساحر جو لاشہ سلطان لیکر بھاگے ایک صحرا میں آ کر اترے اس صحرا کا حاکم زندہ مزاج بڑی شکل
سلطان میں آیا حال پوچھا دریافت کر کے لاشہ سلطان پر آیا آواز دی کہ ای سلطان بڑا مقام تعجب
ہی کہ تم عیار کے ہاتھ سے مارے گئے جاؤ عیار سب کو گرفتار کر لاؤ یہ جو زندہ مزاج نے آواز دی لاش کو یکایک
جنبش ہوئی یا خداوند ہفت پیکر کہکر اٹھ کھڑا ہوا زندہ مزاج سے ملا کہا بھائی تمنے بڑا احسان کیا ابھی
جاکر آفت برپا کر دونگا فوج کو ساتھ لیکر چلا یہاں جہانگیر فردکش ہیں قصد ہی کہ کوچ کریں صحرا سے گرد اٹھی
ہی سلطان ساحران فوج کو چاہے ہوئے آکر پہونچا پکار کر آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان دیکھو قدرت نے
مجکو زندہ کیا یا تو بہشت میں سیر کر رہا تھا یا فرشتے لاکر پہونچا گئے اب تم لوگ کیدھر کو جاؤ گے اب تو جہانگیر کو بڑی
حیرت ہوئی ماہ رخسار نے کہا کہ ای شہریار ہفت پیکر بڑا شعبدہ باز ہی کوئی اور ساحر ہی وہ اسی صورت
پر آیا چابک نے کہا کہ میں ابھی جاکر گردن لیتا ہوں یہ کہکے چند شاگرد ساتھ لیے ایک طرف روانہ
ہوا یہاں کوتوال لشکر کو توال بیٹھا تھا کہ اسنے دیکھا ایک بڑھیا جوان عورت کا ہاتھ پکڑے جاتی ہی
جوان عورت کے رونے کی آواز آتی ہی کوتوال نے کہا کہ اس ضعیفہ کو بلاؤ جب ضعیفہ سامنے آئی پوچھا
یہ عورت تیری کون ہی کہا حضور یہ میری نواسی ہی اسکو سسرال لیے جاتی ہوں یہی باعث اسکے
رونے کا ہی یہ ضعیفہ نے کہا جوان عورت نے منھ کھولا کوتوال کی نگاہ پڑی ایک بجلی چمک گئی کلیجہ
پکڑ لیا بڑھیا سے کہا کہ صاف صاف بتا یہ کون ہی بڑھیا یہ کہکے دوڑی کہ میں اور لوگوں کو کانوں سے
بلا لاؤں یہ کہکے ایک جانب غائب ہو گئی کوتوال نے کہا کہ اس عورت کو ہمارے خیمے میں پہونچاؤ
ملازموں نے لاکر خیمے میں پہونچایا کوتوال صاحب ہنستے ہوئے آکے پاس بیٹھ گئے کہا صاحب تم حال اپنا
بیان کرو نازنین رونے لگی کہا کہ یہ کٹنی مجھے میرے گھر سے مجکو نکال لائی یہاں یہ فقرہ دیتی تھی میرے گھر
مجھے پہونچا دیجیے وہ گانوں یہاں سے دو میل ہی جہاں حسین بندھی ہیں اسی مقام پر مکان ہی وہاں مجھے
پہونچا دیجیے کوتوال نے کہا کہ میں نے کچھ مطلب کیا ہی یا دے ساتھ کر کے تمکو روانہ کر دونگا ذرا اچھی
طرح بیٹھو رو دھو نہیں میں تمہارا خیر خواہ ہوں اس نازنین نے گاڑھے کی چادر اتاری دیکھا شبنم کا
دوپٹہ اطلس کا پائجامہ دریائے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے سامنے بیٹھی ہی وہ بناوٹ دیکھکر بیقرار ہو گیا

کبھی منتین کرتا ہی کبھی کہتا ہی غلام ہون تابعداری سے کبھی منھ نہ موڑونگا عمر بھر خدمتگزاری کرونگا لشکر
سلطان کا کوتوال ہون خزانہ بھی میرے سپرد ہی نازنین نے جو یہ سنا کہا کہ صاحب میرے ماں باپ سے
مجھے ملادو بڑے افسوس کی بات ہی وہ سب روتے ہونگے جب مجکو گھر مین نہ پایا ہوگا حیرت ہوئی ہوگی کہ لڑکی
کہان گئی مین کمبخت یہان پہونچی اور آپ تو بسبب سن وسال کے میرے نانا معلوم ہوتے ہین شگرون
بھولی بھولی باتون پر دیوانہ ہوگیا منتین کرنے لگا گلابی اُٹھا کے لایا کہا لو صاحب شراب پیو نازنین نے
جام لبریز کیا کہا کہ پہلے آپ پیجیے شگرو نے خوشی خوشی جام پیا گھبرا کے اُٹھا گرتے ہی بیہوش ہوا
چابک نے اُٹھا کر کوتوال کو کنارے ڈال دیا اُسی کے کپڑے پہنکر کوتوال کی شکل بنا طرف سلطان
کے چلا سلطان اپنے مقام پر بیٹھا ہی کہ خبر پہونچی کو توال لشکر آتے ہین پاس سلطان کے آیا جھک کر
سلام کیا کہا کہ حضور نے سنا لشکر مسلمان آمادہ ہی کہ شب کو حضور پر شبخون مارے دیکھیے کیا کیفیت ہو
سلطان نے کہا کہ لشکر طیار رکھو جس وقت مسلمان شبخون کے طور پر آئین آتے ہی وہ سحر کرو کہ سب گرفتار
ہون بیہوش ہوکر گرین کہا حضور ایسا ہی ہوگا چابک تے باتین کرتے کرتے میز پر سے گلابی اُٹھائی جام
لبریز کیا کہا کہ حضور نوش کرین تو غلام بھی پیے چکوسے جام دیا سلطان جام پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا کہ
اس شراب مین کیا تھا معلوم ہوتا ہی کلیجے مین آگ لگ گئی گھبرا کر اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا
چابک نے زبان مین سوزن دیا پشتارہ باندھکر پشت پر لگایا سراچہ چاک کر کے لے بھاگا یہان
جہانگیر اور ماہ رخسار دربار مین بیٹھے تھے حیرت مین تھے کہ سلطان مارا بھی گیا پھر وہی سلطان
جنگ پر آیا عجب شعبدہ ہی ماہ رخسار کہ رہی ہی حضور بیکرانست دکھانا منظور ہی شعبدے دکھاتا ہی اس
حیلے سے تسخیر کرنا منظور ہی کہ بلڑا ہوا کہ چابک سلطان کو گرفتار کر لایا چابک سامنے آیا پشتارہ
سامنے ڈال دیا کہا حضور یہ سلطان حاضر ہی ماہ رخسار نے کہا کہ ستون سے باندھ دو ستون
سے سلطان کو باندھا فتیلہ رفع بیہوشی دیا سلطان کی آنکھ کھلی ماہ رخسار نے کہا کہ او ساحر
صاف بتا کہ تو کون ہی بہتر یہ ہی کہ اطاعت کرو ورنہ قتل کرینگے دربار اسنے دیکھا جہانگیر کی شوکت
دیکھکر حیران ہوگیا ماہ رخسار ایسی ساحرہ خدمت مین حاضر ہی اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالیے
تو حال مفصل بیان کرون جہانگیر نے اشارہ کیا کہ اسکی زبان سے سوزن نکالو ماہ رخسار سنبھلی اسباب
سحر ہاتھ مین لیا چابک صبا رفتار نے زبان سے اسکے سوزن نکالی سوزن کے نکلتے ہی

قدمون پر جہانگیر کے گرا کہا کہ ای شہریار ہامان جادو میرا نام ہی زندہ عزلج کے ان کارخانون کا منتظم
ہون اُسنے مجکو حکم دیا کہ بشکل سلطان جاکر لڑو کہ قدرت خداوندی کی مسلمانون پر ظاہر ہو غلام چلا آیا اب مجکو
آپکے مذہب کا اعتقاد ہوا اطاعت کرتا ہون حکم ہو تو جاکر اپنے لشکر کو لاؤن حاضر خدمت کرون ملکہ
ماہ رخسار نے کہا کہ جاؤ ہامان صحرا نورد خوشی خوشی اپنے لشکر مین آیا افسرون کو آواز دی کہ یارو مین تو
مطیع اسلام ہوا مین نے جہانگیر کی اطاعت کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو میرے ہمراہ آئے ورنہ پاس
ہفت پیکر شعبدہ باز کے جائے بارہ ہزار جادوگر ہامان صحرا نورد کے ساتھ ہوے باقی روتے
پیٹتے طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوے ہامان صحرا نورد خوشی خوشی آکر شریک جہانگیر ہوا جہانگیر نے
اسکو بارگاہ مین دین ہامان بھی اُترا اب جہانگیر کا ارادہ ہی کہ مین طرف طلسم ہفت پیکر سے کوچ کرون
ماہ رخسار و ہامان کو حکم ہی کہ تم لوگ ہمارے لشکر سے الگ رہو ہمارے واسطے بدنامی ہی ماہ رخسار
نے عرض کی کہ ای شہریار ایک مقام بیان کا سحر سے مملو ہی جس طرف سے گذر یئے گا ساحر ردکین گے
کنیز جو ساتھ ہوگی راستہ بتائیگی ان ساحرون کا شریک ہونا غنیمت جانیے یہ جو ساحر شریک ہوا ہی اپنے
صحرا تک تو پہونچائیگا جہانگیر نے قبول کیا چابک نے بھی سمجھایا کہ ای شہریار یہ حضور کا اسباب شوکت
ہی آپنے انکو مطیع کیا ان سب کا ساتھ رہنا ضروری ہی جہانگیر نے کوچ کیا ہامان صحرا نورد اپنے صحرا
مین لایا عرض کی یہ صحرا غلام کا آباد کیا ہوا ہی امید وار ہون کہ دو شبین اس مقام پر تشریف رکھیے
جو کچھ عجائب و غرائب غلام کے قبضے مین ہین اُن سب کو لے لون تو آپکے ساتھ چلون آگے
جنگل ہی کہ اُسکا وادی فرحناک نام ہی فرحناک جادو جو وہان کی حاکم ہین اُس سے مقابلے پڑینگے
غلام سمجھ لیگا جہانگیر اُسی مقام پر اُترے لیکن ساتھ والے جو ہامان کے بھاگے تو وہ ہفت رنگ پر آئے
ہفت رنگ جادو جو بیان کا حاکم ہی سامنے تصویر کے کھڑا ہو حالات گذشتہ عرض کر رہا ہی اور یہ بھی
عرض کرتا ہی کہ ہر طرف سے مسلمانون نے بلوہ کیا ہی در بند ہاتھ سے جاتے ہین یہ ذکر تھا کہ بارہ چودہ ہزار
جادوگرون نے فریاد کی کہ یا خداوند ہفت پیکر اصل یہ ہی کہ ہامان صحرا نورد جسکو قدرت نے صورت
سلطان دی تھی وہ مسلمان ہو گیا جہانگیر کا ساتھ دیا اب لیے ہوے جہانگیر کو آتا ہی کسی کو بھیجیے ایسا
نہ ہو جوان صاحب اقبال فتح کرتا ہوا آتا ہو یہان تک نہ آجائے کہ قدرت کو تکلیف ہو تصویر سے آواز
آئی یہ قہر و غضب آئی وہ بندہ مغضوب کیا چیز ہی اُسکی بھی یہ مجال ہی کہ یہان تک آسکے برق قہر کو حکم دون کہ

سب کو جلا کر خاک کر سے ابھی قدرت مسلمانون کے زور دیکھتے ہین ایک دن سب کو مٹا دینگے ارے
کوئی حاضر ہی ایک پہلوان مٹھیاہی مجمر آتشخوار اسکا نام ہی اپنے مقام سے اٹھا کہا یا خداوند غلام کو حکم ہو کہ جا کر
جہانگیر کو باندھ کر لائے ارشاد ہو تو گشت کر دن جسقدر مسلمان آئے ہین سب کو گرفتار کر لاؤن ایک
دن مین سب حاضر ہون حکم ہوا کہ ای مجمر جاؤ جہانگیر کو گرفتار کر کے لاؤ مجمر اپنے مقام سے جھومتا ہوا اٹھا
پکار کر آواز دی کہ ارے میرے ساتھ والے کہان ہین گوشہ صحرا سے بیس ہزار جادوگر مع بارگاہ و سامان
سفر حاضر ہوے مجمر تخت پر سوار ہوا فوج کو ساتھ لیکر چلا منزل در منزل آتا ہی جسکو مسلمان سُنا اُسکو سزا
دی اپنے ساتھ لیا بیس ہزار ساحر اب اسکے ساتھ ہین جس صحرا مین جہانگیر ترے تھے تیسرے دن راہ
کیا ہی کہ کوچ کرین صحرا سے گرد اڑی مجمر آتشخوار بیس ہزار جادوگرون سے آکر پہونچا مقابلے مین آکر جہانگیر
کے اترا بارگاہ استادہ کرا کر باہر ٹہلنے لگا ہامان سحر النور وانتظام لشکر جہانگیر کر رہا ہی کہ مجمر نے اپنے
کنارے لشکر کے آکر آواز دی کہ او ہامان تو بندہ مغضوب خداوند ہفت پیکر کو اپنے جنگل
مین لایا ما بدولت تشریف لائے ہین تم حاضر نہ ہوے ہامان نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی مجمر نے
آواز دی کہ ای ہامان توبہ کر جلد میرے پاس حاضر ہو ورنہ آتش قہر و غضب سے جلا دونگا یہ آواز
جو کان مین ہامان کے پہونچی دیوانہ ہو گیا بیقرار ہوکے دوڑا آواز دیتا ہوا کہ ای مجمر میری خطا معاف کر
مسلمانون نے مجھپر سحر کیا تھا یہ کہتا ہوا پاس مجمر آتشخوار کے پہونچا قدمون پر گر پڑا کہتا ہی کہ واسطے
خداوند ہفت پیکر کا خطا میری معاف کر مجمر نے ہامان کے منھ پر ہاتھ پھیرا ہامان مجمر آتشخوار کے
ساتھ ہو گیا کہتا ہی کہ کیون ای مجمر مسلمانون نے کیا مجھ پر سحر کیا تھا کہ مین خداوند ہفت پیکر سے پھر گیا
اب آنکھ کھلی جلوۂ قدرت خداوند ہفت پیکر نظر آتا ہی دل گھبراتا ہی مجمر آتشخوار نے پشت پر
ہاتھ پھیرا ہامان مطمئن ہوا مجمر آتشخوار ہامان کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا کہا لشکر کا انتظام کرو
ہامان انتظام لشکر کرنے لگا جہانگیر بارگاہ مین بیٹھے ہین قریب ملکہ ماہ رخسار گلچینی گلشن جمال کی کرتی
ہی کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار عجب معرکہ ہوا ہامان جا کر شریک
مجمر ہوا اُسکے لشکر کا انتظام کر رہا ہی یہ سنکر جہانگیر کے ہوش اڑ گئے کہا ملکہ ماہ رخسار یہ شعبدہ
دیکھا ماہ رخسار نے سر جھکا لیا کہا کہ میدان مین سمجھا جائے گا یہان مجمر نے طبل جنگی بجوایا شاہزادہ جہانگیر
کے یہان بھی طبل جنگی بجا چابک صبا رفتار اسیوقت ایک ساحر کی شکل بنکر لشکر مجمر آتشخوار

مین آیا پھرتا پھرتا دربارگاہ پر پہونچا خدمتگار بنا کھڑا ہی خود بخود حاضر حاضر کہتا ہوا اندر پہونچا دیکھا کہ ہامان مقام صدر پر بیٹھا ہی دو ساحر دوگر جمع ہین مجمر یہان نہین ہی چابک نے ایک خدمتگار سے پوچھا کہ شہنشاہ کہان ہین خدمتگار نے چابک کا ہاتھ پکڑ لیا کہ ارے تو کوئی عیار ہی ساحرون نے سر اُٹھایا کہ چابک نے خنجر مارا کہ خدمتگار لڑکھڑا کر گرا چابک کود کر بھاگا ایک غار مین آکر چھپا دیکھا کہ ساحر دوڑے دوڑے پھر رہے ہین ہر مقام پر ہلڑ ہی کہ عیار تھا یا تھا خدمتگار کو مار کر چلا گیا چابک حیران ہی کہ مین نے صرف اتنا پوچھا پھر ظاہر ہو گیا کہ عیار ہی کیونکر عیاری ہو گی حیران حیران غار سے نکلا چند قدم چلا کہ آواز آئی او نا عیار کہان جاتا ہی چابک نے پلٹ کے دیکھا کہ مجمر آتشخوار ایک نخل کی بیخ سے نکلا چابک بھاگا مجمر نے پھر آواز دی کہ کہان جاتا ہی ٹھہر جا ای نخل قدرت اسکو لینا درخت سے چند پھول چابک پر گرے بوجو دماغ مین آئی چابک گرا دیکھا کہ ایک جادوگر کھڑا ہی مجمر تو غائب ہو گیا اُس ساحر نے نعرہ کیا کہ سن نخل قدرت یہ کہہ کے چابک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ چل تجکو شہنشاہ مجمر بلاتے ہین چابک نے کہا کہ ای نخل قدرت اب تجکو اعتبار خداوند ہفت پیکر ہوا مجھے اعتقاد قدرت تعلیم کر معلوم ہوا کہ درخت بھی قبضے مین ہین مجمر کے آواز دیتے ہی تم پیدا ہوے نخل قدرت نے کہا کہ ای عیار زمین و آسمان بنایا ہوا خداوند کا ہی جس وقت جہان پکارو اُسی مقام پر مدد کرتے ہین جب تم اس مذہب مین آؤ گے تب کرامتین خداوند کی دیکھو گے چابک نے کہا مین قائل ہوا میری مشکین کھول مین ابھی جہانگیر کو پکڑ لاؤن نخل قدرت نے کہا کہ تمھاری کیا ضرورت ہی صبح کو جب مجمر آتشخوار آواز دیگا ماہ رخسار اور جہانگیر دوڑے چلے آئین گے چابک نے کہا اور جو کام کو حکم ہو وہ بجا لاؤن جس عیار طرار کا نام نہین لیتے وہ میرا باپ ہی اُسکو گرفتار کر کے لاؤنگا نخل قدرت نے چابک کو رہا کیا ساتھ لیکر باتین کرتا ہوا چلا راہ مین چابک ایک مقام پر رُکا کہا کہ ای نخل قدرت مجکو قدرت معلوم ہوتے ہین تعبر یقین میری کر رہے ہین یہ کہتا ہوا پیچھے ہٹا حلقہ ہاے کمند مارے نخل گرا چابک نے خنجر مار انخل کو قطع کر کے بھاگا آوازین کان مین آرہی ہین کہ لینا جانے نہ پائے چابک بھاگا ہوا لشکر مین آیا اہالی طلایہ نے پوچھا کہ کیون مہتر صاحب کسواسطے گھبرائے ہوے ہو چابک نے کسی کو جواب نہ دیا بارگاہ جہانگیر مین آیا جہانگیر سے سب حال بیان کیا جہانگیر نے فرمایا کہ پروردگار مالک ہی چابک نے کہا کہ ای آقاے نامدار مجمر آتشخوار پر عیاری مشکل سے ہو گی مگر پھر جاتا ہون شاہزادہ

جہانگیر نے ہر چند منع کیا چالاک نے کہا کہ آج تا صبح کو قیامت ہوگی زبانی ساحر کے سُنا کہ مجمر آتشخوار کے
آواز دیتے ہی ماہ رخسار و جہانگیر خود چلے آئیں گے غلام کو بڑا تردد ہی یہ کہہ کے چالاک چلا صورت بدلکر
لشکر مجمر میں آیا جا بجا پھرنے لگا ایک مقام پر دیکھا کہ نہایت اندھیرا ہی ایک نخل کے قبائے میں مجمر کھڑا ہی
چالاک کو دیکھکر آواز دی کہ او ساحر کہاں جاتا ہی میرے پاس آ مجھے تجھ سے کچھ کہنا ہی چالاک قریب
آیا مجمر نے کہا کہ تو کون ہی کہاں جاتا ہی چالاک نے کہا کہ حضور کا ملازم ہوں عیار کی فکر میں نکلا ہوں مجمر
نے کہا کہ جا کر تلاش کر جب کوئی شخص مجکو پوچھے فوراً گرفتار کر لینا میرے پاس لانا چالاک نے کہا کہ ای
شہریار اور کوئی نشان معقول بتائیے مجمر نے کہا کہ اب جا میں اور فکر میں کھڑا ہوں وہ سحر کر رہا ہوں کہ جسکو
جہانگیر اور ماہ رخسار خود بخود چلے آئیں اسوقت اور جانب خیال ہی اب تو چالاک باتیں کرنے لگا کہ ای
شہنشاہ میں نے بھی فکر کی ہی کہ جہانگیر کو پکڑ لاؤں آپ تک پہونچاؤں بڑا اُس مغضوب نے ستم کیا کہ
ماہ رخسار نے اسکی اطاعت کی مجمر نے کہا کہ ماہ رخسار جہانگیر پر عاشق ہی وہ صورت جہانگیر کو بھول
جائے نام جہانگیر کا نہ لے کہا ای شہنشاہ آپ کا سحر دل پر قبضہ کریگا میں وہ سحر کروں کہ غرق زمین ہو جائے
مجمر نے کہا کہ یہ بندگان قدیم خداوند میں ان پر یہ بدنوبت نہیں چاہیے صرف اُن کی یہ خطا ہی کہ کیوں مسلمانوں
کا ساتھ دیا اُسکی سزا دونوں کو دینی چاہیے ایسا سحر کروں کہ آپ چلے آئیں باتیں کرتے کرتے چالاک
نے کہا کہ دیکھیے جہانگیر آتا ہی اسی وقت آپ کے سحر نے تاثیر کی مجمر پلٹا چالاک نے دل پر خنجر چلکر
حلقہ ہائے کمند مارے مجمر گرا چالاک عیار رفتار نے حباب مار کر بیہوش کیا چاہا کہ پشتارہ
باندھوں کہ زمین شق ہوئی ایک ریگ ماہی نکلی مجمر آتشخوار کے لپٹ گئی لیکر غرق زمین ہوئی یہ معاملہ
دیکھکر چالاک بھاگا اب دیکھا ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا ہی کوتوال فلک چہارم گشت کر کے
بر سر چرخ زبرجدی آیا جہانگیر و ماہ رخسار فوج کو ساتھ لیے ہوئے آتے ہیں لشکر پشت پر ماہ رخسار
بھی اسباب سحر سے آراستہ چالاک کو جہانگیر نے دیکھا پوچھا کہ کیوں چالاک کیا ہوا کہا حضور مجمر آتشخوار بلائے
سدزنگاری میں نے بیہوش کیا غرق زمین ہو کر غائب ہوا ایک ریگ ماہی لیگئی جہانگیر نے کہا کہ دیکھا جائیگا
یہ کہتے ہوئے میدان میں پہونچے دیکھا کہ جس طرف سے لشکر لیے مجمر آتا ہی آپ تو آگے بڑھا ہوا بانی
انتظام فوج کرتا ہوا میدان میں پہونچا صفیں جمیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ
مجمر میدان میں آیا پکار کر آواز دی کہ کیوں ماہ رخسار قدرت سے تمکو عہدۂ جلیل دیا [illegible]

خداوند پر عاشق ہوئین تو میرے پاس چلی آؤ اگر اسکے خلاف کرو گی تو بڑی سزا دو گی مجمر نے یہ باتین کین ماہ رخسار کا چہرہ شدت سے سرخ ہوا آنکھون سے آنسو جاری ہوئے کنیزون سے کہا کہ تم جانو تمھارا کام جانے خواہ لشکر مسلمانان مین رہو خواہ میرے ساتھ آؤ مین تو خدمت مجمر مین جاتی ہون اس وقت اُس کے سمجھانے سے آنکھین کھل گئین یہ کہکے چلی کنیزون نے چاہا کہ روکین ماہ رخسار نے گولہ مارا کنیزون کے سر پھٹے کنیزین الگ ہوئین ماہ رخسار بھاگی کنارے پر لشکر اسلام کے آئی ہی ایک ساحر کھڑا تھا اُسنے کہا کہ کیون ملکہ کیون گھبرائی ہو ماہ رخسار نے کہا کہ گھبرانا کیسا مجھے مجمر بلاتا ہی مین جاتی ہون ساحر نے کہا کہ دیکھیے اس طرف سے کون آتا ہی جیسے ہی ماہ رخسار پلٹی ساحر نے حلقہ ہائے کمند مارے حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگا سامنے جہانگیر کے آیا کہا کہ حضور ماہ رخسار جاتی تھین اُن کو تو مین گرفتار کر لایا جہانگیر نے کہا کہ لیجا کر قید کرو چابک نے ماہ رخسار کی زبان مین سوزن دی ایک خیمے مین لا کر قید کیا ماہ رخسار کو جو ہوش آیا زبان مین سوزن ہی سر ٹکرا رہی ہی غل مچا رہی ہی کہ مین پاس مجمر کے جاؤنگی یہان مجمر کو ہرکارون نے خبر دی کہ ماہ رخسار کو گرفتار کر لیا ایک خیمے مین قید کیا ہی وہ سر ٹکرا رہی ہی مجمر نے کہا کہ دیکھو تدبیر ہوئی جاتی ہی یہ کہکے دو گولے جھولی سے نکالے چابک تو لشکر جہانگیر سے نکل کر بھاگا درہ کوہ مین آکر ٹھہا کہ مجمر نے گولہ مارا وہ گولہ لشکر اسلام پر جا کر پھٹا دھوان نکلا دوسرا گولہ پھینکا وہ بھی جا کر پھٹا اُس سے بھی دھوان نکلا جہانگیر اپنے مقام پر کھڑے تھے سر لئے گھوڑے سے کود کے پکار کر آواز دی کہ ای چابک کہان ہو چابک درہ کوہ مین کھڑا تھا فوراً آواز دی کہ غلام حاضر ہی جہانگیر نے کہا کہ مین پرورش خداوند کو یاد کرتا ہون کہ کیا کیا میرے حال پر عنایت فرمائی قمر عشرت مرحمت ہوا مجھے لوگون نے ناحق برگشتہ کیا کہ مین مقابلہ ملازم قدرت مین آیا اب پاس مجمر کے جاتا ہون وہ میری خطا قدرت سے معاف کرا دیگا یہ کہکر جہانگیر پیدل چلے جس ملازم نے روکنے کا ارادہ کیا آواز دی کہ ہٹ جا مجکو اختیار ہی یہ کہکر جہانگیر سامنے مجمر کے آئے کہا ای مجمر آتشخوار مین تجھ سے اقرار اطاعت خداوند ہفت پیکر کرتا ہون کہ مجکو خدمت مین خداوند ہفت پیکر کی لے چلو مین عذر کر لونگا مجمر نے کہا کہ ای شیر بیشۂ سپہ سالار قدرت تم پر نہایت عنایت قدرت ہی لیکن خیال کرو کہ تم قمر عشرت سے شکار کا ٹیلہ گرتے تھے اور یہ لڑائیان شروع کر دین پس شرمندہ ہو تا ضرور ہی ہتھکڑیان بیڑیان منگاؤن انکو پہن لو تب میرے ساتھ چلو مین خدمت خداوند مین پہونچا دون

یہ کہکر آہنگر کو آواز دی ہتھکڑیان بیڑیان حاضر ہوئین جہانگیر نے اپنے ہاتھ سے خوشی خوشی ہتھکڑیان پہنین
بیڑیان پاؤن مین آراستہ کین جب ہتھکڑیان بیڑیان پہن چکا طوق بھی گلے مین پہنا زنجیر ہلانے لگے غل
مچانے لگے آواز دی کہ اے مجمر تو نے میرے ساتھ مکر کیا مین ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہون مجمر نے
ملازمون کو آواز دی کہ ماہ رخسار کو ڈھونڈھکر لاؤ ان دونون عاشق و معشوق کو ایک ارابے
پر سوار کرو اس ذلت سے انکو لیجاؤ کہ دیکھنے والے عبرت کرین بندگان خداوند کو معلوم ہو کہ
گنہگار آئے ملازمان مجمر آتشخوار ماہ رخسار کو لائے زبان مین سوزن ہی قلب پر ہجوم رنج و محن ہی
جہانگیر کو جو قید دیکھا منہ پیٹ لیا ارشاد کیا کہ اے شہریار کیا ہوا جہانگیر نے طرف مجمر آتشخوار کے
اشارہ کیا کہ اس ظالم نے مکر سے مجھکو قید کیا اب چلو سامنے ہفت پیکر کے آفت برپا کرینگے اہل لشکر
پر یہ گذری کہ دھوئین نے سارے لشکر کو گھیر اسپ بیٹھ گئے خاک منہ پر مل رہے ہین پریشان
غل مچا رہے ہین کنیزان ماہ رخسار خاک پر لوٹ رہی ہین لشکر کو اس حال مین چھوڑکر مجمر نے ایک ارابے
پر دونون عاشق و معشوق کو سوار کیا ہامان انتقام کرتا ساتھ ہی اس کر و فر سے مجمر گینڈے پر سوار ہو اطراف
طلسم ہفت پیکر کے چلا چابک بھی فقیر بنا ہوا ساتھ ہی جس منزل پہ مجمر اترتا ہی چابک صبا رفتار
بہ شکل خدمتگار اس بارگاہ مین جاتا ہی مجمر کو نہین پاتا ہامان بیٹھا ہی اور سردار بھی حاضر ہین چابک خوف
سے کسی سے پوچھتا نہین کئی منزلین اسی طور سے گذرین پانچوین منزل ہی ایک صحرا مین جاکر مجمر اترا
جب لشکر اتر چکا قیدیون کو قید خانے مین چھوڑ آپ ٹہلتا ہوا ایک جانب چلا چابک نے جو
دیکھا پیچھے عقب مین چلا تھوڑا راستہ طی کرکے سامنے ایک باغ کے پہونچا کنیزین دروازے پر حاضر تھین
انھون نے جھک کر سلام کیا کہا کہ اے شہنشاہ مجمر آپ کو ملکۂ عالم یاد کرتی ہین بعد عرصۂ دراز کے آپنے
سرفراز کیا مجمر آتشخوار نے کہا کہ جاکر ملکہ سے عرض کرو کہ نیاز مند حاضر ہی چابک صبا رفتار نے
عیاری کرکے ایک کنیز کو بیہوش کیا اسکی شکل بنا ہوا کنیزون مین کھڑا ہو تھوڑے عرصے کے بعد ایک
کنیز دوڑتی ہوئی آئی عرض کی کہ حضور تشریف لیچلیے مجمر اندر چلا چابک بھی بہ شکل کنیز ساتھ ساتھ ہی وسط
باغ مین پہونچا باغ نہایت آراستہ چہار جانب باغ مین روشنی سرو چراغان پر جوبن بہار پر گلشن
مجمر دیکھتا ہوا سامنے چبوترے کے پہونچا دیکھا کہ ایک نازنین مسند پر مثل طاؤس طناز سرگرم
ناز و نیاز دریائے حسن مین غوطہ مارے اوسکے گلے مین آڑی ہیکل طوق جسمین چاند سورج وہ گلے مین

پڑا ہوا بڑی بڑی آنکھین سرمہ دنبالہ دار زیب چشم نہایت مغرور مجمر کو جو آتے ہوے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی مجمر کا استقبال کیا لا کر مسند پر بٹھایا گا ئنون سے اشارہ ہوا گا ئنون نے غزلین شروع کین اشعار وصل و ہجر جو گائین عاشق و معشوق کی طبیعتین بھر آئین دونون کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے گا ئنین بدلی جاتی ہین جب چابک نے دیکھا کہ ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی عاشق معشوق کو دیکھکر بے خبر ہی چابک نے اتنے عرصے مین ایک گائن کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا مجمر سے آنکھ ملا کر یہ غزل عاشقانہ بصد اشتیاق شروع کی

نظم

صبح محفل مین جو ذکر گیسوے جانانہ تھا　　　پنجۂ خورشید تابان پر گمان شانہ تھا
سحر تھا رقص پری رو نغمہ تھا جادو نما　　　ہر بشر دیوانگی سے مین غرض دیوانہ تھا
خواب مین نیرنگی عالم نظر آئی مجھے　　　ق　　　شہر دیکھا اک عجائب جس جگہ ویرانہ تھا
ایک سو سبزہ مصفا اک طرف آب روان　　　میکدہ مسجد کہین کعبہ کہین بتخانہ تھا
جلنے جاتے اک طرف دیکھی عجب بزم طرب　　　جو مہیا اُس جگہ سامان تھا سب شاہانہ تھا
دخت رز ہاتھ کہین جلوہ کہین ساغر کا دور　　　جو بشر تھا محو ذوق بادۂ مستانہ تھا
مجکو بھی جام صبوحی بھر کے ساقی نے دیا　　　کیا کہون کیا ذائقہ تھا جسپہ دل دیوانہ تھا
جوش مستی سے گرا جسدم زمین پر یک بیک　　　ہو گئے نشّے ہرن دیکھا وہی ویرانہ تھا
ہامد ہو کیا پو چھتے ہو تم بقول اوستاد　　　خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

اس رنگ مین چابک نے یہ غزل گائی عاشق و معشوق رونے لگے گلرخسار نے کہا کہ ای شبلو آج تو تو نے خوب آفت برپا کر دی کیا غضب کے اشعار گائے دل بیقرار کر دیا چابک نے اور غزلین گائین ساری محفل تعریفین کر رہی ہی مجمر بھی ہوش بُھلا ہی چابک نے دست بستہ عرض کی لونڈی ساقی گری خوب کرتی ہی میخانے کی کلید مجھے مرحمت ہو تو مین حضور کو تماشا دکھاؤن ملکہ نے کنجی دی چابک جھپٹ کر میخانے مین آیا شراب تقسیم کرنا شروع کی چند گلابیان آراستہ کین کشتی مین لگا کر محفل مین آیا مجمر تعریفین کرتا ہی کہ ای شبلو کس مزے سے شراب لاتی ہی خواہ مخواہ جی چاہتا ہی کہ پیے چابک نے دوسری اسی زمین مین غزل عاشقانہ گائی گت بھی خوب ناچا جُھک کر جام لبریز کیا سر پر رکھا ٹھوکرین توڑے لیتا ہوا آگر سامنے مجمر کے جُھکا یا عرض کی کہ ایسے شاہون کو سر سے شراب پلانا چاہیے مجمر نے دونون ہاتھ بڑھا کے بے اندیشۂ انجام جام لے لیا محبت معشوق مین

مبہوت بیٹھا تھا کسی سحر کا خیال نہ کیا بے اندیشۂ انجام جام پی گیا چابک نے دوسرا جام گلرخسار کو دیا
یہ تعریفین کرنے لگی خوشی خوشی جام پی گئی اب تو چابک نے دورہ باندھا کنیزون کو بھی پلانا شروع کیا تھوڑے
عرصے مین ساری صحبت کو شراب پلائی جو کنیزین شراب اٹھا کے گئی تھین وہ درختون کے نیچے بیٹھی پی رہی ہین
کوئی یہ کہکر دوڑی کہ جانور اڑا جاتا ہے دوسری یہ کہکر اٹھی ارے درخت گرا چاہتا ہے جا اٹھی وہ گرکر بیہوش
ہوئی تھوڑے ہی عرصے مین سب کنیزین بیہوش ہوئین یہان گھبرا کے مجمر اٹھا یہ کہتا ہوا اے خداوندا کیا ہوتے
ہین تا زمین بھی اٹھی اٹھتے ہی دونون گرے گرکے بیہوش ہوئے چابک خنجر برہنہ لیکر اٹھا اوّل اسنے مجمر کو
قتل کیا جب مجمر کو خنجر مارا اور سر مجمر کا کٹا ایک آواز ہیبت ناک آئی درخت جلنے لگے زمین سے شعلہ ہائے آتش
نکلنے لگے تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام تھا مجمر آتشخوار ہو واب روشنی ہوئی چابک نے گلرخسار کو
بھی قتل کیا اسکے مرنے پر بھی اندھیرا ہوا کنیزون کو قتل کرنے لگا ملکہ ماہ رخسار خیمۂ سلطانی مین بیٹھی ہوئی تھین
کہ یکایک دندناتا ہوا زمین کانپی زبان سے خود بخود سوزن نکل گئی ماہ رخسار نے کہا ای شہریار معلوم ہوتا ہے
مجمر کو کسی نے قتل کیا طریقے سے معلوم ہوتا ہے میرے ہوش وحواس درست ہین یہ کہکے ماہ رخسار نے ہاتھ
ہلایا قید جہانگیر بھی کٹ گئی جہانگیر اپنے مقام سے اٹھے ماہ رخسار بلند ہوئی سحر کرنے لگی جسکو دیکھنا
پتھر برسنے لگے لشکر والے یا تو پڑے سوتے تھے آنکھ جو کھلی معلوم ہوا ہوائے تند چل رہی ہے پتھر برس رہے
ہین ایک طرف سے نعرۂ شیر کی آواز آئی منم شاہزادۂ جہانگیر والا تدبیر صاحب علم وشان اور فرزند
صاحبقران والی قاف دنیا یہ کہکر خیمے گرانا شروع کیے ہزارہا کافر جلے خیمون مین دبکر مرے اب جو ساحر
اٹھے بھاگنے لگے اندر سے کنیزونکو قتل کرکے چابک نکلا نکلتے ہی دیکھا اسنے کہ جہانگیر لڑ رہے ہین یہان
سے ملکہ ماہ رخسار سحر کر رہی ہین جادوگر بھاگ رہے ہین چابک نے حقہ ہائے آتشبازی مارے سیکڑون
جادوگر جلے ہامان کو بھی ہوش آیا یہ تو محبت جہانگیر مین کامل ہے چوب سنگی اسکے گلے مین پڑے تھے انکو توڑکر
پھینکا یہ بھی نکلکر لڑنے لگا سحر جو کیا سب طرف سے جادوگر بھاگے تھوڑے عرصے مین دیکھا خیمے بارگاہین
پڑی رہگئین جادوگر سب بھاگ گئے ماہ رخسار وجہانگیر وہامان وچابک اب آمادہ ہوئے ماہ رخسار
نے تخت سحر تیار کیا اسپر جہانگیر وچابک وہامان کو سوار کیا ایک سحر کیا اژدرہان آتش فشان پیدا ہوئے
انھون نے بارگاہون کو اپنی پشت پر لاد لیا مجرے کروفر سے لشکر مین اپنے آئے دیکھا اہل فوج سے
ہاتی باتی سب حیران ہین کہ جو ساحر شاہزادے کو گرفتار کرکے لیگیا تھا شاید وہ مارا گیا جب تو ہم لوگون نے

رہائی پائی اس خیال میں تھے کہ آسمان سے تخت آکر ماہ رخسار کا پہونچا لشکر میں خوشیاں ہونے لگیں ایکدن
وہاں مقام کیا دوسرے دن کوچ کیا سامنے ایک قلعے کے آکر پہونچا اُس قلعے کا حاکم سفاک تیرہ درون
قلعے سے دیکھ رہا ہی کہ ایک لشکر آتا ہی آکے اُسی صحرا مین اُترا ایک طرف ملکہ ماہ رخسار فروکش ہوئین ہامان بھی
اُترا سفاک نے ہرکارے بھیجے ہرکارون نے آکر خبر دی کہ فرزند صاحبقران ساحر و غیر ساحرون کو تسخیر کرکے
طرف ہفت پیکر کے جاتے ہین یہ سُنکر سفاک نے کہا اپنے ڈانڈے سے نہ جانے دونگا لاکھ سوار و پیدل
کا لشکر لیکر قلعے سے باہر نکلا کہلا بھیجا اے فرزند صاحبقران مین نے سُنا ہی کہ آپ ساحر و غیر ساحرونکو لیکر طرف
ہفت پیکر کے جاتے ہین میرا قلعہ راہ مین ہی مین اپنی طرف سے نہ جانے دونگا جہانگیر نے سُنکر جواب سخت دیا
کہ جا کر سفاک سے کہو جو کچھ منظور ہو ہمکو روکین یون چلے بھی جاتے مگر اب قلعہ فتح کرکے جاوینگے سفاک
اپنے مقام پر ہنسا کہا ایک جادوگر ایسا ایک جادوگرنی جو ساتھ ہی اُسکا گھمنڈ ہی وہ تدبیر ہو کہ وہ لوگ دخل بھی
نہ دیسکین یہ کہکر طبل جنگی بجوایا جہان بھی خبر سُنکر طبل جنگی بجا دونون طرف تیاریان ہونے لگین سفاک پہر
رات رہے ایک تنہائی کے خیمے مین آیا بلک بلک کے دعائین کرنے لگا پکارتا ہی یا خداوند ہفت پیکر فرزند
حمزہ کے ساتھ ساحر ہین پھر مردہ ہو سحر کا مجھکو بڑا کھٹکا ہی ایسا نہ ہو کہ مین قدرت کے مذہب سے مثل ان
لوگون کے پھرون یہ نہین چاہتا بلک بلک کے دعا کی نام ہفت پیکر کا لیکر پکارا کیا صبح کو گینڈے پر
سوار ہوا مع فوج ایک لاکھ جوان مسلح ہوکے میدان مین پہونچے جہانگیر بن صاحبقران سوکر اُٹھے نماز
پڑھکر سلاح جسم پر آراستہ کیے بیرون بارگاہ آئے دریافت کرتے ہین کہ صاحب کیا ہوکہ گذرا کہ ابھی تک ماہ رخسار یا
ہامان نہین آئے کہ کنیزان ماہ رخسار روتی ہوئی آئین کہا حضور ملکہ کو تپ محرقہ ہی بیہوش پڑی ہین یہ سنکر
جہانگیر کو بڑا ملال ہوا کہ ملازمان ہامان حاضر ہوے عرض کی ہامان کے سینے مین درد ہی وہ حاضر نہین
ہو سکتے جہانگیر ناچار فوج کو لیکر میدان مین آئے سب غیر ساحر ساتھ ہین میدان مین آکر دیکھا سفاک تو
میدان مین آچکا ہی صفین آراستہ کر رہا ہی جہانگیر نے بھی لشکر کو ٹھہرایا صفین جمین نقیبون نے نقابت کرنا
شروع کی سفاک نے گینڈا نکالا چالاک گوشۂ صحرا سے دیکھ رہا ہی کہ سفاک جو میدان مین آیا ایک
زاغ سیاہ نخل سے اُڑکر جنگل مین آیا چالاک نے اُس زاغ کا پیچھا کیا عقل سے کہتا ہی ایسی زاغ کی ذات سے
کچھ فتور ہی چالاک نے ایک گوشے سے چھپکے دیکھا وہ زاغ نخل سے اُترا قلابازی کھا کے ایک جادوگر
کی شکل بنا جھولی سے اسباب سحر نکالا بیٹھکر سحر کرنے لگا چالاک نے دیکھا اُس کے دانے اسپند

پھینک رہا ہی اسم سحر پڑھتا جاتا ہی چابک کنارے آیا اور رنگ و روغن عیاری کا چھڑا کر سفاک کی شکل بنا دوڑتا ہوا سامنے اُس ساحر کے آیا پکار کر کہا اے بھائی تمنے سب کچھ خوب کیا ماہ رخسار وہامان میدان کارزار مین نہین آئے کیا عمدہ سحر کیا لیکن جہانگیر بن صاحبقران کچھ پڑھتا ہوا میدان مین آیا ہی معلوم ہوتا ہی پسر حمزہ ساحر ہی اُس ساحر نے کہا اے سفاک مسلمان سحر کو برا جانتے ہین وہ کبھی سحر نہ کریگا بے خوف جا کر مقابلہ کر فوراً غالب آئیگا مین ڈرتا سا گھبرا رہا ہون تیرا اندر بڑھا رہا ہون جاتے ہی غالب آئیگا باپ اُنکا حمزہ عرب صاحب اسم اعظم الٰہی ہی یہ جوان کوئی بات نہین جانتا چابک نے کہا تمھارے کہنے سے تسکین ہوئی اب مین جا کر اُسکو تو کون اُسکا نام لون اور پکارون ساحر نے کہا ہان جاؤ جب تو سفاک نے گلابی شراب کی بغل سے نکالی کہا لو بھائی ایک جام تو پی لو تمنے اسوقت خوش کر دیا جام لبریز کر کے پیش کیا ساحر بے اندیشۂ انجام پی گیا گھبرا کر اُٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا چابک نے اپنے نام کا نعرہ کیا اور جھپٹ کر خنجر مارا ساحر کا شکم چاک فقط پاک بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کُشتی ملا نام مین زاغ جادو بود صحرا مین تو یہ ساحر مارا گیا چابک اُچکتے ہوئے چلے کہ جا کر آقا سے اطلاع کرون یہان سفاک میدان مین نکلا پکار کر آواز دی پسر حمزہ کہان ہی نکلے تو احوال معلوم ہو جہانگیر نے مرکب نکالا سفاک سے نیزہ چلنے لگا ایک مقام پر کن دیگر جہانگیر نے نیزہ مارا سینے کو توڑ کر پار گزرا اکھیڑ کر زمین پر مارا کہ استخوان چور چور ہوئے فوج والے سفاک کے دوڑ پڑے ادھر ماہ رخسار اور ہامان نے بھی صحت پائی خبر سُنی کہ آقا سے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی آ کر شریک ہوئے علم فوج سرنگون کیا فوج مین الامان الامان کی صدا بلند ہوئی جہانگیر نے تلوار روکی قلعے مین داخل ہوئے قلعۂ سفاکیہ مین علمداری کی بارگاہ مین استادہ ہوئین سفاک کا بیٹا اور ساک فیل زور اُسکو بلوا کر تخت پر بٹھایا دیر بُت کدے گرا کے مسجد دنکی بنا ہوئی جہانگیر نے کہا اگر قلعہ بھی خدا نے دلوا دیا وقت بیوقت جو ضرورت پڑے تو مقام سکونت دستیاب ہوا اے ہامان اب یہان درستی کر کے تیاری کر کسیطور سے تا بہ طلسم ہفت پیکر ہو پہنچین ہامان نے عرض کی کل سامان تیار ہی حضور کے حکم کی دیر ہی جسوقت مناسب ہو کوچ کیجیے مگر طلسم ہفت پیکر ایسا سخت مقام ہی کہ جہان گزر انسان کا ناممکن ہی جہانگیر نے کہا خدائے بزرگ است ہم انشاءاللہ اُسطرف ضرور جائینگے ہامان نے کہا بسم اللہ ہم سب برائے جانبازی موجود ہین جہانگیر تیسرے دن مع ہامان ساتھ لیے بارگاہ مین خیمے سراپردے اُٹھا کر بارگاہ کا ہامان لیکر آگے بڑھا ماہ رخسار

ابر مین مخفی ہو کر بارہ چودہ ہزار جادوگر جانان صعب شکن بڑے شور و شور سے طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے ہین کر وقت پر انکا حال تحریر کیا جائے گا •

دو کلمۂ داستان حیرت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کا مع لشکر پہونچنا قریب قلعۂ بیم جادو باقی حالات متعلقہ داستان ہذا غزل مصنف عوض ساقی نامہ

بیتابیان یہ برق جہان تاب مین نہین
جو دل مین اضطراب ہو سیماب مین نہین

امید ہین رہنے دیتی ہین کب دل مین یاس کو
دشمن کا دخل صحبت احباب مین نہین

آہون کی گرمیون سے ہو خشک اپنی چشم تر
پانی کا قطرہ دیکھیے گرداب مین نہین

آہون کے اڑ رہے ہین شرر کیا شب فراق
ایسی چمک تو کرمک شب تاب مین نہین

بیتاب شجر سے گرتے ہی ہوتا ہی پائمال
بربادہی جو صحبت احباب مین نہین

وقت مین یاس حسرت و ارمان ہین میرے پاس
اسباب اور عالم اسباب مین نہین

کیا غفلتین ہین اہل جہان کو ہزار حیف
ہین بے خبر خیال عدم خواب مین نہین

چہرے سے کیا حضور کے عاشق مثال دین
یہ زرق برق عارض مہتاب مین نہین

آنکھین پھری تھین دل بھی ہوا مجھ سے منحرف
نام وفا کہین دل احباب مین نہین

دریاے اشک چشم مین جو زور و شور ہین
جوش و خروش یہ کسی سیلاب مین نہین

خال سیہ کا جو رخ تابان پہ ہی فروغ
تارونکی یہ چمک شب مہتاب مین نہین

داغون سے عشق خال کے خالی فرق ہین
تل بھر جگہ مرے دل بیتاب مین نہین

خواب عدم سے کون جگائیگا ای قمر
اپنا خیال خاطر احباب مین نہین

چہرہ رہروان منازل جانبازی وطی کنندگان مراحل عشقبازی اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مرصع خیال سخن آفرین ✦ سخن رابکرسی نشانند چنین ✦ تحریر ہوا ہی کہ شاہزادۂ بدیع الزمان فرزند رشید صاحبقران مع فوج ظفر موج طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے تھے ہر وقت قاسم کا خیال ہفت پیکر پرست ہونے کا ملال ہر منزل پر یہی فرماتے ہین پروردگار مجھکو جلد پہونچا کہ قاسم کی رہائی اُسکے شعبدے سے ہو دو شیر بھی حق مین آئے وہ بھی جرأت دکھائے دسوین منزل تھی

ایک صحرا مین جو اکر اُترے نوبت نقارے بجے بیلدئے دو کوس پر ایک قلعہ ہو کہ قلعۂ امید و بیم اُسکو کہتے ہین
عین راہ طلسم ہفت پیکر پر واقع ہوا ہی جو بیم جادو اُس قلعے کا حاکم و ناظم ہی بالاے قلعے سے اُسنے دیکھا
ایک لشکر اُتر رہا ہی ہرکارے سے اشارہ کیا دریافت تو کر ہرکارہ گیا اور آکے خبر دی کہ فرزند امیر والا
تدبیر شاہزادۂ بدیع الزمان طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے ہین اُسیوقت اُسنے حکم دیا لشکر تیار رہو
ہم اپنی سرحد سے نہ جانے دینگے مقابلے مین آکے اُترا جبل جنگی بجایا اُمیہ بن عمرو عیار بدیع الزمان
صورت بدلکر لشکر مین آیا پھرتا ہوا قریب بارگاہ بیم جادو ہو نکا پشت پر ایک سبزہ پڑا تھا وہان بیٹھکر ایک
نقب لگائی بہو نقب کا جا کر بارگاہ بیم جادو مین تو زرا دیکھا پڑا سو رہا ہی چپت کے قریب آیا کانٹے سے دو مثال
ہٹایا جا با بیہوش کردن کہ بیم نے آنکھ کھولدی کہا ارے تو کون ہی اُمیہ بھاگا بیم اُٹھکر پیچھے دوڑا طلاے پر
ورقاے زنجیر خوار رہتا اُمیہ بھاگا ہوا آتا ہی ورقا نے آوازدی ای اُمیہ کیا ہی اُمیہ نے جواب دیا کہ منہ سے کہے
کہ بیم جادو میری فکر مین آتا ہی کہ بیم کوٹک کے گرا اُمیہ کی کمر مین پنجہ دبا کے اُڑا ورقا نے تیرباران تیر اُلٹا
پلٹ کر ورقا پر جا کے گرا ورقا کو معلوم ہوا کہ ایک عقاب گرا ورقا کی بھی کمر مین پنجہ دبا لے اُڑا ورقا و اُمیہ
کو اُٹھا لیگیا لشکر مین غل ہوا کہ امیہ و ورقا کو بیم جادو اُٹھا لیگیا بدیع الزمان بارگاہ سے نکل آئے
دریافت کیا احوال معلوم ہوا امیہ نے جا کر عیاری کی بھاگا ہوا آیا بیم جادو اُمیہ و ورقا کو اُٹھا لے گیا
بدیع الزمان نے کہا ساحرونکے عجائب و غرائب تو ایسے ہی ہوتے ہین رنجیدہ بیٹھے بارگاہ مین آکر جب رات گذری
صبح کو لشکر تیار کیا میدان کارزار مین آئے دیکھا بیم جادو لشکر سمیت میدان مین آیا صفین آراستہ ہوئین
بیم نے بعد صفوف آرائی گیشا نکالا پکار کر آواز دی ای فرزند رشید صاحبقران بہتر یہ ہی کہ چلے پلٹ
جایئے ورنہ میرے مقابلے مین آیئے آج ہی قید تمہاری روانہ کردونگا بدیع الزمان نے مرکب نکالا
جیسے ہی مقابلے مین بیم کے پہونچے بیم نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر یہ پسر حمزہ میرے مقابلے مین
آتا ہی میری مدد کیجیے پسر حمزہ کو بلایئے ایک عقاب گرا بدیع الزمان کو اُٹھا لیگیا بیم نے پکار کر آواز دی اور
کوئی میرے مقابلے مین نہ آیا فضل بن گیلا ہیر خون آشام مرکب اُڑا کر جاہتا تھا قریب بیم کے پہونچن
دیکھا بیم جادو ہونٹھ ہلا رہا ہی فضل نے تیر بارانہ تیر اُلٹا پلٹا پنجے کمر مین فضل کے دبا اُٹھا کر لیگیا ساتون بھائی فضل
کے پے در پے مقابلے مین بیم کے نکلے عقاب اُٹھا کر لیگیا قارن بلند کمان نے سردارونکو روکا کہ مقابلے مین ایسے
شخص کے نہ جاؤ جو جاتا ہی اُسکو عقاب اُٹھا لیجاتا ہی اب جانا بیکار ہی وہ پھر ڈھلے بیم پلٹا پکار کر آواز دی ای

قارن کل میرے ہاتھ سے کہان جاؤ گے کل سبکو گرفتار کرونگا یہ کہکے پلٹا آکے اپنے سردارونکو حکم دیا قیدیون
کو اچھی طرح سے رکھنا کل سبکو گرفتار کرونگا میرے ہاتھ سے کہان جا سکینگے ایک سردار ہو کہ نہنگ خونریز اُسکا
نام ہو ایک گوشے سے سرداران بدیع الزمان کو لایا ہیم نے حکم دیا کہ لیجا کر قید کرو نہنگ خونریز سبکو لیکے آیا
آکر ایک خیمے مین قید کیا چالیس ساحر اُسی مقام پر چھوڑ کے آپ چلا گیا کہا تو نے کہدیا ہوشیار رہنا کل شہنشاہ
ہمارے سبکو گرفتار کرلینگے ان سبکو خدمت خداوند مین روانہ کرینگے دیکھین کون سردار لیکر جاتے یہ کہکے نہنگ
چلا گیا جمعدار دروازے پر بیٹھا ہوا طبلہ بجا رہا تھا اُمیّہ نے کہا جمعدار صاحب آپ خلاف قاعدہ بجاتے
ہین جمعدار نے کہا ارے قیدی تجھے بھی طبلہ بجانا آتا ہی اُمیّہ نے کہا دوستون مین کچھ سیکھا تھا لیکن قاعدے
سے جانتا ہون جمعدار نے قریب بلایا اُمیّہ پاس آیا اُمیّہ نے کہا ہتھکڑیان بیڑیان جدا کیجیے تو مین
طبلہ بجاؤن جمعدار نے ہتھکڑیان بیڑیان اُمیّہ کی اُتار دین جانتا ہی چالیس آدمی بیٹھے ہین کہان جا سکیگا اُمیّہ
نے منجکر طبلہ بجایا ایک غزل سنائی سب تعریفین کرنے لگے اُمیّہ نے کہا جمعدار صاحب بے نمک کی صحبت ہی
شراب کا چرچہ کیجیے میرے پاس دو روپے ہین منگائیے جمعدار نے خوش ہوکر دو روپے لیے شراب منگالی کہا
ارے دُبلے پتلے ہم تجھکو رہا کرا دینگے تو خدمت مین ہیم جادو کی رہنا اُمیّہ نے کہا مجھے نوکر رکھا دیجیے
تو بڑا احسان ہو اُمیّہ نے شراب مین بیہوشی ملائی سبکو پلانا شروع کی جب سب پی چکے بیہوش ہوکر گرنے لگے
اُمیّہ نے سبکے سر کاٹے آکر بدیع الزمان وغیرہ کی قید کاٹی کہا ای شہریار نکل چلیے آٹھ نو سردار اُمیّہ سے آگے
آگے سبکو لیکر چلا جب لشکر سے باہر نکلا سامنے ایک کوہ نظر آیا کوہ سے ایک گینڈا دوڑتا ہوا آتا ہی سردار آگے
بڑھ گئے کہ ہم گینڈے کو مارلین جیسے قریب گینڈے کے ہوئے گینڈے نے منھ پھیر دیکھا ہیم جادو سامنے
کھڑا ہی سحر کر رہا ہی سب اُسی مقام پر گرے لشکر والون کو آواز دی لشکر سے کئی ساحر آئے نہنگ خونریز
سے کہا تمنے حفاظت نہ کی چالیس آدمیونکو مار کر عیار سبکو لیچلا تھا مجکو میرے سحر نے خبر دی مین اس مقام پر
ہو پہنچا لیجا کر قید کرو نہنگ خونریز سبکو لیکر قید خانے مین آیا لاکر قید کیا آپ بارگاہ مین گیا نقارہ زری
دونون لشکر مین بج چکا ہی قارن بلندکمان لشکر بدیع الزمان مین تیاریان کر رہا ہی یہ خبر بھی ہرکارون نے
پہونچائی کہ اُمیّہ نے عیاری کی آخر یہ انجام ہوا کہ وہ سب کو گرفتار کر لیگیا قارن نے کہا کل میدان مین
جا سکینگے ہم بھی مثل آقا گرفتار ہونگے ــ دیکھئے جرأت دکھلیگا جب صبح ہوئی دونون لشکر میدان کارزار مین آئے
قارن بلندکمان سبکے آگے بڑھکر کھڑا ہوا اس خیال سے کہ جب ہیم آئیگا مین اُسکے مقابلے مین جاؤنگا

وہی طائر آئیگا اُٹھا لیجائیگا مقابلہ نہ ہوسکیگا یمیم نے گیند اٹھا لا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے قارن
نے جا کا گیند اٹھا بڑھا مگر ان کو سب سردار گرد آگئے کہنے لگے غضب ہے قارن کیسے مقابلے مین جاؤگے کیا کروگے اُسنے
سحر کر رکھا ہی عقاب آتا ہی آدمی کو اُٹھا لیجاتا ہی کون ایسے مکار سے مقابلہ کرے قارن کہتا ہی اُسکی بات کا
جواب تو دین مبارز طلبی کر رہا ہی آسکے سامنے جاتے ہین جو کچھ ہی ملک کے قانون مین توقف نہ آئے سردار بیقرار
ہین پروردگار سے دعا مانگ رہے ہین بیقرار ہوکر پکار رہے ہین ای رب کریم رحم کر اس ظالم سے بچائے **نظم**

گر بندۂ مطالب خود از خدا طلب	در دل مدار جز خدا ما سوا طلب
مددکار ہر چہ ہست ترا از خدا طلب	مطلب طلب مراد طلب مدعا طلب
در دل امید نیک و بد از بندگان مدار	گر بندۂ خدائی و مرد خدا طلب
گردن مکش ز حکم الٰہی و دم مزن	سر نہ بخاک عجز و ہمیشہ رضا طلب
ہر مطلبے کہ ہست ز مطلوب خویش خواہ	ہر مطلبے کہ ہست ازان آشنا طلب
آرام جان ز حضرت جانان سوال کن	تسکین کی ز درگہ آن دلربا طلب

بیقرار ہوکر جو سب نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا قضائے کار نقابدار زرین پوش جنگل مین شکار
کھیل رہا تھا عیار نے خبر دی کہ لشکر بدیع الزمان تباہ ہوتا ہی نقابدار نے باگ پھیری باز سفید سر پر
سایہ فگن بارہ ہزار جوانان صف شکن ہمراہ آتے ہی مرکب بڑھایا لیکن اسم اعظم پڑھتا ہوا سامنے یمیم کے
پہونچا آواز دی او مکار سحر سے مقابلہ کرتا ہی پھر سحر کر ہر چند یمیم سحر کرتا ہی عقاب آسمان پر آتا ہی باز سفید منہ
کھولکر جا چھٹتا ہی عقاب پر جا پڑوں عقاب بھاگ جاتا ہی باز گرد سر پھر رہا ہی باز نہین آتا ہی جا چھٹتا ہی عقاب
میرے آقا کے قریب آئے تو اسکو مارون نقابدار قریب یمیم کے پہونچا آخر کو یمیم نے چند والے ماش کے
نقابدار پہ پھینکے شعلے بھڑکے لیکن نقابدار پر تاثیر نہ ہوئی کئی مرتبہ دستک بھی دی کوئی مراد حاصل ہوئی
اتنے نقابدار نے قریب ہوکر نیزہ مارا اسم اعظم ورد زبان ہر سینے پر یمیم کے تراپت کو توڑ کر پار گذرا اُٹھا کر
نقابدار نے زمین پر مارا استخوان چور چور فی النار ہوا ملازمان یمیم جو سامنے کھڑے تھے نیزا لیکر آئے
نقابدار بھی مرکب اُٹھا کر جا پڑا باز سفید نے کسیکو پنجہ مارا کسی پر منقار مار دی ادھر نقابدار قتل کرتا ہوا آتا
ہی ملازمان نقابدار بھی جا پڑے چلے تیر دو گھڑی دو چار کئی ہزار ونکو قتل کیا نقابدار لڑتا ہوا قلب لشکر مین
پہونچا علم نوچ کو قلم کیا وہانسے آکر بدیع الزمان وغیرہ کو چھڑایا کہا ای فرزند صاحبقران بیٹھے خوش

کا مقام ہو اتنے بڑے طلسم پہ چلے ہو اور ایک ساحر سے یہ کیفیت بدیع الزمان نے کہا کہ سحر کی تو چارے
لشکر میں مخالفت ہر ساحر کا سحر چل جاتا ہی میں طلسم ہفت پیکر پر ضرور جاؤنگا نقارہ جلداری بدیع الزمان
کی کرا کے طرف قاف کے روانہ ہوا بدیع الزمان قلعہ امید وبیم پہ آئے حکم کیا اسکو تلاش کرو کہ
اسکو بادشاہ کیا جائے بیم کا بھائی فہیم جادو اسکو بلا کر کہا تمکو بادشاہ کرتے ہیں فہیم نے عرض کی غلام
ساتھ چلیگا پھر بدیع الزمان نے ناچار ہو کر اور کو قلعے کا حاکم قرار دیا اور بادشاہ کیا فہیم کو ساتھ لیا کوچ کیا
ایک صحرا میں آکر اترے رات کو دیکھا جنگل میں دو مقام پر آگ روشن ہے پھر وہ دونوں ملگئیں اندر سے اس
آگ کے شور وغل کی آواز آتی تھی جس سے ثابت ہوتا تھا کہ ہزارہا آدمی لڑ رہے ہیں بدیع الزمان رات بھر
دیکھا کیے صبح کو دیکھا ہزارہا لاشیں مقام پر پڑا ہے دریاے خون جاری معلوم ہوتا ہے رات بھر خوب لڑائی ہوئی
بدیع الزمان حیران ہو گئے کہا کچھ عجب صورت کے لوگ ہیں کالی کالی صورتیں بڑے بڑے قد بعضو کے چار ہاتھ ایک سر
کٹگیا ایک سر جسم پر موجود ہے بدیع الزمان اس عجائب وغرائب کو دیکھکر بہت حیران ہوئے امتیہ نے کہا
یہ مقام دیوزاد اور جنات کا معلوم ہوتا ہے یہاں سے کوچ کیجیے ایسا نہ ہو کچھ آفت برپا ہو بدیع الزمان نے کہا
اسکا دریافت کرنا ضرور ہے شبکو آکر دیکھینگے سب سردار بھی مانع ہوئے بدیع الزمان نے وہ تمام رات کو یہاں
بارگاہ آکر بیٹھے پھر وہ آگیں ظاہر ہوئیں جب وہ آپس میں ملیں اور غل شور ہوا اپنے مقام سے اُٹھے خراماں
خراماں اُس مقام پر آئے سب سردار تو نہ گئے مگر ورقاے زنجیر خوار ساتھ ہے امتیہ بھی کنارے کھڑے
آتا ہی بدیع الزمان قریب آگ کے پہونچے پکار کر آواز دی تم کون لوگ ہو جو آپس میں کشت وخون کر رہے
ہوا ہے کو ظاہر کرو ایک آواز آئی اے جوان تو کون ہے جو ہمسے دریافت کرتا ہے بدیع الزمان نے اپنا
نام بتایا ایک نامدار سامنے آیا کہا اے فرزند رشید صاحبقران ہم آپ کے بندگو نکو جانتے ہیں سلطنت
آسمان پری کو بچایا عفریت کو مارا میں آپسے فریادی ہوں میں بادشاہ چہارم قلعۂ قاف ہوں
نیران جنی میرا نام ہے فولاد دیو کہ زبردستان روزگار سے ہے وہ میری بیٹی پر عاشق ہوا ہے میری یاقوت پری
ہے نام سے فولاد کے ڈرتی ہے ہمارے قلعے کو اُسنے پامال کیا ہم بھاگ کر اس صحرا میں آئے وہ روز لشکر کشی کر کے
آتا ہے ہزار دو ہزار کو قتل کر کے چلا جاتا ہے آج بھی آیا ہے یہ کہکے نیران جنی نے بدیع الزمان کی آنکھ میں لگائی
سرمۂ سلیمانی کی پھیری ورقاے زنجیر خوار نے کہا آقا مجھے بھی ساتھ لیجیے نیران نے ورقا کی بھی آنکھوں میں
سرمۂ سلیمانی پھیرا ورقاے زنجیر خوار کی بھی آنکھ روشن ہوئی یہ کیفیت دیکھا ہزاروں دیوان جنات چیار زاغ نول

برچھے ہاتھوں میں لیے ہوئے جنات کو قتل کر رہے ہیں جنات بھاگتے پھرتے ہیں ایک دیو بڑا قد و قامت
جو بدست کاندھے پر پامال کرتا پھرتا ہی دو دو کو گردن پکڑ کر لڑا دیتا ہی بدیع الزمان نے بڑھکر نعرہ کیا
او دیو مکار کیوں غریبوں کو قتل کرتا ہی دیو فولاد نے جو بدیع الزمان کو دیکھا آواز دی او بچہ حمزہ کہاں جاتا
بڑھکر جو بدست ماری بدیع الزمان نے تیغہ ضرورت سے وار کو قطع کیا چاہا اُسنے کر بھاگون بدیع الزمان
نے ہاتھ مارا دیو فولاد کے دو ٹکڑے ہوئے ورقا بھی لڑتا ہوا آتا ہی امتیہ نے جھنڈے آنکا زی کے مارے
سو دو سو جلے آخر فریاد کرتے ہوئے بھاگے بدیع الزمان نیران جنی کو لیے ہوئے اپنی بارگاہ میں آئے
نیران نے بہت شکریہ ادا کیا کہ آپکی وجہ سے جان و آبرو بچی بیٹی مع چند پریزادوں کے قلعہ چہار مقاف
میں ہی بدیع الزمان نے کہا ای نیران میں راہ میں ہوں طلسم ہفت پیکر کا ارادہ ہی دیکھیں کیا کیفیت ہو
کہ عرض ہوئی دروازے پر ایک جن حاضر ہی نامہ پردہ قاف چہارم سے لایا ہی نیران نے کہا بلاؤ جن اندر
آیا بادشاہ کو سلام کیا نامہ ہاتھ میں دیا نیران نامہ پڑھکر رونے لگا بدیع الزمان نے کہا ای نیران
خیر تو ہی کہا ای شہسوار فولاد جو آپ کے ہاتھ سے مارا گیا اُسکے ملازم لاشہ لیے جاتے تھے راہ میں بھائی
اُسکا شداد مردار خوار ملا اُسنے جو بھائی کا مارے جانا سُنا قلعہ چہارم قاف پر چڑھ گیا بیٹی نے لکھا ہی میں
قلعے میں بند ہوں پریزاد لڑ رہے ہیں اب وہ یورش کریگا تو ہماری جان کیونکر بچیگی بدیع الزمان
کو نام اُسکا یاقوت پری سنکر پریشان ہو ہی رہے تھے کہا ای نیران چلو جلد پہنچو فضل سے تمام قلعے کی
محافظت کر دیں ہم کل کو جا پہنچینگے آگے کوچ کرینگے نیران نے بدیع الزمان کو تخت پر سوار کیا اُسنے کہا میں
ضرور ساتھ چلونگا مہر جنیا نے علیکیا امتیہ ساتھ ہوا نیران کے پانچ سو جن ساتھ ہیں بدیع الزمان کو
لیکر دامن پردہ چہارم قاف کے چلا جہاں شداد مردار خوار نے دو تین روز تو پیغام سلام کیا چھٹے دن
حملہ یورش کیا ایا ملکہ یاقوت پری بالائے قلعہ آئین پریزادوں کو گھبرائے ہوئے ہیں جام زہر بھرکر آگے
اسے رکھا ہی فرماتی ہیں جب وہ بھاگ کے تو آیا میں اپنی جان دیدونگی وہ آکر پائیگا شداد مردار خوار
بلوہ کرکے چلا پریزادوں نے اوپر سے پتھر مارے کئی سو دیو مارے گئے شداد مردار خوار اکیلا چلا پتھروں کو
خالی دیتا ہوا پار خندق کے ہو گیا یاقوت پری نے چاہا کہ جام زہر پی لے کنیزیں لپٹ گئیں یاقوت
نے کہا کیا میری آبرو لوگی جان جانا بہتر ہی غل ہوا میں بیٹھی رہی ہیں شداد چاہتا ہی کہ خندق پر آئے کہ آسمان
سے آواز آئی او مکار رہ گئے دیکھتا ہی ہم شاہزادہ بدیع الزمان فرزند رشید صاحبقران نامدار صاحبقران

سنکر شداد کانپ گیا کہنے لگا جیسے کیا مطلب بھائی صاحب کے خون کا بدلہ لینے آیا تھا نہ بن پڑا اسی نیران
نے بدیع الزمان کو تخت سے اُتارا شداد بھاگ نہ سکا بدیع الزمان کو ایک چوبدست لگائی بدیع الزمان
نے چوبدست قلم کی تُسنے ٹُنڈ کہ کھینچ مارا بدیع الزمان خالی دیکر اُس خونخوار پر جا پڑے اُسنے چاہا بیٹھ پڑے
بدیع الزمان نے ہاتھ مارا شداد کے دو ٹکڑے ہوئے دیوزادوں پر جا پڑے سب دو چار سو دیو
مارے گئے کچھ دیو لاش شداد کا لیکر بھاگے بدیع الزمان بہ فتح و فیروزی طرف قلعے کے چلے
نیران جنی شاہزادے کو لیکر قلعے میں آیا یاقوت پری واسطے استقبال کے آئی نگاہ جو پڑی جمال
بدیع الزمان کو دیکھکر عاشق ہوئی بدیع الزمان کو بھی پسند آگیا نیران جنی بیچ میں ہے دونوں نے
حجاب سے سر جھکائے دزدیدہ نگاہوں سے آپس میں دیکھ رہے ہیں جب دار الامارہ میں یاقوت
تخت پر بیٹھی پریزادیں گرد جمع ہوئیں بدیع الزمان دنگل زرین پر بیٹھے کہ یاقوت نے کہا
شکارگاہ سلیمانی میں کہا ہم شکار ہوا اشارہ کیا کہ آپ بھی مشتاق ہیں وہاں ہمارے اور آپ کی ملاقات
ہوگی اب یاقوت نے پریزادوں کو حکم دیا اسباب شکار کل در دولت پر حاضر ہے سویرے ملکہ
سوار ہوئیں جب ملکہ جا چکیں تو بدیع الزمان نے نیران جنی سے کہا اگر آپ فرمائیے تو ہم بھی واسطے
شکار کے جائیں نیران نے کہا بہت مناسب ہے بدیع الزمان بھی سوار ہوئے آمنیہ کو ساتھ لیکر چلے
مگر ملکہ یاقوت پری شکار کھیلتی ہوئی قریب ایک پہاڑ کے پہونچیں دیکھا درۂ کوہ کھلا ہوا ہے جلدی
آئی ملکہ پشت مرکب سے اُترکر قریب درۂ کوہ آئیں یکایک درۂ کوہ سے ایک غبار بلند ہوا ملکہ اُس
غبار میں غائب ہو گئیں ساتھ کی پریزادیں روئیں ملکہ کو جب نہ پایا روتی پیٹتی چلیں طرف بادشاہ
کے چلیں راہ میں بدیع الزمان ملے کنیزوں نے سب حال بیان کیا یہ سنکر بدیع الزمان
بیقرار ہو گئے کہا وہ مقام ہمکو بتاؤ پریزادیں ساتھ ہوئیں قریب درۂ کوہ کے آئے دیکھا درے میں
سناٹا ہے آمنیہ نے عرض کی اے شہریار مقام طلسم معلوم ہوتا ہے شب کو عبادت کیجیے جو کچھ ہدایت
ہو وہ کیجیے بدیع الزمان نے نہ مانا فرمایا تم باہر ٹھہرو میں اندر جاکر دیکھوں کہ اسمیں کیا شے ہے
یہ کہکے بڑھے جب پاس درۂ کوہ کے آئے دور سے دیکھا کچھ لوگ بیٹھے ہیں ہاتھوں سے منع
کر رہے ہیں کہ اے شخص ادھر نہ آنا بدیع الزمان کب سنتے ہیں آگے بڑھے ایک شخص اُن میں سے اُٹھا
اُسنے ایک چیخ ماری اور آواز دی اے ہمانشان طلسم گلزار سلیمانی یہ آنے والا نہیں مانتا ہے جو لکھکر

اُسنے چیخ ماری آسمان سے ایک پنجہ پیدا ہوا کمرتک بدیع الزمان کی پڑا لیکر بدیع الزمان کو بلند ہوا
بدیع الزمان کی آنکھیں بند ہوگئیں متحیر ہوا سے آنکھ کھل جاتی ہو تو دیکھتے ہیں ایک دیو مجھکو لیے جاتا ہے
چاہتے ہیں اُسکے گریبان میں ہاتھ ڈالوں ہاتھ نہیں اُٹھتا آخر بیہوش ہو گئے بعد تھوڑے عرصے کے جو
آنکھ کھلی دیکھا اپنے کو ایک باغ میں ہوں لیکن باغ ویران کچھ چمن میوہ لوٹے ہیں چند شخص بیٹھے ہوئے
گل چینی کر رہے ہیں اُن سب نے بدیع الزمان سے کہا ای نوجوان تو بھی آ گل چینی کر بے مشقت کہاں
وجہ معاش نہیں ملتی بدیع الزمان نے کہا کیا ہم مالی ہیں جو گل چینی کریں وہ لوگ خاموش ہو رہے
شام کو وہ سب دونے پھولونکے لیکر چبوترے پر آکے بیٹھے تھوڑے عرصے کے بعد ایک پریزاد آئی اُسنے
آکر سب سے پھول لیے دو دو روٹیاں ایک ایک آبخورہ پانی کا دیا بدیع الزمان نے کہا ای
پریزاد ہم بھی تو اسی مقام پر ہیں تونے ہمکو نہ دیا اُسنے کہا یہ سوکھے موٹے ہاتھ پاؤں حرام کا کھانا چاہتے ہو
بدیع الزمان نے ایک طمانچہ مارا کہ پریزاد کا سر اُڑ گیا گرتے گرتے لاش سے آواز پیدا ہوئی کہ ای
صاحبان طلسم گلزار سلیمانی اس جوان کو لینا دیکھنا اسے کئی سے دیوزاد گوشۂ باغ سے پیدا ہوئے
بدیع الزمان اُن سے لڑنے لگے کئی دیو مارے تھے کہ ایک دیو سیاہ رو نے آکر حلق ہائے کمند مارے
بدیع الزمان بندھکر گرے بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان تنگ و تاریک
ہے اپنے کو سلسل و طوق پایا اندھیرے میں گھبرائے دعائیں کرنے لگے دیکھا کہ زمین شق ہوئی ایک
پریزاد نکلی کاسۂ شیر برنج ہاتھ میں ایک ہاتھ میں صراحی پانی کی سامنے بدیع الزمان کے پیش کیا
بدیع الزمان نے کھیر کھائی پانی پیا وہ پریزاد مگس رانی کرتی رہی کہا ای جوان میں تیری خدمتگار ہوں
مجھے تیرے حال پر رحم آیا میں تجھکو نکال لیچلونگی طلسم سے نکلا میں بھی تیرا ساتھ دونگی بدیع الزمان نے کہا
اب طلسم میں قدم آیا ہی بے اسکے فتح کیے ہوئے نہ جائینگے یا موت لیکر آئی ہو یہ پریزاد رونے لگی کہا ای جوان
جسوقت تونے اُس پریزاد کو باغ میں مارا میں الگ سے دیکھ رہی تھی دل پر میرا زور نہیں اُسیوقت سے
گرفتار دام زلف ہوئی دل پر قابو نہیں ہیں تجھکو لیے چلتی ہوں آئندہ تیرا اقبال میں کنیزان ملکۂ آسمان پری
سے ہوں اس طلسم میں آکر پھنس گئی یہاں والوں نے مجھپر طلسم باندھ دیا قیدیوں کی نگہبان ہوں
یہ کہکر کمر میں پنجہ دیا غرق زمین ہوئی نقب سحر سے لے نکلی ایک باغ میں لاکر بدیع الزمان کو پہونچایا
کہا یہاں جبتک نہ چھیڑو بات کو یہاں دُر دانہ پری آتی ہے اُسکے پاس لوح طلسم ہے کسی تدبیر سے اُس سے

لوح حاصل کرو اگر لوح بانی فتاحی طلسم مین معروف ہوتا جہان موقع ہوگا مین بھی اپنے کو پہونچا دونگی ہالی
طلسم بڑے بڑے ساحران غدار مین فکر کرینگے دھوکے دینگے لیکن جو لوح بتلائے تو اُس سے ہوشیار رہنا بخوبی
سمجھا کر وہ پریزاد باغ مین بدیع الزمان کو چھوڑ کر چلی گئی بدیع الزمان درختونکی آڑ مین چھپکر بیٹھے جب
لیلی شب نے زلف عنبرین کھولی باغ مین خود بخود روشنی ہوئی ستارے چمکنے لگے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا
چند پریزادین آئین اُنھون نے آکر چبوترے پر فرش کیا آپ بھی اُسی مقام پر بیٹھین دمبدم طرف آسمان
کے دیکھ رہی ہین کہ یکایک ایک آندھی چلی دیکھا ایک پریزاد کمسن تخت پر سوار مع چند پریزادون کے
آکر پہونچی مسند پر بیٹھی ناچ گانا ہونے لگا اب بدیع الزمان حیران کہ مین اسکے سامنے کیونکر جاؤن
ایسا نہو سحر کرے ایک صندوقچی رکھی ہی کہ دو باغ پر ہلڑ ہوا چند پریزادین دوڑی ہوئی آئین کہا حضور دیو
سیماب بیٹر آگیا کہ آپ اس باغ مین ہین آپ کی تلاش مین آیا ہی کئی سو پریزادونکو مار ڈالا ملکہ گھبرا گئیں اپنے
مقام سے اٹھین چاہتی ہین کہ صندوقچی کو اٹھائین دیو سیماب سامنے آپہونچا دو چار پریزادون نے
جا بار حملہ کرکین دیو سیماب نے انکو مار اکسیکو چیر ڈالا کسی پر لات ماردی ملکہ دُردانہ پری بدحواس
ہوکر تخت پر سوار ہو زمین ادھبا گین دیو سیماب نے کہا ای دردانہ آج کہان جاؤگی وہین پہونچونگا جہان
تم جاؤگی آگے تخت ملکہ دُردانہ کا اور عقب مین دیو سیماب چلا لاشے پریزادونکے پڑے رہگئے اتنے
بدیع الزمان نے دیکھا صندوقچی رکھی ہی اُٹھکر دوڑے صندوقچی کو اُٹھایا اب جو کھولا ایک برق چمکی
تختی الماس کی اسپر لکھا ہوا لوح طلسم گلزار سلیمانی بدیع الزمان نے لوح کو گلے مین ڈالا کہ وہی
پریزاد آکر پہونچی کہا ای شہریار مبارک ہو لوح طلسمی بے مشقت آپ کو ملی لیکن اب فوراً براہ فتاحی
جائیے مین جاکر کہین پر مخفی ہوتی ہون یہ کہکر پریزاد گئی بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا
ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات جب باغ دردانہ سے لوح حاصل ہوا اسم حاشیۂ لوح پڑھنا
اسی باغ مین ایک دریا ظاہر ہوگا اپنے کو دریا مین گرا دو بحکم مالک بحر و بر مقام مقصود تک پہونچوگے
بدیع الزمان نے اسم پڑھا دیکھا غرانے کی آواز ہوئی اور ایک دریائے ذخار موج مارتا ہوا ظاہر
ہوا بدیع الزمان بے خوف اُسمین کود پڑے معلوم ہوا شاہزادے کو کسی بلندی سے کرا دیا جب
پاؤن زمین پر قائم ہوے دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار ہے ایک جانب سے آواز آئی او طلسم کن
تجھے کسنے اس مقام پر پہونچایا دیکھا ایک دیو تختہ کھیلے ہوسکتا ہی بدیع الزمان تلوار

کھینچکر اُس دیونی پر جا پڑے دیونی نے بڑھکر چنگل مارا بدیع الزمان نے چنگل کو اُسکے خالی دے کر
ہاتھ تلوار کا مارا دیونی کے دو ٹکڑے ہوے دونوں ٹکڑے تڑپ تڑپ کر دو دیونیان تیار ہوئین
دونوں نے حملہ کیا پھر بدیع الزمان نے ہاتھ تلوار کا مارا جب ایک کو قتل کرتے ہین دو بنکر تیار ہوتی
ہین تھوڑے عرصے مین کئی سو دیونیان ایک صورت کی ہر طرف سے بدیع الزمان پر حملے
کر رہی ہین قریب ہو کہ وہ انکو پکڑ لیین کاٹ مین بھی تلوار کی فرق آنے لگا کہ کان مین آواز آئی ای
طلسم کشا مقام افسوس ہو کہ لوح نہین دیکھتے بدیع الزمان کو یاد آیا جست کرکے ایک گوشہ مین
آکے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اگر اسطرح دیونیان جمع ہو جائین تو خیال کرکے دیکھو شاخ نخل پر
ایک طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہی جب مُنھ کھول کر آواز دے اگر قادر انداز بے مثل ہو تو تیر اُسکے حلق مین مارو
اگر اور کسی مقام تیر پڑیگا تو سنگ سیاہ ہو جاؤگے رہائی نہایت مشکل ہوگی بدیع الزمان نے
کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کے تیر مارا حلق مین طائر کے پڑا توڑ کر گردن کے پار گذرا اُس طائر کے جسم سے
شعلہ ہاے آتش نکلے تمام دیونیان جلکر خاک سیاہ ہوئین آواز آئی کشتی مرا نام من عفریت خونخوار بود
مار کر اُسکو بدیع الزمان پلٹے تھے کہ وہی پریزاد کہ جو قید خانے سے لائی تھی اُسنے آکر مبارکباد دی
کہا ای شہریار ایسی غفلت دفرمائیے یہ طلسم گلزار سلیمانی ہی یہ کہکر رخصت ہوئی بدیع الزمان نے
پھر لوح کو دیکھا مرقوم تھا اپنے کو باغ گلعذاران مین پہونچاؤ بدیع الزمان حیران کہ باغ گلعذاران
کس مقام پر ہی ہر چند لوح مین دیکھتے ہین سواے اس لفظ کے اور کوئی لفظ مرقوم نہین پریشان پریشان
ایک جانب چلے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ ایک دیو سامنے سے آیا اُسنے آکے جُھک کے سلام کیا کہا ای
فرزند صاحبقران آپ ہی نے عفریت خونخوار کو مارا مین امیدوار ہون کہ میری بھی آرزو حصول ہو
اور عرض میری قبول ہو بدیع الزمان نے کہا کہ بیان کر کہا ای فرزند رشید صاحبقران ایک
مقام ہی کہ اُسکو باغ گلعذاران کہتے ہین وہان دیو کیتوس مردار خوار رہتا ہی میری بیٹی سمناک
دیونی براے شکار دشت مین آئی تھی اُسکو یہ جبر پکڑ کر لیگیا باغ گلعذاران مین لیجا کر رکھا ہی اب
امیدوار ہون کہ حضور تشریف لیچلین آپ کُشندہ عفریت کے فرزند ہین آپ کیتوس پر غالب
آئینگے بدیع الزمان خوش ہو گئے پوچھا تیرا نام کیا ہی اُسنے کہا مجھے محراب دیو کہتے ہین ملازمان
آسمان پری سے ہون بدیع الزمان نے کہا ای محراب مجھے باغ گلعذاران مین لے چل دیو

محراب نے بدیع الزمان کو کاندھے پر سوار کیا لیکر بلند ہوا بعد عرصۂ دراز کے طرف زمین کے چلا بدیع الزمان کے دماغ مین بوے خوش آئی نگاہ اُٹھا کے دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب اور گلہاے رنگا رنگ شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین پانی سے بھری ہوئین آب صاف و شفاف ایک جانب دیوزاد پھرتے ہین دارین کاندھون پر زاغ قول ہاتھ مین ٹہلتے پھرتے ہین محراب نے کہا اے شہریار مین آپ کو ایک گوشے مین اُتارتا ہون دیو کیتوس آئیگا بموجب حکم لوح کام کیجیے گا گوشے مین اگر محراب نے بدیع الزمان کو اُتارا آپ علیحدہ ہوا بدیع الزمان گوشے مین بیٹھے دیکھ رہے ہین کہ آندھی سیاہ چلی دیکھا تخت ہے ایک دیو سوار چالیس فرقہ دیو تخت کو کاندھے پر اُٹھائے ہوے لاکر زمین پر پہونچایا وہ دیو بیٹھا ہوا گویا ہوا ابھی کلگعذار نہین آئین بدیع الزمان جب لوح دیکھتے ہین لوح منع کرتی ہے کہ ابھی دخل نہ دو بدیع الزمان ٹھہر جاتے ہین تھوڑے عرصے کے بعد ایک آندھی سیاہ اُٹھی آگ آسمان سے برسنے لگی پھول برسے بعد اُسکے ایک تخت پر دیکھا ایک دیونی ساحرہ سوار کنیزین گھیرے ہوے زمین پر آکر پہونچی تخت رکھا گیا کیتوس مردار خوار اپنے مقام سے اُٹھا اُس دیونی کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لاکے مسند پر بٹھلایا پوچھا آج دیر کیون لگی دیونی نے کہا اے کیتوس کیا کرون جب ارادہ کرتی تھی کہ جاؤن دل دھڑکتا تھا تو نے سُنا طلسم کشا آگیا ہے اور طلسم کشا آدم زاد بھی ہے یہ سنکر کیتوس ہنسا کہا اے ملکہ گلعذاران جادو اگر لشکر آدم زادان سامنے آوے تو پسنگے لگاؤن طلسم کشا کی کیا مجال ہے کہ یہ تک آسکے توڑ مروڑ کے کھا جاؤن گلعذاران دیونی ساحرہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ اے کیتوس یہ خیال نہ کرو طلسم کشا فرزند حمزۂ عرب ہے جسنے دیو عفریت کو مارا پسران حمزہ دیوکش ہین بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا اب رات کم باقی ہے جاؤ گلعذاران و کیتوس دونون قتل ہون یہان عاشق و معشوق شراب پی رہے ہین کہ باغ سے آواز آئی باشندے کافر نہ بھاگو اے نابکاران پہونچا نعرۂ بدیع الزمان

زبستم ببا کفر اسلام شد		توانم کشم آسمان بر زمین		بدیع الزمانم کہ در روز کین
نعرۂ بدیع الزمان سے کیتوس و گلعذاران تھرا گئے کہ				کہ سر فتنہ باختہ نام شد

آواز دی پسر حمزہ کو لینا چالیس ہزار تہ دیوان گرد بدیع الزمان کے آگئے چہار طرف سے حربے پڑنے لگے اب یہ بیچ مین اُن دیوزادون کے گھرے ہین چاہتے ہین کہ لڑتا بڑتا قریب کیتوس

و گلعذاران سے پہونچون دیو نہین جانے دیتے دیوئی سحر کر رہی ہو آگ برسادی کبھی پانی برسا دیا بدیع الزمان لوح چمکاتے ہین دریوزاد بھاگتے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے رات بھر باغ مین تلوار چلی گریبان سحر چاک ہوا بدیع الزمان نے دیکھا چند دیو مار لیے باقی غلغلہ کر رہے ہین بدیع الزمان نے پریشان و بیقرار ہو کر دعا کی کہ اے رب کارساز و اے حاکم بے نیاز دشمنون کے ہاتھ سے بچا لے نظم

امداد مشکل از شہ مشکل کشا طلب	حاجت فقط ز حضرت حاجت روا طلب
فائز کند بمنزل مقصد ترا طلب	باشد اگر براہ خدا رہنما طلب
فانی است عمر و دولت دنیا و مال و جاہ	ہرگز وفاے عہد ازین بے وفا طلب
ای بندہ بندگی کن و رضا منتہی بجو آہ	ای خاکسار خاک شو کیمیا طلب
مطلوب گرچہ دور نباشد زنا نگر	بہر وصول شرط شو و ہند با طلب

ہلاک کرو بدیع الزمان نے دعا کی قضاے کار نقابدار زمرد پوش جو ہوا خواہ بدیع الزمان پردۂ قاف مین ہو وہ اُڑا ہوا جاتا ہو اُسنے جو دیکھا کہ بدیع الزمان شیرانہ لڑ رہے ہین ہین سے نقابدار نے نعرہ کیا آقاے نامدار مین آ پہونچا بارہ ہزار زرہ دیوان سے آکر گرا وہ شمشیرزنی کر ہر طرف سے صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی اتنی مہلت جو بدیع الزمان نے پائی لڑتے بڑھتے سامنے کیتوس کے پہونچے کیتوس نے وار کیا بدیع الزمان نے خالی دیکھا تھا کہ کیتوس کے دو ٹکڑے ہوے گلعذاران دیونی نے گریبان پھاڑ ڈالا وہ سحر کیا کہ نقابدار گھوڑے سے گرا ساتھ والے تصویر نقش ہو کر رہ گئے ہاتھ شمشیرزنی سے رو کے حیران حیران مثل آئینہ نگران ہین بدیع الزمان نے بڑھکر لوح چمکائی نقابدار کو سنبھالا کہا اے شیر بیشۂ جرأت خوب وقت پہ آئے ہوشیار رہو نقابدار پھر گھوڑے پر سوار ہوا پھر لڑائی مین مصروف ہوا ساتھ والے بھی لڑنے لگے گلعذاران نے جو یہ معرکہ دیکھا قصد کیا کہ نکل جاؤن پھر بدلہ طلسم کشا سے لونگی غلغلہ مار کر پر جادو پیدا کیے قصد کیا کہ بلند ہو کر نکلون بدیع الزمان نے تیر مارا کہ ساحرہ کے سینے پر پڑا پشت کو توڑ کر پار نکلا وہ دیونی گری جسم سے اُسکے شعلہ ہاے آتش نکلے دیوزاد جلنے لگے جلکر خاک ہوے آواز آئی کشتی مرا نام من گلعذاران جادو بود اب باغ مین سناٹا ہوا نقابدار نے آکر بدیع الزمان کو سلام کیا عرض کی بڑے عرصے کے بعد آپ کا قاف مین آنا ہوا بدیع الزمان

نے فرمایا طلسم مین یاقوت پری بنت نیران جنی قید ہو گئی ہے اسکی رہائی کو آیا ہون کہ دیو محراب
بھی آیا کہا ای شہریار اب آپ کو مقام ہستی تک پہونچاؤن لقا بدار کھڑا بدیع الزمان سے باتین
کر رہا ہے کہ آسمان سے لقا بدار یاقوت پوش طرفدار قاسم جاتا تھا باغ مین جو بدیع الزمان کو
دیکھا جلگیا آواز دی اوزمرد پوش تو اپنے آقا سے باتین کر رہا ہے یہ کہکے گرا اس جلدی مین ہاتھ
مارا کہ زمرد پوش کا سر زخمی ہوا محراب پر جا پڑا محراب کو قتل کیا کہا او پسر حمزہ یہ مددگار تیرا نہ ہوگا
قاف بن عمر بھر سرگردان رہیگا زمرد پوش تو زخمی ہو کر نکلگیا بدیع الزمان اکیلے رہگئے یاقوت
بھی بھاگا یہ کہ گیا کہ آپ اسی مقام پر رہیے بدیع الزمان نے جو لاشہ محراب کا دیکھا پریشان ہوے
کہ اگر یہ ماہیر زندہ ہوتا مقام ہستی تک پہونچا دیتا لوح کو دیکھا لوح مین یہ مضمون نکلا کہ سوائے
محراب کے اور کوئی مقام ہستی تک نہین لیجا سکتا اب بدیع الزمان حیران ہین کہ کیا کرون لوح مین
یہ علم نکلا ہے محراب مارا گیا اب کیا تدبیر کرون پھر لوح کو دیکھا یہ مضمون نکلا کہ سوائے دیو کے کوئی
مقام ہستی تک نہین پہونچا سکتا بدیع الزمان سرنگون کھڑے ہین لاشہ کیتوس و گلعذار ان
پڑا ہوا ہے کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی کوئی بلک بلک کر کہہ رہا ہے کہ ای برادر تجھکو کسنے مارا اگر
تیرے قاتل کو پاؤن ہڈیان چبا کر کھا جاؤن دیکھا بدیع الزمان نے ایک دیو لاش پر کیتوس
کی آکر گرا ہاے بھائی ہاے بھائی کہکر رونے لگا یہی کہتا ہے کہ قاتل کو تیرے کیونکر پاؤن
بدیع الزمان سامنے آئے آواز دی او بے حیا مین قاتل کیتوس دیو نے کہا مین دیو فیل سر
یہ کہکے اس دیو نے دوڑ کر چنگل مارا منظور ہوا کہ گولی بنا کر کھا جاؤن بدیع الزمان نے کلائی پکڑ لی ہاتھ
توڑا فیل سر پیٹ پڑا کشتی ہونے لگی بدیع الزمان نے اکھیڑ کر مارا کہ دیو چارون شانے چت گرا
بدیع الزمان کود کر چھاتی پہ سوار ہوے فرمایا کہ فتح خنت مین بہ در دوگاری کیا کہتا ہے فیل سر نے
کہا آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہے بدیع الزمان نے کہا فرزند صاحبقران کشتۂ عفریت
و سمندون فیل سر یہ سنکر قدمون پر گرا کہا شکر ہے کہ آپ کے قدمون تک پہونچا فرمایا مجھکو مقام ہستی تک
تو پہونچا دے گا وہ مقام کتنی دور ہے فیل سر نے عرض کی کہ اگر انسان جانا چاہے تو دو برس
مین پہونچے مین تیسرے دن آپ کو پہونچا دونگا بدیع الزمان کاندھے پر فیل سر کے سوار
ہوے فیل سر بدیع الزمان کو لیکر چلا برابر کہکشان فلک کے بلند ہو گیا ایک دن بعد ایک شب

فیل سر اڑا ایک پہاڑ دکھائی دیا کہ نہایت ویران ہی بڑے بڑے جنگل ہر طرف جانور پھر رہے ہیں اُس پہاڑ
پر لاکر فیل سر نے بدیع الزمان کو اُتارا بدیع الزمان نے کہا ای فیل سر اس مقام پہ کون رہتا ہی تو کہا
بالکل ویران ہی عرض کی غلام نہیں جانتا مقام ہستی اسکو کہتے ہیں بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا
حکم نکلا گوشے میں بیٹھکر اسم حاشیۂ لوح ورد زبان کرو قدرت پروردگار کا تماشہ ظاہر ہوگا بدیع الزمان
نے بیٹھکر اسم مذکور پڑھا پڑھکر جو دم کیا ایک آندھی سیاہ چلی اب جو آندھی برطرف ہوئی دیکھا صحراے
پُربہار حسد لیلیان خوشنمائی بکمال درخت باردار اشجار سے سرسبز و قدرت معبود ظاہر ای دم بھر میں تمام
صحرا سبزہ زار ہو گیا دوبارہ جو اسم پڑھکر دم کیا دیکھا کہ پھر آندھی چلی جب آندھی دفع ہوئی دیکھا
بہت سی نازنینان مہ جبین ایک بارگاہ لیکر آئیں اُس بارگاہ کو استادہ کیا دست بستہ کھڑی ہوئیں سہ بارہ
جو بدیع الزمان نے اسم پڑھا دیکھا پھر ہوا چلی بعد تھوڑی دیر کے ایک تخت پر ایک نازنین نہایت
حسین گرد کنیزان ماہ پیکر عارض رشک قمر نازک بدن سمنبر آکر پہونچی داخل بارگاہ ہوئی پھر تو
بدیع الزمان نے ان معاملات کو دیکھکر چاہا اپنے مقام سے اُٹھوں کہ ایک نازنین آئی برائے
تسلیم خم ہوئی دست بستہ عرض کی آپ کو ملکۂ عالم یاد فرماتی ہیں بدیع الزمان نے لوح کو ملاحظہ کیا
حکم سے آگاہ ہوکر ساتھ اُس نازنین کے بارگاہ میں آئے دیکھا وہ نازنین اپنے مقام سے برائے
استقبال اُٹھی جھک کر سلام کیا گورے گورے ہاتھ پھیلا کر اشارہ کیا کہ آئیے بدیع الزمان ساتھ
اُسکے بارگاہ میں آئے مسند پر بیٹھے نازنین نے کہا ای شہریار میری جانبازی آپ پر ثابت ہوئی
یا لوح کو ملاحظہ کیجیے کہ آپ پر ثابت ہو جائے بدیع الزمان نے چاہا لوح کو نکالوں ملاحظہ کروں
اُس نازنین نے کہا ذرا تامل کیجیے میرے بزرگ کاہن تھے اُنھوں نے حکم لگایا ہی کہ اس طلسم کو فرزند
صاحبقران فتح کرینگے اور ہمارے خاندان کی دختر اُنکے عقد میں ہوگی کنیز آپ کو تا بادشاہ طلسم
پہونچا دیگی بہت بڑی کوشش کرنا ہوگی بادشاہ طلسم کا ملنا دشوار ہی برسوں ڈھونڈھیے گا بادشاہ کو
دربائیے گا میں ساتھ اپنے لیچلونگی بس اب لوح کو ملاحظہ کیجیے بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا نوشتہ
پایا کہ ای طلسم کشا یہ ملکہ گلپوش تمہاری خیرخواہ ہی اسکے ساتھ دربار شاہ طلسم میں جاؤ تنہا بہت
تکلف سے بادشاہ پر دست . نذر ہو گئے بدیع الزمان نے کہا ای گلپوش مجھے اپنے ساتھ دربار
شاہ طلسم میں لیچل گلپوش نے کہا تخت پر سوار ہوجیے بدیع الزمان تخت پر سوار ہوئے کنیزوں نے

تخت اٹھا یا لیکر چلین ایک باغ مین لاکر اتارا کہ یکایک باغ مین بلوہ ہوا کئی ہزار نرہ دیو آ پڑے سے
پکارتے ہوے ہو گلپوش تو شاہ کی کیون دشمن ہوئی طلسم کشا کو لیکر چلی ہم تجھکو قتل کرینگے ابتو
بدیع الزمان لڑنے لگے ایک طرف ہٹکے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا غول مین دیو اشکال جسکے ہاتھ
مین زاغ نول ہے اسکو قتل کرو سب دیو بھاگ جائینگے بدیع الزمان لڑتے بڑھتے قریب اشکال
کے پہونچے اشکال نے زاغ نول مارا بدیع الزمان نے روک کر ہاتھ مارا کہ دیو اشکال کے دو ٹکڑے
ہوے اشکال مرکر گرا آواز آئی اے گلپوش ہوشیار ہو جا گلپوش یہ صدا سنکر دوڑی کہ عقب مین
بدیع الزمان کے جاکر چھپے کہ ایک شعلہ بھڑک کر گرا گلپوش نے ایک چیخ ماری یہ سنکر بدیع الزمان
دوڑ پڑے جبتک قریب پہونچین اتنے عرصے مین لاشہ اشکال کا جلا وہ نازنین بھی جلکر خاک ہوئی
بدیع الزمان کو نہایت افسوس ہوا بعد مارے جانے اس نازنین کے بدیع الزمان نے لوح
کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اگر گلپوش قتل ہو تو سامنے نخل نرگس ہے اسکو بہ قوت صاحبقرانی اکھیڑو نقب
کی راہ سے دربار شاہ طلسم مین پہونچو گے بدیع الزمان نے نخل جو اکھیڑا وہ ہنہ نقب پختہ ظاہر
ہوا بسم اللہ کہکر نقب مین داخل ہوے عرصہ دراز تک نقب مین راستہ چلے اب جو سر نکالا دیکھا
گلزار جادو تخت پر بیٹھی ہے دربار جما ہوا ہزارہا دیو نادیدہ بیٹھے ہین بدیع الزمان نے سر نکالتے ہی نعرہ کیا

نعرۂ بدیع الزمان
سم قاتل کافران جہان
نہال گلستان صاحبقران

بدیع الزمان یل شیر دل
کہ سہراب و رستم زبیمم خجل
ز گرداب گشتم چو جنگ آزما

فراری شد آن کافر پر دغا
علم تیغ دریا تختر شد بہ جنگ
فا گشتہ حیران چو آمد بجنگ

یل صف شکن نامور پہلوان
بدیع الزمان ابن صاحبقران
گلزار جادو و تخت بیحاکمی

کہا ارے طلسم کشا کو مارو سحر کرکے لگی آگ برسانے تلوارین گرائین بدیع الزمان لوح دیکھ رہے
ہین ہزارہا نرہ دیو حربے لیکر بدیع الزمان پر گرے چاہتے ہین قتل کرین بدیع الزمان
شیرانہ جنگ کر رہے ہین گلزار جادو نے دوڑ کر ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے سپر پر روکا
اچھا دبے سے ہاتھ بچا نکلا مگر تلوار کا ہاتھ مارا گلزار جادو نے سر آگے کر دیا تلوار سر پر پڑی دو
ٹکڑے ہوے مرتے ہی اس ساحرہ کے اسلحہ کا اندھیرا ہو گیا کہ کچھ معلوم نہین ہوتا بعد تھوڑے
عرصے کے روشنی ہوئی دیکھا لاشہ کوئی نہین معلوم ہوتا بدیع الزمان حیران کہ یہ کیا ماجرا ہوا۔

لوح کو گھبرا کے دیکھا نوشتہ پایا ای فتاح طلسم گلزار جادو شعبدہ کرکے نکل گئی اب اسکو تلاش کرو جبتک نہ
گلزار نہ قتل ہوگی ہزار طرح کے فتور برپا ہونگے بدیع الزمان نے ہر چند دیکھا کچھ اور نوشتہ نپایا حیران
حیران اُس قصر سے نکلے ایک ہفتہ جا بجا پھرے قریب ایک پہاڑ کے پہونچے اُسکے دامنے مین
بیٹھے دعا کو ہاتھ اُٹھائے کہ ای کریم ورحیم گلزار جادو کا مقام ملے کہ اُسکو قتل کردن اور طلسم سے
فراغت پاؤن لشکر والو نسے جا کر ملون بیزار ہوکر دعا جو کی کان مین آواز تسبیح خوانی کی آئی کوئی
مرد بزرگ بفصاحت تسبیح پڑھ رہا ہی بدیع الزمان اُس آواز پر متوجہ ہوسے گھاٹیان طی کرکے
پہاڑ پر آئے دیکھا ایک حجرہ پتھر کا بنا ہی ایک مرد بزرگ بیٹھے ہوے تسبیح خوانی کر رہے ہین بدیع الزمان
نے بڑھکر سلام کیا اُس مرد بزرگ نے آواز دی ای فرزند صاحبقران ای فاتح طلسم گلزار سلیمانی ہم
کئی دن سے آپ کا انتظار کر رہے ہین اس خلق سے بدیع الزمان سے بات کی کہ بدیع الزمان
خوش ہوگئے سلام کرکے قریب مرد بزرگ کے بیٹھے کہا آپ اس تنہائی کے مقام مین تشریف رکھتے
ہین جہان انسان کا نام نہین ایسے مقام پر آپ خورش کیونکر پہونچتا ہی ہر امر کی تکلیف ہوتی ہوگی
اُس مرد بزرگ نے کہا ای فرزند رشید صاحبقران وہ رزاق مطلق کارساز برحق ہی اُسپر تکیہ کرکے
یہان بیٹھے ہین سب چیزین لطف سے ہم پہونچتی ہین آج شب کو تشریف رکھیے اس امر کو بھی دیکھ لیجے
کہ کیونکر ہم پہونچتا ہی بدیع الزمان بفرحت اُس مقام پر بیٹھے شام کو جٹ کے دیکھا پہلو سے
سجادہ پر دسترخوان رکھا ہی گرم گرم دھوان نکل رہا ہی اُس مرد بزرگ نے کھولا دو قاب مین مرغ بلاؤ
کی دیکھین کہا فرمایا ایک میرے واسطے اور ایک مہمان کا حصہ بدیع الزمان نے جو آس پلاؤ
کو نوش کیا تمام دنیا کی نعمت کا اُسمین مزہ تھا جس چیز کا اُسمین مزہ تصور کرتے ہین اُسی شی کی لذت
ملتی ہی جب شکم سیر ہوکے کھا چکے کھانے کا برتن اُسیطرح معدوم پایا ایک طرف دیکھا کوزہ آب
رکھا ہی پانی پیا برف سے زیادہ سرد شب کو بدیع الزمان اُسی مقام پر رہے وہ مرد بزرگ
تسبیح خوانی کر رہا ہی بعد نماز سحر پھر اسیطرح کھانا آیا بدیع الزمان نے پھر خاصہ نوش کیا
بدیع الزمان نے مرد بزرگ سے پوچھا آپ کا اسم گرامی کیا ہی زاہد نے کہا ابرار عبادت گزار
مجھکو کہتے ہین کئی سو برس ہوئے اس مقام پر عبادت کرتے ہوئے آج آٹھوان دن ہی کہ بزرگان
دین نے فرمایا فرزند صاحبقران تلاش مین گلزار کے سرگردان ہین تم نشان بتا دینا جس

امیدون سے انتظار مین تھا لیکن آپ کا آنا بعد آٹھ دون کے ہوا ایک شخص میرے پاس ہے آپ کا گذر بڑے
مقام سخت پر ہوگا وہان اس فقیر کو یاد فرمانا پھر زیر جانماز سے ایک نقش جو تختی پر کندہ تھا نکال کر
کہا اسکو بازو پر باندھیے اور پہاڑ سے اُتر کے اسم حاشیۂ لوح وردِ زبان کیجیے سامنے آپ کو شہر
عظیم الشان معلوم ہوگا وہی قلعۂ طلسم ہے اگر آپ نے اپنے کو با احتیاط دار الامارہ مین پہونچایا تو
گلنار رہا ہیرا کے آپ قاتل ہین اُسی مقام پر جو جو آپ کو تلاش ہے سب کچھ دستیاب ہوگا اور نقش
مین فقیر کے یہ تاثیر ہے کہ جب ساحرونسے آپکے مقابلہ پڑے تصور مین یہ نقش پیش نگاہ رہے کسی کا
سحر آپ پر تاثیر نہ کریگا اسکی حفاظت رہے بدیع الزمان ابرار عبادت گزار سے رخصت
ہوے جب زیر کوہ آئے پہاڑ نظرونسے غائب ہوگیا اور حیرت بدیع الزمان کی بڑھی لوح طلسمی کو
گلے سے اُتارا اسم حاشیۂ لوح پڑھکر دم کیا ایک غبار بلند ہوا ہوا نے غبار کو ہٹایا دیکھا سامنے
ایک شہر عظیم الشان ہے پھاٹک کُھلا ہوا کاہ فروش ہیزم فروش گٹھے لیے شہر مین جاتے ہین
بدیع الزمان اُٹھے بسم اللہ کہکے شہر مین آئے دیکھا شہر آباد رعایا دلشاد ہر کوچے مین حسینونکی سواریان
جاتی ہین بدیع الزمان دیکھتے ہوے چوک مین پہونچے دیکھا عمدہ کمرے انپر نازنینان مہ جبین
ومہ جبینان مہ تمکین کرسی پر بیٹھی ہین اکثر کمرون پر مجرا ہو رہا ہے سیکڑون عاشق کمرون کے نیچے
کھڑے ہوے التجا کر رہے ہین کہ غلامونکو خدمت مین لیجیے ہمبھی آکر قدمونکو بوسہ دین وہ مغرور
حسن وجمال کچھ جواب نہین دیتین جمال بدیع الزمان کو دیکھا کہ ایک جوان خوش رو خوبصورت غزال چشم
شیر خشم قبضۂ تلوار قبضے مین سپر پشت پر کمان کیانی دوش پر ہزار تیرونکا ترکش مثل دم طاؤس بائین
ہاتھ پر سب نازنینان مہ جبین اُٹھ کھڑی ہوئین چلے تو اشارے کرنے لگین پھر ہاتھ جوڑ کر بلانے لگین
کہ اے رستم خصال یوسف جمال ہمارے پاس آؤ ہم مشتاق دیدار تھے ہماری خوش نصیبی کہ تمکو خدانے
یہان پہونچایا اب بے پروائی بہتر نہین جب بدیع الزمان نے ان باتونکا جواب نہ دیا تو
پکارنے لگین کہ اے مغرور حسن کہانتک غرور کریگا بدیع الزمان نے لوح پر نگاہ ڈالی عبارت
نکلی کہ اے طلسم کشا یہ عجائب طلسمی ہین انپر توجہ نہ کرو اپنے کو دار الامارۂ شاہی تک پہونچاؤ بدون
ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کرنا بدیع الزمان چلے شہر مین ہلڑ ہے کہ طلسم کشا آگیا بدیع الزمان
یہ آوازین سنتے ہوے قریب دار الامارۂ شاہی کے پہونچے دیکھا سات ہزار ملازم جمع ہوے

کھڑے ہیں گھوڑا ہاتھی پالکی جابجا سواریان سرداروں کی موجود ہیں پردۂ زنبوری کھنچا ہوا ہے قرق زنجیر سنہری لگی ہوئی ہے ایک جوان درگہ سالار قوی تن قوی من تیغ برہنہ لیے ٹہل رہا ہے جب بدیع الزمان قریب پہونچے کُل فوج نے سلام کیا بدیع الزمان سلام لیکر قریب درگہ سالار کے پہونچے فرمایا اپنی ملکہ سے عرض کرو کہ ایک جوان آپ کی ملاقات کو آیا ہے درگہ سالار اندر چلا بدیع الزمان اُسکے پیچھے داخل بارگاہ ہوے دیکھا ایک ساحرہ سن رسیدہ تخت پر بیٹھی ہے ذنگل وکرسیون پر سردار بیٹھے ہیں درگہ سالار نے جاکر عرض کی ایک جوان دروازے پر آیا ہے امیدوار باریابی ہے کہ بدیع الزمان نے بہیبت وجلالت آواز دی سلام میرا اُسپر ہو کہ جو پروردگار کو لاشریک جانتا ہے یہ سُنتے ہی گلزار جادو نے آواز دی اسے طلسم کشا کیونکر آگیا یہ مقام وہ ہے کہ ہوا کا گذر ہونا دشوار ہے لینا اس شخص کو زندہ نہ بچے چار جانب سے تلوار کھینچکر سردار آگئے بدیع الزمان کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی گلزار جادو نے اُٹھکر سحر کیے کہ زمین کو جنبش ہوئی بدیع الزمان کا پاؤن نہین جمتا بدیع الزمان نے لوح کو جھکایا جنبش زمین کی موقوف ہوئی جب لوح کو جھکایا سردار غل مچاتے ہین کہ ای ملکہ ہمکو طلسم کشا نہین سوجھتا آنکھو سے نہین معلوم ہوتا بدیع الزمان اُنکو قتل کرتے ہوے قریب تخت کے پہونچے گلزار جادو تڑپ کے بلند ہوئی بدیع الزمان نے لوح کو جھکایا ایک برق تڑپ کر آسمان سے گری گلزار جادو کے دو ٹکڑے ہوے سردار جلنے لگے ایک زناٹا ہوا کہ زمین کانپنے لگی گھڑی بھر کامل اندھیرا رہا بعد شورِ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من گلزار ساحرہ بادشاہ طلسم گلزار سلیمانی بود چند عرصے کے بعد دیکھا قلعہ وغیرہ غائب ایک قصر مین اپنے کو پایا ایک مکان سے کراہنے کی آواز آتی ہے بدیع الزمان نے جاکر قفل کاٹا اندر قصر کے پہونچے دیکھا کئی سو جوان مسلسل و مطوق بیٹھے افسوس کررہے ہین کوئی کہتا ہے آج کیا مرگ ہے کہ اران سیاہ ہمارے گرد سے غائب ہوے کہ بدیع الزمان پہونچے سبکو قید سے رہا کیا اُن سب سے پوچھا اور کوئی بھی قیدی یہان ہے یہ لوگ سب گھبراگئے کہا ای شہریار زمانہ تمہارے طلسمی یہی مقام کہلاتا ہے لیکن کئی دن سے ایک جو قصر ہے اُسمین سے رونیکی آواز آتی ہے کوئی بلبل کے پکارتا ہے افسوس اُس شہر کو ہماری خبر کون سنائے کہ ہماری مدد کو آئے ہمکو اس مصیبت سے چھڑاتے بدیع الزمان نے اُس قصر کو کھولا دیکھا قصر مین ایک قفس لٹکا ہے اُسمین یاقوت پری ہے بدیع الزمان نے صندلی لگاکر قفس کو اُتارا یاقوت پری کو بیہوش پایا قفس سے نکالا حال زار دیکھکر آنسو

اشک حسرت ٹپکانے وہ اشک جب عارض یاقوت پری کے گرے آنکھ کھولکر بدیع الزمان کو
دیکھا بتعجیل اٹھ بیٹھیں پوچھا ای شہریار آپ کو کسنے خبر پہونچائی بدیع الزمان نے کہا طلسم گلزار سلیمانی
فتح کیا تب تم تک پہونچے ایک طرف سے ایک مرد بزرگ آیا کنجیان ہاتھ مین کہا ای شہریار امانت
آپ کی غلام کے قبضے مین ہی اسکو لیجے کوٹھے کھولے گئی سے دیو بھی قید تھے انکو بھی قید سے چھڑایا کئی ہزار
صندوق اسباب کے نکلے دیوزاد ونکے سر پر لدوائے اوّل شہر مین یاقوت پری کے آئے اور
نیران جنّی بصدق دل مسلمان ہوا یاقوت پری کو ساتھ بدیع الزمان کے منسوب کیا بدیع الزمان
نے کہا ابھی مقدر طلسم ہفت پیکر باقی ہی اگر زندہ بچے تو آکر شادی کرینگے ناموس ہمارا اسی مقام
پر رہے بہت سا مال نیران جنّی کو دیا اُمتیہ کو بھی ساتھ لیا سلاح طلسمی اُمتیہ کو پہنا یا تخت پر سوار ہوے
دیوزاد اسباب لیے ہوے ساتھ مین شکارگاہ سلیمانی سے گذرتے ہوے جبل اعلیٰ تک پہونچے
اُمتیہ نے کہا آج اسی پار رہجایے کل دُنیا مین پہونچ جایے گا بدیع الزمان اُسی مقام پر اُترے
بارگاہ اِستادہ ہوئی رات کو پلنگ پر آکے لیٹے اُمتیہ قریب ہی باتین اُمتیہ سے طلسم کی کر رہے ہین
نقش عبادت گزار کا ملنا اُمتیہ سے بیان کیا کہا وہ میرے بازو پر ہی انشاء اللہ سرحد ہفت پیکر مین
کام آئیگا اُمتیہ خوشی کر رہا ہی کہتا ہی ای شہریار یہ تحفہ خوب ملا اس طلسم سے مراد حاصل ہوئی کہ ایک
ایک آواز کان مین آئی ای فلک کج رفتار و ای گردون غدار کمان تنگ کج روی کریگا دلکو غم و الم سے
بھریگا اس سے تو موت بہتر زندگی نے پریشان کیا بدیع الزمان نے کہا ای اُمتیہ کوئی درد رسیدہ
روتا ہی اُمتیہ نے کہا حضور مقام سرحد قاف ہی کوئی غول وغیرہ روتا ہوگا اسپر متوجہ نہ ہوجیے مگر
بدیع الزمان نے نہ مانا اُمتیہ کو ساتھ لیکر صدا کے نشان پر چلے جب باہر نکلے صدا اِدہر آ رہی ہی
صدا مین وہ درد ہی کہ آواز سنکر دل بیقرار ہوتا ہی کوئی آدھ کوس راستہ طی کرکے جنگل مین پہونچے دیکھا
سایے مین ایک شجر کے ایک جوان بیٹھا ہوا گریہ وزاری کر رہا ہی کبھی بیتاب ہو کے اٹھ کھڑا ہوا گرد
نخل پھرا پھر لڑکھڑا کر گرا کئی مرتبہ اٹھا مگر اٹھ نہ سکا اپنی کم طاقتی پر روتا ہی گرد مین اٹا ہوا گریبان پھٹا ہوا
بدیع الزمان نے جو یہ حال پُر ملال دیکھا دل بیتاب ہو گیا فرمایا کیون اُمتیہ تو اس بیقراری کو
دیکھتا ہی نہین معلوم کیا اِسکو صدمہ پہونچا جو اس جنگل مین یون بیقرار ہی ماخلک باہم اُمتیہ نے
عرض کی ای شہریار کوئی تو ایسا صدمہ پہونچا کہ اسقدر بیتاب ہی بدیع الزمان قریب گئے فرش خاک پر

بیٹھ گئے شانہ پکڑ کے ہلایا کہا ای جوان مزاج کیسا ہی کچھ صدا نہ دی جب کئی مرتبہ بدیع الزمان نے پکار کے کہا ای برادر آنکھیں کھولو منھ سے بولو جواب تو دو ہم تمھارا حال پوچھنے آئے ہیں اُس جوان نے آنکھ کھولی کہا آپ کون بزرگ ہیں کہ مجھ غریب بیکس کا حال پوچھنے آئے ہیں میں کیا اپنا حال کھولوں بدیع الزمان نے کہا ضرور کہنا پڑیگا تمکو بہت بیتاب پاتے ہیں اُس جوان نے سراپاے بدیع الزمان دیکھکر پوچھا حضور کا نام کیا ہی بدیع الزمان نے نام اصلی بتایا نام صاحبقران سُنکر وجد میں آگیا اپنے مقام سے اُٹھا جُھک جُھک کے سلام کرنے لگا کہا ای یاور غریبان و ای دادرس بیکسان آپ سے کہنے کا لطف ہی آپ کے بزرگوں نے کافروں کو گھس گھسکے مارا ہر ایک کی مشکل میں شریک ہوے لیکن اب امیدوار ہوں کہ جو حال عرض کروں اُسکی مراد پاؤں بدیع الزمان نے فرمایا حتی الوسع کوشش کرینگے وہ جوان رونے لگا کہا ای شہریار مجھے اقلیم تاجدار کہتے ہیں میرا بیٹا دہیم زور آزما نہایت جری بہادر ہلوے جبل اعلیٰ میں میرا ملک ہی شکار کو وہ وہاں آیا ایک طاؤس پر تیر مارا ساتھ والے اُسکے کہتے ہیں تیر پڑتے ہی طاؤس تو غائب ہوگیا غبار بلند ہوا صدائیں ہیبت ناک آنے لگیں بعد تھوڑے عرصے کے ہمنے دیکھا کہ دہیم گھوڑے پر نہیں ہی مرکب خالی کھڑا ہی ساتھ والے کوتل مرکب لیکر میرے پاس آئے مجھسے حال بیان کیا میں اُس جنگل میں آیا جس مقام پر کہ وہ طاؤس غائب ہوا تھا وہاں آکر رفیق صاحب جمع ہوے سب رونے لگے میں بھی پچھاڑیں کھانے لگا اب سُنیے کہ جب سب روئے تو ایک صداے ہیبت ناک آئی کہ کیوں یہاں روتے ہو جاؤ ورنہ اُسی بلا میں پھنسوگے سب لوگ وہانسے بھاگے میں بیتاب ہو کر یہاں نخل کے سایے میں بیٹھا کہ کبھی تو مطلب حاصل ہوگا پروردگار نے آپکو ہو سکا یا کہ عنایت فرماتے ہیں جو کیفیت تھی میں نے عرض کی اب سرکار کو اختیار ہی بدیع الزمان طرف اُمتیہ کے متوجہ ہوے اُمتیہ نے اشارہ کیا ای شہریار ایسے معاملات میں نہ پھنسیے براے خدا لشکر میں اپنے پلٹ چلیے بدیع الزمان نے کہا ای اُمتیہ مقدمہ سخت طلسم ہفت پیکر درپیش ہی اگر ہم کسیکی مدد کرینگے خدا ہماری مدد کریگا یہ کہکر اقلیم سے کہا ای اقلیم وہ مقام کہاں ہی اقلیم بدیع الزمان کو ساتھ لیکر سامنے اُس نخل کے آیا وہاں کچھ نشان نہیں پایا جاتا نخل موجود ہی طائر بھی وہاں کوئی نہیں کہ لشکر سے بدیع الزمان کے ایک سوار دوڑا ہوا آیا کہا حضور آپکے لشکر پر آگ برس رہی ہی کئی سو آدمی جل گئے بدیع الزمان گھبرا کر پلٹے آکے دیکھا

کئی سولاشے پڑے ہیں آسمان سے آگ برس رہی ہی بدیع الزمان نے گھبراکر دعا کی کچھ مطلب حاصل
نہوا آخر تعویذ بازو سے کھولا اُسکو چیکا یا آواز آئی کشتی مرا نام ہی نیران جنی بود یسکے حواس درست
ہوے اُن سب نے عرض کی ای شہریار معلوم یہ ہوتا ہی کہ جنات دیوزاد کا یہ مقام ہی آپ نے نقش چپکایا
کوئی جن مارا گیا اب آپ کو مشکل پڑیگی بدیع الزمان نے کہا سمجھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ یاقوت پری
آکر پہونچی بدیع الزمان کو جو پریشان پایا کہا حضور نہ گھبرائیں یہانسے قریب ایک قلعہ ہی قلعۂ
جنیان صحرائی کہلاتا ہی کسی جن نے شعبدہ کیا ہوگا یہ چند باتیں کرکے یاقوت چلی گئی دوسرے دن
بدیع الزمان پشت مرکب پر سوار ہوے پانچ کوس چلے تھے دیکھا ایک قلعہ نہایت وسیع خلقت
کی آمد و رفت پائی جاتی ہی بدیع الزمان نے فرمایا ای اُمتیہ یہی قلعہ جنیان صحرائی ہی میں قلعے
میں جاتا ہوں بدیع الزمان قلعے میں داخل ہوتے پھراتے سیر تماشہ دیکھتے ہوے قریب دارالامارہ شاہی
پہونچے گھوڑے سے اُترے دروازے پر درگہ سالار بیٹھا تھا اُس سے کہا کہ جاکر اپنے بادشاہ سے کہو
کہ شاہزادۂ بدیع الزمان فرزند صاحبقران تمہاری ملاقات کا مشتاق ہی درگہ سالار گیا جاکر
بادشاہ سے کہا بادشاہ گھبرا گیا کہا فرزند صاحبقران کو بلالو بدیع الزمان اندر پہونچے اہل اسلام
کی طرح سلام کیا بادشاہ تخت سے اُٹھا کہا آپنے تشریف لائے یہ غریب خانہ آپ ہی کا ہی دنگل زرّین
بچھوا دیا بدیع الزمان دنگل پر بیٹھے بادشاہ نے ساقی بچے کو اشارہ کیا اُسنے بڑھکر جام بدیع الزمان
کو دیا بدیع الزمان نے جام برہاتھ رکھدیا بادشاہ نے گھبراکر کہا کہ کیوں شہریار کیا ہے انکار ہی
بدیع الزمان نے کہا ای بادشاہ ایک کار ضروری کو آیا ہوں دیسہ زورآزما بیٹا اقلیم تاجدار کا
تمہارے یہاں کوئی اُسکو گرفتار کر لایا ہی اُسکو منگا دو اگر اسکے خلاف کیا میں بدون حصول مطلب
نہ جاؤنگا بادشاہ روتا ہوا اُٹھا کہا ای شہریار غلام کی داد کو پہونچے وہ داد یہ ہی کہ میرا فرزند
بہ شکل طاؤس صحرا میں نخل پر بیٹھا تھا دیسہ زورآزما نے نجلا کے تیر مارا ایسے مقام پر پڑا کہ وہ
دوبت بجان دکھا مدبہ استخوان ہی اُسکی صحت کی تدبیر ہو تو میں اُسکو حوالے کردوں بدیع الزمان
نے کہا اُس تیر خوردہ جوان کو لاؤ لوگ دوڑے ہوے گئے اور سامنے بدیع الزمان کے پلنگ لاکر
اُس جوان زخمی کا رکھا تب بدیع الزمان نے دیکھا ہو پر اُسکے زخم کاری ہی کہ وہ جوان تڑپ رہا ہی
فرمایا سجادہ بچھاؤ سجادہ بچھا کر دعا کی کہ ای کارساز بے نیاز اسکے زخم کو صحت ہو بدیع الزمان نے

بیقرار ہوکے دعا کی نقابدار زرین پوش نے آکر پہونچا موم سلیمانی دیا وہ مرہم جو لگا آگیا فوراً زخم اندمال
پاگئے بدیع الزمان نے بادشاہ سے کہا اب دیہیم کو بلائیے بادشاہ نے دیہیم کو بلایا بدیع الزمان
کے سپرد کیا کہا آپ لیجائیے ہمسے بھی خراج مقرر ہو ہم ہمیشہ شاہی مین برلے تسلیم حاضر ہوا کرینگے
بدیع الزمان نے قبول کیا دیہیم کو لیکر چلے آپ آگے آگے ہین پیچھے پیچھے دیہیم وسط شہرون پہنچے
ہین کہ ایک آندھی سیاہ چلی [illegible] نے پلٹ کے دیکھا دیہیم غائب نہایت برہم ہوے آسیہ سے
کہا جاکر شاہ سے کہو کہ تمنے تو ہمکو دیا ملازم تمہارے دیہیم کو اُٹھا لیگئے یہ سنکر بادشاہ دوڑا ہوا آیا
کہا اے شہریار ہماری کیا مجال کہ ہم آپ کے حکم کے خلاف کرین لیکن اسی پہاڑ پر ایک ساحرہ رہتی
ہے اُسکی یہ حرکت ہے دیہیم کو وہی لیگئی قسمین کھا کر جو بیان کیا بدیع الزمان کو یقین آیا آگے آگے
آپ پیچھے پیچھے آسیہ قریب کوہ پہونچے دیکھا پہاڑ نہایت بلند مرتفع ہے خیال مین گذرا کہ اے
بدیع الزمان ایسا نہ ہو ملعونہ کچھ فتور برپا کرے تعویذ کھولا اُسکو چمکایا ایک صدائے مہیب آئی
ایک پنجہ کمر مین آسیہ کی پڑا اُٹھا کر آسمان پر لیگیا اس زور سے جھونکا ہوا کا چلا کہ نقش ہاتھ سے چھوٹا
چاہا دوڑ کر اُٹھاؤن ایک پنجہ گرا بدیع الزمان کی آنکھین بند ہوگئین نہین معلوم کتنے عرصہ تک
بیہوش رہے اب جو ہوشیار ہوے تو ایک مکان تنگ و تاریک دیکھا اپنے کو مسلسل و مطوق پایا
حیران ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہے ہر شام کو ایک زنگن آئی بدیع الزمان کے سامنے دو روٹیان رکھکر
چلی گئی بدیع الزمان نے غصے مین وہ بھی نہ کھائین بھوکے رہے دوسرے دن وہ زنگن آئی پوچھا
کیون جوان تو نے کھانا کیون نہین کھایا بدیع الزمان نے کہا خاک کھائین روکھی روٹی کیونکر کھائین
کہا اے جوان تو بڑا گنہگار ہے ملکہ عالم کا اس سے زیادہ حکم ہے کہ اس جوان کو ایسے صدمے پہونچاؤ کہ
تڑپ تڑپ کر جان دے مجھکو رحم آیا مین دو روٹیان رکھکر چلی گئی آپ نے نہ کھائین آپ کو [illegible]
ہے زندگی کا دہونچنا باعث خرابی ہے ای جوان ہم زیادہ رحم نہین کرسکتے تمکو اپنے قتل کا اختیار ہے
یہ کہکے زنگن چلی گئی سیاسے گوہر پوش جو ساحرہ یہان کی حاکم ہے اسکی دختر ہے سلیم یاقوت پوش
زنگن ایکی ملازم ہے قید خانے سے جو بیٹی سلیم کے سامنے آکر بیٹھی سلیم نے پوچھا کیون آئی پریشان
جتنی ہے کہا واری فرزند صاحبقران قید خانے مین آکر قید ہوے آپ کی والدہ نے
آپ دوانہ بند کیا فرمائی ہین یہ وہ لوگ ہین جنھون نے بزرگان دین کو قتل کیا

مذہب مٹایا جہانتک ہو سکے انکو تکلیف پہونچاؤ کہ یہ جوان تڑپ تڑپ کر مرے مگر واری کیا عرض کرون
کیسا حسین وجمیل خوش مزاج سر رستم کا تاج آج نہایت پریشان تھا زنگن نے رو رو کر جو بیان کیا
سلیم بیتاب ہو گئی کہا آج ہم بھی قید خانے چلینگے قیدی کو دیکھین گے کس رنگ ڈھنگ کا جوان ہے
حسن تو ان مسلمانون کا مشہور ہے فرزندان حمزہ سب حسین وجمیل وبہادر ہین یہ بھی جوان اگر ایسا ہو تو
عجب نہین یہ کہکے زنگن کے ساتھ چلی جب زندانخانے مین آئی بدیع الزمان کو آج دو روز گذرے
کہ بالکل کچھ نہین کھایا شکم وپشت ملا ہوا سر نگون بیٹھے ہین کہ دروازہ کھلا دیکھا آگے ایک نازنین پیچھے
وہی زنگن بدیع الزمان نے نازنین کو دیکھکر سر جھکا لیا سلیم کی جو نگاہ جمال بدیع الزمان پر پڑی
بیتاب ہو گئی قریب آ کے بیٹھی زنگن کو تو اشارہ کیا فلان کام کے واسطے جاؤ جب زنگن گئی کہا اے
شہزادہ مین آپ کی رہائی کو آئی ہون دو دن سے آپ نے خاصہ نہین نوش کیا شکم وپشت ملا ہوا ہے
چلئے آپ کو اپنے باغ مین لیجاؤن سیر کیجیے پھر آپ کو لے نکلون بدیع الزمان نے کہا
کیون یہ تکلیف گوارا کرو سلیم نے کہا اوّل میری مان نے مجھکو بلوایا اور وہ نقش سپر دکیا بعد اسکے
آپ کو قید کیا سب اوصاف بیان کیے کہ یہ فرزند صاحبقران ہین دمار شمشیر کے قاتل علم
سیاہ گری مین کامل کل مذہب کے دشمن ساحرونکے راہزن انکا قتل کرنا ہی بہتر ہے مین نہ آگاہ تھی
کہ یہ آفت برپا ہے ورنہ مین روز اوّل خبر لیتی بدیع الزمان نے کہا جو خدا کو منظور ہوتا ہے وہی
ہوتا ہے مقام تاسف ہے کہ ہم اس مقام پر آ کے قید ہو گئے ورنہ ابتک قریب طلسم ہفت پیکر پہنچ جاتے
یہ جو سلیم نے سنا آنکھون مین آنسو بھر آئے سحر کر کے قید بدیع الزمان کا ٹی بعد قید جدا کرنے
کے کرسی پنچہ دیا لے اڑی اپنے باغ مین لا کر پہونچایا کھانا پیش کیا بدیع الزمان نے مذہب
کا ذکر کیا سلیم مطیع اسلام ہوئی کہا اے شہزادہ مین خدمتگذاری کو حاضر ہون لیکن زنگن جس کام
کو گئی تھی وہانسے پلٹ کے آئی قید خانہ خالی دیکھا گھبرا گئی چار طرف دوڑی دوڑی پھرتی ہے
کہین ٹھکانا نہ پایا گھبرائی ہوئی سامنے سیماب گوہر پوش کے آئی کہا واری کیا عرض کرون
مین نے پسر حمزہ کو کھانا نہین پہونچایا آپ کی صاحبزادی یہ حال سنکر قید خانے مین آئین
مجھکو ایک کام کو بھیجدیا اب قید خانے مین قیدی نہین ہے یہ سنکر سیماب گھبرا گئی خود اپنے مقام سے
اٹھی کنیزون سے کہا صاحبزادی نے بڑا غضب کیا پسر حمزہ کو بچا لینگین لیکن زندہ نہ جاتے دونگی

اس شوخ دیدہ کی قضا آئی ہے جہاں ملیگی وہاں قتل کرونگی یہ کہکے پر پرواز پیدا کیے تلاش کرتی ہوئی
چلی سلیم نے نقش بازو پر بدیع الزمان کے باندھ دیا کنیزون کو جمع کر رہی ہے جواہرات کے
صندوقچے کبھی آتے جاتے رہین چاہتی ہے بدیع الزمان کو بے تکلون کہ کنیزون نے بڑھکر خبر دی
آپ کی مادر مہربان آتی ہین یہ سنکر سلیم گھبرا گئی بدیع الزمان کو ایک کمرے مین چھپایا آپ بیٹھ
ہو کے گھر مین ہوئی سیماے گوہر پوش نے آواز دی او گیسو بریدہ تو نے قیدی کو کیا کیا سلیم
نے جواب دیا ای مادر مین نہین جانتی سیما نے آکر پانچ چار کوڑے جو کنیزونکو مارے ایک گھبرا کے
بول اٹھی واری قیدی کو کمرے مین چھپایا ہے سیما کمرے کی جانب چلی سلیم نے بڑھکر روکا کہ اس کمرے
مین نہ جانے دونگی آیندہ آپ کو اختیار ہے آپس مین سو چلنے لگا کنیزین جانبین سے مددگار ہین ہنگامہ
گرم ہوا بدیع الزمان نے کمرے سے دیکھا کہ سیما نے زمین ہلا دی ہر مرتبہ بیٹی سے کہتی ہے تجھے جلاکر
اپنے مقام سے اٹھے تیغہ ہاتھ مین نقش بازو پر تلوار کھینچے ہوئے باہر نکلے سیماے گوہر پوش
نے پکار کر آواز دی او پسر حمزہ تو کمرے مین چھپا بیٹھا تھا یہ کہکے ایک گولہ سلیم پر مارا شعلہاے
آتش نے سلیم کو گھیر لیا خواصین گرنے لگین ہنگامہ گرم ہے بدیع الزمان یہ حال دیکھکر بڑھے
سیما نے جو دیکھا بیٹی کو شعلہ آتش مین جلا چکی تھی کڑک کر گری کمر مین پنجہ دیا چاہا لیجاؤن
بدیع الزمان نے طوق زرین پر سیما کے ہاتھ ڈالا جھٹکا مارا سیما نے کہا او پسر حمزہ یہ کیا کرتا ہے
بدیع الزمان نے دوسرا جھٹکا مارا سیما الٹ گئی ہر چند چاہتی ہے سر کردن ممکن نہین بدیع الزمان
دیکھ رہے ہین کہ سیما نے جو گولہ مارا شعلہاے آتش نے سلیم کو گھیر لیا ہے اور سلیم فریاد کر رہی ہے
کبھی پکارتی ہے ای کریم کارساز اس آفت سے بچانے شاہزادے کو نجات دے بدیع الزمان
نے تیسرا جھٹکا مارا سیما زمین پر گری بدیع الزمان نے ایک گھونسا مارا کہ سر سیما کا پھٹ گیا
اندھیرا ہو گیا آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من
سیماے گوہر پوش بود سلیم نے رہائی پائی شعلہ آتش پانی ہو کر غائب ہوے بعد لیے ہمراہ
سلیم کے بارہ دری مین آئے فرمایا امتیہ عیار بھی ہمارا قید ہے کنیزون نے خبر دی فلان فلان
قیدخانے مین سیما نے رکھا تھا وہان سے امتیہ کو بھی لائے دیہیم تاجدار بھی ساتھ ہے بارہ ہزار جادوگر
یہان سے ساتھ ہوے مطیع اسلام ہو کر کہا ہم دامن دولت نہ چھوڑینگے بدیع الزمان نے سلیم کو

اُن سب کا اثر کیا سبکو ساتھ لیکر قلعے پر آئے وہیم زور آزما کو انکے باپ سے ملایا اُسی طرح پھر لشکر
کو آراستہ کر کے چلے سلیم ابر مین مخفی ہوئی اس گرد فرستے جبل اعلیٰ کے پار آئے اب مقامات دُنیا
ملنے لگے دیکھتے ہوے لشکر مین پہونچے قارن وغیرہ کو بڑی خوشی ہوئی بدیع الزمان لشکر مین
اُترے صبح کو سب سردار بارگاہ مین آئے اُمتیہ بھی حاضر ہو سلیم بھی رخشان بیٹھی ہو کر خدمتگار
روتے ہوے آئے عرض کی کوئی شاہزادے کو چپر کھٹ سے اُٹھا لے گیا سب سردار مسلح بیٹھے مین
یہی قصد ہو کر اگر وہا ہے؟ تشویش ہوا اُسین پھاندتے ہین لیکن گوہر بحر صاحبقران کو پائین اُمتیہ
خدمتگارون کے ساتھ بارگاہ مین آیا دیکھا سرا پردہ چاک ہے پیہرے کا نشان ظاہر ہو کہنے لگا کوئی شخص دشمن
لگا ہوا تھا مین شب کو اسوجہ سے غافل رہا کہ مجھکو یقین کامل تھا کوئی حریف مقابلے مین نہین
کچھ مقام تردد نہین ہو دوسری جگہ سے یہ معاملہ ہوا آپ لوگ لشکر سے ہوشیار رہین مین تلاش
مین آفتابے نامداری جاتا ہون جبتک مین نہ آؤن یہان سے لشکر نہ ہٹانا سلیم نے کہا اے اُمتیہ
مین بھی چلونگی اُمتیہ نے کہا آپ الگ آیئے مین جاتا ہون اُمتیہ بانداے عیاری سے آراستہ ہو کر
چلا لیکن سلیم نے بھی پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلی مگر اُمتیہ ہر مقام پر تلاش کرتا ہوا جاتا ہے کہین
مخبر بنا کہین خوانچے والا ایک دن فقیر کی شکل بنکر ایک گاؤن کے بازار مین پیسہ پیسہ تحصیل کرتا ہے
کہ ایک طرف سے ہڑ ہوا اُمتیہ دیکھنے لگا بیچ مین ایک قفس کہار یہان ناظر بجانے گرد قفس کو گھیرے
ہوے کچھ ہزار جوان پشت مرکب پر آتے ہین اُمتیہ نے لوگون سے پوچھا یہ کسکی سواری آتی ہے
لوگون نے کہا کہ یاقوت الماس چشم اس قریے کی حاکم صبح کو تفریحاً نکلی ہین اپنے باغ جاتی
ہین اُمتیہ نے بھی پیچھا کیا جب کوس بھر گاؤن سے نکل گئے ایک باغ دکھائی دیا دروازے پر
جا جب وہان حاضر ہین قفس جا کر رکھی گئی ایک نازنین شعلہ جوالہ سُرخ لباس پہنے ہوے
اُتری قناتین کھڑی ہو گئین کنیزین پھرے پر آئین اندر سے گانے کی آواز آئی اُمتیہ چاہتا ہے
اپنے کو اندر پہونچاؤن یکایک لیلی شب نے نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی مجنون روز بصد سوز
داخل دشت مغرب ہوا اُمتیہ بیٹھا ہوا پشت باغ پر آیا کمند مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا چبوترے پر
باغ کے فرش ہے اُسپر مسند بچھی ہے ایک نازنین گلنار پوش بصد جوش وخروش مسند پر بیٹھی ہے گردنین
کا جاش رہی ہے اُمتیہ دیوار سے اُتر اندھیرے مین درختون کے چھپکر بیٹھا ایک گائن جو برائے رفع حاجت

آئی اُسکو بیہوش کیا اُسکی شکل بنا سامنے ملکہ یاقوت الماس چشم کے آیا جھیکڑ کانے لگا خیال لگا ہوا ہوکر کسطرح اپنے آقا کو دریافت کرون جان تر توڑ کے گا رہا ہو خوب ہنگامہ گرم ہوکر آسمان پر برق چمکی ہوا تُند چلی برق آکر شق ہوئی ایک تخت اُسپر ایک نازنین گرد کنیزین تخت آکر اُترا وہ جو نازنین پہلے سے بیٹھی تھی واسطے تعظیم کے اُٹھی کہا بُوا کہان سے آئی ہو نرگس شہلا نے کہا بُوا یاقوت الماس چشم بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا بہانے ملاقات چلی آئی کہا بوا بیٹھو نرگس شہلا بیٹھی مگر چو کنا چار جانب دیکھتی رہی یاقوت نے کہا بُوا اِسوقت کچھ پریشان بالی ہون نرگس شہلا نے کہا ہان بوا سر مین خلل ہے درد پھیکا ہو کل سے کھانا نہین کھایا یاقوت نے کہا بوا خیر تو ہے باعث رنج وملال کیا ہے مفصل بیان کرو مجھنے اس پردے مین بیان کیا کہ مفصل حال نہ کھلا کہ آپ کس رنگ مین ہین کیا دشمنون کو رنج پہونچا ہے تو بیان کرو جب یاقوت نے دل دہی کرکے پوچھا اور نہایت ذوق وشوق سے کہا کہ بوا ہمسے نہ چھپاؤ ہمسے تمسے بچپن سے دوستی ہے کبھی کوئی بات نہین چھپائی آج تم چھپاتی ہوا ور مفصل نہین بتاتی ہو مین اپنی جان دونگی جو مفصل نہ بتاؤ گی تو مین آج جانے نہ دونگی جب یاقوت نے بہت پوچھا نرگس بے اختیار رونے لگی کہا بوا کیا پوچھتی ہو کیا حال بیان کرون کیونکر چھپاؤن اپنی تو یہ کیفیت ہے

نظم

جاتے تھے صبح رخ پہ جو ہیتاب دیکھکر | طالع ہمارے چونک پڑے خواب دیکھکر
پایا جو دشمنون نے ترے پاس اعتبار | آنکھین مجھے دکھاتے ہین احباب دیکھکر
یہ تشنہ کامی نگہ گرم دیکھنا | حیرت سے رو دیا طرف آب دیکھکر
تو یہ کہان کدورت باطن کے ہوش تھے | غش ہو گیا ہین رنگ مئے ناب دیکھکر
اُٹھی نہ نعش بھی ترے کوچے سے بعد قتل | ہم رو پڑے زمین کو شاداب دیکھکر
روئے وہ میرے حال پر حیران کیون نہون | آنکھین بھی کھل گئین گہر نایاب دیکھکر
شوق وصال دیکھکے آیا عدو کے گھر | سمجھا فرو مجھے شب مہتاب دیکھکر
ہے آہ تیز عشق و ہوس کچھ جھک نہین | وہ چھپتے پھرتے ہین مجھے بیتاب دیکھکر
مومن یہ تاب کیا کہ تقاضا سے جلوہ ہو | کافر ہوا ہین دین کے آداب دیکھکر

نرگس نے یہ غزل اسطرح پڑھی کہ یاقوت بے اختیار رونے لگی کہا بوا کیا سوز وگداز ہے تمہاری

باتون مین دل بہلاتا ہے سچ کہو کیا ماجرا ہے کہا بوا آج چوتھا دن ہے کہ میر دن باغ مین کھڑی تھی ایک عیار
کو دیکھا گرد مین اٹا ہوا گریبان پھٹا ہوا پشتارہ بدوش آتا ہے جب میرے قریب پہونچا تو چادرہ اُس
جوان کے چہرے سے ہٹ گیا بوا کیا بیان کرون بجلی چمک گئی دل بیقرار ہوا ہر چند کہ میرا نام نرگس شہلا
ہے مگر ایسی آنکھین نہین دیکھین اگر دیکھے دیدہ غزال شرمائے نرگس آنکھ نہ ملائے پیشانی تختی نور
عارض انور سے روشنی کا ظہور لبون مین مسیحائی شباب کی رعنائی زیبائی ہاتھ پانون گول گول دندان
گہر آبدار کا مول ہاتھون نے ید بیضائی آشکار چہرہ سرشار مست مے محبت صاحب شوکت و لیاقت
ہوا مین دیکھکر حیران ہوگئی عیار کو مار کر بھگایا پشتارہ اٹھا کر مکان پر لائی جلسہ آراستہ کیا کنیزون کو
جمع کیا اُس معدن حسن و جمال کو لاکر بٹھایا جب شراب ہم لوگون نے پی اُس شخص کو بھی چاہا پلائین
اُسنے انکار کیا لاکھ طرح پر چاہا کہ شراب پلائین اُس ضدی نے شراب نہ پی اقرار وصل بھی نہ کیا
آج آٹھ دن سے سمجھاتی ہون عجائب و غرائب سحر سے بخوبی ماہر ہو حال ہجر و وصل کا اُسپر
بخوبی ظاہر ہے ہر چند کنیزون نے سمجھایا اُسنے آجتک نہین مانا اس قلق سے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے
ہے کوئی دم چین نہین ملتا راتون کو تڑپتی ہون رات کا کٹنا دشوار بڑی مشکل سے رات گذرتی ہے
آج ایک ہفتہ گذرا اسی حال پُرملال مین ہون اسوقت بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا کہا چلو بہن کو
دیکھ آئین مین تمھارے پاس گھبرا کے چلی آئی اُمتیہ نے جو معاملہ سنا جی مین کہتا ہے آقائے نامدار کا
ذکر ہے مگر کچھ کہہ نہین سکتا چپ سر جھکائے بیٹھا ہے کہ صاحب خانہ نے کہا بوا حقیقت مین تمھارا درد
لادوا ہے کیسکے دلپر کیا اجارہ ہے اسوقت اُمتیہ بول اٹھا اے ملکۂ عالم مزاجون کی تفریق ہے ہمین لیچلیے
سامنا ہوتے ہی راضی کرا دین دوسرے دن آپ جفائین کیجیے وہ سر نہ ہلائین ایسا راضی کرا دین
کہ کبھی انکار نہ کرے یہ جو اُمتیہ نے بیان کیا نرگس نے کہا بوا اچھا گھر چلو اگر یہ کام تمھارے
ہاتھ سے نکلا مین عمر بھر ممنون احسان رہونگی یاقوت الماس چشم نے کہا اچھا بوا کل ہم اسکو
لیکر آئینگے آج کے دن اور تکلیف اٹھا لو کل سے پھر کوئی پوچھنے والا نہین انکی بھی کارگزاری
دیکھو یہ کہکے گانے کا اشارہ کیا ایک چیز اور گاؤ اُمتیہ نے اور غزل گائی سب اہل محفل
تعریفین کرنے لگے اُمتیہ جھک جھک کے سبکو سلام کرنے لگا اہل محفل نے خوب خوب
تعریفین کین نرگس نے کہا بہن کل جلسہ تیار رہیگا ہر شخص کو تمھارا انتظار رہیگا مین مشتاق ہون

یاقوت نے کہا بُوا ہم ضرور آئینگے نرگس شہلا اسیوقت روانہ ہوئی بعد عرصہ دراز ستارۂ سحری چمکا اب سب نے دیکھا باغ پُر بہار گاؤن کے جوبن کا اُبھار دن تمام ہوا وہان نرگس شہلا نے جلسہ آراستہ کیا بدیع الزمان کو بُلا کر شاہزادے کو محفل مین بٹھایا ناچ گانا بھی ہوتا ہی مگر بدیع الزمان کا ایک ہی قول ہی نرگس کف افسوس مل رہی ہی غصے مین آنکھین بدلتی ہی اور رہجاتی ہی یہان یاقوت نے ذومنی نقلی کو تخت پر سوار کیا طرف باغ ملکہ نرگس کے چلین نرگس انتظار مین تھی کہ یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ یاقوت الماس چشم تخت پر سوار مع گاؤن کے آگر ہو پہنچین نرگس خوش ہوگئی گاؤن نے آتے ہی بدیع الزمان کو ایک دھتر مارا کہا واہ رے مردوے اسی منہ پر دعویٰ جرات و لیاقت کا جہان آئے وہان قید ہوکر بیٹھ رہے بدیع الزمان نے یہ سنکر منہ پھیر لیا سب اہل محفل نے ملکہ یاقوت کو بٹھایا گاؤن سے کہا بنفشہ تمنے دیکھا مردوے کے مزاج کا کیا رنگ ہی بنفشہ نے کہا مین نے پہلے ہی سمجھ لیا ملکہ نرگس کی خدمتگزاری کریگا نرگس خاموش محفل مین گانا ہونے لگا تھوڑی دیر کے بعد گاؤن نے عرض کی شراب کا دورہ چلے نرگس نے کلید میخانے کی گاؤن کو دی گاؤن دوڑکر میخانے مین آئی شراب مین بیہوشی ملائی سب نوکرون کو تقسیم کی گلابیان تیار کرکے محفل مین لائی کھڑی ہوکر پہلے گت ناچی بعد اُسکے غزل کو گانا شروع کیا جام سر پر رکھکر کہا پہلے حضور پئین پھر ہم بھی پی لینگے سر پر جام رکھکر ٹھوکرین لیتی ہوئی قریب نرگس کے آئی سر جھکایا کہ ایسی بیبیونکو سر سے شراب پلانا چاہیے نرگس نے دونون ہاتھ پھیلائے اور جام لیکر بے اندیشۂ انجام پیگئی ابتو گاؤن نے دورہ باندھا دو گھڑی کے عرصے مین سبکو شراب پلائی ایک چیز گائی دو چار تانین جو لگائین نرگس گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی ڈگمگا کر گری بیہوش ہوئی یاقوت جو اُٹھین یہ بھی گرین سبکو بیہوش کرکے اُمتیہ نے ہر طرف نگاہ دوڑائی بدیع الزمان سے پوچھا اگر آپکو نرگس پر توجہ ہی تو اسکو مسلمان کرنے کی تدبیر کیجائے ورنہ قتل کیا جائے دونون شاہزادیان جلیل ہین اور دونون آپ پر مائل ہین قب بدیع الزمان نے اشارہ کیا اُمتیہ نے دونون کو ستون سے باندھا اور دونون کی ناک مین سوزن بھی دے دی تھی خنجر پکڑ کے کھڑا ہوا دونون کو ہوشیار کیا اب جو آنکھ کھلی دونون نے دیکھا ایک عیار خنجر برہنہ لیے کھڑا ہی چاہتا ہی خنجر ماردون نرگس نے گھبرا کر آنکھین بند کرلین یاقوت

نے کہا ارے یہ کیا ہوا پکار کر امیہ نے آواز دی مین عیار ہون شاہزادۂ والا قدر کا روزا نکے بے فکر کرنا تھا آج یہان بھی ہو پہنچ گیا رنگ جما مناسب یہ ہے کہ شاہزادے کی اطاعت کرو تمھاری ساتھ والیان سب بیہوش ہین کوئی تمھارے حال سے آگاہ نہ ہوگا اسطرح جو امیہ نے کہا دونون نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو ہم اطاعت کرتے ہین امیہ نے دونون کی زبان سے سوزن نکالی دونون مطیع اسلام ہوئین نرگس نے اٹھتے ہی اپنی ساتھ والیون کو ہوشیار کیا جو اٹھی وہ مطیع اسلام ہوئی بارہ ہزار جادوگرنیان مطیع ہوئین یاقوت نے کہا مین اپنے ساحرونکو لاؤن لشکر مین لائین بارہ ہزار جادوگر ساتھ لیے باقی اسی مقام پر چھوڑے قلعہ یاقوت و نرگس مین عملداری بدیع الزمان کی ہوئی بدیع الزمان نے دونون ملکونسے چوبیس ہزار جادوگر لیے دونون نازنینان مہ جبین نے دو لکا ابر داہنے بائین لشکر بدیع الزمان کے تیار کیے ایک لکا ابر یاقوت نگار دوسرا زمرد نگار دونون جادوگرنیان اسمین مخفی ہوئین اور جو ساحر ساتھ ہین وہ بھی انکے ساتھ ہوئے اس دھوم سے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے منزلین طے کرتے ہوئے جاتے ہین ساتوین منزل پر منظور ہے کہ جا کر طلسم ہفت پیکر مین مقام کرین اسی مقام پہ لڑائین بھڑین نام کرین قاسم کی رہائی ہو اس فکر مین ایک وادی فرح خیز مین آکر فروکش ہوئے حظوظ خاطر حاضرین والا مقام رہے کہ جب شب کو بدیع الزمان فروکش ہوتے ہین کنیزان نرگس و یاقوت کا گرد پہرہ ہوتا ہے دونون شاہزادیان خود آمادہ جانبازی رہتی ہین اس وادی فرح خیز مین جو لشکر اترا بدیع الزمان شام سے خاصہ وغیرہ کھا کے پلنگ پر سوئے قاسم کے واسطے آج دل بیقرار ہے فرماتے ہین اے معبود ایسا سامان ہو کہ قاسم رہائی پائے مذہب باطل پرستی سے منھ پھیرے مذہب حق مین داخل ہو ایسی ایسی باتین دل سے کیا کیے آرام کیا یاقوت و نرگس بالائے قبۂ بارگاہ بیٹھی ہین کنیزین دروازے پر کیا مجال جو کوئی آنے جانے پائے قضائے کار نمرود جادو اس صحرا کا حاکم ہے اپنے مقام پر اسنے بیٹھے بیٹھے کہا کوئی ایسا ہے کہ پسر حمزہ کو گرفتار کر لائے کہکشان جادو دایۂ اسکی پیر فرتوت ساحرۂ لاثانی پیر فلک کی نانی سامنے نمرود کے آئی کہا ای فرزند پسر حمزہ کے ساتھ دو شاہزادیان کامل و اکمل سحر مین طاق شہرۂ آفاق نگہبانی کر رہی ہین دروازے پہ

کنیزین موجود ہین لیکن کنیز جاتی ہی بن پڑتا ہی تو لیکر آتی ہون کہکشان یہ کہکر بلند ہوئی قریب لشکر
بدیع الزمان کے پہونچی زمین پر اُتری دونون پانون زمین مین مارے نقب سحر کاٹتی ہوئی چلی بارگاہ
بدیع الزمان مین نکلی سحر کرنے لگی کہ جھک کر نرگس نے دیکھا کہا ہوا یاقوت قریب پلنگ
شاہزادے کے ایک ساحرہ کھڑی ہی سحر کر رہی ہی یاقوت نے جو دیکھا جل گئی وہین سے آواز دی
او ملعونہ تو کون ہی یہ کہکر تڑپ کے گری مگر کہکشان نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے
ماردیے جب نرگس نے دیکھا یاقوت گری اور بیکار ہوئی اُسنے وہین سے گولہ مارا دو گولہ
کہکشان پر آنے لگا کہکشان پرانی ساحرہ ہی اُف جو کری ہر گولہ طرف نرگس کے پلٹا نرگس
نے اپنا گولہ دفع کیا اور کڑک کر گری کہکشان نے اُف جو کی منھ سے دھوان نکلا منھ پر نرگس کے
پڑا نرگس لہرا کر گری ہنگامہ برپا ہوا بدیع الزمان کی آنکھ کھل گئی دیکھا نرگس و یاقوت بیہوش
پڑی ہین ایک جادوگرنی جاہتی ہی سر کاٹ لون بدیع الزمان نے نعرہ کیا او ملعونہ یہ کیا کرتی ہی
خبردار ہاتھ نہ مارنا جست کر کے سامنے کہکشان کے ہوئے کہکشان نے ایک گولہ مارا شعلہاے
آتش نے بدیع الزمان کو گھیر لیا اب دروازے سے کنیزین وغیرہ بھی آنے لگین
کہکشان تڑپ کے نکلی پر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئی بدیع الزمان نے نقش چمکایا شعلے
غائب ہوے نرگس و یاقوت کو اُٹھایا اُٹھتے ہی ان دونون نے عرض کی حضور وہ ساحرہ
نکل گئی آپ کو گرفتار کرنے آئی تھی بدیع الزمان نے کہا حقیقت مین وہ ساحرہ زبردست تھی
نکل گئی خیر میدان مین سمجھا جائیگا یہ کہکر سوار ہوے طرف میدان کے چلے اُدھر سے نمرود جو سو کر
اُٹھا پوچھ رہا ہی کہ رات کو کہکشان کہان گئی تھی کیا معرکہ گذرا یہ ذکر تھا کہ کہکشان آکر پہنچی
تمام کیفیت بیان کی نمرود نے بڑا افسوس کیا کہا کیا کہون اے کہکشان تو نے بہت بڑا کام کیا
تھا لیکن یاقوت و نرگس کو حفاظت کا بڑا خیال ہی اب میدان مین جلد سمجھ لونگا یہ کہکے
میدان کارزار مین آیا اُدھر سے بدیع الزمان آئے صفین جمین کہکشان میدان مین آئی
پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بدیع الزمان نے چاہا مرکب نکالون کہ یاقوت
و نرگس دوڑ پڑین کہا حضور کنیزون کے موجود ہوتے آپ میدان مین نہ جائین ساحرہ کہن سال ہی
یہی آپکو پکڑنے آئی تھی اب میدان مین نکلی ہی سلیم جادو طاؤس بڑھا کر سامنے بدیع الزمان کے

آئی عرض کی کنیز کو اجازت ملے یاقوت و نرگس نے کہا ای سلیم ہم جاکر مقابلہ کرین سلیم نے نہ مانا
قدموں لئے بدیع الزمان کے لپٹ گئی عرض کرتی ہو ای شہریار کنیز نے قصد کیا ہو اب اگر نہ جاؤنگی
تو باعث بدنامی ہو یہ کہکے اجازت لی سلیم سامنے کہکشان کے آئی کہکشان نے گولا پھینکا سلیم
نے گولے کو گولے پر لیا دو دو سحر آپس مین چلے تھے کہ کہکشان نے ایک دو پتھر زمین پر مارا غبار اڑا
غبار نے سحر سلیم کا خاک مین ملا یا سلیم لہرا کر گری کہکشان نے گرفتار کر لیا پھر مبارز طلبی کی
ابکی مرتبہ یاقوت نکلی چند ساحرا ور بھی چلے تھے کہ کہکشان نے خاک اڑائی یاقوت بیہوش
ہوکر گری نرگس دوڑ پڑی کئی بارگاہ مین استادہ مین نمرود جادو تخت پر سوار دیکھ رہا ہی کہ
کہکشان نے جو نرگس کو آتے ہوے دیکھا وہی حرکت قدیم کی کہ ایک دو پتھر زمین پر مارا اور
آواز دی ای خاک بار جادو اس حریف کو لینا خاک اڑی نرگس گر کر بیہوش ہوئی کہکشان
اٹھا کر الگ لائی زبان مین سوزن دی پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان اب کل تمہے سمجھ لونگی
یہان سے پلٹ جاؤ یہ کہکے طبل امان بجوا کر پلٹ گئی نمرود جھلاتا ہوا بارگاہ مین آیا کہا کیون
کہکشان بسر حمزہ کو چھوڑ دیا کہکشان نے کہا ای شہریار جب مین قریب بدیع الزمان کے
گئی مین نے سحر کیا سحر نے کچھ تاثیر نہ کی اسوجہ سے تردد ہوا میرے خیال مین یہ ہی کہ سحر کو اور
سخت کر لون تین جادوگرنیان جو نامی تھین انکو گرفتار کر لیا ہر چند کہ لشکر بہت ہو ایک سحر مین
سب کا خاتمہ کر دونگی یہ تینون بہت زبردست مین اسوجہ سے انکو گرفتار کر لیا اب کل بدیع الزمان
کو ضرور گرفتار کرونگی بارات کو لاؤنگی بدیع الزمان پریشان پریشان بیٹھے آنکر داخل بارگاہ
ہوے فرماتے ہین ای امیہ کچھ فکر چاہیے امیہ نے عرض کی غلام فکر مین گیا تھا گرد بارگاہ نمرود
حصار سحر ہی اب مکان پر کہکشان کے جاتا ہون یہ کہکے امیہ نکلا وہان نمرود نے طبل جنگی کو
حکم دیا بدیع الزمان کو خبر ہو چکی یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین امیہ بصورت ساحر لشکر مین پھرنے لگا دریافت کیا معلوم ہوا کہ سامنے بارگاہ کہکشان
ہی امیہ ایک خدمتگار ساحر کی شکل بنا ہوا در بارگاہ کہکشان پر آیا جب اندر پہونچا کہکشان
نے کہا ای ساحر ذرا میرے پاس آ تو بڑا بے ادب معلوم ہوتا ہی مین تجکو تعلیم کرون
جیسے ہی امیہ قریب آیا کہکشان نے ہاتھ پکڑ لیا کہا او ناعیار اب کہان جائیگا مین نے

تجکو پہچانا میا سحر مجکو بڑا بر خبر دیتا ہو مجکو پہلے ہی معلوم ہو چکا تھا جب تو لشکر مین آیا یہ کہکے ایک کنیز کو
آواز دی اری او نرگس اس عیار کو لیجا جہان جادوگرنیان قید ہین وہان اسکو بھی قید کر نرگس
نے اُمیّہ کا ہاتھ پکڑ لیا لیکر چلی راہ مین اُمیّہ نے کہا ای ملکہ عالم اب ہم لوگون کے واسطے کیا ہوگا
نرگس نے کہا پسر حمزہ گرفتار ہوا اور سبکو قتل کیا نمرود ہمارا بادشاہ بڑا سخت مزاج ہو جو کہتا ہی
وہی کرتا ہی ان لوگون کے بارے مین حکم دے چکا ہی جو کہا ہی وہی کریگا اُمیّہ نے کہا ملکہ مین تو غریب
ہون اس شخص کے ساتھ چلا آیا آپ میرے بچانے کے لیے تدبیر کر دیجیے ۔ کہکے کچھ اشرفیان نکالین
کہا یہ حاضر ہین لے لیجیے میری جان بچائیے نرگس سوچی کہ اسکے پاس مال بہت کچھ ہوگا
کنارے لائی کہا ای اُمیّہ مین سفارش کرکے تجھے چھڑوا دونگی پسر حمزہ نہ بچیگا اُمیّہ نے کہا اچھی
جان بچے آقا خواہ قتل ہون خواہ بچین جب جنگل مین آئے تنہائی مین نرگس کو لیکر اُمیّہ
باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے ایک ڈبیہ نکالی کہا یہ لیجیے اسکو کھول کر نہ دیکھیے ساری ہوشربائی
جان ہی اسکو کھولیے گا نہین بعد دو چار دن کے میری ڈبیہ مجکو پھیر دیجیے گا نرگس نے کہا کچھ
دیوانہ ہوا ہی مین اسے ضرور دیکھونگی اُمیّہ نے کہا یہ تو وہ تحفہ ہی جسکا مثل دُنیا مین نہین ہی
جون جون اُمیّہ دیکھنے کو منع کرتا ہی اسکا اشتیاق بڑھتا جاتا ہی نرگس نے کہا مین اسکو کھولتی
ہون اُمیّہ نے ہر چند منع کیا مگر اسنے نہ مانا جیسے ہی ڈبیہ کو کھولا ایک دھوان نکلا اتنے مین نرگس
بیہوش ہوکر گری اُمیّہ کھینچ کر کنارے لایا کپڑے اور زیور اُتار لیا دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھائی
کنارے اسکو ڈالدیا رنگ و روغن عیاری کا لگاکر بشکل نرگس بنکر تیار ہوا طرف بارگاہ
کہکشان کے چلا راہ مین دیکھا ایک خیمہ ہی اُسپر چند ساحر نگہبانی کر رہے ہین پوچھا یہ کیا مقام ہی
اور یہان کون قید ہی جادوگرون نے کہا نرگس دیا قوت و سلیم اسی مقام پر قید ہین اُمیّہ
خاموش ہو رہا کہ پلٹ کر سمجھونگا خیمۂ کہکشان پر آیا کہکشان نے پوچھا کہ ای نرگس اُسے
قید کر آئی ہو تو اپنے کام مین مصروف ہو کل تو بڑی لشکر کشی ہوگی دیکھیے کیا ہو نرگس نقلی نے
عرض کی حضور ایک سحر مین مسلمانون کو پامال کرینگے پسر حمزہ کو پکڑ لائینگے سب کے پہلے صف اوّل
پر مین ہی جاکر مقابلہ کرونگی کہکشان نے کہا ای نرگس ایک سحر ایسا کرون کہ سبکے سر اُڑ جائین
اُمیّہ نے عرض کی آج صبح سے میرا پھیری مین رہی شراب پینے کی مہلت نہ پائی

اگر حکم ہو ایک گلابی کنیز بھی پی لے یہ کہکے گلابی اٹھائی جام لبریز کیا چاہا کہ پیے منھ میں طمانچہ
مارا کہا کیا بے ادبی ہے مالک کے سامنے پہلے کنیز کیونکر پیے پہلے حضور نوش فرمائیں کہکشان نے
کہا نرگس تم بیوہاں کوئی تکلف نہیں ہے نرگس نے جام شراب نوش کیا دوسرا جام لبریز کیا آنکھ
بچا کر بیہوشی ملائی جام پیش کیا کہکشان نے ہر چند انکار کیا مگر نرگس نے نہ مانا جام لیکر بے اندیشۂ
انجام پی گئی پیتے ہی گھبرائی کہا میرا دل الجھتا ہے گھبرا کر اٹھی بیہوشی ہتا غیر کر چلی تھی لڑکھڑا کر گری
امیہ نے خنجر نکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا گردن پر رکھکر کھینچا کر سر جدا ہوا اندھیرا ہو گیا سنگ باری برف باری
ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من کہکشان جادو بود مارکر کہکشان کو امیہ
بھاگا قید خانے پر آیا جان نثار جادو وہاں نگہبان ہے پکار کر پوچھا نرگس کہاں سے آئی رہو
نرگس بیٹھ گئی کہا اے جان نثار اب کل مقابلہ ہے پسر حمزہ کو گرفتار کرینگے باتیں کرتے کرتے کہا
روپیہ ہے تو شراب منگاؤ تم بھی پیو ہم بھی پیں ملازم انکے دوڑ کر لائے نرگس نے سب کو شراب
پلائی جب سب بیہوش ہو کر گرے اٹھکے امیہ نے جان نثار کا سر کاٹا اور جادوگروں کو قتل کیا
قید خانے میں گھسکر تینوں کی زبان سے سوزن نکالی کہا بلند پروازی کرکے نکل چلو تینوں جادوگریاں
ترپ سے بلند ہوئیں لشکر کو دیکھکر ماش کے دانے پھینکے کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا پتھر برسا کے
کوئی روکنے والا نہیں جیسے جی چاہا اسلحہ سحر کیا دس بارہ ہزار جادوگر لشکر نمرود کے
مارے گئے نمرود اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ یکایک کان میں آواز آئی کشتی مرا نام من
کہکشان جادو بود گھبرا کر نمرود اٹھا جب اور اور جادوگروں کے مرنے کی آواز آئی کہا ارے
دریافت تو کرو یہ کیا سبب کہ ہر ہر کارے گئے دوڑے ہوئے آئے کہا حضور عیارانے بدیع الزمان
کے کہکشان کو مارا جان نثار جادو کو بھی قتل کیا قیدیوں کو اپنے رہا کر لیا وہی جادوگر
آسمان سے سحر کر رہے ہیں ہزارہا جادوگر مارے گئے اور سحر پھینک رہے ہیں یہ سنکر نمرود
اپنے مقام سے اٹھا باہر آکر دیکھا یاقوت و نرگس و سلیم مثل شعلۂ جوالہ آسمان پر چمک
رہی ہیں جب جی چاہا ماش کے دانے گولہ ترنج و نارنج پھینک مارا ملازمان نمرود جو قصد
کرتے ہیں انکا سحر ان تک نہیں پہونچتا نمرود نے یہ دیکھتے ہی گولہ جھولی سے نکالا نرگس پر
پھینک مارا خوش نگاہی نرگس کی گم ہوئی آواز دی اے یاقوت جادو سحر نمرود کا

جل گیا آنکھوں سے نہین سوجھتا زمین پر گرا چاہتی ہون نمرود سحر کا تماشا دیکھتا ہون سلیم نے نعیت کرکے مین
نرگس کی بجھ دیا لیکر بلند ہوئی یاقوت نے بجھ کر لیا لیکر نرگس کو نکل گئین نمرود پلنا اول بلغاء
کہکشان آکر دیکھا پھر جان نثار کو مرا ہوا پایا بہت جھلایا حکم دیا طبل جنگی بجے تیاریان ہونے
لگین نمرود ہو خانہ مین آکر بیٹھا سحر آراستہ کرنے لگا اول ابر تو بنایا اسمین چند پان کتاریان
بھرین دال کے گولے تیار کیے آخر اپنے خیمے سے نکلا کر راتے مین شہنشاہ زرین آفتاب نیزہ خطوط
شعاعی ہاتھ مین لیکر تیغۂ ضو کو حائل کرکے توسن چرخ زبر جدی پر سوار ہوکر فوج ضیا و شعاع کو
کو ساتھ لیکر وارد میدان کارزار ہوا نمرود حیران ہوکر پسر حمزہ کس بھروسے پر میدان مین آتا
ہو انکے عیار نے میرے ملازمون کو مارا اسکا زور دیکھو بیا اب کیا منہ لیکے بدولت کے مقابلے
مین آتے ہین افسوس شرماتے نہین یہ کہتا ہوا میدان کارزار مین آیا اتی ہزار ساحر و غیر ساحر
پشت پر مین ایک ایک انمین سامری عہد جمشید زمان میدان مین آکر پہونچا لشکر بدیع الزمان
بھی برے کر وفر سے آیا دونون لشکر میدان مین آکر ٹھہرے نقیب نقابت کرکے ہٹے نمرود نے
مرکب بڑھایا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی اے زمرۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو
نکلے بدیع الزمان نے گھوڑا بڑھایا یاقوت و نرگس و سلیم دوڑ پڑین کہا کہ اے شہریار
آپ مقابلے مین نہ جائین کنیزین برائے جانبازی حاضر ہین بدیع الزمان نے فرمایا میرا ہی
جانا سب ہے تم لوگ تامل کرو نرگس نے نہ مانا ہفت لیکر بدیع الزمان سے سامنے
نمرود کے آئی آپس مین دو چار سحر چلے تھے کہ نمرود نے گولا مارا اور زمین پر دھواں اٹھا نرگس
کے گرد گرد ہوگئی نرگس تڑپ کر نکلی بلند ہوئی آسمان سے آکر ایک گولا مارا قریب نمرود کے
آکر پھٹا کچھ بھنگے سے پیدا ہوئے نمرود انکی جانب دیکھنے لگا نرگس نے وہ تین سحر ایسے کیے
کہ نمرود مبہوت ہوگیا چاہتا ہے کہ خدمت مین بدیع الزمان کے جاؤن لیکن پھر رک جاتا ہے
نرگس نے اپنے کو گرایا اور گولا مارا گولا سامنے آکر نمرود کے پھٹا دھواں اس سے نکلا مردود
کا عجیب حال ہوا معلوم ہوتا ہے آنکھوں سے نہین سوجھتا آخر جھولی مین ہاتھ ڈال کے منہ ڈالی
نکالی سرمہ آنکھون مین لگایا اب آنکھون مین روشنی ہوئی زمین پر ایک دو تھپڑ مارا غبار پیدا
ہوا نرگس زمین پر گری بیہوش ہوگئی نمرود چاہتا تھا گرفتار کرون بدیع الزمان نے

گھوڑا ڈالدیا منہ کیا اور نمرود مردود خبردار اس پر ہاتھ نہ ڈالنا اس بندی مین گھوڑا ڈال دیا نمرود
جھکنے نہ پایا تھا کہ بدیع الزمان نے آکر نرگس کو پشت پر لیا سینہ سپر کر کے مقابلہ کیا نمرود
جمال جہان آرائے بدیع الزمان دیکھکر حیران ہوگیا کہا ای شہزادہ اگر آپ میری اطاعت کرین
چالیس ملک کا حاکم ہون آپ کو بادشاہ کرون بڑے مرتبے پر پہونچاؤن بدیع الزمان نے کہا کیا
بیہودہ بکتا ہی جو تجھے ہوئے قصور نہ کرای نمرود ہین ہوس سلطنت مین خواہش ترقی دین اسلام
ہوا سی کہ وکوشش مین جا با نام ہی نمرود نے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ مارا کچھ قطرات خون بھی
اپنے جسم سے شریک کیے بدیع الزمان نے فوراً تعویذ چمکایا بدیع پر کچھ تاثیر نہ ہوئی مرکب
مہمیز کیا نقش کو جو سامنے نمرود کے چمکایا نمرود کی آنکھون مین اندھیرا آیا ادہر سے
بدیع الزمان نے ہاتھ مارا کہ نمرود کے دو ٹکڑے ہوئے اہل فوج نمرود نے گریبان
پھاڑ ڈالے اور یہ کہتے ہوئے دوڑے کہ چراغ ملک نمرودیہ گل کر دیا ہے حمزہ کو مار لو
چار جانب سے سحر کرتے ہوئے دوڑے بدیع الزمان پر تلوار کھینچکر جا پہونچے نرگس کو ہوش
آیا یاقوت وسلیم و نرگس یہ تینون جادوگریان لشکر نمرود پر آپڑین تلوار چلنے لگی سحر ہونے
لگا ملازمان بدیع الزمان لڑتے بھڑتے قریب قلعہ نمرودیہ کے پہونچے جاتے ہین خندق
فراؤن کر ملازمان نمرود سند وہ ہوئے خندق لاشون سے پٹ گیا بدیع الزمان خندق فراکر
برابر پھاٹک کے آئے پھاٹک کو گرز سے توڑا اندر قلعے کے آئے دو گھڑی قلعے مین بھی تلوار چلی آخر
سب فریاد کرنے لگے کہ ای شہریار امان دیجیے بدیع الزمان نے تلوار روکی جادوگر مطیع ہوئے
اب بدیع الزمان نے قلعے پر قبضہ کیا مال بہت کچھ نکلا سردارون سے کہا جلد تیاری کرو تا کہ
ہم اپنے کو سرحد ہفت پیکر مین پہونچائین تب ہمارے دل کو خوشی حاصل ہو ایک شب
اُس قلعے مین رہے صبح کو یاقوت و نرگس وسلیم نے دو لشکر تیار کیے ایک زمرد نگار اور ایک
یاقوت نگار ایک داہنے ایک بائین بیچ مین لشکر بدیع کا طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوئے

دو کلمۂ داستان شوکت بیان رستم نوجوان فرزند رشید صاحبقران کا مع سمک یلداقی
بن عمرو طرف طلسم ہفت پیکر چلنا باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام آتش نشان
کہ طبع رسا بر سر کد ہوئی
ہر اک نخل سر سبز و شاداب ہی
کہ صحرا پہ اب ہی گمان چمن
کہ ترچھی کلہ سر پہ لائے ہی
گلستان مین بلبل نے چہچہا کیا
اکڑتا ہی ہر سرو نو خاست
ہی پھولونسے بھر صحن چمن
بہار گلستان کے ہین زور شور
عنادل کو گلزار مین عید ہی
یہ اٹکھیلیان آگئین دید مین
کہین پر ہی بیلا کہین موتیا
گلابی اٹھا ساقیا سیمبر
لکھو داستان جلالت نشان

کہ چہرہ آتی رنگ پر داستان
بہار آگئی یہ حقیقت ہو گیا
دل عاشق زار بیتاب ہی
بہار آگئی گلشن دہر مین
اسے منزل عشق کرنا ہی طی
مجھے دید گل کی تمنا ہوئی
ادھر باغ کا کھل گیا راستہ
جو پھولونکے ہر جا بجا ہین
چہکتے ہین طائر تو رقصان ہین سبا
کہین نرگس باغ مستانہ وار
نگہبان بجا گئین دید مین
جو قمری کی کو کو سے سر پھر گیا
کہ سکیش سنا مین خوشی کی خبر

بھر مضامین کی آمد ہوئی
ذرا جنبش تھا باغ مین ہو گیا
یہ ہر سبزہ سبزہ جان چمن
یہ مضمون ہی مشہور ہر شہر مین
جو پھولون سے گلزار سا ابھر
نہالان گلشن کی شوخی بڑھی
عنادل ہین گلزار مین نغمہ زن
یہ آنکھون مین نرگس چمن کے بھی تازہ ہین
زمین چمن قابل دید ہی
دکھاتی ہی آنکھونکی اپنے بہار
کہین رائے بیل اور کہین موگرا
تو سرو چمن آنکھ سے گر گیا
قمر رنگ پر آگئی داستان

چہرہ رستم دلان میدان کارزار و سہراب وشان تہور شعار

اس داستان شوکت بیان کو صفحہ قرطاس پر یون تحریر فرماتے ہین شعر کجا بودہ اکنون فتادم بجا * عنان سخن شد ز چنگم رہا * دگر بار در گفتگو آمدم * بہ بیدار نیکان نکو آمدم * بانشست خود آرم دگر باجہت بفرمان حی الذی لا یموت * جب رستم پیل تن نے فرزند کے ہفت پیکر پرست ہونے کی خبر پائی نہایت بیتاب ہوے اسی شب کو سمک بیدانی سے کہا کہ خواجہ زادونکو بلاؤ خواجہ زادے بارگاہ رستم مین آئے رستم نے خلعت دیا اور کہا ملاحظہ فرمائیے کہ فتاحی طلسم ہفت پیکر کسکے نام پر ہی خواجہ زادون نے تختہ تعقل پر قرعہ تفکر کو پھینکا بعد عرصہ دراز سر اٹھایا عرض کی فتاحی طلسم ہفت پیکر حضور کے نام ہی لیکن حضور جس روز کوچ کرین اول طرف مغرب کے روانہ ہون پھر پروردگار آپ کو طلسم ہفت پیکر مین پہونچا دیگا راستہ اصلی بتا دیگا رستم نے کشتیان جواہر کی دیکر خواجہ زادونکو رخصت کیا سمک سے کہا رات کو کل جلو آلا گرد والا گرد نے لشکر

تیار کیا سمک بلدا قی بن عمرو منتظم کار تھا آخر طرف مغرب کے کوچ کیا تیسری منزل تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی بہتان شراب خوار تین لاکھ فوج سے آتا تھا رستم کو دیکھکر بہتان اُسی مقام پر اُترا دریافت کیا بیٹا صاحبقران کا طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتا ہی کہلا بھیجا کہ آکر خدمتگزارون مین حاضر ہو ورنہ وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمھارے حال پر گریہ وزاری کرینگے اور مجھے ذرا ترس نہ آئیگا رستم نے پیغامبر کو نکلوا دیا یہ خبر جو بہتان کو پہونچی غصے مین طبل جنگی بجوایا کہتا تھا دیکھو پسر حمزہ سے کیونکر پیش آتا ہون ہمراہی کہہ رہے ہین کہ حضور نامی گرامی کا فرزند ہی آخر بھاگ جائیگا آپ کی شمشیر کی تاب نہ لائیگا کیسے کیسے پہلوان مارے کیسے کیسے دیو ملکا رہے آپسے کون لڑ سکتا ہی ان باتون کو سُنکر بہتان بہت خوش ہوتا ہی کہتا ہی یارو صبح کو میدان مین قیامت برپا کرونگا پسر حمزہ کی مشکین باندھکر لاؤنگا اگر اسکے خلاف ہو پہلوان دوران دکھنا رستم نے مابدولت کے نام سے کفن مین منہ چھپایا نہنگان دریا و شیران صحرا اون کو آکر بندگان لات و منات کو کھا جانے غریب بہت نہ پاتے نہنگان دریا نے مابدولت کے نام سے چادر آب کو منہ پر کھینچا شیران دشت دامن صحرا مین مخفی ہین صرف مابدولت کا خوف ہی ورنہ آفت برپا کرتے آشب بھر اسلحے کُلبلا یا کیا بوقت سحر اکڑتا ہوا میدان مین آیا موچھون پر تاؤ پھیر رہا ہی جب نقیب نقابت کرکے ہٹے گینڈے کو بڑھایا میدان مین آیا فنون سپاہ گری دکھائے جب خوب عرق عرق ہوا دو سپر دلنے یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسے تمنا مرگ کی ہو نکلے آکر مقابلہ کرے رستم نے چاہا تھا کہ گھوڑا اُڑاؤن کہ نہنگ بچۂ دریائی نے گینڈا بڑھایا میدان کارزار مین آیا بہتان سے لگاوٹ چلی نہنگ بچۂ دریائی کو دیکھکر حیران ہوگیا گھبر کے پوچھتا ہی ای جوان تونے پسر حمزہ کی کیون اطاعت کی نہنگ بچۂ دریائی نے کہا مین آقا نے زیر کیا کیون نہ اطاعت کرتا بہتان نے کہا ای جوان کیونکر پسر حمزہ نے تجکو زیر کیا نہنگ بچۂ دریائی نے کہا آقا میرے رستم نے چند پہلوانون کو ساتھ لیکر مرزوق شاہ فرنگی پر لشکر کشی کی تھی میرا ملک راہ مین تھا وہ بدولت تھی میری کہ راستہ بند تھا جب آقا سے لوگون نے کہا تب آقاے نامدار نے فرمایا کہ ہم اسی راستے سے جائینگے مین سُنکر نکل آیا میرے مزاج مین وحشت بھی تھی اس رنگ مین رستم سے

رہا کہ خون کا دریا جسم سے بہ رہا تھا مگر اس شیر دلیر نے کسی مقام پر بھی نہ کی آخر مجھے زیر کیا مین انکی خدمت
مین حاضر رہتا ہون میرے بھی ملک کے سپہ سالار انکے ساتھ ہین سر فتنۂ ملک فرنگستان لقب
ہو آج بہرام فلک کی مجال نہین کہ اُنسے آنکھ ملاے اور ایک زور ہمارے آقا کا مشہور ہی
کہ لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران جنکو فرزندان حمزہ چچا کہتے ہین اُنکو مع ہاتھی اُٹھالیا
لیکن قربان جرأت صاحبقران کہ ایسے فرزند کو زیر کیا ان باتون کو سنکر بہتان دنگ ہو گیا
جی مین اپنے کہتا ہی کہ عجب شخص سے مقابلہ پڑا دیکھیے کیا ہو عرصۂ دراز تک باتین ہنگ بچۂ دریائی
سے رہین بعد اُسکے نیزہ چلنے لگا نہنگ بچۂ دریائی نے نیزہ اُسکا توڑا بہتان کے قبضے پر
ہاتھ ڈالا نہنگ نے گردہ سپر کا سر پر کھینچا اوپر سے بہتان نے ہاتھ مارا سپر کٹی خود کو کاٹکر
تا دو ابرو تیغہ ہو گیا نہنگ بچۂ دریائی نے دانستہ مارا تیغہ جھنا کے سر سے نکلا سر کے
زخم کو جو اسطرح نہنگ نے دیکھا گینڈے کو پیچھے ہٹایا بہتان تلوار کھینچے ہوے قریب
ہو گیا ہاتھ تلوار کا مارا گینڈے کا سر اُڑ گیا نہنگ بچۂ دریائی گرا بہتان کود کر لپٹ گیا
نہنگ بھی لڑنے لگا سر پر زخم کاری تھا بہنیا بہنیا کے لڑنے لگا ایک مقام پر بہتان
ریل کر لیچلا تھا نہنگ ہٹتا پیر جو بڑھاتے وہان پر موش خانہ تھا دونون پہلوان نہنگ
کے موش خانے مین جا پڑے بہتان نے جو کہ مارا گولہ نہنگ بچۂ دریائی کا آ ترگیا
بہتان نے اُسی حال مین نہنگ کی مشکین باندھ لین اپنے دربار مین لایا رفقاسے صلاح
کی کہ اس جوان کے بارے مین کیا کرون سب نے کہا اپنے ملک مین بھیجیے وہان چلکر سوال
ہفت پیکر پرست ہونے کا کیجیے اگر مانے تو بہتر ورنہ قتل کیجیے گا یہ راے بہتان کو
پسند آئی ایک نامہ بنام رستم لکھا کہ اے رستم ہفت کوہ کہ مقام سکونت اہل دلی کا ہی
تمھارے سردار کو لیے جاتے ہین اگر اسنے ہمارا مذہب اختیار کیا آبرو پائیگا ورنہ قتل
کیا جائیگا ایک جمعدار کو بلا کر یہ نامہ دیدیا کہ یہ رستم کو پہونچا دینا اور اسیوقت تیاری کی
فوج اپنی لیکر روانہ ہو گیا رستم پلٹے اپنی بارگاہ مین آئے مگر واسطے نہنگ بچۂ دریائی کے
پریشان سمک سے کہا ذرا دریافت کرو کہ کیا معرکہ گذرا سمک نے ہرکارے روانہ کیے
کہ خبر دریافت کر کے لاؤ ہرکارے بھاگے یہان سردارون نے رستم سے کہا کہ ارادہ کو

حریف روانہ ہو گیا رستم کو بڑا تردد ہوا فرمایا کہ نہین معلوم ہمارے سردار پر کیا گذری سمک
جلد خبر منگا اگر میرے سردار کا ایک موے جسم بھی کم ہوا تو تجھسے سمجھونگا سمک نے پھر اُسی وقت
ادہر کارے روانہ کیے صبح کو رستم بیٹھے ہین کہ ملازمون نے آکر وہ نامہ جو ہتان دے گیا تھا اُنکی
خدمت مین رستم کی پیش کیا رستم نے نامہ پڑھا پڑھکر بہت گھبراے پیشانی پر پسینہ آگیا زانو
بدلنے لگے تردد مین بیٹھے رہین لیکن ہتان جو اپنے مقام پر پہونچا قلعہ ہفت کوہ اُسکا نام ہی
اُسکی یہ کیفیت ہی کہ سات پہاڑ ایک مقام پر آکے ملگئے ہین سات پہاٹک ایک کے بعد ایک
واقع ہوا ہی ساتوان پہاٹک نہایت بلند و مرتفع ہی اُس مقام پر آکے مسند پر بیٹھا کہا اُس
پہلوان کو لاؤ کشان کشان نہنگ کو لیکر سامنے ہتان کے لائے نہنگ نے مثل اہل اسلام
کے سلام کیا ہتان نے منھ پھیر لیا نہنگ نے کہا ہم اپنے سردار و نکی کیا حقیقت جانتے
ہین کہ تمسے ہمکو گرفتار کرکے لایا اُسپر یہ غرور او نامرد جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ہتان نے
حکم دیا اس جوان کو نخل مین اُلٹا لٹکا دو جب مذہب خداوند قبول کرے قید سے رہا کرو
اور جب تک نہ قبول کرے نخل مین برابر لٹکا رہے ہرکارے اہل اسلام کے یہا نتک
پہونچے اور یہ معرکہ دیکھکر بھاگے کہ آقا کو خبر جاکر پہونچا ئین یہان رستم برہم بیٹھے تھے
کہ ہرکارون نے سب خبر مفصل آکر عرض کی کہا نہنگ کو نخل مین لٹکا دیا ہی دیکھیے اب
کیا ہو ہر ایک کو تردد ہی کہ اُس جوان پر کیا گذری رستم نے خبر سنتے ہی آہ کی اور سینے پر ہاتھ
مارا کہا اُس بہادر کے ساتھ یہ مغرور یون پیش آیا مین بھی دیکھو اب کیا آفت برپا کرتا ہون یہ کہکے
پشت استر مالا کبود پر سوار ہوے طرف قلعۂ ہفت کوہ کے چلے وہ مرکب جسپر کبھی سمند نا
نہ چھوا یا تھا آج کوڑے پر کوڑا پڑ رہا ہی گھوڑا اطراے بھرتا ہوا جاتا ہی یہان ہتان بیٹھا ہوا ہی
نہنگ بچہ دریائی نخل مین لٹکا ہوا ہی ہتان پکار پکار کے کہ رہا تھا اے نہنگ خداوند
ہفت پیکر کو سجدہ کرو ورنہ جان نبچیگی نہنگ نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے
ہو سکے قصور نکر کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا گھبرا کر ہتان نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی جو جاتا ہی وہ پلٹ کے
نہین آتا اسپر اور زیادہ جھلا رہا ہی کہ جو وہان جاتا ہی پلٹ کے کیون نہین آتا کیا وہان جا کر رہجاتا
ہی آخر اُٹھ کھڑا ہوا ٹہلنے لگا اب کوئی پہلوان کچھ نہین کہتا سب خاموش ہین ہتان ٹہل رہا ہی

کہ ہنگامہ زیادہ ہوا ایک شیر کی آواز آئی نعرہ رستم ارشد اولاد امیر عرب ؎ کیست علمشاہ جو رستم لقب
دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور ؎ کہ بر تخت مرزدق افگندہ شور ؎ بہتان نے حیران ہوکے کہا یہ کون
ایسا زبردست ہے کہ ہمارے مکان میں یہ ہنگامہ کر رہا ہے یہ کہکے چاہا بڑھوں کہ دیکھا ہزاروں آدمی
بھاگے ہوئے آتے ہیں سر برابر برس رہے ہیں جسنے پلٹ کر سامنا کیا لپک کر اسکے ہاتھ مارا
کہ دو ٹکڑے ہوئے چالیس پچاس ہزار جوان تھوڑے عرصے میں مارے دریائے خون
بہا دیئے لاشے تڑپ رہے ہیں اب جو نگاہ اٹھا کے بہتان نے دیکھا رستم علمشاہ
شیرانہ ہنگامہ لڑ رہے ہیں لڑتے لڑتے آگئے بہتان نے زنجیر دلنے کمر باندھی اور سلاح جسم پر
آراستہ کیے آگے بڑھا آواز دی او پسر حمزہ یہ سامنے ابد دولت کے بے ادبی علمشاہ گھوڑے پر
سے کود پڑے اول قریب اس نخل کے پہونچے کہ جہاں نہنگ بچۂ دریائی لٹکا تھا درخت
قلم کیا نہنگ کو روک لیا رستم نے قید جسم سے نہنگ کے دور کی زمین پر کھڑا کیا نہنگ نے
بھی ایک جوان کو مار کر تیغہ لیا آملے رستم عقب میں نہنگ اب یہ دو شیر لڑتے ہوئے جاتے
ہیں پرے کے پرے الٹ پلٹ کر دیے رستم جھپٹ کر قریب بہتان کے پہونچے جیسے ہی رستم
قریب پہونچے بہتان نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم کو نہایت غصہ تھا جیسے ہی تیغہ
سر پر چمکا سپر کو چہرے کی پناہ کیا کئی وار اسطرح رستم نے روکے چوتھی مرتبہ آواز دی او مکار
تیری قضا قریب آگئی تیغہ کیستان نیام انتقام سے کھنچا معلوم ہوا اژدہا غار سے بل کرکے
نکلا خبردار خبردار کہکے بقوت صاحبقرانی ہاتھ تلوار کا مارا بہتان نے سپر کو اٹھا دیا تلوار جو
پڑی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے اب جو تیغہ تڑپ کے گرا سر کلے و جبڑے کو کاٹا یا قبہ سپر چمکا تھا
یا زمین میں جاکے تلوار نے بوسہ دیا غرض یہ ہوا کہ بہتان مارا گیا چار طرف سے لوگ دوڑ پڑے
علمشاہ کو گھیرا مگر رستم ہنگامہ کر رہے ہیں چاہتے ہیں کہ ہفت کوہ سے نکلوں مگر وہ لوگ
نہیں نکلنے دیتے چہار جانب سے بلوہ ہے چاہتے ہیں رستم کو قتل کریں جو پہلوان آیا رستم
نے اسکو واصل جہنم کیا کوئی وار خالی نہیں جاتا چار طرف کے پہلوان رستم کو گھیرے ہوئے
ہیں تلواریں مار رہے ہیں علمشاہ جسطرف پلٹ پڑے صف کو ویران کرکے پلٹے نہنگ لڑ رہا ہے
کہ میروں کوہ سے نعرہ ہوا سنم آلا گردو مالا گرد فرنگی طنبور گڑگڑائے پلٹنیں لہرا گئیں

اندر درۂ کوہ کے گھس آئے چالیس افسر جو اندر آئے علشاہ کو گھیر لیا لڑتے بھڑتے بیرون کوہ نکلے
ارادہ ہی کہ باہر پہنچائین کفار روک رہے مین چاہتے ہین انکو نہ جانے دین جگر تلوار جو چلی ہزارہا
کفار مر مر گرے خون کا دریا بہا دیا مرکب کو ملازمان علشاہ نے تھام لیا پیدل لڑ رہے ہین
دو پہر کامل تلوار چلی تیسرے دروازے پر بمشکل علشاہ پہونچے ہین گھرے جھوم رہے ہین
چہار طرف سے کافرون کے وار چل رہے ہین رستم نے جسکو روک کر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے
کیے کئی پہلوان اُسی مقام پر کفر کے گھرے قتل کیے چاہتے ہین ڈھیر کر کے باہر نکلون کہ ایک صداے
مہیب کان مین آئی کہ او جوان اب باہر نکلنا چاہتا ہی یہانسے نکلنا دشوار ہی کہ وہ کوشش بیکار ہی
پلٹ کے علشاہ نے دیکھا کہ سمک ملداق ایک مقام سے دیکھ رہا ہی کہ آقا لڑ رہے ہین ایک
برق چمکی اُس برق سے ایک پنجہ پیدا ہوا کمر مین علشاہ کی پڑا اٹھتے ہی لے اُڑا آلالگرد نے کہا
اے سمک آقا کو کوئی لیے جاتا ہی سمک نے کہا مین جاتا ہون گھوڑا آلالگرد کو دیا آپ اُسی
جانب دوڑا چاہتا ہی قریب آقا کے پہونچون اس آفتِ آسمانی سے بچاؤن مگر ممکن نہین ہوتا
جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی حیران کہ اے سمک کیا کرون آقاے نامدار کو کیونکر چھڑاؤن
یہان آلالگرد و مالالگرد لڑتے ہوے باہر نکلے فوج دشمن نے فرار پر قرار کیا سب لشکر
علشاہ کا اُسی مقام پر پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی سب سردار آکر بیٹھے یہی باتین ہو رہی ہین
کہ آقا کو کون لیگیا شاید کوئی ساحرہ یا ساحر اُس درے مین رہتا تھا وقت پر آ کے لیگیا
خدا ہمارے آقا کو ہمسے ملاے مگر سمک جو عقب مین چلا تھا دیکھا جنگل مین چار دیواری
باغ کی ہی اُسمین پنجہ علشاہ کو لیکر اترا سمک پہلوے باغ پر آیا دیکھا ایک بڑی کھڑکی ہی
اسمین بڑی بڑی سلاخین لوہے کی لگی ہین سمک نے بیٹھ کر سلاخین کاٹین اندر باغ کے
داخل ہوا یہ نہین پایا جاتا کہ رستم کہان ہین آکر ایک جھاڑی مین چھپا دیکھ رہا ہی چبوترہ
جو باغ کا ہی اسپر فرش بچھا ہوا ہی ایک ساحرہ تاج سر پر نہایت حسین وجمیل بیٹھی کہہ رہی ہی
کہ ارے اُس ظالم کو لاؤ دیکھتے ہین کنیزین رستم کو لیے ہوے سامنے آئین کنیزون نے عرض
کی اے ملکہ رنگین ادا خطا تو اس سے بڑی ہوئی کہ آپ کے عاشق کو مارا ہم یہ عرض کرتے
ہین اسکی خطا معاف فرمائیے رنگین ادا نے منھ پھیر لیا اپنے مقام سے اٹھی کہتی ہوئی

مین اپنی جان دونگی یہ کہکے گریبان مین رستم کے ہاتھ ڈالا کہا کیون ظالم تو نے غضب کیا میرے عاشق کو مارا اب جا ہنے والا کمان ملیگا مین ابھی تجکو قتل کرونگی یہ کہکے آواز دی ارے کوئی حاضر ہی دو جلاد خوم کے زنگی تیغہ ہاے برہنہ ہاتھ مین لیئے ہوے آئے تسلیمین بجا لانے لگے رنگین ادا نے اشارہ کیا دونون جلاد تلوارین کھینچکر چلے آواز دیتے ہین ای ملکۂ عالم حکم اوّل ہی سمجہ تو حد کے حکم دیجیے سمک نے جو مڑکر دیکھا گھبرا گیا کہ ایسا نہ ہو آقا قتل ہو جائین تو غضب ہے حیران حیران اسی سوچ مین بیٹھا تھا کہ ایک کنیز واسطے رفع حاجت کے آئی سمک نے اُسے بیہوش کر کے کنارے ڈالدیا اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا سامنے آکر سلام کیا کہا ملکۂ عالم آج صحبت کیا بے نمک رہیگی شراب ضرور منگائیے رنگین ادا نے اشارہ کیا کہ شراب میخانے سے لاؤ کنیزین جا کر میخانے سے گلابیان شراب کی لائین سمک نے گلابی ہاتھ مین لی شراب مین بیہوشی ملائی محفل مین لیکر آیا جلاد دونے کہا ٹھہر جاؤ ابھی اس جوان کو قتل نکرو جلاد ہٹے سمک نے جام شراب سے لبریز کیا رنگین ادا کے سامنے پیش کیا رنگین ادا نے ہاتھ بڑھا کے جام لیا چاہا پی جاوے کہ جام تڑاق سے ٹوٹا معلوم ہوتا ہی کہ بازو پر جو پتلی بندھی تھی اُسنے کچھ اشارہ کیا اُسکے اشارے سے جام دو ٹکڑے ہوا رنگین ادا نے ہاتھ ہلایا پوچھا ارے تو کون ہی فورا رنگ ورغن عیاری کا سمک کے چہرے سے اُڑگیا پاؤن زمین نے تھام لیے رنگین ادا نے آواز دی او ظالم اب تجے کچھ معلوم ہوا ہم ہمہ دان وہمہ گیر ہین رہنے والے سرحد طلسم ہفت پیکر کے ہین صاف بتلا کہ تو کون ہی جب نیمچہ لیکر رنگین ادا دوڑی تو سمک خشین کرنے لگا کہا حضور یہ جوان جسکو آپ لائی ہین اسکا عیار ہون سمک بن عمرو میرا نام ہی یہ سنتے ہی رنگین ادا نے کہا ان دونون کو قید کرو کنیزون نے کہا یہ ظالم کیونکر آیا ایک کنیز نے عرض کی واری معلوم ہوتا ہی جب آپ اسکے آقا کو لیکر چلین یہ بھی حضور کے نشان پر چلا آیا آنا کیا مشکل ہی عیار فوراً پہونچ جاتے ہین آخر آہنگر کو بلایا دونون کو مسلسل ومطوق کیا اور حکم دیا ان دونون کو قید خانے مین لیجاؤ کشان کشان کنیزین لیچلین رنگین ادا بہت روئی ابھی ان دونون کو قید خانے تک لیکر نہ پہونچی تھین باغ ہی کے اندر ہین کہ آسمان سے ایک ٹکڑا ابر پیدا ہوا اُس ابر سے ایک تخت نمایان ہوا تخت پر ایک جادوگر تاج سر پر رکھے ہوے تمغے کے بت بازو پر

جاتے ہوئے اُسکو دیکھکر رنگین ادا دوڑی پکارتی ہوئی تمکو ساحری سب آفتونسے بچائے میرا
اِسوقت تمھارے آنے سے دل بحال ہوگیا مین نہایت پریشان ہو رہی تھی جی چاہتا ہی کہ گریبان
چاک کرون کہان اُس چاہنے والے کو ڈھونڈھون اُس تاجدار نے کہا ملکہ رنگین ادا
آج تمکو بہت پریشان پاتے ہین مفصل حال تو بیان کرو رنگین ادا نے سر جھکا لیا کہا ای فغفور
کیا تجھسے بیان کرون کہ جو ہجوم غم و الم ہی عجب معرکہ درپیش ہوا بہتان شراب خوار بدت کا
میرا چاہنے والا جو فرمایش کی اُسکو ڈھونڈھ کے لاتا تھا میرا حکم بجا لاتا تھا اُسکا ملک میرے قبضے
مین تھا میری حکومت کل اُسکے قبضے مین ہفت کوہ مقام کیا سخت و صعب ہی انکے نام نامہ آیا
کہ پسر حمزہ اسطرف آتا ہی اور کاہن ظاہر کر رہا ہی کہ وہی طلسم کشا ہی اُسے گرفتار کرلا بہتان فوراً
روانہ ہوگیا وہان جاکے سردار کو اُسکے گرفتار کیا ہاے کیا کہون اُسکو لاکے درخت مین لٹکایا پسر
حمزہ خبر سنکر دوڑا اسکے اُسکے مقابل ہوا پسر حمزہ نے اُسکو قتل کیا مین وقت پر پہنچ گئی جنازہ اُسکا
دیکھا قاتل کو پکڑ لائی میان عیار آئے اب دونون کو گرفتار کیا ہی یقین ہی کہ اُنکے ساتھ والے بھی
آئینگے سب کو گرفتار کرونگی اور قتل کرونگی ان عیارون کا چھوڑنا اچھا نہین جو قتل ہو
وہی بہتر فغفور نے کہا ای ملکۂ عالم تمھین اختیار ہی ورنہ یہ کسکی مجال نہین کہ تمھاری عملداری
مین آسکے ایک سحر کرون کہ زمین کانپ جائے جو دشمن جان ہو آکر حاضر ہو ہر طرح قتل
کرسکتے ہین رنگین ادا نے کہا بہت دشوار ہی فغفور نے کہا ابھی سحر کرون سارا لشکر کھنچا ہوا
چلا آئے میرا حکم بجا لانے کیا مجال جو حکم سے گردن تابی کرین رنگین ادا نے کہا ای فغفور
ابھی تھوڑا زمانہ گذرا کہ ملک نور افشان کیسا آباد رعایا دلشاد ان مسلمانون نے جاکر اُسے
تباہ کیا خصوصاً ہوشربا بھی کس زور و غرور سے فتح کیا کیسے کیسے ساحر مارے گئے اب ادھر
متوجہ ہوئے ہین دیکھیے کیا ہوا ابھی ابتدا ہی فغفور نے کہا ای ملکۂ عالم نہ گھبراؤ مین تو ایکدن
مین لڑائی فتح کرلونگا آپ ان سبکو جمع ہونے دیجیے دم بھر مین سمجھ لونگا رنگین ادا نے
کہا ای فغفور جب وقت آئیگا تو بھاگے بھاگے پھروگے فغفور نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا او
رنگین ادا مردان عالم کہین پیچھے قدم ہٹاتے ہین منھ پر تلوارین کھاتے ہین رنگین ادا
ہنسنے لگی کہا ای فغفور خاموش رہ طبیعت ملال ہوا زخود بخود دل روتا ہی یہ کہکے آواز دی

اسے کوئی حاضر ہو کنیزین سامنے آئین کہا شہنشاہ کی خاطر کرو آج بعد مدت تشریف لائے
ہین انکی خاطر واجب ہے لازم ہو کنیزین دوڑین گلابیان شراب کی لائین جام لبریز کر کے سامنے
فغفور کے پیش کیا فغفور نے کہا مین جام نہ پیونگا ہر چند کنیزون نے کہا مگر اس ملعون نے نہ مانا
رنگین ادا نے کہا کیون صاحب کیون نہین پیتے فغفور نے کہا میرا دل نہین چاہتا ہی
رنگین ادا نے کہا آپ کو پینا ہوگا اسکان پر جاکے لیکے کوئی فساد نہ برپا کیا کرو فغفور نے کہا
ہم تو آپکے چاہنے والون مین ہین خواہ مانیے خواہ نہ مانیے رنگین ادا بولی سبکو پہچان لیا
دشمنون نے ہمکو تاکا کوئی بچانے نہ آیا فغفور نے کہا ہم آج سے حاضر رہینگے جو ارشاد ہو
بجا لائینگے حکم مین فرق نہ آنے پائے رنگین ادا کو بڑا غصہ ہی کہہ رہی ہو صاحب جو سب اپنی جان
بچاتے ہین یہان فغفور کو دیکھیے کیا باتین بناتے ہین فغفور نے کہا اے ملکہ رنگین ادا ہم خاص
اسی واسطے آئے تھے کہ بہتان شراب خوار مارا گیا شب کو آج پہلو خالی رہیگا اسوجہ سے
حاضر خدمت ہے تمھاری باتون سے اور ہی کچھ پایا جاتا ہی کسی سے وعدہ ہوگا جب تو ہمین
ٹالتی ہو یہی ارادہ ہی کہ ہم یہان نہ رہین جس سے وعدہ ہو وہ آئے شکر ہی کہ خداوند ہفت پیکر
نے ہمکو تمھاری محبت دی ہی تمھارے نام پر جان دیتے ہین رنگین ادا نے جواب دیا
مین ایسی محبت سے باز آئی دس کنیزین موجود ہین جو آپ کے منہ مین آیا وہ آپ نے
بک دیا تمھاری چاہت کا میرے دلکو یقین نہین آتا بس اب بیہودہ نہ بکو میرے باغ
سے نکل جاؤ مین ایسے چاہنے والون سے باز آئی آپ تشریف لیجائیے یہ کہکے کنیزونے
اشارہ کیا کہ باہر باغ کے انکو کر دو دو کنیزین اٹھین ایک نے جاکر ہاتھ تھاما کہا یہان فغفور صاحب
چلیے اتنا بڑا کلمہ جو کنیز نے کہا فغفور کو غصہ آیا کہا لو اور ذرا دیکھو ہمکو نکالنے آئی ہی یہ کہکے کنیز کو
ایک طمانچہ مارا کہ سر کنیز کا اڑ گیا جیسے ہی سر کنیز کا اڑا کہ ملکہ رنگین ادا کو غصہ آیا گولا جھولی سے
نکالکر مارا گولہ جو پھٹا اس سے برق چمکی برق شعلے پر پڑی کہ شادیانہ نفاذ ہوا فغفور جھومتا ہوا
بڑھ کر کہتا ہوا او گیسو بریدہ اپنے سحر پر بڑا ناز ہی بڑی شعبدہ باز ہی یہ کہکے ہاتھ ہلایا ایک طائر
جھنکارین مارتا ہوا ظاہر ہوا اور یہ پکارتا ہوا واہ بی رنگین ادا میرے مالک کو آپ نے
زخمی کیا ذرا تم بھی جادو شعبدہ دکھاؤن اب تو بلا تکلف دونون مین سحر چلنے لگا رنگین ادا نے

ہاتھ ہلایا برق گری طائر کے دو ٹکڑے ہوئے طائر کا مرنا فغفور کو بہت ناگوار ہوا تلوار کھینچکر چلا لیکن
کنیزون نے روکا تاہم رنگین ادا نے جانے دیا پھر دونون مین سحر چلنے لگا فغفور نے جو جگر سحر کیا
کئی سو عورتون کے سر اُڑ گئے لاشے پڑے زمین پر تڑپ رہے ہین رنگین ادا نے جو مصاحبون
کے لاشے دیکھے غصے مین جا پڑی دونون مین سحر چلنے لگا کہ آسمان سے ایک آواز آئی او نابکار
دشمن کو چھوڑا آپس مین لڑتے ہو دیکھا ایک ساحر سیہ فام آسمان سے ایسے کلمات سخت
کہتا ہوا آتا ہے کہ جیسے کوئی اپنے نوکر کو کہتا ہے فغفور سے آنکھ ملا کر آواز دی او بیحیا اب تو
رنگین ادا سے عذر کر ورنہ خراب ہوگا اور رنگین ادا سے آنکھ ملا کر آواز دی او گیسو بریدہ
ننگ خاندان چاہنے والے سے یہ باتین قدرت نے یون تقدیر کی ہے کہ اگر ایک کی ایک
اطاعت نہ کرے مشکلین بڑھ کر لاؤ رنگین ادا نے کہا مین تو اسکی اطاعت نہ کرونگی یہان تو
یہ ہنگامہ سمک اور علمشاہ جو بندھے کھڑے تھے سمک نے ایک کنیز کو اشارہ کیا بوا
شمار کیا نام اُسنے کہا سوسن زبان دراز میرا نام ہے سمک نے کہا بوا سوسن ذرا میرے
پاس آؤ تو مین حال مصیبت کا بیان کرون کنیز قریب آئی سمک نے کہا بوا یہ کمند تو ڈھیلی
کردو بہت زور سے کس دیا دل بیچین ہے جیسے ہی حلقہ ڈھیلا ہوا سمک نے تڑپ کے حلقہ ہائے
کمند سوسن زبان دراز کے گلے مین ڈالدیے اور ایک جھٹکا مارا حباب مار کر کنیز کو بیہوش کیا
اُسی کی شکل بنکر دوڑا وہ جو ساحر آسمان سے آیا ہے آتے ہی رنگین ادا پر سحر کرکے سحر بھلا دیا
رنگین ادا حیران کھڑی ہے فغفور کی طرف جو چلا فغفور نے گولہ مارا اس ساحر نے گولے پر ہاتھ
مار دیا گولا پلٹ کے سینے پر فغفور کے پڑا فغفور مثل ہیزم خشک جلنے لگا جلکر خاک ہوا اب
رنگین ادا کی طرف وہ ساحر چلا منظور ہوا کہ رنگین ادا کو گرفتار کرون پکارتا ہوا کہ او رنگین ادا
تجھے کچھ خوف نہین خداوند سے نہین ڈرتی اس ذلت سے بچو نگا کہ بہت پچھتائیگی رنگین ادا
خاموش کھڑی ہے کچھ منھ سے نہین بولتی کنیزون نے سحر کا عطر سنگھایا عطر سونگھتے ہی اب تو
رنگین ادا کو ہوش آیا چہرہ سرخ ہوا چاہا اُس ساحر پر جا پڑون سمک بشکل کنیز قریب
اُس ساحر کے پہونچا باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے کہا دیکھیے ابر سیاہ اُٹھا کوئی ساحر آتا ہے
وہ پلٹا سمک نے حلقے کمند کے گلے مین ساحر کے ڈالدیے کھڑ کر پلٹا سمک نے حباب مارا

بیہوش ہو کے گرا سمک نے فوراً سر کاٹ ڈالا رنگین ادا کو سحر یاد دلایا کہا ای سوسن تو نے بڑا کام
کیا ظلم سے اس ظالم کے بچایا ورنہ مشکین باندھ کر لیجاتا سحر تو بھلا ہی چکا تھا اصل کیفیت یہ ہی کہ
خداوند نے جان بچالی ورنہ مشکل ہوتی یہ سُنکر سوسن نقلی نے کہا ای ملکۂ عالم میں سمک بن عمرو
عیار علمشاہ ملکہ رنگین ادا یہ کار نمایان دیکھکر خوش ہوگئین اور فوراً حکم دیا کہ رستم کو لاؤ کنیزین
اسیوقت رستم کو لیکر حاضر ہوئین ملکہ نے سحر کیا تمام قید جسم سے رستم کے کٹ گری اور کہا صاحب
تمنے دیکھا کہ سمک نے کیا کار نمایان کیا اور اب مین تمھاری کنیز ہون مطیع اسلام ہوئی ملکہ نے
رستم کا ہاتھ پکڑ لیا اندر بارگاہ کے لائین مسند پر بٹھایا اور سمک نے اپنا رنگ جمایا غزلین گا رہا
ہی کہ پہلوے باغ سے رونے کی آواز آئی کہ کوئی دردرسیدہ یہ کہکے رو رہا ہی ای فلک کج رفتار وای
گردون غدار کبتک گردش دکھائیگا ہمارے ستانے سے تجکو کیا ہاتھ آئیگا رستم نے کہا ملکہ یہ کون
روتا ہی کہ اسکے رونے سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہی رنگین ادا نے کہا ایسی آواز کبھی میرے
کان مین نہین آئی ایسے کوئی کنیز تو نہین روتی ہی کنیزون نے عرض کی باہر سے باغ کے رونیکی
آواز آتی ہی رستم اپنے تمامہ سے اُٹھے اور کہا اسکے دشمن کو قتل کرونگا یہ کہکے رستم نے عقب
مین سمک اسکے پیچھے رنگین ادا ساتھ ساتھ ہوئین رنگین ادا کہتی جاتی ہی ای شہریار سبب کے
دریافت کیجیے گا باغ سے جو نکلے چاندنی پھیلی ہوئی ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے آسمان
سے ہمسری کر رہے ہین ایک شخص ایک نخل کے سائے مین بیٹھا ہوا نعرہ کر رہا ہی لوگون کو جاتے
ہوے دیکھا چاہتا ہی کہ نخل مین چھپ جاؤن کہ علمشاہ نے مثل اہل اسلام کے سلام کیا
اُس جوان نے بھی مثل اہل اسلام کے جواب سلام دیا علمشاہ آکر قریب بیٹھ گئے کہا ای
جوان تیری صداے دردناک نے عیش و راحت کو منغص کر دیا کیا رنج و ملال ہی ظاہر کرو
کیا خیال ہی اُسنے کہا ای شہریار حال قابل کہنے کے نہین ہی کیا کیفیت اپنی بیان کرون آپکو
ملال ہوگا علمشاہ نے کہا خاص اسی واسطے آئے ہین کہ مطلب تمنے نہین حل مشکل مین
کوشش کرین یہ سُنکر اُس شخص نے ایک آہ کی کہا ای شہریار کیا حال زار اپنا بیان کرون
اگر عرض کرون تو دل سنگ آب ہو انسان مثل ماہی بے آب بیتاب ہو یہان سے
پشت پر میری ایک قلعہ ہی اُس قلعے کو قلعۂ آفتاب نگار کہتے ہین غلام وہانکا حاکم ہی اور

آفتاب تاجدار نام ایکدن واسطے شکار کے جنگل سامنے ایک کوہ ہی کہ کوہ ظفر پیکر اُسکو کہتے
ہین وہان ایک قزاق رہتا ہی ظفر انتساب اُسکا لقب ہی دختر اُسکی مہ جبین سفید پوش
نہایت حسین وجمیل صحرا مین شکار کھیل رہی تھی مجھ بدنصیب کی نگاہ پڑی عاشق ہوا وہ تو چلی
گئی مین رنجیدہ گھر پر اپنے آیا جب میرا حال ابتر ہوا فیروز دن وشمشیر دل نے دریافت کیا مین نے
کل احوال بیان کیا تب وزیر دن نے ایک نامہ اُسکے باپ کو لکھا کہ ہمارا بادشاہ تمہاری بیٹی پر
عاشق ہی بہتر یہ ہی کہ اُسکو ہمارے شاہ کے ساتھ منسوب کرو اُس مغرور نے صاف جواب
لکھا کہ ہم جری بہادر صف شکن ہین ہرگز اپنی بیٹی کی شادی بادشاہ کے ساتھ نہ کرینگے ای شہریار
فراق مین اُسکے روتے روتے عرصہ گذرا اب عنایت رب اکبر دیکھیے کہ وہان غراب بن
اہرمن دیو خونخوار نے اُس قزاق کے باغ پر قبضہ کر لیا قزاق کو غصہ آیا گینڈے پر سوار ہوکے
برائے مقابلہ گیا غراب غُرش کرتا ہوا باغ سے نکلا قزاق سے مقابلہ پڑا غراب کے ہاتھ مین
چوبدست آہنی تھی قزاق پر ماردی قزاق مع گینڈے پر اٹھا ہوکر رہگیا غراب تو پردہ قاف
گیا یہان لاش قزاق کی ملازم اُٹھا کر لیگئے سب نے صلاح کرکے صاحبزادی کو اُسکی بادشاہ کیا
سب قزاقون نے عرض کی غلامان جانباز لوٹ مار کرلا دینگے اور خدمتگزاری مین مصروف
رہینگے وہ شاہزادی شمشیر زن صف شکن تھی اُسنے کہا مین تمہارے ساتھ چلا کرونگی اس طور پر
اُسنے کئی سال کاٹے ایک دن صحرا مین میرے اُسکے سامنا ہوا ہجر مین بیقرار تھا قدمون پر
گر پڑا اور یہ کہا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اتنو دامن صبر ہاتھ سے چھوٹا اپنی
غلامی مین قبول کرو اُس بانی مہر و وفا نے اس میری التجا کو قبول کیا اور یہ بھی کہا کہ تم نامہ
بھیجو ہم قبول کرکے جواب دینگے بعد تھوڑی دیر کے وہ اپنے تخت کی جانب روانہ ہوئی الوداع کہکر خوش
اپنے مقام پر آیا نامۂ اشتیاق آمیز لکھا شتر سوار نامہ لیکر ہوا وہ نامہ ملکہ کے ہاتھ مین دیا
ملکہ نے شیران سلطنت سے صلاح کی کہ تم سمجھو کیا خوشی ہے سب نے یہی عرض کی جسمین
آپ کو آرام و چین ہو اُسی مین ہم بھی راضی ہین سردار وہ نے دریافت کرکے قبول کیا مین نے
بہا نے تحفے تحائف بھیجے وہ تحفے بھی قبول ہوئے ہر چلے مین پیغام چلنے لگے بعد تھوڑے
دنون کے تقریب شادی ہوئی تمام مدت سے مشتاق تھا قریب عقد ہوئی ابھی بھی

قبول کیا بارہ ہزار فوج کو آراستہ کرکے چلا ان نامی وگرامی بھی ساتھ تھے جاکر بیاہ ہوچکا عقد ہوا
بعد اُسکے دولھن کو لیکر چلا راہ مین ایک مقام ہے اُس مقام کو دشت ابیض کہتے ہین
قیطاس اژدر در نزار کا حاکم و ناظم ہے وہ شکار کو نکلا تھا ملکہ مادیان عربی پر سوار تھین ہم بھی
ہمراہ آتے تھے ملکہ نے جو گھوڑا دوڑایا نقاب چہرۂ بے نظیر ملکہ سے ہٹی قیطاس دیکھکر ملکہ کو
عاشق ہوا لوگوں سے پوچھا یہ نازنین کون ہے لوگون نے نیاز مسعد کا نام لیا کہ فلان قران کی
دختر فلان شاہ بیاہ کرلیے جاتا ہے اُسنے آدمی میرے پاس بھیجا مین نے جواب سخت دیا
اُسنے کہلا بھیجا تھا کہ ملکہ کو میرے پاس چھوڑ جاؤ میرے جواب سے وہ نہایت غصہ ہوا اور
تلوار کھینچکر آپڑا کئی سردار اُسنے قتل کیے مجھکو زخمی کیا مین بیہوش ہوکر گھوڑے سے گرا
ساتھ والے میرے یہ زبردستی دیکھکر بھاگ گئے ملکہ کا مرکب اُسنے آگے کرلیا لیکر درۂ کوہ مین
چلا گیا میرے ملازم مجھکو اُٹھا لائے مین نے چالاک عیار کو واسطے خبر کے بھیجا وہ خبر لایا کہ
قیطاس نے لاکھ جبر کیا مگر ملکہ نے اُسے نہین قبول کیا سمجھاتے سمجھاتے وہ بھی عاجز آیا
آخر ملکہ کو قفس آہنی مین بند کیا دو غلامان زنگی کے سپرد ہے شب کو اپنی صحبت مین بلاتا ہے
منت وخوشامد کرتا ہے لیکن اُس ثابت قدم کو جو محبت نے کسیطرح اُس ظالم کو قبول نہین
کیا قید رہنا گوارا کیا مگر وصل سے اُس ظالم کے انکار کیا کئی سال اسی مصیبت مین غلام کو
گذرے آخر بیقرار ہوکر تین دن سے اس دشت مین نکل آیا حال اپنا تباہ کرتا ہون نہ جیتا ہون
نہ مرتا ہون خیال مین اُسی محبوب کے رو رہا تھا کہ پروردگار نے آپ کو بھیجا ای شہریار یہ
غلام کی کیفیت ہے رستم پیل تن نے کہا ہمین بتاؤ کہ قیطاس کس مقام پر ہے چلکر ہم اُس سے
مقابلہ کرین اور تمھاری معشوقہ کو دلوا دین آفتاب تاجدار نے رستم کو اُسی مقام پر
ٹھہرایا اور آپ طرف اپنے قلعے کے روانہ ہوا تھوڑے عرصے مین بارگاہ مین اور خیمے
لیکر آیا اور وہان نصب کرایا رستم کو لاکر داخل کیا اور آپ خاطر مین مصروف ہوا رستم پیل تن نے
رنگین ادا سے کہا تم اس باغ مین ٹھہرو انشاءاللہ مطلب اس جوان کا پورا کرکے آتے ہین
رنگین ادا نے کئی کنیزین واسطے خبر کے چھوڑین اور آپ طرف اپنے باغ کے گئی دوسرے
دن رستم نے آفتاب تاجدار کو تخت پر سوار کیا آپ پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا طرف

قیطاس کے چلے یہان قیطاس سے خبر سُنی کہ آفتاب تاجدار پسر حمزہ کو لیکر آتا ہے مشوق
کے لینے کا ارادہ ہے چوبیس ہزار فوج سے بیرونِ درّہ کوہ آیا مقابلے مین رستم کے اُترا آپس مین
پیغام وسلام ہوئے قیطاس نے اپنے زور کے گھمنڈ مین طبل جنگی بجوا دیا رستم کو خبر ہوئی
یہان بھی نقارہ رزمی کا گڑ گڑایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات
گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین
نقیب نقابت کر کے ہٹے قیطاس اژدر درفے گینڈا انبھایا میدان مین آیا آکر سلحشوری دکھائی
آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان میرے مقابلے مین پسر حمزہ آ دے رستم نے مرکب بڑھایا آکر
ہنگا وزنان ہوے چار قدم گینڈا قیطاس کا اور چار قدم مرکب رستم کا ہٹا قیطاس کی جو نگاہ
جمال بیمثال رستم پر پڑی بیتاب ہو گیا کہا ای شیر بیشۂ جرأت اگر آپ میری اطاعت کرین تو اپنے
لشکر کا بادشاہ کر دون رستم نے کہا ای قیطاس اژدر در اگر تو اسلام اختیار کرے سب
سردارون پر مقدم بٹھاؤن سپہ سالار بناؤن یہ سنکر قیطاس قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای جوان
مجھے تیرے حال پہ رحم آتا ہے اسوجہ سے ایسے کلمات کہے بہتر اسی مین ہے کہ میری ا■عت
کر رستم نے کہا اب فیصلہ ہوتا ہے وار کر ایسی فضول باتون سے کیا فائدہ قیطاس کو غصہ آیا
نیزہ اُٹھا کر مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین
صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی پہر بہر کامل نیزہ چلا ایک مقام پر علمشاہ نے مثت
قیطاس کو سست پایا لاکھ شکر شمشیر مارا ہاتھ سے قیطاس کے نیزہ نکل گیا قیطاس نے
قہر وغضب مین آکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبر دار خبر دار کہکے ہاتھ مارا علمشاہ نے تلوار کو
تیغہ کپتان فرنگی پر روکا انجھا دیسے ہاتھ نکالکر ہاتھ تلوار کا مارا قیطاس نے بھی خالی دیا
دو چار وار رد و بدل ہوے تھے کہ ایک مقام پر قیطاس نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ
ڈالا رستم نے بھی خالی دیا قیطاس پلٹا رستم نے فوراً کلائی پر قیطاس اژدر در کی ہاتھ ڈالدیا
قیطاس نے گریبان پر ہاتھ ڈالا دونون جوان گتھے ہوے لین باگے کُشتی ہونے لگی دونون
لشکر نگران مثل آئینہ حیران ہو رہے دونون شیر نر ڈٹے ہوے ہین جہان اٹک کر رہے پسینے کے پتلے
بن جاتے ہین پہر وہان سے بڑھتے ہین دن بہر اسی ردو بدل مین گذرا اسفام کو قیطاس

رستم کو روک کر خفا ہوا کہا اے جوان تو مجھے دن بھر خوب لڑا میں نے بھی تامل کیا کہ عقدہ جرأت کھلے
تو حال معلوم ہو دن ڈھلے لڑائی کے رات واسطے عیش و آرام کے اب جا کر آرام فرمایئے کل
میدان میں آئیے رستم نے کہا ہمارا دستور نہیں ہے زیر و زبر کئے نہیں پلٹتے قیطاس نے کہا اے جوان
سپہ سالار اپنے مقام پر بیٹھتے ہیں رستم نے کہا جنگ مار رہتے ہیں روشنی کو حکم دو دونوں طرف سے
روشنی آئی سارا میدان روشن اور منور ہوا ایسی روشنی ہوئی کہ اگر سوئی ڈال دیجئے تو اٹھا لیجئے پھر
آپس میں کشتی ہونے لگی آسمان بھی باین پیرانہ سالی ایک چشمہ ماہ تابان کو آنکھ پر رکھکر برائے
تماشائے کشتی میدان گاہ جہان میں جلوہ فرما ہوا ستارے آسمان پر نہیں ہیں فرشتوں نے اپنی
آنکھیں لگا دی ہیں سب لوگ تماشا دیکھنے میں مصروف ہیں تمام رات کشتی رہی صبح کو علمشاہ
زبان تیان کرنے لگے سب معترف تعریفیں کر رہے ہیں ہر طرف یہی ذکر ہے کہ دونوں جوان بے نظیر ہیں
انکا کوئی ہمسر دنیا میں نہیں ہے تیسرے دن قیطاس نے کہا اے جوان آج تیسرا دن ہے
کہ دونوں لشکر بے خورد و خواب ہیں اور ہمارے تمہارے کسیطرح فیصلہ نہیں ہوتا اب
اور ایک زور آخر کرتا ہوں یا تجھکو اٹھا لیا یا اپنی جان کو نثار کرونگا یہ کہکے دونوں مونڈھے
تھامے چھاتی میں رستم کی سر اڑا دیا ریل کرکے دوڑا رستم دم کے شمار پر ہٹتے چلے آتے ہیں
نو قدم ریل کر لایا رستم اینٹھ آئے مونڈھے پکڑ کر ہتھ مارا پایان گھٹنہ رستم کا آشنا بزمین ہوا قیطاس
اوپر چھایا کمر میں ہاتھ ڈالے اسطرح کے زور کیے کہ اگر پہاڑ پر زور کرتا تو اسکو بھی اکھیڑ لیتا اس
وہ وقار کے لنگر میں مس و حرکت بھی نہ پائی تحمل کے ہاتھ اٹھا لیا کہا اب مجھے دور نہیں
ہو سکتا اب آپ کے زور کا مشتاق ہوں یہ سنکر رستم نے قیطاس کو لے دوڑے انیسویں
قدم پر لا کر ہتھ مارا دونوں گھٹنے قیطاس کے آشنا بزمین ہوئے چاہا لنگر قائم کروں مگر رستم
نے دونوں ہاتھ ستونوں کے کمر میں ہاتھ ڈالکر بقوت صاحبقرانی زور کیا پہلے زور میں زمین
جنبانی دوسرے زور میں تا بسینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا اُسنے چاہا بغلوں میں پاؤں
اڑا کر کچھ داؤں پیچ کروں رستم نے دونوں پاؤں اسکے پکڑ کر اسطرح چرخ دینا شروع کیا کہ
سر کا خود کہیں کمر کا خنجر کہیں مثل طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا رستم نے اٹھا کر
مارا کود کر چھاتی پر سوار ہو کر گندہ زانو کو دبا کر فرمایا حالا دشنا ختن بہ وہ دکار،

چیلوئی قیطاس نے غصے مین جواب دیا کہ مین آپکا مذہب اختیار نہ کرونگا آخر مین جو اسنے کلمہ سخت
کہا رستم کو بہت ناگوار ہوا ایک ہاتھ سر کے نیچے ایک ٹھوڑی پر رکھکر جھٹکا دیا مع نرخرے گردن کھینچلی
فوج والے دوڑ پڑے ادھر سے بھی لوگ چلے دونون لشکر ملگئے آخر ملازمان قیطاس لاشہ اپنے
مالک کا لیکر طرف صحرا کے بھاگے رستم فتح کر کے داخل قلعہ ہوے آفتاب تاجدار کو بڑی خوشی
ہوئی رستم نے فرمایا ملکہ کا قفس لاؤ قفس آیا ملکہ کو قفس سے نکالا آفتاب تاجدار کے سپرد
کیا آفتاب ملکہ کو دیکھکر خوش ہوگیا ملکہ مہ جبین سفید پوش کو بھی بڑی خوشی ہوئی دو دون
عاشق و معشوق ملے جلسہ ناچ و راگ و رنگ کا رہا بعد کئی دن کے رستم نے سمک سے کہا
لشکر کو یہان پہونچاؤ سمک نے شاگردون کو روانہ کیا لشکر ظفر اثر بھی آکر پہونچا دور دور اُسی
صحرا مین مقام کیا تیسرے دن حکم ہوا لشکر تیار ہو کوچ کیا جائے طرف طلسم ہفت پیکر
کے قریب پہونچا ہوگا واقف کارون نے عرض کی طلسم جالینوس کا ڈھونڈھا ملا ہے عجیب مقام
پر فضا ہے یہ خطہ پر موقوف ہے علمشاہ کو دیکھنے سرحد طلسم جالینوس کا بھی اشتیاق
ہوا پر قریہ قریہ ولی دیو حشمت جمشیدی طرف طلسم ہفت پیکر کے کوچ کیا ملکہ رنگین ادا بھی
ساتھ ہین منزل بمنزل جاتے ہین ایک شب کو ایک مقام پر فردکش ہوے شب کو توپ کی
آواز کان مین آئی کہا اے سمک دریافت تو کرو اسوقت مین کسکا دل گردہ ایسا ہے کہ اسطرح
توپ چلائے سمک باہر نکلا شاگردون کو بھیجا ہر کاسے تھوڑی دیر مین پلٹ کے آئے عرض
کی ایک قلعہ کہنہ پر ایک پہلوان چڑھکے آیا قلعے پر قبضہ کیا بادشاہ وہانکا نیر دولتمند پہلوان
کے ہاتھ سے مارا گیا بیٹا نیر کا سیار کرگدن سوار بھاگ کر صحرا مین فردکش ہے جا بجا پہلوان
پر شبخون مارو یہین معلوم کہ کیا باعث ہے اُرک گیا رستم نے کہا اے سمک تم جاکر دریافت کرو
اُس پہلوان نے کیون اُس تاجدار کو مارا کیا باعث ہوا وہ پہلوان کون ہے باعث اُس سے
بغاوت کا کیا ہے سمک پاس سیار کرگدن سوار کے پہونچا سیار کرگدن سوار حیران و پریشان
ہے باپ مارا گیا جنگل مین فردکش ہے یہ جو سُنا کہ رستم کا عیار آیا ہے باعزاز تمام بلوایا سمک کی
بہت خاطر کی سمک نے سبب پوچھا سیار کرگدن سوار نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہ
بہن ہماری نہایت حسین ہے ایک دن برائے شکار گئی تھی میثاق ہزبر کش پہلوان اس

حوالی مین رہتا ہی دیکھکر ملکہ کو مائل ہوا والد کو ہمارے پیغام دیا والد نے بوجہ امورات سلطنت
کے جواب باصواب نہ دیا اُسکو ناگوار ہوا لشکر کشی کر کے آیا والد سے طالب ہوا والد نے کہا جبرًا
ہم بیٹی نہ دینگے اُسنے بلغز کیا والد لڑ بھڑ کر مارے گئے دو ہزار جوانون نے میرا ساتھ دیا مین لڑتا بھڑتا
یہان چلا آیا ہمشیرہ بھی میرے ساتھ ہی اسقدر مجھکو احتیاط تھی کہ جب نکلکر بھاگا تو اُسکو بھی اپنے
ساتھ ہی رکھا اپنے سے جدا نہین کیا سمک یہ حال دریافت کر کے خدمت مین رستم کی آیا
سیارکر گدن سوار نے ایک عرضی بھی رستم کو لکھی کہ غلام کی سرپرستی فرمائیے اس پہلوان کے
ہاتھ سے بچائیے سمک وہان سے آیا رستم سے حال بیان کیا عرضی سیارکر گدن سوار کی پیش
کی رستم عرضی دیکھکر بہت شرمندہ ہوئے فرمایا کہ ہم جا کر میشاق نبردکش پہلوان سے مقابلہ
کرینگے اور کل جا کر دربار مین اُس سے سمجھینگے رستم تو اس فکر مین ہین وہان میشاق کو خبر
پہونچی کہ فلان مقام پر شاہزادہ فروکش ہے لشکر تیار کر کے رات ہی رات آکے سیار کو گھیر لیا اور
طبل جنگی بجوایا سیارکر گدن سوار نے خبر سُنی اُسنے بھی طبل جنگی بجوا دیا دونون لشکرون مین
تیاریان ہونے لگین سیارکر گدن سوار کے دو ہزار جوان جو قلعے سے ساتھ آئے ہین سب
جانباز و سرفروش ہین شاہزادے کے خیرخواہ ہین چار پہر رات تیاری رہی میشاق کے
ہمراہ بائیس ہزار جوان ہین اُسکو اپنی جمعیت کثیر پر غرہ ہو جب ان دو ہزار جوان نے دست بستہ
عرض کی حضور کچھ تشویش نہ فرمائین جبتک ہم لوگ زندہ ہین کیا مجال ہی کہ آپ تک کوئی آسکے
ہم سب جان نثار اپنی جانین نثار کرینگے اور حضور کو بچا لینگے صبح کو میشاق بائیس ہزار فوج لیکر
میدان مین آیا سیارکر گدن سوار ایک مرکب عربی پر سوار دو ہزار جوان ساتھ میدان مین جو آکر یہ
عالم دیکھا گھبرا گیا اُسکے ساتھ بائیس ہزار جوان اپنے ساتھ دو ہزار پائے بہت پریشان ہوا
یہ بھی خوف ہو کہ اگر یہ بھیا بلوہ کر بیٹھے دو ہزار کا پکڑ لینا کوئی بڑی بات نہین ہی مگر آکر سامنے صفین
باندھین میشاق نے گینڈا اٹکا لا پکارکر آواز دی اے شاہزادہ والا قدر بہتر یہ ہی کہ میرے
پاس چلے آؤ شاہزادی کی میرے ساتھ شادی کر دو قلعہ اپنا لو اپنی عملداری بھی تمہارے سپرد
کر دونگا جس ملک کا نام لیجیے گا اُسکو جلکر فتح کر دونگا کئی سو پہلوان ہمراہ رکاب موجود ہین
یہان چند کو ہمراہ لیکر آیا ہون اور آپ نے شکست کھائی بے سروپا اس مقام پر فروکش ہین

مین حاضر خدمت ہونگا نا زاٹھاؤنگا سپار گردن سوار نے کہا نہ تو یہ ہوسکیگا کہ دیوون کی خدمت
مین حاضر ہون اور نہ یہ ہوسکیگا کہ اُسکی اطاعت کرون جو فلک گردش دکھائے مجھے اُسکے
دیکھنے مین کوئی چارہ نہین مگر دل دھڑک رہا ہی چہرے پہ ہوائیان اُڑ رہی ہین خاموش قلب مجمع
مین سرنگون غم سے کلیجہ خون ہوا ہی پریشانی مین کھڑا ہی کہ یشاق نے بقہر و غضب پکار کر آواز دی
ای ستیارہ تیغ کسیکو تیار رہے نے دست راست کی طرف دیکھا بھائی اسکا مخمور توسن سوار گھوڑے
کو اُڑاتا ہوا قریب آیا کہا ای بھائی اجازت میدان بمشکل رخصت حاصل کی میدان مین آیا
جیسے ہی تھا پہنچا یشاق نے نیزہ مارا مخمور نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند طعنین
رد و بدل ہوئی تھین کہ یشاق نے گھوڑا پیچھے ہٹا کر شانہ تاک کر نیزہ مارا شانہ مخمور کا شانہ
ہوا ادھر شانہ سے یشاق کے بھی خون جاری ہوا یشاق نے پکار کر آواز دی کیون
شاہزادے ہین اب تک آپ سے محبت باقی ہی آپکے بھائی کے شانے سے خون نکلا ہے
اپنا بھی شانہ زخمی کر لیا ہر طرح ہمین اطاعت سے واسطہ ہی آئیے چلے آئیے مین آپ کو لیچل کے
تخت پر بٹھاؤن اسلیے کہ تاج و تخت خالی پڑا ہی قلعے مین سناٹا ہی کیون ان دو ہزار کو
قتل کرائیے شاہزادے نے کچھ جواب نہ دیا حیران کھڑا ہی جی مین کہتا ہی دیکھا ستیارہ فلک نے
یہ سامان دکھایا کچھ بن نہین پڑتا کیا کرون اب کسے مقابلے مین بھیجون کہ اسکو جواب تو دے
اسکا نہ جرنا چاہا ہی بلبلا رہا ہی اسی سوچ مین سپار کھڑا ہی اور یشاق گھنڈے کو ہمیز کر رہا ہی
سناٹہ والے سپار گردن سے حیران کہ کدھر بھاگ جائین کیونکر جان بچائین اس انتشار
مین تھا کہ صحرا سے گرد اڑی شیر کے نعرے کی آواز آئی نعرہ رستم ارشد اولاد امیر عرب ؛
کیست علمشاہ چو رستم لقب دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور [illegible] کہ بر تخت مزروق افگندہ شور +
سب دیکھنے لگے دیکھا شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت فرزند صاحبقران علمشاہ نوجوان
مرکب اُڑاتے ہوئے آپہنچے یشاق کو جو میدان مین پایا کلمات سخت دستگاہ ہی
علمشاہ نے دہن سے للکارا او مغرور عقل و فراست سے دور شاہزادے سے کو ایسی باتین
کر رہا ہی یہ کہکے گھوڑا اُڑایا تین ٹھیکون مین قریب یشاق کے پہونچے لگا وزن ہوئے
چھ قدم گھنڈا یشاق کا تین قدم مرکب رستم کا ہٹا یشاق گرتے گرتے گھنڈے سے بچا

جمال بیثال پر نگاہ پڑی حیران ہو گیا کبھی ساتھ والے بھاگتے ہیں کبھی نیزے لیے پلٹ پڑتے ہیں
صفین درہم و برہم سرنگون فوج کے علم میثاق حیران ہو رستم نے تیار کر گدن سوار سے پکار کر
آواز دی ای شاہزادہ والا قدر آسمان ریاست کے بدر گھبرانا نہیں ہم خادم تمھارا حال سنکر
آئے ہیں تردد نہ کرنا اتنو شاہزادہ سیار کرگدن سوار رستم کو دیکھکر خوش ہو گیا جھک جھک
کے سلام کرنے لگا یہاں رستم نے میثاق سے کہا نیزہ اُٹھاؤ ہمیں وار کرو یہ سنتے ہی میثاق
کانپنے لگا مگر نیزے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی
سنان پر لیا آپس میں رد و بدل ہوئی نیزہ چلنے لگا ایک مقام پر گانٹھ کر نیزہ رستم نے چھیڑا
مارا کہ نیزہ ہاتھ سے میثاق کے نکلگیا مثل خط شعاع آسمان پر چڑھا مانند تیر شہاب زمین پر
گرا لشکروں میں غریو ہوا شاہزادہ سیار اُچھل پڑا کہتا تھا قربان جرأت اس جوان کے
کس لطف سے لڑا کیا اور کس سہولت سے نیزہ نکالا بہادر ایسے ہی ہوتے ہیں میثاق نے
جھلا کر قبضے پر تلوار کے ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا جب تلوار اُسکی قریب سر کے پہونچی سپر کو گردش دی وار خالی دیا نہ مارا تلوار ہٹے پڑی
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا مروڑکر ہاتھ سے تلوار چھین لوں میثاق نے گریبان پر ہاتھ رکھا
دونوں جوان لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی رستم تڑپ تڑپ کے لڑنے لگے
جہاں پہ پکڑ لائے دو گھسّے مارے جن فنون پر میثاق کو دل سے دعوٰی تھا نہیں عاجز آیا
زرہ پارہ مزاج آوارہ بچیا بچیا کے لڑ رہا ہے رستم شیرانہ ہلکا نہ رہتا تڑپتے زمین
جب ریل کر لیگئے جھٹ پٹ پکڑ لائے گردن پکڑ کے دو گھسّے مارے دو تین ڈھیے ماردیے
میثاق کی گردن سوجی ہوئی پیشانی سے خون ٹپک رہا ہے حیران و مضطر کہ میں کس بلا میں
آکر پھنسا عجب شیر سے مقابلہ پڑا ہے دیکھیے کیونکر جان بچے دو پہر ڈھلی تھی کہ میثاق نے دونوں
مونڈھے رستم کے تھامے ریل کرکے دوڑا اتھ سات قدم تک لایا وہاں جاکے اُبھارا رستم
لنگر مار کر بیٹھے اوپر آکر میثاق چڑھا ایک زور دیا کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا اکھیڑ لیتا مگر لنگر میں اُس
کوہ وقار کے حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا آپ کے زور کا مشتاق ہوں مثل شیر
غضب ناک کے رستم کو پایا ابرو سے خمدار پر بل پڑے ہوئے تڑپ کے اپنے مقام سے اُٹھے

ریل کرکے دوڑے چاہا اُسنے بایان گھٹنہ زمین پر قایم کرون علمشاہ نے واہنے بازو کا ہاتھ
مارا ریل کرکے موڑے اُنمیں ہیں قدم لائے دہان پر آکر ہاتھ مارا دونون گھٹنے آشنا بہ زمین
ہوے لنگر قایم کیا مگر میثاق نے کسی فن پر وثوق نہ پایا جگر بیٹھا رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر
نعرۂ تکبیر کی صدا بلند کی زنجیر کمر مضبوط پکڑکے زور جو کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور
مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے اسکے خود سر کو بلند کیا داہنا قدم آگے بایان پیچھے ہٹایا چاہا
اُسنے لنگر مارون رستم نے چرخ دیکر زمین پر مار انقش باندھا چارون شانے چت گرا کو دکر
چھاتی پر چڑھ بیٹھے فرمایا ای میثاق تم نے ہزارہا بندگان خدا کو بیجا مارا کر یہ شاہزادہ عاجز ہوکر
اس جنگل مین چھپا تمنے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اب شناخت پروردگار مین کیا کہتے ہو یہ سنکر
میثاق نے کہا ای جوان اگر قتل کرنے کا بھی ارادہ کروگے تب بھی مذہب تمہارا قبول نہ کرونگا
یہ سنکر رستم کو غصہ آیا سینے سے اُٹھے ایک پاؤن دونون ہاتھونسے تھاما ایک پاؤن کو دونون
پاؤن سے دبایا چیر کر مثل کرباس کہنہ کے پھینک دیا فوج والون نے جو یہ معاملہ حیرت افزا
دیکھا فوج تو بیحساب ہی بائیس ہزار آدمی آپڑے تلوار چلنے لگی ادھر سے سیار نے جو رستم کو
تنہا دیکھا فوج کو اشارہ کیا کہ اس شہریار کی مدد کرو دو ہزار جوان آپڑے دونون لشکر
ملگئے تلوار چلنے لگی رستم لڑتے ہین جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے تاک تاک کے افسر
قتل کیے قلب فوج مین رستم لڑتے ہین تھوڑے ہی عرصے مین کئی ہزار جوان مارے
ستھراؤ کر دیا لاشونسے میدان بھر دیا کفار بھاگتے پھرتے ہین ہر طرف امان امان کا غل ہے
افسر اعلی محبوب تیغ زن رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے رستم کے آیا عرض کی اب
مجکو امان ملے سب مسلمان ہوتے ہین علمشاہ نے تلوار نیام انتقام مین کی محبوب کلمہ
پڑھکر بصدق مسلمان ہوا سیار کو ساتھ لیکر قلعے مین آئے ہمراہیان میثاق نے بھی
اطاعت کی سیار کو تخت پر بٹھایا اور فرمایا ای برادر سلطنت مبارک ہو تمھارے باپ کا
قتل ہمکو بہت ناگوار ہوا اس بیحیا نے بڑا فتور کیا فوج لیکر چڑھ آیا ای شاہزادہ والا قدر مناسب
یہ ہی کہ دین اسلام پر قایم رہو جب تمکو کوئی دبائے برابر ہمکو نامہ لکھو کسیکو تمھاری مدد کو
بھیجین گے کیا مجال کہ کوئی تمسے آنکھ ملاسکے سیار کر گدن سوار نے قبول کیا سیار نے

اُس قصر کو صفا کرایا فرش سے آراستہ کیا شیشہ آلات جھاڑ وغیرہ وہان لگائے رستم آکر مسند پر بیٹھے ناچ سامنے ہونے لگا اُسوقت ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہر ایک رند بادہ خوار بیشرم اور رستم کی سب تعریفین کر رہے ہین گرد قصر کے ایک سمت دریا اور ایک طرف صحرا ہی تماشا دیکھ رہے ہین کہ یکایک دریا مین ایک غرش پیدا ہوئی مچھلیان اُبھرنے لگین نہنگ شناوری کر رہے ہین کہ ایک طرف سے ایک بجرہ ظاہر ہوا یہ بجرہ ہنگا لنین چند ریون کی گاتیان باندھے ہوے سُنہری ڈانڈے ہاتھ مین دریا سے ڈانڈا مینڈھی پڑی ہو بجرا اسی جانب چلا آتا ہی ایک مہ جبین اُس بجرے پر سوار دریا سے جواہر مین غوطہ زن چند کنیزین گرد گھیرے ہوے بجرہ اسی جانب آتا ہی علشاہ بنگاہ غور دیکھنے لگے وہ شاہزادی بھی اِدھر ہی دیکھ رہی ہی رستم اُٹھ کھڑے ہوے ہنگا لنین جو بجرے کو گھیرے تھین رستم نے اشارہ کیا ادھر کنارے پر بجرے کو لاؤ بجرا کنارے آکر ٹھہرا علشاہ قصر سے اُترے جوش عشق مین اُس معشوق پُرفن کے زیر قصر آکے دیکھا بجرا ٹھہرا ہی وہ نازنین کھڑی ہوئی تماشا دیکھ رہی ہی کہ علشاہ پہونچے جانبین سے نگاہین چار ہوئین برچھیان کلیجونکے پار ہوئین علشاہ نے بحسرت دیکھا اُس نازنین نے بنگاہ محبت دونون مین ٹکٹکی بندھ گئی علشاہ اشارے کر رہے ہین وہ نازنین دانت کے نیچے اُنگلی دبائی ہی اور اشارے سے منع کرتی ہی کہ ہمین اپنے قریب نہ بلائیے ہمارا وہان آنا بہتر نہین اگر ہماری ملاقات کا اشتیاق ہی تو آپ خود بجرے پر آئیے یہ جو مسکرا کر اُس نازنین نے کہا رستم طرف بجرے کے چلے وہ نازنین کنارے پر آکے بیٹھی کنیزونسے اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ بیڑہ ڈالدو کنیزون نے بیڑہ ڈالدیا علشاہ بیڑے کو طے کرکے بجرے پر آگئے اُس نازنین مہ جبین نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا علشاہ کو لیکر چلی یہاں سے تیارز وغیرہ پکار رہے ہین ای شہریار ہم لوگ ملاقات سے محروم رہینگے دیکھیے بجرہ چلا چاہتا ہی علشاہ کچھ جواب نہین دیتے مانجھین بجرے کو کھینے لگین اور لیکر روانہ ہوئین جب بجرہ بیچ دریا مین ہو گیا ملازمان تیارز نے بہت غل مچایا علشاہ نے پلٹ کے دیکھا کہ بجرہ دریا مین ہو گیا علشاہ نے طرف اُس نازنین کے دیکھا کہ یہ کیا حرکت کی بجرہ کیون کنارے سے

ہٹایا اُسی مقام پر پہونچا تو وہ نازنین پہلوے رستم کے اُٹھی جنگالنوس نے کہا جو مین نے کہا ہی وہ کردہ ہمارے حکم کے خلاف نہ ہو بس یہ کہنا تھا کہ جنگالنوس نے بجرے پر ڈانڈین مارین بجرے نے چرخ مارا چرخ مار کر بجرہ غرق دریا ہو گیا شور غل بلند ہوا ستیار قصر سے اُتر آیا جو لوگ ستیار کے ساتھ تھے وہ بھی روتے ہوے آئے پکار رہے ہین آقاے نامدار پر کیا گذری یہ نازنین کون تھی نگاہ محبت ڈالکر بُلایا دام مکر مین پھنسایا یہ ذکر کر رہے تھے کہ صحراے گرد اُڑی دیکھا سمک بن عمر وقنطورے وغیرہ سے آراستہ ہوکر جست و خیز کرتا ہوا چلا آتا ہو دیکھا سردار غل مچا رہے ہین سمک نے پوچھا خیر تو ہو ستیار کرگدن سوار نے بڑھکر کہا اے عیار تو کسکی تلاش مین آیا ہو سمک یلداقی نے کہا مین رستم کا غلام ہون انھین کی تلاش مین آیا ہون آقاے نامدار کہان تشریف رکھتے ہین سردار رونے لگے کہا اے عیار ابھی ایک بجرہ اسطرف سے آیا ایک نازنین اُسپر سوار تھی شہریار اُس نازنین کو دیکھکر قصر سے اترے اُسنے بہ محبت بُلایا یہ بجرے پر گئے وسط دریا مین جاکر بجرہ خود بخود غرق ہو گیا ہم لوگ وہی افسوس کر رہے ہین نہ معلوم آقا پر کیا گذری میثاق کو آکر مارا ہماری عملداری اگر قلعے پر کرائی اس قصر مین بلاے دعوت لاے تھے یہ نہ سمجھے تھے کہ آقاے نامدار یون غائب ہو جائینگے اب انھین کی تلاش مین ہین ایسا اُسنے دام مکر پھیلایا کہ اُسمین جاکر آقا پھنسے سمک نے کہا اصل یہ ہو کسی ساحر کی قضا آئی کہ آقا کو لیگیا ہم تلاش کرینگے یہ کہکے سمک آگے بڑھا دریا مین ایک ڈھیلا پھینکا دیکھا ایک مچھلی دریا سے پیدا ہوئی مچھلی نے بہت غوطے مارے دریا مین غوطے مار کر غائب ہو گئی بعد تھوڑی دیر کے وہی مچھلی مُنھ مین وہی ڈھیلا لیے ہوے آئی اُس ڈھیلے کو لاکر کنارے دریا کے پھینک گئی اور آپ غائب ہو گئی سمک نے کہا یہ دریا بھی اُسیکے سحر کا ہو جو آقا کو لیگیا ہمنے ڈھیلا دریا مین پھینکا ایک مچھلی اُسی ڈھیلے کو باہر ڈال گئی یہ کہکر سمک نے اُن سبکو تسکین دی کہ آپ لوگ اپنے مقام پر جائین اور آقا کے واسطے دعا کرین مین تلاش مین اُس شہریار کی جاتا ہون یہ کہکے سمک ایک جانب چلا ستیار کرگدن سوار یہ کہتا ہوا پلٹا کہ مین کہان تلاش کرون یہ عیار بلاے روزگار ہین یہ تلاش کرین تو شاید کر لین ہم جاکر کہان ڈھونڈھین اور کیونکر

خبر منگاتے ہین ہرکارے روانہ کرتے ہین دیکھیے کیا خبر لاتے ہین چند ہرکارے واسطے خبر کے روانہ کیے
آپ بھی فکر مین بیٹھے لیکن رستم جب بجرے پر سوار ہوے معشوق پریچہرہ کو چلو مین لیکر بیٹھے
جب بجرہ غرق ہونے لگا رستم اُٹھے آنکھ بند ہوئی بجرہ ڈوب گیا طبیعت کو بڑا افسوس ہوا جب
رستم کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحرا مین پایا حیران پریشان کہ ہین کہان تھا کہان آگیا اور صورت
اُس محبوب پریچہرہ کی آنکھون کے نیچے پھر رہی تھی حیران حیران ایک جانب چل نکلے ایک سڑک پر
رستم چلے آتے ہین یہ دیکھ رہے ہین کہ پار سڑک کے دروازہ ایک باغ کا مثل آغوش
عاشق کھلا ہوا ہے سوچ رہے ہین کہ سڑک کو طے کر دون تو باغ مین جاؤن یہ سوچکر رستم جلدی
چلے سڑک کو طے کیا قریب در باغ آگئے جب ارادہ کرتے ہین اندر جاؤن دل دھڑکتا ہے پھر
ٹھہر جاتے ہین چند ساعت مین گذری کہ عورتون کے بولنے کی آواز آئی دیکھا پانچ چار کنیزین
ہاتھ مین ہاتھ ہنستی کھیلتی چلی آتی ہین رستم کو دیکھکر رکین رستم حیران ہوے کہ یہ کیون رُکین
مین نے انکو آنے سے منع بھی نہین کیا نہین معلوم ہے کہ کیا سبب ہے اسی سوچ مین کھڑے تھے کہ صحرا
سے گرد اُڑی دیکھا سمک بن عمر وجست وخیز کرتا ہوا آتا ہے رستم عیار کو دیکھکر نہال ہو گئے
عیار نے جو آقا کو دیکھا خوش ہو گیا پکار کر آواز دی اے شہریار کیا عرض کرون جو کچھ
دل کی کیفیت ہے کسی ساحر نے شاید بیچ مین شعبدہ کیا اُس سے دل گھبراتا ہے نہین معلوم کیا
بنا اس طلسم کی ہے رستم نے کہا جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا سمک نے کہا آپ اندر کیون نہین
تشریف لیگئے رستم نے کہا جب قصد کرتا ہون دل دھڑکتا ہے طبیعت پریشان ہے سمک نے کہا
حضور باہر ٹھہرین غلام پشت سے باغ مین جائے حال کھلیگا رستم باہر نکل آئے سمک پشت
باغ پر چلا آکر کمند ماری جست کرکے دیوار پر آیا دیکھا باغ جنت نظیر گلہاے رنگا رنگ شگفتہ ہواے
بوقلمون نہرین سلسبیل آسا حباب شناوری کر رہے ہین صدہا عورتین چمنستان مین ٹہل رہی ہین
گلہاے رنگا رنگ نخلہاے گل سے توڑ کر محرم سے محرم کیے ہین بعض نے پھول لیکر زمین پر
پھینکے ایک غبار بلند ہوا اُس غبار سے جگنو چمک رہے ہین بعض ہاتھ ہلاتی ہین بجلیان چمکاتی
ہین بعض شعبدے دکھاتی ہین بعض لڑ رہی ہین عجب عجب طرح کے وہ عورتین شعبدے
کر رہی ہین سمک دیکھکر حیران ہوا کہ آسمان سے برق چمکی سمک نے دیکھا ایک نازنین

نہایت حسین قمر عذار ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار تخت سے اتری مسکرا کر کہا گلعذار
ہمارے پاس تو آؤ جیسے ہی وہ خواص قریب گئی اُس نازنین نے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری
اُس نازنین کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اُس نازنین کے صدا ئین ہیبت ناک آنے لگین
جب سمک نے ارادہ کیا کہ پلٹون جی مین کہتا ہے یہانکا سب حال تو سمجھ لون یہ سوچکر دیوار
سے اُترا ایک زرفشان نخل مین چھپ کر بیٹھا وہ نازنین آکر مسند پر بیٹھی کنیزین جب سامنے آئین تو
ملکہ کو معلوم ہوا کہا ارے گلعذار ہماری خواص کو لاؤ کنیزون نے عرض کی اُس سے کچھ بے ادبی
ہوئی حضور نے اُسکو قتل کیا اب وہ کہان ہے اُس نازنین نے کہا ہم ابھی اُسے بلواتے ہین
فلان نخل کے سائے مین جا کر آواز دو وہ فوراً چلی آئیگی ایک کنیز نے جا کر آواز دی پہلوے باغ
سے وہی گلعذار جس پر برق گری تھی وہ چلی آئی ہے آکر بجاے تسلیم جھکی پوچھا کیون گلعذار کہان
تھی حقیقت مین مین نے بڑی خطا کی تمکو خدمت خداوند ہفت پیکر مین بھیجا اُسنے کہا معاملہ
دُنیا و عقبیٰ سب دیکھا آئی پھر عرض کی واری خداوند ہفت پیکر تخت پر بیٹھے تھے جتنے سجُّا نے
خداوند ہین وہ مونڈھون پر بیٹھے تھے اس سے معلوم ہوا کہ خداوند ہفت پیکر سب سے بڑے
ہین لیکن وہ بڑے بے ادب ہین جو اُنسے لڑتے ہین اور بہت سے معاملات عقبیٰ دیکھے اگر
اُنکو عرض کرون تو مہینون گذرین گنہگارون کا جہنم مین جانا عجب تماشا ہے اور نیکنا ہونکا بہشت
مین پہونچنا عجب مزا ہے سب اپنے اپنے مقام پر خوش ہوتے ہین خواص سے یہ باتین ملکہ
رعناے شیرین کلام کر رہی ہین کہ ایک خواص اُدھر گذری جدھر سمک بیٹھا تھا سمک نے
اُسکو اپنے قریب بلایا اور بیہوش کرکے کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر محفل مین آبیٹھا جب
وہ کنیز باتین کر کے ہٹی تو ملکہ نے آواز دی اری نسترن سمک کو خوف ہوا تھا کہ ایسا نہو مجھپر
بھی ہاتھ ہلا دے وہ خواص دور کھڑی تھی حاضر حاضر کہکر دوڑی اسطرح حاضر حاضر کہتی ہوئی
آئی کہ ملکہ رعناے شیرین کلام نے کہا واہ بی نسترن دور کھڑی رہتی ہو ہمارے قریب
نہین آتین کچھ ہمسے باتین کرو ہمارا ابھی دل بحال ہو نسترن نے سر جھکا لیا کہا واری کیا
پوچھتی ہو خداوند ہفت پیکر نے یہ عنایت فرمائی کہ اب مجکو سب نیک و بد حال معلوم ہوتے ہین
ملکہ نے کہا تمنے آجتک نہ بیان کیا عیار فرزند حمزہ کا چلا تھا تمنے ذکر کیا تھا کہ عیار چل چکا ہے

پھر تم نے کچھ ذکر نہ کیا کہ وہ عیار کہاں گیا ہمارے باغ میں تو نہ آیا یہاں آتا تو مزا اُٹھاتا تم نے
اُس دن سے پھر نہ بیان کیا کہ عیار کہاں گیا نسترن نے کہا دیکھیے عرض کرتی ہوں اب
سمک کے کان کھڑے ہوئے صورت اُس کنیز کی دیکھ رہا ہے کہ یہ کنیز کیا کہے چار جانب دیکھنے
لگی کترا کے قریب سمک کے آئی سمک کا ہاتھ پکڑ کے کہا واری وہ مکار یہ بیٹھا ہے جیسے اِسی
کنیز نے ہاتھ پر ہاتھ دھرا ذرا سمک نے لپٹ کر خنجر مارا نسترن کا شکم چاک قصہ پاک کود کر سمک
ایک جانب بھاگا لینا لینا کہکر کنیزیں دوڑیں سمک کو بھلا کون پاتا ہے لڑ بھڑ کر نکلگیا اب تو
رعنا سے شیون کلام نے اتنا کوٹ لیا کہا اور غضب دیکھو نسترن کو قتل کر گیا اب تو
نگوڑا نہ آنیکا ارادہ کریگا سمک نسترن کو مار کر باہر نکلا اس فکر میں ہے کہ باغ میں پھر جاؤں
حال اپنے آقا کا دریافت کروں ایک کنیز کو پھر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر باغ میں چلا محلدار نے
پوچھا بوا گل چہرہ کہاں سے آتی ہو سمک نے کہا بوا اب تو خوف آتا ہے موئی مٹی کی نشانی کو
دیکھنے گئی تھی ذرا سی میری بہن ہے دیکھکر چلی آئی خواہ مخواہ طبیعت کو لگاؤ ہوتا ہے کیوں بوا محلدار
عیار نسترن کو مار گیا محلدار نے کہا ایک کنیز یہاں بیٹھی تھی اُسنے اُسکو کہا یہی سمک ہے اُسنے
خنجر مار دیا لڑ بھڑ کر نکلگیا اتنک مشہور ہے کہ عیار طرار تھا محلدار سے باتیں کر کے اندر باغ کے آیا
ملکہ کو سلام کیا ملکہ نے کہا بوا گل چہرہ آؤ بیٹھو سمک بیٹھا بیٹھے بیٹھے عرض کی حضور کل شب کو
میں پڑی سو رہی تھی کہ خواب میں خداوند ہفت پیکر تشریف لائے میرے شانہ پر ہاتھ رکھا
میں نے ہاتھ جھٹک دیا اور کہا کنارے بیٹھو کچھ دیے لینے آئے ہو ای داری قدرت کی
بڑی کراتیں ہیں مگر وہی ملنا انکا ناممکن ہے ہمارے کہنے پر کیا موقوف ہے میں حضور کو سناؤں
علم موسیقی کا کمال دیکھیے میں یہ کہکے بایان بجاکے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

خیر تم صبح شب وصل ہو جاتے جاؤ — مر گیا ہوں مجھے قم کر کے جلاتے جاؤ
غش مجھے آیا ہے پہلو سے جو کل اٹھے ہو — زلف مشکیں کی ذرا بو تو سنگھاتے جاؤ
قبر عاشق سے صدا آئی چلا جب وہ مسیح — میرا مردہ ہے پڑا اسکو جلاتے جاؤ
دیدبازی میں ہو غیروں سے بہت تم مشغول — ہم سے بھی آج ذرا آنکھ لڑاتے جاؤ
داستاں ہجر سے وصل میں بڑھتے جائیں — ہے مزا کہانیاں تم مجھکو سناتے جاؤ

ہی جو گھر سے مرے جانیکا ارادہ ای یار — ہاتھ تو اپنے مجھے زہر کھلاتے جاؤ
کاندھا دینا اگر ای یار نہین ہی منظور — ایک ٹھوکر ہی جنازے کو لگاتے جاؤ
تجھسے کہتا ہون کہ پچھتاؤگے او حضرت دل — اس ستمگر سے محبت نہ بڑھاتے جاؤ
دل مرا تیر مژہ سے جو کہا ہی زخمی — ہاتھ تلوار کا بھی مجھپہ لگاتے جاؤ
آج اگر ہار پہنکر ادھر آ نکلے ہو — قبر عاشق پہ بھی دو پھول چڑھاتے جاؤ
قتل کرتے ہو اگر منھ نہ پھراؤ صاحب — اپنی صورت بھی تو عاشق کو دکھاتے جاؤ
ذبح کرتے ہو تو راحت کا ذرا دھیان رہے — میرے سینے کو زرا زانوسے دباتے جاؤ
اک نہ اک روز عوض اسکا ملیگا سطوت — یار جو ناز کرے وسے اٹھاتے جاؤ

اس رنگ مین سمک نے یہ غزل گائی کہ ملکہ رعنائے شیرین کلام نے قریب بلا کر موتیون کا ہار اپنے گلے سے اوتار کر گل چہرہ نقلی کے گلے مین ڈالدیا سمک نے جھک کر سلام کیا دست بستہ ملکہ سے عرض کی آج شب کو صحبت آراستہ ہو کنیز گاے پھر لطف حاصل ہو رعنا نے کہا تمھین اختیار ہی تمھاری خوشی پر موقوف ہی طریقہ صحبت کا تیار رکھو جسطرح تم کہتی ہو یہی ہوگا یہ کہکے خاموش ہو کر بیٹھی تھی کہ سمک نے بڑھکر عرض کی اگر ممکن ہو سکے تو کباب منگا بھیجے کنجی میخانے کی مجھے دیجیے ملکہ کو گانا ایسا پسند آیا تھا کہ کنجی دیدی سمک کنجی لیکر میخانے مین آیا پکار کر آواز دی آج ہم ساقی ہونگے کوئی حاضر رہجائے سب نوکر دوڑ دوڑ کر آنے لگے شراب لیجانے لگے دو گھڑی رات گئے تک شراب سبکو تقسیم کی چالیس گلابیان درست کرکے صحبت مین لایا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلائی ایک جام بھر کر رعنا کو بھی دیا رعنا نے بھی جام لیکر بے اندیشۂ انجام پی لیا نشے مین کہا ہوا کوئی غزل گاؤ سمک نے کہا حضور خدا نہ کرے کوئی عارضہ آنکھون پر آوے دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی بڑے بڑے عقیل و فہیم معاملے مین ان عوارض کے پھنس گئے یہ باتین کرکے سمک نے اور ایک غزل گائی تعریفین جو ہونے لگین سمک جھک جھک کر سب کو سلام کرتا ہی عرض کرتا ہی یہ عنایت خداوند ہفت پیکر ہو کر ایسا کمال مجکو دیدیا میرے نزدیک تو بہتر یہ ہی کہ پسر حمزہ کو بلوا کے نشے مین قتل کیجیے رعنا نے کہا ہان یہ اچھا کیونکر قتل کرون جب اس ظالم کا ذکر آتا ہی

قلب تھرا رہا ہے جی چاہتا ہے اسکا ہاتھ پکڑ کے کہین نکل جاؤن تو راحت پاؤن سمک نے کہا حضور دشمن خداوند ہفت پیکر ہے اسکا قتل ہی ہو تو بہتر ہے رعنا سے شیرین کلام نے کہا رستم کو لاؤ چار حبشین دوڑین بیرون باغ سے علشاہ کو لیکر آئین سامنے بٹھا دیا اپنے مقام سے ملکہ رعنا سے شیرین کلام اُٹھی کہتی ہوئی او ظالم تیرے واسطے جان دینا گوارا ہے تو نے پیارا ہے شربت وصل سے سیراب کر ہائے خداوند ہفت پیکر رستم نے کہا او ملعونہ تیری صورت اصلی دیکھ چکا علاوہ صورت کے چار سو برس کا سن بتاتی ہے پھر کمسن بنتی ہے رعنا بیٹھی رو رہی کسی بات کا جواب نہین دیتی اب سمک نے گت شروع کر دی غزل گائی ٹھمریان گائین جب دیکھا کہ رعنا خوش ہوئی جام لبریز کر کے سر پر رکھا شور کرین لیتی ہوئی سامنے آئی کیا مجال تھی کہ قطرہ شراب کا گرے کنیزون نے اشارہ کیا تم بھی پیو کنیزین بھی پینے لگین کسی ذی حیات کو باقی نہ چھوڑا سب کو شراب پلائی رعنا سے آنکھ ملا کر دو شعر گائے رعنا پہ لکھا کر اپنے مقام سے اٹھی کہا ای بوا تیرے گانے کو قدرت سننے تشریف لائے ہین یہ کہکے رعنا چلی تھی کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری کنیزین لیٹا لیٹا کے چلین وہ بھی بیہوش ہوئین سمک بلدائی نیچے پکڑا اٹھا رستم ہان ہان کرتے رہے سمک کو ثابت تھا کہ رعنا ساحرہ ہے پہلے اسی کو خنجر مارا رعنا کا مرنا کہ رستم مین جالا کی آئی پتلیان ٹھیک کر اٹھے لیکن رعنا جو مری ایک بہ گھر کر آسمان پر آیا برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا وہ ہوشیار ہو کے اٹھا سمک و رستم کو گھیر لگے ریخ و تاریخ لیکر کنیزین جلین چاہتی ہین کہ خوب سحر کرین جلا کے خاک کر دین ابتو سمک گھبرایا دعا مانگنے لگا رستم نے بھی ہاتھ اٹھا دیے یا الٰہ ای خالق لیل و نہار اب تو مالک مختار ہے اس آفت سے بچا لے ان جادوگرنیون نے گھیر لیا ہے نظم

تمام خلق بہ تو راغب و توئی مرغوب — زمانہ طالب و ذات مبارکت مطلوب
کہ دار دای شہ خوبان بجز تو چہرۂ خوب — جمال و حسن دل آویز و فکر خوش اسلوب
گہے بہ زیر نظر آئی و گہے بالا — گہے بہ مشرق و مغرب گہے شمال و جنوب
فروغ نور تو آید ز ہر پس پردہ — توئی حجاب توئی حاجب و توئی محجوب
بہ نور عقل تو دیوانہ را کنی عاقل — بجذب عشق کنی اہل عقل را مجذوب

جہان سوار و پیادہ رکاب دار تو اند	عنان بدست تو دارند راکب و مرکوب
بخلق مالک و مملوک ہر دو ملک تو اند	مطیع و حاکم و محکوم غالب و مغلوب
چرا قبول خلایق نگردد این دیوان	کہ ہست وقف تو حید ہند یا مکتوب

بیقرار ہوکر جوان دونون نے دعا کی آسمان سے بجلی گرنے لگی چار چار کے سر اڑ گئے
کسیکا ہاتھ کٹا کسیکا منھ کٹا نعرہ ہوا مسمٰ ملکہ رنگین ادا کنیزون نے پکار کر آواز دی ای ملکہ
عالم اس عیار نے ملکہ رعنا سے شیرین کلام کو مارا دیکھیے وہ لاشہ تڑپ رہا ہے رنگین ادا
نے منھ پھیر لیا کہا او نالائق کیا کہتی ہو اب تو رعنا قتل ہولی اس شیر کو بچانا چاہیے یہ کہکے
دو تین گولے ایسے مارے کہ سب کے سر پھٹے کچھ بھاگین کچھ الامان کر رہی ہین کچھ
قتل ہوئین کچھ مطیع اسلام ہوئین اب رستم آکر اس باغ مین اترے اور لشکر بھی آگیا بیرون
باغ لشکر اترا رنگین ادا رستم کو لیکر بارہ دری مین آکر بیٹھین دور جام چلنے لگا رات بھر
صحبت عیش و نشاط قایم رہی صبح کو رستم باہر باغ کے نکلے رنگین ادا ساتھ ہین کہا
ای رنگین ادا ایسا کام کرو کہ ہمکو تا بطلسم ہفت پیکر پہونچا دو رنگین ادا نے عرض کی
تا بطلسم ہفت پیکر پہونچنے مین ہزارہا بندگان خدا کی خونریزی ہوگی معرکے عظیم پڑینگے رستم
کی آنکھون سے اشک حسرت ٹپک پڑے فرمایا ای رنگین ادا جو کچھ ہو ہمین تا بطلسم ہفت پیکر
پہونچا دو ایسا نہو کہ ہمارے فرزند پر کوئی افتاد پڑے ہفت پیکر کو سجدہ کیا ہے رنگین ادا
سے یہ باتین کر رہے ہین اور رنگین ادا سب کچھ سمجھا رہی ہین مگر یہ اپنی کہے جاتے ہین
کہ صحرا سے گرد اڑی علمشاہ ہاتھ پکڑے ہوے رنگین ادا کا دیکھنے لگے کہ دامنہ گرد شگافتہ
ہوا دیکھا آگے آگے ایک پہلوان گینڈے پر سوار رفیق و شفیق گھیرے ہوے چوبیس
علمدار علمونکو جلوہ دیتے ہوے نشان چوبیس ہزار فوج کا ظاہر ہوا لیکن کرگدن سوار
مغرور معلوم ہوتا ہے ساتھ والونسے بات نہین کرتا جب چلا آتا ہے کئی جادوگر بھی ساتھ
ہین یہانتک بڑھکر ہرکارون نے پوچھا معلوم ہوا اغلاق کوہ شکن پہلوان کا نام ہے اور
کئی پہلوان بھی ساتھ ہین زنجیرونسے کمر باندھے ہوے ٹہل رہے ہین معلوم ہوا کہ اب کوہ خارا شکن
سے آتا ہے آج کوہ خارا شکن پر ہفت پیکر کا جلوس ہے وہین اسکو خبر معلوم ہوئی

قتل ملکہ رعنا سے شیرین کلام کی دس پہلوان کے تمام عالم ہوا کہ جاکر لیسہ حمزہ کی شکلین بنا بنا کر
لاوہر کا ہے یہ خبر دریافت کرکے سامنے رستم کے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی رستم زمان
خدا مالک ہے ہرکاروں نے تمام کیفیت عرض کی جرأت و معلوم ہوتا ہے کلام بہت کم کرتا ہے
اپنے زور بازو پر بڑا ناز ہے رستم نے کہا خدا مالک ہے دیکھا جائیگا یہ کہکے رستم بیٹھے یا شعلہ
بارگاہ مین بیٹھین کہ صدائے طبل جنگی کان مین آئی علمشاہ نے سر اٹھایا فرمایا دریافت
توکرو کہ یہ نقارہ کیسا بجا ہے افسر لشکر کا کیا ارادہ ہے سمک نے عرض کی ہمارے ہرکارے
ہر وقت لشکر دشمن مین رہتے ہین جو کچھ ہوگا وہ ضرور آکر خبر دینگے یہ باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارے
دوڑے ہوئے آئے بعد دعا کے عرض کی اغلاق کوہ شکن نے طبل جنگی بجوا دیا کل انکا
ارادہ ہے کہ معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو دوبالا کرے علمشاہ نے حکم دیا
کہ اے مہتر والا گہر کمد ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے جیسا کچھ نقاش ازل
و کاتب قسمت نے ہماری تقدیر مین ترقیم کیا ہے وہی پیش آئی ہے سمک نے جاکر طبل جنگی
بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری ہوئی جس وقت کہ
سامری آفتاب بتخانہ چرخ چہارم پوجا پاٹ کرکے نکلا جھولی ضیا کی گلے مین اسباب سحر شعاع
ساتھ ساتھ میدان چرخ زبرجدی مین آکر ٹھہرا اغلاق کوہ شکن پوجا پاٹ کرکے اٹھا
مسلح ہوا میدان کارزار مین آیا صفین جمنے لگین ادھر سے رستم فوج کو ساتھ لیکر سوار ہوکے
میدان مین آئے دیکھا اغلاق کی صفین جمی ہوئی ہین آمادہ کھڑا ہے رستم نے صف بندی
کا حکم دیا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کرکیت کرکا کہکے کہ اغلاق
نے گھوڑا نکالا میدان مین آکر سلحشوری دکھائی بعد اسکے آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے
یہ جو آواز دی آلاگرد فرنگی نے مرکب نکالا سامنے رستم کے آیا عرض کی اجازت میدان
ملے علمشاہ نے کہا اے آلاگرد میرا ارادہ ہے کہ مین خود نکلون کہ جنگ کو طول نہ ہو مین
اپنے کو جلد طلسم ہفت پیکر مین پہونچاؤن آلاگرد نے عرض کی اب تو غلام گھوڑا نکال چکا
اب اجازت ملے علمشاہ نے اجازت دی آلاگرد نکلا دوڑن ہوئے آپس مین نیزہ چلنے لگا
دو گھڑی کامل نیزہ چلا آلاگرد نے چاہا نیزہ نکالدون گانٹھ کے ہاتھ مارا دونون نیزے ٹوٹے

غلاق نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا آلاگرد نے مرکب
بڑھایا منظور تھا کہ بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدوں گھوڑے نے سکندری کھائی گردہ سپر کا
سر سے ہٹا اغلاق کا وار چلگیا سر آلاگرد کا زخمی ہوا اُسنے چاہا سر کاٹ لوں رستم کو تاب
نہ رہی دہن سے نعرہ کیا خبردار کیا کرتا ہی ہاتھ نہ اُٹھانا یہ کہکے مرکب ڈالدیا اتنی جلدی
گھوڑے کو بڑھایا کہ ہاتھ اُسکا اُٹھا ہی رہا کہ رستم نے آلاگرد فرنگی کو پشت پر لیا اور سینہ سپر کیا
اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ کپتان پر روکا اُبھا دیے ہاتھ نکالکر خبردار کہکے ہاتھ
مار دیا اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ کپتان دست زبردست رستم نوجوان اب جو تلوار
پڑی سپر کے دو ٹکڑے کیے گویا ابر تیرہ و تار سے بجلی کڑکڑا کے خود سر پر گری تا دو ابرو کاٹا اُسنے
داستانہ مارا تلوار سر سے نکلی گینڈے کی گردن قلم ہوئی اغلاق گینڈے سے گرا اہل فوج
نے گریبان پھاڑ ڈالے رستم پر آپہنچے ادھر سے آلاگرد والا گرد فوج لیکر جا پہنچے دونوں
لشکر گتھ گئے تلوار چلنے لگی اغلاق نے جو رستم کی زبردستی دیکھی ایک تحمل کے سائے میں
آیا پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر غلام کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچا تُو اپنی آنکھوں سے
دیکھ رہا ہوں کہ سب افسروں کو چن چن کے اُسنے مارا جو مقابلے میں گیا وہ مارا گیا یہ باتیں
ویسے کرتا ہوا خود اُتار کر ہاتھ پر لیا بلک بلک کے دعا مانگ رہا ہی رستم لڑ رہے ہیں
کہ ایک جھونکا ہوا کا چلا غبار بلند ہو سمک یہ علامت دیکھکر بھاگا ایک غار میں آکر
چھپا تھوڑے عرصے میں دیکھا اپنے لشکر کا نشان نہیں معلوم ہوتا ہی لشکر رستم نمارد چند
ٹیلے پڑے ہیں کتنے خیمے اُڑتے پھرتے ہیں سمک حیران ہوا کیا معرکہ ہوا عطشاہ کی
جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک قید خانہ میں پایا حیران ہوے کہ ای رستم تحقیق یہاں کون
پہونچ گیا لشکر والے کیا ہوے اس سوچ میں بیٹھے تھے کہ دروازہ اُسی مکان کا کھلا دیکھا
چار زنگی سیہ فام بد انجام اندر مکان کے آئے کہا ای جوان خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کر
ورنہ بہت صدمے اُٹھائیگا رستم نے کہا ہم ہفت پیکر پر لعنت کرتے ہیں زنگیوں نے
پیٹ لیا اور پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر یہ بندہ مغضوب بہ نسبت آپکے یہ کلمہ
سخت کہتا ہی کہ ایک دناتا ہوا زمین آسمان کانپنے لگے اندھیرے کی ترقی ہوئی کان میں

رستم سے آواز آئی او پسر حمزہ اب صدمات اٹھائیگا تھوڑی دیر کے بعد اندھیرا موقوف ہوا جب
روشنی ہوئی وہی چار دن زنگی پھر قید خانے میں علمشاہ کے پاس آئے پھر وہی گفتگو کی رستم
نے کہا میں پھر وہی لعنت کرتا ہوں دو بارہ پھر وتاتا ہوا زمین کانپی کچھ آواز پیدا ہوئی آئی
اور ایک صدا کان میں آئی او پسر حمزہ پیدا کرنے والے کا اعتقاد نہیں کرتا ایسا نہ ہو قدرت
زمین کو حکم دیں زمین تجکو نگلجائے سب چیزیں بنائی ہوئی قدرت کی ہیں جسکو جو حکم دیں وہ
بجا لائے علمشاہ نے اپنے کو دوسرے مکان میں پایا تیسرے دن جو زنگی آئے زنگیوں نے
وہی سوال ہفت پیکر پرستی کا کیا علمشاہ نے تھپڑ ماری کہ زنگی کا سر پھٹ گیا زنگی کا مر کر
گرنا کہ ایک ہنگامہ ہو گیا سامنے کا باغ جلنے لگا بارہ دری میں آگ لگ گئی مگر رستم دیکھتے
ہیں کہ گرد آگ جل رہی ہے میرے جسم پر آگ کی تاثیر نہیں علمشاہ حیران کہ یہ کیا معرکہ ہے آگ
جسم پر تاثیر نہیں کرتی باہر آگ جل رہی ہے نخل جل جلکر خاک ہوئے پھول بھی جل رہے ہیں
جب غنچے چٹکتے ہیں ان سے آواز الاماں آتی ہے کبھی پھول صدا دیتے ہیں ایسے ظالم کا قدم آیا
کہ ہمکو جلا کر خاک کیا اس باغ پر خزان آئی گلچین بدبخت نے یہ صورت دکھائی یہ آواز سنکر اور
زیادہ رستم بیقرار ہوے گھبرا کر آواز دی ای باغبان قضا و قدر اگر ہمارے کلیجے میں سوراخ
ہو جائے تو بھی تیرے ہی اعتقاد کو یاد رکھیں تیری محبت کو دل میں چھپایا ہے زر گل شکم غنچہ
میں جسطرح مخفی ہوتا ہے تیری عنایت بے نہایت کو فضل و کرم تیرا جانتے ہیں تیرے بندے
تجکو خوب پہچانتے ہیں مگر ای معبود اس آفت سے بچالے یہ کیا بلا نازل ہوئی کہ جس سے
رہائی غیر ممکن معلوم ہوتی ہے کہ وہ تین زنگی پھر پیدا ہوے ایک نے غصہ سے بڑھکر کہا ای شہزادے
اب بھی خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کیجیے دوسرے کو بھی تھپڑ ماری اسکا بھی سر پھٹا اسکے
مرتے ہی ابر تیرہ و تار گھر کر آیا اور پانی برسنے لگا تمام آگ بجھ گئی وہ پانی کی طغیانی ہے کہ پناہ
پانی مشکل ہے کیونکر آبرو بچیگی یہ پانی کیونکر دفع ہوگا دو گھنٹے کامل مینھ برسا دو دن زنگی
سامنے پھر آئے کہا ای شہریار خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کیجیے انسے بہتر کوئی خداوند نہیں
اگر انکو سجدہ کرو گے بڑے فائدے پاؤ گے امیر ہو جاؤ گے پھر وہی انہوں نے تھپڑ ماری
چار زنگی اسیطرح مارے گئے ہر مرتبہ آفت برپا ہوئی جب آفت آتی ہے مینھ برسا یا آگ لگی جان بچنا

دشوار ہوتا ہے جب چار دن زنگی مارے گئے روشنی ہوئی ہتھکڑیاں بیڑیاں خود بخود کھل گرین رستم
قید خانے سے نکلے دیکھا ایک شخص گینڈے پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا اسی طرف آتا ہے خیال کرکے
رستم نے دیکھا غلاق کوہ شکن گینڈے کو بڑھائے ہوئے للکارتا ہوا آتا ہے او جوان
کہاں جائیگا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا رستم حیران کہ میرا گھوڑا کیا ہوا دیکھا سامنے
آتا ہے معلوم ہوتا ہے گھوڑا کسیکو گرا کر آیا ہے زین وغیرہ میں خاک لگی ہوئی ہے مگر علمشاہ کو مرکب
غنیمت ہو گیا جست کرکے پشت مرکب پر سوار ہوئے آواز دی او ملعون آ نیزہ بازی ہونے
لگی علمشاہ نے تھوڑی دیر کے بعد نیزہ نکالا بعد نیزے کے نوبت تلوار کی آئی اُسنے ہاتھ
تلوار کا مارا جب تلوار اسکی قریب سر کے پہنچی علمشاہ نے ہتھکٹی کا ہاتھ مارا کہ داہنا ہاتھ
مع تلوار اُڑ گیا زمین پر گرا اب گینڈے کو اُسنے بھگایا انھون نے گھوڑا اسکے پیچھے دوڑایا
آخر وہ تھرا کے گرا ادھر سے علمشاہ نے تیر مارا سینے کو توڑ کر پار گذرا قتل ہونا اس شخص کا
کہ ایک ہنگامہ ہو گیا تمام صحرا میں غل ہے کہ پہلوان دوران گرشاسپ جہان کو بسر حمزہ
نے مارا خداوند ہفت پیکر پہنچینگے ہر طرف سے یہی آواز آتی ہے اب ایک طرف سے
گرد عظیم بلند ہوئی رستم نے دیکھا کہ ہمارا لشکر افتان وخیزان آتا ہے راہ میں ایک ایک سے
پوچھتے ہوئے کہ ہمارے آقا کو کہیں دیکھا ہے علمشاہ نے آواز دی ای آلا گرد اس
مکار کو مارا وہ لاشہ پڑا ہے خدا نے فضل کیا کہ لشکر والے آ پہنچے سرداروں نے رستم سے
ایک ایک سے بغلگیر ہوئے آگے آگے آپ پیچھے پیچھے لشکر کو لیکر سر منزل ہوئے چند دن رہ
ایک صحرائے سبزہ زار میں پہونچے وہاں دیکھا نخل سرسبز و شاداب عندلیبان خوشنوا
جلوے گل میں بیتاب ہر طرف آمد بہار کے سامان عندلیبان خوش ادا کی اٹکھیلیاں کوئی
عندلیب بیقرار ہو کر جلوے گل میں بھولی کہ یہی ہے جہان خیال آگیا زمزمہ سرائی میں
حال دل سنانے لگی کبھی رونق ہے عجیب عجب سامان اس صحرا میں ہو رہے ہیں رستم
یہ حالات دیکھکر نہایت پریشان ہوئے گھوڑے سے اترے داخل بارگاہ ہوئے مصاحب
و رفیق سب آکر بیٹھے رستم نے کہا کہ ملکہ رنگین ادا سے دریافت کرو کہ سرحد کوہ ہفت رنگ
میں کب پہونچینگے یہ ذکر تھا کہ ملکہ رنگین ادا بھی دربار میں آئین سلام کرکے بیٹھین علمشاہ

نے کہا کیوں ملکۂ عالم یہ مقام سرحد کوہ ہفت رنگ نہین ہی رنگین ادا نے کہا اے شہریار
یہ حد کوہ ہفت رنگ دور ہی علمشاہ نے کہا اے رنگین ادا کوئی راستہ جلدی کا
پیدا کرو رنگین ادا نے عرض کی لونڈی فکر کر رہی ہی آیندہ خدا کو اختیار ہی مین نے کچھ فوج
ساحران کو بلایا ہی اُسمین ایک نازنین ہی نہایت حسین و جمیل سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق
یہ باتین تھین چار گھڑی دن پچھلا باقی ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا آگے آگے ایک طائر کلان
پشت پر کئی ہزار طائر مرغان جن کو کوئی غمزہ تیغ ہر ثابت نہین ہوتا کیا ہی وہ طائر آکر درختون پر
بیٹھے زمزمہ سرائی کرنے لگے رستم کھڑے سُن رہے تھے طائرون کی زمزمہ سرائی رعنائی زیبائی
کہ ایک جھونکا ہواے سرد کا چلا اور برودت ہوا مین تھی لاکھ چاہا روکین نہ روک سکے آخر
آنکھ بند ہو گئی اب جو آنکھ کھولکر دیکھا ایک بارگاہ زر نفتی استادہ ہی لشکر ساحرون کا اُترا ہوا
اژدہے پھر رہے ہین لشکر کو دیکھکر علمشاہ حیران ہو گئے رنگین ادا سے پوچھا یہ لشکر کہان سے
آیا کہا حضور یہ صحرا کی مالک ہی راہ سحر و ساحری کی سالک ہی ابھی ظاہر نہین ہوتی آج جو اپنے
کو ظاہر کیا ہی تو کچھ فساد عظیم برپا ہوگا علمشاہ نے سمک سے کہا ذرا خبر تو لاؤ سمک
بصورت خیمہ لشکر ساحران مین آیا دریافت کیا معلوم ہوا عندلیب جادو کا لشکر ہی مسند پر
بیٹھی سحر تیار کر رہی ہی کنیزون کو حکم دیا طبل جنگی بجے اُسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی سمک
نے آکر رستم کو خبر دی یہان بھی نقارے پر چوب پڑی رنگین ادا سے جو رستم نے حال دریافت
کیا رنگین ادا نے عرض کی حضور یہ بلاے روزگار ہی جان بچنا دشوار ہی علمشاہ نے طرف
سمک کے دیکھا سمک نے نیا غلام جانا ہی لشکر عندلیب مین سمک بصورت مبدل آیا
پھرتا پھراتا بارگاہ مین عندلیب جادو کی پہونچا آواز آئی ارے کون آتا ہی سمک
نے چہار جانب دیکھا کوئی کہنے والا نہ معلوم ہوا آگے عندلیب کو سلام کیا خدمتگار
کی شکل بنکر آیا ہی ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا عندلیب نے پوچھا کیا کچھ کام ہی کہا حضور
ایک بڑی بات عرض کرنا ہی ذرا حضور تخلیے مین تشریف لے چلین عندلیب اپنے مقام سے
اُٹھی اور خدمتگار کے ساتھ تخلیے مین آئی خدمتگار نے عرض کی حضور نے سُنا کہ لشکر حمزہ کے
ساتھ کون کون ہی رنگین ادا بھی ساتھ ہی رنگین ادا بلاے روزگار ہی عندلیب نے کہا اُسکی کیا

حقیقت ہی ایک سحر مین بھاگتی پھرتی خدمتگار نے باتین کرتے کرتے خاصدان سے گلوری
نکالی کہا حضور نوش فرمائیے عندلیب نے گلوری لیکر کھائی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی
سمک نے زبان مین سوزن وری چادر کمر سے کھولی عندلیب کا پشتارہ باندھا طرحچالاک
کرکے بھاگا آتے آتے لشکر مین آیا جس خیمے مین رنگین ادا تھین اُس خیمے مین پہونچا
علشاہ نے بھی خبر سُنی کہ سمک کیسا پشتارہ لایا ہی ٹہلتے ٹہلتے بارگاہ رنگین ادامین آئی کے
رنگین ادا واسطے تعظیم کے اپنے مقام سے اٹھی علشاہ کو لاکر مسند پر بیٹھایا پوچھا سمک
کسکا پشتارہ لائے عرض کی افسر لشکر کو لایا علشاہ نے کہا کھولو اب جو پشتارہ کھولا دیکھا
پشتارہ بالکل خالی ہی سمک سر جھکا کے شرمایا رنگین ادا نے کہا مہتر صاحب شرماؤ نہین
مین نے عرض کیا تھا کہ بڑے شعبدے اسکے قبضے مین ہین پشتارے سے غائب ہو گئی سمک
نے کہا مین پھر جاتا ہون رنگین ادا نے کہا اے فرزند خواجہ تمھاری کوئی تدبیر کارگر ہوگی
سمک بھاگا بصورت مبدل لشکر عندلیب مین آیا قریب بارگاہ کے پہونچا گانیکی آواز
سُنی رنگ در وغن عیاری کا لگا کر بازار مین پہونچا ایک نازنین گائن کو بیہوش کیا اُسکی
شکل بنکر سازندونکو ساتھ لیا لشکر مین سر بازار دلیلے پھرکرتا ہوا ایک ایک کو جواب دیتا
ہوا بارگاہ عندلیب مین آیا اس فکر مین کھڑا ہی کہ گاؤن اور شراب پلا کر بیہوش کردون کوئی
تو مطلب نکلے اس حیرانی مین کھڑا سوچ رہا ہی کہ عندلیب نے پکارا اری غنچہ دہن اسنے
کچھ جواب نہ دیا ملکہ نے ایک کنیز کو اشارہ کیا اُس کنیز نے تھکر ہاتھ سمک کا پکڑ لیا کہا اری
بہری دیکھ تو ملکۂ عالم کیا فرماتی ہین اب سمک سامنے ملکہ عندلیب کے آیا دست بستہ
عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی عندلیب نے کہا غنچہ دہن تم اسوقت کس سوچ مین ہو کہا
واری لشکر مسلمانان کا خیال ہی سُنا ہی بڑے بڑے عیار ہین ہزار دن جادوگر دنکو مار جس
اقلیم مین یہ لوگ گئے وہ ملک تباہ ہوا عندلیب نے کہا اے غنچہ دہن یہ تو ظاہر ہی کہ یہ
لوگ بڑے بہتر نے تابہ کوہ ہفت پیکر پہونچینگے لیکن ہم لوگون کے ہاتھ سے بڑے
صدمے اٹھا وینگے چنانچہ کل شب کو مین صحبت مین کاہن کی گئی تو کاہن کو پریشان دیکھا پیچ
پوچھا کہ اے عجائب نگار کیسا مزاج ہی کیون اُداس بیٹھے ہو اتنا میرا پوچھنا کہ وہ رونے

لگا کہا ای ملکۂ عالم مجکو بڑا خیال ہی کہ عمر طلسم ہفت پیکر تمام ہوئی طلسم کشا چل چکا آج ہی کی تاریخ بیان کی تھی کہ اُدھر سے طلسم کشائے اصلی کا گذر ہوگا مین تو جانتی ہون کہ یہی اصلی طلسم کشا ہی مین فکر کیا چاہتی ہون صورت پہان لوگون کی رعب و دبدبہ سطوت و صولت ظاہر ہی میرا ارادہ ہی کہ مین طلسم کشا کو گرفتار کرکے روانہ کرون اسیواسطے مین نے لشکر اپنا ظاہر کر دیا کہ مقابلہ پسر حمزہ سے پڑے غنچہ دہن نے عرض کی واری اب شراب کا بھی چرچا ہو کل اختیار باقی ہی جو مزاج مین آئے وہ کیجیے گا عندلیب نے اشارہ کیا جو ہماری غنچہ دہن کہتی ہی وہی ہونا چاہیے یہ کہکے عندلیب مسند پر بیٹھی گرد کنیزین آگر اپنے اپنے مقام پر کھڑی ہوئین غنچہ دہن سامنے آبیٹھی کہا واری کلید میخانہ مجکو دیجیے کہ مین شراب تقسیم کرون عندلیب نے ازار بند سے کنجی کہولکر دیدی غنچہ دہن میخانے مین آئی سب شراب کو خراب کرکے تقسیم کرنے لگی کنیزین دوڑین یہ کہتی ہوئین کہ بی غنچہ دہن ساقی ہین کوئی باقی نہ رہیگا ہر شخص حاضر ہو کوئی پیلا اٹھا لیگئی کسینے گلابی اُٹھائی کوئی پکار کے کہتی بجر ہوا ایک بوتل ہمکو دینا غنچہ دہن اشارہ کرتی ہی کہ آ و لیجا و شراب خانے مین بڑا ہلڑ ہو رہا ہی شراب سبکو تقسیم کرکے چالیس گلابیان کنیز الماس نگار کی اُن مین مے ارغوانی بھر کے کاندھے پر رکھیں صحبت مین لیکر آئی کشتی کو رکھا سازندونکو بلایا سازندے حاضر تھے کہا اسے درست کر دو ساز ملاؤ اُنھون نے کہا ساز تیار ہی غنچہ دہن نے عندلیب کے سنانے کو یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

لکھا نصیب کا کیا نامہ بر شتاب آیا	جواب نامہ مرے بعد یہ جواب آیا
گئی جو طفلی تو پھر عالم شباب آیا	گیا شباب تو اب موسم خضاب آیا
مین شوق وصل مین کیا ریل پر شتاب آیا	کہ صبح ہند مین تھا شام پنجاب آیا
ہوا جب اُلٹ ہوا ان کی طینتو نہین فرق	سمجھ گیا کہ بس اب وقت انقلاب آیا
نہین وہ کیجے کی ہو وہ حشر پہ موقوف	جو کوئی یا دمین ہو نگا وہ کامیاب آیا
چلے براق پہ احمد تو سدرے پر جبرئیل	کمال شوق سے تھامے ہوے رکاب آیا
کٹا تھا روز مصیبت خدا خدا کرکے	یہ رات آئی کہ سر پہ مرے عذاب آیا

اُتارو جوڑا کھلے بند دن شوق سے سوؤ
شب وصال مین کیون آپکو حجاب آیا

جمال یار لڑکپن مین آفت جان ہی
تو کوین جھکائیگا یوسف اگر شباب آیا

جواب صاف نکیرین کو مین کیا دونگا
نہ اُسکے پاس سے گر نامہ بر جواب آیا

کہان ہو دلکو عبث ڈھونڈتے ہو پہلو مین
تمھارے کوچے مین مدتسے اُسکو داب آیا

کسیکی تیغ تغافل کا مین وہ کشتہ ہون
نہ جاگا نیزے پہ سو بار آفتاب آیا

نظر پڑی نہ مری رعب حسن سے رخ پر
اگرچہ سامنے میرے وہ بے نقاب آیا

گیا بہشت مین عصیان بحساب مین
خدا نہ حشر کے دن بر سر حساب آیا

ہمیشہ صورت انجم کھلی رہین آنکھین
فراق یار مین کس رات مجکو خواب آیا

ہوا یقین کہ زمین پر ہے آج چاند گہن
وہ ماہ چہرے پہ جب ڈالکے نقاب آیا

ہوے جو دیدۂ گریان سے اپنے اشک روان
گمان ہوا کہ برستا ہوا سحاب آیا

بنا بصورت لیلی بصورت تصویر
کبھی جو قیس کی آنکھون مین تجکو خواب آیا

وہ زود رنج ہے اُسکو نہ چھیڑ تا رعنا
ملوگے ہاتھ اگر بر سر عتاب آیا

سمک نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ عندلیب پھڑک گئی تعریفین کرتی ہی کہ اے غنچہ دہن کیا تو گاتا تمھارا جیسے نذر دون پر ہی سب غنچہ دہن کی تعریفین کر رہی ہین سمک نے عرض کی اب حضور راضی ہونگی کہ شراب کا چرچا شروع کرتی ہون یہ کہکے اُٹھی گلبدن ساقی جام لبریز کرکے سر پہ رکھا ٹھوکرین لیتی ہوئی سامنے عندلیب کے جھکا پا کہا ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیئے کہ کوئی سر سے آگاہ نہ ہو جیسے ہی جام سامنے عندلیب کے آیا عندلیب خود خوش کلام ہی خوش پوشاک خوشرو نور عدہ اپنے حسن کا خیال واہ عارض کا کمال پکار کر آواز دی غنچہ دہن جلد جلد جام لاؤ سمک نے سر جھکایا عندلیب نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا سامنے چمن نرگس کھلا ہوا ہی جیسے ہی عندلیب نے جام لیا نرگس کے پھولون نے آنکھین کھولین لطف چشم معشوق دکھانے لگے عندلیب نے کہا آج چمن نرگس کو کیا خوشی ہی غنچہ دہن نقلی شعر پڑھکے بتاتی جاتی ہی اشارہ کیا کہ ضو پہین عندلیب دہن سے جام لگا کر بے اندیشۂ انجام ہو گئی ہاتھ سمک نے دورہ باندھا تھوڑے

عرصے میں ان سبکو بلایا گیا دو چار کنیزیں اور باقی رہیں جھک کے جام لبریز کیا شعلہ رخسار
وزیرزادی عندلیب کی جو پہلو میں بیٹھی ہے شراب پلانا غنچہ دہن کا دیکھ رہی ہے شعلہ رخسار
نے جو ہاتھ ہلایا برق جھک کر جام پر لہرائی غنچہ دہن نے جام چھپا لیا یہ سمجھی کہ یہ کیا معرکہ
تھا دوسرا جام جو بھرا طرف سے شعلہ رخسار کے نکلی ناچتی ہوئی تپاتی ہوئی شعلہ رخسار نے
پھر ہاتھ ہلایا برق چمک کر گری جام ٹوٹا شراب شعلہ بنکر اڑی ابکی مرتبہ شعلہ رخسار پلٹی
کہا بی غنچہ دہن میرے پاس تو آؤ اب مجھے شک ہوتا ہے سمک پیچھے ہٹا ایک کنیز برابر
کھڑی تھی اُسنے ہاتھ پکڑ کے کہا بی غنچہ دہن سامنے وزیرزادی کے جاؤ سمک نے اُس
کنیز کو خنجر مارا کنیز کا شکم چاک قصہ پاک اندھیرا جو ہوا سمک بھاگا اتنے عندلیب نے بھی
کہا اِسکو گرفتار کرو کیسا کلیجہ اتنا نہ ہوا کہ بڑھکر ہاتھ ڈالے سمک جست و خیز کرکے نکلگیا
پوچھا عندلیب نے کہ ارے یہ کون شخص تھا جسے میں اقلیم ہفت پیکر میں آئی کبھی ایسا اتفاق
میری صحبت میں نہیں ہوا ذرا دریافت تو کرو شعلہ رخسار وزیرزادی اپنے مقام سے اٹھی جھولی
سے کچھ ورق نکالے انہیں دیکھا کہا واری **علمشاہ** کا عیار فرزند عمرو خنجر گزار بلائے روزگار
ہے میں ابھی گرفتار کرائی ہوں یہ کہکے آواز دی اے سیہ تاب یہ جو عیار آیا تھا اِسکو لینا
سب نے دیکھا ایک زنگن پہلوے باغ سے نکلی کہا حضور میں ابھی لائی ہوں دیکھوں تو
وہ مکار کہاں جاتا ہے سمک باغ سے نکلکر جنگل میں پھر رہا ہے چاہتا ہے پھر جاؤں جاکر رنگ
جاکوں کہ دیکھا ایک زنگن آتی ہے اب سمک صورت اصلی پر ہے زنگن نے پکار کر آواز دی
میاں جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ ہم بوجہ شب کے راستہ بھول گئے ہیں ہمیں راستہ بتادو
یہ کہتے ہی زنگن قریب آئی کہا وہ دیکھو سامنے آگ جو روشن معلوم ہوتی ہے اسی گانوں میں
جاؤنگی بھیا مجھے دو چار روپے لیلو لیکن مجکو گانوں میں پہونچا دو سمک نے اُس زنگن کا
ہاتھ تھاما کہا میرے ساتھ چلو میں گھر تک پہونچا دوں زنگن ہنسی کہا میاں راہ گیر بیسے دل لگی
کرتے ہو سمک نے کہا دلگی کیا چیز ہے فقط آپ کو گانوں تک پہونچا دینگے اور چلے آئینگے
اسطرح کی باتیں کرتا ہوا چلا راہ میں پوچھا آپ نے محلے کا نام نہ بتایا زنگن نے ہاتھ اٹھا کر کہا
وہ سامنے میرا مکان ہے سمک نے کہا دیکھو میں اُسی طرف تمکو لیے چلتا ہوں اگر میرے ساتھ

غلات باتین کروگی تو مین چلا جاؤنگا زنگن نے ایک طمانچہ مارا کہا او نگوڑے ناعیار کیا
سمجھ کے یہان آیا اب کیا زندہ جائیگا یہ کہکے جھولی مین ہاتھ ڈالا چاہا کہ کچھ سحر کرے
سمک نے فوراً حلقہ ہاے کمند زنگن کے گلے مین ڈالدیے جھٹکا مارا گرتے گرتے حباب
ماردیا اب جو کالی زنگن کو دیکھا خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک عندلیب کی ساتھ والیون
نے کہا غضب ہوا سیہ تاب پر کوئی افتاد پڑی پلٹ کے آواز دی ارے سیہ تاب تو
قتل ہوئی خوبصورت تو جا کر دیکھ کہ سیہ تاب پر کیا گذری یہ سنکر وہ کنیز پرواز پیدا کرکے
چلی اسوقت پہونچی کہ سمک قتل کرکے کپڑے اتار رہا تھا خوبصورت نے وہین سے
آواز دی او ناعیار کیا کرتا ہے یہ کہکے اشارہ کیا پانون زمین نے تھام لیے کنیز زمین پر آئی
کہا کیون نگوڑے تونے اس غریب کو قتل کیا اب نہین کچھ ہو سکتا بھاگ جا یا کچھ عیاری کر
سمک نے کہا حضور ہم غریب عیار بھلا کیا عیاری کرین جب تمھین یہ اختیار ہے کہ تمنے اشارہ کیا
زمین نے پانون تھام لیے ہم اپنے مقام سے ہٹ نہین سکتے ہمارا تمھارا کیا مقابلہ تم لوگ
جو کہتے ہو وہی ہوتا ہے جو چاہو سو کرو لیکن قضا تمھاری میرے ہاتھ ہے اس فقرہ پر ساحرہ
بہت ہنسی کہا نگوڑے خواہ کچھ ہوسکے یا نہ ہوسکے کہ تو لیا زبان سے سمک نے کہا ملکۂ عالم
ہم تابعدار ہین ہماری کیا مجال ہے کہ آپ کے سامنے زبان ہلا سکین آپ کے جو مزاج مین
آئے وہ کر سکتی ہین اڑنا بلند ہونا کیا کیا قبضے مین ہے تم لوگون کو کون جواب دے سکتا ہے
سامری وجمشید بڑے خداوند تھے کیا چیز بنا گئے کیا سحر و ساحری سکھا گئے کمزور اور
طاقت وار کو برابر کردیا جو چاہین سو کرین دیکھیے تشریف لاتے ہین اور نئی بات یہ ہے کہ
زمین سے جواہرات نکل رہا ہے خوبصورت بلٹی جیسے منہ پھیرا سمک نے چودہ حلقے
کمند کے بارے اسے کہکے گری سمک نے پانچ حباب ماردیے بیہوش ہوئی بیہوش
ہوتے ہی سمک نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک خوبصورت کا مرنا کہ پانون زمین نے
چھوڑے چاہا اسکا زیور اتارون کہ وہی دمڑ کا کود کر سمک بھاگا یہان عندلیب بیٹھی
ہر کریرون نے غل مچایا کہ ظلم کیا عیار نے خوبصورت کو بھی مارا ارے اسکا زیور اتار رہا
ہے کلیان بالیان لیکر بھاگا اے میری مصاحب کہکر عندلیب اٹھی یہ کہکے چلی

اُس مقام پر آئی جہان لاش پڑی تھی وہان دیکھا قاتل کو نہ پایا یہ کہکے چلی کہ نگوڑا کہان جائیگا
دو کوس سمک نکلا تھا کہ زمین پر ایک جادوگر گنتا ہوا جاتا تھا سمک نے آواز دی میان
ساحر صاحب کہان سے آتے ہو جیسے ہی وہ ساحر پلٹا سمک نے حلقہ ہائے کمند مارے گرتے
خنجر مار دیا اِدھر تو مرنے کی آواز اُس ساحر کے بلند ہوئی اُدھر عندلیب خوشنوا اُس مقام
پر پہونچی آواز دی او ناعیار آخر موت نے تیرا پیچھا نہ چھوڑا یہان آکر پھنسا یہ کہکے سحر کیا
زمین نے پانؤن سمک کے تھامے عندلیب نے اُترتے ہی کمر مین پنجہ دیا لیکر اُڑی
نہین معلوم لیکر کہان گئی یہان جب دو دن گذرے علمشاہ واسطے عیار کے گھبرائے
صحبت مین بیٹھکر ذکر کیا کہ نہین معلوم ہمارے عیار پر کیا گذری کئی دن ہوئے کہ ابھی تک
پلٹ کر نہین آیا یہ جو علمشاہ نے فرمایا آلا گرد فرنگی نے عرض کی غلام تلاش کرنے جاتا ہی
اکثر رنگ وروغن غلام کو معلوم ہین صورت بدل سکتا ہون جہان جیسا موقع ہوگا وہی
تدبیر کرونگا آپ نے ایسا اسوقت پریشانی سے فرمایا کہ عیار واپس نہین آیا دل غلام
کا ہلگیا غلام تلاش مین جاتا ہی ہرچند سبنے منع کیا آلا گرد نے نہ مانا ایک مرد ضعیف کی صورت
بنکر چلے یہان عندلیب جو لیکر سمک کو آئی اُسی باغ مین پہونچی کنیزین دوڑین عندلیب
نے سمک کو ڈالدیا پکار کر آواز دی اس بیحیا مردوے نے خوبصورت وسیہ تاب کو مارا اور مین
غلام ہیرا قلماق جانتا تھا اُسکو بھی باتون مین لگا کر مارا مین وقت پر پہونچگئی کہ اسکو
گرفتار کیا ورنہ نکل جاتا یہ عیار ہمارے روزگار رہزن عورتون مین عورت مردون مین مرد بنکے
تماشے بہا کرتا ہی انکا کون سامنا کرے کنیزین دوڑین سمک کے گرد آگئین سبنے
کہا کیون پیتری قضا آچکے دن تھی دو کنیزین اور ایک غلام کو مارا تب جاکر نگوڑا دستیاب
ہوا قریب کنیزون کے آکر عندلیب نے کہا او ناعیار اب اطاعت کو کیا کہتا ہی سمک نے
جواب دیا ملکۂ عالم مین تو جان ومال سے موجود ہون مجھے بتائیے مین ہفت پیکر کا کلمہ
پڑھون عندلیب نے کہا مین تجکو پاس حاکم وقت کے لیچلون آگے اختیار ہی سفارش
مین بھی کرونگی اگر مانے گا بہتر نہ مانے گا کہنے والا مجبور وناچار ہی او عیار مجھے اب بھی تجسے
محبت ہی اور تیری بہتری چاہتی ہون یہ جو عندلیب نے کہا سمک دعائین دینے لگا کہا

حضور جو میرے واسطے مناسب جانیں وہ کریں خواہ قتل کریں خواہ بخشیں عندلیب نے
کنیزوں سے اشارہ کیا اسکو اُٹھا کر یہانسے قصر رفعت مین لیچلو شہنشاہ گردون بارگاہ اگر
ہفت جوش جادو تشریف لائینگے وہ جیسا مناسب جانینگے ویسا فرمائینگے ہم بے حجت
ہو جائینگے سب راضی ہوے عندلیب خوشنوا تخت پر سوار ہوئی کنیزون نے سمک کو بھی
اُٹھا لیا طرف قصر رفعت کے چلین دوسے سمک نے دیکھا ایک قصر نہایت بلند و مرتفع
کاریگرون نے سات رنگ اُسمین صرف کیے ہین نہایت لطف سے بنایا ہی قصر مین آکر دیکھا
کئی سو نازنینان مہ جبین جا بجا پھر رہی ہین تخت بچھا ہی گرد تخت کے مصاحبین لیئے اپنے
مسند و نیمو پیشی ہین عندلیب آکر تخت کے سامنے کھڑی ہوئی پکار کر آواز دی اے شہنشاہ
ہفت جوش کنیز حاضر ہی اس عیار کو بمشکل گرفتار کیا بڑی خرابی سے یہانتک لائی ہون
اب معاف کرنا اور معاف کرنا آپ کو اختیار ہی خواہ قتل کیجیے خواہ بخشئے آپ کو سب طرحکا
اختیار ہی گھڑی بھر کامل اسی طرح پکاری کسی طرف سے کچھ آواز نہ آئی تب تو اسنے پایۂ تخت پہ
سر رکھا اور آواز دی ای شہنشاہ ظاہر ہوجیے ہم لوگ آپ کے منتظر ہین جلد تشریف لائیے یکایک
ایک پنکھا بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا ایک تاجدار تخت پر بیٹھا ہی تاج
سر پہ رکھے ہوے عندلیب واسطے سلام کے جھکی سمک نے بھی سلام کیا بہ قہر و غضب تمام
اُس تاجدار نے آواز دی ای عندلیب نہ گھبرا تیرے لیے مرتبۂ اعلیٰ ہوگا سمک غل مچانے
لگا ای شہنشاہ ہفت جوش فریاد کرتا ہون اب رخصت ہونگا عندلیب نے کہا ای مکار
اب یہانسے رہائی غیر ممکن ہی تمہاری موت تمھین لیکر آئی ہی تاجدار نے آواز دی ای
عندلیب یہ عیار کون ہی عندلیب نے عرض کی ای شہنشاہ یہ بیٹا عمرو کا ہی جسنے مشمش و ماہ
کو مارا اُسکا یہ فرزند ہی تاجدار نے کہا اسکو دار پر کھینچو مجکو اسکی سرکشی پسند نہین آئی کنیزین
دوڑین کر سمک کو کھینچ کر سامنے سے لیجائین سمک نے اپنے کو زیر تخت گرادیا کہ مین سامنے
سے شہنشاہ کے نہ جاؤنگا آٹھ پہر خدمت مین حاضر رہونگا یہ کہکر رونے لگا تاجدار نے
آواز دی او سمک کیون روتا ہی تاجدار نے بہت تسکین دی کہا ای سمک تجکو سامنے خداوند
ہفت پیکر کے لیجلینگے مرتبۂ اعلیٰ کرائینگے کیون گھبراتا ہی سمک قدمون پر گر پڑا کہ مین

غلام ہون کلمہ اپنے مذہب کا ارشاد فرمائیے مین ہفت پیکر پرست ہونگا تاجدار نے آواز دی او سمک دیکھ خواجہ عمرو بھی آئے ہین پلٹ کے سمک نے دیکھا مقام تاجدار خالی پایا ایک گوشے مین خواجہ عمرو کھڑے ہین فرماتے ہین ای فرزند جب مجھے طلب کریگا مین فوراً حاضر ہونگا اور قدرت کو سجدہ کرونگا قدرت ہی کے حکم سے حمزہ کے پاس رہا اب ساتھ حمزہ کا چھوڑا اگر حکم دین سب کو پکڑ لاؤن ایک دن مین لشکر اسلام کا خاتمہ کرون بیٹے کو سمجھا خواجہ غائب ہوے سمک پایہ تخت سے لپٹ گیا بوسہ دیا کلمہ ہفت پیکر کا پڑھا اُس تاجدار نے کلمہ پڑھایا بعد اسکے تاجدار عندلیب نے کہتا ہو کیون ای عندلیب اس عیار کو مطیع کر دیا اب اپنے ساتھ لیجا علمشاہ کو یہ پکڑ دیگا وہ اسکا آقا ہی بیشک اسکا دھوکا کھایگا عندلیب نے کرسی بیٹھنے کو دی سمک سلام کرکے کرسی پر بیٹھا دست بستہ عرض کی کہ میرا آقا اُس زمانے کا سپاہی ہو کہ جب زمرد شاہ باختری باختر مین خدائی کرتا تھا اب تو بھاگتا پھرتا ہو اب آج کل ملک دودہ زنگی مین لڑ رہا ہو اُسکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہو جو کچھ تاجدار کہتا ہو اُسکو سمک بجا اور درست کہہ رہا ہو اب وہ وقت آیا کہ زلف لیلائے شب کمر سے گذری سمک بھی اپنی فکر مین ہو کئی سو کرسی نشینان بارگاہ مین بیٹھے ہین تخت پر وہ ساحر بیٹھا ہو تاج سے شعلے نکل رہے ہین ابھی ذرا اشارہ کردے تو تمام قصر پھک جائے سمک سر جھکائے بیٹھا ہو کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا وہ ابر گرجا قصر پر پھٹا اُسمین سے ایک تخت پیدا ہوا اُسپر ایک نازنین چاردہ سالہ دریائے جواہر مین غوطہ زن جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ گوہر و در کا کال اِس نازنین کے پاس موجود ہو ادہر دو جادوگر دست راست و دست چپ کو آواز دیتے ہوے کہ معشوقہ شہنشاہ ہفت جوش تشریف لاتی ہین ملازمونکو چاہیے کہ ہوشیار ہو جائین تخت زمین پر آیا دو تاجدار تخت سے اُٹھا کہا ملکہ عالم آئیے آپ کا اشتیاق تھا فرمایا مین بھی آگئی یہ کہکے تخت پر بیٹھی عندلیب نے بڑھکر عرض کی حضور نے کچھ سنا دو کنیزین شاہین ہاتھ سے عیارون کے قتل ہوئین مین عیار کو گرفتار کر لائی اُسنے اطاعت کی ہفت پیکر کو سجدہ کیا اعتقاد مین پختہ ہو اُس نازنین نے ابرو دبیر بل ڈالا بولی بوا چپ رہو تمھاری بات کا کیا اعتبار ہو یہ لوگ جان دینے پر آمادہ ہین اسکے

اعتقاد مین فرق نہ آئیگا یہ ظالم کیا خداوند کو سجدہ کریگا اگر لایق سجدے کے ہوگا سبھی سجدہ کرینگے نہ لایق ہوگا بیکار رہینگے انجام جو کچھ ہو عندلیب نے سمک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اے سمک شہنشاہ کی معشوقہ تمھاری اطاعت مین انکار کرتی ہین خداوند سے عرض کیا جائیگا جیسا ارشاد ہو سمک نے سر جھکا لیا عرصہ دراز تک وہ نازنین ہفت پیکر کی تعریفین کیا کی جب تعریفین کر چکی کہا اے عندلیب اسکو قید خانے مین لیجا تو اسکی بات کا اعتبار نکرنا ہرچند سمک چیخا پیٹا اُس نازنین نے پکار کر یہی کہا کہ ہرگز اسکی بات کا اعتبار نکرنا عندلیب نے آواز دی دو حبشنین آئین کشان کشان سمک کو ایک مکان مین لائین کہ اُس مکان کو قید خانہ قرار دیا تھا اُسمین سمک کو قید کیا دونون حبشنین بطور نگہبانون کے بیٹھین سمک جو اندر مکان کے آیا تنگ و تاریک پایا گھبرا کر کبھی غل مچاتا ہے اے ملکہ عندلیب میری جان بچاؤ ورنہ اِس اندھیرے مین دم نکلجائیگا ہرچند غل مچایا عندلیب نے کچھ جواب ندیا اُڑ کر چلی گئی سمک نے درارے دیکھا دونون حبشنین بیٹھی ہین خرانجواری کر رہی ہین لاحول پڑھکے سمک نے منھ پھیر لیا دونون حبشنین گرد مکان کے پھرتی ہین حاضر باش وناظر باش کی صدا دیتی ہین کہ دیکھا شبگرد کوتوال پھرتا ہوا آیا حبشنون نے سلام کیا کوتوال نے پوچھا ارے کیون خفتہ تو یہان کہان آنکلی دست بستہ عرض کی حضور گنہگار شاہی یہان قید ہے ہم اُسکی نگہبان ہین شبگرد نے کہا گنہگار کون اُسکا نام بتا دو کہ ہم نہ دریافت کرینگے دونون خواصون نے عرض کی ہم دریافت کیے دیتے ہین یہ کہکے ایک حبشن قریب در قید خانہ آئی پکار کر پوچھا اے گنہگار تیرا کیا نام ہے سمک نے درار مین سے دیکھا ایک کوتوال دس بارہ پیادے اُسکے ساتھ ہین نام دریافت کرنے کھڑا ہے سمک سے جو نام حبشن نے پوچھا سمک نے پکار کر کہا خیر خواہ دولت میرا نام ہے زبردستی مجھے گنہگارون مین بتاتی ہین کوتوال نے کہا کیون حبشن یہ قیدی اپنا نام خیر خواہ دولت بتاتا ہے اور تو گنہگار شاہی کہتی ہے صاف صاف جواب دے حبشن نے کہا ارے گنہگار مفتل نام نہین بتاتا ہین تو جب نا بتاتا ہے کوتوال بڑھکر قریب حبشنون کے آیا کہا اب تم تو جاؤ ہم قیدی کو سمجھا لینگے ہرچند حبشنون نے کہا

مگر کوتوال نے نہ مانا کنجی لیکر دروازہ کھولا سمک کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا مفصل نام بتا سمک نے
چپکے سے کہا کوتوال صاحب کنارے چلیے تو مین نام بتاؤن جو مجھسے خطا ہوئی ہے وہ بھی بتادون
حبشنین الگ کھڑی رو رہی ہین کوتوال نے سمک کو باہر بلایا سمک منھ لپیٹے ہوے باہر
نکلا کوتوال کے ساتھ چلا حبشنون نے پکار کر کہا کوتوال صاحب اس مکار کو ساتھ نہ لیجائیے
نہین تو آپ پچتائیے گا سمک نے پلٹ کر کہا اپنے مالک سے سب مفصل حال بیان کرینگے
تم کیون دراندازی کرتی ہو حبشنین قید خانے مین چلی گئین دروازہ بند کرلیا راہ مین
کوتوال نے سمک سے پوچھا اے شخص سچ سچ اپنا حال بتا ورنہ بہت پچتائیگا مارا مارا پھریگا
سمک نے کہا کیا مجال کہ جو ایک لفظ بھی جھوٹھ کہون ذرا کنارے چلیے یہ لوگ جو ساتھ ہین
یہ سن لینگے تو مجھے بدنام کرینگے کوتوال نے پیادون سے کہا ذرا ہٹ جاؤ مین مفصل حال
پوچھ لون پیادے ہٹے سمک نے اب جو برقع چہرے سے ہٹایا بجلی چمک گئی [illegible] گھبراکر
کوتوال نے آنکھین بند کرلین سمک نے بمحبت کاندھے پہ ہاتھ رکھکر کہا صاحب ذرا
مجھسے دو باتین کرلو پھر تمہین اختیار ہے سمک نے گورا گورا ہاتھ کوتوال کے کاندھے پہ
رکھا پھر گورے گورے ہاتھون سے پیر دبانے لگا کوتوال نے کہا صاحب مجھے گنہگار نہ بناؤ اور
مفصل اپنا نام بتاؤ سمک نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا صاحب اصل یہ ہے گل اندام
میرا نام ہے شاہ کے آگے کھانا لگا رہی تھی باورچی نکال کر دیتا جاتا تھا ایک قاب جو مین نے
رکھی بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا کہ لقمہ کھائین وہ پلیٹ ٹوٹ گئی باورچی سے نہین دریافت
کیا جاتا مین فقط قاب کو ہاتھ مین لینے کی گنہگار ہون اگر زہر ملایا بھی ہوگا تو باورچی نے
مین گوشے کی بیٹھنے والی زہر کہلانے لائی اس جرم مین مجکو قید خانے بھجدیا یہ کہکے اسقدر
روئی کہ گال سرخ ہوگئے آنکھین سوج گئین کوتوال نے دامن سے اشک پاک کیے کہا
گل اندام نہ رو ہم تمہارے مقدمے مین بادشاہ سے عرض کرینگے سمک نے دیکھا
[illegible] باتون مین کوتوال کو خوب تسخیر کیا کوتوال سے کہا دیکھیے کوئی آتا ہو میرے سینے
سے ہاتھ ہٹا لو مجھے کیا کوئی بازاری سمجھے ہو جیسے ہی کوتوال آگے بڑھا سمک نے کمر سے خنجر نکالکر
مارا [illegible] شکم چاک قصہ پاک کوتوال کے ساتھ جو پیادے تھے انھون نے جو دیکھا

کر کوتوال کا لاشہ تڑپا پھر بیقرار ہوکر دہانے سے دوڑے مگر سمک بھاگ کر نکلگیا لاشہ کوتوال کا پیادون
نے اٹھایا لاشہ لیکر چلے سمک بھی پیادون کے پیچھے پیچھے چلا قلعے سے نکلکر پیادونکو دیکھا ایک
نخل کے نیچے ایک تخت بچھا ہے اوسپر ایک تاجدار بیٹھا ہے پیادون نے جاکر سلام کیا کہا حضور
قیدی نے کوتوال کو مارڈالا بعد مدت جو حاضر ہوے تو یہ معاملے دیکھے تاجدار نے کہا
قیدی کو لاؤ پیادون نے کہا حضور قیدی تو چلا گیا ہوگا غلام جاکر تلاش کرتے ہین یہ کہکے
پیادے اوسیطرف چلے سمک نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک گنہگار
کی شکل بنکر تیار ہوا ایک ہاتھ اپنا دوپٹے سے باندھ لیا کہا حضور یہ گنہگار حاضر ہے تاجدار
نے کہا تو اون پیادون کے ساتھ آنا سمک نے کہا مین خود حاضر ہون تاجدار نے ہاتھ
تھام لیا کہا مفصل بتا کہ تیرا نام کیا ہے کسو جہ سے آکر اس بلا مین پھنسا سمک نے کہا
مین غلام سرکار ہون مجھے اس بلا مین پھنسایا تاجدار سے باتین کرتے کرتے کہا دیکھیے مجھے
جسنے پھنسایا وہ آتا ہے تاجدار جیسے ہی پلٹا سمک نے خنجر مارا جس مقام پر زخم پڑا وہانسے
ایک برق چمکی گردن تاجدار کے لوٹنے لگی سمک ایک جانب بھاگا آواز غل وشور کی آئی
کہ ارے تاجدار کو مارے ہوے جاتا ہے سمک بھاگ کر نکلگیا لشکر مین نہ پہونچا چند سے
بازار کے دیکھے جان جسم مین آگئی دیکھا سامنے سے آلاگرد فرنگی ایک مرد ضعیف کی شکل
بنے چلے آتے ہین سمک نے بڑھکر سلام کیا آلاگرد نے گلے سے لگا لیا کہا کہان تھے آلاگرد
کو ساتھ لیکر باتین کرتا ہوا سمک پلٹا کہتا ہوا کہ اے آلاگرد عجب معاملے دیکھے حیرت بڑھتی
جاتی ہے کوتوال مجھے قید خانے سے لیگیا راہ مین دم دیکر اوسے مارا پھر ایک تاجدار کو
قتل کیا نہین معلوم یہ کون تھا تاجدار کے مرنے سے ایک ہنگامہ ہوا دور تک کوئی
پکارتا ہوا آیا کہ ارے یہ شخص گنہگار تاجدار کو مارے ہوے جاتا ہے مین ان آوازون کو
سنتا تھا پلٹ پلٹ کے دیکھتا تھا کوئی معلوم نہ ہوتا تھا کہ کون غل مچاتا ہے آلاگرد نے کہا
طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ خاص طلسم مین آگئے کہ عجائب وغرائب طلسم معلوم ہونے لگے
یہ جو سمک تمنے بیان کیا مقدامات طلسم معلوم ہوتے ہین رہنے والے طلسم کے اس
حالات کو جانتے ہونگے سمک کو سب ثابت ہو جائیگا یہ باتین کرتے ہوے دربار مین زرتم

کے آنے رستم نے سمک کو دیکھا بیچین ہے ساختہ پر دوش پائی ہر خوش ہو گئے دوڑ کر گلے سے
لگا لیا پوچھا بھائی کہان تھے سمک نے کل کیفیت بیان کی آلا گرو بھی بیٹھے ہین سمک
اپنا جانا قید ہونا کو توال کا آنا کو توال کو دم دیکر ارنا و تاجدار کا بھی مارنا بیان کو باہر
رستم ہنس رہے ہین فرماتے ہین بھائی بڑا کام کیا خوب دونون کو مارا رنگین ادا نے
جو سُنا دوڑی ہوئی آئین سمک کی زبانی سب حال سُنا کہا ای شہریار آپ سر طلسم
ہفت پیکر مین آ گئے کہ ایسے ایسے عجائب و غرائب معلوم ہونے لگے اب جو کچھ کام کیجیے گا
وہ سمجھ کے کیجیے گا پھر کہا ای سمک بہت ہوشیاری و عقلمندی سے کام کرنا جلدی کسی امر مین
نکرنا سمک نے کہا وہ بالک سب سمجھا دیگا یہ باتین کر رہا تھا کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی او
مکار تو نے کو توال و تاجدار کو مارا اب کہان جائیگا سمک نے چاہا کسی گوشے مین چھپون ایک
برق چمک کر سمک پر گری سمک کی آنکھین بند ہو مین تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھلی دیکھا قفس
آہنی مین بند ہون وہ قفس شاخ نخل مین لٹکا ہر ایک عندلیب شاخ گل پر بیٹھی ہوئی پھول
سے پھول پھول کے باتین کر رہی ہر سمک حیران ہر کہ عندلیب نے آواز دی کیون مکار
تو نے دو جادوگر دلکو مارا وہ قدرت کے بندے تھے پھر آخین زندگی ملی مگر تمھارے
نامۂ اعمال مین خون لکھا گیا اب تم خونی مشہور ہوے سمک نے ہاتھ باندھکر کہا ای
عندلیب خوشنوا میری خطا معاف کرو اور جو تمھاری صورت اصلی ہر اُس طرح سے مجھے
ملاقات کرو تو حال میرا ظاہر ہو عندلیب نے چہکار مارا کہا او گنہگار میری زندگی دشوار
نہین ہر کہ بصورت اصلی تجھسے ملاقات کرون جو تجھسے ہو سکے وہ کر یہ کہکے عندلیب
اڑ گئی دیکھا اب اور رنگ ثابت ہوتا ہر کہ جانے سے عندلیب کے اندھیرا ہو گیا سمک کو
معلوم ہوتا ہر کوئی ہاتھ پکڑے مجکو کشان کشان لیے جاتا ہر ایک مقام پر روشنی ہوئی
سمک نے دیکھا دو زنگی سیہ رو تیرہ درون دونون ہاتھ تھامے ہوے کشان کشان مجکو
لیے جاتے ہین سمک حیران کہ یہ کیا معرکہ ہر یا ابھی قفس آہنی مین تھا اب قفس جسم مین
روح گھبراتی ہر کان مین رونے کی آواز آتی ہر دیکھون فلک کیا دکھائے یہ سیہ رو کون
ہین جو مجکو لیے جاتے ہین ہر چند اُنسے سمک پوچھتا ہر کہ تم نے کسکے حکم سے مجکو پکڑا ہر کہان

لیجاؤ گے کس جگہ پر قید کرو گے مین نے کیا خطا کی ہے وہ زنگی کچھ جواب نہین دیتے جب کئی
مرتبہ سمک نے پوچھا تو ایک زنگی نے اُنہین سے جواب دیا کہ کیون باتین بناتا ہوا ایسے
فقرے سُناتا ہے تجھکو ایسے مقام پر لیجائینگے کہ تا قید حیات رہائی نہ پائیگا سمک نے کہا
تمھارا نام کیا ہے کہا تجھے نام نہ بتائینگے کہ دور سے سمک نے دیکھا وہی قلعہ سر بہ فلک
کشیدہ برج بارے کنگرے آراستہ خلقت کی آمد و رفت جا بجا مال کا انبار سمک حیران
ہو کر دیکھون فلک کیا دکھلاتا ہے جو کچھ ہوگا وہ معلوم ہو جائیگا زنگی سمک کو لیے ہوئے قلعے
مین گئے لوگ دیکھکر دوڑے ہر ایک پوچھتا ہے اُن زنگیون سے اے سپہ سالار شہنشاہ یہ گنہگار
کہان ملا وہ زنگی کہتے ہین ملکہ عندلیب خوشنوا کو تکلیف ہوئی وہ جا کر لائین اب آج
شب کو حال کھلجائیگا کہ اسکے بارے مین نگہبانان طلسم کو کیا منظور ہے اب سمک نے
دیکھا وہی دروازہ جسمین یہ بند ہوا تھا سامنے معلوم ہوتا ہے زنگی نے آہنگرونکو بلوایا اور
سمک کو مسلسل و مطوق کر کے اُسی مکان مین قید کر دیا سمک چپکا بیٹھا ہے دن گذرا
لیلی شب نے نقاب رخ پر ڈالی سمک حیران ہے کہ دیکھیے اب رات کو کیا ہو کہ دیکھا
دونون زنگی آپس مین باتین کر رہے ہین ایک نے اُنہین سے کہا کیون بھائی اس
قید خانے سے دیکھین کیونکر اس جوان کو نجات ملے دوسرے نے کہا بھائی صاحب
تا قید حیات روز مرہ یہی امورات ہمکو درپیش رہتے ہین دیکھین فلک کیا دکھائے
آپس مین اسطرح کی باتین ہونے لگین یہ باتین کر کے دونون زنگی ٹہلنے لگے سمک
گوش بر آواز ہے کہ دیکھا ایک طرف سے آواز آئی ہین شراب نہ پلاؤ گے رات گذر جائیگی
دونون ایک طرف دوڑے تھوڑی دور جا کر ایک جوان کو دیکھا کہ گلابی ہاتھ مین لیے
بدمستیان کر رہا ہے گرتے مین اپنے کو سنبھالتا ہے نشے کو ٹالتا ہے مگر نشہ بھی بیحجاب ہے
اسی سبب سے دلکو پیچ و تاب ہے اُن زنگیون نے پکار کر آواز دی اے رند بادہ خوار کس
حال مین ہے اُس شرابی نے جواب دیا اے نگہبانان طلسم بہتر یہ ہے کہ اس قیدی کو قتل کرو
یہ طلسم کشا کا عیار ہے اگر یہ قتل ہو جائے تو طلسم کشا بے دست و پا ہو جائیگا یہ بڑا عیار
ہے ملکہ عندلیب خوشنوا کو دھوکا دیا قیدخانے سے نکلا پھر آکے اسی جگہ قید ہوا یہ کہکے

زنگی پلٹے در قید خانے پر آئے سمک کو کلمات نا درست کہنے لگے سمک نے کہا کہ ہمیں باہر
نکالو جو کہو اُسکا جواب دیں زنگیوں نے دروازہ کھولا سمک کو کشاں کشاں نکالا سمک کو گمان غالب ہوا
اس زور سے ہاتھ پکڑ کے کھینچا ہے خوف ہے کہ استخوان نہ ٹوٹ جائیں بلا سے زندہ رہیں ایک طرف کشاں کشاں
لے چلے زلف لیلائے شب کمر سے گذر چکی تھی کہ قلعے سے باہر لائے ایک نخل کے سائے میں بٹھا دیا ایک نے
ایک سے کہا کہ اس عیار کا سر کاٹ لو ایک کھڑا ہو کر ٹہلنے لگا وہ جو ٹہل رہا ہے کہتا جاتا ہے جلد اسکو قتل کرو
دوسرا خنجر کھینچے ہوئے سر پر سمک کے کھڑا ہی ہے ہر مرتبہ کہتا ہے کہ اسکو جلد قتل کر دو اسکا سر لیکر خدمت شاہ
میں جائیں وہاں سے تاکید ہے کہ گنہگار کا سر روانہ کرو سمک بیقرار ہو گیا بلک بلک کے دعا مانگنے لگا کہ ای
خالق کارساز وای رب بے نیاز رحم اپنا شریک کر ای مالک حقیقی وای رب تحقیقی اس مشکل کو آسان کر نظم

زبان بذکر الٰہی است تر زبان ہر روز
قلم بنام مبارک گہر فشان ہر روز

بچشم اہل نظر جلوہ گر بصد خوبی
جمال اوست بہر وقت دہ زبان ہر روز

دہد ز نور قمر جلوہ ذات حق ہر شب
ز روئے شمس شود طلعتش عیان ہر روز

خدا بدام دد و وحش و طیر روزی داد
رساند حصۂ مقسوم انس و جان ہر روز

بباب حضرت خلاق از سر اخلاص
زمین ہمیشہ کند سجدہ آسمان ہر روز

سمک دعا کر رہا ہے جلاد سر پر خنجر بدست دوسرا حکم دینے والا حکم دے رہا ہے مگر جب سمک بیلداقی
کو عندلیب اُٹھالے گئی رستم نے کہا کہ یا روز بڑا غضب ہوا کوئی ساحر سمک کو لیے گیا خدا اسکی
جان بچائے وہ جادوگر دن کو ملتا تھا البتہ وہ اسکے ساتھ بدلہ کریں ملکہ رنگین ادا کو خبر پہنچی کہ
کوئی ساحر سمک کو اُٹھالے گیا رستم نہایت بیقرار ہیں رنگین ادا دوڑیں دیکھا رستم کی آنکھوں میں آنسو
بھرے ہوئے فوارے ہیں کہ دیکھیں ہمارے یار وفادار پر کیا گذرے رنگین ادا نے کہا کہ ای شہریار عندلیب تو خود
آکر گرفتار کرے گی قلعۂ گلرنگ میں لے گئی ہوگی اُس قلعے میں ایک ایک عالم ہے حضور تردد نہ کریں کنیز
واسطے سمک کے جاتی ہے اگر میں پہنچتا ہوں تو لونڈی اُسے لیکر آتی ہے ورنہ قضا مجھکو لیے جاتی ہے یہ کہکر ملکہ
رنگین ادا نے ایک مرتبہ دستک دی دیکھا سامنے ایک قمری سر اُٹھائے ہوئے جوش میں کوکو کرتی ہوئی
سامنے آئی رنگین ادا کے سامنے آکر کھڑی ہوئی رنگین ادا قمری پر سوار ہوئیں کچھ اشارہ جو کیا قمری
تڑپ کر بلند ہوئی سب نے دیکھا کہ ملکہ رنگین ادا پشت پر قمری کے سوار بلند ہوتی جاتی ہیں قمری رنگین ادا کو

برابر کہکشان فلک کے لے گئی ہو اب بلندی سے ملکہ رنگین ادا نے خیال کرنا شروع کیا نگاہ پڑی
ایک جنگل کے سلسلے مین سمک سرنگون بیٹھا ہے ایک زنگی حکم قتل دے رہا ہے اور ایک خنجر بکف سر پر برائے
قتل موجود ہے رنگین ادا کا دل بیتاب ہو گیا وہین سے آواز دی کہ او ناہنجار و بدکردار یہ شہزادہ رستم نامدار
ہے وہ فرزند صاحبقران عالیوقار ہے ہاتھ نہ اٹھانا یہ سنتے ہی وہ زنگی جو تلوار لیکر آیا تھا پکار کر آگے اسنے
آواز دی کہ ای شہنشاہ اقلیم جاہ و جلال و ای یکہ تاز میدان جدال و قتال کچھ آپ اس مقدمے مین
دخل نہ دیجیے زنگی نے پکار کر آواز دی کہ ارے جلد سر کاٹ دے یہ سنکر وہ زنگی جوان ایک زنگی تلوار
کھینچکر چلا کہ سر کاٹ لون ملکہ نے دیکھا اس زنگی نے میرا کہنا نہ مانا قتل کا ارادہ کر رہا ہے جھولی مین ہاتھ
ڈالا کچھ طائرون کے پر ون نکالا زنگی پر پھینک مارے اس زنگی نے ایک چیخ ماری اور چاہا کہ بھاگون اور
نکل جاؤن معلوم ہوا کہ پاؤن نہین بیڑیان پڑ گئین ہے طائرون کے جو ملکہ رنگین ادا نے پھینکے تھے دیکھا وہ
زنگی جسکے ہاتھ مین خنجر تھا اوسکے ٹکڑے اڑ گئے اور وہ زنگی جو حکم لگا رہا تھا خنجر کھینچ کر دوڑا اپنے ہاتھ سے اس گرے ہوے کا
سر کاٹا اور پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ رنگین ادا ہم تمھاری محبت مین جان دیتے ہین ذرا خیال کرکے ہمارا
قتل ہونا دیکھو لو اور خنجر اپنے گلے پر رکھ کے کھینچا سر کٹ کے دھڑ سے گرا اندھیرا ہو گیا بعد اسکے آواز آئی کہ
کشتی مارا نام ہا زنگیان پر جادو رنگین ادا تڑپ کر گری سمک کی کمر مین بجھ دیا چاہا کہ اڑون دیکھا
بدن مین قوت نہین پہلو سے جھونکا ہوا کا چلا اور ایک نعرہ ہوا کہ منم خوش آہنگ اور ایک پتھر مارا
کہ رنگین ادا لڑکھڑا کے گری قصد کیا کہ بلند ہو جاؤن پیا نے نکلون دفع سحر کرون نہ ہو سکا حیران
ہو گئی کہ کیا تدبیر کرون خوش آہنگ کے سحر سے جو رنگین ادا گری خوش آہنگ تلوار کھینچ کے دوڑی
کہتی ہوئی کہ او گیسو بریدہ تو نے دشمنان خداوند کا ساتھ دیا دیکھ تو قدرت کس طرح تیرے ساتھ پیش
آئینگے تجکو دم بھر مین ستا مین گے تیغ کھینچے ہوے دوڑی آئی ہے رنگین ادا نے دل بنا طرف خدا کے
متوجہ کیا پکارتی کہ ای رحیم و کریم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر کبھی پکارتی ہے کہ ای پروردگار اس آفت
سے بچالے اور اس مصیبت سے نجات دے بے اختیار زبان سے نکلگیا نظم

خدا اہل بصیرت را نماید ہر زمان صورت — نمی پوشد ز چشم اہل دیدان کہرباں رشتہ
بدین حسن و بدین خوبی و محبوبی و مطلوبی — چرا پوشد رخ زیبا چرا دارد نہان صورت
ز ہر یک گل چو رنگ و بوے گل گردد بہ جلوہ — نماید او ز ہر یک جسم خاکی شکل جان صورت

درین جلوه گہ صورت ندیده دیده عالم — چنین حسن و چنان خوبی چنین شکل و چنان صورت
ز حسن چهره تصویر صورت گر دہد جلوه — ز روے ہر گل رنگین نماید باغبان صورت
بقائے نیست در دنیائے فانی اہل صورت را — کہ این صورت ہو شد آخر از چشم جہان صورت
گر از چشم تعلق صورت اول شود غائب — دگر پیدا کند از غیب خلاق جہان صورت
جہان ہر وقت نقش تازه می سازد عیان ہندی — کند دور زمانہ تازه ظاہر ہر زمان صورت

اس طرح ملک کے جو دعا ملکہ رنگین ادا نے کی پلٹ کے دیکھا کہ سماک بے مقام ہے نہیں مثل ربع مسکون ریگی کہ سماک پر کیا گزری سماک کیا ہو گیا ہائے میں آقاے نامدار کو کیا منھ دکھاؤنگی فرمائینگے کیا عیار کیا تھا خدا نے تجکو وقت پر پہونچایا اسے دکھایا میں نے رہا کیا اس ساحرہ نے جو یہ حالت دیکھی پکار کر آواز دی او چھوکری تجھ ایسی سیکڑوں کو سحر کرنا سکھا دیا تیری کیا شامت تھی کہ بیٹھے بٹھائے ان لوگوں کی شریک ہوئی جنکا ملک و مال بھی قریب نہیں اور مسلمانوں میں آج تک کوئی ساحر بھی نہیں ہوا البتہ ہماری قوم میں بڑے بڑے ساحر ہو گئے ہیں مہتمش دوامہ جنکے نام سے چراغ جلتے تھے رنگین ادا نے کہا کہ او لگا کیا بیہودہ بکتی ہے ہم ان لوگوں کے شریک ہوے کہ ساحر نہیں مگر ساحر کش ہیں بڑے بڑے دیو دشمن آگ لگا دی لاکھوں ساحر مارے ساحروں کو شاتے چلے آتے ہیں کسکی مجال ہے کہ قصد فتح طلسم ہفت پیکر کرتا اب طلسم ہفت پیکر والے اپنی جان کو روئیں اب یہ طلسم فتح ہوگا خوش آہنگ نے جواب دیا اب تو اپنی جان بچا دیر سے مرے بچو دونوں میں بعد کلام سحر پڑھنے لگے خوش آہنگ نے آگ برسا دی میں بلا دی دریائے جوش مارا مچھلیاں بھی تیرتی ہیں خدنگ نکلا پانی منھ سے چھوڑتے ہیں رنگین ادا اپنے کو بچاتی ہر ایک مقام پہ جلا کر خوش آہنگ نے بال سر کے نوچ جھونٹی سے کچھ ماش کے دانے نکالے بالوں میں لا کر پھینک مارے ملکہ رنگین ادا نے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری ان بالوں کو کاٹا انمیں سے دھواں نکلا رنگین ادا پیچھے ہٹی ہر کر دھواں جکونے لگے لیکن دھوئیں نے اسقدر ترقی کی کہ دھوئیں میں غرق ہو گئیں اور لڑکھڑا کے گریں بیہوش ہو گئیں یہ ان مہ دل دردمند خوش آہنگ نے نعرہ کیا پیچھے کمر سے کھینچا چاہا کہ بڑھکر رنگین ادا کا سر کاٹ لوں رنگین ادا کی آنکھیں تو کھلی ہیں حیران و پریشان طرف آسمان کے دیکھ رہی ہیں کہ ای پروردگار کیونکر بچایگا کبھی دل سے پکار اٹھتی ہے کہ ای رب بے نیاز داد رس خالق انس و جان افسوس ہے کس مقام پر موت آئی یقین ہے کہ کوئی جنازہ بھی نہ اٹھائے گا نہ غسل و کفن کمائیں مگر خوش آہنگ

خنجر کھینچے ہوئے آئی کہ پہلو سے آواز آئی ای خوش آہنگ کیا کرتی ہو ایسی محبوبہ کو قتل کرنا چاہیے
یہ میرے پہلو میں سوئیگی اسکو اپنی معشوقہ بنائینگے پلٹ کر خوش آہنگ نے دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ رو بغل میں
لگاتا ہوا آتا ہی چاہتا ہو دوڑ کر رنگین ادا کو اٹھا لوں کہ خوش آہنگ نے آواز دی میاں زنگی صاحب
آپ کون ہیں جو اسکے خواہاں ہیں زنگی نے کہا کہ ہم مصاحب ہفت پیکر ہیں اس وقت حکم ہوا کہ اپنی
معشوقہ کو جا کر قبضے میں کر دخوش آہنگ قتل کیا چاہتی ہو میں نے پوچھا رنگین ادا نے کیا خطا کی
خداوند نے کہا کہ شریک مسلمانان ہوئی تم جا کر اسکا دل صاف کرو اور معشوقہ پر قبضہ کرو جب میں نے
سب دریافت کر لیا تب یہاں سے چلا اب ہٹ جا میں اسپر قبضہ کروں خوش آہنگ نے کہا کہ میں ہے
قتل کرونگی میں نے ایسا ہی سحر کیا تب یہ گری بڑی ساحرہ زبردست ہو زنگی نے کہا کہ ای خوش آہنگ
تو نے ایسی جاؤں مچائی دیکھ خود خداوند آتے ہیں خوش آہنگ پلٹی زنگی نے جھپٹ کر خنجر مارا
خوش آہنگ کا شکم چاک قصہ پاک نعرہ کیا کہ منم سمک ملدانی اب تو رنگین ادا اٹھی کہا کہ ای
سمک بڑا کام کیا میرا تو خاتمہ کیا تھا مگر زندگی شرط ہو خدا نے بچایا عین وقت پر تم ہونچے چلو اب آقا بیدار
ہونگے انکے سامنے سے اٹھا لائی تھی باتیں کرتے ہوئے دونوں چلے رستم پریشان بیٹھے ہیں کہ سمک کو کوئی
ساحر لے گیا رنگین ادا تلاش میں گئی ہو ہرکارے دوڑ دوڑ کے جاتے ہیں اور پلٹ کے آتے ہیں عرض
کرتے ہیں کا ہی شہریار کہیں پتہ نہیں ملتا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سمک اور رنگین ادا چلے آتے ہیں
رستم کھڑے ہو گئے سمک آکر قدموں سے لپٹ گیا رنگین ادا نے سب کیفیت بیان کی رستم نے حکم دیا کہ
لشکر یہاں سے اٹھا اور رنگین ادا نے عرض کی کہ ای شہریار میں عرض نہیں کر سکتی حضور جو جلدی کر رہے ہیں کہ طلسم
ہفت پیکر پر جلد ہو پہنچوں یہ غیر ممکن ہو روکنے والے روکینگے علشاہ نے کہا کہ ہمارا تو قصد ہی تھا اپنے کو
جلد جو پہنچا ہیں قاسم کو رہا کریں ایسا نہ ہو کہ دشمنوں کا ہاتھ پہونچے قاسم اپنے کو ہلاک کرے بڑی
مشکل کی بات ہو فوراً حکم ہوا کہ لشکر تیار ہوا آلا گر دولا گر دتیار ہو کے سامنے آئے رستم پشت مرکب پر سوار
ہوئے نوبت نقارے بجاتے ہوئے چلے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا گیا جھنڈے پر ایک پہلوان سراپا آہن میں
غرق پشت پر کئی لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل لشکر رستم کو دیکھ کر عیار سے اشارہ کیا دریافت کر یہ
لشکر کسکا ہو عیار نے آکر دریافت کیا پہلوان سے جا کر بیان کیا کہ علشاہ نوجوان فرزند صاحبقران
برائے فتح طلسم ہفت پیکر جاتے ہیں یہ سنکر وہ پہلوان بہت ہنسا کہا خداوند ہفت پیکر نے ایسے بہت سے پیدا کیے

کہ اپنے پیدا کرنے والے کو نہیں پہچانتے انھیں کے ملک ویران کرنے جاتے ہیں کیسے بندے ہیں کہ اپنے
پیدا کرنے والے سے نہیں ڈرتے ای عیار جاکر پسر حمزہ سے کہدے کہ اب آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کرے
میں خداوند سے وعدہ کر آیا ہوں کہ مشکیں باندھ کر طلسم کشا کی لاؤنگا آپ آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کریں
گرز وغیرہ چھین لونگا اب لشکر ٹھہرا ہوا ذکر سنا ہوگا کہ سرحد طلسم ہفت پیکر میں ایک پہلوان جنگجو نامی
جسکا شہباز بلند پرواز ہے وہ میں ہی ہوں یہ کہکر گینڈے پر آیا اور عیار شہباز بلند پرواز کا اپنے آقا کے یہ
معاملات سنکر خاموش ہو رہا آکر رستم سے کچھ ذکر کیا ادھر رستم ٹھہر گئے بارگاہ استادہ ہوئی شہباز لڑتا ہوا اپنی
بارگاہ میں آیا بیٹھتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات
نیب شمشیر مردان عالم کٹی لیلائے شب نے نقاب چہرے سے اٹھائی رستم نے اٹھکر نماز پڑھی سلاح
جسم پر آراستہ کیے نکل کر گھوڑے پر سوار ہوئے سمک رکاب تھامے ہوئے ہمراہ ہوا تمام لشکر پشت پر علم زنگاری
کے پھریرے کا سر پر سایہ دونوں لشکر میدان میں پہنچے صفیں جمیں فوجیں آراستہ ہوئیں میمنہ میسرہ
قلب جناح ساقہ و کمینگاہ آراستہ ہوئی نقیبوں نے نقابت کی گرد کیت کرد کا لشکر ہے کہ شہباز نے پہرے پر
ہاتھ ڈالا چاہا کہ گینڈے کو بڑھاؤں گینڈا بدلگامی کرنے لگا شہباز نے غصے میں آکر ایک گھونسا مارا کہ
گینڈے کا سر پچک گیا دیکھنے والے ششدر رہ گئے پلٹ کر فوج والوں کو آواز دی کہ لاؤ گینڈا ہمارے واسطے یہ حال لشکر
اسکی بدمزاجی پر کانپ گئے کہتے تھے شہباز بڑا صاحب طاقت ہے ایک گھونسے میں گینڈا مر گیا ایسے پہلوان
کا مے نہیں گنتے سب طرف سے تعریفیں ہو رہی ہیں شہباز کھڑا جھوم رہا ہے کہ دوسرا گینڈا سامنے
لاکر پہنچایا جست کر کے گینڈے پر سوار ہوا گینڈا آراستہ ہوا میدان میں آیا پکار کر آواز دی کہ ای فرقہ
خدا پرستان جسے تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے رستم نے مرکب مہمیز کیا مگر رنگین ادا کو بلاکے فرمایا کہ ای ملکہ فتح و
شکست خدا کے اختیار ہے اگر ہماری شکست بھی ہو تو تم دخل نہ دینا کہا بہت اچھا ملکہ رنگین ادا
علیحدہ ہو گئیں رستم نے استرمالا کبود کو بڑھایا تین چھکوں میں گھوڑا مقابلے میں پہونچا بعد نگاور شہباز نے
بہ نگاہ غور رستم کو دیکھا زانو پر ہاتھ مارا ہونٹھ کاٹنے لگا کہتا تھا کہ مقام افسوس ہے ای جوان تجھے
کچھ اپنے حسن و جمال کا خیال نہ کیا اتنے بڑے طلسم پر چلا آیا کچھ خوف نہ کیا رستم نے جواب دیا کہ مردان
عالم کو کہیں خوف ہوتا ہے جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا شہباز کو یہ سنکر غصہ آیا نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر لیا ایک میں نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کے بعد رستم نے نیزہ ہاتھ سے شہباز بلند پرواز کے نکالا

شہباز نے غصے میں آکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا کلاہی رستم جب اس تلوار کا وار کیا حریف کے دو ٹکڑے کیے اگر
پہاڑ پر ماروں تا بہ زنج کاٹوں یہ کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو آکر گری
سپر کے دو ٹکڑے ہوئے چاہا اپنے کو بچاؤں مگر تلوار جو گری سر اسکا زخمی کیا علیشاہ نے دستانہ مارا تیغ جفا
کے سر سے نکلا چادر خون کی چہرے پر آئی محمودی کے رومال سے چہرے کو پونچھا خبردار کہہ کے ہاتھ مارا
اُس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو پڑی سپر کٹی وہاں سے تلوار جو گری مگر شہباز کو بھی زخمی کیا مگر تیغ گیتیان
دست زبردست رستم عالیشان تلوار جو سر سے نکلی گینڈے کی گردن قلم ہوئی اہل فوج نے جانا ہمارے
افسر کو مار لیا لینا لینا کہہ کے اپڑے ادھر سے آلا گروہ مالا گروہ جا پڑے دونوں لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی
جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی افسر ہاتھ سے رستم کے واصل جہنم ہوئے لیکن بسبب زخم سر کے غش
ہیں غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام میں کیا ہاتھ گھوڑے کی گردن میں ڈالدیے مرکب نے جو اپنے راکب کو
سست پایا دولتیاں مارتا ہوا کسی کو منہ سے چبا لیا شانہ توڑ ڈالا اس طرح رستم کو لیکر نکل گیا بعد
تھوڑے عرصے کے شہباز کو بھی غش آنے لگا اُسے بھی یہی حرکت کی گینڈا اسکو بھی لیکے نکلا یہاں لشکروں
میں پہر دو پہر تلوار چلی آخر کو یہ ٹھہری طبل امان بجے دونوں کو گمان اپنے افسروں کے قتل ہونے کا ہو گیا
دونوں لشکر طبل امان بجوا کر پلٹے مگر ہرکاروں کو حکم ہوا کہ تلاش کرو آقا کا پتہ لگاؤ یہاں آلا گروہ مالا گروہ
جو پلٹ کر آئے سمک عیار سے کہا کہ آقا کا نشان نہیں ملتا معلوم ہوتا ہے اُس شہریار کو گھوڑا میدان سے
نکال لیگیا سمک اسی وقت تلاش کے واسطے روانہ ہوا اور ہرکارے بھی چلے شہباز کا لشکر جب پلٹ
کے آیا افسروں نے آپس میں صلاح کی عقل سے دریافت کیا کہ گینڈا افسر کو کسی جانب نکال لے گیا ہرکارے
یہاں سے جائیں لشکر مسلمانان میں دریافت کریں اگر معلوم ہو کہ لشکر مسلمانان میں پہنچ گئے ہوں تو حیلہ کر کے
نکال لائیں افسران فوج کفار نے بھی ہرکارے روانہ کیے جانبین سے ہرکارے تلاش میں دونوں جوانوں
کی چلے اوّل حال رستم کا تحریر ہوتا ہے کہ انکا گھوڑا جو لیکر جنگ گاہ سے نکلا ہا ہوے دلیران کی صدا کان میں
بھری ہوئی بھاگا بھاگا لیے ہوئے جاتا ہے دشت کان میں بھری ہوئی رستم بیہوش ہیں چار پہر رات مرکب نے
رہروی کی صبح کو ایک بیشہ سبز و خرم میں پہونچا ایک چشمہ ملا اسپر پانی پی کر گھوڑے نے دو چار چھینکیں
لے کی اپنے بدن کو جنبش دی ماہ اوج صاحبقرانی پشت زین سے ادبر زمین کے گرے مرکب اصیل تھا
گھٹنے ٹیک دیے زبان سے زخموں کو چاٹتا ہے چاہتا ہے کہ آقا میرے اٹھیں رستم بیہوش ہیں آخر گھوڑا

مجبور و ناچار ہوا چاہ میں مصروف ہو گیا رستم بیہوش پڑے ہیں دو گھڑی کے بعد چند نازنینان زہرہ جبین و
مہ جبینان مہر تمکین سیر صحرا کرتی ہوئیں آگئے ایک تاجدار تاج بے بہا سر پر دھرے جواہر میں غوطہ زن. وہ
رشک چمن ہنستی ہوئی سب کے آگے آگے چلی آتی ہے ایک کنیز کی نگاہ جو رستم پر پڑی دوڑی ہوئی سامنے ملکہ کے
آئی عرض کی کہ کسی ظالم نے ایک آفتاب تابان ماہ درخشان کو تلواروں سے چور چور کرکے زنجل ڈالدیا
ہے مگر کبھی اُسکا چہرہ رہا ہے یہ سنکر اُس شہنشاہ خوبی نے پلٹ کے طرف رستم کے دیکھا حقیقت میں ایک
چاند کا ٹکڑا خون میں بھرا ہوا زیر نخل بیہوش پڑا ہے دیکھتے ہی جمال جہان آرائے رستم کو غش کھا کر گری کاندھے
پر وزیرزادی کے ہاتھ رکھکر اپنے کو سنبھالا کہا کہ ارے یہ کن ظالموں نے اس ماہ تابان و مہر درخشان
کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے یہاں ڈالدیا خدا کرے ان کمبختوں کے ہاتھ جلیں ایسے حسین و جمیل کو اس آفت میں
پھنسایا ارے پلنگ لاؤ کنیزیں دوڑ کر پلنگ لائیں ملکہ نے سر میں خود ہاتھ لگایا اب تو سب جا میں لپٹ
گئیں کہتی ہوئیں کہ لونڈیاں حاضر ہیں حضور نہ ہاتھ لگائیں ملکہ نے کہا کہ صاحبو میرا دل بیتاب ہے تاجان
سے کہکر ان قزاقوں کو سزا دلواؤنگی اگر انکو سزا نہ ملی بہت پھولیں گے یہی آپس میں ذکر ہوگا کہ قتل کرکے
سرحد شہنشاہ زرین پوش میں ڈالدیا کسنے پوچھا کوئی کیا کر سکا ہمارے بزرگوں کی بدنامی ہوگی
اس طرح رستم کو لیکر باغ میں آئیں بارہ دری میں چھپر کھٹ پر لٹایا حکم کیا کہ جراح کو لاؤ جراح جو آگے ملکہ
کے آیا ملکہ نے توڑا اشرفیوں کا رکھدیا کہا اے جراح ایسا علاج کر کہ اس جوان کو صحت دیکر خدمت خداوند
ہفت پیکر میں روانہ کریں بڑے مرتبے وہاں ملیں گے قدرت اپنا فرشتۂ رحمت بنائیں گے اور آج ان کا
رتبہ بڑھائیں گے جراح نے جھٹ پٹ زخم کو دھو ٹانکے دیے پٹیاں چڑھا دیں جراح گیا ملکہ رومال
لیکر بیٹھیں مگس رانی کر رہی ہیں دوپہر کو ذرا لیٹ رہیں پھر اٹھیں رومال لیکر سرہانے بیٹھیں کبھی
تلوے سہلائے کبھی سینے پر محبت ہاتھ رکھا کبھی گھبرا کر آواز دی کہ ارے صاحب آنکھیں کھولو منہ سے بولو
میں گھبرائی ہوں میری بات کا جواب دو یہ کہکے آنکھوں سے اشک حسرت جو نکالے وہ اشک گرم عارض پر
رستم کے گرے رستم نے آنکھیں کھولدیں دیکھا کہ ایک مہ جبین حسین خوشرو خوشخو سرو قد خورشید خد پاس
بیٹھی ہے بس صورت دیکھتے ہی گھبرا کے اٹھ بیٹھے ملکہ نے کہا کہ صاحب تامل کرو ایسا نہ ہو کہ ٹانکے ٹوٹ جائیں
رستم نے نہ مانا اٹھ بیٹھے ملکہ نے گھبرا کر ہٹلین چھوڑدی کنیزوں کو معلوم ہوا کہ شاید اس شخص کو ہوش آیا
ملکہ نے پوچھا کہ کیوں صاحب تامل کے واسطے آپ نے اپنی جان دے دی بڑا کمال کیا عاشق ہوگے؟

قزاق کیسے قزاقوں کی یہ مجال ہو کہ ہمکو تو ہین شہباز بلند پرواز سے مقابلہ پڑا ہمکو گھوڑا مغلوبہ سے
نکال لایا آپکو پروردگار نے ہمپر مہربان کیا آپ ہمکو اسکا لائین علاج کیا ملکہ نے نام شہباز سنکر منہ پیٹ لیا
کہا کہ صاحبو کیا غضب کی بات ہے میرے باپ کے ہاتھ سے زخمی ہوئے یہان پہونچے صاحب
خدا کے واسطے اب کسی سے یہ ذکر نہ کرنا کہ شہباز کے ہاتھ سے زخمی ہوا رستم نے کہا کہ اگر ہمسے کوئی نہ پوچھیگا تو
کچھ ضرورت نہیں اور جو کوئی پوچھیگا تو جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ملکہ سر جھکا کر خاموش ہو رہیں رستم کو
پھر غش آگیا ملکہ وہانسے اٹھکر صحبت میں اپنی کنیزوں کے آئیں رو رو کر حال سامنے کنیزوں کے بیان کیا
کنیزوں نے عرض کی کہ واری بڑی مشکل کی بات ہے اگر کسی طرح سے خبر آپکے والد نامدار کو ہوگی تو فتنے یہین
اور فساد برپا ہونگے نہیں معلوم کہاں یہ لڑائی ٹھہری کہاں یہ زخمی ہوئے ملکہ اس فکر مین جب بیٹھی ہین
خواصوں نے سب ذکر کر دیا ایک خواص چنچل نام اس صحبت سے اٹھی کہا اسے اگر سوچی اگر انکے باپ کو
اطلاع ہوگی فساد برپا ہوگا بادشاہ کہینگے کہ ہمسے اطلاع نہ ہوئی ہم لوگ گنہگار قرار دیے جائینگے اور
پرسش ہوگی میں جا کر حاکم وقت سے اطلاع کروں کہ ہمارا گنہگار ہونا موقوف ہو جائے ہمسے پرسش نہ ہو
یہ سوچ کر باہر نکلی ڈولی میں سوار ہو کر چلی دو کوس نکل گئی تھی کہ صحرا سے گرد اڑی عقاب نیزہ باز بھتیجا شہباز
کا جو اپنے چچا کے مقام پر سر حکومت ہی تھا کنیز کو جو آتے دیکھا گھیڈا روکا پکار کر پوچھا کہ کیوں چنچل
خلاف وقت کہاں جاتی ہو کنیز نے دست بستہ عرض کی کہ مین تو حضور ہی کی تلاش مین نکلی تھی آپ یہان ملے
گھیڈے سے اتر پڑیے تو مین کچھ عرض کروں عقاب نیزہ باز ہنستا ہوا نیچے اترا کہا چنچل جان
کہو ہم تمہارے کہنے سے ٹھہر گئے کنیز نے دست بستہ عرض کی کہ اے پہلوان دوران وائے گرشاسپ جہان
تمہارے مثل آپ کوئی پہلوان نہیں ہے اور جو کیفیت چنچل نے بیان کی یہ سنکر عقاب کانپنے لگا کہا اس
گیسو بریدہ نے غضب کیا دشمن کو گھر مین جگہ دی ابھی چل کے قتل کرونگا یہ کہکے اپنے گھیڈا پھیرا طرف
باغ ملکہ کے چلا بارہ سو جوان ساتھ تھے انسے پلٹ کر کہا کہ چار طرف سے باغ کو گھیر لو چار طرف سے آکے
باغ کو گھیرا رستم ہوشیار ہو کر بیٹھے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی چار طرف سے سواروں نے جو باغ کو گھیرا
رستم نے کہا کہ ملکہ دیکھو تو یہ کیسی گرد اڑی ہے ملکہ نے کنیزوں کو اشارہ کیا کنیزیں دوڑتی ہوئی گئیں
تھوڑی دیر مین گھبرائی آئیں عرض کی واری غضب ہوا چنچل خواص نے جا کر آپکے بھائی صاحب
سے اطلاع کی ہمنے جو منع کیا تھا کسی کو خبر نہ ہو وہ مگس نہ ہوا خبر اسکو ہوگئی ملکہ کو سناٹا آگیا

رستم نے کہا کہ مرکب ہمارا تیار کرو ملکہ نے بھی چہرے پر نقاب ڈالی بارہ سو خواصوں سے ملکہ رستم کے ہمراہ
ہوئیں رستم پلٹ کے فرماتے ہیں کہ اے ملکۂ عالم برائے خدا صبر کرو دل پہ جبر کرو ہم ابھی مقابلہ کر کے آتے ہیں
ملکہ رونے لگیں کہا اے شہریار ایک ہاتھ تلوار کا لگاتے جائیے گا کہ بار ہماری گردن سے اتر کر فراغت
پا جائیں **علشاہ** نے کہا کہ اے ملکہ میں ابھی زیر کر کے اسکو آتا ہوں ملکہ روتی رہ گئیں رستم نے گھوڑا
ترچھا کر کے دروازے سے نکالا باہر بڑھ ہوا وہ دروازہ کھلا سب سوار و پیدل غل مچانے لگے **علشاہ** کا
گھوڑا طرار وہ بھی کے باہر آیا **عقاب نیزہ باز** نے رستم کو دیکھا گینڈے کو بڑھایا قریب آیا صورت بیا
دیکھکر عاشق ہوگیا پکار کر آواز دی کہ اے جوان مجھے تیرے حال زار پر رحم آتا ہے میرے سامنے سے
چلا جا میں معاف کرتا ہوں رستم نے کہا کہ اے **عقاب** اب زیادہ بلند پروازی نہ کر ایسا نہ ہو
خلاف عقل ہو بہتر یہ ہے کہ لشکر کشی کر کے آئے ہو اب مقابلہ شروع کرو زبان تیرے کلام کرو یہ سنکر **عقاب**
نے گینڈے کو مہمیز کیا خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا **علشاہ** نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ
چلنے لگا ایک مقام پر گانٹھ کر **علشاہ** نے تیغ مار کر نیزہ نکال دیا **عقاب** نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر لیا الجھائے سے ہاتھ نکال کے ہاتھ مارا
عقاب نے گردہ سپر کا آگے کر دیا تلوار جو تڑپ کر گری سپر کو کاٹا خود پر گری خود آہنی کو کاٹتا ہوا نے
جو گری سر پر پڑی کہ دو انگل سر میں در آئی اتنے میں دستانہ مار تیغ جھٹکا کے نکالا دریا خون کی **عقاب** کے
چہرے پر آئی کئی مرتبہ اپنے قصد کیا کہ ہاتھ تلوار کا ماروں رستم نے کہا کہ اے **عقاب** ہمارے تمہارے کشتی ہو
زور میں جو زیر ہو عقاب خیال کرتا ہے سر پر زخمی ہے ایسا نہ ہو کہ اگلی جان جائے یہ جوان فنون سپاہ گری میں
کامل و اکمل ہے کسی مقام پر کمی نہ کریگا آج میں شب کو زخم دوزی کراؤں کل اس جوان سے مقابلہ کروں وہ
رستم نے بھی عقاب سے کہا کہ جاؤ تمہیں تمکو ایک شب کی مہلت دی کل مقابلہ ہوگا عقاب زخم کو باندھتا
ہوا پلٹا اسی مقام پہ بارگاہ استادہ کرا کے اتر پڑا خیمے میں داخل ہوا علشاہ خون تلوار کا پونچھتے ہوئے باغ
میں گئے ملکہ بیقرار ہو رہی تھیں رستم کا آنا غنیمت ہوا کہا کہ کیوں صاحب اس مکار نے مہلت لی ہے
کل کے روز دیکھیے کیا کرے **علشاہ** نے کہا کہ جو کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا لیکن **عقاب نیزہ باز** جو پلٹا اکیلا
بارگاہ میں آیا بیٹھ کر رونے لگا عیار اس کا **کلنگ مکار** ہے تھوڑی دیر کے بعد جو اسنے خیال کیا کہ آقا اکیلے خیمے
میں دربارگاہ پر آیا پکارا کہ غلام حاضر ہو **عقاب** نے آواز دی کہ او عیار اندر آیا دیکھا **عقاب نیزہ باز**

بیٹھا ہوا اور پاے قدموں سے لپٹ گیا کہا کہ آقا خیر تو ہی آج آپ کو بہت پریشان پاتا ہون غلام سے حال کہیے کہ یہ حقیر کچھ فکر کرے عقاب نے کہا کہ اے کلنگ صاف یہ ہی کہ وہ مجھسے زبردست ہی آج مین نے جان بچائی کل سامنا پڑیگا سر میرا کاٹ لیگا مین چاہتا ہون کہ اب مین مقابلہ نہ کرون کلنگ نے عرض کی کہ کچھ بات نہین غلام اسکو چرا لائیگا قید کر کے قتل کیجیے عقاب نے موتیون کا مالا گلے سے اتار کر کلنگ کو دیا کلنگ اپنے مقام سے اٹھا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر صورت بدلی ایک بڈھے کی شکل بنکر پشت باغ سے کمند مار کے اندر باغ کے آیا صحن باغ مین دیکھا کہ رستم سو رہے ہین کنیزین بھی سو گئین کلنگ گرتا پڑتا برابر چھپر کھٹ کے پہونچا روشنی گل کر کے کنجے مین دارو بیہوشی رکھی چاہا کہ دماغ مین لگاؤن کہ رستم نے آنکھ کھول کر کہا کہ ارے تو کون ہی کلنگ بھاگا رستم اسکے پیچھے دوڑے برابر دیوار کے کلنگ پہونچا جست کر کے دیوار پر گیا رستم بھی دیوار پر آئے وہ کود ا رستم بھی کودے آگے کلنگ بھاگا تعاقب مین علشاہ چلے ایک صحرا مین رستم نے پہونچکر کمان کیانی دوش سے اتاری پلٹ کے جو کلنگ نے دیکھا کہ یہ جوان تیر مارا چاہتا ہی بھاگون تو مرا کر ٹھہر گیا کہا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی مین اپنے آقا کے حکم سے آیا تھا ورنہ میری مجال تھی کہ مین آپ کو چرانے آتا امیدوار ہون کہ میری خطا معاف کیجیے چاہتے ہین رستم کہ کچھ جواب دون صحرا سے گرد اڑی عقاب نیزہ باز گھوڑے کو ڈالے ہوے آتا ہی دور سے عقاب نے دیکھا کہ رستم نے کمان کاندھے سے اتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا چاہتے ہین کہ تیر مارون اور کلنگ منتین کرتا ہی کہ مجھے معاف کیجیے مگر رستم نہین مانتے آقا کو جو آتے ہوے دیکھا پکار اٹھا کہ اے آقاے نامدار غلام کو بچائیے عقاب نے وہین سے گھوڑا بڑھا دیا سامنے رستم کے پہونچا نیزہ پکڑ کر جھپٹا رستم نے کہا کہ اے عقاب یہ خیال نہ کرنا اگر نیزہ مار دیا اور مین زخمی ہوا تو تجکو زندہ نہ چھوڑونگا عقاب نے کہا کہ اب میرے آپکے ہین مقابلہ ہو جو زیر کرے مغلوب غالب کی اطاعت کرے اے کلنگ جا کر ایک گھوڑا اور لا وہ غیار بھاگا تھوڑے عرصے مین لا کر گھوڑا حاضر کیا علشاہ گھوڑے پر سوار ہوے سامنے عقاب کے آئے آپس مین نیزہ چلنے لگا تھوڑے عرصے مین علشاہ نے نیزہ اسکا ٹکالا اٹے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا علشاہ نے تیغ کیبتان نیام انتقام سے کھینچا آپس مین تلوار چلنے لگی کئی ہاتھ رد و بدل ہوے تھے کہ رستم نے ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لون عقاب نے گریبان پر

ہاتھ رکھا علشاہ و عقاب سے کشتی ہونے لگی ہر مقام پر عقاب چاہتا ہے کہ رستم کو زیر کرون ممکن نہین
ایک مقام پر رستم عقاب کو لے دوڑے اور آواز دی کہ او ظالم ستم جا یہ کہکے پٹکا دونون گھٹنے
آشنا بزمین ہوے کہ زنجیر مین ہاتھ ڈال کے نعرہ تکبیر کر کے زور کیا پہلے زور مین تا بگھٹنا دوسرے زور
مین تا بسینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا اگھیر کر مارا چاہا رون خدا نے چت اچک کر رستم چھاتی پر سوار
ہوے مروڑ کر مشکین باندھین طرف باغ کے لے چلے کلنگ نے جا کر فوج مین خبر کی کہا کہ رستم
نے عقاب کو زیر کیا لیے جاتے ہین اہل لشکر اپنے اپنے مقام سے اٹھے بارہ ہزار سوار جرار تیار ہو کر
چلے راہ مین آ کر رستم کو گھیرا رستم نے تلوار کھینچی تلوار چلنے لگی وہ چاہتے ہین کہ رستم سے اپنے آقا کو
چھین لین رستم عقاب کو بچاتے ہین ایک مقام پر فوج والون نے بلوہ کیا ایک نے ہاتھ تلوار کا مارا
علشاہ نے اسکو جواب دیا رستم نے خالی دیکر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے دس بارہ پہلوانون نے مل کر اپنے
آقا کو چھین لیا ملکہ کو خبر پہونچی کہ رستم ہنگامہ لڑ رہے ہین عقاب کو فوج والون نے چھین لیا اب
چاہتے ہین رستم کو گرفتار کرین ملکہ بہت بیزار ہو مین خاصون سے کہا کہ اری کمبختو یہ وقت جانثاری
سرفروشی ہے اس وقت چل کر مدد کرو یہ کہکر نقاب چہرے پر ڈالی بارہ سو کنیزین گھوڑیون پر سوار ہو کر سامنے
آئین کہا حضور چلین لونڈیان موجود ہین یہان علشاہ پر وقت تنگ ہے چار جانب سے تیر برس رہے ہین
علشاہ ہمہ تن چشم بنے ہوے تیر روکتے ہین اپنے کو بچاتے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی رستم نے ایک
نقابدار کو دیکھا بارہ سو سوار ساتھ آ کر پہونچا فوج عقاب پر گرا فوج عقاب پر وہ حملے کیے کہ کئی سو
آدمی مارے لڑتا بھڑتا چاہتا ہے برابر علشاہ کے پہونچون رستم نے قیامت برپا کر دی افسر جن کے
مارے ایک مقام پر نقابدار نے عقاب کا مقابلہ کیا نیزہ مارا عقاب نے گلوگاہ پر ہاتھ ڈال کے نیزہ توڑ ڈالا
نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا عقاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جیسے ہی نقابدار کا ہاتھ پڑا سپر عقاب کی
کٹی دو انگل زخم سر مین آیا عقاب نے تلوار کو سر سے دستانہ مار کے نکالا اور اوپر سے ہاتھ نقابدار کو
مارا نقابدار کا بھی سر زخمی ہوا نقاب جو چہرے سے ہٹی چاند لگا ابر سے نکل آیا رستم کی جو نگاہ پڑی
ملکہ کو دیکھا کہ سر سے خون بہ رہا ہے غصے مین عقاب پر جا پہونچے فرمایا کہ او نامرد اسی کا نام جرأت
و شجاعت ہے رستم پر عقاب برس پڑا رستم خالی دے رہے ہین ایک مقام پر رستم نے خبردار کر کے
ہاتھ تلوار کا مارا عقاب نے سپر کو اٹھا دیا یا قبضہ سپر پر تلوار چلی تھی بازو رنگ اٹھ کری کوہ لنگ کے

بوسہ دیا غریو ہوا کہ عقاب مارا گیا فوج والون نے بمشکل لاشہ اُسکا اپنے قبضے مین کیا طرف صحرا کے
بھاگے رستم و ملکہ نے تعاقب کیا آخر وہ لوگ نکل گئے علشاہ دلملکہ اب اُس صحرا سے واپس ہوے
چلتے چلتے وقت رات کی تاریکی مین رستہ فراموش ہوتا ہی جاتے ہین قلعے مین پہونچین ہین چل کر رہین قلعہ
اسلام آباد رعایا دلشاد ہو یہ سوچتے ہوے چلتے ہین ایک مقام پر پہونچے کہ رونے کی آواز آئی کہ ای
فلک کج رفتار دای گردون غدار تم سے ملک الموت کو کہ میری قبض روح کرے یا اپنے آقا کو پاؤن رستم
نے کہا کہ یہ آواز سمک کی ثابت ہوتی ہے یہ کہکے گھوڑے سے اُترے آواز دی کہ ای یار وفادار وای
مونس غمگسار تو کس مقام پر ہے مین تیرے پاس آنا چاہتا ہون ملکہ نے دیکھا کہ زرد نخلستان سے ایک عیار
جھپٹ کر دوڑا رستم سے بہ اشتیاق لپٹ گیا بلک بلک کے روتا تھا کہ ای آقاے نامدار وای مولاے
قدرشناس فلک نے امید شادی کی تھی اب قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی علشاہ بھی برادر برادر
کہکے رو رہے ہین ملکہ ماہ وہان سے کو دین چند کنیزین دوڑین آکے دیکھا کہ عیار و سردار لپٹے ہوے
رو رہے ہین دونون کو جدا کیا عیار نے عرض کی کہ قلعے مین تشریف لے چلیے جس وقت وہ لوگ
سنین گے کہ عقاب مارا گیا آپ کی اطاعت کرینگے غاشیہ علم کو دوش ہوش پر رکھ کے مانند غلامان
حلقہ بگوش حاضر خدمت رہینگے رستم نے کہا کہ ای برادر آگے بڑھو سمک آگے بڑھا ملکہ و رستم و کنیزین
عقب مین سمک کے چلے تھوڑی دیر کے بعد ایک قلعہ معلوم ہوا نگہبان دوربینین ہاتھ مین لیے ہوے
طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین یہ بھی امید ہے کہ دیکھین خداوند ہفت پیکر کیا دکھاے اس سمے مین
سب کھڑے تھے کہ نگاہ پڑی ایک عیار جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے عقب مین ایک جوان آفتاب جمال
پشت پر کئی ہی نقابدار گھوڑون کو اُڑاتے ہوے اسی طرف آتے ہین دیدبان نے پکار کر آواز دی کہ ای
آنیوالے قلعے مین آنے کا ارادہ نہ کرنا سمک مڑ کا پلٹ کے طرف رستم کے دیکھا رستم نے مرکب بڑھایا
آواز دی کہ ای شیدای اہالی قلعہ قلعے کا پھاٹک کھول دو ہم قلعے مین آملین گے یہ جو رستم نے کہا اُسنے گولہ
مارا رستم نے خالی دیا اور گرز پر ہاتھ ڈالا رنگین زمرد پوش نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور غصہ نہ کرین
مین ان سب کو سمجھائے دیتی ہون اُس غصے مین رستم نے یہ کہا کہ تمھین کیا دخل ہے ملکہ کانپ گئین
پیچھے ہٹین رستم نے مرکب پر کوڑا کیا گھوڑا بڑھایا اور چلا کر آواز دی کہ او بچیا دہم تیرے آگاہ نہین ہم سے ماہر
نہین لیں کو لے مانے کا کیا باعث راہ مین جاتے تھے یہ قلعہ سامنے چا قلعے کی راہ سے جائین تو کو ہے

باعث فساد و بلا کیا ہے کسی نے جواب نہ دیا گونٹے مارے گئے رستم نے گھوڑا اڑایا ملک کو منع کیا کہ تم کنارے
ہو جاؤ مین اسی وقت قلعہ لیتا ہون یہ کہکے گھوڑا مہمیز کیا جو گولہ سامنے آیا گرز مار دیا کہ گولہ اُلٹا پلٹ کر
خندق پر گرا ایک آدھ کنگرہ قصر کو جا کر برباد کیا اس طرح گولون کو رد کرتے ہوئے برابر خندق کے پہونچے
گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑا خندق کو پھاند برابر پھاٹک کے آئے گرز مار کر پھاٹک توڑا رستم اندر گھس گئے
اہالی قلعہ لڑنے لگے تاجدار جو اُن سب کا افسر ہے تخت پر سوار غلغلہ کرتا ہوا کہا سے نامرد ایک شخص
اکیلے نے قلعہ فتح کر لیا گھیر کر اسکو مارو چار طرف سے فوجیں دباؤ ڈالتی ہین رستم مصروف شمشیر زنی ہین
سمک حقہ ہائے آتشبازی مار رہا ہے جو پھر تڑا ایک حقہ ضائع ہوا لیکن جب پھٹا دس بیس کو جلا گیا سی
حقہ سمک نے داغا کئی ہزار جل کر گرے رستم لڑتے ہوئے قریب تاجدار کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا
رستم نے بار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھایا سر سے بلند کیا
چاہا کہ زمین پر مارون اُس تاجدار نے بیقرار ہو کر دہائی دی کہ اے شہریار الامان فرمایا امان بشرط ایمان
اُسنے کہا کہ جب تک زندہ ہون گردن تابی نہ کرونگا رستم نے تاجدار کو ہاتھ سے رکھدیا تاجدار نے جو
یہ شفقت و مہربانی دیکھی بہت خوش ہوا گرد پھرتا تھا کہا اے شہریار دارالامارہ مین تشریف لے چلیے غلام
کو سرفراز فرمایئے علمشاہ ساتھ تاجدار کے دارالامارہ شاہی مین آئے اُس تاجدار کو زبردستی تخت پر
بٹھایا ساتھ والون سے تاجدار نے کہا کہ اس شہریار کی خاطر کرو سب ملازم خاطرداری مین مصروف
ہوئے کہ ایک چوبدار نے بڑھکر تاجدار سے کہا کہ درِ دولت پر ایک شترسوار حاضر ہے کچھ کاغذ لایا ہے
تاجدار نے کہا کہ بلا لو وہ شترسوار کاغذ ہاتھ مین لیے ہوئے اندر آیا پایہ تخت کو بوسہ دیا کاغذ ہاتھ پر رکھکے
پیش کیا اور عرض کی کہ ابھی حضور نامہ پڑھیں اور جواب نامہ دین تاجدار نے نامہ کھولا نامے کو پڑھا کاغذ زیر
تکئے مین رکھا کئی وزیرون کو بلا کر اُنسے بھی صلاح کی اُن سب نے موافق تحریر کے ہدایت کی تاجدار جب
بیٹھا ہی بعد چند دم وہان کے تخت سے اُٹھا عیارون کو کچھ اشارہ کیا عیار دفعتے وزرا بھی اپنے مقام سے
اُٹھے تاجدار خود جام شراب لیکر حاضر ہوا علمشاہ سے عرض کی کہ اسے نوش فرمائیے رستم نے ہاتھ بڑھایا
جام لیکر نوش کیا دوسرا جام اُسنے سمک کو دیا سمک بھی پی گیا تیسرا جام تاجدار نے سامنے پیش کیا
وہ بھی کچھ عذر نہ کر سکا تینون آدمی جب جام پی چکے تاجدار نے آواز دی کہ اے رستم تمھین کچھ خوف
خداوند ہفت پیکر نہ آیا یہ سر جدا کیے بندون سے معمور ہے جدھر جاؤ گے اُنھین کے بندون کو پاؤ گے

یہاں سے بچنا دشوار ہے بہتر یہ ہے کہ قدرت کو سجدہ کرو رستم نے بقہر و غضب تمام اُس بادشاہ کی جانب دیکھا
سمک نے عرض کی ای شہریار بیہوشی مجکو اور آپ کو ہلی چلی اور نقابدار کو سمک نے اشارہ کیا کہ آپ سے
کچھ تدبیر رفع داروے بیہوشی کی ہوگی نقابدار نے اشارہ کیا کہ ای سمک نہ گھبرا اُدھر علشاہ کے دیکھکر
خاموش ہوا نقابدار کچھ چپکے چپکے اسم سحر پڑھنے لگا جب علشاہ اور تاجدار ے باتوں میں تکرار ہوئی
علشاہ اپنے مقام سے میز تک گر اُٹھے اور گر پڑے کے گرے سمک بھی ہان ہان کرکے اُٹھا وہ بھی بیہوش ہوا
ان دونوں کے گرتے ہی تاجدار نے اشارہ کیا کہ گرفتار کرلو نقابدار تلوار کھینچ کر اُٹھا کہا کیا مجال کہ جو کوئی
اس شیر کو گرفتار کرے نقابدار نے لگا مصروف جنگ ہوا کسی کو قریب نہیں آنے دیتا تاجدار نے
کہا کہ او نقابدار تو کیوں دخل دیتا ہے اس جوان کے بارے میں حکم خداوند ہفت پیکر ہے کہ گرفتار
کرکے جلد ہمارے پاس روانہ کرو نقابدار نے کہا کہ کیا مجال ہے کہ شیرازہ تلوار کھینچے ہوئے گرد رستم کے
پھرنے لگا سمک کو بھی بچاتا ہے کہ ایسا نہ ہو سمک کو کوئی قتل کر ڈالے نقابدار مثل برق چمک رہا ہے اگر
کسی کو قریب ان دونوں کے نہیں آنے دیتا تاجدار نے جو نقابدار کو اس طرح آمادہ دیکھا آواز دی
کہ کل فوج کو حکم دو کہ بلوہ کرکے نقابدار کو بھی پکڑ لیں یہ جو تاجدار نے کہا سب بلوہ کرکے چلے باہر سے
پلٹنیں رسالے اندر گھس آئے افسر پکارنے لگے کہ ارے نقابدار تلوار پھینکدے جو خداوند کہتے ہیں وہ قبول کر
نقابدار نے بہ نگاہ قہر طرف پلٹنوں کے دیکھا اور جھولی سے تھوڑا تھوڑا جبر ماش کا دانہ پڑا جلنے لگا پانچ چار
ہزار آدمی جل کر خاک ہوئے اب نقابدار پر بلوہ ہے نقابدار سحر کرنے لگا جب سحر کیا سو دو سو مر کر گرے
اور زیادہ ہنگامہ ہوتا ہے مرنے کی آوازیں آنے لگیں کئی ہزار آدمی مارے گئے نقابدار گرد رستم پھر رہا ہے
اوّل میں جو لکھا ہے کہ نقابدار کچھ چپکے چپکے پڑھنے لگا مراد یہ تھی کہ میرے اوپر بیہوشی کی تاثیر نہ ہو اسکی
ذات خاص پر بیہوشی نے تاثیر نہ کی لڑ رہا ہے علشاہ اور سمک کو بچا رہا ہے جب تاجدار نے دیکھا
کہ کئی ہزار جوان مارے گئے تاجدار گھبرایا دوڑا ہوا محل میں آیا بیٹی اسکی آنکھیں ملتی ہوئی اُٹھی ہے کہا کہ
کیوں ای باپ گھبرائے ہوئے کیوں ہو اسنے بیان کیا کہ بادشاہ قلعہ زرین پوشان کی دختر رستم پر
عاشق ہے سو سے رستم و سمک کو بچا رہی ہے کئی ہزار جوان اُسنے قتل کیے اب یاد ہو کہ عیار اور سردار کو بلکر
نکلی جانے اسی وجہ سے پریشان ہوں رستم اور سمک بیہوش پڑے ہیں وہ نقابدار کسی کو قریب نہیں آنے دیتی
شہزادہ لڑ رہی ہے دختر شاہ موسوم بہ خلگر جادو نے ہنس کر کہا کہ کیوں آبا جان اگر آپ کا حکم ہو تو اسکو

گرفتار کرا دوں پسر حمزہ پر جان دیتی ہے اے باپ ایک معاملہ اور بھی ہے کہ فرزندان حمزہ نہایت حسین و
جمیل ہیں جس عورت نے دیکھا جان و دل سے مائل ہوئی بھلا کب ہو سکتا ہے کہ بھائی کو میں قتل کرا دوں
بڑے افسوس کی بات ہے باپ نے کہا کہ بیٹا جلد تدبیر کرو انگر اپنے مقام سے اٹھی باپ سے کہا کہ آپ
جا کے جلوہ کیجیے میں جا کر گوشے سے سحر کرتی ہوں اگر اسکو ظاہر ہو جائیگا کہ کوئی میرے سحر کو دفع کر رہا ہے
تو مشکل پڑیگی اسلیے کہ وہ ساحرہ زبردست ہے میں نے ابھی سحر سیکھا ہے یہ کہکے باپ کو حکم دیا آپ جا کر اسپر
جلوہ کریں میں سحر کرکے گرفتار کرا دونگی بادشاہ باہر آیا اُس نازنین نے جب دیکھا کہ یہ لوگ نہیں مانتے برابر جلوہ
کیے چلے آتے ہیں جھپٹ کے اس معشوقہ نے اور سحر کیا لوگ ہٹے دو تین سحر ایسے کیے کہ زمین پھٹ گئی ایک
گاڑی کھینچکر اُسپر رستم اور سمک کو ڈالا سحر سے دو بیل بنائے اُسپر علمشاہ اور سمک کو ڈال لیا آپ گے
آگے گاڑی پیچھے اس طرح نکل چلی کہ بس برج قلعے سے نکل گئی کہ آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار چھایا آواز آئی
کہ او رنگین زمرد پوش کیوں اہل طلسم سے دشمنی پیدا کرتی ہے قتل ہوگی وہ سزا ملیگی کہ تمام اہل طلسم
وجد کریں یہ سنکر رنگین زمرد پوش نے جواب دیا کہ اے کیا بیہودہ بکتی ہے یہ کہکے گولا مارا گولا پھٹ کے زمین
پر گرا آواز آئی کہ او لکا نا دیکھا تو نے مجھے بھی سحر سکھا رہی ہے کہ کے سحر کیا رنگین او پر آگ برسنے لگی آگ برستا
دیکھکر رنگین کو غصہ آیا کاسۂ سحر جھولی سے نکالی اُسپر اپنا خون ڈالا اور تلوار پر چھینٹ مارا ابر پھٹا زمین سے
گرد اڑی ابر لخت لخت ہوا کار دکھلا رہی تھی وہ چھری تڑپ کر قریب رنگین زمرد پوش آئی رنگین نے انگلی کو
تراش کر چند قطرے خون کے زمین پر گرائے آواز دی کہ تیری خوراک موجود ہے چھری اُنھیں قطرات پر گری
انگر نے معاملہ دیکھا فوج والوں کو آواز دی کہ ارے تم لوگ تو لڑنے سے بالکل تھم گئے تم جلوہ کرو دیکھو تو کیا
ہوتا ہے دوسری طرف یہ متوجہ ہے میں سحر کرکے اسکو بیہوش کروں گرفتار کر لیا جائیگا یہ جو اسنے کہا چہار طرف
سے فوج طاقت رنگین زمرد پوش کے چلی رنگین نے جو فوج کو آتے دیکھا وہ سحر کیا کہ جو اسکی جانب
آتے تھے آپس میں لڑنے لگے بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا آپس میں جو ہنگامہ ہوا انگر
نے آسمان سے سحر کیا کہ جہاں ملکہ رنگین زمرد پوش کھڑی ہیں شعلہ ہائے آتش اُس مقام پر گرنے لگے
رنگین زمرد پوش نے کئی مرتبہ آسمان پر بھی سحر پھینکا لیکن اُس ستمگر پر سحر نے کچھ تاثیر نہ کی رنگین
زمرد پوش اور جلالی دوسرا سحر کیا جو سحر رنگین نے کیا انگر نے بہ آسانی دفع کر دیا آپس میں سحر
چلنے لگے رنگین نے جب دیکھا کہ انگر پر سحر تاثیر نہیں کرتا نہایت پریشان ہوئی جھولی میں ہاتھ ڈالے

تلوار نکالی اسیر اسم سحر پڑھا آواز دی کہ او انگر جادو ہوشیار ہو یہ کہہ کے تلوار کھینچ ماری انگر جادو نے
تلوار پر سے رنگین بیکلی انگر اسی طرح سے اپنے کو بچاتی ہی آپس مین سحر کی رد و قدح ہو رہی ہی دو گھڑی
کامل آپس مین سحر ہوے کسی کے سحر نے کسی پر تاثیر نہ کی انگر جادو زمین پر آئی للکار کر آواز دی کہ
ای رنگین اب چلی جاؤ ورنہ بہت پریشان ہو گی رنگین نے گرز مارا انگر نے کاٹا ایک ستارہ پر کڑک کر
انگر گری کہا ہوا ذرا سنبھل جاؤ اب قید مین لیے جاتی ہون تو نے ان لوگون کے ساتھ ایسا کچھ کیا کہ
جسکا بدلہ ہوتا ہی یہ کہہ کے ایک دو تھپڑ مارا زمین کانپی غبار بلند ہوا آواز آئی ای رنگین زمرد پوش
ای بندۂ مقبول بارگاہ ہفت پیکر یہ کیا آفت ہی کہ اس مذہب کے مٹانے کی کوشش کر رہی ہو خبردار ملکہ
رنگین چار جانب دیکھنے لگی رستم کی بی بی آنکھون ملی رستم کی طرف اشارہ کیا کہ ای شہریار یہ صدا کئی دی ہی
مکار یان مین ای شہریار ساحر رفیق و شفیق اسکو طلے ہین عہدے مقرر ہین جسکو جہان پر حکم ہوا ہے جان
پر آواز دے دی دیکھیے اس وقت کنیز خیر خواہی دولت مین مصروف ہی یہ آواز کیونکر آگئی بس معلوم ہوتا ہی
کہ اس عہدے پر جو مقرر ہی ادھر سے کہین گذرا اسکا ہوا اُسنے یہی ایک فقرہ کہدیا کہ آدمی کو اعتقاد ہفت پیکر
زیادہ ہو اتنے عرصے مین رنگین کی جو پلک جھپکی علشادے باتون مین مصروف تھی اُتنے ہی عرصے مین
ملکہ انگر نے کارد کو اپنے خون سے نگار رنگین زمرد پوش پر کھینچ ماری بیچ مین آکر وہ کارد معلق ہوئی
اُس سے ایک برق چمکی باتین رستم سے رنگین کر رہی تھی کہ سر پر برق چمکی سر زخمی ہوا افت کرکے کلیجہ تھام لیا
سحر کرکے اُس کارد کو پلٹایا وہ کارد سر پر جا کے انگر کے چمکی انگر نے اپنے کو بچایا لیکن رنگین زخمی ہو گئی اُس
زخمداری مین لڑ رہی ہی کسی کو قریب آنے کے نہین آنے دیتی چمک چمک کے لڑ رہی ہی یہ حال جو تاجدار نے دیکھا
بیتاب ہو گیا تخت پر سجدے کے واسطے جھکا اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر آج غلام کو اس
ظالم کے سحر سے بچائیے ورنہ باعث خرابی ہوگا یہ کہہ کے بہت چیخا چلایا کہ ایک دفعتا ہوا آواز آئی کہ ای بندۂ
خاص الخاص تیری آواز قدرت نے سنی ابھی قسمت تقدیر کرتے ہین دیکھا طرف سے جنگل کے ایک طاؤس ناچتا ہوا
آیا سامنے ملکہ رنگین کے ہو کر رقص کرنے لگا رنگین پر تعریفین کرنے لگی کنیزون سے متوجہ ہوکے کہا کہ
کیا کسی نے تعلیم کیا دیکھو کیا رقص کرتا ہی سب کنیزین دیکھنے لگین طاؤس نے ناچتے ناچتے مثل انسان کے آواز دی
کہ ای رنگین زمرد پوش تم جا کر باغ سیماب مین مقام کرو کنیزون کو ساتھ لیتی جاؤ وہان کی سلطنت ہمنے
تمکو دی نہین وہان کا اختیار ہی یہ طاؤس آواز دیکر جانکا جنگل مین غائب ہوا ملکہ رنگین یا مار کر رونے لگی

کنیزون نے پکار پکار کے کہتی ہی کہ اب ایسا طاؤس مجکو نہ ملیگا مین زندہ نہ بچونگی طاؤس کے ساتھ جان دونگی یون ہمکو وضو کا دیکے چلا گیا یہ کہکر کنیزون کی طرف متوجہ ہوئی کہا صاحبو مین تو جاتی ہون باغ سیماب کی حکومت مجکو ملی اب مین وہان جاتی ہون جو خداوند مناسب جانینگے وہ ہمارے واسطے مقرر کرینگے یہ کہکے رنگین نے بہ نگاہ حسرت طرف رستم کے دیکھا کہا اے شہریار رخصت ہوتے ہین اگر زندگی باقی ہی تو پھر بھی ملاقات ہوگی یہ کہکر دو نون پاؤن زمین پر مارے غرق زمین ہوئی کنیزین بھی ساتھ ہوئین سب کنیزون بھی غرق زمین ہوگئین تھوڑے ہی عرصہ مین کنیزین مع رنگین زمرد پوش غائب ہوگئین اخگر جادو آسمان سے اتری رستم پر سحر کیا پھر اُسی طرح مسلسل و مطوق ہوگئے وہ تاجدار قریب آیا کہا اب لیچلو اراب روانہ ہوا وہ تاجدار بارہ ہزار فوج لیکر روانہ ہوا ساتھ والون نے پوچھا کہان قید لیچلوگے تاجدار نے کہا کہ زندان مسافران جو قدرت نے تیار کرایا ہی وہان بہت سے مسلمان قید ہین ہین لیجا کر انکو بھی قید کرینگے قدرت نے حکم دے دیا ہی قید مین مسلمان رہین آب و دانہ موافق مرتبے کے دیگا یہ فرزندان صاحبقران ہین انکی قید انکے مرتبے کے موافق ہوگی نہ انکا نہ مسلمانان مین پہنچ جائین یہ باتین کرتا ہوا رستم کی قید کے ساتھ آتا ہی ایک طرف ملکہ اخگر جادو ساتھ مین پانچ سو کنیزین بازو دو قرقرے پر سوار ساتھ ساتھ اراب کے گرد گھیرے ہوئے دن بھر راستہ طی کیا چار گھڑی دن پچھلا باقی ہی کہ گونت و ناقوس کی آواز کان مین آئی رستم نے بہ صد اشکر سر اٹھایا دیکھا کہ ایک صحرای وسیع سامنے پہلو مین پہاڑ ہی کہ اُس پہاڑ سے لو آگ کی نکل رہی ہی درخت بہت سے لگے ہوئے ہر کوہ پر ہزار ہا طائر بخوش بیانی تعریف ہفت پیکر کر رہے ہین جسکا مفہوم یہ ثابت ہوتا ہی نظم

زند وم شہ آنجا سکندر نہ دارا
بمطلب رسد طالب از بادشش
کند عفو از اہل خطا ہر خطا را
بقرب و معالش خدا میرساند
طا بگاہ خالق بخلق وعدا ما
شود شہر فارسی نظم ہندی

بہ بخشد خدا مال و زر بینوا را
شود بہ عاز و میسر گدا را
دہ دعا حق بر دلیغ بہ بندہ
کند بندہ گر ترک حرص و ہوا را
خدا از رہ لطف و بندہ نوازی
الٰہی بایران و بلخ و بخارا

کند خلق تسلیم حکم قضا را
بگیرد خدا دست بیدست و پا را
خدا ہر گنہ بیند و پردہ پوشد
کشاید در آنکس کہ دست دعا را
بخلق خدا میکند زندگانی
بیچے بندگی کردہ ما مور ما را

ہزار ہا طائر بھی آوازین دے رہے ہی

بعض یا ہفت پیکر یا ہفت پیکر کہہ رہے ہین بعض طائر بلند ہوکر آسمان پر گئے وہان جاکر آواز دی

کہ یا خداوند ہفت پیکر منہ سے شعلہ نکلا دیو وہیں جلکر خاک ہوا ہزارہا طائر اڑ رہے ہین جلکر گرے اور بجلی
پیدا ہوے آواز آتی ہی یا خالق خداوند ہفت پیکر کی برحق ہی اعتقاد اسکا الحق ہو دیکھنے والے دیکھین
کہ ہم جھپٹ کر آگ مین گرے آگ ہمکو نہ جلا سکی آگ کو تو قدرت نے پیدا کیا ہی وہ ہمکو کیا جلا تی
ہر طرف سے یہی آواز آرہی ہی کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہی دیوث تاجدار کہ جو رستم کو
قید کرکے چلا ہی یہ تجمل تخت سے اترا قصر پیکر کا بنا واسطے سجدے کے جھکا سجدے مین آواز دی کہ یا خداوند
تیرا بندہ تیرے نثار ہو کیا عنایت فرمائی امیدوار ہون کہ سجدہ میرا قبول درگاہ ہو بندگان خاص مین
داخل ہو یہ خیر خواہ ہاتھ باندھے ہوے طرف کوہ کے کھڑا ہی خادمون سے اشارہ کر رہا ہی کہ جا سے چارون
وزیرون کو بلا دیا دون وزیر حاضر ہوے عرض کی کہ ای شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہی دیوث تاجدار نے حکم دیا
کہ مین قریب کوہ بوقلمون براست خداوند ہفت پیکر آگیا آج روز جلوس ہی دل چاہتا ہی کہ کچھ نذر نیاز
حاضر کرون کہ قدرت اور زیادہ رضامند ہون وزیرون نے عرض کی آپ نے کیا نذر تجویز کی
دیوث تاجدار نے جواب دیا مین سر حمزہ کا سر حاضر کرنا چاہتا ہون لاشہ انکی پھکوا دو نگا سر خداوند کو
نذر دیا جاوے کہ سرفرازی حاصل ہو وزیرون نے کہا کہ بڑی بات آپ نے تجویز کی یہی مناسب ہی
دیوث تاجدار نے حکم دیا کہ جلادون کو ساتھ لیجاؤ سر پسر حمزہ و سر عیار لیکر حاضر ہو سب لشکر چلتے
چلتے ٹھم گیا ہی سب مین ہنگامہ گرم ہی خداوند ہفت پیکر کا نام لیکر پکار رہے ہین ہر ایک کی زبان پر یہی
جاری ہی کہ ہماری نیت کا پھل ملا کہ زیر کوہ بوقلمون پہنچے اور دن بھی خاص جلوس خداوند کا ہی یہان تو یہ
باتین ہین وہان چارون وزیر جلادون کو ساتھ لیے ہوے وہان پہنچے جہان رستم تھے اژدہا رک گیا ہی
ہر طرف ہنگامہ ہی نام لیکر ہفت پیکر کا پکار رہے ہین رستم نے جو دیکھا کہ وہ پہاڑ اسقدر بلند ہی کہ نہ دیکھا نہ
خیال بھی نہیں پہونچتی اُس پہاڑ پر لاکھون آدمی جمع ہین گھنٹے ناقوس بج رہا ہی مرادمند مرادین
مانگ رہے ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ یا خداوند رحم اپنا شریک کیجیے آج روز جلوس ہمارے تاجدار
جلیل موسوم بہ قلمون تاجدار ہی وہ ہروقت دم و دم کا مختار لباس شاہی پہنے ہوے ٹہل رہا ہی ایک
قصر پیکر کا نصب ہی اُسمین ایک تصویر پیکر کی وہی سب سے باتین کر رہی ہی جب وہ تاجدار کسی بندہ کا
مرادمند کا پیغام لیکر جاتا ہی تصویر پیکر سے آواز آتی ہی کہ ای بندہ خاص الخاص زیر کوہ کرامت قدرت کو
ملاحظہ کرو کاہنان طلسمی جسے طلسم کشا سے علی کہتے تھے ای بوقلمون وہی قید ہو کر آگیا دیوث تاجدار ایک

بندہ و زنجیر اُسکو گرفتار کر لایا اُسکے قتل کا سامان ہو رہا ہی مگر اُسکا حاضر ہونا ہی یہ قدرت تعالیٰ ہی کہ دیو غ
کے دل مین بھی یہی آیا کہ اُسکا سر قلم کرین ... پس گاہ شہزادہ مدیق زرین ای بوقلمون اور بھی باغی موجود
ہین سب کا حال کھلیگا قاسم و لندھور و داراب کشورکشا یہ تینون جوان قصر عشرت مین داخل ہین
سوائے عیش و عشرت کے دوسرا کام نہین یہ کیفیت رستم نے زیر کوہ سے ملاحظہ فرمائی سمک سے
رستم نے کہا کہ ای سمک موت لیکر زیر کوہ بوقلمون آئی ہی یہ سب آوازین رستم سن رہے ہین کہ دیکھا
چار دلیر چار جلادون کو ساتھ لیے ہوئے جلاد جھلنگین لگاتے ہوئے آتے ہین وہین سے وزیر دن نے
آواز دی رستم و سمک کے قتل کا حکم ہی ایک جلاد نے بڑھکر زنجیر رستم تھام لی کہا ای جوان ارے
سے آخر تیرے قتل کا حکم ہی کر جلد سر لاؤ رستم آگے ایک جلاد نے سمک کو کھینچا زیر آرا بے الگ
آکر جلاد نے سر زنجیر رستم سنبھالا کہا او پسر حمزہ بیٹھ جا مین تجھے قتل کرنے آیا ہون اس زور سے زنجیر
جھٹکا مارا کہ حلقۂ زنجیر مین خلل ہوا رستم نے کہا کہ او جلاد صاحب بیداد اس طرح کوئی جھٹکا دیتا ہی
جلاد نے کلمۂ سخت کہا رستم نے کہا زبان سنبھال اُسنے پھر زنجیر پہ جھٹکا مارا خار دار لنگر بغلون کے
پار ہوئے رستم کو تاب نہ رہی زنجیر کو پکڑ کر جھٹکا مارا جلاد منھ کے بل سامنے پھر آ گیا علمشاہ نے
جھٹکڑی ماردی کہ جلاد کا سر پھٹا اوپر سے لات ماردی کہ جلاد ریزہ ریزہ ہو گیا رستم نے جلاد کو مار کے
زنجیر پھاڑ ڈالی گئی کے سر پہ ٹوٹے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ رستم

نیست علمشاہ چو رستم لقب　　ارشد اولاد امیر عرب
علمشاہ رومی شیر فیل زور　　کہ بر تخت مرزوق فگندہ شور

اور ایک سوار کو مار کر تیغ لیا سمک کو رہا کیا اب جو دونون جوان لڑنے لگے اس طرح حملہ کرکے
کہ پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے لاشون سے میدان بھر دیے لڑتے بھڑتے جاتے ہین دیوث
نے جو دیکھا کہ رستم قید سے رہا ہین اور مصروف جنگ ہین جملہ سوار و پیدل جناب سے اُس
شیر صورت کی جنگ مین رستم نے پرے کے پرے درہم و برہم کیے لڑتے بھڑتے جاتے ہین لڑتے لڑتے
علمشاہ نے تیر اندازون کو بھگایا فوج مین تہلکہ ہوا دیوث نے پوچھا کہ ارے کیا ماجرا ہی ہرکارون
نے خبر دی جلاد قتل کرنے گئے تھے قیدیون نے رہائی پائی پسر حمزہ نے زمین ہلا دی کئی ہزار انسان
مارے گئے لڑتا بھڑتا آپ کی طرف آتا ہی دیکھیے وہ برق شمشیر چمکی مرکب طرارے بھرتا ہوا آتا ہی کہ
پکار کر رستم نے آواز دی کہ او شیدائی کافران بچا وار تا بکار ان پر وغالب کہا تجھکو زندہ چھوڑونگا

دیو بوش نے جو رستم کو آتے ہوئے دیکھا گھبرا گیا تخت سے کود سجدے کے واسطے جھکا پکار کر آواز دی کہ
یا خداوند ہفت پیکر یہ کیا آفت برپا ہوئی قیدی چھوٹ گیا اژدہا جھڑتا آتا ہے کئی افسروں کو مار ڈالا کسی کا
ہاتھ توڑ ڈالا یا خداوند جلد مدد کیجئے اتش بعقوبے نے بقہر و غضب تمام آواز دی کہ او بوقلمون جا دیو بوش
کی مدد کر پسر حمزہ کو جلد باندھ کر لا یہ سنکر بوقلمون نے آواز دی ارے کوئی پہلوان حاضر ہو شداد کوہ پیکر
گینڈا جھنجھنا کر سامنے آیا آواز دی کہ غلام حاضر ہے کہا پسر حمزہ کا سر لا یہ سنتے ہی شداد نے چالیس ہزار فوج
ساتھ لی برائے مقابلہ رستم چلا رستم مصروف جنگ ہیں لاش پر لاش گرا دی ہے کہ ایک آواز ہیبتناک
کان میں آئی کہ باش او پسر حمزہ اپنے گھر میں رستم نام رکھ لیا ابدولت کے تو مقابلے میں آ رستم نے مرکب
پھیرا ادھر سے شداد آ بانگا دوزن ہوئے تین قدم مرکب رستم کا اور چھ قدم گینڈا شداد کا ہٹا شداد نے
نیزہ مارا رستم نے نیزہ توڑ کے پھینک دیا شداد نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا
رستم نے تیغ دکھلا کر ان پہ روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر بہ آسانی ہاتھ مارا دیا کہ سپر کٹی خود کٹا سر میں بھی
زخم آیا رستم نے چاہا کہ سر کاٹ لوں شداد نے اہل فوج کو آواز دی کہ یارو پسر حمزہ کو قتل کرو چاہو بخشو جرأت
خداوند ہفت پیکر میری جان بچاؤ تمام فوج والے ٹوٹ پڑے رستم ان چالیس ہزار سے لڑنے لگے کئی
افسروں کو تاک تاک کے مارا شداد نے آواز دی کہ اے شہنشاہ بوقلمون اور فوج بھیجیئے یہ سنکر آواز دی
کہ جا کر شداد کی شرکت کرو تین لاکھ فوج کو جنبش ہوئی یہ اس طرف سے چلے اُدھر اس تین لاکھ کا
سہزاد پیچ کش اکڑتا ہوا سامنے تصویر کے تا دو عرض کی کہ یا خداوند غلام جاتا ہے جا کے پسر حمزہ کا سر لاتا ہوں تصویر سے آواز
آئی کہ اے پہلوان قدرت جلد جاؤ سہزاد جھومتا ہوا چلا یہاں سمک نے جو دیکھا کہ تین لاکھ فوج پاٹ سے اور
آتی ہے بوقلمون بھی تخت پہ سوار ہمراہ ہے گھبرا گیا بے اختیار پکار اٹھا کہ اے کریم کارساز اے بندہ نواز نظم

روے تو باز است چشم انتظارم روز و شب
دیدہ را شایق بہ دیدار تو دارم روز و شب

داغ عشقت بر جگر چون لالہ دارم روز و شب
تازہ می باشد درین گلشن بہارم روز و شب

در غم ہجران تو جان می سپارم روز و شب
ہر دم خود آخرین دم میشمارم روز و شب

مثل برق از سوز عشقت بیقرارم روز و شب
شکل ابر از جوش باطن اشکبارم روز و شب

سر نگون در سجدۂ اخلاص دارم روز و شب
در قیام خاکساری استوارم روز و شب

قبلہ و کعبہ ترا من میشمارم روز و شب
روے از ہر سو فقط سوے تو دارم روز و شب

بیقرارم بیقرارم بیقرارم روز و شب
مثل گردون عمر در گردش گذارم روز و شب

گرچہ از جرم و خطا من شرمسارم روز و شب
لیک از الطاف تو امید دارم روز و شب

دفتر توحید تو چون میشمارم روز و شب
یا الٰہی بر سخن کن کامگارم روز و شب

غم بجور ہنگام غم ای غمگسارم روز و شب
دوست شو در بیکسی ای دوستدارم روز و شب

ہند یا چون با سخن بست بستکارم روز و شب
میرسد امداد پروردگارم روز و شب

رستم کو بھی اس دریاے فوج کو دیکھکر انتشار ہوا دل مین یہی ہر کہ آج ترکِ جان دیجیے یہ سوچ کر
اشک حسرت آنکھون سے بہانے تصویر قاسم کی آنکھون کے نیچے پھری یاد آیا کہ ای رستم اگر اسوقت
قاسم ہوتے تو اشیاے جراٴت اُنکے سپرد کرتے اور کہتے کہ اے نورِ نظر ان اشیا کو احتیاط سے رکھنا
اب جو چاہے سولے یہ کہکے رنجیدہ و کبیدہ طرف فوج بوقلمون نے حکم دیا فوج نے بلوہ کیا اب
رستم اس بلوے مین لڑ رہے ہین کہ یکا یک گرد اڑی اور بوق ترکی کی آواز کان مین آئی کافرون کو
معلوم ہوا کہ صدا سر افیل پھکا گھوڑے الٹ ہونے لگے رستم نے دیکھا کہ شاہزادہ غضنفر بن اسد
بن کرب غازی اسی ہزار دیوانے ساتھ بوق ترکی ہاتھ مین جہان بوق کو دم دیا زمین کانپی
ہاں یہ ہوا کہ دیوانہ آتا ہی صد ہا قریات یہان بھی لوٹ لیے گانون کے گانون ویران پڑے ہین جس
گانون کے قریب پہونچے کہلا بھیجا کہ آج ہماری تمہارے یہان دعوت ہی اگر اُسنے قبول کر لیا اور
سامان لیکر حاضر ہوا تو خیر ورنہ بہانہ سے مال و اسباب لوٹ لیا زمیندار کو پکڑ لائے جنگل مین باندھا اور کہا کہ
سو لمبی اسکی پشت پہ بنا دو اُس وقت زمیندار سمجھ جاتا ہی اگر روپیہ گڑا ہوا ہی تو کھدوا کے منگا دیا اور اگر اسمین بھی
تامل ہوا گرم سیخین پشت پہ رکھدیے گئے زمیندار گھبراتا اور ناچار ہو کر مال کا دینا یہ کہکر کہ جی کے پیچھے ہی
ہر اس طرح سے ہزار ہا قریات غضنفر نے لوٹ لیے اس وقت کسی جانب جاتے تھے علمشاہ کو جو اسی عیبت
مین دیکھا ساتھ بلند پرواز عیار سے کہا کہ بوادہ مراد دیکھو خاور کا باپ قتل ہوا چاہتا ہی جانے
قبلہ و کعبہ فرمایا کرتے ہین کہ فرزندان حمزہ مین اس رومی بچے نے بہت کثرت کی اسکے ہاتھ پانون اچھے
ہین اگر قتل ہو جائیگا تو ناحق جان کو ضرر لاحق ہوگا دیوانون نے کہا ارشاد ہو تو کافرون کو قتل کرین رستم کو
بچا لین حکم ہوا آپ کے پاس لائین یا اُنکے لشکر مین بھیجدین جیسا ارشاد ہو بجا لائین یہ سنتے ہی غضنفر نے
گھوڑا اُٹھایا نعرہ کیا کہ منم غضنفر بن اسد بن کرب غازی نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان جہان حجازی

اسی ہزار جوانون نے گھوڑے بڑھائے تیغ گرد پیچیدہ ہو کر آسمان تک پہونچا دیوانون نے اندھیرے مین
دریاے خون بہا دیا ایک ایک دیوانے نے چو دست ہلاکے تاجدارون کو قتل کیا رستم نے جو نعرۂ
غضنفر کی صدا سنی نہایت خوشی حاصل ہوئی فرمایا میرا دیوانہ آ پہونچا اب اس سے کون لڑسکیگا
کافرون کے سر توڑیگا عیار بھی حقہاے آتشبازی مار رہا ہی تمام میدان معلوم ہوتا تھا کہ آتش بہار
ہوگیا درختون سے آگ گر رہی ہی عرض کرچکا کہ دیوانون کی بے باکی قزاقون کی چالاکی سے سر فسرون
کے زمین پر گرے دریاے خون بہنے لگا ہر طرف صداے فریاد و فریاد بلند ہوئی قریب تھا کہ کافر بھاگ نکلین
بوقلمون جادو نے جو یہ تہلکہ دیکھا بڑھ کر تصویر ہفت پیکر سے عرض کی کہ یا خداوند یہ دیوانہ
مجہول کون ہی اگر حکم ہو شکلین باندھ کر لاؤن یا خندق آب قہر خداوندی مین ڈالدون اور حضور کا
حکم ہو تو بچاؤن کہ اس گنہگار کو جلا دے تب آگ جلائے اگر حکم عدالت خداوند نافذ ہو تو آگ گرمی
نہ دکھائے آبرو دار کہلائے ہر قطرہ گوہر آبدار بنے دشمن کا جگر چھیدے بوقلمون نے جو یہ بڑھکر عرض کی
تصویر سنگی نے منہ کھولا بوقلمون نے دیکھا کہ شعلے بھڑکنے لگے آواز آئی جلد جا گرفتار کرکے پاس ہمارے لا
کہ آتش قہر و غضب مین جلادون بوقلمون چلا چار لاکھ فوج پیچھے نوبت و نقارے بجاتا ہوا سہراب
کرگدن سوار پہلوان آگے بڑھا ہوا شور و ہو کرتا ہوا تیغہ ہاتھ مین تخت پر بوقلمون کے ہاتھ رکھے ہوے
کوہ سے اُترکے بوقلمون نے نعرہ کیا کہ او فرزند سپہ سالار قدرت زیادہ بے ادبی نہ کر یہ کہتا ہوا زبر کوہ
آیا لوگون کو ہٹاتا ہوا سہراب نے نیزہ اٹھایا للکار کر غضنفر کو آواز دی کہ او دغل گھوڑے سے اتر آ
مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہی ایسا نہ ہو کہ تو میرے ہاتھ سے مارا جائے مین چل کر قدرت سے خطا معاف
کرادون غضنفر نے پلٹ کے بہ نگاہ قہر طرف سہراب کے دیکھا آواز دی کہ مین آیا ہوشیار ہو جا
آتے ہی تگاوزن ہوا سہراب نے دیکھا گھوڑا برق جہندہ تیغہ برق تاب پر قبضہ خون کی چھینٹین جسم پر
پڑی ہوئین نشانہ ڈھونڈتا ہوا آگے تگاوزن ہوا چہ قدم کرگدن مست سہراب دو تین قدم گھوڑا غضنفر کا پیچھے ہٹا
بعد نیزہ بازی تلوار چلی غضنفر نے پکار کر کہا کہ ارے اس خود سر کا سر کاٹ لو سہراب سمجھا کہ کوئی حریف
میرے پیچھے آگیا ارے کون کہکے پلٹا جیسے ہی سہراب اس طرف پلٹا غضنفر نے ایک ہاتھ تلوار کا
مارا کہ سر فسر کا زخمی ہوا دوسرا تیغہ شانے پر مارا شانہ بھی زخمی ہوا اب تو غضنفر برس پڑا گیسے کا
سر اڑا دیا اسقدر سہراب زخمی ہوا کہ بھاگا غضنفر نے پیچھا کیا ساری فوج نے دیکھا کہ سہراب بھاگا جاتا ہی اب تو

غضنفر تا دار کھینچے ہوئے عقب میں سہراب کے لڑتا بڑھتا جاتا ہے پلک جھپکانے کا موقع نہیں ملتا کئی
افسروں کو راہ میں غضنفر نے مارا جیسے تو کا پلک کے ہاتھ تلوار کا مارا دو ٹکڑے کیے اس طرح لڑتا جاتا ہے
کہ دیکھنے والے حیران ہیں وہ بے تعریفیں کر رہے ہیں بوقلمون جادو نے جو اس صورت و شوکت
سے غضنفر کو دیکھا قلب کانپا گھبرا کر کہاروں سے کہا کہ تخت ہٹاؤ سامنے اس شیر کے مجکو نہ لیجاؤ سہراب
کرگدن سوار کے ہاتھ سے زخمی ہو کر نکل گیا کانپ گیا اور پیشانی پر پسینہ بھی آگیا فوج والوں کو آواز دی
کہ اے فوج خداوندی سحر کا ہنگامہ دکھا اب تو میدان در سالہ داروں نے سحر کرنا شروع کیا وہ ونا تا
سناتا چلا کر ملازمان غضنفر گھبرا گئے فریاد فریاد کی صدا بلند کی غضنفر نے انگشتر مہر و ماہ کو چمکایا سحر دفع
ہوا غضنفر نے گھوڑا آگے بڑھایا اور نعرہ شیرانہ کیا انگشتر مہر و ماہ چمکاتے ہوئے چلے اس طرح سیکڑوں
پہلوان راہ میں مارے دریا سے خون بہاتا ہوا جاتا ہے بوقلمون نے اٹھا کر گولہ مارا جیسے توپ کے
منھ سے گولہ نکلا طرف غضنفر دیوانے کے چلا آ کے پھٹا لشکر کے کئی ہزار آدمی گرے کئی سو آدمی جل کر
خاک ہوئے غضنفر بیتاب ہو گیا انگشتر چمکاتا ہوا جھپٹا ادھر سے بوقلمون آتا ہے یہ ہنگامہ جو دیکھا
گولے سحر کے پھینکنے لگا جو گولہ پھٹا ایک افسر خاک سیاہ ہوا جب کئی جوان پہلوے غضنفر میں گرے
اور تڑپ تڑپ کے تمام ہوئے گھوڑے کوئل مارے مارے پھرتے ہیں پیدل منھ کے بل گرتے ہیں
غضنفر نے پھر انگشتر کو چمکایا گھوڑے پر بڑی جان کے بجوش و خروش آواز دی کہ او نامردان
بندگان خدا نے کیا لیا ہے مجھ پر سحر کر تو کچھ تاثیر ہو بوقلمون نے تخت بڑھایا قریب غضنفر کے پہونچا
گولہ پھینکا غضنفر نے انگشتر کو چمکایا گولہ باطل ہو کر زمین پر گرا جب کئی گولے بوقلمون نے پھینکے اور
انگشتر چمکی گولے باطل ہوئے غضنفر بڑھتا چلا آتا ہے برابر تخت بوقلمون کے ایک زنگن سیاہ رو دکھا
کہ علم سحر میں پرفن گولہ ایک ہاتھ میں بادشاہ سے کہتی ہوئی کہ میں جا کر اس جوان کو پکڑے لاتی ہوں یہ
کہکر آگے بڑھی آواز دی کہ او طفل بے ادب تو نے ان ساحروں کو مارا کہ جنکا قتل ممکن نہیں میرے
پاس چلا آ میں تجھے چھپا لوں سر پر اپنے لیے لیے تجکو پھروں گی وہ مرتبہ ہو کہ دیکھنے والے رشک کریں مجھے
تجھسے محبت ہوئی ہے گوری گوری کلائیاں پنجہ خورشید نما چہرہ آفتاب عالمتاب لب ہیں دل لیتے ہیں جہات
ظاہر ہے کہ مہرہ اصفہانی کو جنبش ہے قتل عاشقان کی کوشش ہے میں تجکو پڑھ سکھاتی ہوں رکھونگی وہ مرتبہ تیرا
کروں کہ سب رشک کریں خداوندان قسمت میں تجکو جگہ دیں سے بس چلا آ خود ورنہ کر میرے ساتھ چل

غضنفر نے پکار کر آواز دی میں آپ کے حسن و جمال کا خود خواہاں تھا میں پاس آتا ہوں یہ کہہ کے گھوڑا
بڑھایا زنگن بہت خوش ہو کر کیا معشوق لاجواب ملا ہاتھ پھیلاتی ہوئی اشاروں سے بلاتی ہوئی بڑھی جب قریب
غضنفر کے پہونچی ہاتھ بڑھایا غضنفر نے اٹھا ہاتھ تلوار کا مارا کہ زنگن کے دو ٹکڑے ہوئے ایک
غل بلند ہوا اندھیرا ہو گیا آوازیں ہیبتناک آنے لگیں مگر یہ مرنے کی آواز نہیں تھی اندھیرا بڑھتا
جاتا ہے تھوڑی دیر کے بعد روشنی ہوئی دیکھا کہ وہی زنگن جھوم رہی ہے کئی مرتبہ ہاتھ بڑھایا کہ غضنفر کو
پکڑ لوں غضنفر نے توجہ کیا زنگن نے کمر میں ہاتھ ڈالا چاہا کہ پیشانی پر بوسہ دوں غضنفر نے ہاتھ تلوار کا
مارا کہ زنگن کی کمرگاہ پر پڑا کہ دو ٹکڑے ہوئے پھر اندھیرا ہو گیا اب آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سیاہ روے
جادو بود بوقلمون نے جو سیاہ رو کے مرنے کی آواز سنی اپنا گریبان پھاڑ ڈالا کہا بار د غضب ہوا غضنفر کا
غلبہ ہوا فوج کے پاؤں اٹھا چاہتے ہیں یہ کہہ کے تخت ہٹایا غضنفر نے گھوڑا بڑھایا بوقلمون نے
چاہا کہ پر پرواز پیدا کروں اب غضنفر پر سحر نہ کروں نکل جاؤں یہ کہا بازوؤں پر پر پیدا ہوئے تخت سے
اڑا چاہتا ہوا غضنفر نے جو دیکھا کہ یہ نکلا جاتا ہے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر زرنگ خدنگ سفید
سوفار زمرد پیکان عقاب پر بجر کمان میں پیوست کر کے تاک کر سینۂ پر کینہ پر مارا پھرہ پشت کو توڑ کے نکل گیا
لاشہ تھرتھراتا ہوا بادشاہ اقلیم کا زمین پر گرا بوقلمون کا مرنا کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی سنگباری و برفباری
ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بوقلمون جادو بود اب غضنفر بوقلمون کو
مار کر طرف کوہ کے چلا تصویر سنگی جو لگی تھی اس سے آواز پیدا ہوئی کہ پسر حمزہ کو لینا دیوانہ مزاج آتا ہے
جادوانوں نے گھاٹیوں پر روکا مگر یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی کب رکتا ہے گھاٹیوں پہ جادوانوں کو مارا بڑے
بڑے سرہنگوں کو للکارا بڑے بڑے جادوگروں کو مارا گھاٹیوں پر تلوار چلی غضنفر تو بالائے کوہ جاتے
ہیں مگر جس وقت بادشاہ بوقلمون مارا گیا شاہزادہ قاسم و داراب کشورکشا و لندھور بن سعدان
قصر عشرت میں مبہوت بیٹھے ہیں اور معشوقان پری چہرہ جلو میں ناچ ہو رہا ہے عیاران طرار ساز بجاتے ہیں
ہنگامۂ عیش و نشاط تو قصر عشرت میں گرم ہے کہ ایک دھماکا ہوا جلو میں جو معشوقیں بیٹھی تھیں انپر ایک
ایک شعلہ گرا اب جو دیکھا تو کالی کالی بڑھیاں کالے کپڑے پہنے ہوئے بیٹھی ہیں اور یہ نوجوان مانند
قصر کے معشوقوں کو لیے ہوئے جلو میں بیٹھے تھے باہر سرداران صف شکن معشوقان پری چہرہ جلو میں
اختلاط ظاہری و باطنی میں مصروف ناچ ہو رہے ہیں ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے جس وقت

دکھاتا ہوا ان سب کی معشوقون کی صورتین بدلین اپنے کو دیکھا تصویر ہفت پیکر گلے مین بت ہاے سنگی
بازو پر عیارون سے پوچھا کہ ہم کس حال مین ہین عیارون نے عرض کی آپ لوگ صاحبقران سے
جدا ہوے صاحبقران سے مقابلے پڑے ہفت پیکر کو سجدہ کیا یہ سُنکر شیران دشت نبرد اپنے
اپنے مقام سے اُٹھے قیدین توڑکر پھینکدین تلوارین لیکر اُٹھے مرکب ہاے باد رفتار پر سوار ہوسے
لڑتے بھڑتے چلے بعض مقام پر فوجین تھین اُنکو مثایا سوار و پیدلون کو بھگایا کوٹے مال واسباب
سے بھرے تھے وہ لوٹ لیے سلاح سجنگ زر وجواہر جو شی ملی قبضے مین کی تام پر ہفت پیکر کے لعنت کے
جھرا ئے چل رہے ہین اپنے حال زار پر روتے ہین کہ مقام افسوس ہی کہ اپنے آقا سے جاکر لڑے
سمک نے قاسم سے ذکر کیا کہ آپ سے اور آپ کے دادا جان سے مقابلہ پڑگیا قید ہو گئے تھے
عیاری سے خواجہ کی چھوٹے اب پھر اپنے مقام پر فروکش ہین قاسم نے بہت اپنے کو نفرین کی
ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہفت پیکر کو مار ینگے جہان ملے اُنکو مثا ئینگے ملعون کو خاک مین ملا ئینگے
قریون پر زمینداروں نے نکل کر روکا یہ شیر زمینداروں کے روکنے کے تھے ہنگامے ڈالدیے
زمینداروں کو مارا اُنکے ساتھ والون کو للکارا گانوُن کو پھونک دیا اُنکے ہمراہیون کو قتل کرڈالا
عیارون کو آگے روانہ کیا کہ بڑھکر خبر لاؤ عیار بڑھے دور سے دیکھا کہ ایک پہاڑ ہزار ہا طرح کے
اُسمین رنگ ہین کوئی رنگ ایسا نہین کہ جو نہ موجود ہو اُسپر ایک تصویر پتھر کی چج رہی ہی اور
رستم کو زیر کوہ ہزارون ساحر وغیر ساحر گھیرے ہین ہر مرتبہ تلوار دیتے ہین کہ یا روجم کر لڑو اور بر سر کوہ
غضنفر پہونچ گیا ہی دریاے خون بہا دیا ہزار ہا لاشہ گرد پڑا ہی غضنفر لڑتا ہوا جاتا ہی سب دیوانون
نے سر اپنے علم پر غضنفر کے رکھے ہین جو فعل غضنفر نے کیا سب موجود ہین چاہتے ہین اُس تصویر
کے پاس پہونچین سپاہی نہین پہونچنے دیتے پرے جمے ہوے ہین غضنفر پر اور ہمراہیان غضنفر پر
تیر پڑ رہے ہین مگر جوانان شیر دل غازی ومجاہد عامل وکامل قبضے تلوارون کے ہاتھ مین جمے
ہوے جب حملہ کرتے ہین ایک آفت برپا ہوتی ہی بشکل جاروب کشی ہونے دیتے ہین نام پر ہفت پیکر
کے جان دینے پر آمادہ اعتقاد فرزندی اپنے طریقے سے زیادہ بہوت لڑ رہے ہین عیارون نے
دریافت کیا آکے شاہزادون کو خبر دی واراب نوہ کرکے گرا قاسم بھی آگر برابر پہونچے لندھور
نے برابر گرز کو گردش دی چار چار اور چھ چھ کے بیچے گرز مین لپٹے ہوے سفرہا دخان دار شیون

بیٹھے دونون بیٹے لندھور کے جھول پکڑے ہوئے ہاتھی کی جھوم رہے ہین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین
ان تینون جوانون کے آنے سے رستم کو بڑی تقویت ہوئی روح کو راحت قلب کو قوت ہر ایک کا یہی قول ہی
کہ اس ہفت پیکر شعبدہ باز نے ہمین آقا سے رنجیدہ کرایا انشاء اللہ آج تصویر سنگی کو توڑ کر پھینک دینگے
ساتھ والے جواب دیتے ہین کہ علداری کو اس ہفت پیکر کی بڑی وسعت ہی سات پہاڑون پر اسکا ظہور
ہی بڑا کوئی کافر مغرور ہی خدا اسکے شعبدے سے بچائے دیکھین انجام کیا ہو اس تردد مین تھے شیر لڑ رہے
ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے کہ شاہزادہ نقد روح دردان قاسم عالیشان ایرج نوجوان کرہ
بن اسقر پر سوار سردار پشت پر نیلم و فیلم زنگی او جان دغوجان دریا باری و میعاد و عاد رشاب
دراز گردن شیرانہ جھومتا ہوا جسکو پایا پکڑا پھر کر پھینک دیا جادوگرون کو تنگ کر دیا بھاگے پھرتے ہین
اب یہ شیر جو آگئے سردارون کی کمر مضبوط ہو گئی اب کیا عذر ہی لڑائی کو فتح کرو تصویر توڑ دو نام
ہفت پیکر مٹا دو اس خیال مین بصد جوش و خروش مصروف جنگ ہین جنگ سے ان شیران دشت نبرد
کی کافر تنگ ہین یہی چاہتے ہین کہ جان بچائین بھاگ جائین مگر غیرت مین لڑ رہے ہین کہ پھر گرد اڑی
کہ دیکھا سب نے گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان طہماس چلو مین شبرنگ بن عمرو عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے شاہزادہ
نور الدہر آکر پہونچے نعرہ کر کے گرے سرداران نامی و پہلوانان گرامی مصروف جنگ ہوئے اب کوہ
سے فوجین نیچے بھی آنے لگین لاکھون آدمی چلا آتا ہی جب تصویر نے آواز دی کہ اے بندگان من
چاہیے کہ مسلمانون کو امان نہ دو بالائے کوہ سے تا زیر کوہ ہر وار مین ہزارہا سر گر رہے ہین بیحیا
جانبازی مین مصروف ہین جب تصویر آواز دیتی ہی ہر نخل سے شاخ نخل سے برگ گل سے ہزارہا
بندگان خدا مثل سپاہیون کے پیدا ہوتے ہین آکر مصروف جنگ ہوتے ہین لاکھون آدمی نخلستان
سے پیدا ہوئے کچھ مارے گئے کچھ لڑ رہے ہین نور الدہر مصروف جنگ تھے جس وقت سے نور الدہر آکر
پہونچے پہاڑ سے سات لاکھ فوج زیر کوہ آئی وہ جم کر تلوار چلی کہ زبان تیر اور گلوے عمود سے صدائے
احسنت و آفرین بلند تھی نیزے سرو قد برائے تعظیم مردان عالم اٹھے ہر طرف سے صدائے الامان الامان
بلند ہی ہر ایک کافر دردمند ہی تصویر کا یہی شیوہ ہی کہ آواز دیتی ہی کہ اے بندگان من کہان چھپے ہو جلد
آؤ ان سرکشون کو آکر مٹاؤ اگر آج کی لڑائی کو فتح کر لیا کبھی کوئی مسلمان پھر قصد لشکر کشی نہ کریگا جب

اس طرح تصویر آواز دیتی ہی اور فوجین صحرا سے پیدا ہونے لگتی ہین سرداران شیر دل مصروف جنگ
ہوتے ہین انھین شیرون کے کلیجے ہین کہ آمد کو ان فوجون کی روک رہے ہین اور فوجین چلی آتی ہین
نور الدہر نے شبرنگ سے کہا کہ ای برادر تم دیکھ رہے ہو کس زور وشور سے مقابلہ ہو رہا ہی کیونکر تیغ لے
یہ فوجین کہان سے آتی ہین جاکے مقام روکا جائے ہم جاکے وہان روکین وہان سے آئیں شبرنگ نے
کہا کہ مین جاکر دریافت کرتا ہون یہ کہکر شبرنگ گیا تھوڑی دیر مین ہانپتا کانپتا آیا عرض کی کہ ای شہزادہ
صحرا مین ایک احاطہ ہی خام جسمین ہزارہا بلکہ لاکھون بانسون کی کھپاچ کے پتلے بنے ہوئے رکھے ہین
ایک طرف اس احاطے کے قصر ہی اسمین سے دو جوان باہر آتے ہین اُن پتلون پر پانی چھڑکتے ہین
سوار پیدل بنکر یہان آتے ہین تانتا بندھا ہوا ہی ہر مرتبہ دس ہزار بیس ہزار آجاتے ہین یہ سپاہی
اصلی نہین ہین بانس کی کھپاچون کے پتلے بنے ہوئے ہین یہ سنکر نور الدہر نے سر جھکایا سامنے سے دیکھا کہ
ایرج لڑتا ہوا آتا ہی ہمراہ رکاب شاپور شیر دل شاہزادہ نور الدہر نے شاپور سے یہ معرکہ بیان کیا شاپور
نے کہا کہ مین ابھی جاکے فکر کرتا ہون یہ کہتا ہوا شاپور چلا صورت بدلتا ہوا چادر اوڑھے ہوے
لشکر سے نکلا ایک بغل کی آڑ پکڑکے دیکھا کہ قصر صحرا سے دونون شخص نکلے ایک شیشۂ آب دمیدہ پاس ہی
پتلے جو بندھے ہوے احاطے مین رکھے تھے اُنمین سے کوئی پچاس ہزار اُن دونون نے نکالا لاکے
انکا انبار کرنا شروع کیا شیشہ بغل سے نکالا پانی اُن پر چھڑکنے لگے پانی چھڑکتے ہی سوار وپیدل بنکر کھڑے
ہوے تعریف خداوند ہفت پیکر کر رہے ہین سوار وپیدل اُٹھتے جاتے ہین شاپور یہ معاملہ دیکھکر کنارے
ہوا تدبیر مین چلا اور وہ دونون شخص آب شیشہ جسقدر لائے تھے وہ سب صرف کردیا اب چاہتے ہین
کہ قصر مین جائین پہلوے قصر سے رونے کی آواز آئی کہ کوئی بلک بلک کے کہہ رہی ہی یا خداوند ہفت پیکر
ملک الموت کو حکم دیجیے کہ میری روح قبض کرے اب صدمہ ہجر نہین اُٹھتا نہ کوئی جانور درند
آتا ہی کہ ہلو آکر کھا جائے اس کشاکش سے بچائے یہ دونون شخص آپس مین اشارے کرنے لگے
ایک نے کہا کہ چلو چل کر دیکھین کہ یہ کون مصیبت زدہ ہی یہ کہکے قریب سے قصر کے پہنچے دور سے دیکھا
کہ کوئی عورت سر جھکائے ہوے رو رہی ہی یہ دونون دوڑکر قریب آئے پکارکر آواز دی کہ اے مصیبت زدہ
یہان جنگل مین کیونکر آئی اُس نازنین نے چہرہ کھولا نگاہ جو پڑی تیر مژگان جو کمان خانۂ ابرو مین
لیس تھے دونون کے تودۂ دل پر لب معشوق ہمسایہ یا دونین رشتہ آیا ایک نے ایک پر ہاتھ رکھا کہا بھائی

ہوشیار رہو بعد اسکے دونون نے کہا کہ ای حسین اس صحراے پرآشوب مین تیرا کیونکر گذر ہوا کئی دن
گذرے موت کو کیون خداوند سے مانگتی ہی ہمین اپنا نام نامی و اسم گرامی بتا یہ سنکر وہ نازنین بہت
روئی معلوم ہوتا تھا کہ صدف چشم سے مروارید بے بہا گر رہے ہین دامن سے اشک اُسکے پاک کیے کہا
کہ ای مہ جبین زیادہ نہ رو ایسا نہو کہ دم اُلٹ جائے یہ کہکے بیٹھ گئے اُس مہ جبین نے ہنس کر کہا کہ تم
دونون میرے بڑے ہمدرد ہو یہ سنکر وہ دونون ہنسے مگر دیکھا کہ وہ نازنین رو رو کر اس طرح حال اپنا بیان
کرنے لگی کہ مین فلان تاجر کی بیٹی ہون شوہر میرا بیاہ کے لیجاتا تھا فلان جنگل مین قزاق آگئے اُنھون نے
آکے لوٹنا شروع کیا شوہر سب کے پہلے بھاگا مین نے زیور اُتار کر قزاقون کو دیا قزاق تو چلے گئے مجھے
تین روز اس صحرا مین پھرتے پھرتے گذرے کوئی جانور آکے نکھا گیا یہ کہکر پہلو سے گلابی نکالی تھوڑی انڈیل لی
دونون نے کہا صاحب ہمکو بھی دو نازنین نے کہا کہ اب قلیل باقی ہی اور شراب لاؤ یہ سنکر وہ دونون
دوڑے گئے اور بہت سی شراب لائے سامنے اُس نازنین کے رکھدی اُس نازنین نے جو گلابی اپنے پاس
سے نکالی تھی وہ بھی اُسمین شریک کر دی دو جام لبریز بھر کے دونون کے آگے رکھے کہا
جی چاہے دونون ایک ایک جام پی لو بے اندیشۂ انجام دونون نے گلاس پیے اب نازنین نے
محبت پوچھا کہ تم اس قصر مین یہان کس وجہ سے ہو اور اس قصر مین رہنے کا کیا باعث ہی تم دو ہی ہو
یا اور بھی کوئی ہی دونون نے جواب دیا ہم دو ہی آدمی یہان رہتے ہین قدرت کی طرف سے اشکال
صورت کش یہ تصویرین بنا کر بھجواتا ہی اور آب دمیدۂ سحر ہمارے پاس روانہ کرتا ہی آج تک
اس فوج کو کبھی طلب نہ کیا تھا زیر کوہ بوقلمون مسلمان آگئے جب وہانسے وہ تصویر سنگی آواز
دیتی ہی تب ہم آب دمیدۂ سحر صرف کرتے ہین اور وہان جو جاتا ہی مارا جاتا ہی بلا کی تلوار
چل رہی ہی سی لاکھ فوج ہم روانہ کر چکے پچاس ہزار اور جاتے ہین یہ کہکر وہ دونون گھبرا کے اپنے
مقام سے اُٹھے کہا کہ ہمارے مکان مین چلو وہان تدبیر بتائین دونون اُٹھے اُٹھتے ہی لڑکھڑا کے
گرے نعرہ ہوا کہ منم شاپور شیر دل جیسے ہی دونون کے سر کاٹے وہ پتلے یا تو اُٹھ کر چلے تھے یا گھبرا کر
گرے جلنے لگے جب لاشے اُن دونونکے تڑپے شاپور کو منظور یہ ہوا کہ اب نکل جاؤن زمین شق ہوئی ایک زنگی
پیدا ہوا آواز دی کہ او ناعیار کہان جاتا ہی ہرچند کہ شاپور شیر دل نے چاہا کہ نکل جاؤن اُس زنگی نے
زمین سے نکلتے ہی گردن لی جس زمین سے نکلا اُسی جگہ شاپور کو لیکر غرق زمین ہوا پھر زمین برابر ہو گئی

زنگی شاپور کو لیکر جب غائب ہوا یہان تلوار چل رہی ہو شاہزادہ غضنفر بن اسد پامال کرتا پھرتا ہو جس صف کو درست دیکھا اُسپر جا پڑے اور جو شکست کھاتا ہو طرف صحرا کے بھاگ جاتا ہو تلوار گھمسان کے ساتھ چل رہی ہو یہان تو یہ انتظام ہو مگر صحرا سے جو فوج کی آمد تھی وہ موقوف ہو گئی لڑائی اُسی طرح ہو رہی ہو غضنفر بن اسد نامدار شیرانہ دنگا نہ ورستانہ لڑ رہے ہین پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے لاشون کے انبار لگا دیے دریاے خون بہ نہا ہو گھوڑے دریاے خون مین شناوری کر رہے ہین غضنفر جو بالا سے کوہ پہونچا تصویر سنگی نے آواز دی کہ ای بندگان سن جلد آؤ یا تو جب آواز دیتا تھا فوج پیدا ہوتی تھی یا اب تصویر نے تین آوازین دین فوج نہ آئی غضنفر لڑتا بھڑتا قریب تصویر کے پہونچا اور گھوڑے سے کودا طرف تصویر کے چلا تصویر نے بڑے طعن و تشنیع کیے یہ بھی کہا کہ تیرے نانا کی مدد پر وہ قاف مین کی نانا کو تیرے عفریت پر غالب کرایا سمندون سے لڑوایا سب جگہ غالب کرایا تمام سرکشان قاف تہ تیغ ہوے ای غضنفر یہاڑ سے اُتر جا یہ شیر بیشہ اسد غازی جوان حجازی کب ڈرتا ہو کئی پہلوانون کو مار کر تصویر کی گردن پر ہاتھ ڈال ار کھ کر کھینچا اور دل کو برجمع کیا کہ ای بدکار اس ظالم سے بچا ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست تصویر پتھر کی بنکر بیٹھا ہو یہ کہہ کے دوبارہ کچھ مارا ہزارہا شعلہ بھڑکا وہ شعلۂ آتش بھڑک کر غضنفر پر گرے غضنفر کب ان شعلون کو ماننا ہو دو تین تھپے ایسے مارے کہ تصویر سنگی اپنے مقام سے ٹوٹ کر گری آواز آئی کہ او نبیرۂ حمزہ تو نے غضب کیا کہ رکن طلسم گرایا مگر کہان جائیگا اب بلا مین پھنسیگا ہماری شفقتون کو یاد کریگا یہ کہکے تصویر چلی آسمان برابر گلنار پیدا ہوا رعد کی چمک اُسمین سے آواز آئی کہ سنم اشکال صورت کش ایک وقتا ہوا کہ زمین کانپی اور ابر سے آواز آئی کہ یا خداوند ہفت پیکران مسلمانون کو آپ کا اعتقاد نہین جو جان لڑ رہے ہین انکے ہم شبیہ مرحمت فرمایے کہ مسلمانون کو آپ کا اعتقاد ہو کہ قدرت کو ہر وقت پیدا کرنے کا اختیار ہو بے ماں باپ کے بھی لڑکا پیدا کر سکتے ہین یہ جو آواز دی زمین کانپی کڑ کڑ کی آوازین بلند ہوئین ناظرین پر واضح ہو کہ چار سو سرداران صاحبقران لڑ رہے ہین کچھ بالا سے کوہ کچھ زیر کوہ جنگ مغلوبہ ہو رہی ہو قاسم اپنے مقام پر بدیع الزمان اپنے مقام پر داراب جہانگیر اپنے مقام پر لڑ رہے ہین لندھور اپنے مقام پر شاہزادہ دیکھتا شیر بیشہ ہیجا بہرام گردین خاقان چین ہاتھ مین تیغہ بر آفتاب عالم جرأت مین جس پر جا پڑے اُسے مٹا یا

پردون کو درہم و برہم کیا دریا خون کے بہائے لیکن اس ابر سے جو آواز مذکور آئی زمین کترائی دیکھا
سب نے کہ ایک جوان سیاہ رو بڑے قد و قامت کا زیر نخل کھڑا جھوم رہا ہے تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین
اسباب تصویر کشی ایک غلام لیے ہوئے پشت پر اور وہ غلام کچھ تصویرین کھینچ بھی رہا ہے تصویرین
کھینچ کھینچ کے زمین پر پھینکتا ہے تصویرین زمین پر گرین اور اُڑ کر طرف صحرا کے غائب ہو گئین تھوڑے
عرصے کے بعد اسی صحرا سے گردین اُڑ رہی ہین آگے آگے سب کے دارائے ہند لندھور بن سعدان
فیل میمونہ پر سوار گرز کاندھے پر دونون بیٹے فرہاد خان وارشیون پریزاد گینڈون پر سوار
لندھور کے ساتھ ہین بھانجے دونون عادل و فاضل گینڈون کو جھکاتے ہوئے تاجداران
ہندوستان ہمراہ دین سے نعرہ ہوا کہ منم دارائے ہند لندھور بن سعدان ابھی خداوند ہفت پیکر
نے مجھے پیدا کیا یہ کہتا ہوا طرف لندھور اصلی کے چلا لندھور اصلی نے گرز اٹھایا دونون مین
گرز چلنے لگے دوسری گرد اڑی قاسم مع سردارون کے قاسم اصلی پر جا پڑے سردارون پر سردار
عیارون سے عیار آپس مین جنگ کر رہے ہین جو سردار انکے ساتھ ہین وہ انکے بھی ساتھ ہین انکے
اور معروف جنگ ہوئے تلوار چلنے لگی اب وہ ایک ساحر سیاہ فام بڑے قد و قامت کا جوان کنارے
پر لشکر کے کھڑا ہوا آواز دے رہا ہے جس سردار کا نام لیکر آواز دی وہ سردار صحرا سے پیدا ہوا
آتے ہی جا پڑا اگر طرز جنگ ہر ایک کا عرض کرون ناظرین ملول ہون مراد یہ ہے کہ سردار پر سردار
جا پڑا کسی کو مین دے دے کر پکار رہا ہے جس سردار کا نام لیکر پکارا صحرا سے وہی پیدا ہوا بدیع الزمان
پر بدیع الزمان جا پڑے ہنگامہ گیر و دار بلند ہے کہین نیزہ چل رہا ہے کہین تڑاقے گردون کے کہین برق
شمشیر کہین کشتی ہو رہی ہے تمام میدان مین جنگ ہو رہی ہے کسی نے پوچھا کہ اے دارائے ہند اس
جنگ کا کیا انجام ہوگا لندھور نے کہا کہ جو خدا چاہیگا وہ ہوگا اتنا جانتے ہین کہ حریف سخت سے
مقابلہ ہے فتح و شکست کا پروردگار کو اختیار ہے یہان زیر کوہ بوقلمون تو یہ رنگ ہے لیکن وو کلمہ
داستان صاحبقران زمان بھی لکھنا منظور ہے ناظرین ملاحظہ فرمائین صاحبقران زمان مقابلے
مین بطلان نیزہ باز کے آتے ہین بطلان طبل جنگی نہین بجاتا ایک دن صاحبقران نے
خواجہ عمر سے فرمایا کہ جا کر دریافت تو کرو کہ مقابلہ کیون نہین کرتا خواجہ یہ سنکر صورت بدل کے
چلے ایک بڑھیا کی صورت بنکر لشکر بطلان مین آئے ایک شخص سے پوچھا کہ بطلان نیزہ باز کہان ہے

لوگون نے پتہ دیا کہ بارگاہ زرنگی مین بیٹھے ہوے صلاح کر رہے ہین خواجہ پھرتے پھراتے بصورت
خدمتگار بارگاہ مین بطلان کی آئے بطلان کو دیکھا کہ مقام صدر پہ بیٹھا ہوا افسرون سے کہ رہا ہے کہ آج
دو پہر رات گئے لشکر صاحبقران پر شبخون مارونگا تم لوگ سب تیار رہنا بدولت دو پہر رات گئے
جب اپنی بارگاہ سے نکلین تو تم سب کو تیار پائین سب اقبال کر رہے ہین خواجہ یہ خبر سنکر بھاگے
یہان امیر بیٹھے ہین کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے سب حال مفصل بیان کیا صاحبقران زمان نے
بھی اپنے لشکر کو تیار رہنے کا حکم دیا کہ آراستہ ہوکر گوشون مین ٹھہرو لشکر تو کمینگاہ مین صاحبقران
منتظر کہ دیکھیے سیاہ رو کب برائے شبخون آتے ہین وہان بطلان نے دو پہر رات گئے لشکر تیار کیا چار
مغول کیے سات لاکھ فوج اُسکے ساتھ ہو چلا یہان امیر با توقیر دو سو سردار مثل عبدالجبار رو
گرتیت سپر گردان ولقمان بن منظر و منظر شاہ یمنی و طوق ہمان گرد و ابو الحجن گردو
مندویل اصفہانی وغیرہ کو لیے بیٹھے ہین انتظار مین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کہ کے خواجہ عمرو
دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ کفار آپہونچے صاحبقران دو سو سردارون کو لیکر درہ کوہ مین جا کر چھپے
یہان کفار آگرے جس خیمے مین پہونچے سردار کو نہ پایا مال رکھا ہوا اسباب تیار رکھے ہوے پائے اٹھا لیے گھوڑے
کھول لیے روپیہ اٹھا اٹھا کے گھوڑون پر لادا ہر طرف لوٹ ہو رہی ہے افسر کہتا بھی ہے کہ باندھ دیا وہ نہ لوٹو
صبح کو اُٹھوا لینا جواب دیتے ہین کہ اے افسر برسون گذرے لڑتے ہوئے کہین سے کچھ نہین پایا فقط تنخواہ
پر بسر اوقات ہوتی ہے آج خزانے پائے کیونکر چھوڑین کمر مین بھی باندھے ہین گھوڑون پر بھی لادے ہین
جب خوب تیار ہو چکے بطلان نے بارگاہ شاہی کو لدوایا رعنائی وزیبائی بارگاہ کی دیکھکر
عاشق ہو گیا کہتا تھا کہ ہم اسی بارگاہ مین بیٹھین گے تب کیفیت ظاہر ہوگی یہ کہکر بارگاہ کو لدوا لیا
اثاثہ لیکر چلا ساتھ والون نے توڑے روپیون کے گھوڑون پر لادے کچھ کمر مین روپیہ باندھا کچھ
جیبون مین بھر لیے ہوے ہین بطلان ساری بارگاہون مین پھر کر بازار چہار طاق بلقیس مین آیا
پھرتے پھرتے جواہرات بازار کا جمع کیا چھکڑون پر لدوایا اور ساتھ والون سے کہا کہ حمزہ بڑا
بادشاہ جلیل ہے ہے بازار مین اسقدر جواہر دستیاب ہوا کہ چھکڑون پر لادا گیا بدولت خود اُسپر ہوا ہین
یہ کہتا ہوا چلا آتا ہے ابھی وہ خزانے دستیاب نہین ہوے کہ جن پر حمزہ کا قبضہ ہے اُس خزانے کو پاؤن
تو دل شاد ہو رہا پھر سے ملک کی آباد ہو سامنے خداوند کے جا کر خزانہ پیش کرونگا قدرت بھی

دیکھیں کہیں کہاں میرا پہلوان خوب خزانہ لایا قدرت بھی خوش ہو جائیں یہ کہتا ہوا لشکر کو جمع کر رہا ہی
جو آتا ہی لوٹ پر اُسکو ناز ہی یہی نقرہ آغاز ہی کہ مسلمانوں نے بڑے بڑے شاہان ہفت اقلیم کو مٹایا
آخر کیا ہاتھ آیا حمزہ نے جو خاص خزانہ اپنے واسطے رکھا ہی اُسکو دیکھنا ہو کہ وہ کس مقام پر ہی اور
نگہبان وہاں کون ہی یہ کہتے ہوے جاتے ہیں کہ صحرا سے گرد اُڑی روے ماہتاب چھپ گیا سب
کافر گھبرانے لگے جملہ سرداران امیر نے چلاکے آواز دی کہ ان بچیاؤں کو لینا نعرہ صاحبقران
کی آواز آئی نعرہ امیر

منم قاتل کافران جہان
پذیرفتہ گنجاب ملعون فرار
گذر چون بجولان گہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
ورانجا جو جاہ وادب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
زتیغم گریزندہ نوشیروان
چو دریا تحر جنگ شد آشکار
جزائر بیاز عدل وانصاف شد
سمندون بہ بخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ نیکنم
چو رفتم بسنجان پئے گیر و دار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شد از جنگ بیدین ذلیل و نزار

اور سب سردار نعرے کرکے
کافروں پر گرے قتل کرنے لگے کفار پر بار اہل اسلام سکبار قتل ہو ہو کر کافر گرنے لگے محبت دنیا
پر سب جان دیتے ہیں مگر مال چھوڑنا گوارا نہیں کرتے تلوار مثل برق چمک رہی ہی شب تیرہ و تار بلند
نعرۂ صاحبقران کی پکار ہر طرف سے یہی صدا بلند ہی کہ بہ بندید و بکشید عین گرمی جنگ میں کافر دن
بسبب شب تاریک ہونے کے بھائی نے بھائی کو قتل کیا باپ نے بیٹے کو مارا چہار طرف سے لڑ رہی
تلوار چل رہی ہی ہزارہا سر مثل کاسۂ گدائی ٹھوکریں کھاتے ہیں نقیب آواز دے رہے ہیں بیت
کاسۂ چینی چہ ای منعم نہ کر اتنا غرور + ہمنے دیکھا ٹھوکریں کھاتے سر فغفور کو + ہر طرف ہنگامے گرم ہیں
لڑتے بھڑتے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا اُس وقت صاحبقران و بطلان سے مقابلہ پڑا گھڑی بھر
نیزہ چلا فن نیزہ میں بطلان کو بڑا ناز تھا صاحبقران نے نیزہ بطلان کا توڑ ڈالا تب
بطلان نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھا صاحبقران سے تلوار چلی امیر نے تیسرے ضرب میں سر اُس
خودسر کا زخمی کیا بطلان سامنے سے زخمی ہوکر بھاگا امیر نے تعاقب کیا اب تو کل فوج کے پاؤن
اُٹھے آگے آگے بطلان پیچھے پیچھے صاحبقران جس مقام پر جاکر بطلان ٹھہرا صاحبقران بھی
وہیں پہونچے پھر مجمع متفرق ہوا مجمع مسلمانان جمع ہوا لڑتے بھڑتے چلے آتے ہیں کئی دن بطلان کو

بھاگ گئے مین گھنڈے ہین قریب ایک قریے کے پہونچے اس حال پریشانی مین جو قریے مین پہونچے وہان
آفاق زور آزما زمیندار رہتا ہی اپنے دنگل پر بیٹھا ہی آٹھ نو سو جوان اسکے رفیق بیٹھے ہین اور
جام چل رہا ہی اُس وقت بطلان جوش وخروش مین سامنے آفاق زمیندار کے پہونچا سلام کیا
آفاق نے بکبر ونخوت پوچھا کہ تم لوگ کون ہو پریشانی کا کیا باعث ہی بطلان رونے لگا کہا کہ
اے زمیندار صاحب اپنی پریشانی کیا بیان کرین خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا کہ بر حمزۂ عرب
چڑھکر جاؤ جا کے شبخون مارا اندھیرے مین شکست کھائی سر زخمی ہوا شکست کھا کے بھاگا آن
لوگون نے پوچھا کیا میسرا دن آج ہملو ہی کر بھاگے ہوے آئے ہین یہ سنکر آفاق اپنے مقام سے اٹھا
کہا حمزہ کہان ہی یہ ذکر تھا کہ گاؤن مین ہنگامہ ہوا مکانون مین آگ لگا دی گاؤن لٹنے لگا جیسے
قزاق صاحبقران کے ساتھ ہین ناظرین کو یاد ہوگا عبد الجبار وعبد القہار تھے بڑے قزاق
تھے کہ مقبل سے خزانہ چھین لیا تھا مقبل کیسا کیسا لڑا انتہا کا معرکہ پڑا آخر مقبل گرفتار ہوا جب
غلامون نے آکر عرض کی تو صاحبقران نے لندھور کو بھیجا لندھور کو بھی اُن لوگون نے پکڑ لیا تھا
جب صاحبقران آئے ہین تب یہ دونون بھائی پکڑے جاتے ہین آگے ہی گھرون مین گھس پڑے
چھپرون مین آگ لگا دی ڈھونڈھ کے تھا جن کو گرفتار کیا غلغلہ ہوکر اسکی پشت پر سولہ کھمبی بناؤ
بطلان آفاق زمیندار کے ساتھ ساتھ آٹھ نو سو رفیق آفاق کے ڈھال پیچھے باندھے ہوے
انکو جیسے سر دن پر اگر کسی مقام پر دو چار اہل اسلام لوٹ رہے تھے آفاق نے جا کر گھیرا وہ لڑے
آخر مارے گئے اب آفاق آگے بڑھا کہتا ہوا کہ مسلمانون کو اسی طرح گھیر گھیر کے مارونگا جو قریے
مین آگئے ہین زندہ بچ کے نہ جانے پائینگے ساتھ والے تلوارین کھینچکر چلے دو چار اہل اسلام کو
جو قتل کیا کہتے ہوے کہ بھائی اہل اسلام کے برابر کوئی جنگ آزمودہ نہین ہی لیکن ہم لوگ ساتھ
آفاق زمیندار کے رہے جنگل مین رہنا کھیت جوتنا کثر تین محنتون کی چڑھی ہو ہین آٹھ پہر مشقت
کرتے ہین تمسے مسلمان کیا لڑسکین گے جو قریے مین آگئے انکو گھیر کر مار لو بچکر جانے نہ پائین اب تو
ساتھ والے دلیر ہین دوڑ دوڑ کے جاتے ہین پھر پلٹ آتے ہین کبھی لڑائی پڑی کبھی نہ پڑی ایک مقام
پر آکر پہونچے صاحبقران آگے بڑھے ہوے جو کسی نے عورتون کو لوٹا اُسے منع کیا اگر کسی مقام پر دو
غریب جمع ہین انکو بچا لیں نے ملکر گھیرا میرے آکر انکو بچا دیا کہا یا روانکے قتل کرنے سے کیا مطلب ہی کہ

آفاق کے کان مین آواز گئی وہین سے نعرہ کیا کہ منم آفاق زمیندار ای مسلمانو بھاگو قریے مین
نہ رہو اگر ماہ دولت کا سامنا ہو گیا تو نہ بچو گے بچہ بھی زندہ نہ چھوڑونگا قتل سے غریبون کے منھ
نہ موڑونگا بلبلاتا ہوا آتا ہے صاحبقران نے آواز دی کہ او گنوار ٹھہر ارے اب جو آفاق کی نگاہ پڑی
آفتاب آسمان عربستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان تیغ بہ ہاتھ مین زعفین تخلیلی کو پیچ و تاب گردہ سپر کا
ہاتھ مین آفاق حیران تجمل و شکوہ دیدار ہوا بطلان صاحبقران کو دیکھکر پیچھے ہٹا آفاق فوراً
جا پڑا خبردار کر کے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے چاہا کہ لپٹ پڑون آفاق بیٹک سے
الگ ہوا فنون سپاہگری مین دخل رکھتا تھا ایک گل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہوا آواز دی کہ یا صاحبقران
آپ بھی اپنا حربہ کیجیے یہ کہکے تیر کشتا کاندھے سے اتارا صاحبقران زبان پر دو تیر مارے امیر نے
پہتے قربان جرات پر ہو دو تیسرا تیر جو مارا صاحبقران نے سینہ سپر کرکے قرولی سے قلم کیا اور
سب تو بھاگے گانون سے نکل گئے امیر آفاق سے لڑتے ہین ترکش کا خالی دیکھ تلوار کھینچے ہوے
جا پہنچے تلوار چلی جب آفاق ہاتھ مارتا ہے صاحبقران تلوار اُٹھا کے ہاتھ روک لیتے ہین آفاق
نے کہا کہ کیون یا صاحبقران روکنے کا کیا باعث امیر نے فرمایا کہ شستگی کی چوٹ اس مقام پر ہے
اگر تمھارا ہاتھ کاٹا تو ہین کیا ہاتھ آئیگا آفاق اس کلمات پر عاشق ہو گیا بڑھ کر قدمبوسی کرون اور
ایک جوان نے ہاتھ مارا امیر نے اُسے بڑھ کر قتل کیا تھا جو صاحبقران کا اُدھر سے آفاق زمیندار
نے ہاتھ مار دیا سر امیر کا زخمی ہوا زخمی ہو کر صاحبقران نے بھی ہاتھ تلوار کا مارا سر آفاق کا بھی زخمی ہوا
ہمراہیان آفاق جو آکر شریک جنگ ہوے بارہ آدمی صاحبقران کے ہاتھ سے مارے گئے
آفاق الامان الامان کہتا ہوا دوڑ پڑا کہا یا صاحبقران رحم کیجیے گنوارون کی کیا مجال کہ جو
آپ سے مقابلہ کرین اور ساتھ والون کو حکم کیا کہ ہٹ جاؤ عمر بھر اُنسے مقابلہ نہ کر سکوگے جنھون نے
نوشیروان کو شکست دی لقا ایسے کو بھگایا باختر پر قبضہ کر لیا اس گانون کی کیا حقیقت ہے پکار کر
آواز دی کہ ای شہریار بطلان بھاگا جاتا ہے غلام سے خطا ہوئی کہ اُسکو نکل جانے دیا پھر وہ نہ ملیگا امیر
نے پلٹ کے دیکھا کہ حقیقت مین بطلان بھاگا جاتا ہے صاحبقران نعرہ کر کے پلٹ پڑے آفاق
نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار زمین قدمبوسی ضرور کرونگا امیر نے کچھ جواب نہ دیا تھا تب مین
بطلان کے چلے بطلان جو قریے سے بھاگا تین کوس چلا تھا کہ آواز ہاے دلیران کان مین آئی

گھبرا کر کہا کہ اے یارو دریافت تو کرو یہ کیسا ہنگامہ معلوم ہوتا ہے لاکھوں آدمی قریب ہیں مرشد کی جادوگروں کے آواز آتی ہے ہر کا سے دوڑے تھوڑی دیر میں پلٹ کے آئے کہا زیر کوہ بوقلموں آفت برپا ہے لاکھوں آدمی قتل ہوا تین شبانہ روز تلوار چلتے ہوئے گذرے ہیں بوقلموں جادو مارا گیا اب تصویر قدرت سے مقابلہ ہے فوجیں صحرا سے آرہی ہیں تصویر خداوندی پر اجماع مسلمانان ہے ہنگامہ عظیم گرم ہے تین دن میں کئی لاکھ کا کشت ہوا یہ سنکر لطلان اسی جانب چلا وہ وقت ہے کہ ہم شبیہ لند حور نے لند حور اصلی کو گرفتار کیا اشکال صورت کش جو ابر سے ظاہر ہوا جوں جوں وہ کم ہو اسکیں سے رہا ہوتے ہیں گھبرائی جاتی ہے نور الدہر کو نور الدہر کے ہم شبیہ نے زیر کر لیا فقط غضنفر اور بدیع الزمان باقی ہیں وہ باعث یہ ہے کہ غضنفر کے پاس نوشیروان کے تخت ہیں اسپ باد پا پر سوار ہیں کمر میں شگاف قبضے میں انگشتر مہر و ماہ ہاتھ میں بدیع الزمان کے پاس نقش دوسحر موجود ہے یہ دونوں شیر تو ایک طور پر جنگ کر رہے ہیں انکے ہم شبیہ جو آکر مصروف جنگ ہوئے اٹھا کے ہم شبیہ کو مارا کہ اسکے اعضا چور ہوئے جب یہ نوبت تھی اسوقت لطلان آکر ہو چکا کہ ہنگامہ گیر و دار بلند ہے لطلان آکر شریک جنگ ہوا کہ نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی ذرہ ہمراہی نعرۂ صاحبقران

گذشتہ سہراب و رستم جبل
یکے تیغ صمصام و نقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر عرب خسرو روزگار
یکے تیغ عقرب بکف ذوالحسام

امیر عرب حمزۂ شیر دل
بحکم خدا بستہ شمشیر جار
تن کافران از جہان پاک کرد

عمرو نے جو پڑھ کر دیکھا دیکھا ایک جوان نے نور الدہر کو اٹھا لیا مگر وہ جوان ہم شبیہ نور الدہر ہے ایرج کو بھی ہم شبیہ ایرج نے اٹھایا ہے فرزندان صاحبقران کی پریشانی چاہتے ہیں کہ جان جائے مگر جرأت میں فرق نہیں ہے خواجہ عمرو نے جو یہ حال پریشان اہل اسلام دیکھا پکار کر آواز دی کہ یا امیر باتوقیر جلد اسم اعظم پڑھیے دیکھیے غضنفر و بدیع الزمان محفوظ ہیں دونوں کے پاس اشیا سے رد سحر موجود ہیں بچ رہے ہیں اور جو لوگ اس سے خالی ہیں وہ گرفتار ہوئے داراب کشورکشا ایسا جوان انکے ہم شبیہ نے انکو اٹھا لیا داراب کے تیور سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جان دینے پر آمادہ ہے کہ ہمکو جادو حریف مار ڈالے زندہ نہ چھوڑے ایرج نے چلا کے اپنے حریف سے کہا کہ تجکو اپنے خداوند ہفت پیکر کی قسم مجھے قتل کر ڈال زندہ نہ چھوڑ کشتی گیر زادے نے ہمکو اس مصیبت میں دیکھ لیا ہے ہمارا مر جانا ہی بہتر ہے مالک

اپنے ہم شبیہ کے آگے ہاتھ جوڑ رہے ہین کہ ہندوستان کے رہنے والون نے ہمکو دیکھ لیا ہمارا
مرجانا ہی بہتر ہی ایسی زندگی سے موت اچھی سب ہر ہر شخص کا یہی قول ہی کہ ہمکو قتل کر ڈال زندگی
بیکار ہی بعض ہنست وخوشامد کر رہے ہین بعض بدمزاج اپنے حریف کو گالیان دے رہے ہین کہ
ہمین قتل کر ڈال اب زندہ رہنا منظور نہین چنے اپنے ہم شبیہون سے سب کے مقابلے پڑے ہین
جس سے مقابلہ پڑا وہ وہ ہی ہو اتمام میدان مین یہی معرکہ درپیش ہی ہر خرد و کلان کو پس وپیش ہی کچھ پرواہ
الالاسے کو وہین کچھ زیر کرہ وہ سا حو سیہ فام کھڑا ہوا دستکین دے رہا ہی دمبدم یہی کلمات
زبان پر ہین کہ سنو اشکال صورت کش باشیدای مسلمانان آج کتنے بڑی بے ادبیان سرزد ہوئین
بالالاے کوہ جو مقام ظہور خداوندی ہی اُسپر تلوار چلے دریا ے خون بہے ہماری عقل مین نہین آتا کہ
قدرت نے کیا عنایت صرف کی یہ جو اصلی بندے ہین اگر وہ کوئی بے ادبی اسکی چاہیں بھی کرتے
سنگ سیاہ بنا دیے جاتے امان نہ پاتے مگر اب تم ہی نمونۂ قہر خداوندی معلوم ہوتا ہی ابر سیاہ
ظاہر ہو رہے ہین اب عذاب خداوندی سے بچنا دشوار ہی جب یہ لشکر غل مچاتا ہی کشتی کے
ہنگامے کا شور ہو جاتا ہی سوار کے پاس سے سوار پیدا ہوتا ہی پیدل کے پاس سے پیدل للکارا
اور جا پڑا کشتی ہونے لگی زیر کیا اور سے بھاگا یہ سرداران زبردست مثل بدیع الزمان
و نورالدہر و ایرج جنگ مین مصروف ہین کشتی ہو رہی ہی لیکن غلبہ ہم شبیہ کا ظاہر ہی جب
پکڑ لاتا ہی دو دو گھڑی رگڑتا ہی اگر یہ پکڑ لاے فوراً تڑپ کے نکل گیا عمرو کو ان حالات پر بہت
حیرت ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ شیران دشت نبردیون عاجز ہو رہے ہین گتھے الجھے کے لڑ رہے ہین
سیکڑون سردارون نے اپنے ہاتھ سے اپنے جسم پر زخم لگائے چاہتے ہین کہ جان دے دین
لیکن صاحبقران زمان اسم اعظم جو پڑھتے ہوے گئے جدھر سے گذرے اودھر کی زمین ہلا دی
ہم شبیہ بھاگا جب اشکال صورت کش آواز دیتا ہی ایک جوان ہم شبیہ صاحبقران مرکب
سبز چشمی پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا سامنے صاحبقران کے آتا ہی جب امیر اسم اعظم پڑھکے نعرہ
کرتے ہین وہ جوان بھاگ جاتا ہی کئی مرتبہ اس طرح جوان آئے اور سامنے سے صاحبقران
کے بھاگے مقابلہ نہین کرتے ہر مرتبہ گھوڑے کو اڑا کر آتا ہی جوان صاحبقران نے اسم اعظم
پڑھکر نعرہ کیا وہ جوان طرف صحرا کے بھاگ جاتا ہی کئی مرتبہ اشکال نے سحر کرکے صحرا سے

سوار سُبالا نے صاحبقران کے مقابلے مین بھیجے وہ سوار نیزے پھینک کے بھاگے مقابلے مین امیر
کے نہ ٹھہرے آئے اور بھاگ گئے اور سردارون سے مقابلے ہو رہے ہین عین گرمی جنگ ہے اہل اسلام
اپنی جان سے تنگ ہو ہی چاہتے ہین کہ مارڈالے جائین ذلیل نہ ہون اپنے حریف سے مقابلے مین
مصروف ہین عیارون نے جو شاہزادون کو حیران و پریشان دیکھا اپنے حریف سے دب رہے ہین
عیار بیتاب ہوکر دعائین مانگ رہے ہین کہ اے پروردگار ہمارے آقاؤن کو اس آفت سے بچائے نظم

زہے جانان کہ بخشد تازہ جان ہر جسم بیجان را
تجلی زا لب جان بخش سازد آب حیوان را

زہے مہرے کہ شد پرتو فگن از مطلع وحدت
زہے ماہے کہ روشن کرد نورش ماہ عرفان را

زہے سلطان کہ ہر سرکش نہد گردن بفرمانش
زہے حاکم کہ دارد سرنگون گردون گردان را

زہے دلبر کہ لمعان رخش بر اوج محبوبی
کند روشن مہ تابندہ و مہر درخشان را

زہے گلرو کہ آب و تاب رخسار پر انوارش
دہد نشو و نما تازہ بہر موسم گلستان را

زہے خالق کہ در یک لحظہ کرد از امر کن پیدا
زمین و آسمان و عرش و فرش و حور و غلمان را

خداوندے کہ اقلیم خدائی زیر فرمانش
شہنشاہے کہ بخشد تاج سلطانی غلامان را

بہر ملت بمحراب سجودش ماندہ خم گردون
مسیحائی و موسائی دہند و مسلمان را

بیکدم ناتوان را او عطا سازد توانائی
بیک لحظہ بخشد تازہ وسعت تنگدستان را

عیار دعائین مانگ رہے تھے کہ صحرا سے گرداڑی عیار پیدا ہوئے خطورہ زرلعتی ردا تا وہ سفلانی
جسم پر آراستہ میچے ہلاتے ہوئے کمندین اچھالتے ہوئے اپنے ہم پیشہون کے نام لے لیکر پکارتے ہوئے
چلے آتے ہین عیار اپنے ہمصورتون کو دیکھکر بیتاب ہوگئے جابجا چھپنے لگے بعضون نے بڑھکر مقابلہ
کیا حربہ کیا اور اُنے کمند مارکر گرفتار کرلیا پشتارہ باندھا اور لے بھاگا صدہا عیار گرفتار ہوئے بعض
پشتارون مین بندھے ہوئے دوش پر اپنے ہمصورت کے لدے ہوئے اپنے آقاؤن کا نام لیکر پکارتے
ہین کہ غلام گرفتار ہوئے بیکس و بیبس ہین ان دشمنون کے ہاتھ سے ہمین بچائیے سردار گھوڑے
دوڑا کر چاہتے ہین انکو گرفتار کرین عیار تو برق جہندہ ہین مثل بجلی کے سامنے سے تڑپ کے نکل گئے
سردار پلٹا تھا کہ اُنکے بھی ہمصورت نے آکر گھیرا اب مصیبت مین گرفتار ہین عیار کٹے گئے صحرا مین
دشمن دوڑے پھرتے ہین ہنا حریف اپنے سے زیر نہین ہوتا اپنی بوٹیان کاٹتے ہین چاہتے ہین کہ اپنا

گلا کاٹیں فرزندان صاحبقران و سرداران امیر تو تیغ شیرانہ جان دینے پر مصروف ہیں چاہتے ہیں کہ
جان جائے بات میں فرق نہ آئے ارادہ کرتے ہیں کہ اپنا سر کاٹ کر خود حریف کو دے دیں آبرو بچے
ہر طرف یہی ہنگامہ ہے ہر جانب سے کافرون کا زور ہے از خار خون بہتا ہوا لڑ رہے ہیں یہی پس و پیش
ہے کہ دیکھیں آج کیونکر جان بچتی ہے جب ظالمون سے مقابلہ ہے بڑے شعبدہ باز جمع ہیں دیکھیے اپنے
کیونکر جان بچتی ہے خواجہ عمرو صاحبقران کو پکارتے ہوئے آتے ہیں کہ ای آقائے نامدار و ای مولائے
قدرشناس کافرون نے بلوہ کیا ہے اسم اعظم سے ہوشیار رہیے گا ایسا نہ ہو کہ اسم اعظم بند کرلیں اسم اعظم
پڑھے جائیے آپ دیکھتے ہیں کہ کیا رنگ ہے اس صحرا کا ہر نخل آمادہ جنگ ہے دیکھیے تو شاخہائے درخت
ہیں خم ہے گویا کمان کیانی آمادہ ظلم و ستم ہے صاحبقران جواب دیتے ہیں کہ خواجہ اسم اعظم کا ورد ہے
یہ کہتے ہوئے صاحبقران طرف اشکال صورت کش کے چلے بطلان نیزہ دار لڑتا ہوا سامنے
اسی سامنے آیا کہا کہ کیون ای مقبول بارگاہ ■ خداوند ہفت پیکر یہ کیا معرکہ ہے جو نخل اور سردارون کے
واسطے ہیں وہ حمزہ کے ساتھ کیون نہیں ہوتے یہ سنکر اشکال صورت کش نے بطلان کو قریب بلایا
اسمائے سحر پڑھے بیا نکے پڑھ کے بازوون پر پڑھ کے ہاتھ رکھا خوب سحر اسکے ہاتھ پاؤن پر پڑھا کہا
جا کر حمزہ سے مقابلہ کر بطلان نیزہ ہلاتا ہوا قریب صاحبقران آیا للکارتا ہوا کہ باش او حمزہ میں
تیرے مقابلہ کو آتا ہوں تیری سرکشی مٹاتا ہوں صاحبقران حال سردارون اور فرزندون کا دیکھ کر
نہایت رنجیدہ و کبیدہ ہو رہے ہیں سیکڑون سردار گرفتار ہوئے نور الدہر زیر ہوئے ایرج بھی زیر ہوئے
تو ریج بن بدیع الزمان بھی زیر ہوا ایسے فرزند دلبند کہ جو صف شکن تیغ زن ہمیشہ لڑائیون میں سرفراز ہے
وہ اس طرح زیر ہو جائیں کیا قلب پر قلق ہے بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہیں کہ فرزندون پر یہ گذری کہ
ایک طرف سے آواز آئی او حمزہ تیری گرفتاری کو آتا ہوں صاحبقران نے پلٹ کے دیکھا کہ
بطلان نیزہ باز جھومتا ہوا آتا ہے امیر نے گھوڑا اس طرف بڑھایا بطلان نے آکر نیزہ مارا صاحبقران
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا مگر امیر اسم اعظم پڑھے جاتے ہیں حرز ہیکل گلے میں ہے نخل بچا نہ سکے
انکو الگ جنبش ہی سحر کے مٹانے کی کوشش ہی آکر بطلان نے جو نیزہ مارا تھا صاحبقران نے
تیسری چوتھی طعن میں نیزہ کاٹ کر نکالا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا امیر
نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی ■ وار کر کے پلٹا صاحبقران نے اُچھا دے سے ہاتھ نکالا خبردار

خنجر دار کرکے ہاتھ تلوار کا مارا لطلان نے اپنے کو دامن سپر میں چھپایا مگر تیغہ عقرب جو آکر پڑا سپر کے
دو ٹکڑے ہوئے وہاں سے تلوار جو گری سر پر پڑی جگر گاہ تک تلوار نے کاٹا لہرا کر لاشہ لطلان کا گرا
چہار طرف سے فوج نے بلوہ کیا صاحبقران تلوار پکڑ کے جا پڑے فوج سے لڑائی پڑی کئی پہلوانوں
کو مارا لیکن یہ احسان ہے پروردگار کا کہ ایک طور پر لڑ رہے ہیں جیسے ٹوکا اٹھے مارا اسم اعظم پڑھتے
ہیں لیکن اشکال صورت کش سے لوگ پوچھتے ہیں کہ اصلی طلسم کشا کون صاحب ہیں اشکال صورت کش
طرف صاحبقران کے اشارہ کرتا ہے کہنے والے کہتے ہیں کہ یہ اصلی طلسم کشا نہیں ہے یہ سنکر اشکال نے
سر جھکا لیا کہ دیکھا رستم لڑتے ہوئے آتے ہیں اشکال نے اشارہ کرکے کہا کہ یہ طلسم کشا ہے اصلی
ہے اور کئی صورتیں رستم کی بنائیں کہا آرزو یہ ہے کہ رستم کو گرفتار کروں اور قید خانۂ طلسمی میں
بھیجوں شب ل کو فوت ہوا اب اس وقت لوگوں نے بہلوایا اشکال صورت کش سے عرض کی کہ
حمزہ کا کوئی ہم ہنر نہیں یہ سنتے ہی اشکال نے کئی پہلوانوں کو اشارہ کیا کہ رستم کو پکڑ لاؤ رستم
کے ہاتھ میں تیغہ یکپیتان علم ہے سات سو من کا تیغہ جس پر پڑا اسکے دو ٹکڑے ہوئے کئی پہلوانوں کو
مار کھائے بڑے بڑے ساحروں کو دیکھا رستم تو شیرانہ لڑتے ہوئے آتے ہیں ایک جوان زنگی نے
پکار کر کہا کہ او اشکال دیکھو رستم آتے ہیں اشکال نے کہا کہ پسر حمزہ کی تلوار چھین لے زنگی
بل کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا آواز دی کہ او پسر حمزہ تلوار ہمیں دے علشاہ تیغہ چمکا کر جا پڑے
زنگی نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے علشاہ نے وار اسکے روکے ایک ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ زنگی کے
دو ٹکڑے ہوئے اب تو چہار جانب سے رستم پر بلوہ ہوا آسمان سے آواز آئی کہ اے اشکال صورت کش
اور تنے سحر کر یہ سحر تیرے کام نہیں کرتے اشکال نے جھولی کاندھے سے اتاری اقسام نادرہ
نکالے اُس سے سحر کرنا شروع کیے رستم پر آگ برسنے لگی صاحبقران نے جو دور سے دیکھا
کہ ایک دریا پانی کا جوش مارتا ہوا آتا ہے صاحبقران نے بڑھ کر اسم اعظم پڑھا دریا
غوطہ مار کر غائب ہوا اشکال نے طرف آسمان کے ایک گولہ مارا ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی
کرتے ہوئے گرد رستم کے آ گئے انکی زمزمہ سرائی سے ہاتھ پاؤں میں رستم کے رعشہ آیا امیر نے
گھوڑا دوڑایا اشکال صورت کش نے آواز دی کہ حمزہ پاس اپنے فرزند کے نہ جانے پائے
جادوگروں نے بڑھ کر صاحبقران کو روکا صاحبقران نے کئی ساحر قتل کیے قتل کرکے برابر

رستم کے پہونچے حرز ہیکل کا عکس ڈالا رستم اسی طرح جوشان وخروشان سامنے اشکال کے پہونچے
اشکال صورت کش نے ایک ساحر واسطے مقابلے رستم کے بھیجا رستم نے بڑھ کر ہاتھ تیغہ
کپیتان کا مارا اُس ساحر فرستادہ اشکال کے دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا ہو گیا سنگباری و برفباری
بے انتہا ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سیاہ جادو بود اشکال صورت کش
نے کئی ساحر برائے گرفتاری رستم بھیجے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کے اُن ساحرون کو مارا کہ
ایک طرف سے لینا لینا کی صدا بلند ہوئی کئی لاکھ جادوگر بیچ مین آگئے رستم الگ ہوئے صاحبقران
دور گئے ہر مرتبہ رستم آواز دیتے ہین کہ ای سمک قبلہ وکعبہ کی آواز نہین آتی سمک عرض کرتا ہی
کہ صاحبقران دور ہین بیچ مین فوجین آگئین علمشاہ مجبور ہو کر معروف جنگ ہوئے
اشکال صورت کش دور سے دیکھ رہا ہی ایک جانب معروف سحر خوانی ہی جس مقام پہ سردار کو
دیکھتا ہی ہمصورت کو بھیج کر گرفتار کراتا ہی اُس ہمصورت نے جسکو گرفتار کیا بالاے کوہ لایا جہان پہ
تصویر غضنفر نے توڑی ہی اُسی مقام پر لاکر سردار کو ڈال دیا نور الدہر و ایرج و داراب و
خورشید سب گرفتار ہو کر اُسی مقام پہ پہونچے صاحبقران فرزندون کو دیکھکر طرف پہاڑ کے چلے
راہ مین جس ساحر نے روکا اُسکو مارا کئی مرتبہ اشکال صورت کش نے دستک دی اور پکار
اُٹھا کہ ای خداوند ہفت پیکر ان مسلمانون سے بچانا ایک ایک انمین بلاے روزگار ہی بجلی
بھی فوجون نے بڑھ بڑھ کر روکا کہ صاحبقران کو بالاے کوہ نہ جانے دین امیر لڑنے لگے
ہر مقام پر تلوار چلی صاحبقران نے کئی سو ساحر مارے گھاٹیان پہاڑ کی صاف ہوئین طی
کرتے ہوئے صاحبقران بالاے کوہ چلے یہان وہ وقت ہی کہ جو سردار گرفتار ہو کے آئے
ہین اُنکے گرد ساحرون کا اجماع ہی اب ساحرون نے صاحبقران کی جانب رخ کیا امیر نعرہ
کر کے لڑنے لگے ناظرین پر واضح ہو کہ بوقلمون جادو جو مارا گیا ناظرین کو خبر ہی کہ اسکے مرنے
سے قاسم وغیرہ نے رہائی پائی اُسکے عزیز وار چاہتے ہین کہ صاحبقران کو قتل کرین انتہا کا
پہاڑ پہ بلوا ہی لیکن جسنے نعرہ کیا ہی کہ منم اشکال صورت کش بلاے روزگار ساحر ہی اسی فکر
مین پیر رہا ہی کہ کیون دیر ہو گئی کہ حمزہ گرفتار نہین ہوتا یا خداوند کوئی تدبیر غلام کو بتائیے کہ
غلام سب کا خاتمہ کرے آسمان سے آواز آئی ہی کہ ای بندۂ خاص لکا مین کل امورات وقت پہ

موقوف ہین قدرت بھی کارسازی مین مصروف ہین کہ صاحبقران نے دیکھا ایک جانب غضنفر بھم
اسد مشغول رہا ہی مگر پریشان آنکھون مین آنسو بھرے ہوے نہایت ہی بیقرار ہی کہ سردار سب ساتھ
کے گرفتار ہو گئے قضا کے کا ماشکال صورت کش کے نعرے کی آواز آئی کہ ای ساحران غدار
مسلمانون کو پکڑ لو آج تین دن تین راتین گذر چکی ہین بوقلمون جادو کا مارا جانا بہت شاق ہوا
ہی دل چاہتا ہی کہ ان سب مسلمانون کو مٹاؤن انکو زندہ چھوڑ کر میدان سے خدمت خداوند ہفت پیکر
مین نہ جاؤن یہ کہکے پھر آواز دی ساحرون نے امیر د غضنفر پر بلوہ کیا غضنفر نے ایک گرگدن
سوار کو مارا اُسکے ساتھ ایک جوان تھا اُسے غضنفر پر ہاتھ تلوار کا مارا تلوار کا ہاتھ ایسا کا غضنفر کو
بہت ناگوار ہوا یا تو گھوڑے پر سوار تھے یا گھوڑے سے کود کر اُس شخص کے پیچھے دوڑے صاحبقران
بھی کوہ پر آ چکے ہین مگر غضنفر سے دور رہے ہین غضنفر جو اُس جوان کے پیچھے دوڑا بڑھ کر
ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے مار کر اُسکو غضنفر نے چاہا پلٹین کہ رونے کی آواز آئی کہ ای
فرزند ہم تو تم سے رخصت ہوتے ہین غضنفر نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ اسد نامدار کلیجے پر ہاتھ رکھے
کھڑے ہین غضنفر نے پکار کر پوچھا کہ کیون قبلہ و کعبہ خیر تو ہی اسد غازی نے جواب دیا کہ ای
نور نظر اشکال صورت کش بلا کا ساحر ہی علم نیرنگ و شعبدے سے ماہر ہی اُسنے سحر کر دیا کہ کلیجے
مین درد ہی روح قالب سے نکلا جاتی ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی پسینہ چلا آتا ہی باپ کا حال
غضنفر دیکھکے بیقرار ہوا دوڑا کہا کہ قبلہ و کعبہ یہ انگشتر مہر و ماہ موجود ہی اسکو سینے پر رکھے تسکین
حاصل ہوگی اسد غازی نے ہاتھ بڑھایا غضنفر نے انگشتری اُتاری اسد کے ہاتھ مین دی
کہا اسکو سینے پر رکھے گا اسد نے انگوٹھی کو لیکر سینے پر رکھا کہا ای نور نظر تیغہ رومین شگاف
بھی مجکو دو تو دل کو تسکین ہو غضنفر نے جلد اپنا فخر و سعادت جانکر تیغہ بھی ہاتھ مین اسد
کے دیا بس تیغے کا ہاتھ مین لینا تھا کہ اسد نقلی نے نعرہ کیا کہ باش او دیوانے جھول تو نے تو
کلیجے کے ٹکڑے کر دیے دو دو ساحر تیرے ہاتھ سے مارے گئے کہ جنکا مثل نہین تھا یہ کہکے
دو ہتھڑ مارا کہ غضنفر بھی لڑکھڑا کے گرے ساحرون نے گرفتار کر لیا اسپ باد پا و تیغہ
رومین شگاف و انگشتر مہر و ماہ قبضے مین کیے اب ساحرون کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو کسی صورت
سے پکڑ لو دیکھو کن کن لوگون کو مین نے گرفتار کیا اب حمزہ پر بھی اِسی طور سے بلوہ کرو

کہ حمزہ گھبرائے اسم اعظم بند ہو حرز ہیکل ہمارے قبضے مین آئے صاحبقران گھاٹیون پر لڑ رہے ہین
کہ کان مین آواز پہونچی سر اُٹھا کے دیکھا کہ غضنفر کو گرفتار کرکے لوگ لیے جاتے ہین انگشتر رتیغہ
رومین شگاف واسپ باد پا ساحرون نے اپنے قبضے مین کیا صاحبقران نے جو یہ معرکہ دیکھا
سر پیٹ لیا فرمایا خدا مالک ہی جو اُسکے نزدیک مناسب ہو وہی بہتر ہو یہ کہتے ہوے بڑھے منظور یہ ہو کہ
غضنفر کو رہا کرون اسکے تحفہ جات نہ جانے پائین جو ساحر تحفہ جات لیے جاتا تھا اُسکی جانب چلے
اُسنے آواز دی کہ ای سنگ ہاے کوہ بوقلمون مجھے حمزہ کے ہاتھ سے بچاؤ یہ کہکے دونون پاؤن ہاے
اور غرق زمین ہو گیا اشکال نے گرز مارا صاحبقران پر آگ برسنے لگی امیر با توقیر نے اسم اعظم پڑھا
آگ دفع ہوئی امیر نے اشکال کو نہ پایا ہزارون جادوگرون نے بڑھکر گھیرا ہی چاہتے ہین لپٹ جائین
حرز ہیکل گلوے اقدس سے اُتار لین مگر صاحبقران اس بطف سے لڑ رہے ہین کہ کسی کو اپنے
قریب نہین آنے دیتے جو قریب آیا وہ مارا گیا صدہا جادوگر مر کر اس مقام پہ گرے ہزارہا جادوگرون نے
قصد لینے حرز ہیکل کا کیا مگر نہ ہو سکا صاحبقران نے لاشون کے انبار کر دیے خون کا دریا بہا دیا
جمے ہوے لڑ رہے ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای آقاے نامدار غلام کو بچائیے امیر نے
پلٹ کر عمرو کو دیکھا کہ گرد شعلہ آتش گھیرے ہین اور عمرو پسینے پسینے پیلچے بر ہاتھ رکھے پکار رہا ہی
کہ غلام کا خاتمہ ہوا چاہتا ہی صاحبقران دوڑے آگ کو گرد عمرو کے دم بدم ترقی ہی امیر
دوڑکر قریب پہونچے فرمایا ای یار وفادار و ای مونس غمگسار نہ گھبرانا مین آ پہونچا یہ کہکے جست کرتے
ہوے صاحبقران جوش محبت عمرو مین دوڑے ہوے جاتے ہین جو ساحر راہ مین ملا آسے
سحر کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکے اُسے مارا چاہتے ہین برابر اپنے دوست کے پہونچون حرز ہیکل
پہونچے عمرو نے کہا حرز ہیکل مجھے دیجیے کہ مین قلب پر رکھون دل ٹھہرے صاحبقران نے حرز ہیکل
گلے سے اُتاری اور کہا کہ ای یار وفادار یہ حرز ہیکل حاضر ہی اور ای عمرو تیری خیر خواہیان
یاد ہین اگر تو صحبت مین نہ ہو تو وہ صحبت بے نمک ہی لطف صحبت تمھارے ہونے سے ہی یہ کہکے
حرز ہیکل کو عمرو کے ہاتھ مین دیا کہا اب خواجہ کی خیر ہوئی اشکال صورت کش نے جو دور سے
دیکھا کہ حرز ہیکل امیر سے لے لی گئی جست کرکے سامنے صاحبقران کے آیا آتے کے ساتھ ہی آواز دی
کہ او حمزہ اب کہان جاتا ہی یہ کہکے مشتی سے ایک طائر چھوڑا اُسنے گرد صاحبقران چرخ مارا

اُس جلدی مین صاحبقران نے تربان سے کمان ترکش سے تیر لیکر بتعجیل تمام اشکال کوتا کا سینہ
پر کینہ تاک کر تیر مارا بقدرت پروردگار تیر سینہ پر پڑا توڑ کر مہرہ پشت کو پار گذرا لاشہ اسکا چرخ کھا کر
زمین پر گرا وہ جو ساحر غضنفر کو لیکر چلے تھے مرتے ہی اشکال کے منھ کے بل گرے آسمان پر
اندھیرا چھا گیا اس زور سے ابر تیرہ و تار اٹھا کہ تمام میدان کوہستان سیاہ ہو گیا اپنا ہاتھ اپنے کو
آپ نہ معلوم ہوتا تھا اسقدر غبار اُڑا کہ سنگباری و برفباری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی
کہ کُشتی مرا نام من اشکال صورت کش بود اب جو اندھیرا دفع ہوا دیکھا فرزندان صاحبقران و
سرداران پیر و جوان گھوڑون پر سوار سلح دکمل کافرون کو قتل کر رہے ہین ہنگامہ گیر و دار
بلند ہے کفار نہیب شمشیر مردان عالم سے بھاگتے پھرتے ہین سب نے شکریہ صاحبقران ادا کیا
صاحبقران نے فرمایا بڑا ساحر زبردست تھا بادہ کبر و نخوت سے مست تھا ہفت پیکر پرست
تھا لیکن مرنے سے اُسکے اہل اسلام کو بڑا نفع ہوا سب اہل اسلام کے گرفتار کرانے کی تدبیر اسی
ملعون نے کی تھی اسی کے سحر کے پتلے تھے جنھون نے سحر تیار کیا تھا کہ فرزندان صاحبقران کو
پکڑ لین اللہ کی عنایت سے کوئی مجھ تک نہ آسکا غضنفر روتا ہوا سامنے آیا عرض کی کرتا جان
مین تو چھوٹا لیکن تحفہ جات میرے کوئی لے گیا صاحبقران نے فرمایا تھوڑے عرصے مین نذر تھا
حزن کیل مجھے بھی لے گیا اور پہلے تھے اگر تحفہ جات لیے کر بدیع الزمان گھوڑا اڑاتے ہوئے
آئے سلام کیا اور عرض کی کہ غلام کے پاس نقش رد سحر تھا کسی ساحر نے مجھسے لیا مجھے گرفتار
کر کے لیچلا تھا راہ مین بھٹکا گھبرا کے کہتا تھا کہ میرے آقا پر کچھ آفت آئی راہ بھولا پھرتا ہون
کیا ناچار و پریشان ہون یہ باتین وہ کر رہا تھا کہ ایک برق گری وہ شخص جل کر خاک ہوا اور
عرصہ دراز تک اندھیرا رہا بعد اُسکے آواز آئی کہ کُشتی مرا نام من اشکال صورت کش بود نہین معلوم
نقش کہان لے گیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے نور نظر اب واپس ہو یا شمشیر زنی کر جب
یہ مقام فتح ہوگا اُس وقت حال یہان کا کھلیگا اور تحفہ جات بھی ملین گے یہ کہکر صاحبقران
تلوار کھینچ کر کافرون پر جا پڑے ساحرون نے سحر کرنا شروع کیا مغلوبہ اُسی طرح ہونے لگی
عیارون نے مکر شروع کیا عورت بنکر ساحر کے پاس گئے لگا کر گوشے مین بلایا دم دیکر قتل کیا
ادھر صاحبقران عالیشان اسم اعظم پڑھ رہے ہین تیغہ عقرب سلیمانی ہاتھ مین

صدہا کافر واصل جہنم کیے اب اس وقت بارہ منزل کے گرد کے کا جنگل ہر کل مقام پر تلوار چل رہی
ہر دیہات و قریات میں غدر مچا ہر گانون بھک رہے ہیں رعایا کو فرار پر قرار ہر زراعت پامال
جان بچنا محال تحصیلدار اہل کار کہتے ہیں لڑائی پر مرتے ہیں سامان کرکے چلے تھے کہ گانون کی
قرقی کرین راہ میں ساتھ والون نے کہا کہ خدا لڑائی بھی دیکھ لیجیے کہ ایک طرف سے دیکھا کہ دلاور
مسلمان تیغ بکف آکر پہونچے ایک طرف سے ساحر آئے تلوار چلنے لگی زمیندار ان باتون کو نہین
جانتے تلوار لیے پکارتے پھرتے ہین کہ مسلمانون کو پکڑو جس طرف سے گانون والے نکل آئے گئے
گھمسان کے ساتھ تلوار چل رہی ہر ہزارہا جادوگر مارا گیا لاشے تڑپ رہے ہین دریاے خون
صحراے ہولخیز مین جاری ہر صاحبقران حیران و پریشان ہر طرف نگران کوئی قرینہ معلوم
ہوتا حیران ہین کہ یا امیر تحفہ جات لیکر یہ ساحر کہان گئے یہ کہتے ہوے جاتے تھے کہ تحصیلدار
کو آتے ہوئے دیکھا اُدھر سے شاہزادہ جہانگیر آتے تھے آکر کہے تحصیلدار صاحب وغیرہ
مارے گئے سرداروں نے کہا حقیقت میں اب تو تحفہ جات کا ملنا بہت دشوار ہوا امیر اتو قر
فرماتے ہین جو جبرا ساحر نامی و گرامی تھا اسکے مارے جانے سے تمام صحرا کے چمن جلے کوئی
نخل بیوں کا نہین باقی رہا سب جلے صحرا مین سناٹا ہوگیا یہ ذکر تھا کہ ایک واز عجیب آئی
زمین تھرائی اور یہ ثابت ہوا کہ کوئی آسمان سے کہ رہا ہر کہ او بندۂ مغضوب تو نے غضب کیا
کہ اشکال صورت کش کو مارا یہ ساحر قدیم بلکہ قدرت کا ندیم تھا اسکا خون پامال نہ جائیگا
خون اسکا رنگ لائیگا رومال سے ہاتھ باندھ کر اپنے کو بیچ صحرا مین ایک چاہ بزرگ ہر اسمین
جاکر جلد گرا دے ورنہ اس ذلت سے مارا جائیگا کہ ناہیان دریا و مرغان صحرا تیرے حال زار پر
افسوس کرین مگر قدرت کو پیدا کرنیکا خیال ہر سپہ سالار قدرت تو نے مرتبۂ خداوندی کو نہ جانا
کہان کہان تجکو بچایا پردۂ قاف مین اٹھارہ برس لڑا قدرت تیرے ساتھ رہے دیو
سمندون ہزار دست کو تیرے ہاتھ سے قتل کرایا چشمۂ حیوان اسکی نگاہ سے نابود ہوا اب وہ ہر جگہ
موجود ہوا میان عمرو کو سب مصیبتون سے بچایا تو نے کج غضب کیا کہ اشکال صورت کش کو مارا بس
قدرت نے جو حکم دیا وہی کر آخر مین یہی کرنا ہوگا یہی کنوان تیرا مقام ہر اسی کے گرنے مین تیرا نام ہوگا امیر
نے یہ آواز سنکر لاحول پڑھا فرمایا خواجہ سنتے ہو مکار نے کیا دام مکر پھیلایا لیکن ہزارون بندگان خدا

یہ صدا سنکر کنوئین مین گر پڑے بعض نے ہتھیار کھول کر کنوئین مین پھینکے آپ ایک جانب بھاگے یہ نتیجہ
حاصل ہوا کسی نے کسی کی کمر مین پنجہ ڈالکر کھینچا اُسے کنوئین مین لاکر ڈالا کنوئین مین ڈوبے ہزاروں ساحر
اور ہزاروں غیر ساحر کنوئین مین ڈوب کر تمام ہوے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکے نعرہ کیا کہ
کیون یارو حرام موت جان دیتے ہو اپنا خون اپنی گردن پر لیتے ہو کہان دوڑے جاتے ہو اپنے کو
روکو ناحق نہ جاؤ یہ جو صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکے نعرہ کیا تو غول کے غول جاتے تھے
بادلکے ابر سیاہ جو آسمان پر چھایا تھا اُس سے آواز آئی کہ ای بندگان خدا کیون جاتے جاتے رُکے
سپہ سالار قدرت کے کہنے پر نہ جھکو اپنے کو کنوئین مین گرا دو یہ جو آواز آئی پروں مین غریو ہوا ہزارہا
نے گھوڑے صفن سے نکالے اور آواز دی کہ یا خداوند تیرے حکم کے پابند ہین جو تو نے حکم دیا ہم
بھی چاہتے تھے تیرے حکم کو نباہتے تھے اب جا درون مین جاتے ہین رحم تیرا شریک رہے یہ کہکے
گھوڑے چمکائے اور کنوئین مین جا پڑے پیدل پلٹنون سے نکلے طرف آسمان کے منہ کیا آواز دی
کہ یا خداوند ہم تیرے حکم کے پابند ہین آپ خداوند ہین اگر یہی حکم ہے تو حاضر ہین یہ کہا اور کنوئین مین
جا پڑے ہزاروں لاکھوں اہل اسلام ساحران نامدار ہمراہیان بوقلمون نے کہ دو دریا کا حاکم تھا
اسکا نام لیا اور کنوئین مین جا پڑے بوقلمون کا نام لیکر ہزارہا جادوگر روتے ہین کبھی خرسند
ہوتے ہین ان سب مین کوئی سمجھنے والا نہین کہ ہفت پیکر کی ماہیت کو سمجھے کہ ہر روز ساکون
پہاڑون پر ظہور کرتا ہے یکتائی پر مرتا ہے ہر طرف ہنگامہ بلند ہر خورد و کلان دردمند یہی حال ہو کہ
قدرت کے حکم مین فتور دیکھے جو فرمائے ہین وہی کرو قدرت نہ رنجیدہ ہون جو حکم قدرت کا ہو
وہ بجا لائین ایک غریو ہے تمام صحرا جادو سے معمور ہر ایک بے قصور مبتلائے دام فتور ہر ایک کا یہی
قول ہے کہ قدرت کو اختیار ہے یہ کہا اور کنوئین مین گر پڑے لیکن کنوان معمور نہین ہوتا ہر ایک کو یہی
خیال ہے کہ قدرت کے پاس پہنچین قدرت کیسے خوش بیٹھے ہین یہ نہین جانتے ہین افسوس کی بات ہے کہ حکم
خداوند سے گردن تابی کرین صاحبقران نے جو دیکھا کہ جب صدا ابر سے آتی ہے یہ تاثیر دکھاتی ہے کہ
ہزاروں لاکھوں بندگان خدا کنوئین مین گر پڑتے ہین جب صاحبقران آگے بڑھکے اسم اعظم
پڑھتے ہین تب رُک جاتے ہین پھر ابر سے آواز آئی پھر وہی جوش و خروش ہوا گھوڑے چمکا کے دوڑے کہ
کنوئین مین جا کر اپنے کو گرائین صاحبقران نے بڑھکر نعرہ صاحبقرانی کیا آواز دی کہ او بیحیا بندگان خدا

کیون کنوئین مین گرنے کو کہتا ہی یہ کہکے صاحبقران نے اسم اعظم الٰہی باواز بلند پڑھا کہ کنوئین سے ایک ساحر سیہ فام بدانجام یہ باتین کہتا ہوا نکلا آواز دی کہ او حمزہ مجھسے مقابلہ کر یہ کہکے آتنے گینڈا معین کیا ادھر سے صاحبقران اُدھر سے وہ ساحر اور اُسنے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم جہانگیر او حمزہ میرے مقابلے مین تو آؤ چلو تمکو قدرت نے بلایا ہی یا صاحبقران مقام افسوس ہی قدرت نے کیسا کیسا سرفراز کیا آپ نے شکریۂ خداوند تک ادا نہ کیا آپ چلیے آپ کو یاد کیا ہی یہ کہکے وہ ساحر بڑھا صاحبقران نے گھوڑے کو معین کیا طرف حریف کے چلے حریف نے آواز دی کہ او حمزہ اب تو میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جایگا صاحبقران بڑھے تھے کہ ساحر پہ جا پڑون درۂ کوہ سے آواز آئی کہ صاحبقران زمان مشتاقان حال کا بھی کچھ خیال ہی ذرا ادھر متوجہ ہوجیے صاحبقران جو پلٹے دیکھا کہ ایک مہ جبین پری زادہ خراج حسینون کے سر کا تاج بوٹا سا قد خرامان خرامان سامنے صاحبقران کے آئی مگر گھبرائی ہوئی دونون ہونٹھ ہلتے تھے جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ نظم

کیا رم نہ کروگے اگر ابرام نہ ہوگا ۔۔۔ الزام سے حاصل بجز الزام نہ ہوگا

کاش آپ وہ آئین جو مضمون نامے کی باتین ۔۔۔ قاصد سے ادا پاسخ پیغام نہ ہوگا

ہان جوش تپش سے چھیڑ چل جائے کہ پر تو ۔۔۔ جھڑ جائینگے فرسودہ اگر دام نہ ہوگا

ناکامی امید پہ صبر آئے تو کیا آئے ۔۔۔ ہر بات مین کہتے ہو کہ یہ کام نہ ہوگا

منقوش دل خلق ہی یہ مہر کی خوبی ۔۔۔ کتنا ہی کرے ظلم وہ بدنام نہ ہوگا

بیٹھا رہون کیا منتظر دور مین ساقی ۔۔۔ اتنون مین کوئی میکدہ آشام نہ ہوگا

اس جوش تپش پر ہوئی مشکل سے رسائی ۔۔۔ صد شکر گذر غیر کا تا بام نہ ہوگا

کیا کیجیے دل شوخیِ فطرت پہ جو آجائے ۔۔۔ یہ تو مین سمجھتا تھا کہ وہ رام نہ ہوگا

گلرنگ ہوا گریۂ خون سے مرا دامن ۔۔۔ کیا اب بھی خجل چشم سیہ فام نہ ہوگا

خود ہوگئی ہجران مین تڑپنے کی تب دل ۔۔۔ گو مین ہون تھکے مجھے آرام نہ ہوگا

ہین پاک نظر ہم تو ہے وہ ذوق فراغ عشق ۔۔۔ بے چاشنی بوسۂ دشنام نہ ہوگا

کم ظرفی اغیار پہ ساقی کو نظر ہی ۔۔۔ افسوس ہی آلودہ لب جام نہ ہوگا

وہ شوق فریب قلق غیر مین آیا ۔۔۔ اب مجھسے تو صبر ای دل ناکام نہ ہوگا

کیا فتنۂ محشر کو قد یار سے نسبت
بے خاص گئی ولولہ عام نہ ہوگا
اغیار سے بے فائدہ ہے گرمی صحبت
کاہیکو جلیگا جو کوئی خام نہ ہوگا
ہے مہر تجھے دیکھ کے شرمندہ و مشتاق
اتنا کہ ظہور سحر و شام نہ ہوگا
بلبل کے سے نالے کرو صبا کی سی کرون سعی
میرا نہ ہوا ہے وہ گل اندام نہ ہوگا
وہ مشق رہی اور نہ وہ شوق ہے ہوس
کیا شعر کہین گے اگر الہام نہ ہوگا

صاحبقران اس صدا کو سنکر نہایت حیران ہوے اس نازنین کے تانے سے معلوم ہوتا ہے کہ افتخار علم موسیقی ہے راز و نیاز باتون مین اسکا مجسم ناز و نیاز صاحبقران قریب ہو پہونچے نازنین نے مسکرا کے کہا کہ کیون صاحب ہلے تھین اسقدر آگاہ کیا تمھارے ذہن مین نہین آیا یہ مقام بعد عملداری خداوند ہفت پیکر ہے آج تک یہانسے کوئی صحیح و سالم نہین گذرا جو بدعت آپ کی طرف سے ہوئی یہ بدعت کبھی یہان نہین ہوئی تھی تصویر خداوند شکستہ ہوئی اشکال صورت کش ایسا ساحر مارا جائے اب قدرت کو آپ سے نہایت ملال ہے اگر آپ اپنی زندگی چاہتے ہین تو فوراً سجدہ کیجیے ورنہ باعث خرابی کا ہوگا صاحبقران نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہے آخر منہ پھیر کر دوسری طرف سے آواز آئی کہ یا صاحبقران زمان فداء مر توجہ فرمایے آپ جو صاحبقران نے سر اٹھا کے اوپر دیکھا ایک معشوقہ پریزاد مسکراتی ہوئی آتی ہے اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر ہین **نظم**

مرگ اغیار لب پہ لا نہ سکا
تھی تمنا مگر اٹھا نہ سکا
تجلی دیکھو تو میری تربت پر
مجکو جلوہ مین وہ بٹھا نہ سکا
حسن تیرا وہ ماہ تابان تھا
کوئی اپنا قدم جما نہ سکا
جانتا تھا پڑے رہین گے وہین
ایسے بگڑے کہ پھر بنا نہ سکا
کس طرح عرض مدعا کرتا

وہ ستم ہون جو پا سکا نہ سکا
مرکے ٹھنڈا کہین نہ ہو سکے
ایک آنسو بھی وہ گرا نہ سکا
تھا جو اشک عزیز خاطر مین
ابر گیسو جسے چھپا نہ سکا
نہ ملا کوئی وقت تنہائی
اس لیے بار گھر بتا نہ سکا
دیکھکر بد دماغیان اُنکی
غیر کو پاس سے ہٹا نہ سکا

اسقدر ضعف تھا کہ تیر ناز
اس لیے وہ مجھے جلا نہ سکا
اٹھ نہ جائے رقیب محفل سے
دیدۂ تر مجھے بہا نہ سکا
دار فانی مقام لغزش ہے
حال دل یار کو سنا نہ سکا
نہ منا لٹ کے وہ جہت جایا
نامہ بر خط مرا پڑھا نہ سکا
آرزومند رہگیا مجنون

میرے آگے فروغ پا نہ سکا
کیا ندامت ہوئی ہی قاتل سے
مین شگاف جگر دکھا نہ سکا

کینہ شوق رقیب تھا ای دوست
تا زخنجر گلو اٹھا نہ سکا
ناتوان تھا نسیم اس درجہ

کہ طبیعت سے تیری جا نہ سکا
خوف تھا غش انجمن نہ اٹھا دے
کہ وہ زنجیر پا ہلا نہ سکا

دونون نازنینان مہ جبین پہونچین دونون ہاتھ امیر کے تھامے ہوئے ناز و کرشمہ کرتی ہوئین طرف کنوئین کے لے چلین عمرو ہر چند قیل بجا ہی پکار پکار کر اشعار بدعا پڑھتا ہی صاحبقران نہین پلٹتے ساتھ ساتھ چلے جاتے ہین جب لب چاہ پہونچے تو دونون نے مسکرا کر کہا کہ یا صاحبقران دیکھیے اس کنوئین مین پانی بہت ہی دیکھیے ستارہ چمکتا ہوا معلوم ہوتا ہی دونون نے یہی کہا امیر نے سر جھکا کے کہا کہ ارے پانی کہان ہی یہ کہ کے جھکے دونون طرف سے دونون نے صاحبقران کو ڈھکیل دیا صاحبقران پانی مین جا کر گرے کنوئین سے شعلہاے آتش نکلنے لگے وہ جو ابر آسمان پر چھایا تھا اُس سے ایک صداے مہیب آئی کہ ای فرزندان حمزہ وای سرداران سپہ سالار قدرت اپنے کو پاس صاحبقران کے پہونچاؤ جیسے کان مین یہ آواز پہونچی گھوڑے کو چمکایا اور کنوئین مین اپنے کو گرا دیا گرنے کے بعد جو گذری وہ حال تحریر ہوگا لندھور و مالک و بہرام کنوئین مین گر رہے ہین داراب و خورشید و تورج و ایرج نوجوان یہ چارون شیر جھپٹے ہوئے طرف کنوئین کے چلے مرکب باد رفتار جوان شیر دل ہوشیار نیزے ہلاتے ہوئے مرکب چمکاتے ہوے جاتے ہین خواجہ عمرو نے جوان چارون شیرون کو اس حال مین دیکھا پکارا کہ ای بیٹا ایرج کہان چلتے ہو ایرج نے جواب بھی نہ دیا تورج کو پکارا تورج نے پلٹ کر کہا کہ مین اسوقت ایک کار ضروری کو جاتا ہون اور وقت فرمایئے گا پھر داراب کو پکارا کہ ارے مجھے نہین پہچانتا ذرا ٹھہر جا مین کچھ کہونگا لاکھ عمرو چیخا چلایا داراب نے گھوڑا نہ روکا خورشید کو پکارا کہ بیٹا ہاشم تیغ زن سے تمھاری فریاد کرونگا نہین رکتے ہین کچھ کہنا تھا سنو کے تو پریشان ہوگے ہر چند عمرو نے تصریح کی احسانات گذشتہ جتائے ان چارون نے جواب بھی نہ دیا ایرج کو پکارتے پکارتے یہ بھی کہا کہ ارے ستم پر قطب دوران مہراب سے پکار کر کہا کہ ستم پیر زال روشن ضمیر ہر چند پتے دیئے نشان دیئے کسی نے کچھ جواب نہ دیا اور گھوڑون کو مہمیز کرتے ہوئے چلے گھوڑے سطر ارے بھرتے ہوئے قریب چاہ پہونچے آپس مین تکرار ہونے لگی وہ کہتے ہین کہ پہلے مین جاؤن ایرج کہتے ہین

کہ پہلے مین جاؤنگا آخر تلوارین کھنچین آپس مین تلوار چلنے لگی ایرج نے خورشید کو زخمی کیا داراب
نے توریج کو زخمی کر کے گھوڑون کو اُٹھایا اور گھوڑون کو کنوئین مین ڈالدیا خورشید و توریج نے
جو دیکھا کہ داراب و ایرج گھوڑون کو مہمیز کر کے کنوئین مین کودے دونون تلوار کھینچکر پیچھے دوڑے
جب ان دونون کو نہ پایا خود بھی کنوئین مین پھاند پڑے معلوم ہوتا ہر یہی چاہتے تھے لندھور
نے گرز اُٹھایا مالک نے نیزہ چمکایا آپس مین لاف و گزاف کرتے ہوے چلے لندھور جا کر مع
فیل میمونہ نگار شیون پر بنا دہ فرہاد خان دونون فرزند ہاے قبلہ و کعبہ کھیلکر کنوئین مین جا پڑے
انکے بعد سرداران لندھور یعنے عادل و فاضل پہلوان اور رنگ و گل رنگ پہلوان جو آیا وہ
کنوئین مین جا پڑا بہرام و قاسم و بدیع الزمان و نور الدہر تار بندھ گیا جو سردار قریب کنوئین
کے پہونچا وہ کنوئین مین گر پڑا عمرو دیوانہ وار وحشی مثال ایک ایک کا نام لیکر چیختا ہر کہ ارے
کمبختو کہان جاتے ہو کہ رستم پیلتن علمشاہ نوجوان اشتر الاکبود کو جھکاتے ہوے طرف کنوئین
کے چلے آلا گرد و مالا گرد و کیپی انزال و کیپی زلزال دونون باپ بیٹے گھوڑون کو اُڑاتے ہوے
نہنگ بچہ دریائی و ساقط شاہ دربندی جملہ سرداران رستم آمادہ مرگ ہیبا سے تھا گھوڑون
کو مہمیز کرتے ہوے آقا کی محبت کا دم بھرتے ہوے یا تو اڑ رہے تھے علمشاہ نے اودھر گھوڑا پھیرا
سب انکے ساتھ ہوے گھوڑے طرارے بھرتے ہوے جاتے ہین سمک ایسا عیار چست و چالاک
بیباک رکاب سے لپٹا ہوا ہر مقام پر یہی قول ہر کہ غلام آپ کے ساتھ ہر جہان حضور جائین غلام کو
ضرور لیجائین رستم کہتے ہین کہ ای برادر ہمارا تمھارا مرنے پر بھی ساتھ نہ چھوٹیگا مسروق دیوانہ چوب
کاندھے پر رکھے ہوے کہتا ہر کہ ای آقاے شیخ غلام کو اپنے ساتھ لیجیے یہ فرمایئے کہ نزرک آج کل
کہان ہر نزرک کو جا کے لاؤن آقا اصل تو یہ ہر کہ تم نزرک سے زیادہ خوبصورت ہو جب تو
نزرک تمپر جان دیتی ہر علمشاہ ہنستے ہوے داہنے پر مسروق دیوانہ بائین پر نہنگ
بچہ دریائی دیوانے پن کی حرکات کرتے ہوے کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدر شناس
ہم تو غلامان قدیم ہین سرکار کے ساتھ ہین گے سمک قدمون سے لپٹا ہوا عمرو نے رستم کو جو
اس حال مصیبت مآل مین دیکھا آواز دی کہ ارے غلام کہان جاتا ہر ای رستم تم اس طلسم کے فتاح [illegible]
منازل عجائب و غرائب کے سیاح ہو ہر چند عمرو چیخا چلایا رستم نے جواب بھی نہ دیا مع اپنے ہمراہیون کے

قریب اُس کنوئیں کے پہونچے جو فلک لے چاہا وہ ہوا اچانک کہ سمک نے عرض کی کہ یہ مقام گلشن
ہے آپ کے سب بھائی پھر رہے ہیں گویا یہ مقام صحن چمن ہے عمرو دوڑا کر جا کے رستم کو پکڑلوں اور
کنوئیں میں نہ گرنے دوں سمک نے جو دیکھا کہ عمرو دوڑا ہوا آتا ہے کہا کہ اے آقا یہ نامدار عمرو دوڑا ہوا
آتا ہے اگر وہ قدموں سے لپٹ جائیگا تو کچھ نہ بن پڑیگا رستم نے گھوڑا اُٹھایا جست سے کنوئیں میں پھاند
پڑے ساتھ کے سردار بھی جھم جھم کود پڑے سمک بھی پھاند پڑا تھوڑے ہی عرصے میں علمشاہ مع
چار سو سردار فوج ودریا موج کنوئیں میں گر کر غائب ہوئے عمرو وہاں سے ہٹ کر کنارے آیا ابر آسمان پر
چھایا ہوا ہے برقیں لوٹتی پھرتی ہیں کبھی آواز آتی ہے کہ اے بندگان من جلد ہمارے پاس آؤ
صحرائے ویران میں ستایا رہنا نہایت ناگوار ہے جوں جوں یہ آوازیں کان میں آتی ہیں لوگ ہر طرف
سے دوڑے ہوئے چلے جاتے ہیں بڑی خوشیاں کرتے ہوئے جاتے ہیں ایک سے ایک یہی کہتا ہے کہ یارو
چلو قدرت بلاتے ہیں چلکے تماشائے قدرت دیکھیں یہاں جنگل میں کیا رکھا ہے اور ذرا دیکھو کنارے
کنوئیں کے فرشتے ٹہل رہے ہیں ہمکو بہ محبت بلاتے ہیں ہم خدمت خداوند میں جاتے ہیں چار طرف سے
سرداران صاحبقران بہ جوش وخروش سے چلے آتے ہیں قریب آکے ادھر کنوئیں میں پھاند پڑے
جب عمرو نے خیال کرکے دیکھا کئی سو سرداران نامی وپہلوانان گرامی کنوئیں میں گر گئے عیار
غول کے غول ہاتھ سے ہاتھ پکڑے ہوئے کہتے ہوئے کہ چلو خداوند نے بلایا ہے ہر چند خواجہ عمرو
چیخے چلائے کسی نے جواب بھی نہ دیا گئے اور کنوئیں میں گرے اب جو جا بجا باقی ہیں جوش میں
دوڑے ہوئے چلے جاتے ہیں قریب کنوئیں کے پہونچے اور گرے عمرو نے دیکھا کہ پسینہ چلا آتا ہے
قلب تھرّاتا ہے دل میں یہی آتا ہے کہ اپنے کو اُس کنوئیں میں گرا دیں عمرو وہاں سے بھاگا آواز آئی کہ
او ساربان زادے کہاں جاتا ہے سیر زندانخانۂ قدرت نہ کر بگا سیر کا نام سنکر اور ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا
قلب تھرّایا عمرو بھاگ کر اس جنگل سے الگ کھڑا ہوا سرداروں کو دیکھا کہ جوش میں آتے ہیں اور
کنوئیں میں گرتے ہیں عمرو اس حال کو دیکھکر بہت رویا طرف آسمان کے سر اُٹھایا پکار اُٹھا کہ اے خالق
لیل ونہاران سرداران صاحبقران جہانستان تیغزن کیا جادو پیدا کیے تھے ایک دم بھر میں یوں مٹ گئے
برسوں میں لڑ بھڑ کے قلعہ جات پر یہ فوجیں جمع کی تھیں اے معبود گلزار ابراہیم پر خزان نہ آنے پائے
اس باغ میں ہمیشہ بہار رکھیں کوئی درخت اس باغ کا نام خزان نہ دیکھیں یہ باغبان کا یہاں گذر نہ ہو

گل و غنچے پژمردہ نہ ہونے پائین عندلیبان خوشنوا آمد بہار کی خبر سنائین نظم

بادشہ فرمان روائے خشک و تر بندہ نواز / مالک ملک و خدائے بحر و بر بندہ نواز
سایہ گستر ہست مثل ابر تر بندہ نواز / بر سر لب تشنہ می بارد گہر بندہ نواز
بے نوایان را نوا بیتاب را تاب و توان / تنگدستان را ببخشد گنج و زر بندہ نواز
رحم فرماید غدا روزی دہ ببخشد گناہ / میکند بندہ نوازی سر بسر بندہ نواز
بر سر گردون بیک پرواز مرغ دل رسد / گر عطا فرمایدش از غیب پر بندہ نواز
کی فرستد سائل درگاہ والا جاہ را / ز آستان خویش بر باب دگر بندہ نواز
رہبرے حق میکند اہل ہدی را سوے خویش / ہر بشر را بادمیدار و زشر بندہ نواز
سرفرازی حاصلت گردد میان بندگان / بندہ یا التفات فرماید اگر بندہ نواز

اس خضوع و خشوع مین عمرو نے زور روکے دعا کی کہ آنکھ بند ہونے کی غفلت جو عمرو کو ہوئی دیکھا کہ ایک بزرگ سامنے کھڑے ہین فرماتے ہین کہ اے عمرو نہ گھبراؤ راستہ طلسم کا یہی تھا اگر اس مقام پر نہ آتے اور گرفتار نہ ہوتے تو رسائی تا بطلسم ہفت پیکر ناممکن تھی اُٹھتے کے ساتھ ہی بائین جو صحرا ہے اُس طرف جاؤ جو کچھ دیکھنا ہو جب تک کار بند ہونا یہ خواب دیکھ کر عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا جنگل مین سناٹا ہے ایک نخل کے نیچے مین بیٹھا ہون کسی انسان و حیوان کا پتہ نہین پس عمرو اُٹھ کر جس جنگل کا پتہ دیا تھا اُسی صحرا کی جانب روتا ہوا بھاگا کہ دیکھون اے عمرو کیا انجام ہوتا ہے دیکھین آقا تک کیونکر پہونچنا ہوتا ہے کیون اے عمرو دم بھر مین کیفیت برپا پہونچین کل سردار ایک حال مین تھے عمرو تو اس کیفیت مین جنگل جنگل مارا مارا پھرتا ہے دیوانہ وار وحشی مثال کبھی کسی نخل پر چڑھ گئے چہار جانب دیکھا پھر اُتر آئے اور ایک جانب چلے اسی طرح خواجہ عمرو کو کئی دن پھرتے ہوے اُس جنگل مین گذر گئے رات کو کسی مقام پر پڑ رہے صبح کو اُٹھے پھر اُسی صحرا مین دوڑنے لگے تلاش ہے کہ اے عمرو کیونکر آقا کے پاس پہونچون خواجہ عمرو تو اس خیال مین ایک نخل کے نیچے بیٹھے رو رہے ہین صبح کا وقت ہے لیلائے شب داخل قصر مغرب ہوئی مجنون روز اپنا رنگ جما رہا ہے کہ خواجہ عمرو نے دیکھا ایک آندھی سیاہ اُٹھی ہزار ہا زاغ کائون کائون کرتے ہوے سامنے سے گذر گئے عرصہ دراز تک جب زاغ گذرے عمرو نے اپنے کو پتون مین چھپایا ہے ناگاہ خود دیکھ رہے ہین کہ ابر سیاہ شق ہوا

دیکھا خواجہ عمرو نے کہ زاغوں کے بیچ سے ایک طوطی زرین بال پیدا ہوا ایک شاخ نخل پر آکے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا جب زمزمہ سرائی کر چکا وہ ابر بھی اُڑ کا طوطی شاخ نخل سے اُڑا تو جب ابر کے پہونچا ابر مین ایک ٹکر لگائی ابر شق ہوا ابر نے چیخ مارا چیخ مار کر شق ہوا دیکھا ایک تخت ہے اُسپر ایک نازنین چہاردہ سالہ زلفین آراستہ کاکلین لہرا رہی ہین عارض انور رشک آفتاب و مہتاب دہن غنچہ گلاب دونون ہونٹھون مین مسیحائی طائرون کی زمزمہ سرائی حقیقت مین طائر دلکا دمبدم زمزمہ سرائی کرنا کبھی قہقہہ زن ہونا ایک عجب لطف معلوم ہوتا تھا اور یہ اشعار محبت آثار انکی زبان پر جاری تھے نظم

داغوں سے باغ باغ ہے بستان سرائے دل ۔ کیا بیخزان بہار رہی گلشن فضائے دل
مرجائے بھول کر نہ کسی سے لگائے دل ۔ یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل
قسمت سے نقش پائے صنم کو جو پائے دل ۔ سو جان سے فدا ہو وہین لوٹ جائے دل
لوٹا جو کوے یار سے ہونگا فدائے دل ۔ لونگا قدم مین آنکھون سے جو ہونگا پائے دل
سُنیے گا آپ مجھسے اگر ماجرائے دل ۔ جائے کہین نہ داغون سے بیٹھے بٹھائے دل
بر مین وہ گل جو آئے تو گل ہو قبائے دل ۔ گل کی طرح خوشی سے نہ پھولا سمائے دل
بوسہ دہان یار کا لے مُنھ کی کھائے دل ۔ اور فرط شوق سے نہ کہین مُنھ کو آئے دل
دیکھے نظر دل آئے ہے مین خطائے دل ۔ پامال عشق مین ہو یہی ہے سزائے دل
ناصح خطا معاف کسی پر نہ آئے دل ۔ جی چھوٹ جائے ہاتھ سے جسوقت جائے دل
وسعت یہ ہے نہ کون و مکان تک سمائے دل ۔ حسرت ہے تنگ بلبے ترا تنگنائے دل
درمان ہی درد ہے غم جانان دوائے دل ۔ عاشق کو عشق کا ہی مرض ہے شفائے دل
دل مین ندائے غم ہے تو غم مین صدائے دل ۔ دل غم پکارتا ہے تو غم ہائے ہائے دل
دلدار کام کرلی ہے آور ستائے دل ۔ نادان نہ دل شکستون کی لے بد دعائے دل
آنکھین بھی روکے پھوٹ گئین دیکھو لاعلاج ۔ شامل رہا نہ درد مین کوئی سوائے دل

اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ کیون طائران طلسمی یہ تمنے کیا حرکت کی کیون اس صحرا مین ٹھہرے قدرت نے منع کیا تھا کہ وہان نہ ٹھہرنا اور تم ٹھہر گئے ابر سے آواز آئی کہ اری نادان مشیت قدرت

خالی از حکمت نہین ہی جو مناسب جانتے ہین وہ تقدیر کرتے ہین فلک بہ ماہ تابان و اختر درخشان رات
کا یہ سامان دن کو مہر تابان کیا روشنی دکھاتا ہی ہر رنگ مین جلوۂ قدرت نظر آتا ہی باغون مین کیا رنگ
دکھائے بلبلون کو عاشق گل کیا قمری نے محبت سرو پر توکل کیا شاخون کے دم خم یا شمشیر دو دم
پتے خنجر بران شبنم سویرے آ کر کس تکلف سے گلون کا منھ دھلاتی ہی نسیم باغ کیا رعنائی و زیبائی
دکھاتی ہی بہ تکلف باغ مین چلنا کسی مقام پر مچلنا ہر مقام پر خیال رہتا ہی کہ دو قدم کر نہ چلون کہ روے
گل پہ گرد پڑے ایسا نہو کہ صبا کسی شجر سے لڑے اسے سمجھ تو کیا مراد ہی تجھکو بخوبی یاد ہی کہ اس صحراے
ویران کف دست میدان مین عمرو عیار نے اپنا مقام کیا ہی ہم تلاش مین عمرو کی نکلے ہین آج
تین دن گذرے ہیں فکر کرتے ہوے لیکن مدعاے قلبی حاصل نہین ہوتا کیون بوا ایران تجھکو
بخوبی یاد ہوگا کہ قدرت نے کیا ارشاد فرمایا تھا کہ اسی ہفتے مین ان سب کا خاتمہ کرینگے لیکن
یہ بھی فرمایا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو تلاش کرکے لاؤ اگر عمرو نہ ملیگا تو معاملہ ملتوی رہیگا
کیون بوا کہین پتہ لگا پھر ابر سے آواز آئی کہ خواجہ عمرو کا پتہ ملنا دشوار ہی عمرو نے گلیم اگر اوڑھلی
کر کوئی تجھکو دیکھ نہ لے تو بڑی خرابی ہو خواجہ عمرو گلیم اوڑھے دیکھ رہے ہین کہ وہ ابر تھما ہوا ہی
جیسے کوئی کسی فکر مین ہوتا ہی سوچ رہے ہین کہ ای خواجہ کیا تدبیر کرون کیا مقام سخت ہی تقدیر
اس مقام پر لائی دیکھیے ان ظالمون کے ہاتھ سے کیونکر رہائی ہو دل کو پیچ و تاب ہی لیکن تھوڑی
دیر تک وہ ابر ٹھہرا رہا اور وہ غش جو ابر سے نکلے تھے چہار طرف جنگل مین دوڑتے پھرے بعد تھوڑی
دیر کے پلٹ کے آئے آواز دی کہ ای ابر رحمت و ای نازنین مہ جبین سب طرف ڈھونڈھا کہین پتہ عمرو کا
نہ لگا ابر سے آواز آئی ہم اسی مقام پر اترینگے عمرو کو گرفتار کیے بغیر نہ جائینگے یہ کہکر آواز دی کہ
ای حاضرین وقت بارگاہ اتارو اسباب عیش و نشاط مہیا کرو اسی وقت وہ ابر زمین پر آیا تھوڑے
عرصے کے بعد دیکھا سب نے کہ بارگاہ استادہ ہوئی شراب کباب گزک وغیرہ یہ سب چیزین موجود
ہین وہ نازنین مسند پر بیٹھی ہوئی ہی خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ کنیزین باہر بیٹھنے لگین ابر آسمان
پر چھایا ہی ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی ہی گھاس خودرو سے جنگل بنمونۂ گلشن ہر سمت آہوان صحرائی جا بجا
پھرتے پھرتے ہین کچھ طائران وحشت مصروف زمزمہ سرائی محفل کی رعنائی و زیبائی اس نازنین
نے آواز دی کہ ارے گائن کو بلاؤ کنیزین دوڑین خواجہ عمرو نے دیکھا سامنے جنگل مین ایک

قریہ ہو ایک نازنین نے نکل کر پتہ بتایا وہ سامنے نیم کے پیڑ کے آگے مکان خوش گلو کا ہی کہنا کہ ملکہ آفتاب جمال نے طلب کیا ہی عمرو یہ سب باتین سُنا کیا دیکھا ایک کنیز طرف قریہ کے چلی خواجہ عمرو بھی جلدی سے قریب قریہ کے پہونچے پکار کر کہا کہ ای بوا جانے والی ذرا ٹھہر جا مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو سرکار کو جلدی ہی کنیز نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک خدمتگار دوڑا ہوا آتا ہی کنیز ٹھہر گئی خدمتگار نے قریب آکر کہا کہ کیونکر ممکن ہی خوش گلو کو جلدی بلائین سرکار خفا ہوتی ہین تمھارے آنیکے بعد حکم دیا کہ جلد جاکر خوش گلو کو لاؤ کنیز نے کہا کہ مین بھی جاون تم بھی چلو بلا لائین گے خواجہ عمرو بہت بیتاب ہین جی مین یہی ہی کہ اُسکو جھٹ پٹ بیہوش کر دون اُسکو لینے جاؤن یہ کہے کہا کہ دیکھو وہ اور خدمتگار آتا ہی جیسے ہی وہ اُدھر پلٹی خواجہ عمرو نے حباب مارا حباب مارکے بیہوش کیا کنیز کو تو کنارے ڈالدیا آپ اُسی کی شکل بنکر چلے دروازے پر آکر سُنا اندر مجرا ہو رہا ہی پکارا بی خوش گلو صاحب اندر سے آواز آئی کون ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ ملکۂ عالم نے بھیجا ہی یہان یہی القاب رہیگا جلد چلیے دیر نہ کیجیے اندر سے آواز آئی کہ کیا تھے پردہ ہی یہان آؤ خواجہ عمرو اندر مکان کے داخل ہوے دیکھا کہ ایک حور مثال بیٹھی ہی سازندے گرد خواجہ عمرو نے آتے ہی سلام کیا کہا بی بی جلدی چلو ملکۂ عالم یاد فرما رہی ہین لیکن ذرا تخلیے مین چلو عمرو عیار کی تلاش منظور ہی مین چند باتین سمجھا دون وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اُسکو تنہا لیکر گوشے مین آنے جلتے ہی خواجہ نے قدمون پر سر رکھدیا کہا کہ ای ملکۂ عالم آج مالک بہت غصے مین ہین چند باتین آپ کو سمجھا دون اُسپر عمل فرمائیے گا یہ سُنکر وہ گانیوالی گوشے مین آئی خواجہ عمرو نے کہا کہ چند باتین کان مین عرض کر دونگی یہ کہکر مُنہ سے مُنہ ملایا حباب بیہوشی ماردیا خوش گلو کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھا اُسی کی صورت بنکر باہر آیا صندوقچہ زیور کا منگوایا آگے رکھا چاہا کہ کھولون باہر سے آواز آئی حضور گاڑی تیار ہی خوش گلو نقلی نے جلدی سے زیور پہنا اور زیور پہنکر اُٹھی آگے بڑھی سازندون کو اپنے ہمراہ لیا بہلی پر سوار ہوئی وہان آکر پہونچی وہ نازنین انتظار مین ہی کہ کنیزون نے بڑھ کر عرض کی خوش گلو آ پہونچی کہا کہ آنے دو خواجہ عمرو بصورت خوش گلو ناز و کرشمہ کرتے ہوے قریب بارگاہ ملکہ آفتاب جمال پہونچے اندر داخل ہوے سامنے ملکہ کے آکر باادب سلام کیا اُس نازنین نے ہنسکر کہا

گرا ہو خوش گلو دیکھا تو نے کہ کیا انتظام ہے چاہیے کہ یہ سب فکر عمرو مین مصروف ہون گرفتار کرلین قدرت کے پاس سے چلین اے خوش گلو مجکو بڑا تردد ہے کہ عمرو اسی جنگل مین موجود ہے مگر نظر سے غائب ہے اب کوئی ایسی تدبیر ہو کہ سارا بان زادہ گرفتار ہو قدرت کی بڑھنی تا کہدا ہے خواجہ نے کہا کہ واری آج ہی نگوڑے کو گرفتار کرلین گے حضور ارشاد تو فرمائین ایسا نہ ہو کہ قدرت بگڑ جائین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو چھپائین عمرو بے تائید خداوندی نہین مل سکتا خداوند کو اختیار ہے یہ کہکے سامنے اس نازنین کے پیچھے سازندون سے اشارہ کیا سازندون نے ساز درست کیے خواجہ عمرو نے آنکھ ملا کر بعد ناز و ادا یہ غزل مومن دہلوی کی شروع کی نظم

بیمزہ ہو کر نمک کو بیوفا کہنے کو ہین — کھل گئے زخمون کے منہ کسکو برا کہنے کو ہین
سب جفا جو اس ستمگر سے وفا کہنے کو ہین — جنکو چرخ و مرگ کہتے ہین شنا کہنے کو ہین
نالے ہی نکلے ہے گو ہم مدعا کہنے کو ہین — اب نہین کہنے مین اب کیا جانے کیا کہنے کو ہین
تیری تیغ و دشنہ کے کیون لب پہ چھالے پڑ گئے — گرم خونی کا مرے کیا ماجرا کہنے کو ہین
دوست کرتے ہین ملامت غیر کرتے ہین گلہ — کیا قیامت ہے مجھی کو سب برا کہنے کو ہین
ترجمان التماس شوق ہے تغییر رنگ — جون زبان شمع عاشق بے صدا کہنے کو ہین
جل گیا دل تو بھی اٹھتا ہے دھوان سرسے کہ اب — مرثیہ ہم اس چراغ کشتہ کا کہنے کو ہین
دیکھنا کس حال سے کس حال کو پہونچے دیا — بخت تیرے عاشقون کے نارسا کہنے کو ہین
ایک دن تو تو زبان شعلہ دوزخ فرش دست — قصۂ شبہاے غم روز جزا کہنے کو ہین
شکوۂ حسرت تلخ کا یا شور بختی کا گلہ — ہم جو کچھ کہنے کو ہین سو بیجا کہنے کو ہین
مین گلہ کرتا ہون اپنا تو دشمن غیرون کی بات — ہین یہی کہنے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہین
وہ نہین آتے نہ آدین مرگ عالم تو تو آ — یاں لب شوق و تمنا مرحبا کہنے کو ہین
غیر سے سرگوشیان کرتے پھر ہم بھی کچھ — آرزوہاے دل رشک آشنا کہنے کو ہین
تیغ غمزہ کو لگا ہے جلد سنگ سرمہ کیا — حرف مطلب آرزو مند جفا کہنے کو ہین
ہو گئے نام بتان سنتے ہی مومن بیقرار — ہم نہ کہتے تھے کہ حضرت پارسا کہنے کو ہین

اس رنگ مین یہ غزل خواجہ عمرو نے سامنے اس نازنین کے گائی کہ تمام اہل محفل تعریفین کر رہے ہین

کر خوش گلو کیا کہنا آج تو تمنے عجب رنگ مین یہ غزل گائی حقیقت مین اسم با مسمےٰ ہو خواجہ عمرو باتون مین اُس نازنین کو لگا رکھے ہین قصہ مختصر کہ ساقی کا ذکر کرون کہ ہوائے سرد چلی اُس نازنین نے آنکھین بند کین چشم زدن مین آنکھین کھول کے آواز دی کہ ارے مکار و غدار کو لینا برابر خواجہ عمرو کے ایک کنیز بیٹھی تھی خواجہ نے اُٹھتے اُٹھتے اُسکو خنجر مارا اُس نازنین نے آواز دی کہ ارے اس مکار کو ہم کہتے تھے اسکا ملنا دشوار ہو یہ ظالم ہمارے سامنے موجود ہی چہار طرف سے جادوگرنیان دوڑین لیکن خواجہ نے جو اُس کنیز کو خنجر مارا وہ کنیز گری اندھیرا ہوا خواجہ عمرو اُس اندھیرے مین جست کرکے بھاگے وہ حسین پکارتی ہی کہ ارے لینا عمرو جانے نہ پائے خواجہ جب پلٹ کے دیکھتے ہین کنیزین آہستہ آہستہ میرا پیچھا کرتی ہین اور مین بھاگا ہوا چلا آتا ہون جب دیکھا کہ میرے قریب کوئی نہین ایک نخل کے سایے مین ٹھہرے ہی تھے کہ دیکھا پھول شگفتہ ہونے لگے ایک پھول شگفتہ ہوکر شعلۂ جوالہ بنا خواجہ پر گرا ہرچند خواجہ عمرو نے اپنے کو بچایا مگر معلوم ہوا کہ شعلۂ آتش نے چہار طرف سے گھیر لیا کشان کشان خواجہ عمرو کو پکڑا وہ شعلے لپٹ گئے دم بھر مین اُسی نخل سے ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون اترا عمرو کی مشکین باندھین ایک سونٹا ہاتھ مین لیے ہوے کہا کیون خواجہ تمنے یہانکے عجائب غرائب دیکھے خواجہ عمرو نے کہا کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہی زنگی نے دل پر ہاتھ رکھ کے آواز دی کہ او مکار کوئی فقرہ تیرا مکر سے خالی نہین دل سے تو نہین کہتا اور دل سے تو تعریف خداوند ہفت پیکر نہین کرتا خیر خواجہ تمہین اختیار ہی یہ کہکے وہ زنگی کھینچتا ہوا خواجہ کو سامنے اُس نازنین کے لایا اُس نازنین نے کہا کہ کیون خواجہ عمرو بھاگ کے نکل نہ گئے خواجہ نے کہا کہ انصاف تو یہ ہی کہ جو خداوند ہفت پیکر کا دشمن ہوگا زمین و آسمان اُسکا دشمن ہی کہین اُسکا ٹھکانا نہین اُس نازنین نے پکار کر کہا کہ ارے آبریشم مردار خوار کو بلاؤ جلوے آواز آئی کہ کنیز حاضر ہی سب نے دیکھا کہ ایک زن حسینہ و جمیلہ بناؤ کیے ہوے خرامان خرامان چلی آتی ہی آکے اُس نازنین کو سلام کیا پکار کر اُس نازنین صاحب مسند نے کہا کہ ای آبریشم مردار خوار خواجہ عمرو آج گرفتار ہوے ہین تین دن تم خواجہ کو اپنے گھر مین رکھو اُسنے عرض کی کہ داری مین خدمت خداوند ہفت پیکر مین بھی

لیجا سکتی ہون اُس نازنین نے ہنس کر کہا کہ اسکو لیجا کر قید کر لیکن ای آبریشم ہوشیار رہنا یہ وہ ظالم ہے
کہ اسنے دمامہ و مشمش کو مارا جب تلاش مشمش مین دریاے قلزم مین تجسس ہو چکا ہے تو مشمش اُ
نے کیا کیا انتظام کیے تھے کہ بیچ مین آپ رہتا تھا گرد فوج اُسکے یہان ایک مکان مقرر کیا تھا کہ اُسمین
جاکر کھانا کھاتا تھا یہ ساربان زادہ اُس مکان مین پہونچا اور کل کھانے مین بیہوشی ملائی جب
کھانا سامنے مشمش کے پہونچا تو اُسنے کھانا پھینکدیا اور منھ سے ایک شعلہ چھوڑا کہ سارا مکان مع
ملازمونکے جلکر خاک ہوا یہ ساربان زادہ گوشے مین چھپا رہا مکان اور باورچیون کا جلنا دیکھا مشمش
اسی طرح نہنگ بنکر دریا مین گیا اس ساربان زادے نے وہان بھی پیچھا کیا قریب ایک کوہ کے پہونچا
تھا کہ اس ساربان زادے نے حلقہاے کمند آصف عصاے باصفا سینگون مین اسکی ڈالدیے چند
کہ مشمش پھڑکا وہ کمند معجزے کی تھی اور زیادہ کھینچی ہوئی جاتی تھی اُس کمند کو لیکر باہر نکالا اور آکر
صاحبقران سے کہا کہ اُسکو کھینچیے صاحبقران کھینچ کر عاجز ہوے وہ باہر نہ نکلا آخر کئی لاکھ روپیے
صاحبقران سے لیے اور کمند سے معجزہ طلب کیا مشمش باہر نکلا پھر سردارون نے اُسکے ادھر
ضربین لگائین مشمش نہ مرتا تھا پھر صاحبقران سے کئی لاکھ روپیے لیے اور ہتھوڑا حضرت داؤد
کا زنبیل سے نکالا اور اُس ہتھوڑے سے مشمش کو اسنے مارا ایسے ایسے کار نمایان اس ساربان زادے
سے سرزد ہوے ہین کہ خوف آتا ہے ایسا دہوکی مکرین سنو آبریشم سردار خوار نے کہا کہ
واری مین خوب سمجھتی ہون اس طرح سے اُسکو قید کرون گی کہ تڑپ تڑپ کے مرے آبریشم نے
ہاتھ خواجہ کا پکڑا لیکر چلی راہ مین خواجہ عمرو نے کہا کہ کیون بوا اب ہم رہائی پائین گے
یا نہین ہین تو اپنی تقدیر سے مایوس نہین کہ اب ہم اس قید سے چھوٹین آبریشم نے کہا کہ خواجہ
تمہاری خطائین خدمت خداوند مین بہت کثیر ہین آج ملکہ آفتاب جمال تمہاری گرفتاری
کے واسطے مقرر ہوئی ہین مگر چالیس فرشتہاے آسمانی ساتھ لیے گئے کہ ایسا نہ ہو کہ مار پیٹ کے
عمرو نکل جائے دیکھا زنگی کہلانے پیدا ہوا اعتبار آتش کس طرح تمہارے گرد آگئے خواجہ عمرو
نے کہا کہ کیون ملکہ یہ فرشتہاے آسمانی تھے ملکہ نے کہا کہ ہزارہا مقام پر نگہبان مقرر رہین
جہان قدرت کو یاد کرو وہ فرشتہ آواز دینگے فوراً وہ فرشتے سامنے آئینگے تمکو آفت سے
بچائین اور اگر دشمن خداوند ہو تو قتل کرین مگر فرشتے ہی بچاتے ہین خواجہ عمرو نے کہا کہ اب تو

کوئی فرشتہ تمہارے ساتھ نہیں ہو آبریشم مردار خوار نے کہا کہ مجھے کیا ضرورت ہو ایک تو مجھ ایسی
ساحرہ دوم خداوند ہفت پیکر نظر شفقت میرے حال پر رکھتے ہین اب تیسرے دن تمکو
دربار خداوندی مین لیجاؤنگی سب دربار جمع ہوگا دیکھنا کیسے کیسے ساحر جمع ہونگے عمرو نے کہا
کہ تمہاری عنایت ہوگی اگر میری سفارش کرو کہ میری خطا معاف ہو محفل خداوندی مین دخل
حاصل ہو تو دماغ عرش اعلے پر ہوگا غرض یہ باتین کرتے ہوے خواجہ عمرو و آبریشم سے
چلے آبریشم مردار خوار نے پکار کر کہا کہ پاؤن تھک گئے اب تو مجھسے چلا نہین جاتا یکایک
ایک جھونکا ہواے گرم کا چلا آواز آئی کہ بی آبریشم صاحبہ آؤ کون ایسا ہو جو تمکو آنکھو نہین
جگہ نہ دے خواجہ عمرو نے سر اٹھا کے دیکھا ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہو
لپٹین پھولون کی آرہی ہین جانا ان چمن اکڑ رہے ہین درخت آواز دیتے ہین کہ اے ملکہ
آبریشم مردار خوار آج تو اسی مقام پر رہیے تو بہتر ہو آبریشم مردار خوار نے پکار کر کہا کہ
اس ساربان زادے کو لیجاؤ اور لیجا کر قید کر دو مین باہر باغ کے رہونگی لیکن یہ خواجہ نے
کہا کہ مجکو ایسے شخص کے پاس قید رکھنا کہ جسکے دل مین رحم ہو بسکے اوسنے کہا کہ او شخص کیون دیوانہ
ہوا ہو خداوند ہفت پیکر تیری کل حرکات کو دیکھ رہے ہین اب مناسب و بہتر یہ ہو کہ
جو بات کہیے گا عقل سے سوچ کر فرمائیے گا ایسا نہ ہو کہ کسی بلا مین مبتلا ہو جائیے یکلخت آبریشم
نے آواز دی کہ اے کوئی حاضر ہو کہ اس چاندسی تصویر کو لیجائے دیکھا اندر سے باغ کے
ایک زنگی سیاہ رو آیا چند خواصون نے آبریشم مردار خوار کو صحنچی مین اتارا عمرو کو وہ
زنگی دوسرے باغ مین لے گیا خواجہ نے دیکھا کہ باغ ویران روش پڑیان ٹوٹی ہوئین
سناٹا غضب کا اوس زنگی نے ایک نخل کے سائے مین خواجہ عمرو کو بٹھایا اور پکار کر آواز دی
کہ ہتھکڑیان بیڑیان لاؤ دیکھا کہ بیچ نخل شق ہوئی ایک زاغ سیاہ ہتھکڑیان بیڑیان چونچ مین
دبائے ہوے آیا عرض کی کہ یہ ہتھکڑیان بیڑیان حاضر ہین زنگی نے ایک آہ کی منہ سے شعلے
آتش نکلے بھنناے آسمان پر پہونچے خواجہ عمرو ڈر گئے زنگی تو غائب ہوا دیکھا کہ ایک زنگن
سیہ فام بدانجام خواجہ کی گردن پکڑے کھڑی ہو خواجہ عمرو نے گھبرا کر کہا کہ ارے تو کون ہو
زنگن نے ہنس کر کہا کہ مین تیری روح قبض کرونگی تیری بدعتین سب خداوند کو معلوم ہین اب

کیونکر زندہ بچو گے خواجہ عمرو نے کہا کہ ہاں مین تو غلام ہون خداوند دکھائی نہین دیتے نہین تو
مین سجدہ کرون کہ ایک جھونکا ہوا کا چلا دیکھا کہ دہی تصویر سنگی جو پہاڑ دن پر باتین کیا کرتی تھی
سامنے نکلی ہوئی ہی آواز دی کہ اے فرزند قدرت کیون اسقدر گھبراتے ہو بس پھر عمرو چیخین
مار کر رویا کہا کہ یا خداوند ہفت پیکر میری خطا معاف کیجے تصویر نے کہا کہ ای خواجہ
جو دل کہتا ہی وہ زبان پر نہین لاتا تیری بات قبول نہین ہوتی یہ کہکر وہ تصویر غائب ہو گئی
خواجہ عمرو نے کہا کہ بلی حبش صاحب مین آپ کا تابعدار ہون مجھے اعتقاد خدائی خداوند
ہفت پیکر ہوا آواز آئی کہ او عمرو کیون باتین بناتا ہی اپنی جان کی خیر منا ایسا دہو کہ
ہلال زنگی تجکو قتل کرے یہ زگمن اُسی کی زوجہ ہی اُس سے اپنی جان بچاؤ خواجہ عمرو نے
زگمن سے کہا کہ دیکھو مال رکھا ہی جو پسند ہووے لو یہ کہکے گھنڈیان زنبیل کی کھولین اور منھ
کھول کر زنبیل کا کہا کہ لو آؤ دیکھو تو اب جو زگمن نے سر جھکایا وہ مال بیحساب رکھا ہوا دیکھا کہ دل
ٹھہر گیا کہا کہ ای خواجہ عمرو یہ مال کہانسے آیا خواجہ نے کہا کہ کافرون کو مار مار کے جمع کیا
ہی لقا کے تاج کے لیے اور جا بجا نوشیروان وغیرہ سے بھی لیے ہوا جو پسند آئے وہ لے لو
لینے کسکو عذر ہی زگمن کو ایک تاج پسند آیا ہاتھ بڑھایا چاہا کہ تاج اُٹھا لون لیکن ہاتھ
نہ پہونچا آدھا بدن اپنا زنبیل مین ڈالدیا اور ہاتھ بڑھایا کہ تاج اُٹھالون خواجہ عمرو نے
چوتڑون مین ہاتھ دیکر زنبیل مین گرا دیا گرتے ہی زنبیل مین چار طرف سے لونڈیان دوڑین
کہ تو کہتی ہین کہ اسکو باورچی خانے مین رکھو ایک حبشی ہوکر میرے ساتھ رہا کرے صرف جاڑو
دیا کرے اور کسی کام سے اسکو مطلب نہین ایک حبشی ہوکر کنارے دریا کے مقرر کرو وہ آن
نگہبانی کیا کرے ایک فرقہ کہتا ہی کہ انکو ہمارے گروہ مین رکھو ہر طرف سے یہی ہنگامہ ہی ایک
زنگی آیا اُسنے کہا کہ صاحبو ہٹ جاؤ یہ کہتا ہوا قریب آیا چٹیا پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا کہ
کپڑے اُتار باری ہمکو حساب سمجھانا پڑیگا اُس زنگی نے کپڑے اُتار لیے اور ایک غرقی اُسکو
بندھوا دی کہا کہ اب اسکو لیجا کر باورچی خانے مین رکھو کنیزین کشان کشان اُس زگمن کو
باورچی خانے مین لے گئین کہا کہ یہان بیٹھ لکڑیان پھونک کوے بیچاری زگمن بیٹھ کر اپنا مقرری کام
کرنے لگی خواجہ عمرو نے یہان رنگ روغن عیاری کا نکالا اُسی زگمن کی شکل بنکر تیار ہوے

باہر باغ کے چلے آبریشم مردار خوار کنیزون مین بیٹھی ہوئی مسخرہ پن کر رہی ہی کہ آواز آئی واری
یہ لونڈی بھی حاضر ہی آپ کی صحبت مین فیض پاؤن تو گاتا سناؤن ایسا بد نصیب قیدی میرے
سپرد ہوا کہ بات بات مین گالیان دیتا ہی اس وقت مجکو غصہ آیا بیہودہ بکتا تھا ایک طمانچہ
مین نے مارا چمنستان مین پڑا لوٹ رہا ہی یقین ہی کہ مر جائے اب زندہ نہ بچیگا کیا حکم ہوتا ہی
آبریشم مردار خوار نے پکار کر کہا کہ بوا یہان آؤ مین نہین سمجھی کہ تم کیا کہتی ہو خواجہ عمرو دوڑ کر
سامنے آئے کہا واری جیسا کہ یہ قیدی بیباک چست و چالاک ہی ایسا کوئی قیدی کبھی ہمارے
سپرد نہین ہوا اس وقت کلمات سخت و سست کہنے لگا مین نے ایک طمانچہ مار دیا اب پڑا ہوا
تڑپ رہا ہی آبریشم مردار خوار نے کہا کہ میرے پاس لا تو ارے بوا یہ وہ شخص ہی سامری نامہ
دیکھو جا بجا قدرت خود لکھتے ہین کہ اسکے فتورے ہمارے بندون کو کون بچائیگا ہزار ہا ساحر
اسکے ہاتھ سے مارا جائیگا جا بجا ایسی عبارتین لکھی ہین تو مثل اور قیدیون کے یہ قیدی نہین
ہی تو اسکو لا تو یہ سنتے ہی خواجہ عمرو اٹھے لیکن حیران و پریشان کہ کسکو عمرو بناکے لاؤن
دو قدم چلکے پلٹے کہا واری ادھر آیئے درخت کی آڑ مین آکر کہا کہ دیکھیے ابر تیرہ دم توڑتا
رہی جیسے ہی آبریشم مردار خوار پلٹی خواجہ عمرو نے خنجر مارا کہ آبریشم کا شکم چاک قیمہ پاک ادھر تو
آبریشم گری خواجہ عمرو نے دوپٹہ کھینچا آواز آئی کہ او ظالم اب کہان جائیگا دیکھا کہ دوپٹے
مین ایک مار سیاہ تھا وہ منہ کھول کر خواجہ پر چلا خواجہ نے خنجر دکھایا اُس مار سیاہ نے
دُم ماری ہاتھ پر کہ خنجر ہاتھ سے خواجہ عمرو کے گرا مثل آدمیون کے آواز دی کہ او شخص
تو نے بڑی ساحرہ کو مارا اسکا بدلہ تیرے واسطے مقرر ہوگا خواجہ نے دیکھا کہ یا تو مار سیاہ
تھا یا تڑپکے زمین پر گرا دیکھا کہ ایک عورت کسی قدر آبریشم مردار خوار سے صورت
ملتی ہوئی ہی قہقہہ مار کر کہا کہ کیون نگوڑے تو نے مجکو مار ڈالا قدرت کے تصدق ہو جاؤن
کئی جسم میرے واسطے مقرر کیے ہین مجھے کون مار سکتا ہی یہ کہکے خواجہ عمرو کو کھینچتی ہوئی جنگل
اب خواجہ لاکھ لاکھ منت کرتے ہین جو بات کہتے ہین وہ عورت ہنس دیتی ہی جنگل جا لیا
تو کہا کہ کیون باتین بناتا ہی تیرے دل کا حال مجھپر روشن ہوگیا اب عمرو حیران ہی کہ
کیا تدبیر کرون کہا کہ کیون بی آبریشم مردار خوار اب کوئی بات ہماری نہ مانوگی یہ کہکے جیب مین

روپئے کھنکائے اب تو آبریشم مردار خوار ہنسی کہا خواجہ یہ کیسے ہین خواجہ نے کہا کہ آپ کے
ہین علاوہ اسکے اور اشرفیان بھی ہین لیکن ای ملکہ عالم اصل یہ ہی کہ تمام دنیا مین مشہور ہی عمرو بڑا
لالچی ہی انصاف تو کیجیے کہ جب وقت جان جانے کا آگیا تو روپیہ کس کام آئیگا ہمارے مذہب کا
دستور ہی کہ بعد مرنے کے اول تیجہ ہوتا ہی جسکا نتیجہ یہ ہی کہ پھول اُٹھائے جاتے ہین اگلے لوگ کہہ گئے ہین
کہ پھول اُٹھانے سے مردے کو راحت ہوتی ہی دس پانچ روپے تیجے مین صرف ہوتے ہین اگر زیادہ مقدور
ہو تو تیجے کو جوڑا بھی دیا جاتا ہی یہ جوڑا بھی مردہ پاتا ہی پھر دسوان بیسوان آخر مین چالیسوان اسمین
جوڑا ضرور دیا جاتا ہی برتن تلنے کے مینی کے کوئی شی ایسی نہین کہ چالیسوین مین نہ دیجاتے ہی سب
چیزین مردے کو ملتی ہین مورخین نے جا بجا لکھا ہی کہ چالیسوین والا جوڑا مردے کے بڑے کام آتا ہی
کہ روز حشر سب برہنہ ہونگے مگر یہ شخص وہی چالیسوین والا جوڑا پہن کے روز حشر مین جائیگا ایسے
ایسے طریقے ہمارے مذہب مین ہین لہذا اگر مناسب ہو تو ہمسے رقم لے لو لیکن یہ رسمین ضرور کرنا
ایسی باتین جو خواجہ عمرو نے کین یا تو آبریشم خواجہ کو کشان کشان لیے جاتی تھی یا تو اب جہان
تھی وہین ٹھہر گئی خواجہ عمرو نے دو روپے کا چھلا اُسے نکال کر دیا اب تو آبریشم مردار خوار خوش ہو گئی
خواجہ نے دوسری جیب سے اشرفیان نکالین کہا لو یہ حاضر ہین آبریشم کہتی جاتی ہی کہ خواجہ عمرو
تمھاری حرکات سے خوف معلوم ہوتا ہی مین نے سارا سامری نامہ پڑھا ہر جگہ تیری بُرائی دیکھی
خواجہ نے کہا کہ ہین یہ بات کا وقت ہی اب میری خطا قدرت سے معاف کراؤ ورنہ ایک آہ
کرکے جان دے دونگا تم لوگ سب پچتاؤ گے کہ ایسا گانے والا کہان ملیگا یقین تو ہی کہ جب
صحبت عیش ونشاط ہو تو ہم ضرور یاد آئین ضرور مہربانی فرمائیے اب میری بُرائیون کا خیال
نہ کیجیے حقیقت مین ہر بات مین میری مکر وفریب ہی مگر اب وقت نہین مین ناچار ہو چکا جو بات
کرتا ہون بُرائی پیدا ہوتی ہی مگر کیون بھلا آبریشم آخر تمھین کوئی کیونکر قتل کرے وہ نازنین خوب
قہقہہ مار کر ہنسی کہا او بیوقوف ایسا کون دیوانہ ہوگا کہ اپنے مرنے کا حال بتائے خبردار اب
ایسی بات مجھسے نہ پوچھنا خواجہ عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تم میری زندگی کا باعث ہو اگر
مجکو یقین ہو جائے کہ تمکو کوئی قتل نہین کر سکتا تو دل کو اور تقویت ہو کہ تمکو کوئی قتل نہ کر سکیگا اور
مجکو بھی کوئی گرفتار نہین کر سکتا ہم تم دونون مل کے سامان سلطنت طلسم کشا اُٹھا جن بھا بتا

تام ہو قدرت منظور فرمائیں مشیران سلطنت کہلائیں یہ سنکر اُس جادوگرنی نے کہا کہ خواجہ اگر تمھارا
یہ مطلب ہی تو پہلے جب کوئی میرا داہنا ہاتھ کاٹیگا تب مین مرونگی ورنہ ہزار خنجر اگر کوئی مجکو
مارے تو بھی مین نہین مرسکتی خواجہ عمرو نے کہا کہ اے ملکۂ عالم بس اب دل کو تسکین ہوئی لاؤ
ہاتھ اپنا مجھے دو اُسنے ہاتھ بڑھایا خواجہ نے ہاتھ چوم کر فرمایا کہ اے آبریشم مردارخوار یہ ہاتھ
بھی تیرے بہت پیارے پیارے ہین اب مین تجکو مشیران سلطنت مین محسوب کراؤنگا لو یہ اور
اشرفیان بھی رکھو لو اب ہمارے تمھارے دلون سے صفائی ہوگئی اب ہمارے تمھارے کوئی
جھگڑا نہ رہا دوسرا پوٹلا اشرفیون کا نکالا اُسنے ہاتھ بڑھایا خواجہ عمرو نے کلائی تھام کر ایک
خنجر مارا ہاتھ جو آبریشم مردارخوار کا کٹا ایک چیخ ماری کہ باغ ہل گیا آواز دی کہ او ظالم تو نے
غضب کیا مجھسے پوچھا اور وہی تجپر صرف کیا خداوند ہفت پیکر تجھے سمجھینگے یہ کہکے
لڑکھڑا کے گری اور آوازین مہیب آنے لگین ایک آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و پرغباری ہوئی
بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من آبریشم مردارخوار بود خواجہ عمرو نے دیکھا
کہ باغ بھی پامال ہوگیا خواجہ ایک جانب بھاگے سر پہ ہاتھ ٹوپی سنبھالے ہوے جاتے ہین
کہ اس صحرا سے نکل جاؤن مگر کب نکل سکتے ہین ایک طرف سے آواز آئی کہ خواجہ ٹھہر جاؤ مجھے
کچھ کہنا ہی خواجہ نے پلٹ کر دیکھا کہ چالاک دوڑا ہوا آتا ہی خواجہ چالاک کو دیکھکر
ٹھٹکے چالاک قریب آیا دوڑکر ہاتھ خواجہ عمرو کا تھام کہا او سارہان زادے منم ندیم جادو
غضب کیا تو نے کہ آبریشم مردارخوار کو مارا اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا مین کوئی تیری
بات نہ مانونگا یہ کہکے کھینچتا ہوا خواجہ کو لیچلا اب جو عمرو نے خیال کرکے دیکھا کہ ایک ساحر
سیہ فام پکڑے لیے جاتا ہی لاکھ لاکھ خواجہ منتین خوشامدین کرتے ہین مگر وہ نہین مانتا کہتا ہی
کہ او ظالم تو نے آبریشم ایسی ساحرہ کو مارا تجھے بچانا دشوار ہی مین تجکو خدمت خداوند ہفت پیکر
مین پہونچا دونگا تو مہلت پاؤن کئی دن سے حکم خداوند ہی کہ عمرو کو ہم تک لاؤ کیا ممکن
نہین ہوتا آج تجکو ضرور لیچلونگا یہ کہکے خواجہ عمرو کی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا خواجہ کی
متوجہ ہوا سے آنکھین بند ہوگئین اب یہ ساحر خواجہ عمرو کو لیکر بخدمت ہفت پیکر جاتا ہی
اب کل اہل اسلام قید ہوے اب آگے تدبیر رہائی واجب و لازم ہی انشاء اللہ تحریر کرتا ہون

دو کلمۂ داستان جلالت عنوان کہ جملہ سرداران تہمتن زیر کوہ بوقلمون لڑتے بھڑتے پہونچے آخر کار قید ہوئے ذکر انکا حقیر کو منظور ہے خواجہ کو لیے ہوئے ندیم جادو طرف کوہ ہفت پیکر کے جاتا ہے اسی ضمن مین یہ بھی ذکر ہوگا و ذکر ہائے رستم پیلتن و عشق لالہ عذار دختر مصر العجائب و تدبیر ہونا ملنے لوح کی اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا ساغر امتحان	کہ آئی ہے اب رنگ پر داستان	ہوئے جمع رندان میخوارہ ہین
کہ حالت سے اپنی خبردار ہین	بلاتے ہین ساقی مے نوش کو	کہ ترتیب ہو لطف سرجوش کو
ادا مین جو ساقی کی بجانے لگین	ہوا مین فسیح خیز آنے لگین	اٹھا ابر رحمت بصد شد و مد
کہ ساقی کو ہو سیر گلشن مین کد	نہال مضامین بھی ہین سبز پوش	کہ ساقی کو ہے بحر الفت سے جوش
گلابی اٹھا ساقی سیم بر	کہ رندون نے پائی چمن کی خبر	مرصع خیالان شیرین ادا
سناتے ہین عبرت کا یہ ماجرا	فلک در پے جنگ ہونے لگا	تو گلچین و صیاد رونے لگا
ہر اک نخل سرسبز و شاداب ہے	مرا دل ہے یا رشک سیماب ہے	کہ طائر چمن کے گھر رنج ہین
یہ انسو ہین بلبل کے یا گنج ہین	سمند شکر لب حسینان باغ	ستارے ہین یا مہ جبینان باغ
وہ طاؤس ہین رقص مین ہر طرف	جو دیکھا انھین غم ہوا ہر طرف	چل اے توسن خامۂ تیز رو
چھلاوہ کہون جگنو یا برق دو	قدم با قدم جست چالاک ہے	طرارے مین پولی مین بیباک ہے
مرا توسن کلک شہ زور ہے	دختری نہ کری نہ نخوری	لکھون داستان جلالت نشان
کہ مشتاق ہین سامع و ناظران		

چہرہ رہائی یا نشان زندان مصیبت عنوان طلسمی و غواصان دریائے بے کنار شعبدہ سازی اس داستان حیرت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین اشعار

منتنی فغان کہ آمد بجان	درین زیر نہ پردۂ آسمان	درین پردہ آواز نالہ جو کی
برا احوال جم یا بہ احوال کر		

حال مصیبت مآل زندان طلسمی تحریر ہوتا ہے جب خواجہ کو ندیم جادو لیکر چلا تو متوجہ ہوا ہے آنکھین بند ہوگئی تھین نہین معلوم کتنے عرصے تک وہ ساحر عمرو کو لیکر بلند رہا اب جو آنکھ کھلی عمر و نے اپنے کو ایک صحنچی مین پایا اب جو اٹھا کے دیکھا تو ایک

مکان مین صاحبقران زنجیرمن ہلا رہے ہین ایک قصر مین رستم سمک پہلو مین قید ہین سب بیٹے صاحبقران کے مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی اسی طرح قید ہین کوئی صورت رہائی کی نہین پائی جاتی ایک طرف بادشاہ لشکر مع تاجدارون کے قید ہین جملہ فرزندان نامی پہلوانان گرامی و سرداران حجازی اسی مکان مین قید ہین خواجہ عمرو نے صاحبقران عالیشان کو اشارہ کیا کہ یہان کیونکر آکر قید ہوے صاحبقران نے طرف آسمان کے اشارہ کیا خواجہ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے تمام قید خانے مین خبر ہو گئی کہ خواجہ عمرو بھی قید ہو گئے ایک لاکھ چھوٹا سی ہزار پیک بچہ بھی یہان قید ہے عیارون نے جو قید ہونا خواجہ عمرو کا سنا بیتاب ہو گئے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اب قضا لیکر اس قید خانے مین آئی جب ہمارے قبلہ و کعبہ قید ہو گئے تو اب ہماری رہائی کی کیا صورت قید خانے بھر مین سب کو زندگی سے یاس ہے سب کو یقین کامل ہے کہ اب یہان سے رہائی غیر ممکن ہے ہر سردار و ہر عیار چنین مارمار کے رو رہا ہے دعائین پروردگار سے مانگتا ہے کہ اے پروردگار اس مصیبت سے کیونکر رہائی پائین گے یا تڑپ تڑپ کے یہین مر جائینگے اے کریم کارساز و اے بندہ نواز اس آفت سے نجات دے

نظم

نعمت را انسان تو اے خلاق اکبر ساختی
قطرہ را گوہر نمودی خاک را زر ساختی

گاہ بر را بحر کردی بحر را بر ساختی
گاہ تر را خشک کردی خشک را تر ساختی

مہر تابان ساختی و ماہ انور ساختی
شمع حسن خود بہر محفل منور ساختی

تابع فرمان خود کردی شہان ملک را
گاہ دارا ساختی گاہے سکندر ساختی

اہل دولت را گہے کردی تو درویش فقیر
تنگدستان را بمال و زر تونگر ساختی

گمرہان راہ الفت را تو گشتی رہنما
خاکساران جہان را کیمیا گر ساختی

آب و آتش را تو کردی قائم اندر یک مقام
برق را آتش فشان و ابر را تر ساختی

بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون
صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی

گاہ کردی نور وحدت را ز کثرت آشکار
گاہ کثرت را پئے توحید مظہر ساختی

درد دل ہر سوختہ دل سوز دل کردی فزون
گوہر افشان در غمت ہر دیدۂ تر ساختی

کردہ اکثر پر دیوان در زبان پارسی
سلک ہندی نظم این سلک گوہر ساختی

یہ تو سب یہان اس فکر مین ہین دعائین مانگ رہے ہین لیکن ہفت پیکر جو اپنے مقام پر پہونچا
کوہ بوقلمون سے پلٹ کے آیا ہی پسینے پسینے ہو رہا ہی کسی طرح کا ابر سر پر چھینٹ مارتا ہوا نہایت
غصّے مین تھرتھر کانپتا ہوا تاج ڈھلکا ہوا چار وزیر صاحب تدبیر جو ہر وقت حاضر رہتے ہین
انھون نے دست بستہ عرض کی کہ آج قدرت کو بہت پریشان پاتے ہین ہفت پیکر نے کہا کہ
اے بندگان من تم آگاہ ہوے کہ آج کیا معرکہ گذرا کوہ بوقلمون پر طلسم کشاے اصلی کا گذر ہوا
اول شہنشاہ بوقلمون کا مارا جانا زمین تھرائی تھی ایک پہاڑ کیا ویران ہوا صاف ثابت ہوتا
تھا کہ کوہ عم والم گرا بڑی دیر تک لڑائی پڑی ساٹ عجابا نہ روند تلوار چلی آخر قدرت نے سبھون کو
گرفتار کیا زندان مصیبت خیز مین سب قید ہین ایک دن ان سب کو ایک مقام پر طلب کر کے
کاہنان طلسمی بلائے جائین اُن سب سے سوال کیا جائے کہ اہل فتاح کون ہی جسکا نام بتائین
اُسکو ہزار تدبیر سے قتل کرنا چاہیے وزیرون نے عرض کی کہ یا خداوند بحر العجائب تو مارا گیا
مگر مصر الغرائب بھاگ کر آپ کے طلسم مین آیا اُسکو بلا کر قیدیون کو سپرد کیجیے وہ جبر کر کے
قتل کریگا خود بھی بادشاہ طلسم رہا اُس سے زیادہ قاعدے کا جاننے والا کون ہی ہفت پیکر
نے حکم دیا کہ کل سویرے اُسے اطلاع کرو کہ بروقت دربار آ کر حاضر ہوا و ہمارے سامنے آوے
کل کوہ یاقوت پر جلوس ہی یہ کہہ کے داخل قصر عیش ہوا مگر نہایت مکدر رات رہا وزیرون نے
مصر الغرائب کو خبر دی کہ یہ حکم خداوندی ملا ہی کل آپ کوہ یاقوت پر دربار خداوندی
مین آئیے مصر الغرائب نے اقرار کیا کہ کل مین ضرور حاضر ہونگا اگر یہ قیدی مجھکو ملین
تین دن کے اندر قتل کرون شب کو مصر الغرائب جس مقام پر رہتا ہی اُس مکان مین جب آیا
بیٹی اسکی لالہ عذار مکان مین بیٹھی ہی کہ خبر ہوئی باپ آتا ہی واسطے استقبال کے چلی راہ
مین آکے سلام کیا عین شباب کا وقت ہی مصر الغرائب نگاہ چہرے پر ڈال کر حیران ہو گیا
ہا تھ تھامے بیٹی کا کہا کہ کل تم بھی چل کر خداوند ہفت پیکر کی زیارت کرنا کل قدرت نے ہمکو
بلایا ہی مسلمانون نے طلسم ہفت پیکر پر حملہ کیا تھا کوہ بوقلمون تباہ ہوا لیکن قدرت نے خود
کوشش کر کے سب کو گرفتار کیا زندان مصیبت خیز مین سب قید ہین قیدی ہمارے سپرد کیے جائینگے
سب کو تڑپا تڑپا کے مارونگا جو جو بدعتین میرے ساتھ ہوئی ہین اُسکا بدلا کر دونگا پانچ ہزار

پانچ سو تھیں سردار خود صاحبقران بھی قید ہیں دن بھر کل قدرت نے خود شفقت کی سب کو گرفتار کر لیا
کسی کا زور نہ چلا بیٹی نے کہا کہ ابا جان ہم حضور خدمت خداوند ہفت پیکر میں چلیں گے بیٹی کو
یہ پیغام دیکر ایک گوشے میں آکر بیٹھا یاد ہفت پیکر کی کرنے لگا پہر رات پچھلی باقی تھی کہ اپنے
مقام سے مصر الغرائب اٹھا بیٹی کو آکر اٹھایا کہا بیٹا چلو چل کے دربار خداوندی دیکھ آئیں
بیٹی بھی ساتھ ہوئی بارہ ہزار سوار و پیدل اہتمام کرتے ہوئے لیکر چلے بارہ ہزار جوان جو ہمراہ
ہیں انھوں نے خیمے استادہ کیے ہیں خبر ہو گئی کہ شہنشاہ آئے ہیں خیموں سے نکل کر دوڑے
در دو ہاں یہیں سب سردار اپنے اپنے مقام پہ جمے کھڑے ہیں جب سامنے سواری پہونچی سلامی
اتری مصر الغرائب سب کے سلام لیتا ہوا بیچ میں سے فوجوں کے گذرا گذر کر صحرا ملا صحرائے
پر فضا نواح دلکشا طائران زمزمہ سرا معروف زمزمہ سرائی درختوں کی رعنائی و زیبائی ہوا
ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی ہے جب غنچے چٹکتے ہیں یا خداوند ہفت پیکر کی آواز آتی ہے ہر نخل سے
یہی صدا ہے طائروں کا یہی روزمرہ ہے یہی غنچوں کی رنگت و بو پھولوں کی آبرو شاخیں
جھوم رہی ہیں بار اٹھا رہے سر بسجود ہیں عمدہ شاخوں کے خم عندلیبان خوشنوا شاخہائے
گل پہ آکر زمزمہ سرائی کرتی ہیں خداوند ہفت پیکر کو پکارنا دمبدم ہوا کا سنکنا پھولوں کا
مہکنا برق کی دندان نمائی غبار کا بلند ہونا ہر طرف سے یہی صدا ہے کہ خداوند ہفت پیکر
یکہ و تنہا ہے یہ جو صدا دی پھولوں سے یکایک بوئے خوش آئی غنچے چٹکے شاخہائے گل
جھکنے لگیں ہر ایک طرف سے آوازیں آئیں کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہے یہ آوازیں
سنتا ہوا مصر الغرائب جاتا ہے قریب کچھ پھولوں کے ہو پہنچا نخلوں کے سائے میں پھولوں کا
انبار ہے پھولوں کی خوشبو آرہی ہے صبا لہرا رہی ہے یکایک ایک ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی کہ دماغ جان
معطر و عنبر ہو گیا مصر الغرائب تخت پر سوار ہے پہلو میں اسکے اسکی دختر بیٹھی ہے ہوا کے
چلنے سے آنکھیں بند ہوئیں تھوڑی دیر کے بعد جو آنکھ کھلی دیکھا ایک شہر نہایت آباد خلقت
کی آمد و رفت پائی جاتی ہے بڑھکر مصر الغرائب نے پوچھا یہ کونسا شہر ہے لوگوں نے کہا
کہ ملک صبائل مقام خدائی نمرود شاہ باختری یہی مقام ہے یہ سنکر مصر الغرائب تخت سے
اترا بیٹی کا ہاتھ تھامے ہوئے قلعے میں آیا دیکھا عمارتیں عمدہ ہر طرف معقول آخر شب ہے لالٹینیں نکلی

ہیں

روشنی صباحت پر ثابت ہوتا ہے کہ ستارہ ہائے سحری جھلملا رہے ہیں لالہ عذار کہتی ہے کہ کیوں بابا جان آج باختر میں کیونکر آئے مصر الغرائب کچھ جواب نہیں دیتا دیکھتا چلا آتا ہے ایک سمت دیکھا کہ لاکھوں سوار و پیدل فرودکش ہیں خیمے بارگاہیں استادہ ہر طرف سواروں میں نام خداوند ہفت پیکر لیا جاتا ہے دیکھتے بھالتے دروازے پر ایک باغ کے پہونچے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا تھا چوبدار و یساول برائے سلام خم ہوئے مصر الغرائب کو تخت سے اُتارا باغ میں لے گئے ایک باغ نہایت سرسبز و شاداب نظر آیا مصر الغرائب نے پوچھا اس باغ کا کیا نام ہے سب نے عرض کی کہ باغ بہشت زمرد شاہ باختری اسی کا نام ہے صدہا برس میں تیار ہوا اب مثل اسکے کوئی مقام دنیا میں نہیں ہے مصر الغرائب بہ نگاہ غور دیکھتا ہوا آتا ہے طائروں کی زمزمہ سرائی عندلیب خوشنوا کا چہلوے گل میں چہکر زمزمہ سرائی کرنا اور نام ہفت پیکر کا لینا کہ دوسرا پھاٹک طلائی پھاٹک پر بھی حاجب و دربان حاضر تھے واسطے تسلیم کے جھکے کہا کہ ای شہنشاہ کہاں جانے کا درختوں سے آواز آئی کہ خداوند ہفت پیکر نے طلب فرمایا ہے تھوڑی دور اور چلے تھے کہ دیکھا قبقول سے لقا اُترتا ہوا آتا ہے اور پکارتا ہوا کہ ای مصر الغرائب کہاں جاتے ہو اسنے پلٹ کے آواز دی کہ برائے ملاقات خداوند ہفت پیکر چلا ہوں آج طلب فرمایا ہے لقا نے کہا کہ ہم بھی وہیں ہیں گے ای شہنشاہ جہان تک ہو سکے خداوند ہفت پیکر سے جھک کے ملیے گا مصر الغرائب ہاں ہاں کرتا ہوا دوسری سرحد میں پہونچا صحرائے ریگستان کیا مقام معقول کہ ذرہ ہائے ریگ بیابان ستارہ ہائے آسمان سے ہمسری کر رہے ہیں چلنے سے ذروں کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ زمین بہتر از چرخ برین ہے حقیقت میں وہ سرمہ بہتر از آسمان و زمین ہے طائران زمزمہ سرا پکار رہے ہیں یا خداوند ہفت پیکر بلکہ شاخہائے غنچہ و گل ہر شے سے یہی آواز آتی ہے مصر الغرائب نے دیکھا کہ زبرجد شاہ آتا ہے آکر مصر الغرائب سے ہمکلام ہوا اور کہا کہاں جاؤگے کہا برائے ملاقات خداوند ہفت پیکر جاتے ہیں زبرجد شاہ نے کہا کہ ہم بھی آئیں گے ہماری قدمبوسی کا یہی وقت ہے ہر مقام کو دیکھتے بھالتے طائروں کی آوازیں سنتے ہوئے سب مقاموں کو چھوڑ کر ایک دشت فرحت خیز میں پہونچے ہر طرف سے آوازیں یا خداوند ہفت پیکر کی آ رہی ہیں مصر الغرائب

تخت سے اُتر کر کھڑا ہوا آواز دی کہ ای نور نظر وای پارۂ جگر یہ تماشا دیکھو کل ممالک کا یہان جوہر ہی دیکھو تو کیا کیا حسین ومہ جبین جمع ہین ہلڑ ہو ان سب کا تماشا دیکھو لالہ عذار نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک طرف سے ہزارہا شاہزادیان پاینچے سنبھالے ہوے پشت پر کنیزان زرین پوش آکر ملکہ لالہ عذار کو سب نے سلام کیا تالیان بجا کے آواز دی کہ ارباب نشاط کو بلاؤ کئی ہزار عورتین خوبصورت نئے جوڑے پہنے ہوے آکر حاضر ہوئین عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہی ملکہ لالہ عذار نے مسکرا کر اشارہ کیا کہ کچھ اشعار عاشقانہ گاؤ وہ سب کنیزین آپس مین اشارہ کرکے آمادہ ہوئین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین

نظم

قطع کرتا ناتوانی مین عصا سے راہ کو
گر اُٹھا سکتا برنگ کہربا مین کاہ کو

پست کیا پستی مین ہون رکھتے ہین جو ہمت بلند
جانتا تھا زر وہان عرش یوسف جاہ کو

کہا کسی ناچیز کو ناچیز ہم سمجھین بھلا
آنکھ پر رکھتے ہین اکثر وقت حاجت کاہ کو

جو دنی ہین وہ بھی کرتے ہین حسینو نے سلوک
اس دہانت پر فلک دیتا ہی خرمن ماہ کو

کچھ تو ان روزون رسائی نا اثر پیدا ہوئی
واہ واکرنے لگا ہی سُنکے میری آہ کو

کیا حسد سے چاک ہوتے ہین جگر مانند صبح
دیکھکر تابان کسی کے آفتاب جاہ کو

ٹھوکرین کھانے کو جائے طور پر اب کیون کلیم
دیکھ پایا ہی صنم تیری تجلی گاہ کو

می بھی ہی حورین بھی ہین غلمان بھی ہین فردوس مین
ترک کرتا ہون مین زاہد عیش خاطر خواہ کو

نقش پاسے محتسب پاے نہ رندون کا سُراغ
سر سے طی کرتا ہی لازم میکدے کی راہ کو

ہی خرابات جہان مین عام فیض می فروش
مستی محو ہوتی ہی یکسان گدا و شاہ کو

ہی برابر سالکون کو اسفل و اعلی سے راہ
راہ رو کرتے ہین طی پست و بلند راہ کو

ڈھونڈھنے سے بھی نہین ملتی خدا کے گھر کی راہ
چاہتا ہون ان دنون ایسے بت گمراہ کو

ہون مین ایسا رحم کے قابل کہ گنبد کی طرح
آہ کرتا ہو فلک بھی سُنکے میری آہ کو

عشق جب وارد ہوا کی عقل نے دل سے گریز
ایک جا دیکھا ہی کسنے شیر اور روباہ کو

ہی دعا ناسخ بھلا دے یاد سے مجکو صنم
یاد کرتا ہون اگر بھولے سے بھی اللہ کو

بعد ان اشعار گانے کے کنیزون نے کہا کہ دربار خداوندی مین آج جانا ہوگا سامنے قدرت کے بھی

گانا ہوگا وہ نازنینان حسین لالہ غدار کے پیچھے آئین پھر ایک ہوا چلی اسی طرح سب کی آنکھیں بند ہوگئیں ابکی مرتبہ آنکھیں کھول کر دیکھا ایک طرف انگریزون کی سلطنت عجائب الغرائب ایک جا باخترون کا ہنگامہ ایک جانب ظلمات والون کی شورش ایک سمت صدا آ رہی ہے کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہے ایک جانب دیکھا کہ چار پھاٹک کھلے ہوئے ہین ہر پھاٹک پر ایک ایک پہلوان لباس زرین پہنے ہوئے گرد اُسکے عورتین خوبصورت تسبیحین ہاتھ مین یا ہفت پیکر یا ہفت پیکر پڑھ رہی ہین ایک گنبد سیاہ و بیچ مین اس آن بان سے بنا ہے کہ ہر دیوار سے آئینے کی کیفیت معلوم ہوتی ہے اور ایک تاجدار بیچ مین ٹہل رہا ہے مصر الغرائب یہ معاملہ دیکھکر حیران ہوگیا یکایک ایک سناٹا ہوا پلٹ کر سب نے دیکھا کہ گنبد سیاہ غائب ہوا دیکھا کہ ایک کوہ فلک شکوہ سرخ چمک رہا ہے اندر سے آواز آئی ہے کہ ای بندگان حسن دیدی قدرت مرا کہ بچہ طور دنیا را آراستہ نمودہ ام مصر الغرائب کو بلاؤ کہ کہان ہے مصر الغرائب بڑھا دو انسے بھی کوہ کے ناصیہ فرسائی کی اندر سے آواز آئی کہ سر خود را از سجدہ بردار کہ لعنت بر تو نصیب کردم یہ سنکر مصر الغرائب نے سر اُٹھایا کیفیتین دیکھکر وجد مین آیا حکم ہوا کہ پہلوے کوہ مین تخت بچھا ہوا ہے آگے بڑھو پلٹ کے مصر الغرائب نے دیکھا کہ ایک تخت یاقوت احمر کا بچھا ہے پہلو سے تخت مین ایک کرسی بچھی ہے تخت پر مصر الغرائب کرسی پر لالہ غدار پشت پر لقا و زرجد شاہ وغیرہ بعظمت تمام بیٹھے ہین مگر کلمات عجز زبان پر کہ اندر سے کوہ کے آواز آئی قیدیان بلا کو لاؤ اُسی وقت چوبدار و جلاد دوڑے ہوئے گئے لیکن ایک سناٹا ایسا ہوا کہ یقین تھا سننے والون کے کان کے پردے پھٹ جائین کلیجے تھام کے رہگئے صدائین عجب آ رہی ہین کہ فاؤ زنجیر مین غل ہوا زنجیرون کے جھنجھنانے کی آواز آنے لگی اب جو مصر الغرائب نے دیکھا کہ آواز زنجیرون کی کان مین آئی اور یہی صدا اُس آواز کے ساتھ تھی کہ ای بندگان حسن نہ گھبراؤ خداوند ہفت پیکر تمھارے سامنے ہین کسین کوئی کچھ نہ کر سکیگا پھر تو ہوا چلی آنکھیں سبھون کی بند گئین بعد تھوڑے عرصے کے جو آنکھیں کھلین دیکھا کہ صاحبقران سب کے آگے مسلسل و مطوق مع جملہ فرزندان و سرداران نامی و گرامی چلے آتے ہین جملہ سرداران نامی نے جو مصر الغرائب کو بیٹھے دیکھا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی گنبد سے آواز آئی کہ ای سپہ سالار قدرت زبان کو

اپنی بند کرو سامنے کھڑے رہو سب فرزندان حمزہ و سرداران نامی مع صاحبقران زبان بند کر
کھڑے ہوے وارائے ہند لندھور بن سعدان داہنے صاحبقران کے بائین پر لاک
لیکن فرزندون مین رستم پیلتن علمشاہ صف شکن چہرہ آفتاب عالمتاب ڈاڑھا گرد چہرے
کے جیسے سورج کے گرد ہالہ ہوتا ہی زرہ بکتر یہن جسم مین جس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ زیور اہن
ذات پر آراستہ ہی قضائے کار دختر مصر الغرائب ملکہ لالہ عذار پہلو مین اپنے باپ کے
بیٹھی ہی نگاہ اُٹھا کے جمال جہان آرائے علمشاہ کو دیکھا کہ ایک جوان شیر دلیر غزال چشم
شیر خشم جدا سینہ خوبصورتی کی تیاری مثل شیر کھڑا جسم رہا ہی دونون عارض آفتاب و
ماہتاب اگر کوئی خال ہی ستارہ پہلوے ماہ ہی شرما کر اس نازنین نے سر جھکا لیا اتنے مین گلاب
پھول تھا بہ ناز و نیاز طرف رستم کے پھینکا رستم کی جو نگاہ اُٹھی دیکھا کہ ایک نازنین دلربا
رشک مسیحا صاحب کرشمہ و ناز و ادا ہونٹ مین اعجاز زلف عنبرین مین خوشبو مثل نافہ تتار گلعذار
کبک رفتار شیرین گفتار دزدیدہ نگاہ سے علمشاہ کو دیکھ رہی ہی کبھی مسکرانا کبھی ہنسنا کبھی
آنکھون مین آنسو بھر لانا کبھی یہ فقرہ زبان پر لاتا کہ یا خداوند ہفت پیکر کیا تیری قدرت ہی
کیا کیا بندے تو نے پیدا کیے ہین کوئی ذلیل کوئی جلیل ہونٹھ جان باتون سے ہل جاتے ہین
مسیحائی دکھاتے ہین ہزارہا مردہ دل زندگی پاتے ہین ان ہونٹھون سے لعل بدخشان شرماتے
ہین آپس مین اشارے ہونے لگے علمشاہ ہر مرتبہ اپنے مجمع سے نکل آتے ہین فرماتے ہین کہ ہیچ
کافران بیحیا ہم اہل اسلام ہین کبھی تمھارا مذہب قبول نہ کرینگے جو تم سے ہو سکے قصور نہ کرو جس مقام
پر ہفت پیکر بیٹھا ہی شعلہ ہاے آتش بھڑک رہا ہی تلوارین چمک رہی ہین مگر شیر بیشۂ جرأت
کب ڈرتے ہین اُسی طرح کلام کرتے ہین جس طرح کہ اکثر شاہون سے کیے وزیر و امیر جو گرد
ہفت پیکر کے بیٹھے ہین تھرا جاتے ہین نہ سب کلام رستم سے آنکھ نہین ملاتے رستم نے جو بڑھ بڑھ کر
کلام کیے دل مین دھڑکن لالہ عذار کے زیادہ ہوئی وزرا سے اشارہ کیا کہ گنہگار سے زیادہ
نہ کلام کرو ایسا نہ ہو کہ قدرت کے خلاف ہو گنہگارون کے واسطے یہی کافی ہی کہ حکم دیدیا جائے
کہ بعد دو مہینے کے تمکو قتل کیا جائیگا اُسی خیال مین یہ لوگ رہین گے جفا سہین گے ہفت پیکر
نے کہا کہ جو میمون رتابون کو بلاؤ اُس مجمع سے چالیس کاہن اُٹھے عرض کی غلام حاضر ہین

جو علم ہو بجا لاؤ مین حکم ہوا کہ ان سب مین دیکھو اور حکم لگاؤ کہ طلسم کشاے اصلی کون ہی بس اُسکو
قتل کرین ایک کے واسطے دس کی جان پر کیون بنے چالیسوین نجومیون نے کتاب مین لکھو لین
تلا بر چہاپ دشمن مگر لنبہ مین شیکہ بر کہ ستمن گرگ تنگ کتا - ان سب پر نگاہ ڈالی دروازہ
بروج ہفت کواکب کو دیکھا نام سب کے لکھ کر رکھے جو جادوگر گرد بیٹھے تھے صورت رستم سلیتن
کی دیکھ رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اس طلسم کا فتاح جری بہادر صف شکن تیغ زن [illegible]
صاحب سطوت و شوکت فتاح جنگ ہاے فرنگستان ہوگا ایک سے ایک نگاہ ملاتا ہی کہ
اے برادر نام بتاؤ جہان نام بتانے کا موقع آیا نجومی اپنے اپنے سر جھکا لیتے ہین نام بتانے
مین رکتے ہین ہر مرتبہ وتیہان لکھو لین اسماے مذکور کے نام لیے پر سوچنے لگے بعد تھوڑی دیر
کے نام لیتے ہین کسی نے داراب کا نام لیا کسی نے خورشید کا کسی نے گھبرا کر کہا کہ فتاح طلسم
ہوشربا کون شخص ہی نام جو ہوشربا کا آیا زنجیرین ہلنے لگین آواز آئی کہ یہ گنہگار ما نمک
پلٹ کر نجومیون نے دیکھا منہ پھیر لیا اسد غازی وہ نمک زنجیرین ہلایا کیے لیکن غضنفر
جن اسد بسبب نہ ہونے تختہ جات کے سرنگون غم سے کلیجہ خون کف افسوس مل رہا ہی بجا لگ
جل رہا ہی ہر مرتبہ آواز دیتا ہی کہ او بیحیا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر حکم کیون نہین دیتا ہفت پیکر
نے چالیسون نجومیون کو آواز دی کہ آپس مین راے ایک کر کے پختہ حکم لگاؤ کہ تسخیر طلسم
نام طلسم کشا کا ظاہر کرو اگر اسکے خلاف کروگے تو سزا پاؤگے چالیسون نجومی اپنے
مقام سے اُٹھے ایک قصر مین آکر بیٹھے عرصہ دراز تک آپس مین کلام رہے ایک اُنمین
کہ جوبلی حساب کا جاننے والا تھا اپنے مقام سے اُٹھا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند فتاح
طلسم ہفت پیکر صاحب سطوت و شوکت دانندہ جاہ و داب رستم سلیتن لقب ہی یا اور
کوئی کامل بتا دے غلام نے خوب سمجھ کے یہ فقرہ عرض کیا ہی اور جس کسی کو دعوی ہو تو مجھسے
اس بات کو پوچھے مین کل کیفیت اظہار کرون اگر شاید خلاف ہو تو سب صاحب کلمین جمع ہین
غلام سے پوچھین سب کیفیتین ظاہر کر دون مست جلد طریقہ فتاحی شروع ہو جائیگا علمشا
نے جو یہ سب باتین سنین مثل شیر غضبناک جھومنے لگے زنجیرین ہلا مین جوش و غضب سے آنکھ
لال ہوئی چہرہ لالہ عذار کا سرخ ہو گیا مسکرا کر کنیزون سے کہا کہ لو اور مزا دیکھو ۰۰

نوجوان فتاح قرار پایا حقیقت مین بلاے روزگار معلوم ہوتا ہی اسکے رعب و دبدبے سے قلب تھراتا ہی چشم بد دور بڑے جرأت کی بات ہی مرحلہ جات طلسم ہفت پیکر بڑے خوفناک مقام ہین ان مقامون پر جانا جنگین وہانکی اُٹھانا اسی شخص کے واسطے ہین بڑی جرأت و بہادری کا کام ہی محفل مین عجب عجب طرح کے ذکر ہو رہے ہین چالیسون نجومی آپس مین صلاح و مشورہ کرکے سامنے ہفت پیکر کے آئے دست بستہ عرض کی کہ حضور ہمارے علم کے نزدیک تو علمشاہ نوجوان فتاح طلسم ہفت پیکر ہین آیندہ قدرت کو اختیار ہی نجومیون نے جو اس طرح سامنے ہفت پیکر کے بیان کیا حکم ہوا کہ طلسم کشا کو سامنے قدرت کے لاؤ زنجیر پکڑ کے علمشاہ کو زنجیر دار نے کھینچا عرض کی کہ یا خداوند طلسم کشا حاضر ہی ہفت پیکر نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ اسی دم سے جلادان بوم طینت میمون خصلت خرسہاے بادیہ ضلالت جھپٹ کر سامنے ہفت پیکر کے کھڑے ہوے عرض کی کہ جو حکم ہو وہ بجا لائین اگر حکم ہو تو قتل کرین یا اور جو ارشاد ہو وہ بجا لائین ہفت پیکر نے حکم دیا کہ اس جوان کو قتل کرو اس وقت صاحبقران کی بیقراری پکار رہے ہین کہ ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز رحم اپنا شریک کر تیرے فضل سے سب طرح کی امید ہی ای ارحم الراحمین و ای مالک یوم الدین و ای دافع البلیات و ای قاضی الحاجات اس بلا کو دفع کر میرے فرزند رستم کو قتل سے بچالے

نظم

هرچه هست اندر وجود عالم امکان از وست — آدم و جن و ملک زو حور زو غلمان زوست
خنده زن در گلشن عالم گل خندان از وست — اشکبار اندر غم گل بلبل نالان از وست
جلوه گر در باغ سرو و سنبل و ریحان از وست — رونق تازه بهر موسم درین بستان از وست
شمع بزم افروز در هر انجمن رخشان از وست — مهر زو پرتو فگن روشن مه تابان از وست
مستانه انقلاب گردش دوران از وست — گنبد گردنده صبح و شام سرگردان از وست
نیستی زو هست هر پیدا و پنهان از وست — خشک و تر زو بحر و بر زو کوه و میدان از وست
در میان سینه روشن جلوه عرفان از وست — پرتو افگن بر وجود خاک نور جان زوست
چاره درد بیچارگی در وصل و هجران از وست — دلبری زو بیدلی زو درد و درمان از وست
اشتعال آتش اندر سینه سوزان از وست — زوست ذوق اهل ذوق و شوق مشتاقان از وست

کلک گوہر بار بر کاغذ گہر افشان از دست | شاعر ہندی ثنا خوان اندرین دیوان از دست

تمام فرزندان صاحبقران بیقرار ہین عمرو تڑپ رہا ہی عیار علشاہ یعنی سماک بن عمرو زنجیرون
سے سر ٹکراتا ہی کبھی مضطر و بیقرار ہو کر پکارتا ہی کہ ای پروردگار میرے آقا کو بچا لے یا
ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح قبض کرے کہ مین اپنی آنکھون سے قتل آقاے نامدار کا
نہ دیکھون قاسم سر زنجیر پر سر ٹکرا رہا ہی نور الدہر بیقرار ایرج اشکبار ہی سرو داد واسطے
رستم کے بیتاب ہی جہانگیر و داراب سب کو رستم سے محبت ہو گئی مرتبہ اسد غازی زنجیر
تھامے ہوئے اپنے مقام سے اُٹھے پکار کر آواز دی کہ او بیحیاؤ یہ رستم شیر بیشۂ عربستان
فرزند صاحبقران ہین انکو یون قتل نہ کرو ہم انکے بدلے جان دیتے ہین انکے سبب سے
نام صاحبقران روشن ہوا ہی سرحد طلسم ہفت پیکر انکے قدم سے رشک گلشن ہی جس مقام
پر یہ لوگ جائین آباد کرین کفرستان کو برباد کرین لیکن آپ لوگ نہین معلوم کیا سمجھتے ہین ہم
سب آپس مین ایک ہین جسکی چاہو جان لو مگر رستم کو ہاتھ نہ لگاؤ یہ سنتے ہی ہفت پیکر بگڑا
کہا کہ یہ مسلمان آپس مین نہایت محبت رکھتے ہین ایک کے بدلے ایک جان دیتا ہی صرف رستم
کو قتل کرو جلادنے سر زنجیر تھام کر رستم کو کھینچا کہا کہ ای رستم الگ آؤ تمہارے قتل کا حکم ہی رستم
اُٹھے صاحبقران سے آنکھ ملائی کہا کہ غلام رخصت ہوتا ہی اُس وقت صاحبقران کی بیقراری
و اشکباری جلادنے رستم کو کھینچا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند یہ وہ ہی جسنے سلطنت عرزوق شاہ
فرنگی کو برباد کیا اوّل مین یہ معرکہ ہوا کہ صاحبقران تو خانۂ کعبہ گئے ہوئے تھے قباد شہریار زمانہ
کمسنی مین بعہدۂ سلطنت تھے نوشیروان ایسا بادشاہ بختیارک اُسکا وزیر نوشیروان اپنی
بیٹی مہر نگار تاجدار پر عاشق ہوا وزیر سے اپنے ذکر کیا وزیر نے کہا کہ ای شہریار مین ابھی آپ کو
پنڈتون کے مسئلے دستخط کرائے دیتا ہون کہ جس نخل کو بوئے اسکا پھل بونے والا کھائے وزیر نے
یہی مضمون لکھکر سامنے پنڈتون کے پیش کیا پنڈت اس مضمون کو نہ سمجھے کہ اس مضمون سے
مراد کیا ہی صاف دستخط کر دیے کہ پھل کھائے جب وزیر سامنے بزرجمہر کے مسئلہ لایا یہ تو
مذہب ابراہیمی تھے یہ دستخط کیا کہ اس پھل کو کاٹے اگر وہ پھل خون نکلے تو نہ کھائے وزیر نے
کہا کہ ای شاہ علمانے آپکے دستخط کر دیے طریقۂ اسلام سے کیا غرض نوشیروان اُسی مسئلے کا پابند ہوا

ما نجھا ہین کے بیٹھا تاریخ بات دغیرہ کی مقرر کی ملکہ زرانگیز خاتون زوجۂ نوشیروان کو خوف
پیدا ہوا کہ نوشیروان بیٹی سے شادی کرتا ہے حکیم بزرجمہر کو کسی ترکیب سے محل مین بلایا اور یہ
سب حال رو رو کر بیان کیا اور کہا کہ حکیم صاحب یہ ظلم آپنے دیکھا کہ نوشیروان بیٹی سے
شادی کرتا ہے کسی ترکیب سے بچائیے بزرجمہر نے صلاح دی کہ اپنے نواسے قباد کو ایک نامہ
لکھیے کہ اپنی خالہ کو ہاتھ سے نوشیروان کے بچائے اس بیچارے کو بڑھاپے مین ہوس لگا ہے
شاید وہ کچھ تدبیر کرین ملکہ زرانگیز نے اسی مضمون کا نامہ قباد کو لکھا قباد اس مضمون کو
دیکھکر بہت برہم ہوے سر دربار پکار کر آواز دی کہ ہمارے سردارون مین کوئی ایسا ہے
کہ شادی نہ ہونے دے یا خداوند ہی جوان رستم اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھا کہ جان نثار
جائیگا اور یکہ و تنہا دربار نوشیروان مین پہونچا صاحب سلامت کی نوشیروان سمجھا کہ
کچھ پیغام قباد لائے ہین رستم نے کہا کہ ای شاہ مین کچھ عرض کرونگا اس حیلے سے یہ جوان
قریب نوشیروان پہونچا کان مین منھ لگایا اور سینے پر ہاتھ رکھکے نوشیروان کو گرادیا
وہ دربار نوشیروان اور رستم کی یہ رستمی آخر نوشیروان کو کان پکڑکے اٹھایا اور اس
فعل شنیع سے توبہ کرائی دربار نوشیروان مین سب پہلوان تھرا گئے مگر یہ جوان صاف نکل گیا
یہان قباد شہریار نے ہرکارے مقرر کیے سنے کہ اگر میرے بھائی پر کوئی ہاتھ ڈالے تو مین برابر
ہو نچون اسی خیال مین تھے کہ نامہ روم سے آیا کپتان فرنگی بیٹا مرزوق کا ملک پر چڑھ آیا
قدوس رومی کو قتل کیا ملکہ رابعہ مادر رستم کی تلاش مین ہے وہ محل سے نکل گئین انکا پتہ نہین
لہذا اہل روم کی خبر لیجیے کپتان اترا ہوا ہے ملکہ کو تلاش کر رہا ہے قباد نے نامے کو زیر زانو
رکھ لیا کہا کہ اس مقدمے مین صلاح کیجائیگی کہ رستم پیشتر آئے مونچھون پر تاؤ دیتے
ہوے کہا کہ ای شہریار مین دربار مین آپکے ناناکے پہونچا نانا آپکے تخت پر بیٹھے تھے مین نے
کان پکڑکے اٹھایا بٹھایا قباد کو بہت ناگوار ہوا مگر ضبط کیا رستم نے تین مرتبہ یہی لفظ کہا قباد
سے ضبط نہو سکا آخرکار جو نامہ روم سے آیا تھا سامنے رستم کے پھینک دیا اور بے اختیار زبان سے
نکل گیا کہ اپنی مان کو فرنگیون سے بچائیے یا خداوند یہ اپنے زمانے کا رستم ہے قباد نے جو یہ کلمہ کہا
ہوش مین دوڑا تخت پر ہاتھ رکھکے قباد کو ایک طمانچہ مارا قباد تو چیخ کھا کے گرے سر دوالے بچے

مقام سے اٹھ بیٹھے یہ کہتے ہوئے کہ رستم کو قتل کروا کے غضب کیا کہ ہما سے بادشاہ کو مارا رستم ہاتھ
نہ ہلا سکے سب سرداروں نے گھیر لیا مگر لندھور جانشین صاحبقران اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھا کہ
صاحبو یہ کیا کرتے ہو جانی بھائی آپس میں لڑے تحسین کیا دخل ہی اگر صاحبقران آکر
دامنگیر ہوں کہ میرے فرزند کو کیوں قتل کیا بڑے بھائی نے چھوٹے کو مارا تحسین کیا دخل تھا
تو کیا جواب دوگے اور رستم سے کہا کہ اے رستم کیا چاہتے ہو رستم نے کہا کہ اے عم نامدار بہ دو
چاہتا ہوں لندھور نے کہا کہ بہتر اسی میں ہی کہ بارگاہ سے نکل جاؤ یا خداوند یہ وہ جوان
ہی کہ جا کر روم پہونچا اور کپتان فرنگی کو مارا ابتک اسکی تلوار کی فرنگستان میں دھاک ہی
اسکو قدرت قتل کرتے ہیں حکم اول ہی سمجھ کر دیجئے گا قتل کرنا میرا کام ہی جلانا آپ کا کام
کہ آپ خداوند ہیں آپ نے لاکھوں بندے پیدا کیے اس وقت دربار ہفت پیکر میں عجیب
عرصہ ہی قاسم کا تڑپنا ایرج کا سر زنجیر سے سر ٹکرانا امیر کا پکارنا کہ اے کریم کارساز رحم
اپنا شریک کر آنکھوں کے سامنے فرزند جوان کا داغ نہ اٹھایا جائیگا حبیب ا دکرونگا
کلیجہ منہ کو آئیگا قلب شق ہو جائیگا تمام فرزندان صاحبقران چاہتے ہیں کہ ہم قتل ہوں مگر
رستم بچ جائیں بعض کہتے ہیں کہ رستم ایسا شیر دل فرزندوں میں صاحبقران کے کون ہی
لندھور کو مع ہاتھی اٹھا لیا زور دکھایا غرو بیہ باختر پر دودہ زنگی کو مع گینڈے
اٹھا لیا ہر چند کہ منکا ڈوٹا لیکن اسے نہ چھوڑا اگیرٹکے مارا افسوس ہی کہ وہی شیر آج یوں
قتل ہوتا ہی کہ جسکا مثل و نظیر نہیں کیا کیا کارنمایاں کیے بچپن سے انکی جرأت کے شہرے ہیں
امیر و قاسم و ایرج و دادا سب بیقرار ہو کر رو رہے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اگر رستم
ایسا فرزند صاحبقران کا قتل ہوا تو صاحبقران زندہ نہ رہیں گے اس سن میں فرزند
جوان کا داغ کیونکر اٹھیگا دو جلادوں نے سر زنجیر کو تھام کر رستم کو کھینچا رستم ایسا جوان
جلیل لیاقت سے معمور سر اٹھا کے قاسم کو دیکھا آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے ہیں فرمایا
کہ اے نور نظر اطاعت سے وا دا جان کی کمر نہ ہلانا ایرج نے دوڑ کر آنکھیں قدموں سے
ملیں پشت پر رستم نے ہاتھ رکھا فرمایا بیٹا دنگل اپنا تو دربار صاحبقران میں سرخ رو رہو
یہ کہہ کے آگے بڑھے جلادوں نے سر زنجیر تھام کر رستم کو بٹھایا اس وقت رستم کی عجیب

نوبت ہی فرماتے ہین کہ ای فلک کج رفتار و ای گردون غدار یہ کیا کج ادائی دکھائی اپنے یاران ہمدم
سے جدا ہوتے ہین یہ کہکے ایک آہ کی غم سے حالت تباہ کی شور رونے کا بلند ہوا اُس وقت
صاحبقران نے بیتاب ہو کر دعا کی کہ آسمان پر سناٹا ہوا سب نے دیکھا کہ تخت پر ایک
ساحر سیہ فام کتاب بغل مین دبائے ہوے آواز دیتا ہوا کہ یا خداوند ہفت پیکر کانون طلسم
سے منھ نہ موڑیے ورنہ غضب ہوگا یہ کہتا ہوا وہ جادوگر زمین پر آیا سب جادوگر واسطے
اسکی تعظیم کے اُٹھ کھڑے ہوے وزیرون نے کہا کہ ای عالم علوم ستارہ شناسی اس وقت
یہان کیونکر آپکا اتفاق ہوا اپنے مقام سے کیونکر جدا ہوے بہت جلد آپکے ستارہ شناسی
ستارہ ہی کام ہوا سنے بڑھکر پایۂ تخت ہفت پیکر کو بوسہ دیا کہا کہ یا خداوند آپ کے
فرمانے سے مین مجبور ہوا اس وقت قصر مین داخل تھا اور کتاب ستارہ شناسی کو دیکھ رہا تھا
کہ پہلوے بارگاہ سے رونے کی آواز آئی گھبراکے اُٹھا دیکھا نیتراش جادو سحر مین طاق
شہرۂ آفاق گڑھیا کے کنارے بیٹھی رو رہی تھی مین نے جاکر پوچھا کہ بے وقت رونے کا
کیا سبب ہی تمھارا بیوجہ رونا مجھپر شاق ہی جلد بیان کرو جب مین نے کہا تو فرمانے لگین
کہ قدرت پر آج کل بڑا زوال ہی کسی کو خیال بھی ہی کہ پرسون کیا ہوگا قصر حیرت خیز مین
جاؤ ہوگا رمال و نجومی سب جمع ہونگے طلسم کشا کی تحقیقات کرینگے چاہین کہ تحقیقات کرکے
قتل کرین غضب ہو جائیگا طلسم مین آگ لگ جائیگی جو بہے طلسم کے مدار المہام ہین انپر
کوئی آفت آئیگی بموجب حکم نیتراش کا ہوا تھے زیادہ کوئی تیز رو نہین ہی جلد اپنے کو پہونچاؤ
جسکو طلسم کشا تجویز کیا ہی وہ قتل نہ ہونے پائے مین نے اپنے کو پہونچایا آپ کو کیونکر ثابت
ہوا کہ یہ طلسم کشا ہی کہا چالیس نجومی کہتے ہین سب نے صلاح کرکے زائچہ کھینچ کے حکم لگایا
ہی تب مین نے حکم قتل دیا مجھے بھی معلوم ہوا کہ یہ طلسم کشا ہی وہ جو ساحر آیا ہی
آفتاب ستارہ شناس اُسکا نام ہی دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند آپ اسکے قتل
کے مجاز نہین ہین کتاب پارینۂ طلسم مین مرقوم ہی تین مہینے کی اس طلسم مین میعاد ہی نگرنیوالا
اسکا خراب رہیگا فوراً آفت آتی اگر آپ اسکو قتل کرڈالتے اور وہ جھگڑا طلسم مین ہوتا کہ
جسکا دفع کرنا دشوار تھا عضا پر کچھ زوال آتا بعد تین مہینے کے قدرت کو اختیار ہی یہ کہکے

جلاد کو جھڑک دیا جلاد الگ ہوا رستم سے کہا کہ ای افسر فرزندان صاحبقران آپ کا اس طلسم مین بڑے وھوم سے آنا ہوا تین مہینے کے لیے آپ کو معاف کیا جاتا ہی بعد تین مہینے کے جو بد عتین آپ سے کی ہین اُسکا بدلہ ہوگا رستم کو کشان کشان ساتھ جملہ سرداروں کے اسی قید خانے مین لے گئے لیکن لالہ عذار ساحرہ مصر الغرائب کے جو آتش دلفگار بھڑکی ہوئی خوف تھا کہ ایسا نہ ہو میرا حال کھل جائے گھر بار بھی چھوٹا پرائے ملک مین آکر رہی کیسی مشکل کی بات ہی کہ مفصل حال نہین کھلتا کہ دل پر کیا گذرے گی ہائے دل کو کیونکر سمجھاؤن فلک کج رفتار بانی بنائے بیداد آفت نے یہ جھگڑا پھیلایا کئی مرتبہ والد نامدار برائے ملاقات خداوند آئے دیکھا چلے گئے آج مجھے کیون ساتھ لائے یہ آفت مجھپر آنے والی تھی کیونکر نہ جاتی ہائے کیا کرون مجھکو کچھ بن نہین پڑتا عجب دل کی کیفیت ہی اگر وہ ظالم مجھ تک پہونچے اُدہر میں دیکھون شاید دل کو آرام آجائے ہون جون دل کو بہلاتی ہون دل کی تڑپ زیادہ پاتی ہون اپنی یہ کیفیت ہی **نظم**

کرتے ہین عدو وصل مین جانان کی شکایت — تھی بار سے ہو شور غم ہجران کی شکایت
یون کرتے تھے وہ کب دل نالان کی شکایت — کی ہوگی جلانے مری افغان کی شکایت
ای پردہ نشین چلون اُٹھا دے کہ نہ جل جائے — کرتا ہون مین سوزِ غم پنہان کی شکایت
ہم خاک مین بھی مل گئے لیکن نہ ملے وہ — دل ہی مین رہی رنجش جانان کی شکایت
پامال ستم تھی دل ناکام کے ہاتھون — کس منھ سے کرون دلولۂ جان کی شکایت
صد شکر وہ اُلجھی ہوئی تقریر نہ سمجھا — تھی برہمی زلف پریشان کی شکایت
ہی کس لیے مجھسے اُسے دل دینے کا شکوہ — کرتا ہی جہان مین کوئی احسان کی شکایت
کیا باب اجابت پہ گئے ہوتے دعا کا — سُنتا ہی اثر کب ترے دربان کی شکایت
ای شورِ جنون ڈر ہی زبان بند نہ ہو جائے — گر آئے لبون پر مرے زندان کی شکایت
کیون طعنہ سمجھ کر ہی گلا شکر جفا کا — جانے دو کہ بیجا ہی پشیمان کی شکایت
کس واسطے ای شمع زبان کاٹتے مین لوگ — کیا تو نے بھی کی تھی شب ہجران کی شکایت
حوران بہشتی کو بتون کا سا نہ پایا — مومن مجھے کیونکر نہ ہو یان کی شکایت

اس حال زار سے حیران و پریشان اُس قصر مین آئی جو ہفت پیکر نے مصر الغرائب کو

واسطے سکونت کے دیا ہے مصر الغرائب باہر جا کر بیٹھا ملکہ نے جب تنہائی پائی گھبرا کر کہا کہ ہم فلان کمرے مین جائینگے کنیزون نے اسی وقت اُس مقام پر سب سامان مہیا کر دیا ملکہ اُٹھ کر وہان آئین تنہائی جو پائی دروازہ بند کر لیا پھر کھٹ پر پیر لٹکا کے بیٹھین دوپٹہ ڈھلکا ہوا طبیعت اُداس و پریشان یکایک قید خانے کی جانب مُنہ کر کے پکار اُٹھی نظم

اے گل گلستان رعنائی	نو بہار ریاض زیبائی	اے مہ آسمان حسن و جمال
بے نظیر جہان وہم و خیال	اے در شاہوار ناسفتہ	گوہر آبدار ناسفتہ
اے گل تا بسر نیامدہ	اے نہال ببر نیامدہ	غنچہ باصفا نخوشیدہ
رنج گلچین ہنوز نادیدہ	اے بت رو بہر نہادہ	در کف کافری نیفتادہ
اے دل و دین بیک نگہ بردہ	خون بیچارہ مومنے خوردہ	اے تغافل شعار بے پروا
حال معلوم کیا تجھے میرا	تجکو وان لاف کبریائی ہے	یان بلا دین مول لے آئی ہے
تجکو دعوی اے بے نیازی کا	حوصلہ کسکو پاکبازی کا	ہے تجھے پاکدامنی کا خیال
مارے ڈالے ہے مجکو شوق وصال	کیون یہ دعواے لن ترانی ہے	آخر اک دن قیامت آتی ہے
موسن ناتوان پہ ناز نہ کر	ہے خدا بھی تو احتراز نہ کر	کیسلیے تجکو مجھسے کام نہین
خون کرنا مگر حرام نہین	شرط دین ہے جو پاکدامانی	گو ستم بھی ہے نا مسلمانی
دیکھ اک بیگناہ مرتا ہے	جان تجھپر نثار کرتا ہے	مجھسے عاشق کی یون دل آزاری
ہووے فی النار ایسی دینداری	شعلے کی طرح ہاتھ ملتا ہون	بیم دوزخ سے تیری جلتا ہون
تجکو ڈر سوزش الیم سے کیا	حور کو آتش جہیم سے کیا	عذر بیہودہ دلپسند نہین
اب تو یہ ہنوز بند نہین	ایسے نازک کو کون دے ہے سزا	نوجوانی کا تم اٹھا لو مزا
ہے بفتواے اہل ذوق حرام	تجھے شیرین دہن کو تلخی کلام	ہین یہ دن لطف زندگانی کے
پھر کہان ولولے جوانی کے	بے مزا کرنا عاقبت بینی	نہ رہیگی لبون مین شیرینی
پھر یہ موسم جو یاد آئیگا	شوق کچھ اور گل کھلائیگا	ان دنون کی جدائیگی حسرت
کیجیے گا گناہ بے لذت	فائدہ پھر ہوس سے کیا تمکو	مجھسا مشتاق مل چکا تمکو
میری باتین نہین تمھین معلوم	ورنہ کاہیکو یون رہون محروم	مین وفادار ہون وفا کی قسم

تیری حسرت فزا جفا کی قسم
تو جو ہو ہاشمی نسب ای جان

بے وفا بندۂ غدا گر ہون
ہی محبت تری مرا ایمان

لیک تجھسے پھرون تو کافر ہون
اس بیقراری سے لالہ غدار

یہ اشعار پڑھکے رو لی کہ کنیزین بھی رونے لگین لالہ عذار نے کنیزون کی جانب دیکھکر کہا کہ جاؤ باہر جاؤ ہمارے سامنے بیٹھکر آنسو نہ بہاؤ تم سبھون کا رونا ہمیں شاق ہو دل سیر گل و بلبل کا مشتاق ہی کنیزین باہر گئین غنچہ دہن وزیر زادی کا بچپن سے ساتھ ہو چھپکر کونے مین کھڑی ہوگئی لالہ عذار نے جب دیکھا کہ خواصین چلی گئین بے اختیار رونا شروع کیا وزیر زادی کونے مین کھڑی سن رہی تھی اُسکے کان مین ہچکیون کی آواز آئی بیقرار ہوکر دروازہ کھولا ملکہ نے جو وزیرزادی کو آتے دیکھا اپنے کو چھپرکھٹ پر گرا دیا دولائی سے مُنھ لپیٹا وزیرزادی دوڑ کر قریب آئی عرض کی کہ واری مزاج کیسا ہی عجب حال مین حضور کو پاتی ہون چہرہ زیبا دیکھکر گھبراتی ہون کیا دشمنون کو رنج ہو تجا امیدوار ہون کہ اظہار ہو شاید حل اُسکا ہمارے ہاتھ پر موقوف ہو اگر ہم بُرے ہین تو ہمکو نکلوا دیجیے بدخواہ کا کیا کام ہی اسلیے سمجھا کہ جو غنچہ دہن وزیرزادی نے قدمون پر ہاتھ رکھکر کہا ملکہ نے خفا کر سر جھکا لیا فرمایا کہ ای وزیرزادی تجھسے کیا کہین جو دل پر گذرتی ہی اُسکا اظہار مناسب نہین اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

ہر رفیق بیکسی منزل پہ منزل رہگیا
گر پڑا آنسو کسی جا پر کہین دل رہگیا

صید لاغر کردیا تا خیر قاتل نے مجھے
ذبح کے لائق نہین مرنیکے قابل رہگیا

ای اجل فرصت نہ دی افسوس ہی افسوس ہی
آرزومند جفا احسان قاتل رہگیا

وائے قسمت بخل قاتل سے نہ بر آئی مراد
تشنۂ آب دم شمشیر بسمل رہگیا

جوش حیرت نے نہ دی فرصت کہ جنبش کر سکے
آئینہ میری طرح اُنکے مقابل رہگیا

سخت جانی نے مزے کیا کیا دکھائے وقت ذبح
کرگیا خنجر کبھی بازوے قاتل رہگیا

زمزمہ سنجی بھلا دی خطرۂ صیاد نے
آتے آتے کان تک شور عنادل رہگیا

سایہ افگن کاکل پیچان ہی روے صاف پر
ابر مین پوشیدہ ہوکر ماہ کامل رہگیا

دی نہ فرصت ہمرہی کی اضطراب روح نے
دل مین پروانے کے سوز شمع محفل رہگیا

سر جدا تن سے کیا آنکھون پہ پٹی باندھکر | ای نسیم افسوس ہے دیدار قاتل رہ گیا

اس طرح بلک کر یہ اشعار ملکہ نے پڑھے کہ وزیرزادی نے بلائین لین اور کہا کہ اٹھکے بیٹھیے مفصل حال لونڈی سے بیان کیجیے ملکہ اٹھ بیٹھین رو رو کر حال عشق رستم نوجوان بیان کیا وزیرزادی نے اپنا سر پیٹ لیا کہا واری یہ غضب کی بات ہے جن لوگون کی وجہ سے گھر بار چھوٹا اور سلطنت طلسم گئی پھر گھر مین بطور فریادیون کے آئے جو طلسم کشا ہے اصلی ہے اُس سے آپ کو محبت ہے اور محبت کیسی کہ بہ شدت مین جو خیال کرتی ہون کہ حضور کو بڑا جوش و خروش ہے اگر ہوسکے تو ذرا صبر کیجیے بڑے بڑے جو اسکے کرنے والے گذرے اُنپر کیا گذری کیا کیا سختیان اُن لوگون نے اُٹھائین آخر عمر اپنی کس خرابی سے کاٹی ملکہ بے اختیار رونے لگین کہا کہ اسے غنچہ دہن کیا کہتے کہین صبر و جبر کا موقع نہین رہا ہر چند کہ چاہا ضبط کرون نہ ہوسکا ایک دن دو دن جبر کرینگے آخر کار جب صبر نہ ہوسکیگا رونے پیٹنے نکل جائینگے قبر مجنون پر پہونچین گے یا اُنسے ہدایت لین گے یا نام معشوق پر جان دینگے یہ کہکے اسقدر روئی کہ آنکھین سُرخ ہوگئین اب تو وزیرزادی گھبرائی قدمون پر گرنے لگی کہا کہ واری نہ گھبرائیے اب لونڈی انتظام کریگی مین اپنے کو کسی حیلے سے قیدخانے تک پہونچا دونگی حضور کی بیقراری اُنکو سناؤنگی ایسی ایسی باتین وزیرزادی و شاہزادی مین ہوئین دونون رو رہی ہین اس وقت ملکہ کا رونا دل کو ہلاک کرتا تھا آخر وزیرزادی نے کہا کہ جو آپ فرمائیے وہ بجا لاؤن ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کہ خیر جو گذریگا وہ گذریگا بتانے سے کیا فائدہ ابتو یہ صورت ہے

نظم

سب ستم سارے وہ سامان مصیبت یاد ہین | ہم ابھی کنج قفس سے مرغ نو آزاد ہین
جوش خون کیسا یہان تن خشک ہے مانند بید | اور دیوانے ہین وہ جنکے لیے فصاد ہین
تا کجا فکر اسیری رحم ای صیاد کر | سرو و بید آزاد ہین جو صاحب بیداد ہین
کم ہو مرنے نہ پائین بسمل تیغ جفا | اس ستم ایجاد کے کیا کیا نئے ایجاد ہین
ہم اسیران قفس کیا جانین لطف بوستان | مدتون سے مبتلائے زحمت صیاد ہین
ایک سی رہتی نہین ہے گردش لیل و نہار | ساتھ ویرانی ہے اُنکے جو یہان آباد ہین
آسمان و عرش و کرسی ایک بھی خالی نہین | ہر جگہ دو چار اپنے مسکن فریاد ہین

ایک جا بیتابی دل سے نہین مجکو قرار — صورت خاک پریشان رات دن برباد ہین
کون سا وہ گل ہی جسکی دید ہم کرتے ہین — عندلیب نغمہ سنج گلشن ایجاد ہین
کب یقین ہو تمکو ہے آغوش آئی ہوگی نیند — رات سے کیا کیا گمان خاطر ناشاد ہین
کس تمنا پر کسی کے بار خاطر ہو جیے — چند دن کو وارد دنیاے بے بنیاد ہین
ہاتھ کھینچا جب جہان سے بے نیازی بڑھ گئی — کب کسی کے ہم بھلا منت کش امداد ہین
خاکسارون کو غرور طبع بیجا ہی نسیم — اپنے منھ سے کب کہا ہے کہ ہم اُستاد ہین

یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین لیکن ذکر ہفت پیکر کا کرنا واجب و لازم ہوا کہ یہ جو دربار سے اشعار ٹھکراتا ہوا محلے مین آیا سر جھکا کے بیٹھا چارون وزیر اُسکے حاضر ہوے دیکھا خداوند ہفت پیکر چپ بیٹھے ہین وزیرون نے دست بستہ عرض کی کہ آج قدرت کیون ملول ہین کیا امر ہونے والا ہی کہ قدرت کو یہ پریشانی ہی ہفت پیکر نے کہا کہ اے وزیران باتدبیر کیا حال اپنا بیان کرون اپنی ساری خداوندی کی کرامات دیتا ہون لیکن وہ ظالم ملے وزیرون نے کہا کہ حضور کون ہے مفصل ارشاد ہو ہفت پیکر نے ہنس کر کہا کہ ہمارا مہمان عزیز جو ہمارے یہان فروکش ہی اُسکی خاطر اسقدر مد نظر ہی کہ اگر قبول کرے تو اہتمام قید خانہ اُسکے سپرد کرین اب تین مہینے پرورش مسلمانان منظور ہوئی بعد تین مہینے کے ان سب کا خاتمہ ہوگا پھر اور عہدہ تجویز کرینگے وزیرون نے عرض کی کہ مفصل قدرت ارشاد فرمایئن شاید کوئی انتظام غلامون سے بن پڑے ہفت پیکر نے کہا کہ اصل کیفیت یہ ہی کہ مصر الغرائب کی دختر ملکہ لالہ عذار آج قدرت نے اُسکو دیکھا قدرت کو یاد آیا کہ اس تصویر کو صفحہ روزگار پر کھینچا تھا بعد عرصہ دراز دیکھا اب دل چاہتا ہی اُسکو پہلو مین بٹھائین اپنا حال دل سنائین وزیرون نے عرض کی کہ یہ کتنی بڑی بات ہی جس وقت مصر الغرائب یہ سُنے گا آنکھون سے اس امر کو قبول کریگا حقیقت مین وہ نازنین بھی قدرت کو دیکھتی تھی وزیرون نے جو اس سہولیت سے بیان کیا ہفت پیکر خوش ہوگیا کہا اچھا مناسب طور پر ذکر کرنا جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کیا جائیگا وزیر اوّل کہ جسکا عقاب بلند پرواز نام ہی روانہ ہوا یہان ملکہ تو حیران و پریشان ہین مصر الغرائب پاس اپنے رفیقون کے

بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ خداوند ہفت پیکر مجھ پر بہت مہربان ہین اب کوئی عہدہ بھی لونگا
خالی بیٹھے بیٹھے گھبراتا ہون اُسی انتظام مین چل جاؤنگا کہ خبر پہونچی وزیر اعظم قدرت
جلیدولت پر حاضر ہین حکم دیا کہ بُلا لو وزیر نے آکر مصر الغرائب سے کہا کہ قدرت بہت مہربان
ہین تمھاری دختر کو طلب فرماتے ہین ای مصر الغرائب لطف یہ ہو گا کہ قدرت کے
عزیز دار کہلاؤ گے طلسم ہفت پیکر مین جا بجا نام ہو گا قدرت کا بھی کام ہو گا مصر الغرائب
سُن رہا ہی جب وزیر سب کچھ کہہ چکا تو مصر الغرائب نے کہا کہ مین پہلے اپنی دختر سے
دریافت کر دون دیکھون وہ کیا کہتی ہی اور وزیر سے اقرار کیا کہ مین ضرور شادی کر دونگا
قدرت بہت خوش ہونگے یہ کہہ کے اُٹھا وزیر کو خلعت دیکر رخصت کیا آپ بھی جلا دہ مین
ایک باغ ملا ملازمون نے عرض کی کہ اسی باغ مین ملکۂ عالم تشریف رکھتی ہین مصر الغرائب
ادھر چلا لالہ عذار وزیر زادی سے باتین کر رہی تھی کہ بڑھ کر کنیزون نے خبر دی کہ آپکے
والد نامدار تشریف لاتے ہین ملکہ واسطے استقبال کے اُٹھین مصر الغرائب کو
لاکر مسند پر بٹھایا مصر الغرائب نے خیال کر کے دیکھا کہ لالہ عذار کا چہرہ اُداس
آنکھون مین حلقے رنگ رو متغیر گھبرا کے پوچھا کہ کیون نور نظر مزاج کیسا ہی ملکہ لالہ عذار
نے سر جھکا کے عرض کی کہ گھر بار چھوٹا سلطنت ترک ہوئی ہمارے مزاج کیا غریب الوطن
مبتلائے دام رنج و محن مصر الغرائب نے کہا کہ ای نور نظر قدرت تم پر مائل ہوے ہین
عہدے بھی ملین گے جو حکم دینگے وہی ہو گا ملکہ لالہ عذار نے سر جھکا لیا مقدمۂ اصلی کا
کچھ جواب نہ دیا مصر الغرائب خوشی خوشی اُٹھ گیا جب مصر الغرائب جا چکا ملکہ
لالہ عذار نے پھر وزیر زادی غنچہ دہن کو بُلایا اور سب کیفیت بیان کی وزیر زادی
نے کہا کہ واری یہ مقدمہ حضور میرے سپرد کرین اس وجہ مین بہت سے مطلب نکلین گے
ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ تم جا کر قدرت سے ملو اول تو یہ کہو کہ صاحبزادی ابھی آگاہ نہین
دیکھون انجام کیا ہو ہر چند کہ کوہ بوقلمون کا تباہ ہونا بڑا باعث خرابی ہوا اتنا بڑا
ساحر زبردست مارا گیا یہ کسی کی مجال نہین کہ عرض کر سکے اوّل انتظام یہ ہو تب دوسری
طرف توجہ فرمائیے لقمن ہی کہ کوئی صورت معقول نکلے وزیر زادی نے عرض کی کہ سرکار کو

اختیار رہی شاید کہ یہ کلمات ہفت پیکر کے خلاف ہوں ملکہ نے کہا کہ تم سمجھ کر کلام کرنا میرے
ہوش و حواس بجا نہیں ہیں وزیرزادی ملکہ سے باتیں کر کے چلی دل سے کہتی ہوئی کہ دیکھیے اب
کیا ہو حقیقت میں عجب مشکل ہے اگر ملکہ نے نہ مانا اُسکے گھر میں آتی ہی ہیں کوئی جبر کرے اور ہمیں
دست ظلم دراز ہو یہ سوچتی ہوئی خدمت ہفت پیکر میں آئی آکے سلام کیا ہفت پیکر
متردد بیٹھا تھا کہ وزیرزادی نے جا کے سلام کیا ہفت پیکر نے پوچھا کہ کیوں غنچہ دہن اس وقت
تمہارے آنیکا کیا باعث ہوا وزیرزادی نے عرض کی کہ قدرت کی زیارت مدنظر تھی اسوجہ سے
آج حاضر ہوئی یہ کہکے بیٹھ گئی ہفت پیکر نے کہا کہ کیوں وزیرزادی تمہاری ملکہ کو ہم سے
کچھ رغبت نہیں پائی جاتی ہم چاہتے ہیں طلسم میں بڑے بڑے عہدے ہیں جنکو عہدہ نیابت
دیں اور وہ انکار کرتے مقرر کرنے نہ کرنے کا ملکۂ عالم کو اختیار ہے چاہتے ہیں کیسے عہدے مقرر کریں
کہ ملکۂ عالم کے آنے جانے کا باعث ہو غنچہ دہن نے دست بستہ عرض کی جو قدرت کے نزدیک
مناسب بہتر وہ تجویز کیا جائے اُس وقت وہ وزیر بھی آیا وزیر نے عرض کی کہ جو قدرت کے
نزدیک مناسب ہو وہ تجویز کیا جائے ہفت پیکر نے ہنس کر کہا کہ انکے والد نے مسلمانوں
کے ہاتھ سے بڑے صدمے اُٹھائے ہیں مگر انکی زندگی قدرت کو رکھنا منظور تھی اس وجہ سے
زندہ بچکے نکل آئے ورنہ بڑے بلوے تھے قدرت مکرر فرماتے ہیں کہ بروز نکل ملکہ عالم قید خانے
میں جائیں سب حال پوچھیں جو جسکے بارے میں مناسب جانیں وہ تجویز فرمائیں قدرت اُسکو
بسر و چشم منظور کریں گے وزیرزادی یہ وعدہ کر کے پاس ملکہ لالہ عذار کے آئی تمام کیفیت
بیان کی اور یہ بھی کہا کہ حضور قید خانے میں جانے کا سبب تو نکل آیا اسی میں کچھ تجویز ہوگی ملکہ
خاموش ہو رہیں تیسرا دن نکل تھا ملکہ بیٹھی تھیں کہ نوبت و نقارے کی آواز کان میں آئی
فرمایا کہ دیکھو یہ کیا ماجرا ہے بجتا ہے کنیزوں نے بڑھ کر خبر دی کہ حضور کے واسطے تخت آتا ہے حضور آج
قید خانے تشریف لیجائیں ملکہ لالہ عذار نے لباس فاخرہ پہنا خراماں خراماں باہر تشریف
لائیں دیکھا بارہ ہزار کنیزیں ہیں ایک تخت زبرجدی نہایت تکلف سے آراستہ لا کر دروازے پر
پہونچایا ملکہ تخت پر سوار ہوئیں وزیرزادی بھی ساتھ ہے جب در زندانخانے پر آکر پہونچیں نگہبانوں نے
مشہور کیا کہ ملکہ لالہ عذار دختر مصر الغرائب تشریف لاتی ہیں تمام افسران فوج برائے تسلیم حاضر ہوئے

ملکہ نے فرمایا کہ ہمین قید خانہ دیکھنا منظور ہی افسرون نے عرض کی کہ چلیے ملکہ داخل ہوئین
در قید خانہ پر زنجیرون کی جھنکار کان مین آئی دیکھا کہ ایک جوان خوشرو ایڑیان رگڑ رہا ہی ملکے
ملکہ نے پوچھا کہ اس جوان کا کیا نام ہی اہدون کی زبانی معلوم ہوا کہ بہرام گرد بن خاقان چین
بیان ہو گیا ہی ملکہ نے حکم کیا کہ اسکے لیے طبیب مقرر کیا جائے آگے بڑھین دیکھا کہ سب سردار
روتے ہین بیچ مین ایک آفتاب عالمتاب درخشان گرد صدہا سردار مثل انجم بیٹھے افسوس
کر رہے ہین ملکہ نے یہان کا حال پوچھا سب نے عرض کی کہ صاحبقران زمان بیچ مین گرد سب
سردار صبح کا وقت ہی یہ سب دیکھنے کو آئے ہین ملکہ وہان سے آگے بڑھین کہ ایک کمرے سے
رونے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی شخص آفت و مصیبت کا مارا بلک بلک کے رو رہا ہی اور یہ
اشعار حسرت آثار زبان پر جاری ہین نظم

رہی ہمیشہ اسیری کے اختیار مین روح — چھٹی بدن سے پھنسی دام زلف یار مین روح
بدل رہا ہی جنازے پہ کروٹین لاشہ — بس فنا ہی تری یاد جسم زار مین روح
ملال شکوہ ہی تم ہو دل مکدر مین — غبار روح مین یا کہ ہی غبار مین یہ روح
ہمین اجازت رفتار دے نزاکت یار — کہ ماہ تکتی ہی آغوش انتظار مین روح
فنائے عشق مین کیا برگزیدگی ہی ہمین — کہ اپنا جسم جلا ہی تن نزار مین روح
نہ زندگی سے خوشی ہون نہ موت سے راضی — نہ اختیار مین دل ہی نہ اختیار مین روح
دکھا دے جلوۂ آخر کہ وقت ہی آخر — ہی میہمان نفس چند جسم زار مین روح
نہین ہین کم ترے مستون کی مستیان لب برگ — بہک رہی ہی ابھی تک اسی خمار مین روح
دیا ہی بادۂ الفت کا ساغر لبریز — اسی سرور مین دل ہی اسی خمار مین روح
عجب نہین جو چپکا سے تجھے مری آغوش — ترا خیال ہوا ہی مرے کنار مین روح
خیال گل کبھی خاطر سے کم نہ ہو بلبل — بہار یہ ہی کہ نکلے اسی بہار مین روح
بہار داغ جگر سے ہوا مزاج نہ سیر — تمام عمر رہی سیر لالہ زار مین روح
خیال کاکل برہم سے حال ہی برہم — پھنسی ہوئی ہی عجب دام انتشار مین روح
عدم ہوا ہی بدن کاہش محبت سے — کنار قبر مین ہی زحمت فشار مین روح

خوش آئی عادت طفلی پس فنا بھی نسیم	کہ لوٹتی ہے مری دامن مزار میں روح

اس صداے دردناک کو سنکر ملکہ لالہ عذار بیقرار ہوگئین وزیر زادی سے پوچھا کہ دریافت تو کرو یہ کون شخص روتا ہے اسکی صداے درد خیز سے دل ٹکڑے ہوتا ہے وزیر زادی نے بڑھکر دیکھا کہ گرد سردار بیچ مین رستم نامدار رو رہے ہین سردار تسکین دیتے ہین سمک قدمون سے لپٹا ہوا عرض کر رہا ہے کہ غلام نے شب کو بشارتین پائین بزرگان دین تشریف لائے خوشخبری سناگئے کہ آپ فتاح طلسم ہفت پیکر ہین رستم فرماتے ہین زندگی کی کیا امید ہے ہم طلسم کو فتح کرین یقین ہے کہ موت لیکر اس قہرخانے مین آئی ہے یہانسے زندہ نہ نکلین گے سمک تلوے سہلا رہا ہے کہ روشنی ہوئی معلوم ہوا کہ آفتاب نکل آیا گھبرا کر رستم نے سر اٹھا دیا دیکھا کہ گوہرہے بہاے بحر حسن و جمال آفتاب عالمتاب آسمان کمال ملکہ لالہ عذار آگے آگے وزیر زادی کا ہاتھ پکڑے ہوے گرد زمین چلین گھیرے ہوے اس کمرے مین آئین رستم سے جو آنکھ ملی شرماکے بیٹھ گئین وزیر زادی نے پوچھا کہ کیون واری بیٹھنے کا کیا باعث ملکہ نے وزیر زادی سے اشارہ کیا دونون عاشق و معشوق مین نگاہین ملین چھپان چلین ادھر سے ناز ادھر سے نیاز ادھر سے کشش ادھر سے کوشش ادھر سے کاہش ادھر سے خواہش ملکہ لالہ عذار نے سر جھکا لیا آنکھون سے آنسو جاری ہوے آخر وزیر زادی نے عرض کی حضور آپ چلین حال ادھر کا بھی خبر ہے دیکھیے کیا کیفیت ہے ملکہ جو اٹھنے لگین دل بیٹھا جاتا ہے ناچار ہوکر انھین حکم دیا کہ مکان صاف رہے انتظام بہتر ہو کسی بات کی قیدیون کو تکلیف نہ ہونے پائے ورنہ خداوند ہفت پیکر کو ملال ہوگا یہ حکم دیکر ملکہ لالہ عذار چلی گئین کئی مرتبہ اسی طرح سے آنا ہوا ایک دن جو آئین شام ہوگئی رستم نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ اے ملکہ عالم جب آتی ہو قتل کرکے چلی جاتی ہو کلام کرنا دشوار ہوا یہ سنتے ہی ملکہ لالہ عذار کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہا کہ اے شہریار اصل تو یہ ہے کہ مہینا بھر کا ل گذرا اسی ہجر مین جلتے بمشکل جی کو سنبھالتی ہون اور آئی ہوئی بلا کو ٹالتی ہون کیا کہون کس حال میں ہون یہ سنتے ہی علیشاہ کی آنکھون سے آنسو نکلے کہا کہ اے شہنشاہ خوبی ہا کی سرو خرامان بوستان محبوبی کیون اتنی بیقرار ہو باعث پریشانی کا کیا ہے ملکہ لالہ عذار نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ کیا حال اپنا

بیان کریں جو آپکے عشق میں ہم پر گزر لی ہو اگر ہم مفصل عرض کریں تو آپکے دل پر صدمہ پہونچیگا
ہم یہ نہیں چاہتے کہ حضور کے قلب نازک پر کوئی صدمہ پہونچے

نظم

سبدل بے سبب کب ہو احبا رنگ رو میرا ۔ کسی کی جستجو میں ہے دل پُر آرزو میرا

پریشانی کے پہلو میں دل افگار کی شکلیں ہیں ۔ خبر کچھ اور دیتا ہے یہ سطعت گفتگو میرا

مہیا ہے مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا ۔ جو آنسو ہے تو ساغر چشم ہے دل ہے سبو میرا

نہیں ممکن ہے کچھ بچکر نکل جانے والوں کو ۔ لب خنجر کا ناقہ توڑ دیتا ہے لہو میرا

امید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاکدامن ہیں ۔ رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا

ہوا ہوں پاکدامن اس ستمگر کی محبت سے ۔ یقین ہے دوست ہو جائیگا شرما کر عدو میرا

جسے سمجھے تھے اپنا لو اسی کو مدعی پایا ۔ کسی کو کیا کہوں دشمن مرا دل ہے عدو میرا

انھیں رسوا کریگا مجھکو تا دم غیر کو دشمن ۔ غضب کیا کیا نہ لائیگا یہ جوشش آرزو میرا

محبت کا تعلق عاشقوں سے چھٹ نہیں سکتا ۔ جدا ہونے میں ملجاتا ہے خنجر سے گلو میرا

نہ دیکھیں آنکھ اٹھا کر اس طلسم چند روزہ کو ۔ کسی کی کیا رہے پروا اگر حامی ہو تو میرا

اجازت مجھکو دیتا ہوں خوشی سے قتل کر لیکن ۔ مناسب ہے رہے قاتل خیال آبرو میرا

کہی جو بات دل خوش کر دیا یار پریرو کا ۔ انھیں یاد آئیگا برسوں یہ حسن گفتگو میرا

نہ چھوٹیگا چھڑانے سے ہزاروں صورتیں ہیں ہے ۔ بہار دامن جلاد دیکھیگا لہو میرا

تسلی کے لیے احباب کہدیتے ہیں خاطر سے ۔ نہ لیگا نام بھولے سے بھی یار خوبرو میرا

نسیم اس بیرخی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہے ۔ بہت ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا

ملکہ یہ اشعار پڑھکے رونے لگیں پلٹ کے جو دیکھا سوائے وزیرزادی کے اور کسی کو اپنے
قریب نہ پایا فرمایا کہ جسدن کہو تمکو نکال لے چلیں باقی سمجھا جائیگا اگر کوئی حائل ہوگا ہمارے
ہاتھ سے گھائل ہوگا خوب تلوار چلیگی یہ بھی تو ظاہر ہو کہ فرزندان صاحبقران تشریف لائے
اور قید خانے میں آکر قید ہوے چند کس صید ہوے قید میں یہ جرأت علمشاہ نے اسیر جواب دیا
کہ اے ملکۂ عالم ہماری بھی جان پر بنی ہے وہ دن خدا دکھائے کہ تمہارا ساتھ ہو پہلے نکل چلیں
قضا سے کار مصر العرائب کا وزیر خناس موجود تھا گوشے میں سے یہ سب باتیں سن رہا تھا

سامنے ملکہ کے آکر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم تونے تو عجب کمال کیا ہے ابھی سب لفظاً لفظاً حال سنا کہ آپ نکل جائینگی قیدی کے ہمراہ آپ کا جانیکا ارادہ ہے ملکہ لالہ عذار کے مُنہ سے نکلا کہ اے خناس کیا بیہودہ بکتا ہے خداوند جانے کہانکی باتین تھین کیا سوال تھا کیا جواب تھا انکا ذکر سامنے والدنامدار کے نہ کرنا ورنہ مشکل پڑیگی خناس نے کہا کہ مین ابھی جاکر شہنشاہ سے اس امر کا ذکر کرتا ہون یہ کہکے علمشاہ کا ہاتھ پکڑا کہا مین قیدی کو ابھی لیے جاتا ہون تاکے سزا ملے پھر کبھی ایسا ارادہ نہ کرے کہ مین پنجہ دیکے اڑا ملکہ نے جو دیکھا کہ علمشاہ کو لیے جاتا ہے آواز دی کہ او خناس آگے نہ بڑھنا سامنے خداوند کے یہ ذکر ہوگا بیشک وہ کب چلتا ہے مگر سحر ملکہ سے زور نہ چلا دس قدم کی بلندی پر جاکے رک گیا ملکہ منتین کر رہی ہین کہ اے خناس چلا آ خناس نہین مانتا زور کر رہا ہے چاہتا ہے کہ نکلون لیکن ممکن نہین ہوتا آخر غصے مین ملکہ لالہ عذار نے پکار کر آواز دی کہ اے خناس تونے عجب حرکت کی ہے کہ کسی کا تجکو خیال نہین ہم سحر کرین تو حال کھلے یہ سنکر خناس نے ایک گولہ ملکہ لالہ عذار پر مارا چاہا ملکہ نے گولے کو الٹا پلٹایا وہ گولہ پاس خناس کے جاکر پھٹا ایک دھماکا ہوا کہ خناس اُلٹ گیا نیچے سے علمشاہ چھوٹے ملکہ لالہ عذار نے زمین پر رستم کو قایم کیا لیکن خناس جو زمین پر آیا چاہا تڑپ کر نکل جاؤن ملکہ نے کہا کہ او نامرد اب نکل جانے کا ارادہ کرتا ہے پہلے سے سمجھا یا تھا مگر تونے ہمارا کہنا نہ مانا اب عذر کرتا ہے کوئی عذر تیرا نہ چلیگا خناس نے جھولی مین ہاتھ ڈالا اور ایک گولہ ملکہ پر کھینچ مارا ملکہ نے پیچھے ہٹ کے نگاہ ڈالی وہ گولہ اُلٹا پلٹا جاکے خناس کے سر پر پڑا کہ سر پھٹا چیخ کھاکے زمین پر گرا آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین خناس جادو تھا بو ملکہ لالہ عذار نے ٹانگ پکڑ کر خناس کی باہر پھینکا علمشاہ سے کہا کہ صاحب آپ تشریف رکھین دیکھین اس ساتھ کا کیا انجام ہو رستم نے کہا کہ سب فضل الٰہی ہے دیکھا جائیگا ملکہ رنجیدہ و کبیدہ باہر نکلین کنیزون سے کہتی ہوئین کہ دیکھیے اس مقدمے کا انجام کیا ہو اگر مصرالغرائب کو خبر پہنچیگی فساد برپا کریگا مگر سمجھا جائیگا ملکہ لالہ عذار مکان پر آئین آج جس وقت سے رستم کی زبان سے وہ کلام سُنے ہین بیقراری بڑھ گئی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے آئین ساتھ والیون نے کہا کہ یہان مین کہ قیدخانے مین جاکر فساد برپا ہوا یقین ہے کہ ہفت پیکر سے ضرور اطلاع کیجائے یہان تو

یہ ذکر ہو وہان روشن تاجدار کہ جو اس سرحد کا منتظم ہی جہان قید خانہ ہی اور ہفت پیکر رہتا ہی
برائے ملاقات خداوند اس راستے آتا تھا پوچھا کہ یہ کسکا لاشہ ہی لوگون نے بیان کیا کہ یہ شخص
مصر الغرائب کے ساتھ آیا تھا صاحبزادی نے اسکو قتل کیا پوچھا کہ کیون کہنے والے نے
سب حال بیان کیا روشن تاجدار چل گیا دربار مین ہفت پیکر کے آیا کہا کہ یا خداوند
آپنے کچھ سنا کہ زرے دیوار خداوندی سردار مارا گیا کیا حضور کو خبر نہین اور اصل یہ ہی کہ اسنے
بدخواہی سرکار کی کی تھی اسکے لیے یہ معاوضہ ہوا مقام تعجب ہی کہ سزا نہ ملے اور بدعت
کرنے والا بدعت کر جائے قدرت کو بہت شاق ہوگا جو مفصل سنیگے پھر سب حال کہدیا
اب تو ہفت پیکر پلٹا کہا کہ اے روشن تاجدار اصل مین یہ معاملہ کیا گذرا اور ملکہ نے اُسے
کیون مارا انکو صرف یہ حکم دیا گیا ہی کہ مہینے مین چار مرتبہ قید خانے کو ملاحظہ فرمائیے
آج ہی وہ گئین اور علشاہ سے راز و نیاز ہوئے انجام کار یہ ہوا کہ خناس مارا گیا یہ
بات سمجھ مین نہین آتی لوگون نے کہا کہ حضور طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ انکے انکے برسون کا
راز و نیاز تھا جسکا کہ یہ انجام ہوا افسوس ان لوگون نے آفتین برپا کین یہ سُنکر
ہفت پیکر نے کہا کہ ملکہ گوشہ نشین پیغام و سلام کسکی معرفت ہی جادوگرون نے عرض کی
کہ اسکی وزیر زادی غنچہ دہن ہر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اُسنے یہ رنگ پھیلایا ہی وہی
برائے پیغام و سلام آتی جاتی ہی یہ سنتے ہی ہفت پیکر نے حکم دیا کہ غنچہ دہن کو ہمارے
پاس لاؤ جہان ملکہ لالہ عذار غنچہ دہن سے باتین کر رہی ہین اور رات کا وقت ہی کہ ایک
کنیز نے آکر خبر دی کہ بی غنچہ دہن کو خداوند ہفت پیکر نے بلایا ہی اُسی وقت غنچہ دہن
اُٹھی تھر تھر کانپتی ہوئی اس مکان مین آئی جہان کہ ہفت پیکر تھا ہفت پیکر اکیلا بیٹھا ہی کہ
غنچہ دہن آکر پہنچی ہفت پیکر کھڑا ہو گیا غنچہ دہن کی بڑی خاطر کی کہا کہ غنچہ دہن بہتر
اسی مین ہی کہ ملکہ لالہ عذار کو ہمارے واسطے راضی کر دو دیکھو خیال رکھو اگر قدرت نے توجہ کی
اور وارث خدائی پیدا ہوا تو خداوند کی ماں اور خداوند کی بی بی کہلائینگی مسلمانون کا
ایک مرتبہ خاتمہ ہی صرف کارزمن کے منع کرنے سے تامل کیا اب وہ تامل کیا جائیگا روز جشن سجاد
حکم ہو جائے کہ قتل کرو پھر کون روک سکتا ہی غنچہ دہن نے سب باتون کو سُنا جب یہ باتیں ہو چکی

غنچہ دہن کو خوف آتا ہو کہ میرے ساتھ گستاخی نہ کرے مقدمہ ملکہ لالہ عذار مین ہان ہان کیے گئی
جب یہ کہکر خاموش ہوا غنچہ دہن نے دست بستہ عرض کی کہ لونڈی ملکہ لالہ عذار کو ضرور
لے آئیگی تین دن اور معاف فرمایا جائے تین دن مین سب انتظام کر لون چوتھے دن لیکے
حاضر ہون یہ کہکے بھاگی پاس ملکہ لالہ عذار کے آئی سب کیفیت بیان کی کہ ہفت پیکر آیا تھا
خواہان ہر یہ سنکر لالہ عذار رونے لگین کہا کہ ای غنچہ دہن مین جان دونگی مگر اُس ملعون
کے سامنے نہ جاؤنگی مین گئی اور اُسنے دست طمع بڑھایا سوا ے جان دینے کے چارہ
نہ ہوگا وہ ایک ظالم اظلم ہی غنچہ دہن نے کہا کہ رستم کو نکال لے چلیے لیکن حال لوح دریافت
کیجیے ایک مرتبہ حضور کو چلنا پڑیگا سب حال دریافت کرینگے بموجب اُسکے کاربند
ہونگے اگر بیج فرزند صاحبقران عالیشان کو ملی قیامتین برپا کرینگے پھر اُنسے کون مقابلہ
کر سکتا ہی کسکی مجال ہی ملکہ لالہ عذار کی آنکھون سے آنسو جاری ہین کہا کہ ای غنچہ دہن
کیا ہوگا غنچہ دہن نے عرض کی کہ داری ایسے ظالم کا سامنا ہو خدا انجام بخیر کرے آج
شب کو چلیے باتین کرنیکا طرز اختیار کیجیے سب معلوم ہو جائے دریافت کر لیجیے پھر
کاربند ہونا چاہیے ای ملکہ عالم بس آج کی عقلمندی ہی مین سب طرح کی باتین اُس سے افزا لے
کے کر لونگی بڑا ساحر زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی پروردگار اس ظالم کی
بدصحبت سے بچائے یہ کہکے ملکہ کو کپڑے اچھے پہنائے اور آپ بھی لباس تبدیل کیا پھر بات
گئے ملکہ لالہ عذار کو تخت پر سوار کیا طرف ہفت پیکر کے بعد کرد فر رواز ہوئین قصر
ہفت جوش مین ہفت پیکر بیٹھا تھا کہ اُسنے دیکھا آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ غنچہ دہن
اور ملکہ لالہ عذار تخت پر سوار آتی ہین ایک کنیز نے ہفت پیکر سے کہا کہ یا خداوند
مبارک ہو ملکہ لالہ عذار تشریف لاتی ہین ہفت پیکر خوش ہو گیا پہلو سے چند
پتلے فولادی نکال کر پھینکے آواز دی کہ ای فرشتگان مقرب معشوقہ قدرت کو
استقبال کرکے لاؤ کہ لالہ عذار نے دیکھا کہ چار فرشتے بازوؤن پر یاقوت آئے
کے آکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا کہا کہ ای معشوقہ خداوند چلیے ملکہ لالہ عذار نے سر جھکا لیا سامنے
ہفت پیکر کے آکر ہوئین جھک کر سلام کیا اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا بیٹھنے کو حکم دیا

ملکہ لالہ عذار بیٹھے بیٹھے رونے لگین پر تصور ملکہ کو بندھا کہ اب ملاقات علمشاہ سے دشوار ہی اُسی بیقراری مین یہ اشعار زبان سے نکل گئے

نظم

تازہ ہو دماغ اپنا تمنا ہی تو یہ ہی — اُس زلف کی بو سونگھیے سودا ہی تو یہ ہی
قینچی نہین چلوائی مرے نامے نے کس پر — پر وار کبوتر ہو جو عنقا ہی تو یہ ہی
کچھ سرو کا رتبہ ہی نہین قد سے ترے پست — شمشاد و صنوبر سے بھی بالا ہی تو یہ ہی
ملتا جو نہین یار تو ہم بھی نہین ملتے — غیرت کا اپنی بھی تقاضا ہی تو یہ ہی
ای نور نظر معجزۂ حسن سے تیرے — اندھے بھی کہین گے کہ مسیحا ہی تو یہ ہی
محشر کو بھی دیدار کا پردہ نہ کرے یار — عاشق کو جو اندیشۂ فردا ہی تو یہ ہی
بینا ہون جو آنکھین تو رخ یار کو دیکھین — نظارے کے قابل جو تماشا ہی تو یہ ہی
مضمون دہن یار کا کیا فکر سے نکلے — لا حل جو معمون مین معما ہی تو یہ ہی
گو یاد صنم دل مین ہی گھر یاد الٰہی — کعبہ ہی تو یہ ہی جو کلیسا ہی تو یہ ہی
معشوق دمی و خانۂ خالی و شب ماہ — عاشق کے لیے حاصل دنیا ہی تو یہ ہی
دیوانے نہ کیونکر غل و زنجیر پہنتے — سرکار جنون کا جو سراپا ہی تو یہ ہی
دل کے لیے ہی عشق تو دل عشق کی خاطر — مے ہی تو یہ ہی اور جو مینا ہی تو یہ ہی
دیوانۂ قد کے کبھی نالون کو تو سنیے — ہنگامۂ محشر کا سا غوغا ہی تو یہ ہی
ثابت دہن یار و لبون سے کر آتش — محبت کی جو شاعر کے لیے جا ہی تو یہ ہی

ہفت پیکر نے آواز دی کہ ای معشوقۂ قدرت یہ اشعار تو نے کیسے پڑھے کیون اسقدر مضطر و بیقرار ہی غنچہ دہن نے عرض کی کہ جس وقت سے پیغام خداوند مین نے عرض کیا ہی ملکہ خود نہایت درجہ بیقرار ہین اُسی بیقراری مین یہ اشعار مُنہ سے نکل گئے ہفت پیکر جیسے ہو رہا آواز دی کہ ای فرشتگان مقرب اپنے اپنے مقام پر جاؤ وہ چارون شخص غائب ہو گئے ملکہ لالہ عذار تھر تھر کانپنے لگی کہ دیکھیے اب کیا ہو غنچہ دہن سے اشارے ہین کہ بُوا میری آبرو بچانا خوف مین اس بیچارے کے ذرا نا ایسا نہ ہو کہ دست انداز ہو صورت کو جو لالہ عذار نے دیکھا ایک دیو ہی قالب انسان مین سمایا ہوا تمام دنیا کو جیلے ہوئے شعبدون کے کھیل کھیلے ہوئے

آنکھیں نخھی تھی سیتلا کے چہرے پر داغ یا چمن میں آشیانۂ زاغ عجب کریہ منظر بد صورت ہو کہ دیکھکر خوف آتا ہو بجیا نے مُنھ جو کسی وجہ سے کھولا جاہی لی معلوم ہوا کہ سنڈاس کھل گیا وہ بو بے بد آئی کہ دماغ اُلٹا ریچھ کی کھال کا کر دیئے ہوے تن رہا ہو طرف ملکہ لالہ عذار کے متوجہ ہوا کہا کہ ای معشوقۂ قدرت قدرت نے تجلوہ دکھایا ہو چاہتے ہیں کہ سرفراز کریں ملکہ لالہ عذار کے ہاتھ پانوں میں رعشہ آگیا ہفت پیکر نے خوش ہو کے کہا کہ قدرت تیرے پیٹ میں نور قدرت اُتاریگے تیرے شکم سے خداوندزادہ پیدا ہوگا تمام دُنیا میں اُسکی عملداری ہوگی قدرت تقدیر کر چکے یہی ہوگا ملکہ لالہ عذار شرم کے مارے پسینے پسینے ہوگئی جب کئی مرتبہ اُس بدبخت نے اسی طرح کہا لالہ عذار نے کئی مرتبہ غنچہ دہن کو اشارہ کیا کہ کچھ سوال و جواب کرے جب اُسنے کلام نہ کیا کیونکہ غنچہ دہن خود خائف و ترساں ہو دہن بوجہ نزاکت معدوم صرف نشان عدم ثابت ہوتا ہی ہاتھ باندھکر لالہ عذار نے عرض کی کہ جو قدرت نے تجویز کیا ہو یہی مناسب تھا کنیز کو اسقدر اشتیاق ہو کہ اپنے طلسم میں آٹھ پہر دعا مانگتی تھی کہ خدمت میں ہفت پیکر کی پہونچی آخر قدرت نے یہ انتظام کیا کہ کوکب روشنضمیر مسلمان ہوا طلسم ہمارے بزرگوں کے سپرد ہوگیا لیکن افسوس یہ رہا کہ اُس زمانے میں کنیز کو یہ ہدایت نہ ہوئی کہ سیدھی سیدھی دعا مانگتی کہ دہاں سے اُٹھکر خدمت میں پہنچ جاتی فلک نے انقلاب کیا اب کنیز حاضر ہوئی جو ارشاد ہوگا وہ بجا لاؤنگی اب خدمت سے بہرہ یاب ہوئی حضوری بھی قبول کرونگی مگر دل میں بیتاب ہو کہ کیا کروں دیکھیے اس ظالم اظلم سے جان و آبرو کیونکر بچے اس وقت اپنے بلا یا آتا پڑا سرنگوں خیال آبرو میں کلیجہ خون ہفت پیکر اکیلا بیٹھا ہو جہاں آرا کو لالہ عذار کے دیکھ رہا ہو کہ قصر کے صحن سے ایک آندھی سیاہ اُٹھی عرصۂ دراز میں بلند ہوئی اُسمیں رعد کی گرج برق کی چمک تھوڑی دیر کے بعد آندھی دفع ہوئی اب ملکہ لالہ عذار نے دیکھا کہ ایک باغ جنت نظیر ہو گل ہائے رنگا رنگ اور نہریں بعد جوش و خروش جاری فوارے و ہزار ے چھوٹ رہے ہیں ساون بھادون کی کیفیت ظاہر ہو لی بہر طاؤس رقصان آمد بہار کے سامان طوطیاں زمرمہ سرا شاخ گل پر بلبل کے بیٹھی ہیں آمد بہار کے اشعار بعد تکلف گا رہی ہیں **نظم**

شاخ گل پر کب چہکتے ہین یہ مرغانِ بہار — شکر کرتے ہین گلستان مین غزلخوانِ بہار
گل کھلے ہین موسم گل ہین ہی سامانِ بہار — عندلیبون کو ہی لازم شکر احسانِ بہار
چاہیے غنچے بلائین لین تصدق ہو نسیم — طشت گل مین دھو لے شبنم پاے مہمانِ بہار
گل ہی ساغر بادہ ہی شبنم تو ساقی ہی صبا — میکدہ ہی صحن گلشن بہر مستانِ بہار
جوش مستی سے ہوا جوش جنون کیونکر نہ ہون — نشتر فصاد کانٹے بہر مرغانِ بہار
رقص کبک و نغمۂ بلبل سے جنت ہی چمن — نرگس و گل کا لقب ہی حور و غلمانِ بہار
ہر روش گلدستۂ گل اس سے ہین آراستہ — تختۂ گلزار ہی اورنگ سلطانِ بہار
برگ و بر کا ذکر کیا ہین خار تک زیر نگین — کشور گلزار مین جاری ہی فرمانِ بہار
عندلیبون کو گلون سے ہم آغوشی نصیب — وصل اب بیوا سطہ ہی بہر مرغانِ بہار
فصل گل مین تو بدل سے ہی رعنا کو الم — بے مے و ساقی ہی سب برباد سامانِ بہار

اس طرح سارے باغ مین آمد بہار کی دھوم ہی عندلیبان خوشنوا کو سامان آمد بہار مہیا دائم ہی گلہاے رنگارنگ و شگوفہاے بوقلمون شاخین گل و اشجار سے سر بسجود زیر ہر نخل اسقدر پھول ڈھیر ہین کہ طائران چمن فرش جان کر آکر لوٹتے ہین لطف اُٹھاتے ہین بہ پرواز واکرکے شاخ گل پر جاتے ہین رنگ و بوے چمن دیکھ کر زمزمہ سرائی مین مصروف طائر رنگ چمن مائل پرواز باغ مین سوز و ساز عجب باغ مین ہنگامہ ہی سبز بختان چمن مالامال محبت گل بوٹے کی شوکت و جلالت بہ رعنائی و زیبائی نسیم سحری اٹکھیلیان کرتی ہی ہر چمن مین پھرتی ہی اسقدر نسیم سحری کو احتیاط ہی پھونک پھونک کے پیر رکھتی ہی کہ روے گل پر گرد پہونچے ایسا نہ ہو عندلیب خوشنوا بگڑ جائے کہ میرے معشوق کے چہرے پر گرد پڑی ہر سمت انتظام بہار ہی طائران خوشنوا مین پکار ہی کہ بہار آگئی یہ جوش و خروش آمد بہار دیکھکر ہفت پیکر نے کہا کہ اے معشوقۂ گلعذار دیکھا تو نے یہ کرامات قدرت ہی ذرا سا قدرت نے اشارہ کر دیا یہ سب سامان موجود ہو گیا عندلیبان خوشنوا نے آواز دی کہ یا خداوند تیری قدرت کی دھوم ہی حال رنگ آمیزی قدرت کسکو معلوم ہی اے ملکہ اگر کہو ہمیشہ بہار رہے یا خزان کی بہار رہے جو کہو قدرت اُس فصل کا نمونہ دکھائین تم پریشان نہو ملکہ لالہ عذار نے شرما کر سر جھکا لیا

کیا جواب دین کیونکر خاموش رہین دل مین جوش وخروش خوف ہی کہ یہ دیوانہ نہ بنا دے ملکہ اس خیال مین ہین کہ ہفت پیکر پھر بولا کہا کیون معشوق مطلوب قدرت کیا جواب دیتی ہی جس فصل کو قبول کرو اُسکو تمھارے سامنے کر دیا جائے وہی فصل ہر وقت قائم رہے لالہ عذار نے شرما کر سر جھکا لیا کہا کیا خداوند جب سکونت اختیار کرونگی اُسی باغ مین فصل قائم کر دیجے گا ابھی مین کسی چیز کی فرمایش نہین کرتی جب وقت آئیگا دیکھا جائیگا قدرت سے وعدہ کرتی ہون کہ جو کچھ خدمت مین عرض کرونگی ہفت پیکر کو کچھ بن نہ پڑا کہا اچھا صاحب رخصت ہو تمھین اختیار ہی ملکہ لالہ عذار بہت خوب کر کے اُٹھین مصر الغرائب نے ہرکارے مقرر کیے تھے یہ خبر دریافت کر کے پلٹے سامنے مصر الغرائب کے آئے تمام کیفیت بیان کی مصر الغرائب کو بڑی بیقراری تھی کہ دیکھیے انجام کار کیا ہو کہ لالہ عذار آ کر پہونچی باپ کو سلام کیا مصر الغرائب نے پوچھا کہ بیٹا کیا ہوا ملکہ نے آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے کہا کہ ای والد نامدار کیا عرض کرون جس طرح سے بنا اپنے کو بچایا لیکن بہت آمادہ ہی دیکھیے کیونکر آبرو بچے مین نے آج تو ٹالا ہی آیندہ کا وعدہ کیا لیکن اُسکو بڑا جوش وخروش ہی خاک پا لیکر طوطیا ے چشم بنانے کو کہتا ہی یہ کہہ رہی تھی کہ ایک طائر بالاے آسمان سے آیا سامنے مصر الغرائب کے طائر گرا غلطاک مار کر بشکل انسان بنا ہاتھ باندھ کر سامنے مصر الغرائب کے کھڑا ہوا دست بستہ عرض کی کہ خداوند نے ارشاد فرمایا ہی معشوق قدرت کے نام وحی آئی کہ معشوقۂ قدرت جا کر قیدیون کو ملاحظہ کرین اور جہانتک ہو سکے آب ودانہ پہونچائین لیکن بدعت اُنپر ضرور رہے کہ تڑپ تڑپ کر مرین تین مہینے میعاد قید طلسم ہفت پیکر ہی اسکا خیال معشوقۂ قدرت کو ضرور ہی یہ کہہ کے وہ جادوگر غائب ہوا مصر الغرائب نے کہا کہ ای نور نظر اس انتظام کو ایسے طور سے سنبھالو کہ اس طلسم سے نکل چلین ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ کیون مصر الغرائب نے کہا کہ وہ آبرو کا خواہان ہی آبرو کیونکر بچے لالہ عذار نے کہا کہ آپ ملاحظہ فرمائین ہم طریقے سے اپنی آبرو بھی بچائین گے خوشامدین کرینگے کہ کسی طرح وہ ہمسے راضی رہے ایسا نہ ہو کہ بگڑ جائے اس لیے کہ اُسکے طلسم مین بیٹھے ہین پھر کوئی فساد برپا کرے تو خرابی ہو یہ کہہ کے لالہ عذار اپنے مقام سے اُٹھین کہ ہم جا کر قیدیون کو دیکھ آئین اُنکو کھانا پانی پہونچائین ٹہلتی ہوئی اُس

کمرے کے قریب آئین کہ جہان رستم یاد مین اُس محبوب جانباز و یار جانی کے رو رو کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین۔

نظم

کہتے ہین سُنئے تذکرے مجھ غم رسیدہ کے ٭ افسانے کون سُنتا ہی حال شنیدہ کے
کیا اپنی مشت خاک کی ہم جستجو کرین ٭ ملتے نہین نشان غبار پریدہ کے
مین خاک بھی ہوا نہ گئی پرکشیدگی ٭ کھنچتے وہی رہے ہے مرے دامن کشیدہ کے
جو تم مین بات ہی وہ کسی اور مین کہان ٭ جلوے کچھ اور ہی ہین گل نودمیدہ کے
سیلاب چشم تر سے زمانہ خراب ہی ٭ شکوے کہان کہان ہین مرے آب دیدہ کے
کچھ انتہا نہین ہی کہانتک سُنائیے ٭ قصّے دراز ہین دل نا آرمیدہ کے
قطرے ملے جو تیرے پسینے کے گلبدن ٭ خواہان رہے نہ لوگ گلاب چکیدہ کے
آہون کی دھوم ہی کہین نالون کے غلغلے ٭ سامان نئے ہین روز ترے غم کشیدہ کے
آرام گاہ اشک ہی ویران ای جنون ٭ دامن ہین تار تار قبائے دریدہ کے
او مست ناز کیف یہ تیرے سخن مین ہی ٭ دھوکے کلام پر ہین شراب چکیدہ کے
لو آشیان تن کی طرف میل تک نہین ٭ دیکھو مزاج طائر رنگ پریدہ کے
دیوان مین وصف ہی عرق جسم یار کا ٭ مضمون کہان کہان ہین گلاب چکیدہ کے
مژگان سے بچ نسیم کہ ابرو کے پاس ہین ٭ یہ تیر بے خطا ہین کمان کشیدہ کے

یہ اشعار سنکر ملکہ لالہ عذار بیقرار ہوگئین پلٹ کے دیکھا کہ رستم فرش خاک پر پڑے ہوے سر زنجیر سے ٹکرا رہے ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین یاد مین اُسی محبوب کی رو رہے ہین پلٹ کر جو اُسی معشوقہ کو دیکھا بے اختیار پکار اُٹھے کہ آئیے تشریف لائیے

فرد: رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ٭

ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ کیون غنچہ دہن یہ قیدی بہت گستاخ معلوم ہوتا ہی ایسے چار آنکھ کرکے بات کی رستم نے شرما کر سر جھکا لیا ملکہ کو بھی جوش محبت تھا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا صبر نہ ہوسکا ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای رستم اصل یہ ہی کہ تمھاری وجہ سے گرفتار طرۂ گیسو و ذبح خنجر ابرو ہوے جو حکم دو وہ بجا لائین رستم نے کہا

کہ ای ملکۂ عالم کوئی صورت نکاسی کی قید خانے سے نکالو کہ طلسم کو فتح کرون اور قبلہ وکعبہ راہون
طلسم مین ہنگامہ ہو ملکہ نے کہا کہ ای رستم مین بھی یہی چاہتی ہون کہ طلسم تمھارے ہاتھ سے
فتح ہو ایک بڑی بات ہی کہ تمھاری صورت زیبا وطاحت جہان آرا کتاب طلسم مین مندرج
ہی اسی سطر مین مرقوم ہی کہ یہ جوان فتاح طلسم ہفت پیکر ہی اور جرأت ولیاقت مین
یکتا ہی جلالت وشوکت مین بے مثل وبے نظیر علشاہ نے کہا کہ ای ملکہ عالم مین نے آجتک
کبھی طلسم فتح نہین کیا قاسم میرا فرزند ہی اُسنے بچپن مین طلسم فتح کیا ای شہنشاہ خوبی وای
سروردان باغ محبوبی باعث یہ ہوا کہ ترک توسن یلداقی برادر خان اعظم مادر قاسم پر
عاشق تھا مین نے اُسکو بزور زیر کیا وہ ملعون مکر سے مسلمان ہوا کئی مہینے ساتھ رہ کر شکار
کے نام سے صحرا مین لے گیا ایک مقام پر کہ درۂ کوہ تھا وہان غبار اُڑ رہا تھا ایک آہو کہ جھول
زربفت کی اُسکی پشت پر پڑی تھی پٹہ مقول گلے مین اُس غبار مین جست کر رہا تھا مجھسے
کہا کہ ای رستم مین اکثر اس صحرا مین آیا مگر یہ آہو شکار نہین ہوتا جست کرکے نکل جاتا ہی آپ
بڑھ کر تیر مار لیجے کہ یہ آہو شکار ہو مین نے بڑھ کر اُس آہو پر تیر مارا وہ تیر آہو کے سینے پر پڑا
اُس آہو نے ایک چیخ ماری چیخ مار کر زمین پر گرا گر کر تڑپنے لگا مین نے گھوڑا بڑھا کر اُس غبار
مین ڈال دیا وہ مقام طلسم تھا مین اس حال سے آگاہ نہ ہوا ایک پنجہ آسمان سے گرا مجکو اُٹھا کر
لے گیا چنگ آسا سے جادو کہ وہان طلسم افراسیابی تھی وہی مجکو اُٹھا کے گئی اپنے باغ
مین پہونچی عاشق ہو گئی دن بھر تو صدمات قید سہتا تھا شب کو آکر جلسہ آراستہ کرتی تھی
اور مجکو صحبت مین بلاتی تھی اوّل منت وخوشامد بعد منت وخوشامد کے بدعت شروع کرتی تھی
حیات باقی تھی کہ زندہ بچے تھے ای ملکۂ عالم صحبت ناجنس کیا بری چیز ہی کہ نوبت بجان و
کارد باستخوان رہتا تھا اور اسکی بدعتین سہتا تھا کہ وہ ترک توسن لشکر لیکر قلعۂ خاور پر گیا
ملکہ خورشید مینی مادر قاسم نے قبلہ وکعبہ کو نامہ لکھا صاحبقران ہو کا نامہ دیکھتے ہی چلے
یہان ترک توسن نے قلعے پر حملہ کیا پھاٹک توڑا ملکہ خورشید محل مین قاسم کو بہلا رہی تھین کہ
ایسا نہ ہو اس شیر کو خبر ہو جائے تو باعث خرابی ہو مگر ترک توسن لڑتا بھڑتا پھاٹک توڑ کے
قلعے مین راہ کو طی کرکے ڈیوڑھی پر محل کی پہونچا کنیزون کو قتل کرتا ہوا چاہا کہ محل مین گھس آئے ایک کنیز نے

خبر دے دی قاسم اُس سن مین کہ سات برس کا سن تھا تیغ کھینچ کر دوڑ پڑا اُس کشتی مین جا کر اُس دیو خصال کو اتنے طمانچے مارے کہ آخر وہ بھاگا قلعے سے باہر نکل کر اپنے لشکر کو دیکھ کر شرم آئی پلٹ پڑا تلوار چلنے لگی بارہ سو لڑکے کہ جو بروز ولادت قاسم پیدا ہوئے تھے انکو ملازم کیا تھا اُن بارہ سو لڑکون سے ساٹھ ہزار فوج سے جنگ کرتا تھا قاسم گھرا ہوا تھا کہ صاحبقران آ کے پہونچے ترک توسن کو زخمی کر کے شکست دی قاسم کو گود مین اٹھا لیا پیشانی پر بوسے دیے قلعے مین تشریف لائے سیارہ عیار نے قاسم سے تو حال چھپایا تھا مگر صاحبقران سے بیان کیا کہ رستم طلسم افراسیابی مین قید ہو گئے بوجہ مہر پدری کے قبلہ و کعبہ بر سر طلسم تشریف لائے جب جا کی تو بزرگان دین نے منع کیا کہ آپ اس طلسم کے فتاح نہین ہین اگر قصد کیجیے گا تو بلا مین پھنسیے گا صاحبقران طلسم سے چلے گئے مگر بعد چندے میرا نور نظر شاہزادہ خاور سیاہ کسی وجہ سے اُسی صحرا مین پہونچا سیارہ نے جاسُس عیار کو دیکھا آقا کو یاد کر کے رونے لگا قاسم نے سبب پوچھا سیارہ نے سب حال گرفتاری بیان کیا قاسم سنکر آپ سے باہر ہوا اور بلک کے کہا کہ ای عم نامدار آپ نے اس حال کو مجھسے کیون چھپایا مین اپنے باپ کی رہائی کو جاؤنگا ہر چند سردارون نے منع کیا مگر وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی نذر کا بجرأت و لیاقت اُس طلسم کو فتح کیا مگر باعث خرابی یہ ہوا کہ جب کل دربند توڑ چکا تو میرے مقام پر پہونچا مجکو دیکھکر کہتا تھا کہ ای مرد بزرگ میرے قبلہ و کعبہ کہان قید ہین ای ملکہ عالم اُس وقت کی حسرت یاس کیا بیان ہو نہ وہ مجکو پہچان سکتا تھا نہ مین اُسکو جان سکتا تھا عین وقت پر چنگک سا سے جادو آئی اور مجکو اٹھا کر لے گئی تب قاسم کو معلوم ہوا کہ ہمارے قبلہ و کعبہ یہی تھے مین بیہوش ہو گیا مجکو وہ جزیرۂ مرغان مین لے گئی قاسم اس شوکت سے نکلا کہ لوگ رشک کرتے تھے مجھے یہ مرتبہ اوّل اس طلسم مین آنیکا اتفاق ہوا ہے خدا معین و مددگار ہے مگر ای ملکۂ عالم لوح کی فکر واجب لازم ہے بدون لوح طلسم فتح نہین ہوتا لالہ عذار نے اپنا جانا سامنے ہفت پیکر کے بیان کیا کہا اُسی سے دریافت کرنگی بادشاہ کیسا خداوند طلسم تو ضرور جانتا ہوگا رستم نے کہا کہ ہان کیون نہ جانتا ہوگا مگر پوچھنا شرط ہے لالہ عذار نے کہا کہ آج مین ضرور پوچھونگی سمک نے زیادہ ترغیب دی کہ حال لوح پوچھیے تو ہمکو نکال لے چلیے ہم عیار اور سردار نکل جائین تو سب تدبیرین ہو جائین وہ دن خدا کرے

کہ آقائے نامدار ہمارے رستم ہیلتین لشکر جمع کر کے آکر قید خانے پر لڑین قید خانے پر آ کے
معرکے پڑین بہانے سے آکے صاحبقران کو چھڑائین تب دل تسکین پائے لالہ عذار نے کہا
کہ آج ہم ضرور دریافت کرینگے یہ کہکے ملکہ لالہ عذار علمشاہ سے رخصت ہوئین چلے اپنی
مکان مین آئین مصر الغرائب نے پوچھا کہ کیون نور نظر کیا سختی ہمارے قیدیان طلسم مقرر
کی ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ دادا جان اس سے کوئی تدبیر مسلمانان بہتر نہین ہر کہ ایک سردار
مقرر کیا جائے وہ کلمات سخت و سست انکو کہے یہ ضرور بگڑینگے اسی حملے مین قتل کرے خودی
توانا دوایسے ہین کہ دو دو دن کے فاقے مین کچھ انکے لیے بُرائی نہین ہو گی ایک ہی دن
ستا لین گے قتل کا دن آجائیگا بخوبی اس روز سمجھا جائیگا بعد اسکے لالہ عذار نے اپنے تئین آراستہ کیا
اور طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین برائے ملاقات ہفت پیکر چلین یہان وہ وقت ہو کر
ہفت پیکر تنہا بیٹھا ہوا ہو انتظار ملکہ لالہ عذار کا کر رہا ہو کہ خبر پہونچی ملکہ تشریف لاتی ہین
ہفت پیکر نے سب کو رخصت کیا تخلیہ کر لیا ملکہ آکر پہونچین ہفت پیکر نے بہ تعظیم و تکریم
برابر تخت کے جگہ دی پوچھا ملکۂ عالم مزاج کیسا ہو ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ خداوندگی دعا
کرتے ہین یہ کہکر ملکہ بہت روئین ہفت پیکر گھبرا گیا پوچھتا ہو کہ کیون ملکۂ عالم رونے کا
کیا باعث ہو کیا سبب ہو کہ جو اسقدر بیقرار ہو کر رو دی ہو ملکہ نے کہا کہ یا خداوند کیا آپ حال
پوچھتے ہین اسی خیال نے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے دن کا کھانا گیا رات کی نیند موقوف
ہوئی سوچ ہو کہ کیا کرین تجھ ایسا خداوند ملے اور آنکھے پہلو مین ذبیحہ سکین خوف
جان ہو باعث ایمان ہو گھبرا کر ہفت پیکر نے کہا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان جو
باعث تردد ہو وہ مجھسے بیان کرو مین اسکے دفعیہ کی تدبیر کرون ای ملکۂ عالم تمہارے رونے
سے دل میرے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے مین خداوند صاحب اختیار رہون مجبور رونا چارنہین جو پوچھا ہو
وہ پوچھیے اگر مین چاہون تارے آسمان کے زمین پر پہونچا دون ذرہ ہائے آسمانی بناؤن
ملکہ لالہ عذار نے دامن پکڑ کے کہا کہ یا خداوند ان مسلمانون کا ہمیشہ سے یہ دستور ہو کہ جس ملک پر
لشکر کشی کی اس ملک کو خاک مین ملایا نوشیروان در بدر خاک بسر مارا مارا پھرا آخر کار
جان سے بیزار ہوا مجبور ہو کر اسنے اپنی جان دی جنیون کو سلطنت پہونچی انھون نے فوراً

صاحبقران سے مقابلہ شروع کیا سالہا سال ہو چکے لڑتے ہین لیکن یہ لوگ لڑتے ہوے جس
ملک پر گئے وہان شکست دی صدہا ملک اسلام آباد کیے لقا مارا مارا پھرتا ہی اُسکو چین نہین ملتا
اب مسلمانون نے قدرت پر بلوہ کیا ہی مگر قدرت نے عجیب غریب اختیار اپنا دکھایا کہ سب کو
ایک دن مین گرفتار کیا اب قتل کا سرکار کو اختیار ہی مجبور دنا اس بات کا ہی کہ ممکن نہین بدون
حکم کاہن طلسم قتل کرسکین لہذا اب ہمکو یہ خوف ہی کہ ایسا نہ ہو آپ پر کوئی زوال آئے یہ سُنکر
ہفت پیکر نے کہا کہ ای جان جہان یہ طلسم ایسا نہین ہی کہ اسکو کوئی فتح کرسکے لوح ایسے
مقام پر ہی کہ طائر وہم وخیال تا بہ لوح نہین پہونچ سکتا ای معشوقۂ خورو شعلہ خو کیا مجال کسی کی
کہ لوح طلسمی کا نام لے اگر نام لے تو زبان جل جائے صفدر جنگ آزما اول مین ایک پہلوان
ملتا ہی سات لاکھ فوج کا مالک کوئی اُس سے مقابلہ نہین کرسکتا سات لاکھ فوج جنگی ہمراہ خود
پہلوان عالیجاہ فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق اوّل جو کوئی جائے رہنہ یہ ہی کہ
صفدر جنگ آزما سے مقابلہ پڑیگا اگر تقدیر نے رسائی کی اور لڑ بھڑ کر اُسکو قتل کیا تو کئی
دیوانے اُسکے ملک مین ہین اُنسے مقابلہ پڑے اُنکو بھی زیر کرکے پاس رکھے پھر لشکرکشی کرے
ملک فروغ بخش بادشاہ وہان کا قوی و زبردست و شعبدہ ساز و جنگ باز فوج بیحد و
بے شمار رکھتا ہی مہینون اُس سے مقابلہ پڑیگا جانبازی و حیلہ سازی مین سالہا سال کاٹیگا
جب اُس سے مقابلہ پڑے اُسکو دھوکے مین رکھے تب اپنے قصر فروغ بخش مین پہونچا لے
وہان لوح ہی اگر لوح حاصل ہوئی تو پھر مرحلہ جات بیشمار ہین بڑے بڑے
پہلوانان زبردست لشکرکشی کرکے گئے کچھ نہ ہو سکا پکڑے گئے گرفتار ہین قید ہین امید اُنکی
رہائی کی نہین ایک ہلڑ ہوا اس بیان پر بادشاہ کے وزرا و امرا بے اختیار رونے لگے
ہر مقام پر یہی ذکر ہی آج لوح کا حال سُنا کیا مجال ہی کہ ارادہ کرے اگر کوئی وہان جانے کا
قصد کریگا مارا جائیگا اگر تمام عالم ساتھ ہو تو کیا خوف ہی جو قدرت نے ارشاد فرمایا وہی
ہوگا کوئی لوح کی تلاش مین نہ جاسکیگا جو جائیگا وہ مارا جائیگا ملکہ لالہ عذار نے یہ سب
حالات سُنے اور ہفت پیکر سے رخصت ہوئین اپنے مکان پر آئین انجمن مشاورت
منعقد کی اور غنچہ دہن کو پاس بٹھایا کہا کہ کیون غنچہ دہن حالات لوح سُنے حوصلہ پڑتا ہی

کچھ تدارک کرین | خاموش ہوکر جان دین اب دل کو تاب نہین ادل صفدر جنگ آزما سے مقابلہ پڑے دیکھین کیا کرتا ہی اُسکے بعد حمالاک ساحران ملین گے اُنسے مقابلہ عظیم ہوگا دیکھیے کیا ہو آج شب کو مین شاہزادے کو مع اُسکے عیار نکال لاؤنگی یہ کہکر غنچہ دہن سے کہا کہ ایک قصر آراستہ کرو سواے ہمارے اور تمھارے کوئی آگاہ نہ ہونے پاے غنچہ دہن نے قصر آراستہ کیا شراب وکباب وگزک سب چیزین مہیا ہین ملکہ لالہ عذار اپنے مقام سے اُٹھین طاؤس پر سوار ہوئین آسمان مین آکے ڈھونڈین وہانسے دیکھا کہ علمشاہ ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے صحن مین ٹہل رہے ہین آمد ملکہ کا بڑا انتظار ہی کبھی طرف آسمان کے کبھی طرف زمین کے دیکھتے ہین فرماتے ہین کہ ای سمک افسوس ہی کہ ملکہ نہ آئین کہ آج رہائی ہوتی آیندہ مقابلہ پڑتا یہ حقیر پہلوانونسے لڑتا اگر موت لیکر آئی ہی زندہ یہان سے نکلنا دشوار ہی ہمارا اب تو یہ حال ہی کہ جسکا بیان کرنا محال ہی

نظم

کب اس زمین پہ مجھے آرمیدہ ہونا تھا
ہوا سے خاک کو برسون پریدہ ہونا تھا

اگر تھی دامن جان کی آرزو ای دل
تو چند دم کے لیے آب دیدہ ہونا تھا

کسی کے چہرے پہ ہوتا کسی کے دامن مین
مجھے بھی آنکھ کا اشکِ چکیدہ ہونا تھا

کبھی نہ خدمت دامن سے سرفراز ہوا
وہ ہاتھ ہون کہ جسے نارسیدہ ہونا تھا

کمال بے ادبی ہے یہ عرض کرتے ہین
ہمین سے ای قد جانان کشیدہ ہونا تھا

اگر تھی لذت پامال کی ہوس ای دل
بشکل سبزہ زمین پر دمیدہ ہونا تھا

عجب نہ تھا کہ اُسے رحم کچھ نہ کچھ آتا
مری امید تجھے ابر دیدہ ہونا تھا

نہ برگ وگل نہ ثمر سب سے پاکدامن ہون
مرے نصیب مین شاخ بریدہ ہونا تھا

امید راحت آغوش یار رکھتی جو مجھے
بصورت دل عاشق تپیدہ ہونا تھا

کمال ربط مین ہوتی ہین سیکڑون باتین
نہ اسقدر ہمنشین ہمسے کشیدہ ہونا تھا

یقین تھا کہ وہ دل مین کمال خوش ہوتے
کچھ اور چاک جگر کو دریدہ ہونا تھا

وہ آبلہ ہون نہ تھا جسکو نیشتر بھی نصیب
درون قلب مین مجکو تپیدہ ہونا تھا

تما جمال بتان مین کبھی احسان
غرض یہ تھی کہ مجھے برگزیدہ ہونا تھا

زمان قطع نہ کام آئی سرکشی ای سرو — نہ جانتا تھا کہ آخر کشیدہ ہونا تھا
بہار صحبت رندانہ بھائی ای واعظ — تجھے بھی عشق کا لذت چشیدہ ہونا تھا
کھلی اب آنکھ تو کیا فائدہ نسیم افسوس — نہ سمجھے زیر لحد آرمیدہ ہونا تھا

اس بیقراری مین یہ اشعار پڑھ رہے تھے کہ لالہ عذار کی نگاہ حال زار رستم پر پڑی آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے بلندی سے اُتر کر گوشۂ زندانخانے مین آئین دیکھا کہ رستم ٹہل رہے ہین سمک ساتھ ساتھ ہے ایکطرف سے آواز آئی یہ کنیز بھی آپ کی حاضر ہوتی ہو کوئی مطلب اب تک نہین حاصل ہوا ملکہ لالہ عذار تڑپ کر قریب علمشاہ کے آئین کہا کہ ای شہریار نکل چلیے رستم نے قید پر ہاتھ ڈالا ہتھکڑیان بیڑیان توڑین طوق کو مروڑ کر ایک لمحہ مین قید آہن جسم سے دور کی سمک کی بھی قید کو توڑا ملکہ لالہ عذار نے فوراً ایک چوکی سنگ مرمر سفید کی کھینچ کر سامنے کی اور کہا کہ ای شہریار اسپر سوار ہو جیے رستم پیلتن اُس چوکی پر سمک کو ساتھ لیکر آئے ملکہ لالہ عذار نے جھٹ کر پایہ چوکی پر ہاتھ ڈالا علمشاہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین قبلہ وکعبہ کو رہا کر لون ملکہ نے کہا کہ ای شہریار یہ دشوار ہوگا یہانسے نکل چلیے سامان لشکر کر کے پہلے اسی منزل پر آئین گے ضرور سب قیدیان طلسم کو رہا کرینگے ابھی قصد کرنا بہتر نہین ہو یہ کہکر ملکہ نے چوکی کو اُٹھایا لیکر بلند ہوئین قاسم کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ قبلہ وکعبہ کو ایک ساحرہ لیے جاتی ہو گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھے آواز دی کہ ای قبلہ وکعبہ مجھے لیتے چلیے غلام تنہا گھبرائیگا بخت خفتہ کیا سامان دکھائیگا علمشاہ نے کہا کہ ای ملکہ لالہ عذار قاسم بیدار ہوا ایسا نہ ہو کہ ہم اُسکو دلاشا مین کچھ نگہبان جاگ پڑین تو غضب ہو جائے ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ ای شہریار قاسم کا ساتھ لینا بہتر نہین ورنہ ابھی فساد برپا ہوگا اتنی بات جھپکی تھی چوکی سحر کرکے بڑھائی کہ پشت سے آواز آئی کہ کون جاتا ہو ٹھہر جاؤ ہم نام دریافت کر لین پلٹ کے جو ملکہ لالہ عذار نے دیکھا کوئی آواز دینے والا معلوم نہ ہوا پھر اُس طرف پلٹی مکان قید خانے کا غائب ہو گیا سمک یلدائی نے کہا کہ کیون ملکۂ عالم یہ کیا ستم ہوا کہ مکان نظرون سے غائب ہو گیا ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ ای بہتر والا گہر مین خود حیران ہون کہ یہ آواز کسنے دی اور پھر جو اُدھر پلٹے مکان کسنے غائب کر دیا آگے

کچھ فتور نہ ہوگا سحر کرنے والا کہین مخفی ہی آگے حال کھلیگا یہ کہکے سحر کیا تخت نہین بڑھتا سمک نے
کہا کہ ای ملکۂ عالم رات بہت قلیل باقی ہی جلد نکل چلیے ایسا نہو کہ کوئی روکنے والا ظاہر ہو جائے
تو باعث خرابی ہو لالہ عذار نے کہا کہ ای بہتر والا گہر بڑے افسوس کی بات ہی سحر کرتی ہون
تخت نہین بڑھتا کیا تدبیر کرون سمک نے کہا کہ مجھے اُتار دیجیے ملکہ لالہ عذار نے
تخت زمین پر اُتارا سمک نے چاہا کہ کود کر بھاگون آواز آئی کہ او ناعیار کیون مجمع سے
جدا ہوتا ہی مسند نگہبان زندانخانۂ طلسمی مستے بمستان شوخ چشم ایک جانب سے سب کو پاؤن کی
زنجیرونکی کھڑکھڑاہٹ سُنائی دی لنگر آہنی کمر مین طوق لوہے کا سیاہ وگلے مین اُس سے
اکثر قطرات خون ٹپکتے ہوے ایک شخص سیہ فام و بدانجام جھومتا ہوا چوبدست گران
سنگ کاندھے پر آیا علشاہ کو دیکھکر بہت بگڑا پکار کر آواز دی کہ او پسر حمزہ یہ تو معشوق
پریچہرہ ہین انھون نے جوش محبت مین آپ کو لانے کا ارادہ کیا لیکن آپ صف شکن
دشمن شیر بیشۂ جرأت کیسے ہین کہ چورون کی طرح بھاگے جبدن یہ خبر شہر فرنگستان
مین پہونچیگی ہر ایک کو تعجب ہوگا یہی کہیگا کہ پسر حمزہ خفیہ نکل گیا یہ سُنتے ہی رستم پیلتن
بڑھے ملکہ لالہ عذار نے بڑھکر رستم کو موتیون کا مالا پہنا دیا جیسے ہی رستم
سامنے مستان شوخ چشم کے پہونچے اُسنے چوبدست کاندھے سے اُتاری ملکہ لالہ عذار
دیکھ رہی ہین کہ مستان نے چوبدست سر پر رستم کے لگائی رستم نے پینترہ بدل کے وار خالی دیا
چوبدست زمین پر آکر پڑی اس زور سے اُسنے چوبدست لگائی تھی کہ زمین کانپی اور پانی نکل آیا
ان جوانون کو ان شوکتون کو رستم کی دیکھکر اُس ساحر کو ایک وجد ہوا اُسنے دوسری
چوبدست امتحانی پیچ دیتا ہوا پھر لگانا چاہا ملکہ لالہ عذار نے سمک سے کہا کہ تو اپنے
آقا سے بڑھکر بیان کر دے کہ موتیون کا مالا جو گلے مین ڈالا ہی اُسے دمبدم پینے
سے مس کیجیے سمک نے بڑھکر زبان عربی مین علشاہ سے بیان کیا رستم نے
جوش جرأت مین کچھ جواب نہ دیا اور پھر سینہ سپر کرکے بڑھے مستان شوخ چشم نے دوسرا
ہاتھ لگایا علشاہ نے موتیون کے مالے پر ہاتھ ڈالا پینے سے جو مس کیا جوش جرأت
زیادہ ہوا جھوم کر بڑھے جیسے ہی اُسنے چوبدست لگائی رستم نے بڑھکر

کلُچو بدست پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ چھین کر پھینکدون مستان ورستم مین کشاکش ہونے لگی رستم
چاہتے ہین کہ چوبدست چھین لون تو لپٹ پڑون ممکن نہین جیسے ہی سمک ملکہ لالہ عذار
کے پاس سے ہٹا یکایک زمین شق ہوئی ایک ساحر گھبرایا ہوا زمین سے نکلا اُسنے نکلتے ہی
زمین سے ایک چیخ ماری کہ باش او عیار مکار تو چاہتا ہو کہ عیاری کردن یہ کہکر جھپٹا چاہا
کہ کمر مین پنجہ دون سمک بلداقی نے پیچھے ہٹ کر ہاتھ ہلا کر حباب بیہوشی مارا بقدرت پروردگار
ناک پر پڑ گیا چھینک کھا کر وہ جادوگر گرا ادھر تو یہ جادوگر گرا ادھر مستان شوخ چشم نے
ایک ہتھ مارا کہ سر رستم کا زمین سے ملا دیا کئی مرتبہ قصد کیا کہ علمشاہ کو اُٹھالون مگر ممکن نہوا
علمشاہ نے گردن پر ہاتھ رکھ کے ہتہ مارا کہ سر اُسکا زمین سے ملگیا مستان شوخ چشم نے چاہا
کہ سیدھا ہون رستم نے ایک گھونسہ مارا گھونسہ شقیقے پر پڑا مستان نے تین چرخ کھائے
زمین پر گرا رستم پیلتن نے ایک ٹھوکر ماردی قصد ہوا کہ لاش کو تالے مین گردون زمین سے
غبار بلند ہوا غبار نے رستم کو گھیرلیا آواز کان مین آئی کہ او ظالم تو نے بڑا غضب کیا زندان
طلسمی سے نکل کر چاہتا ہو کہ چلا جاؤن اب بھلا کب جگو جانے دیتا ہون ملکہ لالہ عذار
نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بڑے قدکا چاہتا ہو رستم پر قبضہ کردن خنجر کمر سے کھینچے ہوے
قصد ہو کہ ماردون ملکہ لالہ عذار نے فوراً زمین پر دوہتھڑ مارا زمین تھرائی دیکھا سبنے
کہ پانی معلوم ہوتا ہو اُس پانی سے ایک برق پیدا ہوئی وہ برق کڑک کر اُس ساحر
کی جانب چلی کہ کڑاک کر گردن اُس ناہنجار کے دو ٹکڑے ہون اُس ساحر نے ہاتھ بڑھا کر
رستم کی کلائی پر ہاتھ ڈالا چاہا کہ پنجہ کمر مین دے کر لے اُڑون ممکن نہوا لنگر رستم کا اپنے
مقام سے نہ ہلا آخر چھوڑ دیا جھولی مین ہاتھ ڈالا ماش کے دانے نکالے چاہتا تھا کہ رستم
پر پھینکے رستم نے نعرۂ تکبیر کر کے ایک گھونسہ مارا کہ ساحر خاک مین ملا آگے بڑھکر حال دو تین
جادوگرونکا جو مارے گئے تحریر ہوگا صحرا مین سناٹا ہوا ملکہ لالہ عذار نے آواز دی کہ ای شہریار
پلٹ آیئے اب نکل چلنا چاہیے یہان ٹھہرنے سے دل پر خوف غالب ہوتا ہو رستم بیٹھے تھے
کہ کان مین آواز آئی ای شہریار غلام کو بچائیے پلٹ کے رستم نے دیکھا کہ ایک ساحر
نے بڑھکر سمک کی کمر مین پنجہ دیا زمین سے بلند ہوا چاہا کہ لے اُڑون علمشاہ نے بڑھکر

نعرہ کیا کہ او ساحر مکار کہاں جاتا ہے لیکر بلند نہ ہونا یہ فرزند خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری ہے
اگر اسکو بیجائیگا دھوکا کھائیگا اور جس ساحر کو سمک نے بیہوش کیا تھا وہ تڑپا مُنھ سے
اُسکے ایک حباب پیدا ہوا اُس سے ایک دریا نکلا سمک ڈوبنے لگا رستم کو آواز دی
کہ غلام کو بچائیے رستم جو جھپٹے پانوں پھسلا یہ بھی گرے دو مچھلیاں بڑے بڑے مُنھ مثل قبر کا
کھولے ہوے دریا سے نکلیں قصد کیا کہ رستم و سمک کو نگل لیں ملکہ لالہ عذار نے جو یہ
معرکہ دیکھا کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری اور نعرہ بھی کیا کہ او مکار و غدار خبردار آگے نہ بڑھنا
مچھلیاں آواز سے ملکہ لالہ عذار کی رنگین لالہ عذار جا پڑی بجلی سے کان کی برق چمکی مچھلی کا سر
اُڑ گیا ایک مچھلی نے غوطہ مارا غرق دریا ہوئی ملکہ لالہ عذار نے دوڑ کر رستم و سمک پر اپنا
عکس ڈالا یہ دونوں جوان ہوشیار ہوے سمک ملداق نے ہاتھ باندھ کر پوچھا کہ اے
ملکۂ عالم ایک مچھلی قتل ہوئی اور ایک کا پتہ نہیں ملتا ملکہ نے کہا کہ خاک پتہ ملے یہ دریا ے
سحر تھا سحر سے میرے غائب ہوا اُسی میں مچھلی ڈوبی اب اُسکو آپ پوچھتے ہیں کچھ ضرورت
نہیں سب حال آپ کو معلوم ہوگا سمک و رستم اُٹھے چوکی پر آنے ملکہ لالہ عذار نے
اشارہ کیا چوکی زمین سے بلند ہوئی یا تو چہار جانب اندھیرا معلوم ہوتا تھا اب روشنی
معلوم ہوئی آواز آئی کہ او شوخ دیدہ نکل جا تیرا ٹھہرنا بہتر نہیں یوں جو پلٹ کے ملکہ
لالہ عذار نے دیکھا ایک جادوگر سیہ فام بدانجام ایک نازنین عورت کو کشاں کشاں
کھینچتا ہوا لیے جاتا ہے اور وہ نازنین کہتی ہے کہ او مکار میری کیا خطا ہے جو جسنے کیا اُس سے
پرسش ہو لالہ عذار نے جو اُس نازنین اور اُس ساحر کو دیکھا گھبرا گئیں بیقرار ہو کر
آواز دی کہ اے مادر مہربان آپ کس آفت میں ہیں ہیں عجب رنگ میں آپ کو پاتی ہوں
آپ کہاں مل گئیں یہ ساحر آپ کو کہاں ملا چاہتی تھی وہ نازنین کچھ جواب دے کہ لالہ عذار
نے سحر کیا آندھی چلنے لگی سمک ترغیب دیتا ہے کہ اے ملکۂ عالم اس صحرا سے نکل چلو دیکھو
چہار جانب سے آفت ہوا چاہتی ہے لالہ عذار نے فوراً دستک دی آندھی موقوف ہوئی
وہ ساحر جو اُس نازنین کو لیے جاتا تھا ملکہ لالہ عذار پر آپڑا آپس میں سحر ہونے لگے کبھی
پانی برسا کبھی آندھی چلی کبھی برق چمکی آندھی اس زور سے چلتی ہے کہ ہزاروں درخت

اُگھڑ کر گرے اور جل کر خاک ہوے یہان ملکہ لالہ عذار نے جھولی مین ہاتھ ڈالا کارد سحر نکال کر
پھینک ماری اُس ساحر کے سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری اُس جادوگر کا مرنا تھا کہ
اندھیرا ہوگیا بعد اُسکے آواز آئی کہ کُشتی مرا نام من نہروان جادو بود وہ نازنین عورت
دوڑ کر ملکہ لالہ عذار سے لپٹ گئی لالہ عذار نے سلام کیا اور کہا کہ ای مادر مہربان اب ہم
رخصت ہوتے ہین پھر کبھی حضوری ہوگی اُس نازنین نے کہا کہ اے نور نظر تمھارا حال
مصر الغرائب پر کُھل گیا فوج لیکر آتا ہوگا مین چلی تھی کہ تمکو خبر کردون راہ مین نہروان
مل گیا اُسنے مجکو گرفتار کیا تمنے اِسکو مارا مین نے خلاصی پائی اب مین سامان لشکر کشی
کرتی ہون تم چل کر کوہ نیرنگ پر ٹھہرو ملکہ لالہ عذار نے منھ پیٹ لیا کہا ہاے
غضب حال کُھل گیا مطلب نہ ہونے پایا مگر پروردگار مالک ہر جسکے حق مین جو مناسب
جانیگا وہ کریگا یہ کہکے مان کو رخصت کیا علمشاہ اور سمک کو تخت پر سوار کرلیا مان
سے کہا کہ آپ جائیے اپنے کو اس آفت سے بچائیے ایسا نہ ہو کوئی آپ کو گرفتار کرکے
سامنے باوا جان کے لے جائے یہ کہکر مان کو رخصت کیا ملکہ مرجان سُرخ پوش
لالہ عذار سے رخصت ہوئین ایک طرف شفق ظاہر ہوئی دور تک سرخی تھی اُس سُرخی
مین ملکہ مرجان سُرخ پوش غائب ہوئین ملکہ لالہ عذار نے جب دیکھا کہ مان گئین خیال
مین گذرا کہ اس شہریار کو لے نکلون ایسا نہ ہو کہ انکے دشمنون پر کچھ افتاد پڑے پرسش ہو تو
کیا تدبیر ہو یہ سوچ کر چلین ملکہ مرجان سُرخ پوش ایک ابر سُرخ مین چھپی ہوئی جاتی
ہین کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی مرجان سُرخ پوش نے دیکھا کہ مصر الغرائب
تخت پر سوار چار لاکھ ساحر گھوڑون پر سوار علم ہاے زرنگاری کے پھرہرے کھلے ہوے
برقین چمکتی ہوئین رہ روی کرتے ہوے آتے ہین یکا یک نگاہ جو مصر الغرائب
کی مرجان پر پڑی دہن سے آواز دی کہ اس گیسو بریدہ کو گرفتار کرلو چہار طرف سے
ساحر لینا لینا کہکے چلے ملکہ مرجان نے کاکل کھولی کارد سحر نکال کے پھینک ماری
چھری جا کر ٹوٹی کئی سو کے سر اُڑ گئے مصر الغرائب نے جو زد جہ کو دیکھا آپ بھی
تخت سے اُٹھا مرجان پر سحر کیا مرجان نے دفع کر دیا مصر الغرائب بڑھا

آواز دی کہ او گیسو بریدہ تیری قضا لیکر آئی ہی بیٹی کا ساتھ دیگی ملکہ نے کہا کہ جان اُسکے نام پر نثار ہی وہ عاشق فرزند صاحبقران ہی اسپر مصر الغرائب بہت جلا یا سحر کرتا ہوا چلا تھا منتظر ہوا بلند ہو کر گردن گردن اسکی پکڑلون کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ او نامنصف کیا کرتا ہی منم ملکہ لالہ عذار یہ کہکے گولہ پھینک مارا مصر الغرائب نے گولہ کاٹا بجلی پر ہاتھ ڈال کر اس سحر کو دفع کیا دونون سحر آپس مین چلے ہر مرتبہ ملکہ لالہ عذار چاہتی ہی کہ یہ ملعون ذرا بھی غافل ہو تو مین ماں کو لیکر نکل جاؤن نہین ممکن ہوتا رستم وسمک پر ہجوم ساحران ہی چاہتے ہین ان دونون کو گرفتار کرین مگر رستم ساحرون کو تیر مار رہے ہین سمک ہتھ بانے آتشبازی وجاب مار رہا ہی اس وجہ سے ساحر بیہوش ہوکے گرتے ہین جو بیہوش ہوا ملکہ لالہ عذار نے سحر کیا برق کڑک کے گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے صدہا ساحر مارا گیا اور ایک مقام پر مرجان و لالہ عذار ہزارہا ساحرون مین گھری لڑرہی ہین رستم و سمک جنگ کرتے ہوے سامنے مصر الغرائب کے پہونچے کہ مصر الغرائب نے اُٹھاکے ایک گولہ مارا آسمان پر ایک برق چمکی ایک گنبد چرخ مارتا ہوا آسمان سے آتا ہی کہ علمشاہ وسمک پر گرے کہ یہ دونون اُسکے اندر بند ہو جائین اُس وقت لالہ عذار و مرجان کی بیقراری کہ ای پروردگار اس شیر کو اس ساحر کے مکر سے بچانا اس گنبد کا قیدی بچتا نہین جو اسمین قید ہوا پھر پتہ نہ ملا ای پروردگار افسوس ہی کہ حال ہمارا کھل گیا تو ہی ہماری آبرو بچانے والا ہی اس آفت ارضی و سماوی سے بچائے

نظم

خدا بفرق گدا می نہد ز دولت تاج
کند شہان جہان را بہ نیم نان محتاج

باختیار کند کار ہرچہ میخواہد
بجز اجازت و حکم و بغیر استمزاج

خدا نمود ہستی ز چار عنصر ساخت
خدا نمود بیک یک وجود چہار مزاج

بچار سوے جہان ابر رحمتش بارد
بشرق و غرب زمین بحر قدرتش مواج

دوائے درد دل دردمند می بخشد
کند ز غیب پئے درد لا علاج علاج

منورست بہر خانہ جلوۂ قدرت
ز نور حسن بہر طاق روشن ست سراج

کسی است صاحب مال و غنی و دولتمند
کسی است مفلس و عاجز برائے مایحتاج

یکے گشتہ نگون سر بخاک عجز و نیاز — قدم نہادہ دگر کس بجایۂ معراج

یکے بحاصل ملک و محال میگیرد — دگر خراج ادا ساز و گزارد باج

کسے ست بدگہر و بدشعار و بدکردار — کسے است نیک بخ و نیک خوے و نیک مزاج

بمال و دولت فانی مبند دل ہندی — کہ بعد مرگ بیک لحظہ میشود تاراج

بیقرار ہو کر جو ملکہ لالہ عذار و مرجان سرخ پوش نے خداے دعا کی دریاے رحمت الٰہی جوش میں آیا جب وہ گنبد قریب سر رستم و سمک ہو گیا رستم و سمک سکوت میں کھڑے ہوے طرف گنبد کے دیکھ رہے ہیں قریب ہے کہ گنبد ان دونوں پر گرے لالہ عذار و مرجان گریہ کر رہی ہیں جان لڑائے ہوے ہیں کہ آسمان سے ایک ستارہ ٹوٹ کر اُس گنبد پر گرا گنبد کے ہزار ٹکڑے ہو گئے ایک برق چمکی کہ سارا لشکر تہ تیغ ہوا مصر الغرائب یہ سانحہ دیکھکر ایسا گھبرایا کہ تخت کو بڑھا کر طرف آسمان کے غائب ہوا ملکہ لالہ عذار و مرجان کھڑی ہوئی دیکھا کیں اچھی گھڑی دیر سے دیکھا سناٹا ہوا ہزار ہا سر کٹے ہوے پڑے ہیں مگر مصر الغرائب نہیں ہے تمام صحرا سائیں سائیں کر رہا ہے اور رستم و سمک بھی غائب ہیں یہ حال زار دیکھکر ملکہ لالہ عذار دیوانہ وار وحشی امثال ہو رہی ہیں کبھی پکارتی ہیں کہ ہاے یہ کیا غضب ہوا کون سا دشمن لگا ہوا تھا کہ جس سامری و جمشید کے چھڑوا دیے رستم و سمک یوں غائب ہوے افسوس ہے کہ کہاں تلاش کروں اور کہاں جا کر ڈھونڈھوں کہ دیکھا سامنے ایک نخل سرو پر ایک قمری بصد لطف زمزمہ سرائی کر رہی ہے ہر آواز میں اُس قمری کی دمبدم یہی صدا ہے

نظم

پھر وہ وحشت کے خیالات ہیں سر میں پھرتے — دشت یاد آتے ہیں آہو ہیں نظر میں پھرتے

واہ اے طالع برگشتہ کہ وہ پھر ہی گیا — آن کر دیکھ مجھے راہ گذر میں پھرتے

پھرتے دن اپنے تو غیروں کی طرح راتوں کو — کیسے ہم کوچہ مہتاب قمر میں پھرتے

غطر غیروں کو لگا کر جو رلایا آ کے — تر مرے سے ہیں مرے دیدۂ تر میں پھرتے

منتظر کیسے یہ رہتے ہیں کہ ہم ہر شب کو — تا سحر شام سے اٹھ اٹھ کے ہیں گھر میں پھرتے

ہو زبان بند اثر دل سے شب وصل میں اور — فکر سو ہیں دل مرغ سحر میں پھرتے

قلق دل سے ہی جنبش تھے پیکانوں کو — پوچھ مت حال کہ برسے ہیں بر میں پھرتے

ایک دم گردش ایام سے آرام نہیں — گھر میں ہیں تو بھی ہیں دن رات سفر میں پھرتے
بر گئے تجھے تو تسلی کو مری کہہ جاتے — گر اب آتا ہوں وہ گو آ تجھ پہ ہیں پھرتے
زرد رخ رنگ طلائی کے ہیں ہوئے دیوانے — کیمیا ساز بھی ہیں خواہش زر میں پھرتے
سرمگین چشم کی گردش جو بجا جاتی ہے — خاک یوں کا ہیکو ہم ڈالتے سر میں پھرتے
جنبش نرگس جنت نے رلایا مومن — چشم کافر کے اشارے ہیں نظر میں پھرتے

یہ سُنکر ملکہ لالہ عذار نے آہ کی کہا کہ ای مادر مہربان سُنا آپ نے قمری عاشق سرو گلشن طعن و تشنیع کرتی ہی ہاے میں اُس قمری سرو لیاقت کو کہان ڈھونڈھون کیونکر تلاش کرون یہ سُنکر مرجان نے کہا کہ ای نور نظر و ای پارۂ جگر خدا تمہارے واسطے انجام بخیر کرے تم ہو صاحبقران زمان کی کہلاؤ یہ کیفیت ملکہ رابعہ کی ملاقات کو جاؤ ایسا نہ ہو کہ محلات مین ذکر ہو ایک ایک شاہزادی کو یہی فکر ہو کہ لالہ عذار اپنے عاشق صادق سے موصول نہ ہون مطالب دلی حصول نہ ہون کون ایسا خیر خواہ ہی کہ اُنکی بات کو رد کرے یہ کہکر ملکہ مرجان خوب چیخین مار کر رونے لگی ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ ای مادر مہربان ہمین رونا اور ان شگون سے منھ دھونا عمر بھر ہی مصیبت کی ترقی عیش و راحت کمتر ہی اب کیونکر پتہ ملے کیونکر غنچۂ آرزو کھلے یہ ذکر تھا کہ ایک طرف سے ہوائے گرم چلی گھبرا کر مرجان نے کہا کہ بیٹا یہ کیسی ہوا ہی کہ منھ پھنک گیا پسینے پسینے ہوگئی دل گھبراتا ہی کہ صحرا سے دیکھا دو ببر لڑتے ہوئے آتے ہین جس نخل کے قریب آکر ٹکر ماردی وہ نخل گرا شعلۂ آتش منھ سے نکلا جلا کر اُسکو خاک کیا اس طرح سے وہ دونون شیر لڑتے ہوئے آتے ہین کہ تمام صحرا کو پامال کر ڈالا قریب پہونچ کر ایک چیخ ماری دونون قلعلاک کھا کر گرے آواز آئی کہ منم ہژبر آدم خوار دیکھا کہ ایک ساحر مہیب بشکل عجیب ایک شیر پر سوار ملکہ لالہ عذار کو ڈانٹتا ہوا کہ او نازنین تو نے بڑا غضب کیا خداوند ہفت پیکر سے باغی ہوئی اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگی منم ہژبر آدم خوار ملکہ لالہ عذار سے ہم چلنے لگا ایک مقام پر پل کر ماں بیٹیوں نے سحر کیا اُس جادوگر نے کہ جو شیر پہ سوار ہی ملکہ لالہ عذار کا سحر اپنے دہن میں لیا اور ملکہ مرجان کا سحر شیر نے منھ مین لے لیا اب جو شیر نے دوڑ کر

جست کی لالہ عذار کی گردن لی آپ جو ساحر نے جست کی گردن پر مرجان کی آیا دونون
بیہوش ہوئین اُس جادوگر اور شیر نے سر اٹھاکے تمام صحرا کو دیکھا اور اُن دونون قیدیون کو
ہاتھ پر لیکر ایک جانب روانہ ہوگئے لاکر قید خانے مین پہونچایا پلنگ جادو یہان کا حاکم
ہے پلنگ جادو کو خبر پہونچی کہ ہزبر آدمخوار ملکہ لالہ عذار و ملکہ مرجان کو گرفتار کر لایا
دونون کی زبانون مین سوزن دی اُسی قید خانے مین قید کیا تمام زندانخانے
مین منادی ہوئی کہ جو عورت رستم کو لے گئی تھی وہ پکڑ آئی ہر ایک ساحر ناز کرتا ہے کہ یہ
مقام عملداری خداوند ہفت پیکر ہے یہان کا گنہگار کہین جا نہین سکتا جہان جائے وہانسے
فوراً گرفتار ہوکے چلا آئے کہین رہ نہین سکتا جہان رہیگا نام خداوند ہفت پیکر زبان پر
جاری رکھیگا کیا مجال کہ جو کہین جا سکے فوراً ایک پتہ درخت سے گرا اسمین لکھا تھا کہ دونون
قیدیون کو کل دربار خداوندی مین حاضر کرو قدرت بخوبی آگاہ ہین لیکن اُنسے پوچھین کہ
وہ دونون قیدی کہان گئے شب بھر یہی ذکر رہا صبح کو طائران زمزمہ ساز زمزمہ سرائی
کرتے ہوے قریب ہزبر آدمخوار کے آئے آتے ہی حکم ہوگیا کہ حکم خداوند یہ ہے کہ دونون
قیدیون کو دربار مین بھیجو اُسی وقت اژدہے پر سوار کیا ملکہ لالہ عذار و ملکہ مرجان سرخ پوش
کو لیکر ہزبر آدمخوار طرف دربار ہفت پیکر کے روانہ ہوا بعد تھوڑے عرصے کے
قریب کوہ گلگون پہونچے آج ہفت پیکر کا اجلاس کوہ گلگون پر ہے تمام لوگ
جمع ہین ہر طرف سے ہنگامہ ہے غلغلہ ہے کہ یا خداوند ہفت پیکر تیرے صدقے جو دعا کی
اُسی وقت قبول ہوئی دم مین سعادت حصول ہوئی تصویر سنگی کے گرد ہار دو پھول بحساب
جمع ہین کرور در کرور ساحر دست بستہ پوجا پاٹ کر رہے ہین ہزبر آدمخوار نے بڑھکر
گلگون تاجدار جو یہان کا حاکم ہے اُس سے عرض کی کہ ان قیدیون کو غلام لیکر حاضر ہوا
خداوند سے عرض کیجیے اُسی وقت گلگون تاجدار ہاتھ باندھے ہوے سامنے تصویر
کے پہونچا بمنت و خوشامد عرض کی کہ یا خداوند در دولت پہ ہزبر آدمخوار دونون
مان بیٹیون کو لیکر حاضر ہوا ہے امیدوار باریابی ہے حکم ہوا کہ سامنے حاضر کرو جادوگرون کو
حکم ہوا گلگون تاجدار نے بھی اشارہ کیا لالہ عذار و مرجان سرخ پوش کو

کشان کشان لیکر سامنے تصویر کے آئے ملکہ لالہ عذار کے نام بادشاہ نے یہانسے ایک خط لکھا تھا کہ ای لالہ عذار آگاہ ہو تمنے بڑی خطا کی قدرت سے عذر کرو تمکو یہ بھی معلوم ہی کہ علمشاہ اور سمک کو کون لے گیا اگر خواہان ہو کہ قیدیون کا پتہ لگے تو ابھی قدرت فرمادین کہ فلان مقام پر دونون قیدی موجود ہین جادوگرنیون کے نام حکم ہوا ہی کہ ابھی جاکر اُنکو لاتی ہین اگر آنے مین تامل ہوا سر اُنکے آجائین گے پھر کیا عذر کیجئے جب تو لالہ عذار نے جواب دیا کہ خداوند آپ کو اختیار ہی ہم مجبور ونا چار ہین تصویر سے ایک آواز ہیبتناک آئی کہ زوجہ مستان کو بلاؤ وہ بدبخت حاضر ہوئی آگے سلام کیا عرض کی کہ یا خداوند مناسب یہ ہی کہ زوجہ مستان جاتی ہی قیدیان بلا بھی آمادہ بیٹھے ہونگے فوراً حاضر ہونگے قیدی بھی چاہتے ہین کہ قدرت اُنکی خطا معاف کرین تصویر سے آواز آئی ای بندگان من قدرت کو منظور یہ ہی کہ اُنکی خطا معاف نہ کرین تڑپ تڑپکر مرین مذہب یزدان پرستی مین رہین آج تک مسلمانون نے نہین پہچانا کہ مذہب مسلمانان کیا چیز ہی اور مذہب ہفت پیکر پرستی کیا ہی مسلمانون کے طریقے ہمارے مذہب سے بہت ملتے ہین اب ضرور مسلمانون پر بلائین نازل ہونگی اور انسان سے حیوان بنین گے گلگون تاجدار کو حکم ہوا جلاد کو وہ گلگون کو بلاؤ یہ سنکے گلگون تاجدار نے آواز دی ایک پہلو سے دیکھا کہ ایک جادوگرنی سر جھاڑ منہ پہاڑ بال کھلے ہوے کمر سے نیچے لنگوٹی تھان کا دوپٹہ بھاری اوڑھے ہوے چلی آتی ہی تعریفین ہفت پیکر کی کرتی ہوئی تصویر سنگ کو دیکھکر دنگ ہی کہ پتھر کی تصویر کیونکر باتین کرتی ہی آواز آئی کہ سمنکال جادو جلد اپنے کو مکان پر سمنکان کے پہونچاؤ گنبد قہر کو اٹھا کر سمک و رستم کو لے گئی ہی لیجا کر بٹھایا ہی یہ سنکر وہ جادوگرنی موسوم بہ سمنکال سامنے تصویر کے ناچنے لگی جو بے کمال کر رہی ہی تصویر سے آواز آئی کہ ای بندی قدرت جلد جاؤ سمجھا کے قدرت کے سامنے لانا یہ سنکر سمنکال چلی پہاڑ سے کودی دور سے دیکھنے والا جان جائے کہ گویا شیر گرسنہ جاتا ہی اب حال رستم و سمک عرض کیا جاتا ہی کہ یہ جو راستے سے غائب ہوے اب جو آنکھین کھولین اپنے کو ایک بارہ دری مین پایا آوازین آ رہی ہین

کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ دیوار مکان شق ہوئی
دیوار سے ایک مار سیاہ نکلا زبان نکالتا ہوا طرف علشاہ کے چلا علشاہ نے پاؤن کی
آہٹ دے کر ہٹ ہٹ کہا وہ مار سیاہ نہ ہٹا جھپٹ کر رستم و سمک کے لپٹا آواز
لبیب آئی کہ ای بندگان من دیدی قدرت مرا بہتر یہ ہے کہ سجدہ کرو اب جو علشاہ
کی آنکھ کھلی دیکھا کہ سمنکال جادو مجگوا اور سمک ملدائی کو لیے ہوے کوہ گلگون پر
سامنے تصویر کے حاضر ہے یہ عتاب خطاب ہوا کہ ای بندگان مغضوب بہتر یہ ہے کہ سجدہ کرو
اگر اسکے خلاف کروگے تو بہت پچتاؤگے کسی پہلوان نہ پاؤگے رستم نے مردانہ وار
کلام کیا اور جواب دیا کہ او مکار و حیلہ ساز و شعبدہ باز کیون باتین بناتا ہے جیسا تو نے
شیطان کا ساتھ دیا ہے ویسی شیطان نے تیری ہدایت کی ہے جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر
مین تجھپر لعنت کرتا ہون آواز آئی کہ ای سمنکال ان دونو کو اُسی قید خانے مین لیجاؤ
لیجا کر قید کر جب دن اختتام میعاد طلسمی کا آئیگا اُس دن یہ بھی قتل ہونگے سمنکال نے
ان دونون کو اژدہے پر سوار کیا کوہ گلگون سے نیچے اُتری اب طرف قید خانے کے
قید لیے جاتی ہے اب حال ملکہ سیمتن کا مفصل عرض کرتا ہون سیمتن ملکہ لالہ عذار کی
بہن ہے اپنے مکان پر تھی کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی فلان صحرا مین آپ کی ہمشیر لڑ رہی
ہین سیمتن چنگ کر آسمان مین ڈوبی جب اُس سامنے گنبد قہر ہفت پیکر تجویز کیا
سیمتن سے نہ دیکھا گیا اس زور و شور سے گری کہ گنبد کے ٹکڑے اُڑا دیئے رستم و سمک
کو اپنے مکان پر لائی دوسرے قصر مین گئی تھی کہ کپڑے بدل کے سامنے رستم کے جاؤن
اتنے عرصے مین سمنکال پہونچی رستم و سمک کو لے آئی سیمتن نے چند کنیزون کو
بھیجا کہ دیکھو اکیلے مکان مین دونون صاحب کیا کر رہے ہین یہ سنکر کنیزین گئین اور آکر
خبر سنائی کہ اسباب سحر پڑا ہے اس وجہ سے معلوم ہوا کہ رستم و سمک کو سمنکال جادو
اُٹھا لے گئی سیمتن یہ سُنکے اُٹھی کہ کیا سمنکال کی قضا آئی ہے مقرب بارگاہ خداوندی
کہلاتی ہین ہم لوگون کے مقابلے مین نہین آتی ہین ہم غیر مقام کے رہنے والے بعد چندے
چلے جائینگے اپنا ملک وہان دہ بیٹھ کر رہینگے یا شاید خداوند ہفت پیکر بیماری

داد دین گے یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی ایک آواز دی بارہ ہزار کنیزین گرد آئین طاؤس
زرین بال پر مالک سوار ہوئی چند کنیزون کو روانہ کیا کہ مفصل ہمکو خبر پہونچاؤ کہ کہان لیگئین
بی سمنکال کو کیا حکم ملا یہ کہکے طاؤس اُڑایا بارہ ہزار جادوگرنیان پشت پر راہ مین کنیزون
نے آکر خبر دی حضور بی سمنکال کو قید مل گئی کوہ گلگون سے آتی ہین سمتین یہ خبر پاکر چلی
سمنکال قیدیون کو لیکر کوہ سے اُتری ہی صرف تین کوس راستہ طے کیا ہی کہ پشت سے
آواز آئی باش او سمنکال آگے نہ بڑھنا ہماری غفلت مین قیدیون کو لے نکلی سمتین
نازک مزاج اب کہان جائیگی یہ کہکے سحر کیا لشکر مین سمنکال کے تلوار چلنے لگی جہان دو
کھڑے تھے ایک نے ایک کو ہاتھ مار دیا کسی نے کسی پر گولہ مارا ایک تھوڑے ہی عرصے مین
کئی ہزار جادوگر مر کر لشکر سمنکال کے گرے مرنے کی جو جادوگرون کے آواز کان مین
سمنکال کے آئی غصے مین پلٹی پلٹ کے جو دیکھا لشکر والے آپس مین لڑتے ہین ایک کو
ایک سے دشمنی اور ایک کو ایک سے رنجش ہی حربے کھینچے ہوے وار چل رہے ہین شعلے
بھڑکے ہوا خلاف چلی سمنکال نے جو یہ تباہی اپنے لشکر کی دیکھی افسرون کے لاشے پھڑکتے
غصے مین پلٹی جھولی مین ہاتھ ڈالا اسباب سحر نکالا طرف آسمان کے پھینکا آواز دی کہ ہوا
آؤ ہمسے بڑی بے ادبی ہوئی ہی ہمارا سحر ایسا نہین کرتے مقابل ہوتا یہ بڑا مرتبہ ہی
یہ کہتی ہوئی بڑے پاپچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے گھبرائی ہوئی جاتی ہی جو اسباب سحر طرف
آسمان کے پھینکا تھا اس سے کچھ غبار پیدا ہوا جب غبار پر اشارہ کیا غبار پھٹ کے الگ ہوا
دیکھا اندر سے سمتین مع ساتھ والیون کے سحر کر رہی ہی چاہتی ہی کہ یہ سب آپس مین مصروف
جنگ ہون تو قیدیون کو لے نکلون سحر سمجھ سمجھ کے کر رہی ہی زمین ہلادی آگ برسائی
سمنکال نے جو سمتین کو دیکھا للکار کر آواز دی کہ کیون خیر تو ہی تمہین کا ہیکا غصہ ہی مین
قیدیون کو چھوڑ دون سمتین نے گولہ مارا سمنکال نے گولہ کاٹا دو چار سحر آپس مین چلے
تھے کہ سمتین جا پڑی کئی افسرون کو مارکر غبار زمین کا اُٹھایا منظور ہی کہ سمنکال کو خاک
مین ملادون یہ سوچ کر مٹھا غبار کا پھینک مارا غبار بلند ہوا لشکر سمنکال غبار
مین گھر گیا آپس مین سر ٹکرانے لگے سمنکال نہایت حیران و پریشان ہی

لیکن دفع سحر کر رہی ہے مگر غبار بڑھتا جاتا ہے سمنکال جست کرکے اڑی کہ سمتن نے
للکارا کہ لوا کہاں جاتی ہو ہمسے مقابلہ کرو منھ چھپاکے نہ بھاگو ورنہ سامنے خداوند
ہفت پیکر کے ذلیل ہوگی سمنکال نے جو سمتن کو آتے ہوے دیکھا اور تو کچھ بن نہ پڑا
بال سرکے نوچکر اس پریشانی مین سمتن پر کھینچ مارے سمتن پہ ماران سیاہ بننے لگے سمتن نے
ہنس کر کہا کہ لوا یہ سحر تو ہماری لونڈیاں بھی نہیں کرتیں تجنے کیا سمجھکے کیا مین ان سانپوں کو
کب مانونگی بلکہ ان نگوڑوں کو مارونگی یہ کہکے ہاتھ ہلایا وہ سانپ مرکر گرے گھبراکر سمنکال نے
اور کئی سحر کیے سمتن نے دفع کیے آخر سمنکال نیچہ کھینچکر سمتن پر جا پڑی آپس مین نیچہ
چلنے لگا ایک مقام پر سمتن کے منھ سے یہ نکلا خدا کی قدرت کہ ہمسے بی سمنکال لڑ رہی ہین
دیکھو لوا قدرت نے مدد بھیجی ہے بڑا ساحر زبردست آتا ہے یہ سنکر سمنکال پلٹی سمتن نے نیچہ
مارا سر سمنکال کا اڑ گیا اندھیرا ہوگیا اس اندھیرے مین سمتن نے کنیزان سمنکال کو قتل کیا
کڑک کر گری قیدیوں کے نگہبانوں کو مارا رستم و سمک کو لیا چلتے چلتے ایک سحر کردیا کہ یہ
آپس مین لڑین جب ایک کو ایک دیکھے غصہ آئے آپس مین سحر ہوں رستم و سمک کو
ملکہ سمتن لے گئیں خیال مین گذرا کہ جو صحرا اور باغ متعلق کوہ گلگون ہے ان مکانوں کو
سمنکال دیکھ گئی ہے اسکی کنیزیں بھی آگاہ ہوئین اتنی بڑی ساحرہ ماری گئی اب دیکھیے کیا آفت
برپا ہو ہفت پیکر کو ضرور خبر پہونچی دیکھیے کیا تدبیر کرے دوسری سرحد مین چلنا چاہیے
ہرچند کہ تلاش وہاں بھی ہوگی یہ سوچتی ہوئی طرف کوہ نیرنگ کے چلیں راہ مین کئی
شیر ملے سمتن نے انکو مارا مار پیٹ کے بیچ کے مرحلے مٹائے سامنے کوہ نیرنگ کے
سمتن کا باغ بھی ثانی بہشت شداد تھا اُس باغ مین لاکر رستم و سمک کو پہونچایا قید سحر
جسم سے دور کی مقام صدر بیٹھنے کو دیا آپ ایک گوشے مین آئی ایک شاگرد کو بلایا کہا پاس
رستم کے جاؤ کہنا کہ مین نے آپ کے واسطے بڑی جانبازی کی آپ کو یہاں لے آئی
آپ اطمینان سے بیٹھیں تو مین خبر کو بہن کی جاؤں یہ تو دریافت ہو کہ لالہ عذار پر کیا
گذری اوّل ہفت پیکر نے بہی لکھا تھا کہ ای بہن عزیزی کو سمجھاؤ ایسا نہ ہو کہ قہر و
غضب خداوندی مین گرفتار ہو یہاں کچھ خبر نہ ہوئی اب جاکے دیکھوں کہ کیا رائے قرار پائی

یہ کہکر شاگردوں سے چاہا کہ بڑھوں کہ ایک طاؤس زریں بال ٹہلتا ہوا سامنے آیا کہا کہ کیوں ملکۂ عالم کہاں چلیے گا سیمتن نے غصے میں جواب نہ دیا جست کرکے طاؤس پہ سوار ہوئی میں طاؤس آسمان میں ڈوبا چہار جانب دیکھتی ہوئی ایک مقام پر پہونچیں دیکھا کہ ایک مکان وسیع اُس میں ہزارہا بندگان خدا قید ہیں ایک مقام پر ایک نازنین نہایت حسین سرنگوں کلیجہ خون زبان میں سوزن قلب پہ ہجوم رنج و محن بیقرار ہیں مضطر اشکبار دیدوں سے یہ سخن لب پہ

نظم

پڑی ہے آکے جان پہ آخر بلائے دل
یا رب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل

غصہ ہے غم ہے خون جگر ہے غذائے دل
کھائے بشوق جتنی کہ ہو اشتہائے دل

آیا کسی طرح سے نہ فرقت میں جب قرار
لیٹا رہا میں ہاتھ کے نیچے دبائے دل

کرتے ہیں اشک آتش ہجراں پہ کار نفط
ایسی لگی ہوئی کہو کیونکر بجھائے دل

تو ایک بار ہنس کے گلے سے اگر لگائے
سینے میں خرمی سے نہ پھولا سمائے دل

جو کچھ سلوک تو نے کیے مجھ غریب سے
کیوں بیوفا بتا تو یہی تھی سزائے دل

تاب و توان و صبر و خرد کب کے چل دیے
رکھتے ہیں کائنات میں ہم کیا سوائے دل

گاڑا فلک نے پھر کسی عاشق کو خاک میں
مرقد سے آرہی ہے صدا ہائے ہائے دل

سوراخ پڑ گئے کہ لہو ہو کے بہ گیا
جو کچھ ہوا بجا تھا یہی تھی سزائے دل

ایسا کہاں انیس کہاں ایسا غمگسار
بیگانہ سب سے ہے جو ہوا آشنائے دل

او ترک تیری آنکھوں پہ عیاری ختم ہے
دونوں نے کیا لوٹ ہزاروں اُڑائے دل

گستاخیاں ہیں بے ادبی کے کلام میں
کیونکر کہوں زبان سے جو ہے مدعائے دل

اشکوں کے ساتھ وہ بھی دھو کے بہ گیا
اے رند دیکھ لو یہ ہوئی انتہائے دل

بنگاہ عبرت جو سیمتن نے دیکھا لالہ عذار بیقرار و اشکبار قید میں بیٹھی ہے تڑپ کر گری لرزہ کھا کر سنم سیمتن یہ کہکے قید جسم سے لالہ عذار و مرجان سرخ پوش کے دور کی اور زبان سے سوزن نکالی اور ایک گولا مارا کہ قید خانے میں اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے میں ایک تخت تیار کرکے ماں بہن کو اُس پر سوار کیا اور لے نکلی کہ پہلو سے آواز آئی یہ کون گستاخ ہے کہ گنہگاروں کو لیے جاتا ہے سیمتن نے پلٹ کے دیکھا کہ نخل سے ایک ساحر نکلی بال پریشان موئے سر مشتعل

شمع کافوری روشن وہن نظر گلشن وہن سے بلکارتی ہوئی کہ خبردار او سیمتن آگے نہ بڑھنا سیمتن
نے جو یہ ہنگامہ دیکھا چلتی وہ کڑک کر گری دامن وگریبان مین سیمتن کے آگ لگ گئی ملکہ
لالہ عذار نے بڑھ کر ڈانٹا کہ او آتشبار کیون شامت آئی ہو آتش قہر وغضب سے تجکو
پھونک دونگی ہرگز زندہ نہ چھوڑونگی آپس مین سحر ہونے لگے لالہ عذار نے ابروے خمدار پر خم لا
ابرو جو ہلے غنچۂ خاطر کھلے پھول برسنے لگے آتشبار جادو نے دیکھا کہ سیمتن میرے سحر سے
بچی دامن وگریبان کی آگ بجھائی کڑک کر جا پڑی آپس مین سحر ہونے شعلے بھڑکنے لگے ادہر
کڑکے سیمتن و آتشبار سے سحر ہو رہا ہی دونون مصروف جنگ ہین کہ لالہ عذار نے پہلو پر
سے آکر ہاتھ ہلایا برق چکائی آتشبار پر برق گری آتشبار جل کر خاک ہوئی مار کر آتشبار کو ملکہ
لالہ عذار کو نے لگی پشت سے آوازین ہیبتناک آئین کہ بڑے غضب کی بات ہی کہ قیدیونکو
باغیہ لیے جاتی ہی افسوس کوئی بچا نہین کرتا سیمتن نے پکار کر آواز دی کہ جسکا جی چاہے وہ
آئے یہی تو ہی میدان مقام امتحان ہر چند کہ سیمتن ٹھہری مگر کوئی مقابلے مین نہ آیا طرف
کوہ نیرنگ کے چل نکلی لالہ عذار سے سب حال بیان کیا اور کہا کہ اب منظور ہی جو باغ
کوہ نیرنگ کے قریب ہی اسمین چل کر سکونت اختیار کرو تب واسطے طلسم کشا کے فکر لوح
کرین سب نے اُسے قبول کیا لالہ عذار و مرجان سرخ پوش کو سیمتن مع اپنی کنیزون
کے باغ مین لائین رستم و سمک کو بھی یہین بلایا اب سب کا باغ مین جماؤ ہی ایک نے ایک
کو دیکھا آپس مین اقرار کیے کہ جو اُنپر گذرگی وہ ہمپر بھی گذرگی ملکہ لالہ عذار نے سحر کے
جانور بنائے دیوارون پر بٹھائے سحر اپنے تیار کیے منظور یہ ہی کہ حصول لوح کی تدبیر کرین
لیکن واضح رہے کہ آب و دانہ ذبح کرکے اسی فکر مین بیٹھی ہین قضاے کار وقت سحر ہفت پیکر
اپنے طریقۂ قدیم سے تصویر سنگی مین ہی باتین کر رہا ہی معتقد جمع ہین نیرنگ جادو سامنے
حاضر ہی کہ تصویر سے آواز آئی کہ اے بندۂ خاص الخاص غضب ہو گیا کہ تیری سرحد مین
آکر باغی بسے ہین لیکن جلد کسی کو بھیجو کہ جا کر اُن سب کو سمجھا بجھا کے لے آئے قیدیون کا قتل
واجب و لازم ہی انکا گرفتار ہونا ضرور ہی یہ سنکر نیرنگ تاجدار نے سر جھکایا پلٹ کر آواز دی
کہ افراش زمیندار کو بلاؤ نیرنگ تاجدار کے کہتے ہی افراش زمیندار مع بارہ ہزار

فوج کے حاضر ہوا عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہی آنکھون سے بجا لاؤن تصویر نے حکم دیا کہ جلد جا کر پسر حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤ افراشل زمیندار ایک گینڈے پر سوار ہوا اور فوج ہمراہ لیکر چلا نشان نیرنگ تاجدار نے سب بتا دیے کہ فلان مقام پر جانا افراشل بموجب حکم چلا یہان باغ مین جلسہ آراستہ ہی سیمتن کو بہن کی خوشی کا خیال ہی کنیزون کو حکم دیا ہی کہ گائن کو بلاؤ شراب وکباب لاؤ جیسے ہی سیمتن نے حکم کیا فوراً محفل مین کنیزون نے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کین دورۂ شراب چلنے لگا اور ایک گائن نے با نواے یہ غزل عاشقانہ سامنے اہل محفل کے شروع کی

نظم

چل منزل فنا سے کہ وقفہ قلیل ہی
آمد شد نفس مین صداے رحیل ہی

روشن ہی صاف آتش لالہ سے باغبان
گلزار دہر روکش باغ خلیل ہی

جو چیز ہی جہان مین وہ بے مثال ہی
ہر فرد خلق وحدت حق پر دلیل ہی

تدبیر کارگر نہین ہوتی وصال کی
دشمن مزاج یار مین بیٹھا عجب دخیل ہی

صد شکر اُسکے دیدۂ مردم شناس مین
رعنا کا اعتبار ہی دشمن ذلیل ہی

اس رنگ مین اُس گائن نے یہ غزل گائی کہ تمام اہل محفل تعریفین کر رہے ہین عاشق ومعشوق کے اشارے وکنایے کے حکایت وشکایت ایام ہجر کا ذکر وصل کی فکر تمام شب اسی جلسے مین گذری رقاص مہر درخشان بصد شوکت وشان جلوۂ قصر مغرب کو طے کرکے محفل ثوابت وسیارگان مین آیا دیکھتے ہی مہر عالم افروز کو ماہ تابان نے نقاب چہرے پر ڈالی راہی قلعۂ مغرب ہوا گائن سامنے بیٹھی ہوئی بھیرون سنا رہی ہی مگر لالہ عذار کو تردد ہی کہ دیکھین کیا ہو غنچہ دہن قریب بیٹھی ہی اُس سے اشارہ کیا کہ اے غنچہ دہن اگر قدرت کسی سے دشمنی کرین وہ شخص اس اقلیم مین رہسکتا ہی غنچہ دہن کا اشارہ ہی کہ ہفت پیکر کا دشمن اس اقلیم مین نہین رہسکتا پھر بلبل نے اشارہ کیا کہ اس اقلیم سے کوچ کی تدبیر کرو شاہزادہ یہان کیونکر رہیگا سب طرح مشکل ہی ایک سرحد کو چھوڑا دوسری سرحد مین آئے یہ بھی اُسی کی عملداری ہی اب کہان جائین سوائے اُسکے کہ طہران وغیرہ مین گذر ہو تب جاکر بسر ہو ورنہ ان ممالک مین وہ کاہیکو رہنے دیگا کیون غنچہ دہن تم شاہزادے سے ذکر تو کرو کہ اگر اس اقلیم سے

نکاسی ہو تو کہاں جا کر رہیں غنچہ دہن نے رستم سے پوچھا رستم نے ہنس کر جواب دیا کہ انشاءاللہ
اس اقلیم کو اسلام آباد کرینگے مگر بڑا غضب تو یہ ہی کہ قبلہ و کعبہ مقید ہوے جملہ شمشیر زن
صف شکن لڑے بڑے گئے بیٹے انکے تہ تیجے جنہون نے نوشیروان کو شکست دی لقا
سے باختر لیا بڑے بڑے جلیل قتل کیے خان اعظم مالک ترکستان پہلوان زبردست
جسکے صرف چار ہی بیٹے تھے اسکو امیر نے شکست دی یہ باتین تھین کہ چند کنیزین دوڑی
ہوئی آئین عرض کی کہ ای ملکۂ عالم غضب ہوا باغ آپکا چار جانب سے گھر گیا افراش
زمیندار کو خداوند نے بھیجا ہی کہتا تھا فرزندان حمزہ اس اقلیم مین آئے ہین ہمسے مقابلہ نکرینگے
اگر مقابلہ کرینگے تو مشکین باندھ کر خدمت خداوند مین روانہ کرونگا لاشہ ہاے مسلمانان
سے میدان بھر دونگا کنیزون نے عرض کی کہ وہ ظالم سامنے دروازے کے گینڈے کو
مہمیز کر رہا ہی رستم تیغہ کیستان کو ٹیک کر اٹھے فرمایا مین دیکھون افراش کون شخص ہی سمک
گھبرا کے اٹھا حیران ہی کہ آقا کو بھگا لیجاؤن مگر اس زمانے مین نکلنا دشوار ہی مسافر مجبور
ناچار ہی رستم نے مرکب اپنے ہاتھ سے آراستہ کیا ملکہ نے بیقرار ہو کر عرض کی کہ کنیز کیا کرے
یہان چار جانب کفر آباد مسلمان کا رہنا دشوار ہی رستم پشت مرکب پر سوار ہوے سمک نے
رکاب پر ہاتھ رکھا ملکہ گھبرا کے دوڑی کہا ای شہریار اس کنیز کو قتل کرتے جائیے یا بچا لیا بچا لیجیے
کہ جس سے صبر آئے رستم نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ان مقدمات مین دخل نہ دو ہمارے بزرگ
قید ہین بھائی بھتیجے سرداران نامی پہلوانان گرامی سب یکے مدت مین قید ہو گئے یا ان
سب کو رہا کرینگے یا جان دینگے جو تقدیر دکھائیگی دیکھینگے ای ملکہ ہمکو نہ روکو جہاد راہ خدا ہمارا کام ہی
اسی مین تمام ہی ملکہ لالہ عذار نے تھرا کر رکاب سے ہاتھ ہٹا لیا کہا کہ ای شہریار آپ کو خدا
کے سپرد کیا وہی آپکا نگہبان ہی مین روکون نہ کیا امکان [illegible] نے کہا کہ ای ملکۂ عالم وہ مرتبے غازیون کے ہین
جو غازیان دیندار و مجاہدان نصرت شعار ہین ہمنے وہ مرتبے کہان پائے ہم جان دینے پر آمادہ ہین
آیندہ پروردگار کو اختیار ہی یہ کہکے مرکب بڑھایا ملکہ دروازے پر جو جنگلہ بڑا تھا اسپر مع کنیزون
کے آکے ٹھہرین رستم نے باہر آتے ہی نعرہ کیا افراش گینڈے پر سوار بارہ ہزار جوان پشت پر
ڈٹا ہوا ایک مقام پر کھڑا تھا مع گینڈے کانپ گیا زمین تھرائی اور رستم نے پکار کر آواز دی او

افراش آہمارے تیرے مقابلہ ہوا افراش نے گینڈا بڑھایا مقابلے مین رستم کے آیا آپسمین تگاوزن ہوئے رستم کا گھوڑا کم ہٹا اور افراش کا گینڈا زیادہ افراش نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی آپسمین ہونے لگی دو گھڑی کامل نیزہ بازی ہوئی رستم نے کاٹھ کر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے افراش کے نکل گیا غصے مین آکر مثل ابر گرگرمایا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا رستم نے تیغۂ کپتان پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کہکے کمر کو بنا کے سر پر ہاتھ مارا اسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغۂ کپتیان جو گرا ابر سپر پراگندہ ہوا وہان سے تلوار گری خود کو کاٹا دوبلغہ و غرقچین کو کاٹا سر اسر گلے جبڑے کو کاٹا ذرا فرق نہوا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینہ سے مانند سیماب اُترکر بنائے حیات کو ویران کرکے نمدزین کو کاٹا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے سیارہ پکار اُٹھا نظم

منھ پہ تیغ برق دم الماس پیکر کے تری	اک قدم آنا عدو کو راہ سو فرسنگ ہی
گر صف دشمن پہ سیدھی ہو تو جون تیر قضا	خود و قاش زین دو حصہ تا بحد تنگ ہی
پر نہین یہ وصف جو مین نے بیان اسکا کیا	بلکہ یہ تعریف تو برش کا اسکی ننگ ہی
آسمان سے تا زمین اور ماہ سے ماہی تلک	امتحان گر کیجئے اسکا تو اک چونک ہی

ہمراہیان فوج افراش نے جو دیکھا کہ ہمارے افسر کو اس جوان نے مارلیا افسران فوج نے آواز دی رستم کو گھیر کر مارلو چار جانب سے بارہ ہزار سوار و پیدل رستم پر آپڑے رستم تلوار کھینچکر فوج کفار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی ملکہ نے حکم کنیزونکو دیا کہ شیر بیشۂ صاحبقرانی یکہ و تنہا ہین جاکے ساتھ دو کنیزین بارہ سو مادیان پر سوار ہو ہوکر نیزے ہلاتی ہوئی نکلین جنکو دعوی افسری ہی اُسنے سب کو اشارہ کیا سب نے کمانین کاندھے سے اُتارین سڑا کا تیرونکا چلا کئی سو جوان گھوڑونسے گرے رستم نے بڑھکے افسرونکو مارا پرے خالی ہوئے رستم قلب مین لڑ رہے ہین فوج کو درہم و برہم کردیا دریائے فوج مین تلاطم ہی ہوش افسرونکا گم ہی یہی خیال ہی کہ افسران فوج پر کچھ خرابی آئے تو لطف ہی حملہ کر رہے ہین اک ہنگامۂ گیر و دار بلند کفار سب در دُمند رستم کی کہنی سے خون ٹپک رہا ہی تمام جسم پر خون کی چھینٹین پڑی ہوئی ہین جس سے صاف ظاہر ہی کہ ہولی کھیل کر نکلے ہین شیرانہ و نہنگانہ لڑ رہے ہین تلوار چل رہی ہی لڑتے بھڑتے قلب فوج مین پہونچے دیکھا علمدار لشکر کفار نہایت قوی تن قوی دل چھڑ کو بغل مین دبائے

ہوئے گینڈے پر سوار چارسی جوان نگہبان علمدار تلوارین کھینچے ہوئے گرد علمدار جنگ کرتے ہوئے تا زمین جس مقام پر جسے خون کے دریا بہا دئے رستم نے دور سے دیکھا علمدار کفار کے ہاتھ سے اکثر لوگ ہمارے لشکر کے سیار گلشن جہان ہوئے علمدار کو یہین سے رستم نے ڈانٹا علمدار جہاندیدہ کار آزمودہ اسنے بھی گینڈے کو مہمیز کیا چارسی جوان تلوارین کھینچے ہوئے آگے بڑھے رستم آگر اُس غول مین ہوپنچے علمشاہ لڑنے لگے جسنے بڑھکر رستم کو ہاتھ مارا رستم نے تیغہ کپتیان پر روکا سر کو بتا کے کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیا خود لڑتے ہوئے جاتے ہین جوش جرأت مین فرماتے ہین ای کافران بیحیا وای نابکاران پردغا مکر کی لڑائی بہتر نہین ایک سے ایک مقابلہ کرے کفار ان باتونکو کب مانتے ہین چار چار چھ چھ ملکر رستم پر حملہ آور ہوتے ہین مگر رستم نے کسی کا وار خالی دیا اور کسی کا سپر پر کاٹا اور کسی کا وار تلوار پر روکا اگر دشمن نے نیزہ مارا تو پیپلے سے شان نیزہ اُڑا دی گھاٹ سے تیغہ آبدار کے دشمن کو موت کے گھاٹ اُتارا اگر کوئی بڑا پہلوان نامی و نام آور لڑتا بھڑتا قریب رستم ہوپنچا اور ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر حریف کی پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا منم رستم پیلتن صف شکن و تیغزن اور ہاتھ پر تول کر طرف آسمان کے پھینکا اُترتے اُترتے چونکہ ہوائی قلم کیا اب اُن چارسی جوانون مین کمی ہونے لگی بعض کہتے ہین کیا سپاہی ہے ایک جوان کے ہاتھ سے سارے لشکر کی تباہی ہے جسنے اِس سے مقابلہ کیا آخر قتل ہوا بعض کہتے ہین جان بچاؤ نکل چلو افسوس ہمارا قدردان مارا گیا اب کس کا ساتھ دین لڑنے بھڑتے نکل چلین کوئی طرف صحرا کے بھاگا کوئی دریا مین گرا کوئی چاہتا تھا جان بچاؤن کنوین مین جاؤن مگر ممکن نہین بھاگے بھگدڑ مین آنکھون سے نہ سوجھا اندھے کنوین مین گرے بعضے درہائے کوہ مین جا کر چھپے علمشاہ ایک طور پر جنگ کر رہے ہین تھوڑے عرصہ مین دیکھا کہ علمدار گینڈا ٹھکرائے ہوئے بغل مین چھڑ رستم پر آپڑا آتے ہی تلوار برسانے لگا رستم نے روکتے روکتے مرکب کو ٹھکرایا آواز دی او علمدار ایک وار مردان عالم کا بھی روک تو نے حملے کئے ہمنے روکے اب ہمارا وار روک یہ کہکے خبردار خبردار کہا اور ہاتھ تیغہ کپتیان فرنگی کا مارا اُسنے گرد سپر کا اُٹھایا تلوار جو گری سپر کے دو ٹکڑے کرکے سر پر آئی سراسر کٹے و جبڑے کو کاٹا سر مو فرق نہوا مع گینڈے علم اور علمدار مر کر زمین پر گرے رستم نے آواز دی او بیحیاؤ دیکھو علم فوج قلم ہوا اب تو قدم سب کے اُٹھے ہر چند آوازین نقرہ دیتے ہین اور کہتے ہین ای بھائیو افراش دھلمدار مارا گیا مگر تم لوگ قدم نہ ہٹاؤ خوب

جھکر اور رستم کو گرفتار کرو افسر کلان شنکال جنگ آزما اسنے جو دیکھا کہ فوج سب باقی ہی صرف دو چار
ہزار آدمی قتل ہوئے ہین مگر فوج کے پانون اُٹھے جاتے ہین لڑنے والے جنگ سے گھبراتے ہین پرچھے
جو دیکھا رستم نے لاشون کے انبار لگا دئے دریا خون کے بہا دئے آخر شنکال نے طبل امان پر چوب
دلوائی لشکر رستم کا جدا ہوا ملکہ بنگلے پر سے دعائین کر رہی تھین اب جو دیکھا فوج دشمن طبل امان بجوا کر صحرا
مین اُتری اور رستم مع اپنی فوج کے پلٹ کر آتے ہین ملکہ مع کنیزونکے بنگلے سے اُترین طرف دروازے
کے چلین کہ شاہزادیکا استقبال کرین رستم نے خبر سُنی کہ ملکہ دروازے پر مشتاق کھڑی ہین رستم
گھوڑے سے کود کے آکر ملکہ سے ملے ملکہ خون زخمہاے رستم کا دوپٹہ سے پاک کر رہی ہین تعریفین
کرتی ہین کہ ماشاء اللہ آپ اکیلے نے بارہ ہزار کو شکست دی آپ ہی کا کلیجہ تھا بڑا پہلوان زبردست تھا
جو آپکے ہاتھ سے مارا گیا لیکر رستم کو بارہ دری مین پہونچایا لباس تبدیل کرایا رستم آکر مسند پر بیٹھے باتین
آپس مین ہونے لگین سیارہ نے عرض کیا ملکہ عالم یہ تو فرمائیے لوح طلسمی کہان ہی لالہ عذار رونے لگین
کہا ہم وہانکے حال سے بخوبی آگاہ ہین لوح تک رسائی دشوار ہی لیکن اب کوئی سر دست بخدمت خداوند
طلسم جانے اور حال پوچھے تب حال مفصل لوح کا معلوم ہو سمتن بھی اُس محل مین موجود ہی بولی ہو تم نہین
جا سکتین اور نہ میرا جانا ممکن ہی کون جا کر پوچھے کیونکر حال معلوم ہو ملکہ نیلم خوشرو پہلو مین ملکہ سمتن کے
بیٹھی ہی محبت سے اسکی نگاہ سیارہ پر پڑتی ہی گالے پر اسکے عاشق ہی اپنے مقام پر سے وہ اُٹھی اور رستم
کو جھک کے سلام کیا کہا یہ کنیز رخصت ہوتی ہی آپکے اقبال سے ہفت پیکر سے پوچھ کر آتی ہے باقی اور
کوشش کا آپکو اختیار ہی ملکہ لالہ عذار و سمتن کھڑی ہو گئین کہا ای نیلم بات بجھکر کہو تمھارا حال ہفت پیکر
کو نہین معلوم دیکھتے ہی سمجھ جائیگا مکار ہی سب احوال کہو اُسکی تدبیر بتائین نیلم نے کہا کہ جو ہم سے
بن پڑیگا وہ کرینگے حال پوچھ کر آئینگے کوئی پردہ باقی نہ رہیگا سب حال بتا دیگا جو منظور ہوگا وہ بخوبی سمجھا دیگا
آپ لوگ کچھ نہ پوچھین جو ہمسے بن پڑیگا وہ کرینگے اُسوقت نیلم ایک ایک سے رخصت ہوئی
قدمونکو رستم کے بوسہ دیا سیارہ کو انگلی سے اشارہ کیا ذرا کنارے چلو تو تمسے مفصل حال بیان
کرین سیارہ چیلے سے کسی کام کے اُٹھا ایک مقام پر جا کر ٹھہرا کہ نیلم اُس مقام پر آئین گلے مین ہاتھ ڈالدیے
کہا ای مہتر واللہ اکبر اب ہم تمسے رخصت ہوتے ہین ہم جا کر مفصل کہونگی کہ لالہ عذار رستم پر عاشق ہین
ہمنے سمجھایا حکم دیا کہ اسے مار کر نکالدو اب کنیز آپکی خدمت مین حاضر ہوئی اس حیلے مین حال پوچھ لونگی اگر

حال مفصل معلوم ہوا تو بہتر ورنہ مرتا بھرتا اپنی جان دیتا ہی اب سر پر ستونین رستم ہین مین انشاءاللہ تعالی
پوچھکر آؤنگی یا جان دونگی سیارہ بھی یہ حال سُنکر رو دیا اور کہا کسی طرح مجھکو بھی ساتھ لیچلو نیلم نے کہا یہ
غیر ممکن سیارہ رو کر خاموش ہو گیا نیلم نے اُسیوقت لباس معقول پہنا اپنے کو آراستہ کیا آنکھوں مین سرمہ دیا
لباس بدلکر تخت زرین پر سوار ہوئی تاج سر پر رکھا طرف ہفت پیکر کے چلی قضاے کار ہفت پیکر
مع اپنے مصاحبوں کے کوہ یاقوت پر ہی یاقوت تاجدار مصروف خدمتگزاری سب وزرا امرا جمع ہین
نازنینان مہجبین و مہ جبینان مہر تمکین حاضر خدمت ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ ای یاقوت تاجدار دریافت تو کرو
افراش زمیندار گیا تھا اُسپر کیا گذری یاقوت نے عرض کی ہرکارے واسطے دریافت خبر کے
گئے ہوے ہین کہ آسمان پر برق چمکی ہفت پیکر کی نگاہ پڑی دیکھا تخت پر ایک نازنین نہایت حسین
شمشیر ابرو خوشخو خوشرو آنکھین بڑی بڑی معلوم ہوتا ہی صبح و شام کا تماشا چشم مردم کو دکھا رہی ہین عارض
انور رشک قمر گلو صراحی دار سینے پر اُبھار صاف ظاہر ہی کہ دو نقابدار سرکش ایک مقام پر قائم ہین
شکم صاف و شفاف تختۂ الماس کمر نازک چالاک و چست ارادہ درست حق تو یہ ہی کہ اِس ماہ پیکر حسن و
خوبی و عزیز مصر محبوبی کی صفت عقل سے دور ہی سراسر ذہن کا قصور ہی ساق پا جسپر بناے حُسن قائم ہے
ستون مصفا پاے نازک اگر زمین پر رکھے نقش پاسے ہلال شرمندہ ہو بلکہ مہر درخشان اُس نشان کا بندہ
ہو اِس سج دھج سے اُس نازنین کا تخت پیدا ہوا ہفت پیکر کی جو نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوا اور
بے اختیار پکار اُٹھا ای بندی قدرت کی آؤ قدرت تمہارے مشتاق تھے تخت ٹھہرا زمین پر آکر اُترا
پایۂ تخت کو نیلم نے بوسہ دیا واسطے سجدہ کے جھکی ہفت پیکر نے آواز دی سر خود را از سجدہ بردار کہ
منت بر تو نصیب کردم یہ سُننا تھا کہ نیلم نے سر اُٹھایا پانوںکو بوسہ دیا اور پانوں مین ایک چٹکی لی کہا کیون
خداوند ایک دن وہ تھا کہ مجکو اپنے ہاتھ سے بنایا حسینان جہان کو ہمارا مطیع گردانا اب قدرت نے ایسا
فراموش کیا حیران حیران ہفت پیکر صورت دیکھ رہا ہی سر سے پا تک گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی آنکھین نرگس
شہلا جب لجاتی ہین چھریان دل کے پار ہوجاتی ہین کبھی آہ کرتا ہی ہاتھ تھام کر کہا ای جان جہان و ای آرام
دل و جان کرسی پر بیٹھو نیلم بیٹھی وزرا امیر جو حاضر ہین حیران حیران دیکھ رہے ہین کہ کیا حسین نازنین ہی
قدرت بجبت باتین کر رہے ہین ہفت پیکر نے پوچھا ای نازنین تو کہانسے آتی ہی یہ سُنکر نیلم نے سر
جھکالیا کہا یا خداوند مین ایک ضرورت کو حاضر ہوئی ہون عرض کرتی ہون اور وہ یہ ہے کہ قدرت نے

مجھکو مصاحبون مین لالہ عذار کی قرار دیا ہمیشہ بہ راحت و آرام رہتی تھی یکایک وہ پسر حمزہ پر عاشق ہوئی مین
نے سمجھایا میرے کہنے کو خلاف جانا یہانتک نوبت بہم پہونچی کہ قدرت سے باغی ہوئین افراش لشکرکشی
کرکے گیا پسر حمزہ نہایت جری ہی بہادر صف شکن تیغزن باغ سے نکلکر اُسنے افراش کے لشکر کا فرش
کردیا لاشون سے میدان بھردیا کنیز گھبرائی وہ سب شکست کھاکے بھاگے کچھ شریک مسلمانان ہوے مین
نے ملکہ لالہ عذار سیمتن کو تنہائی مین سمجھایا مگر ملکہ نے نہ مانا مجھے تنبیہ کرکے نکالدیا اب دیکھون کیا
تقدیر دکھائے ہفت پیکر نیلم کو دیکھکر زانو بدل رہی ہی باتین بھولی بھولی لبونسے مسیحائی درج دہان مین گوہر
دندان کی رعنائی زیبائی کیا حسین و مہ جبین ہی ہفت پیکر ٹھہرا جاتا ہی یہ جواب دیا کہ ای جان جہان وای آرام
دل مشتاقان ہم باغیونکو سزا دینگے تمکو وہان افسر کرینگے یہ سُنکر وہ نازنین چیخین مار کر رونے لگی کہا یا خداوند
مین اسکی خواستگار نہین کہ مجھکو افسری ملے یا قدرت مجھکو پسند فرمائین ہفت پیکر نے کہا ای مہ جبین قدرت
نے تمکو پسند کیا آٹھ پہر دل یہ چاہتا ہی کہ تمھین دیکھا کرین تم سامنے بیٹھی رہا کرو یہ سُنکر نیلم نے سر جھکالیا
کہا یا خداوند مین ایک تحقیقات کو حاضر ہوئی ہون سارے طلسم مین ہنگامہ ہی کہ عمر طلسم کی تمام ہوئی ہین
کیونکر اسکا اعتبار مانون قدرت اپنی زبان سے ارشاد فرمائین کہ عمر طلسم تمام ہوئی یا نہین ہفت پیکر بول
اُٹھا کہ جو علماے سابق نے لکھا ہی اُس سے صاف صاف ظاہر ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی ہی جنے جو حالین
کتابین لکھین اُن مسلونکا رد لکھدیا کیا مجال کسی کی کہ طلسم ہفت پیکر پر نگاہ اُٹھاکر ڈال سکے ابھی عمر طلسم
کی تمام نہین ہوئی نیلم نے یہ سُنکر قدمونکو بوسہ دیا کہا یا خداوند تیرے تصدق ایسا نہو طلسم کشا کو لوح
ملجای کہ قدرت کو صدمہ پہونچے مگر ہم ابتک نہین چاہتے ہین کہ قدرت کو کسی قسم کا صدمہ پہونچے البتہ
لالہ عذار سیمتن در پئے آزار ہین لیکن کیا کر سکینگی قدرت یہ ارشاد فرمائین کہ لوح طلسمی کہان ہی حفاظت سی ہی مجھسے
صاف صاف ارشاد فرمائیے کہ وہان کوئی جا تو نہین سکتا لوح سے اطمینان ہو تو قلب قرار پائے ہفت پیکر
قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای نیلم خوش رو اصل یہ ہی کہ لوح طلسمی پاس زخار جادو کے ہی جنگلو مین وہ پھرتی ہی
کون اُس مقام تک پہونچ سکتا ہی جسپر نگاہ ڈالے جلکر خاک ہوجای نام اُسکا زخار جادو ہی آتشبار کہنا
چاہئے اول تو اُس حوالی مین دیو ایسے ایسے رہتے ہین کہ طلسم کشا کو چیر پھاڑ کر کھا جائین نیلم نے زانو پہ ہاتھ
مارا اور کہا کہ یا خداوند جب تو ملنا دشوار ہی لیکن حضور نے کچھ لالہ عذار سے بھی ذکر لوح کا کیا تھا بس وہ
طلسم کشا سے کہدیگی اسی پر پسر حمزہ کا رزند ہوگا ہفت پیکر ہنسا کہا ای جان جہان ایسی ایسی باتین قدرت

بہت سی کہہ دیتے ہین اُن باتونکا کیا اعتبار ہے جب اُس پتہ پر جائیگا دھرا جائیگا امان نہ پائیگا وہ تدبیر کی ہی کہ
جب طلسم کشا جائے گرفتار ہو ہمارے پاس قید آئے ہم قتل کا حکم دین ایک دن مین سبکو قتل کرین
مسلمان زندہ نبچین سب جمع ہو کر ایک مقام پر اب ہوگئے ہین صرف طلسم کشا مع عیار باہر ہے جسوقت
وہ گرفتار ہو کر آئیگا مین جملہ مسلمانون کو قتل کرونگا اور الازعذار کو مین نے دھوکا دیا تھا کہ دیکھون یہ
کیا کرتی ہی نیلم نے کہا کنیز نہ مانیگی کنیز کو مفصل حال بتائیے کہ لوح کہان ہی تاکہ اطمینان حاصل ہے جبتک
مفصل حال نہ سنونگی مجھکو ہرگز ہرگز چین نہ آئیگا میرے دلکو تسکین ہو جانے کہ لوح ایسے مقام پر ہی
کہ طلسم کشا نہ پاسکیگا طلسم نہ ٹوٹیگا مین نے رت جگا کیا ہی اگر قدرت نے چاہا انشاء اللہ سب حال
معلوم ہو جائیگا یہ کہکے نیلم اپنے مقام سے اٹھی گرد ہفت پیکر کے پھری کہا یا خداوند اب تو مفصل فرمائیے
ورنہ لونڈی کو قتل کا حکم دیجیے کہ یہ کنیز بربادی طلسم اپنی آنکھ سے نہ دیکھے ہفت پیکر نے کہا ای کنیز نہ گھبرا ؤ
تمسے مفصل کہہ دینگے اسوقت جاؤ شب کے وقت آنا قدرت کل حال لوح بتادینگے کوئی بات باقی نہ رہیگی
نیلم نے دست بستہ عرض کی ابھی اُن لوگون پر فوج نہ بھیجی جائے ورنہ کام بگڑ جائیگا ہفت پیکر نے کہا ای
بندی قدرت کی نہ گھبرا ابھی فوج نہ بھیجینگے تمھاری رائے پر یہ معاملہ رہا اسوقت ہنگامۂ درباداری ہی
اُسوقت ہمکو بخوبی فرصت ہوگی تم آنا تمکو سب حال مفصل بتلا دینگے اور صلاح بھی تمسے لینگے اور خاص
تمھاری ہی رائے پر کاربندی ہوگی نیلم سلام کرکے رخصت ہونے لگی پھر کنیزونکو ہفت پیکر نے حکم
دیا کہ اسکو قصر مروارید نگار مین لیجاؤ کنیزین نیلم کو قصر مروارید نگار مین لیکر آئین سامان دعوت
کا ہونے لگا لیکن بعد جانے نیلم کے ہفت پیکر وزرا سے پوچھتا ہی کہ تم سب کی کیا رائے ہی نیلم کے ساتھ
فوج کرکے برائے گرفتاری طلسم کشا روانہ کرون دل دھڑکتا ہی قلب پھڑکتا ہی وزرا نے عرض کی اگر
قدرت اسکو اپنا دوست جانین تو اس سے بہتر کیا ہی اور اگر کسیطرح کا خیال ہی تو بندے کیونکر عرض
کرین کہ باعث خرابی ہو تو کیسی مشکل ہو سرکار کو اختیار ہی جو مناسب جانین وہ کرین ہفت پیکر
سرنگون بیٹھا ہی کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی سب دیکھنے لگے کچھ پھول برسے کچھ آگ گری کچھ جھونکے ہوا
کے چلے آوازین ہیبت ناک آئین جن سے مراد یہ تھی کہ ای ہفت پیکر ایسا آپسے باہر ہوا اپنے کو
بھولا ہفت پیکر طرف آسمان کے دیکھنے لگا آندھی موقوف ہوئی دیکھا سب نے تخت پر ایک ضعیف
عورت جوڑا باندھے ہوئے ترسول ہاتھ مین تخت پر سوار اگر پہونچی ہفت پیکر نے جو اُس عورت کو دیکھا

اُنکو سلام کیا کہا مادر مہربان آیئے مین تو آپکا مشتاق تھا اُسنے قریب آکے ہفت پیکر کی بلائین لین
کہا ای نور نظر ای پارۂ جگر مین ایک ضرورت سے آئی ہون مجھکو بڑی فکر تھی انجام اُسکا کیا ہوا ہفت
پیکر نے کہا وہ سب معاملہ اُسیطرح پر ہی کسی امر مین فرق نہین آیا کہا تو مین جاکر انتظام کرون ہفت پیکر
نے کہا کیا مضائقہ ہی اسطرح کی باتین ہوئین کہ شیر و وزیر جو سامنے بیٹھے تھے نہ سمجھے کہ یہ عورت
کسواسطے آئی ہی اور یہ کون ہی کیا انتظام کریگی کس چیز کو قدرت سے پوچھی پیکر کی کسی بات کو نہ سمجھا اُس
عورت نے بیٹھے بیٹھے کہا کیون لڑکے کیا اب شوق شراب وکباب بالکل موقوف کر دیا ہے
ہفت پیکر نے کہا ایسا تو نہین ہی مین تو ہروقت شراب وکباب مین مصروف رہتا ہون اکثر جا سمجھتا
ہون یہ سنکر بڑھیا نے ہاتھ بڑھایا اک جام لبالب دھوان اُس سے نکلتا ہوا لیکر ہفت پیکر کو دیا ہفت
پیکر نے اُسکو پیکر نصف جو باقی رہا وہ عورت کو پلا یا ایسے راز و نیاز باتو نہین آج بہت ہوے کہ جو ذہن
مین کسی کے نہین آئے عرصہ تک آپسمین صلاح و مشورہ رہا مگر ایسی باتین ہوئین کوئی سمجھا نہین کہ ان غمزدن
سے مطلب کیا ہی بعد عرصۂ دراز وہ ضعیفہ یہ کہکے اٹھی کہ مین جاتی ہون ہفت پیکر نے کہا جایئے جب
کبھی کوئی محل موقع ہوگا تو تکلیف دونگا اُس عورت نے سر ہلایا مراد اس سے یہی کہ تیری صیبت
ہم ہرگز نہ دیکھ سکینگے جب تو بلائیگا ہم آئینگے وہ ضعیفہ تخت پر سوار ہوئی اُسیطرح آندھی اٹھی دیر تک
اندھیرا رہا ہیبتناک صدائین آئین بعد عرصۂ دراز کے ہوا صاف ہوئی پھر اُسیطرح ہفت پیکر بیٹھا تھا وہ
جو عورت آئی تھی وہ چلی گئی شیر و وزیر حاضر ہین ہفت پیکر نے کہا ای شیران سلطنت و ای وزیران اُبہت تم
لوگ سمجھے کہ یہ کون صاحب تھین جنھون نے مجھے سرفراز فرمایا سب نے عرض کی غلامون نے کبھی
اُنکو نہ دیکھا تھا آج دیکھا غلام کیا جان سکتے ہین یہ قدرت کے کارخانے ہین قدرت کی ذات پر موقوف
ہین کسی کو دخل نہین یہ سنکر ہفت پیکر نے کہا یارو قدرت خود جاتے ہین شش علی کی خبر لاتے ہین وزرا
اُمرا دوڑکر قدمونسے لپٹ گئے کہ قدرت کہان جاتے ہین سب نے ملکر روکا لیکن ہفت پیکر نے یہ
نہ بتایا کہ یہ ضعیفہ کون تھی کیا کہگئی کس انتظام کیواسطے آئی تھی سب خاموش ہو رہے ہفت پیکر بھی
خاموش بیٹھا ہی کہ نیلم خوشرو اپنے مقام سے اٹھی ٹہلتے ٹہلتے آئی ہفت پیکر کو بیٹھے دیکھا کہا یا خداوند کنیز اب
رخصت ہوتی ہی جاکر لالہ عذار وغیرہ کی خدمتمین رہون کہ اُنکو اطمینان رہے ہفت پیکر نے کہا تمھارے
پاس فوج روانہ کرینگے نیلم نے کہا میرے جانے کے بعد قدرت فوج روانہ کرین مین لالہ عذار کو تسلی

گردونگی ہفت پیکر نے حکم دیا تم چلو ہم فوج روانہ کرینگے سروپا کو نیلم کے دیکھا کیا نیلم ناچار کچھ سامان نہ بن پڑا اور مطلب حاصل نہوا حیران حیران جس پریشانی مین آئی تھی اُسی حیرانی مین گئی یہان ملکہ لالہ عذار نے سیارہ سے صلاح کی کہ فکر لوح واجب ولازم ہو سیارہ نے کہا ضرور فکر لوح کی کرنا چاہیے بدون حصول لوح کسی شو پر ہاتھ چلانا مناسب نہین لالہ عذار یہ ذکر کوہی ہو کہ یہان تھوڑی دور پر قصر ہفت مدارج مشہور ہو ہنے سنتا ہو کہ قصر ہفت مدارج مین لوح ہو مدت سے یہ خبرین سنتے ہین لہذا طلسم کشا کو بھیجین امتحان اقبال کا بھی مقام ہو ایسے امتحان مین طلسم کشا کا نام ہوہی ہو رستم نورانجی ہین لیکن لالہ عذار نے دیکھا کہ اگر نیلم گئی اور لوح دستیاب ہوگئی تو باعث خرابی کا ہوگا اس سوچ مین بیٹھے ہین کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی رستم نے کہا دریافت تو کرو کنیزین گئین گھبرائی ہوئی آئین جوابدیا خونخوار جنگ آزما نام پہلوان بھائی افراش کا اس طرف سے جاتا تھا خبر جو اُسنے اپنے بھائی کی پائی کہ میرے بھائی کا قاتل اس باغ مین موجود ہو قریب باغ کے اتر پڑا قاتل کو طلب کریگا رستم نے کہا اُسکی کیا مجال ہو جب بلائیگا اُسکے مقابلے کو جائینگے خونخوار بیرون باغ کے چلا ساتھ والون نے پوچھا حضور کہان جاتے ہین خونخوار نے کچھ جواب نہ دیا در باغ پر پہونچا اک لات ماری دروازہ باغ کا کھل گیا یہان رستم لالہ عذار کے پہلو مین بیٹھے ہین کہ کنیزین دوڑی ہوئی آئین اور عرض کرنے لگین ای شہریار خونخوار جنگ آزما نے لشکر تو بیرون باغ چھوڑا آپ در باغ کے قریب آگیا علمشاہ نے کہا آیندو خبردار کوئی راہ مین روکے ٹوکے نہین قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالکے رستم ٹہلنے لگے لالہ عذار کو منع کر رہے ہین کہ تم کسی مقدمے مین دخل نہ دینا ایسا نہو کہ عذر کرے کہ ہم سحر نہ جانتے تھے ساحرہ نے کیون دخل دیا لالہ عذار کہہ رہی ہو کہ یہ ساحر ہو ناچار ہوکر سحر صرف کریگا اس سے ڈرنا چاہیے یہ ذکر تھا سامنے سے خونخوار جنگ آزما بل کرتا ہوا پیدا ہوا رستم کو جو لالہ عذار سے باتین کرتے ہوے دیکھا جل گیا مدت سے لالہ عذار پر عاشق ہو آواز دی باش او پسر حمزہ غضب کیا میری معشوق سے باتین کر رہا ہو او لالہ عذار کیون اپنے مرنے کی فکر کرتی ہو چیر پھاڑ کر پھینکدونگا ہمارے سخن سے انکار کیا پسر حمزہ کو بُلا کر باغ مین اپنے پاس بٹھالیا اب بچنا تیرا دشوار ہو قدرت کو خبر اچھی طرح پہونچگئی برابر فوجین آئینگی جان بچانا دشوار ہوگا رستم نے ہاتھ لالہ عذار کا چھوڑا طرف خونخوار کے بڑھے کہ اُسنے آواز دی او پسر حمزہ میرے مقابلے کو آتا ہو جیسے ہی رستم جھپٹے نخل شمع کافوری بنے۔ پتے تالیان بجاتے تھے پھولون نے آنکھین کھولین غنچے گلہاے شگفتہ نے آنکھین ملا رہے تھے تمام درخت جھاڑ دیکھنا جنگل پہاڑ رستم نے پلٹ کے دیکھا چارطرف نگ

نخل روشن ہوگئے خوشبو آتی ہی نسیم جام عیش دکھاتی ہی عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی رستم
فرزند صاحبقران مزاج مین غصہ ٹھہراتے ہوے جاتے ہین ہر مرتبہ یہی خوف ہی کہ ایسا نہو یہ بچیا
سحر کرے تیغہ کیپیان فرنگی بہ ساتھ پڑا ہوا سپر فولادی پشت پر قرص قمر پہلوے ماہ تابان مین چاہتے ہین
کہ جھپٹ کر قریب خونخوار کے پہونچین کہ بیچ نخل کی شق ہوئی ایک طائر برابر عقاب کے پیدا ہوا رستم کے
تڑپ سے کے گرا پنجہ کمر مین دیکر اڑ گیا لالہ عذار نے للکارا ایک گولہ طرف خونخوار کے پھینکا کہ مینہ آگ برسنے
لگی ایک گولہ طرف آسمان کے طائر کو تاک کر مارا پاؤن پر جو طائر کے پڑا پاؤن اُسکا زخمی ہوا قطرات خون کے
ٹپکنے لگے مگر طائر بلند ہوا چلا جاتا ہی گستاخی یہ کہ پلٹ کے آواز دی او لالہ عذار پاؤن تو نے میرا زخمی
کر دیا مین سمجھونگا دوسرا گولہ لالہ عذار نے اور مارا ابھی اتنا بلند ہوا تھا کہ گولہ وہانتک نہ پہونچا پکار کر
لالہ عذار نے آواز دی او مکار اب کہان جائیگا طائر کا خونخوار نے سحر کیا لیکن لالہ عذار نے چند دانے آتش
کے پھینکے کچھ شعلے وغیرہ خونخوار پر گرے یہ ناری ان شعلہاے آتش کو کب مانتا ہی ہاتھ ہلا دیا کچھ اسم سحر کے پڑھ
کچھ دستک دی شعلے دفع ہوے لالہ عذار نے جھولی مین ہاتھ ڈالکر ایک چنگیر نکالا اسپر اسم سحر کا پڑھکے طائر پر
کھینچ مارا کہ خونخوار کے ہوش اُڑے وہ چنگیر جا کے پاؤنپر طائر کے پڑا دونون پاؤن طائر کے قلم ہوکے گرے
طائر مر کر ایک جانب چلا رستم اُسکے ہاتھ سے چھوٹے غلغلہ ہوا کہ علمشاہ آسمان سے طرف زمین کے آتے ہین
یہ سننا تھا کہ لالہ عذار نے بیتاب ہوکر دستک دی آواز دی ہوا خواہ فرزند صاحبقران زمین پر نہ جانے
پائین یہ جو پکار کر کہا دو زنگی زمین سے پیدا ہوے ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہوے رستم کو بالاے ہوا روکا زمین
قائم ہوے خونخوار طرف علمشاہ کے چلا زنگی غائب ہوے رستم پشت مرکب پر سوار ہوے آئے دھر خونخوار
ادھر سے رستم ملکہ لالہ عذار بھی سامنے کھڑی ہین جو سحر خونخوار جنگ آزما کرتا ہی ملکہ لالہ عذار دفع کرتی
ہین ہر مرتبہ یہ آواز ہی اے مردان عالم جنگ کرو رستم و اسفندیار کا نام مٹا دو رستم خونخوار پر جا پڑے آپسمین
نیزہ چلنے لگا دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کہ ہر طرح خونخوار ہو ٹون کو ہلا دیتا ہی کبھی ہاتھ چمکاتا ہی کبھی کہتا ہی
کہ ہان لیجاؤ ان کمبختونکو نہ بلاؤ یہ فرزندان صاحبقران ہین یہ کہکے خونخوار نیزے کو بل دیتا ہوا قریب رستم
کے گیا رستم کے نیزہ مارا سنان نیزے سے چنگاری آگ کی نکلی وہ چنگاری نہ تھی سنہرہ پنجہ تھا کمر مین رستم کی پڑا
اور لیکر طرف آسمان کے چلا خونخوار نے زور سے دستک دی ایک زنگی سیاہ رو پیدا ہوا وہین سے
زنگی کو کسی نے للکارا کہ خبردار کہان جاتا ہی زنگی پلٹا کہ مجھے کون منع کرتا ہی دیکھا اک نازنین ہنستی ہوئی پکارتی

ہوئی اور عاشق صادق یون دیوانہ ہوگیا ہماری شمع جمال کا پروانہ ہوگیا جب اُس نازنین نے مُسکرا کر آواز
دی اُدھر وہ پنجہ جو رستم کو لیے چلا تھا ایک مقام پر رک گیا وہ زنگی کے کان مین آواز آئی او جانے والے
ٹھہر جلدی اچھی نہین زنگی ٹھہرا نازنین مثل شعلہ جوالہ ہنستی ہوئی اُس زنگی پر جا پڑی کہا کیون نگوڑے دیوانہ
ہوا ہی جو چاہتا ہی کرتا ہی ٹھہر جا ہمسے تو بات کرنے جیسے زنگی ٹھہرا نازنین نے جھپٹ کر زنگی کا ہاتھ تھام لیا معلوم
ہوا آگ کا شعلہ تھی وہ زنگی مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا اور اعضا سے شعلۂ آتش نکلنے لگے تھوڑی دیر کے
بعد جلکے خاک ہوا بعد عرصہ دراز کے آواز دی کشتی مرا نام مس واہمہ جادو بود زنگی کا جلنا کہ خونخوار نے جھولی
پر ہاتھ ڈالا ایک کاغذ سیاہ نکالا مقراض بھی نکالی چاہتا ہی کہ کچھ کاٹون کہ آسمان سے ایک برق چمک کر گری
کہ خونخوار کے دو ٹکڑے ہوے لاشہ جلنے لگا رستم کو اُسی برق نے روکا لا کر زمین پر پہونچا یا لالہ عذار نے دیکھا
کہ نیلم ہی دوڑ کر گلے سے لگا لیا کہا ای نیلم بڑا کام کیا ساتھ والے خونخوار کے اپنے آقا کا مرنا دیکھکر بھاگے
رستم کو نیلم و لالہ عذار و سیمتن اپنے ہمراہ لئے ہوے اندر باغ کے آئین اپنے اپنے مقام پر سب کھڑے ہوے
رستم نے فرمایا کیون نیلم لوح کا کچھ حال معلوم ہوا نیلم نے عرض کی مین کیا گذارش کرون کچھ عجب طرح سے
گول گول بیان کیا ہی کہ مفصل حال نہ کھلا ایسے طور سے اُسنے بیان کیا کہ طائر وہم وخیال بھی وہان نہین
پہونچتا ای شہریار تلاش لوح نہایت دشوار ہی مگر پروردگار مالک و مختار ہی ایسا نہو جستجو ے لوح مین نکلین
خدانخواستہ اور کسی بلا مین گرفتار ہون تو بڑی مشکل پڑیگی تلاش سے لوح کا ملنا دشوار ہی اب مشورے
ہونے لگے سیمتن کا کچھ قول ہی نیلم خوش رو کچھ کہتی ہی لالہ عذار کچھ بیان کرتی ہین راے مین اختلاف ہی
کوئی کچھ کہتا ہی کوئی کچھ کہتا ہی ہر ایک کو یہی تردد ہی کہ دیکھین انجام کیا ہو باؤن مین اختلاف ہی کہ اس
جلسہ مین ستارہ آیا عرض کی ای شہریار غلام جو تلاش مین حضور کی نکلا تھا یہانسے تین کوس پر جا کے
ایک قصر دیکھا ہزارہا نازنینان مہ جبین وہان بیٹھی تھین غلام وہان ٹھہرا آسمان سے برق چمکی ایک
تاجدار آیا اُسنے لوح کا حال بیان کیا ہر چند کہ مخفی ہی اگر لوح ملگئی سبحان اللہ اس سے کیا بہتر ہی اور اگر دیر لگی
ہوئی اور کچھ فکر ہوگی وہان تشریف لیچلیے تب سامان ہنگامہ کیجیے ستارہ نے رنگ روغن عیاری کا نکالا رستم
کو ایک تاجدار بنایا ملکہ لالہ عذار کو وزیر اعظم بنایا ملکہ سیمتن کو وزیر دست چپ قرار دیا اسطرح رستم کو تخت پر سوار کیا
لالہ عذار وغیرہ نے سحر کیا تخت اڑتا ہوا چلا قضاے کار یہ قصر جو دیکھکر ستارہ آیا تھا یہ قصر ملکہ شیدائے گراز
دندان کا ہی کہ مشیران سلطنت و وزیران ایتہت سے تھی حسد نے اس طلسم مین غدر ہوا اسد نے اپنے دربار مین جانا

ہفت پیکر کے موقوف کیا یہی کہا کرتی ہے کہ مجھے کیا غرض کہ جو مین کسی کے بھلے بُرے مین دخل دون جب کچھ ہوگا دیکھا جائیگا لالہ عذار وغیرہ تخت اُڑاتی ہوئی چلین یہان شیدا لب گراز دندان تخت پر بیٹھی ہے جادوگریان چست و چالاک بیستک گرد کنی سو جادوگریان بارہ ہزار نوکر ساحر بڑے بڑے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین کنیزون نے بڑھکر خبر دی حضور ملکہ لالہ عذار و سیمتن تشریف لاتی ہین مگر بیچ مین سب کے ایک تاجدار جلیل بیٹھے ہین کہ جنکو ہم نہین جانتے ہین یہ سنکر شیدا المری ہوگئی کہا ان لوگونکو میرے پاس آنے سے کیا کام ہے یہ کہکے برائے استقبال چلی دیکھا تخت پر ایک تاجدار ایک جانب لالہ عذار ایک جانب سیمتن ماہ رخسار اور ایک جادوگر پشت پر مگس رانی کر رہا ہے لیکن سر جھکائے ہوئے شیدا نے آکر سلام کیا اور عرض کی اسوقت حضور کہان تشریف لئے جاتی ہین اگر تکلیف نہو تو آج کے روز سرفراز فرمائیے گھڑی دو گھڑی ٹھہریے جو کچھ آش موجود ہو اسے نوش فرمائیے مین کلاہ عزت بر آسمان افتخار کے پہونچاؤن کہ مجھے آپ نے سرفراز کیا اس طرح عجز سے جو اُس ملعونہ نے بیان کیا لالہ عذار نے کہا برائے کار ضروری نکلے تھے اِدھر بھی آگئے شیدا ان سب کو بہ تعظیم و تکریم بارگاہ مین لائی لا کے مقام صدر پر جگہ دی استیارہ بشکل ساحر پشت پر تاجدار کے دست بستہ کھڑا ہوا اور ایک جانب لالہ عذار اور ایک طرف ملکہ سیمتن آکر دونون پہلو مین تاجدار کے بیٹھین شیدا نے اشارہ کیا گائنین اُٹھین جھمکر گانے لگین سامنے علمشاہ کے بتانے لگین یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین نظم

غور کرنا دوستو مجھ ناتوان کے حال کو — آئینہ محتاج ہے نظارہ تمثال کو
دیکھنا تھا ہاے کس پردہ نشین کے حال کو — خاک کے پردے مین آئی روح استقبال کو
سر کٹے لاکھون بلا سے آبرو باقی رہی — شمع نے جنبش نہین دی پاے استقلال کو
بڑھتے بڑھتے اشک دامن تک گذر کرنے لگے — رفتہ رفتہ گود مین لینا پڑا اطفال کو
کاتب قدرت کو وان کچھ اور بھی منظور تھا — لکھتے لکھتے رہگیا نقطہ بنا کر خال کو
تاج گوہر سر پہ رکھا آبلون سے خار نے — وقف صحرا کر دیا ہم نے جنون کے مال کو
بے تکلف جلوۂ حُسن صنم تھا جسقدر — مہر کو رخ مہ کو عارض برق سمجھا چال کو
لاغری نے کر دیا ہمکو برنگ صور نے — اب بجز آواز صورت تک نہین تمثال کو
اب نہین حاجت جو ہون ممنون عیسیٰ و قضا — جنبش لب یار کی کافی ہین دونون حال کو
روشن و تاریک مین یکسان مزا مجھکو ملا — مصحف رو کا ترے نقطہ مین سمجھا خال کو

مصطفے سے ہی تجھے چشم شفاعت ای نسیم — بخشدیگا ایزد برحق ترے افعال کو

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی ستارہ نے بھی کنارے اگر صورت تبدیل کی گانے بجانے خوب گایا ہر چند
یہی ارادہ ہوتا ہی لالہ عذار کا کہ ذکر لوح پیش کرین لیکن گانے کا وہ ہنگامہ ہی کہ ذکر نہین آسکتا ہر چند
زبان پر سے بات اگر پلٹ جاتی ہی گانے کا شور ہی چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری جب ستارۂ سحری
آسمان پر چمکا عقاب زرین پوش صحراے مغربی مین شکار کھیل کر چرخ زبرجدی پر برآمد ہوا طائران
سیارگان حیران و پریشان شاخ کہکشان پر زمزمہ سرائی بھولے عقابان ضیا و شعاع عملداری
کرتے پھرنے مین یہان ستارہ گا رہا ہی اور ہر مرتبہ وہ تان لگاتا ہی کہ زمین ہلجاتی ہی جب دن نکل آیا
لالہ عذار نے کہا کیون بوا شیدائی الحان اگر طلسم کشا ملجاے تو اسکا کیا حال کرو سنا ہی کہ لوح ظفر موج
اُسکے ہمراہ ہی جا بجا تسخیر کرتا ہوا آتا ہی شیدا نے کہا بوا ہر چند کہ خداوند ہفت پیکر سے اور مجھسے فساد پڑگیا
تھا مگر قدرت نے انجام بخیر کیا مین اپنی سرحد مین رہتی ہون مجال کیا کسی کی جو مجھسے آنکھ ملا سکے وہ
سامنے دیکھو جو باغ بہشت آگین ہی وہ قدرت نے مجھکو بنوا کے دیا مین اُسمین بسر کرتی ہون روز صبح
کو اُٹھکے دو چار کوس ضرور جاتی ہون کہ دشمن خداوند کا ملے تو اُسکا سر کاٹ لاؤن مگر ابھی تک کوئی باغی
ملا نہین اگر ملتا تو اُسے گرفتار کرکے خداوند کی خدمت مین روانہ کردیتی لالہ عذار نے کہا ای ملکہ عالم قدرت
سے ملے رہنا اسی مین بہتری ہی مین نے یہی کیا کہ قدرت سے میل رکھا آجتک ایک ڈھنگ ہی اب اس
زمانہ کا قدرت کو اختیار ہی جو مناسب جانین وہ کرین کسی کو کچھ بن نہین پڑتا کیون بوا ملکہ شیدا الحان تمنے
لوح کہان رکھی ہی سابق مین ذکر اسکا ہو رہا تھا کہ لوح کے لیے نگہبان چاہیے کوئی نگہبان معین ہوا یا نہین
شیدا نے کہا مین ابھی ظاہر کیے دیتی ہون یہ کہکے آواز دی ای عندلیب راز دار دیکھ ملکہ عالم کیا پوچھ
رہی ہین اِنکا جواب دے یہ جو پکار کر شیدا نے کہا جوڑا عندلیب کا آسمان سے اُڑتا ہوا آیا اک شاخ
گل پر بیٹھا شکل انسان سے وہ دونون گویا ہوے کہ ملکہ عالم کیا پوچھتی ہو ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ
محبوبی کچھ مطلب تو ان اشعار سے سمجھیے جو مطلب رہجائیگا بلا تکلف حرف بحرف عرض کرینگے اول
بزبان خوش الحان یہ اشعار شروع کیے

نظم

بل بے تیری کاوشین جینا سب مجھے دشوار تھا — ای مرے درد جگر تو بھی مزاج یار تھا
جب مین بیتابی سے گھبرایا تشفی اُسنے کی — مونس جان حزین شب بھر ترا اقرار تھا

دل کی گھبراہٹ سے جب تڑپا شب فرقت میں میں / تیرے در سے متصل اپنا پس دیوار تھا
رات بھر سنتا رہا اب عندلا علی نہ کر / بے سبب آہین نہ تھین آخر کوئی بیمار تھا
ہائے مین نے تو بہت چاہا مگر اے جان جان / مجھکو مرنا بھی شب غم مین ترا دیدار تھا
داستان شوق میری ہو نہ چکتی عمر بھر / خاک سنتا وہ اُسے اک حشر کا طومار تھا
یہ تو مضمون گذشتہ کچھ دعا آمیز تھا / کیا نصیب دشمنان تو بھی کسیکا یار تھا
اپنی محرومی گوارا کی نہ کی لیکن خبر / جی دہل جاتا ترا وہ حال میرا زار تھا
غیر نے تیرے سوا پائی نہ آنکھون مین جگہ / پاسبان خواب راحت دیدۂ بیدار تھا
صدقے مین اس سرعت تیر نظر کے اے نسیم / اُف بھی ہم کہنے نہ پائے وہ جگر کے پار تھا

یہ اشعار جو نر و مادہ نے بہ خوش الحانی پڑھے رستم جو سننے لگے سیمتن کو بھی وجد ہوا لالہ عذار عاشق جمال طلسم کشا چپ خاموش دیکھتی ہے رستم سے اشارہ ہے کہ حال تو سن لیجئے اے طائران اسرار بیان کرو کہ کیا کیفیت ہے لوح کیونکر دستیاب ہو یہ کہنا تھا کہ دونون طائر پھڑکنے لگے منھ کھولتے ہین اور بجاتے ہین طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ نر و مادہ کے کلیجے مین درد ہے سر اٹھاتے ہین منھ کھولتے ہین و رہ جاتے ہین بیان کرین ہو نہین سکتا لالہ عذار نے پھر پکارا کہ اے طائران عقیل کیون تامل کرتے ہو یہان طلسم کشا نہین کوئی خواہان لوح نہین اتفاق سے یہان آگئے ادھر بھی آگئے اب بیان کرو نر نے تھوڑا کھولا تھا چاہتا تھا کہ بیان کرے یکایک اُس طائر کے کان مین آواز آئی کہ کیون او مکار و غدار یہ کیا حرکت ہے جو تو کرتا ہے یہ سنکے اُس نر نے منھ سے شعلہ چھوڑا آواز دی اے خبردار رہنا خبردار یہ کہتی کہ نر کے ہر سر مو سے چنگاریان آگ کی نکلین سراپا شعلہ جوالہ بنا دوڑ کر مادہ کو لپٹا اسنے بھی سینے سے سینہ ملا دیا اک ہنگامہ ہوا یارو وہ دونو وہ بڑا غضب ہوا طائران اسرار جل رہے ہین شیدا گھبرا کر اُٹھی پکارتی ہوئی ارے کیا غضب ہوا کوئی انکو بچائے اور شیدا کو بھی وہ دونون طائر دوڑ کر لپٹے شیدا بھی جلنے لگی کہ ایک ابر آسمان پر آیا اُس سے پانی برسنے لگا پانی کے قطرے جو شیدا اور طائرون پر گرے اور زیادہ شعلے بھڑکنے لگے مثل ہیزم خشک جلکر تمام ہوئے ایک آواز مہیب آئی کہ او لالہ عذار کچھ خوف بادشاہ طلسم نکیا خداوند طلسم کو غافل جانتی ہے ہر وقت آگئی دیکھی پر نگاہ ہے یکایک ہوئے گرم چلنے لگی تمام باغ جلکر خاک سیاہ ہوا ہر طرف سے آوازین ہیہات او افسوس کی آتی تھین لالہ عذار نے اُٹھکر بہت سحر کئے سیمتن نے

رستم اور سیّارہ کو بارہ دری مین چھپا یا کہا ای شہریار بادشاہ طلسم یعنے خداوند ہفت پیکر سے کے یہ
نشان تھے جو ظاہر ہوے کنیزون نے فکر کی تھی کہ حال لوح کا دریافت کرین افسوس کی بات ہی کہ حضور
کو نہ دریافت ہوا شیدا و عندلیبان خوشنوا نے پھڑک پھڑک کر جان دی مگر کچھ بھی نفع نہ حاصل ہوا غنچہ
آرزو نہ کھلا بے لطفی ظاہر ہوئی اس حال سے کیا ماہر ہوے اب اور کچھ آفت برپا ہوا چاہتی
ہی رستم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہ آسمان سے آواز آئی او لالہ عذار بننے تیرے واسطے بڑے سامان کئے اب
حال کھلا کہ بدنصیب ہو رنج و ملال کے قریب ہو لالہ عذار نے جو یہ آواز سنی ایک گولہ اُٹھا کر طرف آسمان کے
اُس آواز کی جانب پھینکا گولہ جا کر آسمان پر پھٹا گرم ہوا چلی لالہ عذار رنگین نے سحر کی بوچھار کر دی کچھ پھول برسائے
پھولون سے برقین چمکین آگ برسی پھر تو تین لاکھ جادوگر آسمان سے پیدا ہوے آوازین دیتے ہوے سمن تن اور
لالہ عذار کو گرفتار کرو ان دونون نے اُن ساحرون کا کلام سُنکر دو سحر کئے جس کسی نے ایسا کلمہ زبان سے نکالا
اُس پر وہ برق چمکی کہ دو ٹکڑے اُسکے ہوے اسطرح کئی سو جادوگرون کو دونون نے مارا اُن جادوگرون نے تمام
باغ کو چار طرف سے گھیر لیا رستم نے جو یہ ہنگامہ سُنا تلوار کھینچکر جا پڑے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کئے
اور سیارہ نے حقہ ہای آتشی مارے کندین پھینکین کچھ ساحرون کو حباب مارکر بیہوش کیا کئی سو ساحرونکو قتل
کیا کہ دروازہ باغ کا بند ہوا اندر سے باغ کے اشیاے سحر آتے ہین ساحرونکو جلاتے ہین ہنگامہ گیرودار
بلند ہوا ہے طلسم کشا کو گرفتار کرو پسر حمزہ طلسم کشا ہو اسی باغ مین چھپا ہی جب بلوہ کر کے قریب دیوار
کے آتے ہین دیوار و در اور شاخ طلسم سحر سے وہ شعلے نکل رہے ہین کہ ہزارہا جادوگر جلکر گرتے ہین
کچھ دو بھاگ کر چھپتے ہین کہ یکایک زمین شق ہوئی ایک جادوگر مہیب سیاہ رو و بد خو زشت فام بد انجام
ایک نوغی باندھے ہوے ہاتھ مین لوہے کا ترسول جھپٹا ہوا آتا ہی آواز دیتا ہوا ارے دروازہ باغ کا
گرا دو طلسم کشا کو گرفتار کرو لالہ عذار و سمن تن گرفتار ہون بغاوت مین خداوند کی مجبور و ناچار ہون یہ
کہکے بلوہ کیا اُس جادوگر نے بڑھکر وہی ترسول جو ہاتھ مین تھا در باغ پر مارا ایک آواز مہیب آئی دروازہ
گرا صداے مہیب وہ آئی کہ زمین تھرائی ہر شخص کے ہوش پراگندہ ہوئے لالہ عذار و سمن تن جو باغ مین تھین
تھرا گئین رستم نے گھٹنے ٹیک دیے سیارہ کو دیکھا زمین پر گرا پڑا ہوا عرض کرتا ہی ای شہریار ہوشیار
رہیے یہ کیسی آواز مہیب آئی جادوگر باغ مین گھس آئے رستم تیغہ پکڑ کے بڑھے ایک ساحر نے بڑھکر ضرب کیا تیغہ رستم
کے ہاتھ سے چھوٹا وہ زنگی جو مہیب صورت آگے ہی اُسنے پکار کر آواز دی فرزند حمزہ کو لینا مین نے ہاتھ پاؤن بیکار

گئے چند جادوگر بڑھے کہ رستم کو اٹھا لیں لالہ عذار نے پڑھکر سحر کیا ان کے سر کٹکر گرے جو رستم کو گرفتار کرنے بڑھتا ہے لالہ عذار سمتن سحر کرتی ہیں اُسکا سر کٹکے گرتا ہے بارہ جادوگرون کے سر کٹکے گرے جب وہ ساحر سیہ فام جھومکر پرے سے بڑھا پکارتا ہوا او لالہ عذار تو مابدولت کو نہیں پہچانتی منم پہلو نشین ہفت پیکر کیا کسی جلسے میں مجھکو پہلو میں ہفت پیکر کے نہیں دیکھا ای لالہ عذار یہ مقام خدائی خداوند ہفت پیکر ہے اگر تمام عالم کے ساحر جمع ہوکر قصد کریں کہ اس طلسم کو مٹائیں تو ناممکن ہے تم اپنے اپنے ذہن میں کیا سمجھی ہو کہ دم دوستی کا پسر حمزہ کی بھر رہی ہو تمھاری قضا دامنگیر ہے یہی تمھارے قتل کی تدبیر ہے یہ کہکے وہ زنگی بڑھا لالہ عذار عاشق جمال رستم کب رکتی ہے بڑھی زنگی سے سحر چلنے لگا جادوگر دور ہٹ گئے مینھ برس رہا ہے آگ جل رہی ہے ہنگامہ گرم ہے سحر جانبین سے چل رہے ہیں زمین سے پانی اُبل رہا ہے دھوان زمین سے نکل رہا ہے ہر ایک نخل مثل شمع کافوری جل رہا ہے کبھی تلوارین برستی ہیں کبھی انگارے آسمان سے برسے دونوں مصروف سحرخوانی ستارہ نے دیکھا کہ ملکہ لالہ عذار سحر میں کمزور ہیں ایک نخل کی آڑ پکڑکے چھپا جب بہت سحر آپس میں ہوچکے تو زنگی نے للکارا او لالہ عذار سحر پڑھنا موقوف نہیں کرتی کچھ خداوند ہفت پیکر کا خوف نہیں یہ جو زنگی نے پکار کر کہا دیکھا کہ ملکہ لالہ عذار تھر تھر کانپنے لگیں زبان بند دل دردمند اُس ساحر نے آواز دی ارے لالہ عذار کو گرفتار کرو چند ساحر دوڑے سمتن پڑھکر سحر کرنے لگی تلوارین برسنے لگیں ستارہ نے گوپھن سے پتھر برسائے جب کئی سو کے سر کٹے اور پھٹے تب وہ ساحر پھر بڑھا اور سبکو منع کیا کہ کوئی نہ بڑھے سب ساحر ٹھہر گئے زنگی ہو ہو کہتا ہوا بڑھا جیسے ہی قریب رستم و لالہ عذار پہونچا چاہا جھک کے دونوں کو اٹھاؤں ستارہ نے پتھر مارا کہ پیشانی پر زنگی کی پڑا اُسکے ہزار ٹکڑے ہوے مرنا زنگی کا کہ اندھیرا کامل ہوا آگ برسنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من پہلو نشین ہفت پیکر بود اور رستم اپنے مقام سے اٹھے لالہ عذار نے اٹھتے ہی آگ برسانا شروع کردی ساحر جو ایک مقام پہ جمع تھے جلنے لگے اُنکے اعضائے جسمی سے شعلے نکلنے لگے یہ معاملہ دیکھکر اکثر ساحر گھبرائے آپس میں اشارے کئے کہ بھاگ چلو بیتاب ہوکر سب کے سب آواز دینے لگے یا خداوند ہفت پیکر آپکا بندہ قتل ہوا ہم مجبور ہو ناچار ہیں سحر خوانی میں حیران و پریشان ہیں یا خداوندا کرچا ہیئے یہ جو بیقرار ہوکر کہا آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے ایک ساحرہ سیاہ فام بد انجام جھولی بائیں ہاتھ پر پڑی ہوئی وہیں سے للکارتی ہوئی کہ تمھاری صد اسے بدعت تا بگوش جی ہوش خداوند ہفت پیکر پہونچی لونڈی گھر کی کام کرنیوالی جاروب کشی کر رہی تھی کہ حکم آیا

جاکر مدد کر ایسا نہو بندے ہمارے قتل ہوجائین محسن جادو ملنگیا اُسنے غرور کیا قدرت کو غرور کسی کا پسند نہین
ہی آخر وہین مٹا دیا خاک مین ملا دیا قدرت نے مجھکو بھیجا ہی کہ مسلمانونکو پکڑ لاؤن کون مصروف سرکشی ہی کسکو
خیال لشکر کشی ہی پیدا کرنیوالے سے کون مقابلہ کریگا فوراً جہنم مین بھیجا جائیگا رومال سے اپنے اپنے ہاتھ
باندھ لو مین تمکو خدا تمہین قدرت کی پہچلوا کہون بی لالہ عذار و سیمتن قدرت نے کیا تمہارے ساتھ خلاف کیا کہ تم
قدرت سے ایسا بگڑین کہ بالکل علیحدہ ہوگئین قدرت کے ساتھ یہ دشمنی ناہبر سے رہزنی چلو ہم تمہاری صفائی
کرا دین یہ سنتے ہی لالہ عذار نے سحر کیا ایک جانب سے سیمتن نے کمان کیانی کو اُچھالا کہ طلقے گلے مین اُس
ساحرہ کے پڑ گئے لالہ عذار کا سحر یہ ہی کہ ماش کے دانے پھینکے ہین منظور یہ ہی کہ دیوانہ وار وحشی مثال زمین پر گرے
لیکن اُس ساحرہ نے سحر جوان دونکا دیکھا اپنے مقام پر تڑپی مثل برق کے گری ماش کے دانے جلا دئے کمان
کیانی کے ٹکڑے اڑا دئے اُسی صورت پر جوگری ایک طرف لالہ عذار بیہوش ہوئی سیمتن کو شعلۂ آتش نے گھیر لشکر دونو پر
ایک ذسنک دی شعلۂ آتش نے رستم کو گھیر لیا رستم کو یہ معلوم ہوا کہ کوئی شخص مجھسے کہتا ہی تیغ کیتیان ہین دیدیجے
تیغ کمر سے نکالکر دیدیا پھر کان مین آواز آئی سپر کیا کام کریگی سپر بھی دیدو اسکے خلاف اگر کروگے تو باعث خرابی ہی
رستم نے سپر بھی اُتار کے دیدی جب تیغ و سپر قبضے سے جا چکی تب آواز کان مین آئی او گنہگار ہتھکڑیان بیڑیان
پہن سے نے دربار خداوندی مین جاکر داخل ہو تاکہ سُن قدرت کیا فرماتے ہین اسوقت تک تو مجھپر قدرت کی نگاہ
مہر و محبت ہی آیندہ جیسا کچھ ہو سیارہ نے جو دیکھا کہ رستم قید ہوگئے ہتھکڑیان بیڑیان پہنے کھڑے
ہین ساحرہ سے باتین کر رہے ہین گھبرا گیا ایک ساحر کی شکل بنا فریاد کرتا ہوا دوڑا پکارتا ہوا ای ملکۂ عالم اس
غلام کی فریاد کو پہونچیے میرا قریہ ان لوگون نے لوٹ لیا ہر طرف قیامت بپا ہی کانون پھونکا گیا عزیز اور
اقارب مارے گئے جب سامان لشکر کشی ہوتا ہی جو مصروف جنگ ان لوگون سے ہوتا ہی انکا حال بخوبی آپ
جانتی ہین اُس ساحرہ نے پکارکر آواز دی ارے میرے پاس آ مین تیرا گاؤن آباد کرا دون سیارہ
ہاتھ باندھے ہوئے قریب آیا کہا حضور مارا مارا پھر رہا ہون تمام کنبہ قبیلہ قتل ہوگیا مین اکیلا رہگیا ڈھونڈھتا
پھرتا ہون ایسا خدا نہ کرے کہ خداوند تک مسلمان پہونچین مین انکا علاج کیجئے ساحرہ نے کہا تمہارا کیا نام
کہا حضور کا شتکار جادو میرا نام ہی ہمیشہ بچپن سے یہ وقت آیا یہ ہی پیشہ کرتا ہون مگر صحبت مین دُنبون
کی رہا کرتا ہون کچھ گانا بجانا بھی یاد کیا ہی بڑی مشکل یہ ہی کہ حضور نہین تشریف رکھین تو مین اپنا کمال
دکھاؤن حضور کو بہت راضی کرونگا ظنگال جادو نے یہ باتین جو سنین پکار کر فوج والون کو آواز دی کہ بارگاه

استاد کر دولال العذار وسیمتن گرفتار ہو لیکن ہمارا ارادہ یہ تھا کہ ابھی ان قبیدیونکو لیکر چلے جائین لیکن اس بچارے غریب کا کہنا ہمکو ایسا منظور ہوا کہ دل چاہتا ہی آج اسی مقام پر رہیے کل یہان سے کوچ کرینگے قدرت نے سبکو گرفتار کرلیا ہی زندان مشقت مین سب بند ہین جسدن حکم ہوگا قتل ہوجائینگے اسیوقت سامنے والے قوزا دوڑے بارگاہین خیمے استادہ ہوے جادوگر اپنے اپنے مقام پر اترنے لگے ہزارہا جادوگر کا کھیت ہوا لاشونکو اٹھا کر جلایا خلخال جادو ہاتھ سیارہ کا پکڑے ہوے طرف بارگاہ کے چلی اور سیارہ ٹھٹی ٹھٹی باتین کر رہی ہی خلخال ہنستی جاتی ہی کہتی جاتی ہی میان کاشتکار جادو نہ گھبراؤ ہم تمھاری سفارش قدرت سے کرکے تمھارا گانؤن آباد کرا دینگے اور جو کچھ تمھارا نقصان ہوا ہی وہ خداوند ہفت پیکر سے ملیگا اب کئی دن سے قدرت اس فکر مین ہین کہ جو باقی رہگئے ہین ان ساحرونکو جا بجا آباد کردون رعایا کو شاد کردون ان مسلمانون کے آنے سے ملک جا بجا ویران ہوے قرینے سے ان سبکا آباد کرنا منظور ہی یہ باتین کر کے سیارہ کو لیکر اپنے ہمراہ بارگاہ مین آئی کنیزون نے بارگاہ کو درست کیا مسند بچھائی اب اسی مقام پر محفل شراب وکباب آراستہ ہونے لگی کنیزون نے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لا کر موجود کین خلخال مسند پر آکر بیٹھی کہا کاشتکار جادو کو لاؤ کاشتکار جادو ایک کونے مین سرنگون بیٹھا تھا کنیزین لیکر سیارہ کے حاضر ہوئین کہا میان کاشتکار کیا کمال رکھتے ہو کہا حضور شادی ہو غمی ہو اسمین کارگزاری دکھاؤن شمع ڈھاؤن کھانا عمدہ پکاؤن لطف یہ ہی کہ ایک دن مین ساری فوج کو کھلاؤن ناچ کے طائفے مجھسے بلوائیے سر دست گانا سناؤن جشن خداوند ہفت پیکر کے گاؤن آپکو لطف ملے خود قدرت تشریف لائین گانا نہین دیکھیے تو کیا لطف ملتا ہی یہ کہکے سازندونسے اشارہ کیا چار طرف سے سازندے دوڑے کاشتکار بیچ مین سازندون کے آگے بیٹھا مگر ان جادوگرون کو بہ نگاہ خیرہ خیرہ دیکھ رہا ہی مطلب یہ ہی کہ ان سب کی بھی گردن بون یہ کہکے گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

ہو گئی گھر مین خبر ہی منع وان جانا ہمین
دمبدم رونا ہمین چارون طرف تکنا ہمین
ہر ستم صیاد کا کیا التفات آمیز تھا
یار تھے یا دشمن جان تھے ہمارے چارہ گر
طالع برگشتہ بخت خفتہ مت پوچھو کہ ہم

وہ بھی رسوا ہو خدا جس نے کیا رسوا ہمین
یا کہین عاشق ہوے یا ہوگیا سودا ہمین
بند کرنے کو قفس مین دام سے چھوڑا ہمین
لیچلے مرتے ہی زندان سے سوے صحرا ہمین
غش پڑے تھے پھر گیا وہ جانکر سوتا ہمین

تو نہ جانے عشق بازی اور ہم نادان ہون — بے سمجھ کہتا ہی ناصح تونے کیا سمجھا ہمین
یہ ستم کیا غیر پر کرتا وہ سچ پوچھو تو ہے — یار کے ناز بیجا سے شکوہ بیجا ہمین
کیا کہین کیون رہگئے حیران تجھکو دیکھکر — آگیا دل یاد ای آئینہ رو اپنا ہمین
دست بوسی پر کرو ہان قتل اپنے ہاتھ سے — سچ تو کہتے ہین قبول انصاف غیرونکا ہمین
اہل ماتم کسطرح سے روئین منھ کو ڈھانک کر — مرتے مرتے پاس اُس پردہ نشین کا تھا ہمین
جیسے نازک طبع سے کب اُٹھ سکے بیداد چرخ — مرگئے مضمون جور یار جو سوجھا ہمین
مومن اُنکا تو نہ تھا تھنے مین آخر اختیار — یہ شکایت بھی خدا سے ہی بتونسے کیا ہمین

دس دھن مین یہ غزل گائی ارباب محفل تعریفین کر رہے ہین خلخال نے کہا ای کاشتکار تمکو علم موسیقی مین بڑا کمال حاصل ہی کاشتکار نقلی نے عرض کی حضور ابھی آپنے میرا کیا کمال ملاحظہ فرمایا مین ساقی گری خوب کرتا ہون خلخال نے کہا ساقی گری کرنا کیا چیز ہی شراب اُنڈیلی اور پلادی یہ کیا شکل ہی کاشتکار جادو نے عرض کی حضور پیرون سے ناچون منھ سے گاؤن ہاتھ سے بتاون سب سے شراب پلاؤن کلید میخانہ مجھکو مرحمت فرمایئے خلخال نے کنجی کاشتکار کو دی کنجی لیکر میخانے مین آیا تمام شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہے سب لوگ دوڑے کوئی تبلہ کوئی گلابیان شراب کی لے گیا چالیس گلابیان شراب کی کاشتکار نقلی لیکر محفل مین آیا پاؤن مین گھنگرو باندھکر گت ناچنے لگا اور گنگنا کر یہ اشعار مضمون شراب کے گانا شروع کیئے اشعار

ہی مری ستی کو عشق ساقی کوثر شراب — رات و دن پیتا ہون مین بے شیشہ و ساغر شراب
خون آتا ہی نظر صاف اُس تن نازک مین یون — جسطرح مینائے بلوری مین ہو احمر شراب
ہو دل مجروح کی اُس چشم میگون پر شفق — کام مرہم کا کرے کیونکر نہ زخمونپر شراب
گرچہ ہون میکش پر ای زاہد نہ غیبت کر مری — گوشت کھانے سے برادر کے تو ہی بہتر شراب
کانپتے ہین اہل عصیان دہشت قہر سے — رعشہ دار انسان کو کردیتی ہی اکثر شراب
لذت عشرت ہوئی بے تلخکامی کیا حصول — ذائقہ مین دیکھ تو رکھتی ہے تلخی ہر شراب
میکشی سے زاہدونکو اس لیے انکار ہے — تا نہ آن بدباطنون کے کھولدے جوہر شراب
ہین جو عادی سخت اُنکو میکشی سے عشق ہے — آدمی کی عرش پروازی کو ہی شہپر شراب

جسکی نزدیکی سے ناسخ ہوتی ہی اطہر شراب		ہو نجس ہر چند لیکن پاک کر دے گا وہی

اِس رنگ مین یہ اشعار گائے کہ سب اہل محفل تعریفین کرنے لگے سیّارہ نے یہ چند اشعار گا کے
پشواز یہی گھنگرو پانون مین باندھے شراب انڈیل کر جام بلورین سر پر رکھا کچھ اشعار گاتا ہوا ٹھوکرین
لیتا ہوا پاس خلخال کے پہونچا سر کو جھکا کے عرض کی ایسی قدر دانون کو سر سے شراب پلانا چاہیے
خلخال نے دونون ہاتھ پھیلا دئے جام لیا اب پھر اسنے اشعار گانا شروع کئے آنکھین ملائے ہوئے
اشعار گا رہا ہی تانین مار رہا ہی خلخال نے چاہا جام لبونسے لگاؤن جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا شراب نے
چرخ مارا شعلہ بلکر اڑگئی جام کے دس ٹکڑے ہوے خلخال نے آواز دی ارے تو کون ہی یہ جو اسنے
کہا سیارہ نیچہ پکڑ کے جا پڑا اور نعرہ کیا منم سر بریدہ جادوگران خلخال نے ایک دو ہتڑ مارا سیارہ
زمین پر گرا ہاتھ پانون بیکار ہوے خلخال نے ابر سحر برسا کر سب کی بیہوشی دفع کی اب خلخال نے سیارہ
کے منھ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا نام پوچھا سیارہ نے کہا مین اس شہریار کا عیار ہون
کنیزونکو حکم دیا اسے سلسل و مطوق کرو پاس اسکے آقا کے انکو بھی قید کرو جہان رستم و لالعذار و سیمتن
قید مین سیارہ کو جو وہان لیکر آئے رستم کو یقین کامل ہوا کہ اب کوئی صورت رہائی کی نہین موت لیکر
طلسم ہفت پیکر مین آئی قیدی تو آپسمین یہ باتین کر رہے تھے خلخال نے حکم دیا لشکر کی تیاری کرو
سویرے یہانسے کوچ ہو گا رات بھر تیاری ہوئی خیمے بارگاہین لدین ان گرفتاران مصیبت کو ارابے
پر سوار کیا لیکر روانہ ہوے منزل در منزل جاتے ہین راہ مین ایک مقام پڑتا ہی کہ اُسے کوہ سیماب
کہتے ہین ہر ہفتہ مین خداوند کا اسپر ہی ظہور ہوتا ہی بلکہ سیماب گل اندام جو یہان کی بادشاہ ہین انکو
سب طرح کا اختیار ہی وزیر امیر دن بھر دربار مین بیٹھے شبکو آکے اپنے اپنے مقام پر آرام کیا دیدۂ ظاہری
بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوے حین خواب مین دیکھا کہ صحرا سے گرد اڑی ایک ساحرہ مکارہ بلائے روزگار
تخت پر سوار لپشت پر بارہ ہزار ساحر وغیر ساحر گھیرے ہوے ایک ارابے پر چار قیدی دو عورتین
حسین و مہ جبین ایک عیار طرار خنجر گزار بلائے روزگار ایک شیر بیشہ جرأت یکہ تاز میدان جلالت
صفدر و صف شکن سہراب تیغ زن چہرہ آفتاب عالمتاب خانۂ زنجیر مین قفل چمنستان شرم و حیا کا گل
قید کا تسلسل چہرہ زیبا آفتاب عالمتاب سرنگون غم سے کلیجہ خون وہ تینون قیدی اس جری کی دلدہی
کر رہے ہین وہ جوان کہتا ہی موت لیکر آئی تھی اس بلا مین اگر گرفتار ہوے مجبور و ناچار ہوے افسوس

اب دیکھیے فلک کیا دکھاے اُس جوان کو دیکھکر سیماب بیقرار ہوئی طرف ارابے کے دوڑی پکارتی
ہوئی ای شہریار آپکو کسنے قید کیا ہی مین واسطے رہائی کے حاضر ہوئی ہون رستم نے وہ کلائیان دکھائین
کہ جنکو شاخ الماس سے تشبیہ دینا مناسب اُسمین سمجھکر یان یہ دیکھکر سیماب دوڑی کہتی ہوئی کنیز واسطے
رہا کرنے کے آتی ہی سیماب یہ کہکے جھپٹ کے دوڑی بیچ مین میر فرش کی ٹھوکر کھائی سیماب گری
گرتے ہی آنکھ کھلگئی اپنے کو فرش خواب پر پایا چیخین مارکر جو روئی وزیرزادیان مصاحبین دوڑ پڑین
عرض کی واری خیر تو ہی سیماب نے ضبط کر کے کہا خیر وعافیت ہی آپ لوگ کوئی میرے پاس نہ آئین
میرا دل چاہتا ہی جنگل مین نکلجاؤن کوہ و دشت و بیابان مین ٹھوکرین کھاؤن اپنی جان دون کنیزین
ہٹ گئین ایک کنیز کہ وہ مدت سے حاضر خدمت رہتی ہی گلعذار نام اُسنے کہا حضور مین خدمت مین
حاضر رہونگی جب سب ہٹگئے تو وہ قدمون پر گر پڑی عرض کی واری مین حضور کو اسقدر پریشان پاتی ہون
مجھسے مفصل بتائیے کہ یہ کیا رنگ ہی کنیز تدبیر کرے اسطرح تندہی کر کے اسنے کہا سیماب نے جواب
دیا کہ یہ خواب پریشان مین نے دیکھا ہی ابتک اُسکا سامنا نہین دیکھون تو کیفیت کیا ہی یہ کہکے بہت
روئی اور کہا ابھی تک اُسکا ظہور نہین ہوا گلعذار نے کہا شاہ راہ چلکر بیٹھیے شاید ظہور ہو بیرون شہر
تالاب ہی بڑی مدت سے کسی شاہ نے بنوایا ہی گرد اسکے سنگ مرمر کی اینٹین عمدہ لگی ہوئی ہین ایک
کمرہ بہت معقول کنارے پر بنا ہوا ہی اُسی پر چلکر تشریف رکھیے حکم ہوا اُسی مین چلکر فرش بچھاؤ کنیزون نے
جاکر وہان فرش بچھایا ملکہ سیماب آنکھوں مین آنسو بھرے بیٹھی ہین کہ جو خواب مین دیکھا اُسکا سامنا
ہوا کہ صحرا سے گرد اُڑی دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اُسکے بعد دیکھا ایک ساحرہ تخت زرین پر سوار
تاج سر پر ہزار ہا جادوگرنیان گھیرے ہوے ایکطرف ارابا اُسپر چار قیدی اُسمین ایک جوان
شیر دلیر ایک عیار پہلو مین اور دو نازنینان مہجبین اور وہ شیر دلیر اپنے حال زار پر روتا ہوا اور عیار
اُسکو سمجھاتا ہوا آتا ہی دیکھتے ہی سیماب بیقرار ہوگئی چاہتی ہی کہ سحر کرون ناگاہ آسمان پر برق چمکی
نعرہ ہوا منم نیلم جادو آسمان سے جو گری کئی سی جادوگرون کے سرکاٹ کر پھینکدے پھر گری پھر
چمکی خلخال گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی اور نعرہ کیا منم خلخال جادو یہ کہکے سحر کیا نیلم گھبرائی
سیماب نے کہا بڑا غضب ہوا وہ اکیلی ہزار ہا جادوگرنیون نے گھیرا ہی خدا اُس بیچاری کو ان ظالمونکے
ہاتھ سے بچائے ایسی اُس ظالم کے دلکو لگی ہی کہ اتنے بڑے لشکر کا کچھ خیال نہ کیا اور آپ ہی دیکھو

اب کس زور و شور سے لڑ رہی ہو کئی سو جادوگر مارے اب کے بڑے سحر مین پھنسی ہو لڑکھڑا رہی ہو اب
پیدا کرنے والا اسکو بچائے خلخال نے دو تین سحر ایسے کئے کہ رنگ روے نیلم متغیر ہو گیا جھولی
جلکر گری چہرہ اُداس عالم یاس قریب ہو کہ لڑکھڑا کے گرے کہ سیماب کو تاب باقی نہ رہی وہین سے
للکارا او بیحیا یہ کیا کرتی ہو بیچ مین سیماب جاکر پہونچی جاتے ہی دیکھا کہ نیلم لڑکھڑا رہی ہو یقین ہو کہ گرے
کہ سیماب نے جاکر بازو تھاما کہا بوا ہوشیار ہو خلخال نے دیکھا ایک جادوگرنی تاج وغیرہ سے
آراستہ برابر نیلم کے پہونچی سمجھا رہی ہو اور سحر نیلم کا اُتار رہی ہو خلخال کو بہت ناگوار ہوا للکار کر آواز
دی ارے او گیسو بریدہ او ننگ خاندان یہ گنہگار خداوند ہفت پیکر ہین انکا مٹانا ہی منظور ہو قدرت
کے مغضوب ہین تو بلا وجہ بیچ مین آکر کیون دخل دیتی ہو چاہتی ہو کہ قیدیون کو چھڑا لے کسیوجہ سے
انکو ابھی سزا نہین دی گئی صرف سحر مین گرفتار کیا ہو ابھی جو خداوند سے عرض کرون تو برق
گر کر انکو جلا دے اور بدعت تیری دیکھ رہی ہون تو کیون دخل دیتی ہو یہ کہکے ایک گولہ مارا سیماب
کے قریب آکے گولہ پھٹا چند شعلون نے سیماب کو گھیر لیا تھا کہ سیماب نے دستک دی شعلے پانی
ہو کر گر گئے اتنے عرصے مین خبر پہونچی کہ ہماری بادشاہزادی ایک لشکر سے مقابلہ کر رہی ہو اکیلی ہو
بس بارہ چودہ ہزار جادوگر باہر آکر پہونچے دیکھا کہ اب ہماری مالک پر ساحر بلوہ کرکے چلے ہین
چاہتے ہین گھیر کر گرفتار کر لین ان لوگون نے اپنے مقام سے سحر کئے اُدھر کے بھی ساحر دوڑے
دونون لشکر آپس مین مل گئے ہتو برابر کے سحر چلنے لگے آگ برس رہی ہو قیامت برپا ہو اُس عین
بلوے مین سیماب نے نیلم کا ہاتھ تھام کر پوچھا کیون بوا یہ کون لوگ ہین جنکو یہ لوگ قید کرکے
لئے جاتے ہین تم نے کیون رہا کرنیکا قصد کیا نیلم نے کہا بوا یہ جوان جو سامنے لدا بے پر بیٹھے ہین
فرزند صاحبقران ہین قدرت سے لڑنے آئے تھے گرفتار ہوے اب انکو اُس مکار کی خدمت مین
لئے جاتے ہین جسنے اپنا ہفت پیکر نام رکھا ہو مجھکو باعث یہ ہو کہ اِس شہریار کا عیار جو پہلو مین بیٹھا ہو
علم موسیقی مین کامل و اکمل ہو میری طبیعت اس ظالم پر آگئی اس سبب سے مین نے قصد کیا تھا کہ
جان اپنی دیدون آکے لڑی عین وقت پر پہونچی ابھی رہائی انکی تقدیر مین نہین ہو اِس ساحرہ کو بڑا
گھمنڈ یہ ہو کہ مین خدمتگزار ہفت پیکر ہون یہ فخر کرتی ہو کہ جاروب کش در دولت خداوند ہفت پیکر ہون
اب اس سے مقابلہ ہو کیون بوا تمنے کیون ساتھ دیا ہم لوگون کے شریک ہونا باعث بدنامی ہو تمھاری

شرکت کا کیا سبب ہے یہ جو نیلم نے پوچھا اشکو نکا دریا آنکھوں سے سیماب کے جوش زن ہوا کہا ہوا کیا کہوں فلک کو ستانا منظور ہوا قلب ناصبور ہوا شب کو مین نے خواب مین آمد اسی طرح لشکر کی دیکھی چونکہ میرے ۔ ۔ رہ قلعہ سے گذر ہوا مین باہر نکلکر بیٹھی آمد لشکر دیکھکر حیران ہوئی نکلکر یہ معاملہ دیکھا کہ تم قرین تمکو مبتلائے بلا دیکھکر دل کو آرام نہ آیا آخر لڑنے لگی خدا انجام بخیر کرے مین خلخال سے پایہ کمی کا نہین رکھتی ہون مقابلہ پڑیگا تو حال کھلیگا اب نیلم و سیماب ایک مقام پر ہوکر لڑنے لگین خلخال نے دیکھا کس دھوم سے دونون سحر کر رہی ہین تمام لشکر پامال ہو رہا ہے اسنے جب سحر کیا دو چار سحر کے سر اڑ گئے ہزارون کو جلا دیا مین بڑی جنگ مین ملکہ سیماب خلخال پر چلا مین آپس مین سحر ہونے لگا جب سیماب نے سحر کیا تلوارین برسین صد ہا کے سر اڑ گئے خلخال نے گولہ مارا تلوارین ٹوٹین کچھ شعلے بھڑک کر لشکر سیماب پر گرے کئی سحر جل کر گرے اب دونون سے مقابلہ پڑا ہے سیماب جو سامنے خلخال کے آئی خلخال نے للکارا کہ کیون تیری شامت آئی ہے ملک و مال تیرا ویران ہوگا اور نیا حاکم مقرر ہو جائیگا دربدر ماری ماری پھریگی لطف سے خارج و سعدی ہے آرام و چین ہے اب آرام و چین نہ ملیگا یہ سنکر سیماب نے جواب دیا ای خلخال دیکھ تیرا کیا حال کرتی ہون دیکھون تو کیا دفعیہ کرتی ہے یہ کہکے پھر آپس مین سحر ہوے سیماب نے ایسی آگ برسائی کہ گرد جو قیدیون کے ساحر تھے وہ جل جل کر گرے جو باقی رہگئے تھے وہ بھاگے جھپٹ کے ملکہ سیماب نے ارابے پر قبضہ کیا چار جانب سے اور ساحر بلوہ کرکے آپڑے تلوار چلنے لگی خلخال نے دور سے جو دیکھا کہ سیماب کشتہ تہوئی اکسیر ہوا کہ نگہبانو نکو مار ارابے پر قبضہ ہوا چاہتا ہے نگہبانان ارابہ فراری ہوے لشکر کے ساحر لڑ رہے ہین کئی ہزار آدمی مارے گئے لاشے تڑپ رہے ہین خلخال نے بلوہ کیا ادھر سے سیماب کے ملازم بھی آگئے ہزار آدمی کے قریب اس بلوے مین آگئے ہین سیماب نے جھپٹ کر لالہ عذار پر جو نگاہ ڈالی دیکھا اک شاہزادی والا قدر آسمان حسن و جمال کی بدر آنکھون مین حلقے پڑے ہوے اور آنکھین ڈگمگائی ہوئی وہ آنکھین رشک دیدۂ غزال اُنمین آنسو بھرے ہوے چند اشک مژگان پر جو اٹکے ہوے ہین صاف ثابت ہوتا ہے کہ تیر تھے اب آبداری پیدا کی ہے زبان مین سوزن گر ہجوم رنج و محن کبھی رستم کو دیکھکر رونا کبھی آپ ہی آپ مجوب و شرمسار ہونا عجب طور کا ہنگامہ ہے سیماب نے جو لالہ عذار کو اس حال مین دیکھا بیقرار ہوگئی پوچھا یہ کیا معرکہ ہے کیون مبتلائے آفت ہو اور کیون گرفتار دام مصیبت ہو اُس نازنین نے آنکھون مین آنسو

بھر کے رستم کی طرف اشارہ کیا اُن اشارون سے یہ الفاظ پیدا تھے **شعر** انیست کہ خون کردہ و دلبردہ بسی را
بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را پھر اِس حسرت سے **لالہ عذار** نے اشارہ کیا اور یہ الفاظ ادا ہوے
کہ آنکھونسے **سیماب** کی اشک حسرت ٹپک پڑے اور زیادہ جوش وخروش بڑھا جیسپکے **سیماب**
نے زبان سے سوزن نکالی کہا بوا اُٹھو کیون اسقدر ملول وحزین ہو اب ہمسے مفصل بیان کرو یہ
شیر کون ہی تمھارے گرفتار ہونیکا کیا سبب ہی یہ سُنتے ہی **لالہ عذار** نے اک آہ کی کہ ای مونس ہمدم
وای گرفتار دام الم کیا اپنا حال بتائین اِس جوان کے جمال ظاہری نے عیش وفرح مین آگ لگادی مرنے پر
آمادہ ہین جلاد عشق کے آٹھ پہر ستم زیادہ ہین کون اس مصیبت سے نکالے کون اِس بلا کو ٹالے ای
ملکہ **سیماب** تمھارا بڑا احسان ہوا کہ تمنے رحم کھاکے ہم گرفتاران مصیبت کا حال تو دریافت کیا خیر اگر
زندہ ہین تو کہین سے اب تو اِس دشمن کو مارنا چاہیے دونون طرف سے دونون نے جلوہ کیا **خلخال**
نے جو دوسے دیکھا کہ **لالہ عذار** کو **سیماب** نے چھڑا لیا آپسمین سحر چلا انتہا کی تلوار چلی **لالہ عذار**
کی آنکھون کے اشارے جسپر نگاہ ڈلی وہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا بڑھا ایک طرف سے آواز پیدا
ہوئی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ایک نگاہ اِدھر بھی ہم تو ایک نگاہ کے مشتاق ہین
ایک نظرے خوش گذرے کیا آنکھین کالی کالی ذبح کرنیوالی ہین جنہین نمک کوٹ کوٹ کے بھرا ای شیرنی
کا مزہ ملتا ہی ملکہ نے جہان نگاہ ڈالی کسی نے گلا کاٹ لیا کسی نے خنجر شکم پر مار لیا دو کہین مرکر گرے
چار کہین مرکر گرے دو اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے طرف صحرا کے بھاگے پہاڑون سے سر ٹکرا کے
مرے بعض نے یون آبرو مٹائی اپنے کو کنوین مین گرایا کوئی نالے مین جاکر گرا **سیماب** نے بڑی
تعریف کی پکار کر کہا ای ملکہ عالم اس سحر کی موزونی تمھاری ہی ذات پر موقوف ہی کس لطف سے لڑ رہی
ہو کیا بانکی ادا ہی کس قیامت کی نگاہ ڈالی آنکھین جام بادۂ سرشار ہین بلکہ خود ہوشیار ہین کیا کار نمایان
کیا عاشقون کو دیوانہ کرکے مارا ملکہ **لالہ عذار** نے **سیماب** کو جھک کر سلام کیا **خلخال**
جھلائی گولہ لیکر بڑھی جیسے ہی سامنے ملکہ **سیماب** کے پہونچی للکارا کیون او **سیماب** کشتہ ہونا
چاہتی ہی تیرے واسطے یہی اکسیری جان بچا میدان کارزار سے نکل جا ورنہ باعث خرابی ہی اتنے بڑے
خداوند مالک سے مقابلہ کرنا مصلحت کے سراسر خلاف ہی **خلخال** نے **سیماب** کو گولہ مار القہر وغضب
تمام للکارا **لالہ عذار** نے پلٹ کے دیکھا کہ اب **خلخال** بگڑی ہی گوشت اپنا کاٹ کر خون گولے پر ڈالتی ہی

چاہتی ہی سحر کامل ہوئے تو پھر ادھر پلٹون لالہ عذار نے جھپٹ کے خنجر کمر سے نکالا خون اپنا دم خنجر پر
لگایا جیسے ہی طرف غلغال کے پھینکا ایک دنناتا ہوا غلغال پہنچی خنجر سے ایک گولہ پیدا ہوا اُسی سے ایک
شعلہ بھڑکا وہ غلغال پر گرا غلغال نے چاہا بچون نہ بچ سکی جلکر تمام ہوئی پھر تمام لشکر پر اسکے آگ برسنے لگی
کئی ہزار جادوگر مر کر گرے ہر گوشے سے صدا آنے لگی بھاگ کے نکل چلو لشکر پراگندہ ہوا بعض نے
دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر مخفی ہونا قبول کیا بعض طرف جنگل کے بھاگے بعض فریاد کرنے لگے بعض
نے آواز دی ای ملکہ عالم فریاد کرتے ہین غلامون کو آزاد کیجئے آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہین غلغال جادو
نے بڑی حماقت کی کہ اس مقدمے مین دخل دیا آخر اسکا کیا انجام ہوا ہمکو قدرت نے کیونکر آگاہ کیا ہمکو
یقین کامل ہوا کہ تمھارے ہاتھ سے اسکی موت تھی جب تو اُسنے تم سے مقابلہ کیا سیماب ٹہلتی ہوئی
قریب ارابے کے آئی سب قیدیان بلا کو رہا کیا ملکہ سیمتن کی زبان سے سوزن نکالی اور حکم دیا سبکو
قلعے مین لے چلو رستم و سیارہ و سیمتن و نیلم و لالہ عذار سب کو ساتھ لیکر قلعے مین آئین مشیرون اور وزیرون
سے صلاح کی کہ تخت پر کسکو بٹھائین سب نے کہا خوبصورت حسین جمیل صاحب شوکت و لیاقت
رستم سے بہتر کون ہی انکو تخت پر بٹھائیے سیماب یہ دریافت کرکے اندر آئی تخت زبرجدی بچھا تھا رستم
سے اشارہ کیا رستم نے کہا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر نہین بیٹھ سکتے یہ جو رستم
نے کہا ملکہ سیماب نے لالہ عذار کا ہاتھ پکڑ کے تخت پر بٹھایا ایک طرف سیمتن آکر بیٹھین اور ایکطرف
سیماب و نیلم علمشاہ دنگل شوکت پر سیارہ پشت پر مگس رانی کرنے لگا آخر کو یہ ٹھہری کہ تمام دربار
مین مصاحبان سیماب آکر جمع ہون ہر شخص کو یہی اشتیاق ہی کہ حال سُنین کیونکر مقابلے مین خداوند
ہفت پیکر کے جاتے ہین کیونکر لڑین گے سیماب کو بھی اشتیاق ہی کہ ذرا حال سُنون کہ
کیا کیفیت گذرے گی بندے ہوکے خداوند سے لڑنے جاتے ہین کیونکر لڑینگے سیماب کو نہایت
جد وکد ہی کہ طریقہ سنون کیونکر لڑنا ہوگا کیا کیفیت گذرے گی ایک تقدیر کرکے قدرت دکھا دینگے ملکہ
سیماب رستم کی طرف متوجہ ہوئین کہا کہ ای شہریار باعث مقابلے کا خداوند ہفت پیکر سے کیا ہی رستم
نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای بادشاہ قلعہ سیماب یہ معاملہ طول طویل ہی ہمارے بزرگ سب
قید مین ہفت پیکر نے وہ ظلم کیے کہ جسکی انتہا نہین اول مین اُسنے بڑے بڑے پہلوان برائے مقابلہ
بھیجے وہ ہمارے ہاتھ سے مارے گئے تب ہفت پیکر نے وہ جلوہ کیا کہ جسکی تاثیر آجتک باقی ہی

صحراے نیرنگ مین شکار کھیل رہے تھے کہ پھر مقابلہ پڑا وہ شعبدے اور سحر اُسنے دکھائے کہ ہم لوگ غافل ہوگئے ہین خبر اپنی نہ رہی پہاڑ پر قبلہ وکعبہ چڑھ گئے تھے تصویر کو انکی توڑا عجب نقشہ ہوا ایک دھوان نکلا کہ اُسنے تمام عالم کو گھیر لیا لوگ ایسے غافل ہوے کہ اسم اعظم قبلہ وکعبہ کا مسدود ہوا عجب ہنگامہ اُس روز تھا غضنفر بن اسد جنگرب غازی انگشتر مہر و ماہ ہاتھ مین لئے برلے دستگیری موجود تھے اسپ بادپا پر سوار تیغہ روئین شگاف قبضے مین اُس شیر نے قیامت برپا کردی بڑے بڑے ساحر مارے آخر یہ انجام ہوا کہ شعلے مذکور اُس شیر سے لے گئے وہ بھی گرفتار ہوا اور ہم سب ایسے غافل ہوے کہ اپنا ہوش نہ رہا بیدار ہوے تو اپنے کو قید خانے مین پایا پروردگار نے اپنا فضل کیا کہ ملکہ لالہ عذار دختر سحر العجائب کہ جو نور افشان سے براے فریاد آیا پروردگار نے مجھپر انکو مہربان فرمایا انھون نے ہمکو قید خانے سے نکالا اُڑتے ہم طرفے یہانتک پہونچے جستجو سے دوح بھی کی لیکن ابھی تک کچھ انجام نہین ہوا جسطرح مرنا برحق ہی اسیطرح طلسم ہفت پیکر کو فتح کرینگے اگر ہم مین کا ایک بھی باقی رہیگا چین نہ لیگا نہ ہفت پیکر کو آرام دیگا سبب مجھے باعث جستجو یہ ہی کہ کاہنان ستارہ شناس و رمالان فلک اساس سنے تجویز کیا ہی کہ یہ طلسم میرے ہاتھ سے فتح ہوگا اے ملکہ سیماب مین کیونکر آرام لون کہ میرے فرزند میرے قبلہ وکعبہ وعیاران طرار گرفتار ہین جان اپنی دو ونکی تلاش لوح کرونگا ہفت کوہ فتح کرون کہ ہفت پیکر سے مقابلہ پڑے یا تو اُسکو مارا یا اپنی جان دی جو جستجو ہوسکے گی کرینگے اگر دیکھ رہینگے کوئی بات اُٹھا نہ رکھی ہے تم سے غرض نہ کرو ہمکو ہمارے حال پر چھوڑ دو آج یہ قلعہ قبضے مین آیا کل یہان سے کوچ کرینگے جو مقام ملیگا وہان لڑائی پڑے گی اُسکو اطلاع ہوگی وہ ساحر ونکو بھیجے گا اے ملکہ سیماب اگر کوہ ہے کا بھی دریا ہوگا تو اُسکو بھی جھیلینگے جان پر کھیلینگے یہ حالات مصیبت آیات سُنکر ملکہ سیماب تڑپی مثل ابر کے روئی کہا اے شہریار اُس امر پر آپنے کمر باندھی ہی جسکا ہونا حقیقت مین ناممکن ہی آجتک کسی نے طلسم ہفت پیکر فتح کرنیکا ارادہ نہین کیا اے شہریار میرے واسطے فلک بر سر گردش ہی مٹانے کی ہمارے کوشش ہی جس طور سے آپ کی قید ہوئی اس کنیز نے یہ ہی سب خواب مین دیکھا بس آپ کی قید لیکر خلخال پہونچی نیلم جادو آگر گرین کہ آپ کو رہا کرین کنیز شریک ہوئی کچھ خوف جان کا نہ کیا شکر ہی کہ لڑائی فتح ہوئی خلخال جادو قتل ہوئی اب آپ کے واسطے مناسب یہ ہی کہ سلطنت اس قلعے کی موجود ہی ٹھہر کر سلطنت کیجئے تاج وتخت قدمون پر نثار کرتی ہون مین کہ دو کوشش آپکے بچانے مین کرون

ہفت پیکر کو سوال مصالحہ دون کیا عجب ہی کہ مان جاے آپ کے قیدیون کو دیدے جو گذرا وہ
گذرا اب آئیندہ فساد نہ پڑے اس مقام تک آپکی عملداری رہی آگے جانیکا ارادہ نہ کیجیے لونڈی صفائی
کرادیگی اگر مین آپکی خدمت مین رہی تو جہانتک ممکن ہوگا صفائی کرادونگی آپ پر زوال نہ آنے دونگی
اتنا بڑا ہفت پیکر بادہ کبر و نخوت سے مست ہی سحر و ساحری مین زبردست ہی کہ ہر پہاڑ اک نیا طور
دکھاتا ہی ہر مقام پر سیلہ ہوتا ہی کوئی اُسکے دبنے کا باعث نہین ہی کاہنان طلسم ہفت پیکر نے بھی
حکم لگایا ہی آپ کے نام سے خوف کررہے ہین سب ساحر ڈر رہے ہین کہ رستم طلسم ضرور فتح
کرلیگا مگر حضور یہ خیالات ہین اُسکے سحر نہین کرامات ہین جسدن زبان ہلائیگا زمین کو آسمان پہ
پہونچائیگا کوئی ہم نبرد اُسکا دنیا مین نہین ہی جو آپ نے ارادہ کیا اُس سے ہاتھ اٹھالیئے اپنے ملک کو
پلٹ جائیے ورنہ بڑی بڑی خرابیان پڑینگی یہ جو آپ دیکھ رہے ہین کوہ و صحرا و شجر و حجر سب ساحرون سے
معمور ہین جب یہ اپنے اپنے مقامون سے حرکت کرینگے تو آپکے مٹانے مین کوشش کرینگے مین حیران
ہون کہ اُسکے سحر کو کون روکے گا اس کنیز نے وہ حال آپ سے بیان کیا کہ کوئی خیرخواہ دولت ایسی خیرخواہی
نہ کریگا اور مین بالاعلان جاؤنگی حالات عظم و شان آپ کے اُس مغرور کے سامنے ظاہر کرونگی اور
کہدونگی تمھارے بگاڑ کا وقت آگیا طلسم کشاے اصلی آپہونچا زمین آسمان اُس شہریار کو ہدایت
کرینگے یہ وہ لوگ ہین جو طبقات زمین ہلادینگے شاید اگر وہ مان گیا اور کہنا میرا قبول کرلیا جب
تو پناہ ہی ورنہ خرابیان ہین رستم نے یہ حالات سنکر کہا اے ملکہ سیماب ہمکو مصالحہ منظور نہین فتح
طلسم سے ہاتھ نہ اٹھائینگے یہی کوشش کرینگے کہ سلطنت ہفت پیکر کی مٹائین ہفت کوہ پر
نقارہ سکندری بجے اہل اسلام کا قبضہ ہو ہم خوب سمجھتے ہین کہ سب صحرا اُسکے سحر سے معمور ہی
ہمین جان دینے مین کیا قصور ہی یہ ذکر مجھسے نہ کرو بڑی محبت یہ ہی کہ فتح طلسم کی تدبیر بتاؤ سیماب نے
کہا اے شہریار میرے قبضے مین کوئی کوشش نہین اس قلعۂ سیماب مین ایک دیر ہی کہ اُسکو دیر ظہور
ہفت پیکر کہتے ہین ایک تصویر ہفت جوشن کی اُسمین نصب ہی بعد سال بھر کے وہ تصویر بولتی
ہی باتین کرتی ہی جو ہونیوالا ہوتا ہی وہ ظاہر کرتی ہی آپ اُس دیر مین تشریف لے چلین مین پوجا
کرون تکلیف اٹھاؤن آپ اُس سے پوچھین دیکھین وہ کیا بیان کرتی ہی وہ دن جو سال بھر کے
بعد آتا ہی وہ کل کا دن ہی تمام مردمان شہر جمع ہونگے آپ بھی تشریف لےچلین جو مناسب وقت ہو

وہ پوچھین شاید اِس مقدمے مین کچھ بیان کرے بموجب اُسکی ہدایت کے کاربند ہوجئے شاید مقدمہ مین
فتح طلسم ہفت پیکر کے بھی کچھ بیان کرے رستم فوراً آمادہ ہوے اور کہنے لگے کہ اُس دیر مین چلو دیر
نہ کرو عرض کی حضور کل چلین گے آج موقوف رکھیے یہ بھی اتفاق کی بات ہو کہ وہ دن بھی کل ہی ہو رستم
نے مع سردارون کے اُس دن اور اُس رات کو باعیش و عشرت بسر کی صحبت چنگ و رباب رہی بوقت
سحر ملکہ سیماب آئین عرض کی چلئے دیر تصویر ہفت جوش مین چلکر فکر کیجیے رستم آگے ہوئے سیماب
ساتھ ہین لالہ عذار و سمن و نیلم و سیّارہ ہمراہ ہین جب دار الامارہ سے نکلے دیکھا شہر مین ہنگامہ
ہو رؤسا اُمرا لباس تبدیل کرکے خیل خیل طرف دیر کے جا رہے ہین جسطرف سے رستم نکلے اُن لوگون
نے سلام کیا دعاے فتح و ظفر دی تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ گھنٹ و ناقوس کی آواز کان مین آئی سیماب نے
عرض کی دروازہ دیر کا کھلا گھنٹ نواز ناقوس نواز جمع ہو گئے میلہ جمع ہوتا جاتا ہو کوئی شہر مین ایسا
نہو گا کہ آج نہ آئے اور تصویر کو سجدہ نہ کرے رستم اِن باتون کو سُنتے ہوے سامنے دیر کے پہونچے دیکھا
ایک قصر عالی نہایت تکلف سے بنا ہو دروازہ عالیشان دروازے مین چھجیان متعدد بنی ہین انمین
گھنٹ نواز ناقوس نواز بیٹھے ہوے گھنٹ و ناقوس بجا رہے ہین تعریف مین ہفت پیکر کی اشعار گا رہے
ہین اہل شہر بیرون در جمع ہین جا بجا فرش بچھائے ہوے لوگ بیٹھے ہین شغل ناچ راگ کے ہو رہے ہین
دوکاندار دوکانون پر لباس فاخرہ پہنے ہوے اشیا کو بیچ رہے ہین خریدار آئے جس شی کو پسند
کیا خرید کر لے گئے سیماب نے قریب آکر کہا بسم اللہ آپ دیر مین چلئے سب رئیسان شہر پس پشت
حضور کے ہین علمشاہ نے دروازے مین دیر کے داخل کیا جیسے ہی لفظ بسم اللہ زبان سے نکلا
دروازہ جو بند تھا وہ کھلا دیکھا اندر کا درجہ نہایت تکلف سے آراستہ ہو جھاڑ کنول لگے ہوئے ہین
تخت کے اوپر ایک تصویر ہفت جوش کی بنی ہوئی تاج الماس سر پر دریاے جواہر مین غوطہ زن گرد ہزارہا
تصویرین رکھی ہین مگر سب سرنگون کوئی تصویر کلام نہین کرتی سب رئیسان شہر جو پشت پر علمشاہ کے
ہین وہ گوش بر آواز ہین کہ دیکھئے طلسم کشا و تصویر خداوند سے کیا کلام ہوں جمال جہان آرا دیکھکر سب
مبہوت ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ ایسے جوانان حسین تیغزن صف شکن نگاہ سے ہم لوگونکی نہ گذرے تھے
رعب و دبدبہ و شوکت و اقبال مثل بادشاہان کمترین دہنے بائین حاضر ہین کہ دیکھین دیر مین کیا گذرے
رستم جو سامنے اُن تصویرون کے آئے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی تصویر ہفت جوش نے

جواب وعلیکم السلام کا دیا تین ہزار تصویرین جو گرد بیٹھی ہین قہقہہ مارکر ہنسین کسی نے آواز دی مبارک ہو
کسی نے آواز دی افسوس ہی ہفت پیکر کی خدائی کی تباہی کا وقت آگیا ایسے کلمات مختلف تصویرون
نے کہے دنگل زبرجدی سامنے تخت کے بچھا تھا بخط جلی اُسپر مرقوم تھا این مقام نشست طلسم کشا
رستم اُس دنگل پر بیٹھے سب رئیس امیر دیکھ رہے ہین کہ ملکہ سیماب نے بڑھکر آواز دی کہ ای تصویر
خداوند طلسم کشا موجود ہین جو کلام اُنسے کرنا منظور ہو جلد زبان پر لائیے یہ کہکے جھولی شانے سے اُتاری
زبان اپنی کاٹی تصویر پر خون کے چھینٹے دیے بڑی بڑی تدبیرین سیماب نے کین تصویر کچھ جواب نہین
دیتی سیماب نے قریب آکر کہا یا خداوند آپ طلسم کشا سے کیون نہین باتین کرتے آپ تصویر ہفت
جوش علم ستارہ شناسی مین ملو خوشتر و خوشتر سب معاملات سے درست حالات طلسم آپ پر ظاہر ہین انکو
بیان کیجئے ایسا نہ ہو طلسم کشا کے خلاف ہو جلد بیان کیجئے تصویر قہقہہ مارکر ہنسی آواز دی ای ملکہ
سیماب یہ وقت آیا کہ تمنے طلسم کشا کی اطاعت کی تمکو کچھ خوف خداوند نہین اس حسرت سے قتل ہوگی
کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمھارے حال پر گریہ وزاری کرین گے تاج و تخت نصیب نہوگا کوہ و دشت
مقام دیوانہ صحرا نورد نام ہم کچھ نہ کہین گے نہ حال بتائین گے طلسم کشا سے کہو تشریف لیجائین کچھ
حال یہان سے نہ معلوم ہوگا طلسم کشا نے بقہر و غضب طرف تصویر کے دیکھا اور کہا ای ملکۂ عالم اب
تم اس مردود سے کلام نہ کرنا ہمارے بزرگان دین خوش آئین ہدایت کرینگے ہم طلسم ضرور جاکر فتح
کرینگے اسنے جو بندگان خدا کو برگشتہ کیا سراسر حماقت ہی کسکی طاقت ہی کہ ہمکو ر[illegible]کے لو ہم اب جاتے
ہین یہ کہکے تلوار کھینچی رئیسان شہر مین ایک غلغلہ اُٹھا کہ طلسم کشا سے تصویر نے کچھ کلام نہ کیا کہ یہون
دیر ہنگامہ ہوا آوازین آنے لگین ای طلسم کشا ٹھہر جائیے ایک طائر آتا ہی اُسکی آواز سے یہ امر ثابت
ہی کہ کسی سے کہ رہا ہی کہ طلسم کشا کو یہ مناسب ہی بلکہ وہ بہتر ہی کہ یہ مقام طلسم ہفت پیکری ہی جو
رئیسون نے آواز دی یا تو طلسم کشا اُٹھنے سے تھے یا تیغہ کنیان کو ٹھیک کرکے بیٹھ گئے دیکھا سب نے دو دیر
پر سناتا ہوا ایک طائر مثل عقاب زمزمہ سرائی کرتا ہوا اندر دیر کے آیا آواز دی ای طلسم کشا نہ گھبراؤ اگر
تصویر نے تمسے کلام نہین کیا ہم تمسے بات کرینگے صاف صاف حال بتائینگے صورت فتح طلسم ہفت
پیکر سنائینگے دیکھین آپ کیا کرتے ہین یہ کہکے وہ طائر سر پر تصویر ہفت جوش کے بیٹھا زمزمہ سرائی
کرنے لگا اُس زمزمہ سرائی سے یہ صدا آتی تھی نظم

دل جہان جائے وہان اندوہ و حرمان ساتھ ہی — آنکھ پڑ جائے جہان وان اشک باران ساتھ ہی
ہر جگہ دل مین خیال شاہ خوبان ساتھ ہے — جسطرف یہ مور جاتا ہے سلیمان ساتھ ہو
دل مین ہی اب بھی خیال گیسوئے پیچان یار — گو کہ ہون آزاد پر زنجیر زندان ساتھ ہی
نرگس شہلا اُگے کیونکر نہ میری خاک سے — مر گیا ہون پر خیال چشم فتان ساتھ ہو
پاؤن کا چکر ہوا یارب یہ دورِ آسمان — مر گئے پر گردش گردون گردان ساتھ ہی
خار صحرا ہے اگر سوزن تو رشتہ آہِ دل — قیس سے ہے چاک دل سب کچھ تو سامان ساتھ ہی
گلر خون کے عشق مین گل کھائے ہین ای عندلیب — میرے پہلو مین کہان ہی دل گلستان ساتھ ہی
واہ رے جذب محبت خوب دکھلایا اثر — وہ مرے لاشے تک تا گورِ غریبان ساتھ ہی
آمدِ فصل بہاری کی چمن مین دھوم ہے — باغبان آتا ہے اور مرغِ غزلخوان ساتھ ہی
کوچۂ محبوب ہے موسے نہین یہ کوہ طور — حاجت مشعل نہین یان داغ سوزان ساتھ ہی
عاشق بیتاب کی اللہ ری بے صبریان — وقت حسرت ہے زلیخا ماہ کنعان ساتھ ہی
لاشۂ رعنا کے ہے ہمراہ بس اِک بیکسی — در دِ بیچارہ تا گورِ غریبان ساتھ ہی

تمام مردمان شہر نے یہ اشعار عبرت آثار اُس طائر کی زبان سے سُنے سب خاموش بیٹھے ہین ہر ایک کا قول ہی یارو یہ طائر کیا کہتا ہی سنو اور مطلب سمجھو دیر تک طائر نے زمزمہ سرائی کی بعد زمزمہ سرائی بسیار کے آواز آئی ای طلسم کشا عالما سال رنج و مصیبت سہو گے بڑی بڑی سختیان اُٹھاؤ گے گر حقیقت مین طلسم ہفت پیکر کے فتح ہو ان منازل شعبدہ بازی کے سیاح ہو مگر جو عمر بھی اکتفا کرے جام عمر لبریز نہو اور تڑپتے پھڑتے تا بہ صحرائے مرغزار پہونچو اور دشت عجائب و غرائب مین قدم رکھو بڑی سختیان ہین کبھی کوئی وہان سے گذرا نہین تم صاحب اقبال ہو طلسم کشائی کا ارادہ رکھتے ہو اتنی چیزین واجب و لازم ہین **کلاہ ہفت گوشہ** بر سر و **زرہ ہفت جوش** در بر و **تیغۂ ہفت جوہر** در کمر جب یہ چیزین ممکن ہو لین تب تلاش لوح کا نام تو شاید تا بہ لوح پہونچو تب طلسم کشائی کی فکر کرو یہ جملہ مین نے اسواسطے بیان کیا کہ **کلاہ ہفت جوش** کا ملنا بس اُن مصائب پر موقوف ہی کہ انسان جن مصیبتون کو اُٹھا نہین سکتا اگر اُن مصائب کی برداشت کی تو **زرہ ہفت جوش** کا ملنا دشوار ہی اِسکے بعد **تیغۂ ہفت جوہر** ملنا بالکل ناممکن تو پھر تلاش

لوح مین کیون قدم رکھو گے وہ طائر یہ کہہ رہا ہی ملکہ سیماب جادوگر یہ فرما رہی مین قلم دوات ہاتھ مین
اِس مضمون کو لکھتی جاتی ہین طائر یہ سب باتین بیان کر کے تصویر کے سر مین منقارین مارنے لگا آواز دیتا تھا
آج داخل مقام ہوتا ہون جب کئی منقارین طائر نے سر مین تصویر ہفت جوش کے لگائین سر تصویر
شق ہوا وہ طائر اُسمین نہان ہوا سر تصویر کا برابر ہو گیا اُسوقت دیر مین صداے ہیہات اور افسوس
بلند تھی تمام مردمان شہر طلسم کشا کے اقبال کے قائل ہوے اطاعت اسلام کی قبول کی لالہ عذار
نے عرض کی ہرچند بغاوت میری باپ پر کھل چکی لیکن جا کر کسی حیلے سے ملون اور رہائی امیر حمزہ
صاحبقران کی تدبیر کرون یہ کہکر لالہ عذار رخصت ہوئی سیمتن نے کہا مین اپنے کو خدمت مین
ہفت پیکر کی پہونچاؤن اشیاے مذکور کے ملنے کی کوشش کرون یہ کہکے سیمتن بھی رخصت ہوئی
نیلم نے اپنے دل سے کہا کہ مین زوجۂ عیار کہلاتی ہون فطرت کرون اشیاے مذکور کا پتہ لگاؤن
بیشک طلسم کشا صاحب اقبال ہی شاید کوئی بات پیدا ہو نیلم بھی رخصت ہوئی اب ساٹھ ہزار
سوار و پیدل رستم کے ہمراہ ہین ستیارہ سے صلاح کی فوج مذکور ہمراہ لیکر براے تلاش اشیاے مذکور
قلعہ سیماب سے کوچ کیا کہ وقت پر حال انکا تحریر ہوگا لیکن سیماب پر یہ معرکہ گذرا کہ عاشق صادق
رستم ہی ایک دن سوچی کہ کاہن طلسم مدت سے مجھپر عاشق ہی اور مدت سے خواہان وصل ہی
اُس سے کسی طرح سے چلکر صورت اشیاے مذکور کی دریافت کرون سیماب بھی رستم سے رخصت ہوئی
اب سوار و پیدل رستم نے ہمراہ لئے اور براے تلاش اشیاے مذکور کوچ کیا کہ وقت پر یہ حال تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان جلالت بیان بادشاہ لشکر اسلام کہ ہمراہ انکے صرف فیروزہ بن عمرو
عیار ہی پہونچنا انکا قلعہ ترکان خونریز و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

چلا ساقیا ساغر امتحان
کہ ہی ہر جگہ جنگ کا سامنا
کسی جا پہ جم کر لڑا ار ا بھرا
کہیں چین ہی زیر ران دمبدم
نسیم سحر ہی کہ آہوے دشت

لکھون شاہ اسلام کی داستان
دہی رخش کلک جلالت رقم
ہوا ہو گیا جب چھلاوا بنا
دکھاتا ہی چابک خرامی سدا
کہ پھولون پہ کرتا ہی جم جم کے گشت

کمیت قلم کی روانی دکھاؤ
روانی دکھائے قدم با قدم
وہی مرکب تیز میرا قلم
اُڑا یا کہ جھونکا ہوا کا چلا
کبھی جم گیا گہ لڑا وہ بھرا

نہ اوراق گل پر نشان تک پڑا
چلا رو مین اپنی جو یہ برق تاب
تجمل ہوے ٹھہرے صبا جا بجا
لڑائی کے بھی رنگ جھیلے ہوے
کہا بلبلون نے کہ آئی ہوا
کبھی سیر صحرا پہ مائل ہوا
ہوا غل ہوا ہی کہ یہ ہے سمند
سمند سبک خیز ہی بے درنگ
نئی داستان کی مجھے فکر ہے
خبر دشمنون کو بھی ہو جائیگی
کہ سامان جنگ و جدل ہو گیا

کبھی مائل سیر دریا ہوا
یہ ہے لطف سم سے نہ ٹوٹا حباب
روانی کے اطوار بھولی ہوئی
کہ ہے جان پر اپنی کھیلے ہوے
رخ گل پہ قطرات شبنم بنا
عقاب سبک خیز گھائل ہوا
ہین حیران غزالان فرخندہ پی
چھاتا ہی جا جا کے کا تونیہ تک
کہ ہین شاہ اسلام صحرا نورد
کہ ترکون کو آخر حیا آئیگی

روانی کا مضمون یہ ڈہل گیا
جو تیزی پہ آئے مرا باد پا
چڑھا دم کہ تھی سانس پھولی ہوئی
چمن مین جو اس کا گذر ہو گیا
چھلاوا کبھی ہے کبھی باد پا
گرے تھک کے ہر جا پہ آخر پرند
کہ زیر قدم دشت پرخار ہے
قلم کی روانی کا کیا ذکر ہے
جبل چل رہے ہین کہ اڑتی ہے گرد
چل اے توسن کلک شیرین ادا

چہرہ اورنگ آرایان محفل رزم و پیکار و رونق دہندگان بزم رزم وجنگ فرا اس داستان جلالت عنوان کو یون تحریر و تسطیر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع نگار ندہ خوش ادا چنین سے نگارد بہ لطف وعطا۔ سابق مین تحریر کرچکا ہون کہ بادشاہ اہل اسلام اس غیرت مین لشکر سے نکلے جملہ فرزندان صاحبقران و سرداران عالی تبار بامید فتحی طلسم نکل گئے ہین بادشاہ اسلام نے فیروزہ بن عمرو عیار سے صلاح کی کہ مجھکو اب کیا کرنا چاہیے عیار نے عرض کی حضور فرزندان صاحبقران مین سرفراز ہین آپکی جرأت پر سب کو ناز ہے آپ کے والد نامدار رستم سے بگڑ کے طرف فرنگستان کے گئے آخر رستم پر دباؤ ڈالا اس عظم و شان سے آئے کوئی فرزند صاحبقران کا اس وجلال سے نہ آیا تھا حضور بھی قصد کرین کچھ نہ کچھ مطلب نکلیگا بادشاہ اسلام شب کو برآمد ہو مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوے صرف فیروزہ کو ساتھ لیا اور نکل گئے کئی مہینہ کوہ و دشت و بیابان مین سرگردان پھرے قضائے کار ایک روز ایک دشت سبزہ زار مین گذر ہوا چونکہ کئی مہینے سفر مین گذرے تھے صحرا اسے سبزہ زار جو دیکھا شب کو اسی جگہ پر مقام ہوا صبح کو جو اٹھے فرمایا اے فیروزہ آج اسی دشت کی سیر کرین کل یہانسے چلین فیروزہ نے بھی قبول کیا پشت مرکب پر سوار ہوئے دشت کی سیر کر رہے ہین اتفاق سے یہ سرحد قلعہ ترکانیان ہے ترکان خونخوار پہلوان زبردست اس ملک کا حاکم ہے تخت پر بیٹھا ہوا ہے

سامنے نخل وحی نصب ہی کہ ایک پتا اُس سے گرا یہ پتہ ملا کہ ای ترکان تیری سرحد مین بادشاہ لشکر اسلام
سیر کر رہے ہین جا کے گرفتار کر خدمت مین قدرت کی پہونچا یہ دیکھتے ہی ترکان نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو
لشکر کمر بندی کرنے لگا عیار سے کہا ذرا جاکے دیکھو تو کتنے لوگ اُنکے ساتھ ہین عیار اسکا سمند سبکرو
برا ے خبر چلا دشت مین دیکھا ایک تاجدار عالی وقار ایک عیار ساتھ سیر بیابان مین مصروف ہین یہ حال
دیکھکر سمند سبکرو بھاگا آکر ترکان خونخوار سے اطلاع کی کہ ای پہلوان دوران ایک تاجدار معشوق
وضع دشت سبزہ زار مین مصروف صید ہین طائران صحرا انکی کمند زلف مین قید ہین ترکان نے کہا
بڑے شرم کی بات ہی اکیلے پر فوج لے کے جاؤن یہ کہکے گھوڑے پر اکیلا سوار ہوا عیار کو ساتھ لیکر چلا
بادشاہ اک نخل کے سایے مین ٹھہرے ہین عیار حاضر خدمت ہی کہ بادشاہ نے دیکھا ایک طرف سے
گرد اٹھی ایک پہلوان دیو خصال کرگدن مست پر سوار سامنے سے پیدا ہوا اجمال جہان آرا ے بادشاہ
پر جو نگاہ پڑی اور زیادہ گمان ہوا کہ اس معشوق کا زیر کرنا کتنی بڑی مشکل ہی دہین سے للکارا ای جوان
تو کون ہی کہ دشت علاری شیران دشت نبرد مین سیر کر رہا ہی بہتر یہ ہی کہ گھوڑے سے اتر کر
رکاب ماہ دولت کی تھام لے ہر چند کہ خاص تیرے مقدمہ مین حکم خداوندی بنام میرے وحی ہوئی
کہ گرفتار کرکے روانہ کرو لیکن مین خطا معاف کرا دونگا تجھکو اپنا رفیق بناؤنگا بلکہ کیا عجب ہی کہ بادشاہ لشکر
کردون بادشاہ نے جواب دیا کہ او مغرور عقل و فراست سے دور کیا بکتا ہی ترکان خونخوار مقابلہ مین
جا پڑا نیزہ چلنے لگا بادشاہ نے چند طعنون مین نیزہ نکالا ترکان نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ترکان بھی پیشہ زاد دونون زمین پر آرہے کشتی ہونیلگی دو پہر کامل کشتی ہوئی آخر بادشاہ
اسلام نے زیر کیا کندہ زانو سینہ پر رکھکر فرمایا شاخ عمر میری پرور دگار عالم کی کیا کہتا ہی ترکان خونخوار نے
دیکھا اب جان جائیگی کہا سے کہا مین تابعدار ہون قلعہ مین چلے تخت سلطنت پر قدم رنجہ فرمایئے
بادشاہ نے چھوڑ دیا ترکان بادشاہ کو لیکر قلعے مین آیا بادشاہ کو تخت پر بٹھایا آپ مصروف خدمت ہوا
تھوڑے ہی عرصے مین شراب مین بیہوشی ملائی بادشاہ کو شراب پلاکر بیہوش کیا آواز دی آہنگرون کو
بلاؤ بادشاہ کو مسلسل کرایا اب بادشاہ وعیار کو ہوشیار کیا کہا ای سمند سبکرو قدرت کس کوہ پر ہین
یہ حساب لگاؤ کہ تین دن سفر مین گذرینگے چوتھے دن کس کوہ پر جاؤن جو قدرت کو وہان پاؤن
سمند سبکرو نے تھوڑے عرصے کی فکر کے بعد عرض کی کہ حضور کوہ زبرجدی پر تشریف لیچلین

آج سے چوتھے روز کوہ زبرجدی پر ظہور خداوند ہوگا ترکان اُسی وقت ساٹھ ہزار فوج لیکر بادشاہ دینار
کو ادبے پر سوار کرکے قید لیئے چلا دو دن برابر رہروی کی تیسرے دن پہر دن رہے ایک دشت مین گذر ہوا
بارگاہ استادہ کرائی مع لشکر اُتر مباہی خود ٹہل رہا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار بارہ ہزار
سواروں سے شکار کھیل رہا تھا عیار نے خبر دی آپکے بھائی صاحب ہیکلان خونخوار شکار کھیل رہے ہین
بھائی کا نام سنکر گینڈے سے اُترا پیادہ سامنے ہیکلان کے آیا ہیکلان چھوٹے بھائی کو دیکھ گینڈے
سے اترا دونون بھائی آپس مین بغلگیر ہوے ہیکلان نے پوچھا ای برادر خلاف عادت کس فکر مین اسطرف
آئے ہو کہان جاتے ہو اصل مین کیا ارادہ ہے ترکان خونخوار نے ہنسکر کہا ای برادر مسلمان اپنی جرأت پر
بڑا ناز کرتے ہین مین نے بادشاہ لشکر اسلام کو دمبر لالار زیر کیا انکو قید کرکے بخدمت خداوند مطرود کوہ
زبرجدی کے جاتا ہون ہیکلان نے کہا ای بھائی بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد ہین وہ تو بڑے
صف شکن و تیغ زن مشہور ہین سلطنت لشکر بزور شمشیر لی انکا گرفتار کرنا تو نہایت دشوار تھا تمنے کیونکر گرفتار
کیا کہا ای برادر مقابلہ پڑا مین نے نیزہ لگالا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا مین نے تو اچھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکے
اٹھالیا دوپہر البتہ وہ مجھسے لڑا آخر ہانپنے لگا مین نے زیر کیا میرے پاس قید اُسکی موجود ہے ہیکلان
حیران ہوگیا کہا ای برادر مین ذرا چلکر دیکھون وہ شخص ہے یا کوئی جوان ہے ترکان بھائی کو اپنے ہمراہ
لیکر بارگاہ مین آیا عیارون سے اشارہ کیا بمجرد کے قیدی کو بارگاہ مین لا حاضر کیا کہا ای سعد بن قباد
بڑے بھائی ترکان کے آئے ہین ترکان نے کہا ای قیدی سے رہا کرونگا جان بخشی کرونگا جو میرے
بھائی صاحب دریافت کرین کہدینا ترکان نے مجکو زیر کیا فوراً رہا کرینگے سعد نے کہا یہی
کہدینگے سعد سنکر و خوشی زنجیر تھام کر بادشاہ کو بارگاہ مین لایا بادشاہ نے آتے ہی مثل
اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ہیکلان نے کہا ای سعد شہریار رسی جل گئی رسی کا بل نہین جلا بادشاہ
نے فرمایا کیسی رسی کیسا بل کیا کہتا ہے ترکان بول اٹھا مین نے آپکو بزور زیر کیا یا نہین بادشاہ نے کہا
ایسا ہی ہوگا ہیکلان ہنسا کہا ای شہریار یہ کیا کہتے ہو سعد نے کہا انکی بات کا یہی جواب ہے ہیکلان
نے کہا آپکو زیر کیا یا نہین بادشاہ نے کہا ہان صاحب زیر کیا ہیکلان نے کہا اب مجکو یقین نہین آتا
بادشاہ نے کہا شاید تمہارا گمان صحیح ہو جب تو ترکان بگڑا کہا ای سعد یہ کیا کہتے ہو صاف صاف کہو
جب تو بادشاہ نے جھلاکر جواب دیا کسا و ترکان مکاری کی باتین کرتا ہے مکر سے گرفتار کیا بھائی سے

سامنے آبرو بڑھاتا ہی ترکان خونخوار بگڑا کہا ای سعد ابھی قتل کرونگا جھوٹ بولتے ہو او عیار قیدخانے مین لیجا ابھی دار پہ ستادہ ہو لیجاکر قتل کرو جھوٹے کی یہی سزا ہی سمند عیار نے بدلگامی کی سر زنجیر کو کھینچا کہا ہمنے تمکو کیا سمجھایا تھا تمنے اُسکے خلاف کیا اب قتل کئے جاؤگے یہ کہکے زنجیر جو کھینچی خاردار لٹو بغلو مین چبھے سعد نے زنجیر کو جھٹکا دیا سمند جُھکا ٹھکری ماری کہ عیار کا سر پھٹا غصے مین آکے نعرۂ شیرانہ کیا **نظم**

شعلۂ شمشیر سنان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از تف خون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من است
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من ہا	باک ندارم ز دار چوب ستون من است

یہ کہکے قید کو توڑا ایک پہلوان نے جھپٹ کے ہاتھ مارا بادشاہ نے کلائی تھام کر تلوار چھین لی اُسی کی تلوار سے اُسکو قتل کیا نعرہ کرکے لڑنے لگے نعرہ شاہ سعد منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم + ترکان نے اشارہ کیا اس جوان کو مارو کل افسران فوج اپنے اپنے مقام سے اُٹھے بادشاہ لڑتے بھڑتے باہر نکل آئے ایک سوار کو مارکر گھوڑا لیا مصروف جنگ ہوے ترکان و ہیکلان نے بڑھکر فوج کو ترغیب دی شاہ اسلام شیرانہ مصروف جنگ ہین لیکن ترکان و ہیکلان ملکر پشت پر آئے بادشاہ کو زخمی کیا ہر چند کہ بادشاہ زخمی ہین لیکن رستمانہ مصروف جنگ ہین کافرون کی شمشیر زنی سے نہایت تنگ ہین بادشاہ کی مشکلین سخت ہین اول زخم دار دوسرے یہ کہ مرکب غیر کا زیر ران یکہ و تنہا لڑ رہے ہین ہر مرتبہ چاہتے ہین افسران فوج پر جا پڑون لیکن یہ دونون لینا لینا کر رہے ہین ہر مرتبہ فوج کا بلوہ ہوتا ہی بادشاہ اسلام اپنے کو بچاتے ہین جب فوج کا بلوہ انتہا سے زیادہ ہوا پریشان ہوے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کئے پکار اُٹھے کہ اے عاجز نواز و ای کریم کارساز ای رب بے نیاز وقت مدد ہے مدد فرما اس مجبور و ناچار کو بچا **نظم**

منور ست بہر سمت نیر توحید	ز شرق و غرب نماید جمال ہمچو خورشید	خدای واحد و بیمثل و لاشریک و وحید
خداست مظہر تفرید و جامع تجرید	شناخت ذات خدا ہر کہ از صفات شناخت	ندید ہر کہ خدا را بچشم باطن دید
بدل کنند پرستش خداے واحد را	مجردان محبت بگوشۂ تجرید	کند چہ شرح زبان بیان بتعریفش
کہ ہست ذات و صفاتش نہ دیدہ و نہ شنید	خداست واقف ماضی و حال و استقبال	خداست واقف پیش و پس و قدیم و جدید
بتیغ تیز محبت ہر آنکہ گشت شہید	چو خضر گشت درین دہر زندۂ جاوید	گداے درگہ پاکش فقیر و دولتمند

امیدوار عنایت ہمہ شقی و سعید
خداست کار برآید مراد اہل مراد
خداست موجد ایجاد وقت ہر تجدید
بشاہراہ طریقت نہاد پا سالک

خداست مالک عالم آسمان و زمین
خداست حاصل امید صاحب امید
ز آئینۂ آئینہ سینہ چون منور شد
برہنمائی باطن چو راہ راست بدید

خداست حاضر و ناظر بہر قریب و بعید
خداست کاتب قدرت بوقت ہر تحریر
عیان ز مطلع دل نور کبریا گردید

بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی یقین تھا کہ تھوڑے سے گرین کہ بقدرت سبحان لم یزل دو ہزار نیزے بدل از پردہ بیابان گردے برخاست نقابدار بادلہ پوش مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر بارہ ہزار جوان مسلح و مکمل رواروی کرتا ہوا آتا ہے عیار شل گلدستے کے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے بڑھکر نقابدار کو خبر دی کہ سعد شہریار کفار میں پھنسے ہوئے ہیں قریب ہے کہ گرفتار ہوں یہ سنکر نقابدار بیقرار ہو گیا وہیں سے مرکب کو بڑھا کر نعرہ کیا نقابدار بارہ ہزار سوار سے آپڑا اسی ہزار سوار و پیر شیر اللہ لڑتا بھڑتا ہوا چلا افسران فوج کو حکم دیا سعد کو جا کر بچاؤ بارہ افسر شیر صولت لڑتے ہوئے قریب بادشاہ کے آئے بادشاہ پر وہ وقت تھا کہ سر زخمی شانہ و پشت و پہلو انتہا کے زخمی پشت مرکب پر جھوم رہے ہیں ایک افسر نے آکر شانہ تھاما کہا ای شہریار ہوشیار ہو جیے نقابدار بادلہ پوش آپ کی مدد کو آیا بادشاہ نے آنکھیں کھولیں نقابدار کو جو لڑتے ہوئے دیکھا ننگا نہ جا پڑے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کئے نقابدار نے جو پلٹ کے جنگ سعد کو دیکھا ساتھ والوں سے تعریفیں کرنے لگے فرمایا کہ یارو دیکھتے ہو کس لطف سے لڑ رہے ہیں ماشاء اللہ شیر ہے کہ رمۂ گوسپندان میں گرا ہے کس لطف سے لڑ رہا ہے بڑے بڑے افسردن کو مارا بڑے بڑے کافروں کو للکارا انتہا کا زخمدار ہے مگر کس لطف سے لڑ رہا ہے کسی کی مجال ہے کہ اس شیر کے منھ پر جائے یا ہاتھ اُٹھائے یہ کہکر نقابدار لڑتا ہوا قریب سعد پہونچا سعد نے دیکھا نقابدار کی کلغی تاج کی جھلکتی ہوئی ہر چند کہ نقاب چہرۂ بے نظیر پہ ہے لیکن مانع حسن و جمال نہیں یہ مضمون شاعر کا صادق آتا ہے فرد کیا تن نازک ہے جان کو بھی حسد جس تن پہ ہے کیا بدن کا رنگ ہے تہ جس کی پیراہن پہ ہے سعد نے رعب و دبدبہ نقابدار کا دیکھکر جھک کے سلام کیا نقابدار نے برخوردار کہا سعد کو ناگوار گذرا تیور پر بل پڑ گئے فرمایا ای نقابدار بہادر آپ کیوں آن کر بیچ شریک ہوئے بڑا آپ کو اپنی جرأت پر غرور ہے بسم اللہ حریف پر آئیے نقابدار ہنس پڑے کہا ای بہادر ای کوہ جرأت سے بیٹے بہادر تم نہنگ بحر صاحبقرانی ہو تمھارا کون مقابلہ کر سکتا ہے یہ جو برخوردار کہنے پر آپ بگڑے ہیں ای فرزند اسکا حال کھلیگا مجھکو معاف فرمائیے اِس عجز سے نقابدار نے

کہا کہ سعد نے شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا لڑائی میں دونوں شیر مصروف ہوئے قضائے کار ہیکلان تن اُس
کا بڑا قوی تن اور قوی من ہی گینڈے پر سوار لڑتا ہوا آتا تھا سعد نے ڈانٹ کر او مکار کہاں جاتا ہی مردان
عالم کے مقابلہ میں آ تو اول جرأت کھلے ہیکلان نے جو شیر کو غصے میں پایا کانپ گیا کہا ای شہریار میرا بھائی
مکار ہی میں نے کچھ سرکار کے ساتھ مکر نہیں کیا میرے بھائی نے جو خطا کی سزا بھی دی مستحق ہی سعد تنہا پھر کر
ترکان پر جا پڑے ترکان نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا آپ نے اُٹھا دے
سے ہاتھ نکال کر ایک ہاتھ مارا کہ ترکان کے مع گینڈے کے چار ٹکڑے ہوئے ترکان کا مارا جانا ہیکلان گینڈے سے
کود کر قدموں سے لپٹا کہا ای شہریار میں نے اطاعت کی کیا مجال ہی کہ آپ سے لڑ سکوں آپ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت
ہیں اس کیفیت میں آپ نے ترکان ایسے گبر کو ایک ضرب شمشیر سے دو ٹکڑے کیا فوج کو پکار کر آواز دی میں نے
اطاعت کی خبردار کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے کُل فوج نے بادشاہ اسلام کی اطاعت قبول کی نقابدار اسی وقت
رخصت ہو کے طرف صحرا کے چلا گیا ہیکلان خونخوار سے چلتے چلتے کہہ گیا کہ اگر کسی طرح کا مکر اس شہریار کے
ساتھ کیا تو تجھکو اُسی مقام پر جانتا برابر سزا پہونچیگی یہ کہکر نقابدار طرف صحرا کے چلا گیا ہیکلان شہریار کو ساتھ لئے
ہوئے قلعۂ ترکان میں آیا وہاں عملداری شہریار کی جاری ہوئی گرز و سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوا ایک ہفتہ
قلعۂ ترکان میں قیام کیا بہزاد ترک بیٹا ترکان خونخوار کا کہ ماں اسکی لیکر بھاگ گئی تھی اُسکو تلاش کر کے بلوایا
بہزاد کو تخت پر بٹھایا قلعۂ ترکان اُسکے سپرد کیا اب ہیکلان کو ساتھ لیکر چلے ہیکلان خونخوار راہ میں کہتا
تھا کہ مقصود خان ترک میرا برادر نسبتی ہی نہایت زبردست ہی اکثر قلعہ پر چڑھ آتا ہی ہزارہا بندگان خدا
اُسکے ہاتھ سے مارے گئے سال میں دو تین مرتبہ آ کے آفت برپا کرتا ہی جاتا ہی قلعہ سے نون میں قلعہ
بند کر لیتا ہوں میرا سردار نعمان ترک ہی اُسکو حاکم کر کے قلعۂ ہیکلانیان کا آیا ہوں خدا خیر کرے
معلوم ہوتا ہی وہ ظالم چڑھ آیا ہی سعد نے گھوڑا بڑھایا ہیکلان نے کہا ای شہریار وہ بڑا زبردست ہی
سمجھ کے اُس سے مقابلہ کیجئے گا توپ کا بند ہونا باعث خرابی کا ہی سعد نے گھوڑا بڑھایا ہیکلان
منتیں کرتا ہوا ساتھ چلا سعد فرماتے ہیں بھائی تم لشکر کے ساتھ آنا میں جا کر اُسکو روکوں بھیجا کو
و کون بدعت نہ کرنے پائے ورنہ غضب ہوگا ہیکلان نے کہا ای شہریار میرا نہ ہونا اور باعث
خرابی ہی مجھکو دیکھا کسقدر رکتا ہی آج تک میرا اُسکا مقابلہ نہیں ہوا یہ کہتے ہوئے سامنے قلعے کے
پہونچے دیکھا مقصود خان ترک خندق پر کھڑا ہوا اہل قلعہ کو للکار رہا ہی نعمان منتیں کر رہا ہی

کہتا ہوا ای پہلوان ای ستم وقت تجھسے نہیں لڑسکتا ہیکلان ترک قلعہ مین نہین ہو اتنی مہلت دیجیے اگر وہ آجاے پھر آپ کو اختیار ہی مقصود نہین مانتا یہ معاملہ دیکھکر ہیکلان ترک گینڈے کو بڑھا کے چمپتا آواز دی او ظالم کہان جاتا ہی مین آپہونچا سعد نے ہرچند روکا مگر ہیکلان سنے نہ مانا مقابلہ مین مقصود کے پہونچا نیزے مین دونون برابر رہے تلوارین کھینچین مقصود نے ہاتھ مارا ہیکلان زخمی ہوا مقصود نے چاہا سر کاٹ لون سعد کو نہایت غصہ آیا وہین سے نعرہ کرکے جا پڑے مقصود نے جو سعد شہریار کو دیکھا جمال بیمثال دیکھکر آواز دی ای جوان تونے دیکھا کہ مین نے ہیکلان کا کیا حال کیا کیدن مجھسے مقابلہ کرتا ذرا ایک ہاتھ مین دو ٹکڑے کرونگا میری تلوار بے پناہ ہی سعد نے کہا وار نہ کر اُسنے نیزہ مارا سعد نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کشتی ہونے لگی سعد نے چوتھے پیچ پر اُکھیڑ کے مارا زمین پر چارون شانے چت سعد چھاتی پر سوار ہوے فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی مردان فوج مقصود کے دوڑ پڑے تیر جو اُن سب نے مارے کمتنہ ذرا ڈھیلا ہوا مقصود نکل بھاگا سعد بھی پشت مرکب پر سوار ہوے اُن سب سے لڑنے لگے اس عرصہ مین فوج ہیکلان کی بھی آئی دونون لشکر لڑ گئے ہیکلان نے جو سعد شہریار پر بلوہ دیکھا صبر نہوسکا ہرچند کہ زخمی تھا زخم باندھ کے جا پڑا بادشاہ اسلام لڑتے بھڑتے قلب فوج تک پہونچے مقصود نے پھر ہاتھ مارا شاہ نے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا قصد کیا کہ زمین پر مارون استخوان چور چور ہون مقصود پکار اُٹھا ای شہریار الامان جب تک زندہ ہون غلامی سے انکار نہ کرونگا سعد نے چھوڑ دیا فوج کو اُسنے منع کیا کہ یارو جنگ نہ کرو مین نے اطاعت اختیار کی قلعہ کھولکر نعمان ترک بھی نکل آیا مشرف بہ شرف اسلام ہوا ہیکلان و مقصود ترک و نعمان انتظام سواری شہریار کرتے ہوئے قلعہ ہیکلان مین آئے اس قلعہ کو بھی اسلام آباد کیا تخت پر بیٹھے ہیکلان و مقصود و نعمان دنگلون پر بیٹھے سعد نے کہا اے ہیکلان ہم طلسم ہفت پیکر کا قصد رکھتے ہین تمکو کچھ رستہ معلوم ہی کس طرف سے جائین لوح طلسم کہان تلاش کرین ہیکلان یہ سنکر بیقرار ہوگیا کہا ای شہریار یہ خیال خام و تصور ناتمام ہے دل سے نکال لیجیے تا بہ طلسم ہفت پیکر جانا بہت دشوار ہی یہان سے بارہ کوس پر پہاڑ ہی کہ اُسکو کوہ زبرجدی کہتے ہین اول وہان میلہ ہوگا تصویر سنگی ہی وہ مثل انسان کے باتین کرتی ہی ہر ایک کے دل کا حال بتلاتی ہے اگر مناسب ہو تخفی ہوکر چلیے یقین کامل تو یہ ہی کہ فوراً وہ تصویر آواز دیگی آپ کی شناخت کی سارا میلہ آپ کا

دشمن ہو جائیگا اگر دس ہزار بہادر بدون تو وہاں سے نکلنا دشوار ہی تمام خلقت انبوہ انبوہ آ کے جمع ہوتی ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا انشاءاللہ کل دیکھنا کیا ہوتا ہے لیکن ای برادر تم ہمارے ساتھ نہ چلو ہم اکیلے کوہ زبرجدی پر جائینگے ہیکلان و مقصود نے کہا غلام ضرور ساتھ چلینگے اس چلنے سے مراد یہ ہی کہ چلکر اُسکے اختیارات کو دیکھیں اور پلٹ آئیں فساد کا قصد نہو پلٹ کے پھر آپ کو اختیار ہی مقصود و ہیکلان و نعمان مع پانچ ہزار جوانوں کے بہ صورتہاے مختلف ہمراہ ہوے رات کو روانہ ہوے بارہ کوس راستہ طے کر کے ایک صحرا مین پہونچے نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی ہیکلان نے کہا یہ وہین سے صدا آتی ہی رؤسا اُمرا قصبات و قریات سے آرہے ہین اُنھین کے ساتھ کے یہ باجے بجتے ہین اب یہان ٹھہر جائیے جب اچھی طرح صبح ہوے تو چلئے تاریکی مین کیا معلوم ہوگا سعد اُس صحرا مین اُترے نماز وہان پڑھی فوج کو آراستہ کیا جب آسمان کا میلہ درہم و برہم ہوا تماشہ بینان ثوابت و سیارگان رخصت ہوکر شہر مغرب مین گئے روشنی نے تمام عالم کو گھیرا طائر درختون پر زمزمہ سرائی مین مصروف ہوے ہر ایک طائر اپنی زبان مین صفت ہفت پیکر کر رہا ہی آشیانون سے نکلتے ہی آواز دیتے ہین یا خداوند ہفت پیکر تیری خدائی برحق ہی تمام جنگل سے یہی آواز آتی ہی شاخین جھوم جھوم کے صداے یا ہفت پیکر دیتی ہین غنچون کے چٹکنے مین یہی صدا ہی پھولون کے کھلنے کا یہی مدعا ہی غزال صحرا سے کرچالین بھرتے ہوے نکلے آواز یا خداوند ہفت پیکر دیتے ہوے صحرا مین جا کے غائب ہو گئے کچھار مین بھی شیر یہی آوازین دیتے ہین نام ہفت پیکر کا بہ بزرگی لیتے ہین سعد لاحول پڑھتے ہوے مرکب سے اُترے تلوار کمر سے لگی ہی ڈھالتے باندھے ہوے مقصود و نعمان و ہیکلان قریب پانچ ہزار جوان و پیدل مرکبون کو صحرا مین چھوڑا سائیسون کے سپرد کیا طرف کوہ زبرجدی کے چلے اُس صحرا سے نکل کر دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ تکلف یہ کہ سارا پہاڑ زبرجد کا ہی اُسپر ایک دیر ہی مین تصویر سنگی برہنہ کھڑی ہے گرد تاجدار و گھنٹہ نواز و ناقوس نواز پوجے پاٹ کر رہے ہین ہار پھول اسقدر چڑھایا ہی کہ تصویر اُسمین مخفی ہو گئی ہی ایک جانب چند نازنینان ماہ پیکر دشمن ہر ساز درست گانے مین چالاک و چست یہ غزل گا رہی ہین **نظم**

سینہ کوبی سے زمین ساری ہلاکے اُٹھے		کیا علم دھوم سے تیرے شہدا کے اُٹھے	
آج اُس بزم مین طوفان اُٹھاکے اُٹھے		یان تلک روئے کہ سبکو بھی رلاکے اُٹھے	

دل سے کیونکر نہ دھوان ساتھ ہوا کے اُٹھے ۔ شعلہ ہاے تپ غم سینہ جلا کے اُٹھے
گر نہو دل مین خیال نگہ خواب آلود ۔ درد کیسا کیا از خفتہ جگا کے اُٹھے
شمع سے چور کا محفل مین جو مذکور ہوا ۔ دل چرا بیٹھے تھے جب آنکھ چرا کے اُٹھے
گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ تھے اک حرف غلط ۔ لیک اُٹھے بھی تو اک نقش بٹھا کے اُٹھے
ہو عذاب شب یلدا سے رہائی یارب ۔ زلف مُنھ سے کہین اُس مہر لقا کے اُٹھے
اُف ری گرمی محبت کہ ترے سوختہ جان ۔ جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کے اُٹھے
مین دکھاتا تمھین تاثیر مگر ہاتھ مرے ۔ ضعف کے ہاتھ سے کب وقت دعا کے اُٹھے
سوزش دل سے ہوا کیا ہی مین پانی پانی ۔ وہ جو پہلو سے پسینے مین نہا کے اُٹھے
جی ہی مانند نشان کف پا بیٹھ گئے ۔ پانون کیا کوچے سے اُس ہوش ربا کے اُٹھے
شعر مومن کے پڑھے بیٹھ کے اُسکے آگے ۔ خوب احوال دل زار سنا کے اُٹھے

گانے پر اُن نازنینان مہ جبین کے تاجداران جلیل و حاضرین وقت وجد مین ہین تعریفین کر رہے ہین کوہ پر ہنگامۂ عظیم برپا ہی تصویر بھی باتین کر رہی ہی بادشاہ مع ساتھ والون کے یہ تماشا دیکھتے ہوے قریب کوہ پہونچے کہ ایک جھونکہ ہواے گرم کا چلا معلوم ہوا کہ مُنھ جُھلس گیا قصد کیا کہ گھاٹیون کو طے کرین بالاے کوہ پہونچین کہ تصویر نے جماہی لی مُنھ سے دھوان نکلا آواز آئی ای بندگان من آگاہ ہو کہ سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام تماشہ اِس کوہ فلک شکوہ کا دیکھنے کو آئے ہین فلان مقام پر ٹھہرے ہین چار جانب سے گرفتار کرو یہ تصویر نے آواز دی تمام میلے والے سعد شہریار پر چلے لباس کا نقشہ بنا دیا نقطاً نقطاً پتہ دیا سعد نے تلوار کھینچی نعرہ کرکے جا پڑے ہیکلان و مقصود و نعمان ترک بھی تلوارین کھینچکر لڑنے لگے پانچ ہزار جوانون نے تلوارین کھینچ لین مصروف جنگ ہوے میلے مین عجب غدر ہوا دوکاندار چاہتے ہین بھاگین بسبب محبت دوکان کہ جو اسباب اُسپر چنا ہوا ہی چاہتے ہین سب کو لیکر بھاگین بلوہ جو ہوا اسباب سے لٹنے لگا تصویر نے آواز دی ارے ناہنجار و تم یہ کیا کرتے ہو ایک کو ایک لوٹتا ہی ایسا نہ کرو دشمن کو گرفتار کرو تصویر نے جو کئی مرتبہ آواز دی جب میلے والون نے بلوہ کیا سواران جنگی کے سامنے کب ٹھہر سکتے ہین آدمی پر آدمی گر رہے ہین دوکانین پامال ہو رہی ہین خداوند ہفت پیکر کا نام لیکر پکارتے ہین یا خداوندا اِس آفت سے بچائیے دشمن کو گھیر کر مارلو آپ ہی کہتے ہین اور

آپ ہی بھاگتے ہین سعد شہریار کی برق شمشیر جو چمکی ہزارون کافر واصل جہنم ہوئے ہنگامہ گیر و دار بلند
آخر سیلے والون سے انتظام نہوا ہزارون لاشے پڑے تڑپ رہے ہین دریاے خون جاری ہی یہ غازی
تو پانچ ہزار جوان مرکب ہاے تازی پر سوار لڑتے بڑھتے اب جو میدان مین آئے جم کر جو لڑنے لگے ہنگامے
ڈالدئے لاکھون کافر قتل ہوئے تصویر نے آواز دی اوزبرجد فوج خداوند کو بلا ایسا نہو دل چھوڑ کر نکل جائین
تو غضب ہوگا زبرجد نے پکار کر آواز دی اے فوج دریا موج خداوندی جلد اگر اس معرکہ کو سنبھالو ایسا نہو
مسلمان نکل جائین زبرجد نے جو یہ آواز دی گوشۂ کوہ سے بیس ہزار سواران زرین پوش نکلے آگے آگے
ایک افسر نعرے کرتا ہوا منم سہمان مردار خوار باشید اے مسلمانان تلوارین پھینکدو رومال سے
ہاتھ باندھو سامنے قدرت موجود ہین خطا معاف کرینگے ایسا نہو سنگ سیاہ کردین یہ جرار کرار بہادر
صف شکن تیغزن کب مانتے ہین ایک طرف سے شمشیر زنی کر رہے ہین سہمان آکر گرا مصروف جنگ
ہوا پادشاہ اسلام کی جانب للکارتا ہوا چلا کہ اے بادشاہ لشکر اسلام تمھارے مرتبہ مین کمی
نہو گی قدرت سرفراز کرینگے تاجدار تمھارے مرتبہ پر ناز کرینگے سعد نے للکارا او جیا کیا بکتا ہی کچھ
جوہر جرأت دکھلا تلوار کھینچکر آ حال جرأت کھلنے تیرے خداوند کی حقیقت معلوم ہو اگر پہاڑ پر پہونچون تو
تصویر کو توڑ کر پھینکدون اُسکے عظم و شان کو خاک مین ملا دون افسوس ہی تا بکوہ نہ پہونچے ورنہ
اس تصویر کے رنگ دکھاتے سہمان آپڑا سعد پر ہاتھ تلوار کے مارنے لگا سعد دار کو اُسکے ہر دم
خالی دے رہے ہین کئی وار روکے آخر خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغ ضمصام کا مارا برق شمشیر گری
سپر فولادی کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کے خود کو کاٹا سراسر کلہ چیرا کٹا صراحی گردن سے مانند
قطرۂ آب صندوق سینہ سے مانند سیماب بناے حیات کو ویران و برباد کرکے مع گینڈے چار ٹکڑے کئے
ہیکلان وغیرہ نے یہ تو دیکھا کہ سعد نے ہاتھ مارا سہمان کے مع گینڈے چار ٹکڑے ہوئے اِدھر تو
سہمان مرکر گرا لاش سے سہمان کی بجاے خون کے دھوان نکلنے لگا پیچ و تاب کرتا ہوا اسقدر محیط
ہوا کہ تھوڑے ہی عرصے مین اپنا ہاتھ اپنے کو نہ معلوم ہوتا تھا ہیکلان و مقصود خان ترک و نعمان
کہتے ہین کہ اسقدر دھوین سے پیچ و تاب کھایا اور بلند ہوکر محیط ہوا کہ اپنے ساتھ والے ہم کو معلوم
نہوتے تھے اور صدائین ہیبتناک کان مین آنے لگین ہر مرتبہ یہی آواز کان مین آتی تھی کہ بندگان
مغضوب کو گرفتار کرو کوئی ان مین سے بچکر نہ جانے پائے تھوڑی دیر یہ آوازین کان مین آئین بعد اُسکے

ہم سب بیہوش ہو گئے نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد ہوشیار ہوے اپنے کو اک مکان مین پایا افرود سیل
وپیدل سب ایک ہی حالت مین ہین کہ ہاتھ مین ہتھکڑیان پانوُن مین بیڑیان گلون مین طوق مسلسل اور
مطوق اُس مکان مین بیٹھے ہین وہی پہلوان جو بادشاہ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا سر سے تو اُسکے
خون جاری ہے ہم سبھون کے نام لکھ رہا ہی افسرون سے کہتا ہی کیون یارو تمنے قدرت خداوند کو دیکھا
کہ سعد نے اپنے نزدیک مجھکو قتل کیا لیکن قدرت سامنے موجود تھی تلوار کو ممانعت ہوئی کہ زیادہ
کاٹ نہ دکھانا کہ ہمارے بندے کو صدمہ پہونچے دیکھو لو سر پر اوچھا سا زخم ہی اب سامنے قدرت کے
جاؤنگا سر کے زخم کو دکھا کے صحت پاؤنگا ہیکلان وغیرہ کہتے ہین کہ ہم اس حال کو دیکھکر حیران ہوے
تھے کہ ہمین کس نے پکڑا اور کس نے گرفتار کیا اور کس نے مسلسل و مطوق کرکے اس مکان مین پہونچایا تھوڑے
عرصے مین اُس پہلوان نے ہم سب کا شمار کیا سب کے نام لکھے چہان حیران کہتا تھا ارے تم سب کا
افسر اعلی سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام کہان گیا اُسکو تو مین نے خود گرفتار کیا تھا اتنی دیر ہوئی کہ تلوار
اُسکی چھین کے بیہوش کیا اُسی مقام پر ڈالدیا تھا اس خیال سے کہ اب قید خانے مین لیکر جاؤنگا ہم
جو پلٹ کے آیا اُسکو اُس مقام پر نہ پایا بمعہ تمام سب کے ساتھ اسی قید خانے مین ہوگا اب
پتہ نہین ملتا جا کے قدرت سے پوچھون یہ کہتا ہوا باہر نکل گیا ہم سب حیران تھے کہ بادشاہ ہمارے
کہان گئے ہم لوگ قید ہو کر یہان آئے جنکے اقبال سے امید رہائی تھی وہی ہمارے ساتھ نہین ہین
ہیکلان وغیرہ کہتے ہین جس مکان مین ہم تھے چار جانب اُسمین دروازے لگے تھے دن چڑھا
روشنی ہوئی نیر اعظم بلند ہوا اُن سب مکانون کے دروازے کھلے دیکھا ہم نے کہ صاحبقران
مع جملہ سرداران نامی کے مقید بیٹھے ہین ہم سب کو دیکھکر پوچھا ہم سب نے حال سعد شہریار
کا بیان کیا امیر کو حال سعد سنکر بڑا افسوس ہوا ہم سب جو قید سے بیزار تھے تسلی تمام فرمایا
اُنکو پروردگار کے سپرد کرو تم سب مطمئن رہو جب پروردگار ہمکو رہا کریگا تم لوگ بھی رہائی پاؤگے
لیکن یارو تم سب نے کچھ حال رستم کا بھی سُنا سب نے عرض کی ہمین احوال رستم کا نہین معلوم
صاحبقران خاموش ہو گئے لیکن اب احوال سہمان پہلوان تحریر ہوتا ہی کہ قیدیون کو قید کرکے
یہ جو پتا راہ کو طے کرکے بر سر کوہ زبرجدی پہونچا اسی طرح میلہ آراستہ ہی کسی لاش کا پتہ نہین ہی
دوکاندار اپنی اپنی دوکانون پر خوش فعلیان کر رہے ہین ایک سے ایک کلام کرتا ہی کہ یارو دیکھیا

ہنگامہ تھا جس شخص نے بلوہ کیا وہ کیا ہوا بعض کہتے ہین سامنے خداوند ہفت پیکر کے گیا گستاخی
کی قدرت نے اُسکو کہین پھکوا دیا یا قید ہو گیا شکر ہی خداوند ہفت پیکر کا کہ سب صحیح و سالم رہے کوئی
قتل نہین ہوا سہمان یہ حال سُنتا ہوا سامنے تصویر کے آیا واسطے سجدے کے سر جُھکایا سجدے
کے کرتے ہی زخم سر غائب ہوا پُکار کر آواز دی یا خداوند سب قیدیون کو قیدخانے مین پہونچا دیا مگر
اُن سب کا افسر سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام نہین معلوم ہوتا اور سب کو قید کر آیا تصویر سے
ایک آواز ہیبتناک آئی یہ صدا تھی کہ او غافل راز خداوندی کو تو کیا جانے قدرت اُسکو پیدا کر گئی ہی
فوج کو لیجا تم سب کو بہت تکلیف ہوئی سہمان نے دست بستہ عرض کی قدرت کے حکم مین
مصروف کارگزار ہون ان دشمنون کا خاتمہ کیا ہیکلان و مقصود و نعمان ترک پسر حمزہ کو لیکر یہان آئے
بڑا فساد برپا کیا تصویر سے آواز آئی تو اپنے مقام پر جا تجھے ان معاملات خداوندی مین کیا دخل ہی
قدرت نے جو مناسب جانا وہ کیا پہلوان چلا گیا درۂ کوہ مین آکر اپنے لشکر کا شمار کر لیا سب کو صحیح و
سالم پایا اب حال بادشاہ کا تحریر کرتا ہون کہ سیماب جادو جور ستم سے جدا ہوئی پاس کاہن کے آئی
جسکا لقب ہی آفتاب فلک سیر کاہن طلسم ہفت پیکر یہ اپنے مقام پر بیٹھا ہی کہ سیماب آکر پہونچی
کاہن سیماب کو دیکھکر اُٹھا خوش ہو گیا کہا ای ملکۂ عالم آئیے آپ کے حالات سے تو مین آگاہ ہون
آپ کا یہان کیونکر آنا ہوا سیماب نے کہا ای آفتاب فلک سیر ہمارے حال سے تو آگاہ نہین ہوا
رستم فرزند صاحبقران کی مدد کی قلعے مین ہمارے اُنکی عملداری ہوئی مین ایک کار ضروری کو تیرے
پاس آئی ہون کہ تجھ سے حال پوچھون کہ کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغۂ ہفت جوہر کس
مقام پر ہی کاہن نے زانو پر ہاتھ مارا کہا ای ملکۂ عالم کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغۂ
ہفت جوہر ایسے مقام پر ہین کہ ملنا اُنکا بہت دشوار ہی خود طلسم کشا اپنی ذات سے تلاش کریگا تو کیا
عجب ہی کہ اشیاے مذکور اُسکو ملین تمھاری جستجو بیکار ہی اپنے کو بچاؤ کئی سو ساحر تمھاری تلاش مین نکلا ہی
اُسوقت آفتاب فلک سیر نہایت تکلف سے ملکہ سیماب سے باتین کر رہا ہی کبھی کہتا ہی ای ملکۂ عالم
عاشقان فراق نصیب کی بھی تمکو خبر ہی کئی سال کا زمانہ گذرا ہمکو تمھارے فراق مین جان کو مٹاتے
تمکو کچھ خبر نہین سیماب نے کہا ای آفتاب فلک سیر ہم اسوقت بڑی غرض لیکر آئے ہین
ذرا کتاب مین دیکھو ان اشیا کے ملنے کی تدبیر بتاؤ کہ یہ کیونکر دستیاب ہون کاہن نے کتاب کھولی چند

اوراق دیکھکر زانو پر ہاتھہ مار کہا تو ملکہ غضب ہوا سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام تا بہ کوہ زبرجدی پہونچے میلے مین ہزارون کو قتل کیا اب قدرت نے فوج عجائب وغرائب کو طلب کیا ہی **سہمان** **مردار خوار** آتے ہی آفت برپا کریگا اُسکے شعبدے سے بچنا بہت دشوار ہو اگر ہو سکے جا کے بچاؤ یہ سنکر **سیماب** گھبرائی بیقرار ہو کر پہلو سے کاہن سے اُٹھی سحر کر کے مثل ستارہ سحری آسمان پر جا کے چمکی **سیماب** تو سامنے سے کاہن کے چلی گئی کاہن بیقرار ہو تڑپنے لگا اُسی بیقراری مین پکار اُٹھا نظم

اشک واژونہ اثر باعث صد جوش ہوا — ہچکیون سے مین یہ سمجھا کہ فراموش ہوا
جلوہ افزائی رُخ کے لئے مے نوش ہوا — مین کبھی آپ مین آیا تو وہ بیہوش ہوا
کیا یہ مینا سبر غیر ہے اے مرغ چمن — خندہ زن بادبہاری سے وہ گل گوش ہوا
ہی یہ غم گور مین رنج شب اول سے زیاد — کہ وہ مہرو مرے ماتم مین سیہ پوش ہوا
مجھپہ شمشیر نگہ خود بخود آپڑتی ہے — عاجز احوال زبون سے ستم گوش ہوا
آفرین دل مین رہی خنجر دشمن کے سبب — اپنے قاتل سے خفا تھا کہ مین خاموش ہوا
درد شانہ سے ترا مو نزاکت خوش ہے — کہ مین ہمدوش ہون گو غیر بھی ہمدوش ہوا
تونے جو قہر خدا یاد دلایا مومن — شکوہ جور بتان دل سے فراموش ہوا

اسقدر کاہن تڑپا یقین تھا روح جسم سے نکل جائے گھبرا کے اُٹھا سوچا کہ ایسا نہو معشوق پر کوئی اُفتاد پڑے چل کے خبر تو لون یہ سوچ کے اُٹھا سحر کر کے ایک عقاب بنا طرف **کوہ زبرجدی** کے روانہ ہوا لیکن ملکہ **سیماب** اُسوقت پہونچی دیکھا **سعد** نے ہاتھہ مارا **سہمان** کے مع گینڈے چار ٹکڑے ہوئے دھوان محیط ہوا سارے میدان وکوہ کو گھیر لیا **سیماب** دیکھ رہی ہی کہ اُس اندھیرے مین **سہمان** اُٹھا دھوان جو آنکھون مین **سعد** کی لگا تلوار ہاتھہ سے گری **سعد** گر کر بیہوش ہوئے **سہمان** طرف **ہیکلان** وغیرہ کے متوجہ ہوا **سیماب** جو تڑپ کر گری **سعد** کو اُٹھا لیا لیکر بلند ہوئی چرخ مارتی ہوئی طرف آسمان کے جاتی ہی ایک آواز کان مین آئی ارے عجائب وغرائب خداوندی سے غافل ہوئی خوف خداوندی دل سے بھلایا **سیماب** نے پلٹ کے دیکھا ایک عقاب اُڑتا ہوا آتا ہی مثل انسان کے پکارتا ہوا کہ ای **سیماب** کہان جاتی ہی **سیماب** پلٹ پڑی بائین ہاتھہ پر **سعد** کو لیا آپس مین سحر چلنے لگا دوسرے سحر مین اس نازنین کے ہاتھہ پاؤن مین رعشہ آیا سحر فراموش

دریاے حیرت کا جوش عقاب نے چاہا تڑپ کے گرون سیماب کو اُٹھا لیجاؤن ایک برق آسمانسے
گری کہ عقاب مذکور کے دو ٹکڑے ہوسے ہاتھون پر شاہ کو سیماب نے سنبھالا مرنے سے عقاب کے اندھیرا
ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من عقاب جادو بود سیماب شاہ کو لے چلی تھوڑی دور چلی تھی دل سے
کہتی ہوئی کسنے مدد کی اس ظالم کے سحر سے بچایا نہایت محسن تھا اب مکان پر کاہن کے چلون یہ سوچتی ہوئی
طرف مکان کاہن کے چلی کاہن جو پلٹ کے آیا تلوار کو دھو رہا ہی کہ آسمان سے برق چمکی دیکھا سیماب
آپہونچی سیماب کے پہنچے مین سعد دبے ہوے آکے اُتری کاہن نے کہا ملکہ جاکے دیکھا کس غضب کا
جلوہ تھا ساتھ والے سب قید ہوگئے انکو تم نکال لائین سیماب نے کہا اے کاہن جو نیکی اہل اسلام کے
ساتھ ہوسکے وہ کر گذرو مین نے کتاب تصنیف کردہ ہفت پیکر مین دیکھا کہ عمر طلسم تمام ہوئی کاہن نے
کہا اے ملکۂ عالم یہ صحیح ہی مجھے بھی اہل اسلام کے حال پر توجہ ہی لیکن ہفت پیکر کے عجائب وغرائب وہ
ہین کہ اس اقلیم مین کوئی اُسکا ہمسر نہین اسکا خوف آتا ہی اب بہتر تمھارے واسطے یہ معلوم ہوتا ہی کہ سعد
کو لیکر پاس ہفت پیکر کے جاؤ کسی ساحرہ کا نام لینا کہ وہ لئے جاتی تھی مین نے اُسکو مار کر چھین لیا خدمت
خداوندی مین لائی ہون اے سیماب طلسم ہفت پیکر کا فتح ہونا بہت دشوار ہی جن اشیا کا تمنے نام لیا انکا ملنا بہت
دشوار ہے جلد جاؤ ورنہ تمھاری تلاش مین کوئی نہ کوئی آتا ہوگا عقاب جادو کو مین نے برق شمشیر سحر سے
گرا کے مارا ورنہ تمھارا وہین خاتمہ ہوا تھا ہاتھ پانوٴن مین رعشہ آچکا تھا اب تمھارے پنجے سے سعد
چھوٹ جاتے وہ تمکو گرفتار کرکے لے جاتا یہ ذکر تھا سیماب کہہ رہی ہی تجھ سے تو یہ نہوگا کہ پاس دشمن کے
پہونچا دون وہ انکو قتل کرے یا قید کرے کیا مشکل کی بات ہی مین اب انکو ہوشیار کرتی ہون جہان
کہین وہان پہونچا دون چاہتی ہی کہ سعد کو ہوشیار کرے کہ آسمان سے آواز آئی او آفتاب فلک سیر
تونے بڑی خطا کی کہ دشمن کو اپنے گھر مین جگہ دی حکم خداوندی چلکر حاضر ہو ورنہ مشکین باندھکر بلوا ؤنگی
جہان صاحبقران قید ہین وہان پہونچاؤنگی سزا ملے گی منم مشکبار جادو کاہن نے کہا او ملکہ غضب
ہوا میرا بھی حال کھلا مشکبار آپہونچی کاہن اٹھا تھا کہ ایک خوشبو دماغ مین آئی جھونکا ہوا کا چلا
کاہن لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا گرتے ہی کاہن کے سیماب نے چاہا مشکبار پر جا پڑون کہ جھونکا ہوا کا چلا
اور خوشبو دماغ مین آئی لڑکھڑائی گر کر بیہوش ہوئی مشکبار زمین پر آئی حیران تھی کہ سیماب کسکو لائی
پلٹ کے جو دیکھا جمال جہان آراے سعد پر نگاہ پڑی حسن عالم سوز شہریار کو دیکھکر کانپی پکار اٹھی واہ

سبحان اللہ کیا قدرت خداوند ہفت پیکر ہی کیا صورت زیبا بنائی کیا جمال بیمثال ہی کیا جوان رعنا کیا جری
بہادر کیا صف شکن و تیغ زن ہی رعب و دبدبہ و سطوت و صولت مثل چاکران کمترین ہمراہ ہین قریب
آکے بلائین لین تلوے سہلانے لگی پیشانی پر ہاتھ رکھا سمجھی کہ سحر مین کسی کے مبتلا ہین جھٹ سے سحر اُتارا
سعد کو ہوش آیا دل و جان سے نثار ہو رہی ہی سعد کی جو آنکھ کھلی ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین کو قریب
پایا بادشاہ کو بھی حسن اُسکا دیکھکر توجہ ہوئی فرمایا ای نازنین تو کون ہی باعث مہر و وفا کیا ہوا مشکبار نے
کہا ای شاہ سعد تم بڑے اقبالمند ہو مین تمہاری دشمن ہون سیماب و کاہن میرے سحر سے بیہوش
پڑے ہین فرقہ اہل اسلام کے واسطے مجھکو حکم ہوا ہی کہ جہان پاؤ گرفتار کر کے لاؤ اب مین بسبب آپکی
محبت کے کوئی خبر نہ پہونچاؤنگی ہفت پیکر سے سب حال چھپاؤنگی اب آپکا حکم ہو تو ان دونونکو ہوشیار
کرون بادشاہ نے فرمایا یہ لوگ آخر کون ہین ہم سے محبت کا کیا باعث مشکبار نے کہا انسے دریافت
کیجیے یہی باعث بتلائینگے یہ کہکے مشکبار نے ہوشیار کیا سحر اپنا اُتارا سیماب و کاہن کو ہوش آیا اُٹھتے ہی
صحبت یہ دیکھی کہ جس ساحرہ نے انکو بیہوش کیا تھا وہ بیٹھی ہوئی سعد شہریار سے باتین کر رہی ہی کبھی
ہنستی ہی کبھی ہاتھ باندھتی ہی سعد نے سیماب سے پوچھا ای ملکہ سیماب ہم تمسے حال دریافت کرنا
چاہتے ہین کہ تمہاری شفقت کا ہمارے اوپر کیا باعث ہوا تم نے آکر وقت پر ہماری کیون مدد کی
سیماب رونے لگی کہا ای شہریار جب مین رستم پر مائل ہوئی جا بجا اوسکی شرکت کی اب انھین
کی فکر مین نکلی ہون لالہ عذار الگ گئی ہین ظلم جادو نام ایک ساحرہ ہی وہ بھی جستجو مین گئی ہی مین بھی
فکر مین نکلی ہون کاہن کی زبانی معلوم ہوا کہ بادشاہ اسلام زیر کوہ زبرجدی لڑ رہے ہین مین بوقت
پہونچی آپ کو اٹھا لائی یہان یہ معرکہ گذرا مین گرفتار طلسم روے زیبا رستم ہون اب وہ
جس تلاش مین نکلے ہین خدا انکو کامیاب کرے اشیاے مذکور انکو ملین لوح کا سلسلہ شروع ہو جائے
ہفت پیکر کے ساتھ والے بھاگین کاہن صاحب بھی آپ کے واسطے بدنام ہوے اب جو مناسب
جانیے وہ کیجیے اور کہون ای ملکہ مشکبار تمھین سحر مین یہ طاقت ہی کہ خوشبو تمہاری بلند ہوتی ہی اُسی
خوشبو سے ہم اور کاہن بیہوش ہوے سعد شہریار بیہوش ہوے تجھے تسخیر ہونیکا کیا باعث ہوا
مشکبار نے آہ کی بے اختیار رونے لگی کہا ای ملکہ سیماب جس عارضہ مین تم مبتلا ہو وہی عارضہ
ہمکو بھی ہوا اب وقت بسر کرو کہ حضور کو لیکر نکل چلین انکی خیر ہو صحراے ویران مین کلاہ ہفت گوشہ کا

نشان ملتا ہی اب ہم انکو وہان سئیے جاتے ہین اگر یل سکے تو کلاہ ہفت گوشہ دلائین ہم بھی راز سے ماہر ہین کہ طلسم کشا کے پاس تین چیزین ہونا واجب ولازم ہی تب لوح کا پتہ ملیگا یا تو ہمکو قضا لئیے جاتی ہی یا کلاہ ہفت گوشہ برائے شہریار تکمیل کرتے ہین اب یہان ٹھہرنا بہتر نہین کوئی تو فخر انہین ایسا تھا کہ صاحبقران نے انکو بادشاہ لشکر اسلام کیا ہم بھی انکے دام محبت مین گرفتار ہین بے جستجو ان چیزون کے بالکل بیکار ہین سیماب نے کہا بسم اللہ خدا آپکی مدد کرے کلاہ ہفت گوشہ ملے یہ کہکے مشکبار نے تخت تیار کیا سعد شہریار کو اسپر سوار کر لیا طرف صحراے ویران کے چلی بعد جانے مشکبار کے کاہن و سیماب نے صلاح کی سیماب نے کاہن سے کہا بڑی رازدار ہفت پیکر شریک ہی بیشک یہ صحراے ویران مین پہونچیگی کہ راز طلسم دار ہی ہم تم بھی چلکر دیکھین شاید کوئی تدبیر سے کلاہ ہفت گوشہ ہمین ملے اسی شہریار کے بارے مین نجومیون نے بیان کیا ہی کہ یہی فتاح طلسم ہفت پیکر ہین اور دوسری چیزین بھی کسی وجہ سے دستیاب ہونگی کاہن بھی اسپر راضی ہوا سیماب وکاہن جانوران پرند بنکر تعاقب مین مشکبار کے چلے مشکبار جو بادشاہ کو لیکر چلی تھی راہ مین اسنے سب کیفیت اپنے عشق کی بیان کی کہا اے شہریار حضور کو چلکر صحراے ویران مین پہونچاتی ہون ویران بربطخان وہان کا حاکم نہایت ساحر زبردست ہی اگر اسنے بہ محبت دوستی کا دم بھرا اور حضور کا ساتھ دیا تو ضرور کلاہ ہفت گوشہ ملنا بہت آسان ہوگا بادشاہ ساتھ ساتھ مشکبار کے آتے ہین اختلاط ظاہری راہ مین ہوتے ہین کہ دور سے ایک صحرا دکھلائی دیا دیکھا صحرا ویران کف دست میدان نہ اس جنگل مین انسان اور نہ حیوان ہواے گرم چل رہی ہی درخت جلے ہوے پتے گرے ہوے شاخین دست افسوس شوق کنار و بوس مین حیران پتے سرگردان زرد وزرد پتے درختون سے گرے ہر مقام پر انبار زاغ و زغن کی جابجا پکار مشکبار نے عرض کی یہی صحراے ویران ہی جاتی ہون آپکو کسی گوشہ مین ٹھہراؤن مین ویران بربطخان کے پاس پہونچون یہ کہکے سعد کو اس جنگل مین لائی اور ایک پہاڑ پر نخل کے سایے مین سعد کو ٹھہرا کر آپ تلاش مین ویران بربطخان کی چلی سامنے دیکھا میدان مین ایک قصر بنا ہی پتھر چٹک رہے ہین دروازہ کھلا ہوا ہوا سے گرم کے جھونکے پریشان کرتے ہین مشکبار دروازے پر ٹھہری دیکھا دربان بیٹھا ہی مشکبار نے دربان سے کہا میان ویران بربطخان سے جاکر عرض کرو کہ ملکہ مشکبار آپکی ملاقات کی طالب ہین دربان گیا

ویران کو تخت پر بیٹھے دیکھا بربط آگے رکھی ہی دُھن مین بجا بجا کے یہ غزلین بیٹھا ہوا گا رہا ہی نظم

ویران ہی خانہ جلوۂ حیرت طراز کا — آئینہ دیکھتا ہی منھ آئینہ ساز کا
ہاتھون سے اپنے مہرۂ تریاک کھو دیا — بگڑا ہے کھیل کیا فلک حقہ باز کا
پہلے ہی اذن عام دیا نعش یار پر — غیرت سے انتظار نہ دیکھا نماز کا
سر پیٹتی ہین حلقۂ ماتم مین قمریان — نخل عزا ہی آہ یہ کس سرو ناز کا
کب پہونچے باغ خلد مین ہمسے گناہگار — ہی تنگ قافیہ ہوس ہرزہ تاز کا
زندہ ہی دفن کردو مجھے دوستو کہ اب — محتاج کون ہو اجل بے نیاز کا
ہی کلفت کہ اب اُسے کس سے وصال ہو — ای محرم آہ فائدہ افشاے راز کا
گستاخ نالے فتنۂ محشر جگائینگے — خواب عدم مین چین ہی کہ خواب ناز کا
گر گلشن خلیل جلا دے تو کیا عجب — شعلہ ہمارے سوز سمند گداز کا
نادان دل کو مرگ کا ابتک یقین نہین — اللہ کیا گمان ہے عمر دراز کا

نگہبان سامنے دست بستہ کھڑا رہا جب ویران گا چکا پوچھا ارے کیون کھڑا ہی اسنے بیان کیا کہ ملکہ مشکبار آپ کی ملاقات کی مشتاق ہین در دولت پر حاضر ہین ویران خوب ہنسا کہا مین جانتا تھا کہ کوئی صاحب ضرور تشریف لا ئینگے بربط کو اُٹھا کے کنارے رکھا ایک کلاہ رکھی تھی سات گوشے اُسمین مثل بجلی کے چمک رہے تھے اُس کلاہ کو اُٹھا کے ویران نے جھولی مین رکھا نگہبان سے کہا بلالو میز سے گلابی اُٹھا کر ہمارے سامنے رکھو نگہبان نے گلابی اور جام بلورین سامنے رکھدیا اب ویران شراب پینے لگا پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیا مشکبار نے آکے ویران کو سلام کیا ویران بہت ہنسا کہا ای ملکہ عالم تشریف لائیے چند ساعت بیٹھیے حال دل بیان کیجیے بعد اسکے چلی جائیے ملکہ مشکبار آکر کرسی پر بیٹھین چاہتی ہین کچھ حال کہون رُک جاتی ہین تھرا رہی ہین ویران نے کہا اے مشکبار جام شراب پیو اسنے انکار کیا ویران نے جام لبریز کیا ہونٹون سے ملا دیا آخر مشکبار نے جام پیا پیتے ہی جام کے ویران قہقہہ مار کر ہنسا کہا کیون ملکہ عالم کس فکر مین آئی تھین بڑی خطا سنے کی یہ سُنتے ہی مشکبار اپنے مقام سے اُٹھی چاہا تڑپ کے نکل جاؤن جام آغشتہ بہ دارو ے بیہوشی تھا اُٹھتے اُٹھتے لڑکھڑا کے گرین ویران نے نعرہ کیا او مکارہ اب کہان جاے گی اپنے

سحر کے جوش مین زبان مین سوزن بھی نہ دی کمر مین پنجہ دیکے اُڑا دل مین خوش ہی کہ اس مکارہ کو مین
نے گرفتار کیا لیکن حیران ہی کہ بیرون نے خبر دی تھی اپنے معشوق کو ساتھ لیکر چلی ہی اپنے معشوق کو کہان
چھوڑا انکلاہ ہفت گوشہ کی فکر مین آئی تھی سامنے قدرت کے دربار مین بھیجا جائیگا قصر سے محل کے
بلند ہوا یہان سعد شہریار کوہ پر سرنگون بیٹھے تھے سوچ مین کہ دیکھیے انجام کیا ہوا اگر طلسم کشا رستم ملتین ہین
تو خدا انکو مبارک کرے ہم مددگار رہین تو بڑی بات ہی دیکھیے ہمارے رفقا کیونکر رہائی پاوینگے اگر ساتھ
والے رہا ہوتے انکو لیکر کوچ کرتے ان ملکون پر جاتے کہ جہان ساحر نہوتے غیر ساحرون کو تسخیر
کرتے افسوس ہی تابہ کوہ زبرجدی پہونچے تصویر تک رسائی نہوئی ورنہ کیفیت معلوم ہوتی کیوان ای
سعد ان تصویرون مین کیا ہی کوئی ان تصویرون کے اندر بیٹھا ہے کون آواز دیتا ہے کہ سامنے سے
سنائی ہوا سر اُٹھا کے جو دیکھا ایک ساحر سیاہ فام بد انجام ژولیدہ مو بدخو بدبو نیلا لباس زیب جسم
کھاروے کی سرخ تہمد باندھے ہوے مشکبار کو پنجے مین دبائے ہوے کہتا ہوا او مکارہ چل اب
تجکو سامنے خداوند ہفت پیکر کے لے چلون قدرت کے سامنے روبکاری ہوگی قدرت کیا کہینگے
یہ بھی تجکو معلوم ہوا کہ تو برائے گرفتاری ایک ساحرہ اور کاہن کے گئی تھی وہان جاکے دام تسخیر مین
پھنسی ایسی بلبلائی کہ صحراے ویران مین آئی مشکبار کی آنکھین کھلین زبان بند دل دردمند ویران
کہتا ہی فورًا تجکو قتل کراؤنگا بیرون نے تجکو خبر دی تھی کہ دھگڑے کو لیکر آئی ہی یہ بتا کہ اس جوان کو کب کیا
مشکبار کلام نہین کر سکتی آنکھون سے اشارہ کر رہی ہی کہ مجھے چھوڑ دے ایسا نہو کہ قدرت حکم قتل کا
دین تو مین کیونکر بچون ویران کہتا ہی او مکارہ اب مین تجکو رہا کرونگا سامنے قدرت کے لے چل کے
تجکو قتل کرونگا جلاد طلسم کے سپرد کی جاویگی اور اپنی حرکات قبیح کی سزا پاؤگی تمہارا عہد ہماری کنیزونکو
ملیگا ای مشکبار اب تیرا غنچہ آرزو نہ کھلیگا سعد نے جو مشکبار کو اس حال پر ملال مین دیکھا دل بیقرار
ہوگیا یقین کامل ہوگیا کہ ہمارے واسطے قید ہوئی اب اسپر یہ بدعت ہی یہ سوچ کے کمان کیانی دوش
سے لی ترکش سے تیر نکالا چلہ کمان مین پیوست کیا سینۂ پر کینہ ویران کا تاک کر تیر مارا عقاب تیر سینہ
پر ٹھہرا توڑ کر پشت کو پار گذرا مشکبار پنجے سے چھوٹی ایک طرف لاشہ ویران کا چلا ایک طرف
مشکبار نے اپنے کو سنبھالا لاش پر کسی نے توجہ نہ کی آسمان پر آتے ہوے کاہن و سیماب دونون
آتے تھے انھون نے جو لاشہ ویران کا دیکھا الٹا پلٹتا ہوا جاتا ہی سیماب نے کہا ای کاہن لاشہ

لینا چاہیے شاید کلاہ ہفت گوشہ اسکے پاس ہو یہ سنتے ہی کاہن و سیماب تڑپ کے گرے لاشہ
ویران ہاتھون پر رو کا ایک جانب سعد شہریار پہاڑ پر بیٹھے ہین مشکبار اپنا حال بیان کر رہی ہی کاہن
اور سیماب ان دونون کو دیکھکر اور زیادہ بلند ہوے ایک جانب سنا تا بھرا لاشہ ویران کا لیکے روانہ
ہو گئے یہان مشکبار نے سعد شہریار سے سب حال بیان کیا گھبرا کر کہا کلاہ ہفت گوشہ دستیاب
ہوئی سعد نے گھبرا کے کہا کلاہ کیسی مین نے تمکو جو اُس کے پیچھے مین دیکھا تیر مارا دیا شکر ہی کہ تیر نشانے
تک پہونچا نہین معلوم لاش کیا ہوئی یہ سنکر مشکبار صحرا مین دوڑی چار جانب تلاش کیا کہین
لاشہ ویران کا نہ ملا آکر تمام کیفیت عرض کی کہا حضور قصر ویران مین چلین چلکر کلاہ ہفت گوشہ
تلاش کرین شاید مل جاے سعد و مشکبار اُس پہاڑ سے اُترے طرف مکان ویران کے چلے مکان
بھی مرنے سے ویران کے گر گیا تمام عمارت گری پڑی ہی اینٹون کے جابجا انبار ویران کے مکان
مین ویرانی ملازم بھاگے جاتے ہین ہر ایک ملازم یہی کہتا ہو کسی نے ویران برلطا خان کو مارا قاتل
کو کہان تلاش کرین کاشکے رہائی ہوتی ہم لوگ بھی جان دیتے الیسا مقدمہ عجائب و غرائب ہوا کہ سمجھ
مین نہین آتا مشکبار نے پکارا ارے کیون بھاگے جاتے ہو اب تمہارے سر پرست ہم ہین تین چار سو
ساحر جو بھاگے جاتے تھے وہ صداے مشکبار سنکر رکے آکے سعد سے قدمبوس ہوے مشکبار
نے پوچھا تم لوگون کو کچھ معلوم ہی کلاہ ہفت گوشہ کہان ہی اُن سب نے کہا وہ کلاہ ہر وقت اُسکے
پاس رہتی ہی مشکبار نے کہا ای شہریار اقبال مندی آپ کی ظاہر ہی لاشہ اُسکا کوئی لے گیا ہمین داغ
دے گیا اب لاش اُسکی کہان تلاش کرین تین سو ساحر نے اطاعت کی مشکبار نے سعد کو تخت پر سوار
کیا وہ صحرا قیام کے لائق نہ تھا اب وہان سے کوچ کیا تین سو ساحر ساتھ ہین مشکبار نے ایک ابر
مشک فام بنایا اُس ابر کا شہریار پر سایہ کیا اس شان و شوکت سے تلاش مین تحفہ مذکور کی چلے
کاہن و سیماب نے جو لاشہ ویران کا پایا ایک مقام پر آکے اُترے جھولی سے اُسکی کلاہ ہفت گوشہ
نکال لی سیماب نے کلاہ کو اپنے قبضے مین کیا تلاش مین رستم کی چلی رستم پیلتن کا ذکر مجملاً واجب و لازم ہوا
کہ لشکر کو لیکر کوچ کیا تھا کئی منزلین چلی کین ایک مقام پر پہونچے ہین صحراے دلکشا مین لشکر اُتارا اُدھر
سے گرد اُڑی دیکھا ایک جوان گینڈے پر سوار ہین چار لاکھ فوج پشت پر رستم کو دیکھکر نعرہ کیا
اے رستم تمہاری تلاش ہے بس اب آگے نہ بڑھنا قدرت سے کہ یہان تمہاری طلب ہے پہلو مین

رستم کے سیارہ موجود ہی اُسنے عرض کی حضور کے مقابلے کو یہ پہلوان آیا ہی اس سے مقابلہ کرنا ہوگا
رستم نے کہا ای سیارہ خوب ثابت ہی مین آمادہ مرگ و ہتیلے قضا ہون کوئی ہو مجکو مقابلہ کرنا واجب و
لازم ہی وہ پہلوان فوج لیکر مقابلہ مین رستم کے اُترا کہلا بھیجا کہ میرے نام قربال قدادندی آیا جلم خداوند
تمھاری تلاش مین آیا ہون اگر خوشی میرے پاس چلے آؤ تو کیا عجب ہی کہ قدرت سے کہکر خطا معاف کرا دون
مگر جنگ کرکے گرفتار کرونگا پھر معافی خطا غیر ممکن رستم نے ایلچی کو نکلوا دیا کہلا بھیجا جو تجسے ہو سکے قصور
نہ کر ہم آمادہ حرب و پیکار ہین یہ جو خبر پہلوان کو پہونچی کہ جسکا دیوث شمشیر زن نام ہی اس فکر مین
اُترا کہ طبل جنگی بجواؤن رستم سے مقابلہ کرون رستم بھی آمادہ ہین کہ طبل جنگی بجے تو مقابلہ ہو اب حال
ملکہ لالہ عذار کا تحریر کیا جاتا ہی کہ ہفت پیکر نے مصر الغرائب سے کہا کہ تمھاری بیٹی طلسم کشا پر
عاشق ہو کے نکل گئی اب ہم اُسکو گرفتار کرا کے قتل کرائین گے لیکن زندان خانہ کی حفاظت رکھنا جو کچھ
اشیاے تحفہ جات تمکو دئے ہین وہ حمزہ تک نہ پہونچنے پائین تھوڑے ہی عرصے مین ان سب کو
قتل کرکے تمھارا طلسم تمکو دلا دینگے جا کے حکومت کرنا مصر الغرائب کو بیٹی کے نکل جانے کا بڑا قلق
ہوا تھا آج دربار ہفت پیکر سے جو باہر نکلا دیکھا ایک عمارت عالیشان سات درجے کی آراستہ ہی نیچے
اُس عمارت کے فوج بیحساب فرد کش ہی پہلوان گرد دگرد دن کش پھر رہے ہین مصر الغرائب نے
ایک سے پوچھا یہ کیا مقام ہی کہا ای شخص تو نمونہ قدرت ہفت پیکر سے نہین ڈرتا آگاہ ہو ایک
پہاڑ پر یہ عمارت عالی جو بنی ہی یہ ہفت طبقات قیطول لقا ہین گواہی دینے کو آیا ہی اس سے کلام کرو
مصر الغرائب بالاے قیطول گیا ہر مقام پر ہر ایک فرشتے نے روکا پوچھا تم کون ہو کہان جاتے ہو
اسنے سب کیفیت اپنی بیان کی کہ ایک طرف سے آواز آئی ای بندہ من بابدولت کو سجدہ کرو دیکھا ساتوان
درجہ ایک قصر رفیع بنا ہی دیکھا کہ لقا تخت پر کرسی وزارت پر بختیارک اُنچارہ سے تاجدار گرد
نازنینان پری چہرہ لقا کی مگس رانی کر رہی ہین مصر الغرائب نے لقا کو دیکھا کہ تصویر ہفت پیکر کو
سجدہ کر رہا ہی مصر الغرائب کو دیکھکر کہا ای بادشاہ طلسم نور افشان یہ خداوند لائق عبادت و سجود و ہم
سب کا معبود ہی دیکھو کیا قدرت ہی شہر باختر مع قیطولات یہان بر قائم ہو گیا تم بھی ہفت پیکر کو سجدہ
کرو مصر الغرائب نے سجدہ کیا بختیارک کی چپے کوئیان دیکھکر پوچھا یہ کون شخص ہی لقا نے کہا یہ
شیطان درگاہ خداوندی تھا اب شیطان درگاہ ہفت پیکر ہی مصر الغرائب یہ کیفیت دیکھکر دل

لقا سے آزاد دوسری ڈیوڑھی پر آیا حیران تھا کہ ایک ڈیوڑھی میں یہ وسعت کیونکر ہوئی نہ ملک باخبر قائم
ہوگیا دوسری ڈیوڑھی سے جو نکلا ملک زبرجد نگار آراستہ دیکھا قیطولات زبرجد شاہ پر پہونچا دیکھا
زبرجد شاہ بھی تصویر ہفت پیکر کو سجدہ کر رہا ہی عرصہ دراز تک مصر الغرائب سے باتین کین تعریف
ہفت پیکر کرتا رہا مصر الغرائب یہان سے بھی نکلا تیسری ڈیوڑھی پر پہونچا لات و منات کو دیکھا
وہان سے آگے بڑھا شہر فرنگستان نظر آیا لقیا سے زرین تن کی خدائی دیکھی اُسنے بھی صفت
ہفت پیکر کی مصر الغرائب سے بیان کی سات ڈیوڑھیان مصر الغرائب نے طی کین ہر مقام پر خدایان
خداوندان باطل کی دیکھین سب کو دیکھا کہ تعریف ہفت پیکر مین مصروف مین اُس قصر مین آیا کہ جو مکان اسکو
رہنے کو ملا ہی ملازم اسکے جمع ہوے مصر الغرائب نے سب کے سامنے صفت ہفت پیکر بیان کی کہا
سامری جمشید لات منات لقا زبرجد شاہ لقیا سے زرین تن وغیرہ سب خداوند باطل تھے حمزہ کے
ہاتھ سے مارے گئے تباہ ہوے اب بعد تبلیغ بسیار مطیع خداوند ہفت پیکر ہوے مصروف اوصاف
خداوندی مین اپنے مصاحبون مین بیٹھا یہ باتین کر رہا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا لالہ عذار حیران ●
پریشان آکر پہونچی باپ کے قدمون سے لپٹ کے رونے لگی کہا ای باپ مسلمانون نے مجھپر سحر کیا
معلوم ہوتا ہی وہ ساحر مارا گیا جسکا مجھپر سحر تھا اب مجھے ہوش آیا مین وہان سے بھاگی میری خطا
معاف کیجئے یاد کرکے رستم کو خوب روئی حاضرین وقت کو یقین ہوا کہ لالہ عذار کا دم نکل جائیگا
سب نے کہا ای شہنشاہ خطا بیٹی کی معاف فرمایئے مصر الغرائب نے گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ
دیا کہا ای نور نظر ہفت پیکر کی کوئی تعریف کر نہین سکتا یہ خداوند حقیقی ہی مین سامنے قدرت سے کے تم کو
لیچلون کا قدرت تمھارے دل کا حال دیکھین گے ارشاد فرماوینگے لالہ عذار نے کہا جو مناسب ہو
ایک جانب لالہ عذار بیٹھی ہین حالات سن رہی ہین مصر الغرائب آج مبہوت ہو رہا ہی تعریف خدای ہفت پیکر
کر رہا ہی ایک ایک کے سامنے ساتون ڈیوڑھیون کے ذکر مین مصروف ہی ساتون ڈیوڑھیون کو وہ
وسعت دی کہ ہفت اقلیم کا تماشا دکھا دیا تمام عجائب وغرائب سامری کو بھلا دیا لالہ عذار ان
سب باتون کو سن رہی ہی کنیزون سے پوچھا اسم اعظم صاحبقران کا شیشہ کہان رکھا ہی کنیزون
نے کہا سامنے جو کوٹھری ہی اس مین سب تحفے رکھے ہین تحفہ جات غضنفر و صاحبقران کا اسم اعظم
درۂ زنبیل سب چیزین اسی مین بند رکھی ہین لالہ عذار خاموش ہو رہی مصر الغرائب باتین کر رہا ہی

سامنے قصر کے ایک نخل تھا اُسپر ایک طائر آ کے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا ایک پتّے پر منقار ماردی وہ پتہ سامنے مصر الغرائب کے آگرا اُسکو اُٹھا کے جو پڑھا اُسمین لکھا تھا ای بندہ خاص دختر تیری اگلی قدرت تجکو آگاہ کرتے ہین کہ وہ صاف باطن ہی اُسکو دُلھن بنا کر خدمت مین قدرت کی حاضر کرو تم عزیز دلِ قدرت کہلاؤ گے اگر قدرت نے نور قدرت آشکار دیا اور خداوندزادہ پیدا ہوا تو خداوندزادہ خدائی کریگا تم قدرت کے نانا کہلاؤ گے اس مقدمے مین بہت جلدی کرنا قدرت کی یہ کیفیت ہی نظم

تا فلک پہونچے ہین شہرے یار کے
مہر و مہ مشتاق ہین دیدار کے

رہ گئے قطرے کف پا کے مرے
آبلے بنکر زبانِ خار کے

اسقدر کاہیدگی سے چھپ گیا
نوک جویا ہین ترے بیمار کے

سو زبان پر کچھ بھی کہ سکتا نہین
شانہ پھندے مین ہی زلف یار کے

پردہ پوشی تیرے عاشق کی ہوئی نا
ہین یہ احسان سایۂ دیوار کے

راستی پائی ‌ ابرو مین کبھی ‌
بل نہ نکلے تیسے اس تلوار کے

نوک مژگان کے جو آتے ہین خیال
سامنے رہتے ہین ہمکو دار کے

داغ اپنے دل کے کمہلاتے نہین
بے خزان ہین لطف اس گلزار کے

شکر کر درگاہ حق مین ای نسیم
اب تو شہرے ہین ترے اشعار کے

یہ اشعار سُنکر مصر الغرائب اُٹھا بیٹی کو الگ بلایا کہا ای نور نظر ای پارۂ جگر مقام شکر ہی کہ قدرت تمپر مائل ہوے اب تمھاری شادی کی فکر ہوگی دُلھن تمکو بنائین گے سامنے قدرت کے لیجائین گے قدرت تمکو سرفراز کرین ہم اپنی لیاقت پر ناز کرین یہ مضمون سنکر لالہ عذار نے سر جھکا با دستہ عرض کی آپ خدمت خداوند مین جائین ایک ہفتہ کا عذر کرین بعد ایک ہفتہ کے جو ارشاد ہوگا وہ بجالاؤنگی مسلمانون مین رہی پریشان ہوئی جب وہان سے نکلی پریشان پھری راستہ نہ ملتا تھا بہ مشکل آپ تک پہونچی لہذا ایک ہفتہ مین طبیعت درست ہوگی یہ سنکر مصر الغرائب بہت خوش ہو کہا ای نور نظر بڑے مطلب حاصل ہونگے طلسم نور افشان مین ہفت پیکر والون سے رشتہ داری ہوگی اگر فرزند قدرت پیدا ہو خدائی گھر مین آئی مسلمانون کی بھر مین بیخ نہ چھوڑونگا جہان ہونگے نواسے سے کہکر مار ڈالونگا لالہ عذار سُنا کی یہ تو عشق مین رستم کے بے ہوش ہی منظور ہی کہ یہ تخجات

لیکر نکلون کبھی سوچتی ہی کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر کا کیونکر پتہ ملے اِن
سب چیزون کو پاؤن تو خدمت مین رستم کی پہونچون اس سوچ مین لالہ عذار بیٹھی ہی کہ پھر وہی
طائر اُس نخل پر آیا پکار کر آواز دی ای خسر قدرت تمکو قدرت سے کچھ کہنا منظور ہی مصر الغرائب نے
تمسے عذر لالہ عذار بیان کیا طائر اڑ گیا بعد تھوڑی دیر کے آیا کہا قدرت نے عذر معشوقہ کا قبول کیا
مصر الغرائب بھول گیا ساتھ والون سے کہ رہا ہی بلا بجا ٹوٹ قبہ بھی لگ گیا اب اختیار ہی جو چاہون
کرون قضائے کار لالہ عذار تو اس کوٹھری مین تھی دن تجون تون کرکے گذارا رات کو بڑی تڑپ رہی کبھی
کبھی بیزاری کبھی اختر شماری کبھی ماہ و اختر کو دیکھتی ہی پھر پلنگ پر آتی ہی جب دیکھا کہ سب سو گئے
لالہ عذار پلنگ سے اٹھی قریب کوٹھری کے آئی قفل کاٹا اندر کوٹھری کے آئی دیکھا چار شیر غرش
کر رہے ہین لالہ عذار کو دیکھکر بڑھے لالہ عذار نے انگلی کاٹ کر خون چارون پر پھینکا چارون کے
چارون آپس مین لڑنے لگے لڑ لڑ کے چارون مر گئے لالہ عذار نے چاہا بڑھون اب جو بڑھی زمین شق
ہوئی ایک مار سیاہ زمین سے نکلا لالہ عذار پہ قصد کیا لالہ عذار نے موے سر توڑ کر پھینکا دوسرا
مار سیاہ نمودار ہوا آپسمین لڑنے لگے اس مار سیاہ نے اُس مار کو ملا لالہ عذار نے ہاتھ بڑھا کر مار کو اٹھا اپنی
زلفون مین نصب کیا وہی تار گیسو تھا آگے بڑھی چاہا شیشے پر ہاتھ ڈالون ایک گوشے سے دیو پیدا ہوا
للکارا او لالہ عذار کیا کرتی ہی شیشہ کو ہاتھ نہ لگانا دل سے زیادہ شیشہ نازک ہی ہاتھ لگاتے ہی ٹوٹ
جائیگا کیا تیرے ہاتھ آئیگا ہاتھ لگا کے شیشے کو پچھتائیگی اپنی خود گستاخی پر سزا پائیگی یہ کہکے لالہ عذار
پہ جھپٹا مارا لالہ عذار نے دیو کی کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا طمانچہ کھا کے دیو سنبھلا کہ لپٹ جاؤن کہ لالہ عذار
نے آواز دی ای عفریت جلد حاضر ہو دوسرے گوشے سے ویساہی دیو غر غر کرتا ہوا پیدا ہوا دوڑ کر
اُسکو لپٹ گیا دونون دیوزادون مین کشتی ہونے لگی لالہ عذار نے کھڑے ہوکے سیر کیا لالہ عذار
کے دیو نے اُس دیو کو چیر کر پھینکدیا اور سامنے سے لالہ عذار کے غائب ہوا لالہ عذار نے شیشۂ
اسم اعظم صاحبقران اٹھا یا حرز ہیکل شیشے کے گلے مین پڑی ہوئی تھی لالہ عذار نے شیشہ اور حرز ہیکل
کو بکر چولی مین رکھا قضائے کار مصر الغرائب نے خواب مین دیکھا کہ خداوند ہفت پیکر سامنے
کھڑے ہین فرما رہے ہین او مصر الغرائب ایسا غافل ہی تیری بیٹی کوٹھری مین پہونچی شیشۂ
اسم اعظم لے چکی انگشتر مہر و ماہ و اسپ بادپا و تیغۂ روئین شگاف تلاش کر رہی ہی جلد اپنے کو

پہونچا ایسا نہو نکل جاے طبیعت سے اسکی قدرت اُسی وقت آگاہ ہوے تھے فقط تمہارے امتحان کو
صفاے قلب کا اُسکے حال کہہ دیا تو نہ سمجھا کہ قریب ہے اتنی مدت نکلی رہی یکایک چلی آئی قدرت نے
سرفرازی چاہی تو بھی راضی ہو گیا جلد اپنے کو پہونچا ورنہ وہ نکل جائیگی مصر الغرائب گھبرا کر اٹھا
اُٹھتے ہی ایک چیخ ماری کہ ارے لالہ عذار کہاں ہے کنیزیں گھبرا کر اٹھیں گل بہار نامے سامنے
دوڑی ہوئی آئی عرض کی اے شہنشاہ چھپر کھٹ پر ملکہ نہیں ہیں کہا ارے لینا سب کنیزیں پیچھے پیچھے
پکارتا ہوا گیسو بریدہ او ننگ خاندان خبردار اشیاے تحفہ جات نہ لینا یہ آواز جو لالہ عذار نے سنی دروازہ
کوٹھری کا بند کر لیا سحر کیا زمین شق ہوئی مرف شیشہ اسم اعظم و حرز ہیکل لیکر بھاگی عضنفر والے تحفہ جات
نہ ملے اب جو اندر کوٹھری کے مصر الغرائب آیا دیکھا دو مرا پڑا ہے چار شیروں کے لاشے پڑے
ہیں ایک الماری کھولی تیغہ و مرکب و انگشتری اُس الماری میں بند دیکھے بے اختیار پکار اٹھا اور منہ
سے نکل گیا اشیاے غضنفر تو بچے یہ کیسے اُسکو تو بند کیا گل بہار کہ رفیق لالہ عذار کی ہے سوچی کہ
بی بی کو کوئی تو تعلق مسلمانوں سے ہوا کہ ان تحفہ جات کو لیکر بھاگیں مصر الغرائب باہر نکلا اور
گل بہار اندر رہگئی جیسے ہی مصر الغرائب باہر نکلا اندر اسنے الماری کھولی تینوں چیزیں قبضے میں کرکے
بھاگی مصر الغرائب آکر بیٹھا ہی کہ یکایک پتہ درخت وحی سے ٹوٹ کر گرا پتہ جو اسکی گود میں آیا اُسمیں
نوشتہ پایا او غافل کیا تو نے خاک انتظام کیا جلد تعاقب کر ورنہ پھر نہ پائیگا مصر الغرائب گھبرا کر اٹھا
کوٹھری میں آیا دیکھا وہ الماری کھلی ہے تینوں چیزیں ندارد زمین میں غرق ہو کر وہ بھی گئی اب
مصر الغرائب نے جھلا کر سحر کیا کہ زمین شق ہوئی مصر الغرائب غرق زمین ہوا چار سی جادوگر پشت پر
دو ل حال لالہ عذار کا لکھتا ہوں کہ کوٹھری سے نکل کے شیشہ اسم اعظم مثل دل کے بغل میں دبائے
بھاگی ہوئی جاتی ہے کہ پشت سے آواز آئی واری اس لونڈی کو تو ساتھ لیتے تحفہ جات غضنفر بھی لائی
پلٹ کر لالہ عذار نے دیکھا کہ گل بہار مرکب پر سوار انگشتر مہر و ماہ ہاتھ میں تیغہ رو میں شگاف قبضہ میں
بھاگی ہوئی چلی آتی ہے لالہ عذار و گل بہار ساتھ چلیں وقت وہ ہے کہ دیوتوث مردار خوار نے
طبل جنگی بجوایا میدان میں نکلا رستم کو للکارا رستم نکلے بعد نیزہ و تلوار نوبت کشتی کی آئی رستم دیکھتے ہیں
اکسیر تیغ نہیں بندھا وہ پیچ بھی باندھ رہا ہے توڑ بھی کرتا ہے رستم الجھ الجھ کے رہ رہے ہیں دوپہر ڈھلتے ہی
زوال آفتاب کے ساتھ ہی زوال زور رستم ہے اب وہ انکو لے دوڑا چاہتے ہیں رکون ؟ رک نہیں سکتے

رہیلے ہوئے دیوٹ شب لئے جاتا ہے کہ آسمان سے آواز آئی یہ کنیز و غلام حاضر ہیں کلاہ ہفت گوشہ لائی رستم
نے جو سر اُٹھا کے دیکھا سیماب و آفتاب فلک سیر کاہن دونوں اُڑتے ہوئے چلے آتے ہیں سیماب
نے جو رستم کو جنگ سے عاجز پایا فوراً کلاہ سر پر رکھی جیسے ہی کلاہ سر پر آئی طاقت رفتہ واپس ہوئی یا ہٹتے
ہوئے چلے جاتے تھے یا پلٹ پڑے ریل کرے دوڑے سیماب و کاہن ترغیب دے رہے ہیں کہ ای شہریار
اب اسکو ہرگز نہ چھوڑیگا یہ بڑا مکار ہے رستم رہیلے ہوئے جاتے ہیں پلٹ کر دیوٹ نے فوج والونکو آواز دی
یارو دیکھتے ہو کہ سر پر رستم کے کلاہ ہفت گوشہ ہو جانگی مجکو ذلیل کرتا ہے تم سب ایک مرتبہ آپڑو گھیر کر اسکو کلاہ
چھین لو کلاہ اسکے سر سے اُترے تو کچھ اسکا زور کم ہو میرا زور رہیلے دو لاکھ فوج لینا لینا کہتے چلی تیر و نیزے
چلنے لگے نیمچہ رستم سے دیوٹ کو چھڑایا جا با گھیر کر ماریں سیماب ہی آپڑی آفتاب نے اپنی گرمی دکھائی مثل نیر اعظم
آسمان پر چمکا وہ گرمی دکھائی کہ ساحروں کے بھیجے نکلنے لگے آتش قہر میں جلنے لگے سیماب کا سحر تو اکسیر ہو
قتل ساحران کی شمشیر ہو جب جھپٹ کے گولا مارا دو دو کے سینہ کو توڑ کر پشت کے پار گذرا کبھی مثل برق
چمکی آڑی تو کبھی گری سو دو سو کے سر قلم کئے جس غول پر جا پڑی اُس غول کو پامال کیا کافرونکا عجیب حال کیا
رستم پشت مرکب پر سوار ہوئے سیارہ مرکب استر بالا کبود میکر حاضر ہوا رستم نے اُسپر سوار ہو کے نعرہ کیا نعرہ
رستم ارشد اولاد امیر عرب۔ کیست علمشاہ چو رستم لقب۔ دیگر علمشاہ رومی شہ فیل نعرہ۔ کہ بر تخت مرزوق افگنده
شور ہوئیدہ کپتیاں کھینچی کلاہ ہفت گوشہ کو سنبھالا چہار طرف سے گولے تیغ تابع پڑ رہے ہیں جو سحر
قریب رستم کے آیا وہ دفع ہو کے گرا شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہیں لکہ ہائے ابر کڑک رہے ہیں جو گولہ
سامنے آیا کلاہ کو گردش دی گولہ پلٹا سحر کرنیوالے کے سینے پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا اسطرح ساحر مر رہے
ہیں رستم لڑتے ہوئے قریب دیوٹ کے پہونچے للکارا او دیوٹ تھم جوس ولد مالوس کہاں جاتا ہے آگے
نہ بڑھنا دیوٹ نے بڑھکر ہاتھ مارا رستم نے تیغہ کپتیان پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکالا خبردار کر کے
ہاتھ مار دیا برق شمشیر جو گری خرمن حیات دیوٹ کو جلا دیا مرنا دیوٹ کا ایک غبار اُٹھا کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا
آوازیں ہیبتناک سنائی دینے لگیں آخری آواز آئی نشستی مرا نام من دیوٹ مردار خوار بود مصر الغرائب جو چار سو ساحر لیے
تلاش میں ہی دختر بلند اختر کے سوکے زدہ میں چلا آتا ہے آواز جو کان میں پہونچی تھرا گیا کہا ارے دیوٹ سا جانثار
مصاحبان خداوندے تھا اسکے مرنے کی آواز کان میں آتی ہو زمین تھرائی ہے کیسے افسوس کی بات ہے بلوہ
مسلمانان کرامات ہی جنہیں بدھر سے خروج کیا ہزاروں ساحر مارے گئے نور افشان کا سا حال ہو رہا ہے

یہ کہکے چپیٹا اسوقت اگر پہونچا کہ رستم فوج سے لڑ رہے ہین فوج کے پیر اُٹھے ہین علم فوج قلم ہو چکا افسر کلان
مارا گیا جس افسر کو رستم نے تاکا ٹوک کر مارا مصر الغرائب بھی تڑپ تڑپ للکارتا ہوا کہ او پسر حمزہ تم لوگون کی
کمینی بخوبی یاد ہین سنم بادشاہ طلسم نور افشان یہ کہکے گرا سحر کیے کہ زمین ہلا دی سیماب اڑتی ہوئی جاتی ہے
کہ مصر الغرائب نے للکارا کہ اے سیماب خانہ خراب قدرت کے گھر کو ویران کیا مسلمانون کی آبادی ملحدون
کی بربادی آج مین بے سب کے مارے نہ پلٹونگا او آفتاب فلک سیر کاہن ہفت پیکر تو نے جلدی
مین کیا کام کیا لیکن اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کہکے گولہ مارا رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کو حرکت
دی اور تیغے کو چلایا گولہ اُلٹا پلٹا طرف سینہ پر کینہ مصر الغرائب کے چلا لاکھ لاکھ مصر الغرائب
ترکیبین کر رہا ہے گولہ چلا ہی آتا ہے اُدھر نعرہ رستم کی صدا اِدھر سیماب جب سحر کرتی ہے سو دو سو کو قتل کرتی ہے
آخر مصر الغرائب گینڈے پر سے کودا چاہا بھاگون یہ تو الگ ہوا گینڈے کی پیشانی پر گولا گر پڑا پشت کو توڑ کر
پار گذرا گینڈا چلنے لگا مصر الغرائب اب الگ الگ لڑ رہا ہے تم ہم تم کے نہین آتا فوج رستم بہ جانبازی
جنگ کر رہی ہے ہزارون کو مارا خون کے دریا جاری لاشے ساحرون کے تڑپ رہے ہین زندہ بھاگے
جاتے ہین جنگ رستم سے جان بچاتے ہین مصر الغرائب سب کو روک رہا ہے کہتا ہے یارو مین نے بہ نگاہ
انصاف دیکھا اہل اسلام بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین تم لوگ جانبازی نہین کرتے ہم کر لڑکے مقابلہ مین
غالب آؤ رستم کی کلاہ چھین لو کلاہ ہفت گوشہ کیونکر لی کون لایا مصر الغرائب نے جو اسطرح سے
فوج کو ترغیب دی پھر گھوڑے پلٹے جم کے لڑنے لگے چاہتے ہین رستم کو گھیر لین کلاہ ہفت گوشہ کو
اتار لین رستم اپنے زمانے کے رستم ہین شکانہ و پلٹانہ مصروف جنگ ہین مگر بلوہ فوج کا دیکھکر سیارہ نے
عرض کی اے شہریار ہوشیار رہئے مصر الغرائب بادشاہ نور افشان ترغیب دے رہا ہے فوج کا بلوہ ہے
رستم جم کے مرکب پر بیٹھے تیغہ کہکشان قبضے مین فرمایا ہے اے مرکب اسی وقت تیز رفتاری ہے ہاتھون سے
فرمایا دستگیری کرو بازون سے کہا وقت ثابت قدمی ہے شمشیر کو علم کیا گرد سپر کا ہاتھ مین لیا شیرانہ جھپٹے
چلے جس افسر کو تاکا ٹوک کے مارا جس مقام پر ڈٹ گئے فوج کو للکارا جو کوئی افسر کلان سامنے آیا علف شمشیر
آبدار ہوا ہزار ہا لاشے پڑے تڑپ رہا ہے دریائے خون جاری علم کفار پر الم ماتم فوج درہم و برہم رستم لڑتے بڑھتے
جاتے ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا لالہ عذار و گل بہار آکر پہونچین لالہ عذار نے رستم کو سلام کیا کہ یہ کنیز
حاضر ہو حرز ہیکل گلے مین ڈالدی اب رستم کا زور اور بڑھا لالہ عذار و گل بہار نے بھی سحر کیا یہ کیفیت

دیکھا مصر الغرائب نے للکارا او گیسو بریدہ ننگ خاندان ڈھونڈھ کر تجکو مارونگا میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگی یہ کہکے مصر الغرائب نے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی زمین شق ہوئی ہزار ہا ہمراہیان رستم غرق زمین ہوئے مثل دہن اژدر زمین نے منھ کھولا ہزار ہا ہمراہیان رستم کو نگل گئی مصر الغرائب نے چاہا ہنگامے مین لالہ عذار کو لے بھاگون قدرت کے سامنے پیش کرون اسکو سزا ے کامل یہ طرف لالہ عذار کے چلا تھا کہ لالہ عذار نے آواز دی کہ ای شہریار مصر الغرائب نے سحر کامل کیا ہی فوجین گھبرا گئین یقین ہی کنیز گرفتار ہو جاے مجکو آکے بچایئے رستم نے پلٹ کے دیکھا مصر الغرائب نے سحر کیا ہی کہ ہواے تند چل رہی ہی آسمان سے آگ برس رہی ہی زمین کانپ رہی ہی ہنگامہ گرم ہی مصر الغرائب بے شرم جھپٹا ہوا طرف لالہ عذار کے آتا ہی چاہتا ہی لے بھاگون رستم نے بیچ مین گھوڑا ڈال دیا حرز ہیکل گلے مین کلاہ ہفت گوشہ سر پر جراۃ کے سامنے سے بھاگتا ہی مصر الغرائب کا سامنا ہو گیا مصر الغرائب نے جو رستم کو بہ شوکت دیکھا کئی کئی طور سے سحر کیے تلوارین برسائین آگ لگائی رستم پر تاثیر نہ ہوئی جنگل سے شیر ہی بلائے رستم کے سامنے سے شیر ہی بھاگے مصر الغرائب نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ کپتیان پہ کا تھا بچاو سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا مصر الغرائب اپنے سحر کے زور مین جانتا ہی کہ پھر کوئی شے تاثیر نہ کرے گی سر آگے کر دیا اس سر سے آگاہ نہ تھا کہ حرز ہیکل گلے مین ہی کلاہ ہفت گوشہ سر پر سیماب و کاہن سحر کر رہے ہین لالہ عذار نے شیرون کو مارا رستم نے ہاتھ تلوار کا اٹھایا چمک کے تلوار جو گری سر مصر الغرائب کا زخمی ہوا چاہا سر کاٹ لون مصر الغرائب شکست کھا کے بھاگا دور تک رستم نے پیچھا کیا مصر الغرائب نے چاہا ٹھہرون سامنے جنگ رستم کے نہ ٹھہر سکا آخر کو پر پرواز پیدا کر کے چلا کہ آسمان سے نعرہ ہوا او بچہ کہان جاتا ہی گل بہار سے الگ ہو گئے گولہ بارہ کو لئے قریب آ کے مصر الغرائب کے پہنچا مصر الغرائب نے للکارا او کنیز بے تمیز تو بھی اس لائق ہوئی کہ مجپر سحر کرتی ہی یہ کہکے گولے پر تھپکی لمدی گولہ الٹا پلٹا قریب گل بہار کے پہونچا گل بہار نے شیشہ اسم اعظم کا سامنے کر دیا گولہ پھٹ کے زمین مین گرا اب مصر الغرائب بلند ہوا چلتے چلتے کہہ گیا شہید ای مسلمانان وہ بلا تمپر نازل کرونگا کہ جان بچانا دشوار ہو گی جب مصر الغرائب بھاگ گیا رستم مع فتح و فیروزی پلٹے لالہ عذار و سیماب و کاہن رستم کے ساتھ آ کے بارگاہ مین اترے کاہن نے عرض کی ای شہریار خدا نے سلامت رکھے فتح و ظفر کیا ورنہ آج کی لڑائی بہت سخت تھی خود مصر الغرائب

آیا خوب اُس سے لڑائی پڑی بمقدمۂ زرہ ہفت جوش وتیغۂ ہفت جوہر کیا تدبیر کی جائے رستم نے
کہا ای آفتاب فلک سیر اگر مین اِس طلسم کا فتاح ہون اور اِس منازل عجائب وغرائب کا سیاح ہون
تو پروردگار ان سب چیزون کو مہیا کر دے گا دیکھو عنایت پروردگار کہ کلاہ ہفت گوشہ کس طرح
دستیاب ہوئی اسم اعظم صاحبقران وحرز ہیکل کس طور سے ملی اُسی طرح پروردگار یہ بھی سامان مہیا
کر دیگا اب تو یہان آ چکے ہین پروردگار سامان کریگا اب بمقدمۂ دستیاب ہونے زرۂ ہفت جوش
وتیغۂ ہفت جوہر کے صلاحین ہونے لگین رستم نے پوچھا ای کاہن بمقدمۂ زرہ وتیغہ کچھ تمھاری
کتاب مین ذکر نہین کاہن نے عرض کی اِن چیزون کی ہفت پیکر نے ایسی حفاظت کی ہی کہ آجتک کسی
ملازم سے بیان نہین کیا خدا سامان کرے غلام وقتاً فوقتاً عرض کریگا اور کتاب کو دیکھیگا علم ستارہ شناسی
یہ خبر دیتا ہی کہ انہی ہفتے مین آپ کو ان چیزون کا پتہ ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا مگر انکی تلاش مین ذات اقدس پر
مصائب ہونگے مثنا انکا ضرور او. لوح طلسم تو اُس پردے مین ہی کہ اُسے معدوم سمجھنا چاہیے کیونکر پتہ
ملیگا آپ فتاح اس طلسم کے ضرور ہین اب اسم اعظم وحرز ہیکل تا بہ صاحبقران کیونکر پہونچے رستم نے
کہا اسکی بھی فکر ہوگی یہان تو یہ صلاح ہی لیکن ذکر سیمتن کا تحریر کرتا ہون کہ سیمتن پاس ہفت پیکر
کے چلی ہی ہفت پیکر مکان خاص مین بیٹھا ہی کہ مصر الغرائب شکست خوردہ آکر پہونچا سامنے
ہفت پیکر کے آ کے سر پیٹ لیا پہلے سجدہ کیا پھر رو رو کے عرض کیا یا خداوند غلام نے شکست
کھائی آپکو کچھ خبر ہی کلاہ ہفت گوشہ پاس رستم کے پہونچگئی راہ مین غلام نے دریافت کیا کہ جو باعث ہی
جو رستم پر سحر نے تاثیر نہکی لالہ عذار وگل بہار وقت پر پہونچین رستم کے گلے مین حرز ہیکل پڑگئی ہی اب
گرفتاری اُسکی نہایت دشوار ہی یہ ذکر تھا کہ سیمتن شہر مین آکر پہونچی در اول پر آکے مقام خدائی
زبرجد شاہ دیکھا آگے بڑھی مقام خدائی لقا دیکھا سات ڈیوڑھیون پر پہونچنے دو سے خداوندون کے
مقام دیکھے اِن عجائب وغرائب کو دیکھکر حیران ہوگئی ہر ایک نے سیمتن سے یہ کہا ای سیمتن خدائی
خداوند ہفت پیکر کی برحق ہی ہم لوگون نے دعوے باطل کئے اُسکی سزا پائی اب اعتقاد خدائی خداوند
ہفت پیکر رکھتے ہین چین سے ہین خبردار جاتے ہی سجدہ کرنا ایسا نہو قدرت کو غصہ آجائے تم
بھی فنشین قدرت ہو سیمتن سے ایک ایک سے یہی گفتگو ہوئی ہی ہر ایک سے یہی کہتی ہی مین اسی لئے آئی
ہون کہ مجھ پر غصہ نہو یہ کہکے در آخر پر آئی دیکھا سالار بیٹھا ہی اُس سے عرض کی کہ قدرت سے جاکے

عرض کرو کنیز قدیم سرکار کی در دولت پر حاضری امیدوار باریابی ہی درگہ سالار نے جا کے ہفت پیکر سے
کہا ہفت پیکر نے بہ قہر و غضب آواز دی اے سیمتن تو باغی ہوگئی تو نے پہچانا بھی اس وقت قدرت کو
ایسا اختلال ہی کہ اور مقدمات پر نگاہ ہی ان مقدمات کا سوچنا مناسب نہیں بلا لو دیکھون کیا کہتی ہے
مصر الغرائب کہتا ہی مین حیران ہون کہ بی سیمتن کیا جگرا لیکر آئی ہین جیسی لالہ عذار نے فکر کی ویسا ہی
فتور نہ ہو اس خیال مین تھا کہ سیمتن سامنے سے آئی آکر ہفت پیکر کو سجدہ کیا قدمون سے لپٹ کے
رونے لگی کہا یا خداوند عجب معاملہ گذرا ہی یہی دل مین تھا کہ آپ کی خدائی کو مٹاؤن یکایک ہوش آیا مین
ابھی ابھی پاس سے رستم کے بھاگی تھکی خدمت مین پہونچ گئی اب امیدوار ہون میری خطا معاف ہو کہ
خدمت مین حاضر رہون اب جاے شرکت مسلمانان نہ ہون مسلمان بڑے ساحر مین آنکھ ملتے طبیعت
ہلتی ہی جی چاہتا ہی انکا ساتھ دیجئے اس ناز سے سیمتن نے سامنے ہفت پیکر کے بیان کیا کہ
ہفت پیکر بیچین ہوگیا سیمتن کے ہاتھ پر ہاتھ رکھکے کہا اے مصاحب قدیم اے ملازم ندیم ہم نے
تمھاری خطا معاف کی ہر وقت خدمت مین حاضر رہو ترقی تمھارے عہدے کی کی جائے گی سیمتن
خاموش ہو کے بیٹھی ہفت پیکر اسکے عشق مین بیقرار ہی فکر مین ہی کہ کسی طرح وصل حاصل کرون کیونکر
یہ معشوق پری چہرہ قبضے مین ہو عجب رنگ سے اس ظالم نے اس وقت باتین کین کہ دل بیقرار
ہوگیا ہی چاہتا ہی کہ دم بھر اسکو پہلو سے جدا نہ کرون ایسا نہ ہو کسی پر ظاہر ہو قدرت تو جلنی مشکل
ہی اگر کوئی آگاہ ہوگیا تو مشکل ہی مشہور ہوگا کہ قدرت نے نور قدرت پیٹ مین سیمتن کے اتارا ایسا نہو
خدائی مین فرق آنے لگے کیا کرین مجبور ہین اپنے دل بیقرار کی تو یہ نوبت ہی غم سے عجب حالت ہی نظم

اب پری نام تیرا ہے توہی تو نظر مین — سینے مین تو کبھی ہی اور ہی کبھی جگر مین
ہر چند ہون قفس مین اسیری کی فرح ہونگا — مین مشت پر گران ہون صیاد کی نظر مین
دیوانہ جانکر وہ کرتے ہین ہوشیاری — دل چھین کر ہمارا کہتے ہین جاؤ گھر مین
ایسی کچھ اسکو سوجھے لگجای جو گلے سے — تاثیر دے الٰہی اس آہ بے اثر مین
ہوتا سا قد کسی کا چلنے مین یاد آیا — چکر سا ہمکو آیا سو بار رہگذر مین
اپنے دلکی کہا حسن تن کے مسکرا کر — کامل ہی جو پری رو دانائی کے ہنر مین
ہائے فنے تیرے گلشن مین قہر ڈھایا — کیا کیا نکالین شاخین جا جا کے ہر شجر مین

دن رات سوچتا ہون گالون کی اور تشبیہ	خورشید مین ہی سوزش اور داغ ہی قمر مین
کوچے کے تیرے چکر اور در کی جبہ سائی	اچھے علاج سوچے ہم آپ دردسر مین
لینگے صلہ غزل کا اپنے وقار سے ہم	طبع ذکی رواں ہی اس بحر صاف تر مین

مکان مین ٹہلتا پھرتا ہی آہ آہ کر رہا ہی سوچتا ہی کیا تدبیر کرون سہ منزلہ قصر ہی جسکو فلک اول کہتا ہی اُس
پریشانی مین فلک اول پر آیا آواز دی کوئی حاضر ہی پہلو سے قصر کے ایک شخص بہ شکل مہیب بصورت
عجیب و غریب سامنے آیا دست بستہ عرض کی کیا حکم ہوتا ہی ہفت پیکر نے کہا کنیز کی ضرورت
ہی تیری ہیبتناک صورت ہی عرض کی قدرت ملاحظہ تو کرین آپ کی خدائی ہی جو صورت مانگئے
وہی حاضر ہی اب ہفت پیکر نے دیکھا ایک نازنین بصورت معقول کھڑی ہی چلبلی صورت گلوری
سے گلے مین دبی ہوئی پانچے سنبھالے ہوے ہفت پیکر نے کہا اپنے کو پاس ملکہ سیمتن کے پہونچا
کہنا قدرت کو تم سے کچھ صلاح کرنا ہی جلد ہمارے پاس حاضر ہو وہ نازنین غائب ہو گئی پہلوے
تخت مین کرسی جواہر نگار پر سیمتن بیٹھی ہی مگر انتہا کا انتشار دل سے باتین کر رہی ہی کہ ای سیمتن اشیاے
مذکورہ کا کیونکر پتہ ملے کہ یہ امید حصول اشیاے مذکور خدمت رستم مین جاؤن امید قوی ہی کہ جب اشیاے
مذکور ہو چکین وہ شیر دلیر میرا احسان مانے میری وجہ سے طلسم کشائی ہو کہ کان مین آواز آئی ای سیمتن
قدرت تمکو یاد کرتے ہین سیمتن نے چہار جانب دیکھا کسی کہنے والے کو نہ پایا سیمتن اپنے مقام سے
اٹھی سہ منزلے پر آئی دیکھا ہفت پیکر خاموش بیٹھا ہی سیمتن کو دیکھکر خوش ہو گیا اپنے مقام سے اُٹھا
بے اختیار پکارا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان قدرت تمھارے منتظر تھے ہمین تم سے راز دل
اپنا کہنا منظور ہی دل بہت ناصبور ہی سیمتن نے سر جھکا لیا ہفت پیکر نے کہا آؤ بیٹھ جاؤ سیمتن بیٹھی
ہفت پیکر محبت آمیز باتین کر رہا ہی خواہان وصل ہو رہا ہی سیمتن رونے لگی کہا یا خداوند یہ تو بڑی
سرفرازی میرے واسطے ہوتی ہی کیا مرتبہ میرا ہو کا سب مجکو اپنا پیر مرشد جانینگے لیکن ایک عقدہ
ایسا ہی کہ تم بہر اُس مین سرگرداں رہتی ہون اُسکو صاف صاف فرمائیے تو میرے دل کو تسکین ہو
ہفت پیکر نے پوچھا وہ کیا بات ہی سیمتن نے کہا سب کاہنون کا قول یہ ہی کہ طلسم کشا کے
واسطے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر واجب و لازم ہی جب یہ
چیزین ممکن ہون تب تلاش لوح کر سکتا ہی بے شک ہفت پیکر نے کہا یہ علم سچ ہی یہ بھی تمنے سُنا ہی کہ

کلاہ ہفت گوشہ طلسم کشا کو مل گئی زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر ایسے مقام پر ہین کہ جہان
طائر وہم و خیال نہین جا سکتا ایک طلسم کشا کیا اگر تمام مسلمان ملکر کد و کوشش کرین تو ان اشیا کو نہ پا سکین
ایک صحرا ہی کہ اسکو صحرائے خراب آباد کہتے ہین جب وہان جائے خراب آباد جادو ہفت در بند بنا کے
بیٹھی ہی اگر وہان کوئی ہزار جانین لیکر جائے تو ایک جان بھی سلامت لیکر نہ پھرے ای جان ہفت پیکر تم
اسکا خیال نہ کرو کیا مجال ہی یہ باغی لوگ جو بگڑتے ہین ان سب کی قضا درپیش ہوئی ہی ایک دن مین سب
کو ہلاک کرونگا بچکے کہان جائینگے بڑی چیز جس سے طلسم فتح ہوا کرتا ہے یعنی لوح طلسمی اسکا بانیان
طلسم نے نشان نہین دیا قدرت نے اتنا پتہ لگایا ہی کہ جب صحرائے خراب آباد سے طلسم کشا نکلے تب شاید
کان مین آواز پڑے کہ لوح طلسمی فلان مقام پر ہی جب زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر نہ ملا تو لوح
کیونکر مل سکتی ہی چند دن قصد کرونگا مٹا دونگا دو شخص باہر ہین علمشاہ جسکو طلسم کشا کہتے ہین جسکو
کلاہ ہفت گوشہ ملی دوسرا بادشاہ لشکر ہی ان دونون کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی چند دن مین قصد
کرونگا اسی دن ان دونون کو گرفتار کر لاؤنگا ای جان ہفت پیکر اسکا خیال نہ کرو کوئی جار از دو ل
دولت نہین کر سکتا یہ بھی تمنے دیکھا جتنے خداوند بالا مین سب نے ہمکو سجدہ کیا ساتون ڈیوڑھیون پر
حاضر ہین اینڈ روند کو سمجھاتے ہین اور ابھی اظہار قدرت کرونگا سیمتن نے پوچھا کیون خداوند صحرائے
خراب آباد کس جانب ہی ہفت پیکر نے جوش محبت مین کہا طرف مغرب کے جائے تو شاید پتہ ملے
یہ کہکے کہا ای جان جہان سمت مین نے خلاف کہی نہین معلوم کس طرف ہی اسکا ملنا دشوار ہی بلکہ ناممکن
ہی کیا مجال طلسم کشا کی کہ اس طرف رخ کرے قدرت سارے طلسم مین پھرے جب قریب صحرائے
خراب آباد پہونچے رازداران طلسم مانع ہوئے کہ اب قدرت آگے نہ جائین قدرت رازداران طلسم کے
کہنے سے واپس آئے جب قدرت صحرائے خراب آباد مین نہ جا سکے تو اور کسکی مجال ہی کہ اس صحرا کی
جانب رخ کرے تم خبردار اسکا ذکر کسی سے نہ کرنا سیمتن نے کہا مین لباس تبدیل کر آؤن تو خدمت
مین حاضر ہون ہفت پیکر نے کہا جلد آنا مین حوران جنان کو بلاتا ہون انکے سامنے ہی وصل ہو
کہ وہ جنان مین جاکر تمہاری صفت بیان کرین ارباب بہشت سماعت کرین کہ معشوقۂ قدرت کو
آج قدرت نے سرفراز کیا ان سب کے آگے تمہاری آبرو ہو سیمتن نے کہا لونڈی سب طرح موجود
ہی یہ کہکے سیمتن اٹھی ہفت پیکر نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہی سیمتن نے پلٹ کے دیکھا ہر گوشہ قصر

سے نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین ہنستی ہوئی سامنے ہفت پیکر کے آئین کہا یا خداوند ہمکو کیا حکم ہوتا ہی ہفت پیکر نے کہا آج قدرت کے قصر میں جشن ہی تجکو گاؤ یہ سنتے ہی اُن سب نے ساز اُٹھائے سامنے ہفت پیکر کے ہنس ہنس کے یہ اشعار گانے شروع کئے

نظم

ہی مراد وصل حاصل بیجئے روشن چراغ
چاہیے امشب سر ہر کوچہ و بر زن چراغ

ہی برائے کشتن پروانہ کیا پُر فن چراغ
دل جلے عاشق کو دکھلاتا ہی کیا جوبن چراغ

زلف کے آگے فروغ روے روشن کیونکہ ہو
سامنے کالے کے ہوتا ہی نہین روشن چراغ

تل بھلا وجہ فروغ روے روشن کیون نہ ہو
بزم عالم مین کہین جلتا ہی بے روغن چراغ

سوزش داغ فراق شمع رو مین ہمدمو
آہ دود شمع ہی دل شمع ہی اور تن چراغ

مشتعل رہتی ہی آہ آتشین مثل کیاس
سینۂ عشاق مین جلتا ہی بے روغن چراغ

مثل پروانہ ہی بزم دہر مین گر عندلیب
صورت گلہائے رنگین ہی گل گلشن چراغ

جلوہ گاہ شمع رو مین حاجت مشعل نہین
کب ہوا ہی بزم کوہ طور مین روشن چراغ

مثل پروانہ جلایا شمع رویون نے ہمین
چاہیے تربت پہ بھی میری پس مردن چراغ

پاک دامانی ہم مرتے ہین یہ پروانے عبث
بزم عالم مین رہا کرتا ہے تر دامن چراغ

ہی ترے گھر کا اُجالا دخت رز پیر مغان
شمع محفل کی طرح گھر کے لیئے ہی زن چراغ

اختلاط شمع رویون سے ضرر ہی جان کا
سوز پروانے سے رہتا ہی کہین ایمن چراغ

ہی فقط اسکا جلانا سب ہی پروانے کو شمع
رات بھر محفل مین رکھتا ہے یہی قدغن چراغ

ڈالتے ہین شمع رو کیون روے روشن پر نقاب
چھپ نہین سکتا کسی صورت پس چلمن چراغ

اشتعال حسن دیتا ہے فقط بہر جفا
ہی فروغ نور سے پروانہ کا دشمن چراغ

ہے بجا زلف سیہ پہلوے روے شمع رو
ہی مثل سیئے اندھیرا ہو جو ہو روشن چراغ

ہی بجا گر تمکو شمع بزم عالم ہم کہین
جعد دود شمع ہے گر ہی رخ روشن چراغ

ہی چراغ صبح رعنا آمد پیری مین زیست
واقعی رہتا نہین ہی بعد دم روشن چراغ

ہفت پیکر جلسۂ نازنینان مہ جبین مین بیٹھا ہوا اپنے کو خوش کر رہا ہی سیمتن جو جلسۂ ہفت پیکر سے پہلے دروازے پر آئی دیکھا ایک چوبدار گھبرایا ہوا آ سنے کہا بی سیمتن کہان چلین سیمتن گھبرائی ہوئی ہی

چاہتی ہی نکل جاؤن جو مطلب تھا وہ پوچھ چکی ایسا نہ ہو کہین روک لی جاؤن جسنے ایک دن مین یہ عجائب و
غرائب بنا دیئے تمام خدائیان جنوب و شمال و مشرق و مغرب ایک مقام پر کردین زبرجد نگار اور
باختر سے ہزار ہا کوس کا فاصلہ ہی وہ ایک مقام پر ہو گئے کہ تمام منسوبات خدائی لقا کے موجود ہین
بس اِس سبب سے گھبرائی ہوئی ہی چاہتی ہی نکل جاؤن ایسا نہ ہو کوئی گرفتار کر لے تو بڑی خرابی ہو مناسب
یہ ہی کہ اصل مطلب دریافت کر چکی اب نکل جاؤن پاس اُس شہریار کے پہونچون یقین ہی انتظار کرتے ہونگے
بہانہ کر کے چوبدار سے ہاتھ چھڑایا دوسرے دروازے پر غلام زنگی نے روکا ملکہ ہان لیکے زمین تیسرے
دروازے پر پہونچین ہر دروازے پر نوبت نقارے بج رہے ہین چوبدار یساول حاجب و دربان
پھر رہے ہین کہین وضع باختر کی کہین وضع زبرجد نگار کی کہین وضع فرنگستان کی ہر طرح کے
لوگ ہین ساتون ڈیوڑھیون کو طی کرتی ہوئی در آخر پر پہونچی دیکھا ایک نازنین کھڑی ہی اُسنے ہاتھ تھام کر کہا
کیون ای سیمتن کہان جاتی ہو کچھ گھبرائی ہوئی ہو کیون پریشان ہو کیا ارادہ ہی سیمتن نے کہا مین ایک
کار ضروری کو نکلی ہون قدرت نے ایک کار ضروری کو بھیجا ہی لیکن اُس سے بھی ہاتھ چھڑایا بھاگی
جب کوئی روکتا تھا تو سیمتن کو یقین ہو جاتا تھا کہ اُس مکارہ کا علم آگیا گرفتار نہ کرے اب آ کے ڈھونڈنے
لگی کہ میرا مکان کس محلہ مین تھا نام محلے کا محلۂ زری فروشان ہی وہان کے باشندون سے پوچھا کہ
محلۂ زری فروشان کہان ہی ایک دوکاندار نے کہا کہ محلۂ زری فروشان اس شہر مین تو نہین ہی کئی سَے
برس ہوے کہ محلۂ زری فروشان کسی جگہ پر تھا وہ محلے مٹ گئے نئے محلے آباد ہوے اب وہ محلہ
نہین ہی اب تو سیمتن گھبرائی کہ اتنا بڑا محلہ غائب ہوا اشیاے نادرہ جو مجھکو گھر سے لینا تھے اب وہ کیونکر
پاؤن دیکھا سامنے سے ایک زنگن آتی ہی اُسنے پکار کر کہا ای سیمتن کیون دھوکے کھاتی ہی دیکھ
گرفتار ہو جائیگی جلد یہان سے نکل جا شعلۂ قہر خداوند بھڑک چکا ہی ایسا نہ ہو کشت زندگی کو جلا دے سیمتن
فوراً پر پرواز پیدا کر کے اُس شہر کلان سے نکلی دروازے پر شہر کے دیکھا جس محلے مین مین رہتی تھی محلۂ
زری فروشان آباد ہی سب سے پہلے محلے کے اپنا مکان پایا کنیزین منتظر کھڑی ہین پکار رہی ہین بی بی جلد
آئیے آپکا محلۂ زری فروشان شہر سے باہر پھینکا گیا ہم لوگ یہان آ لیے جلد نکل چلیے سیمتن دوڑ کر
مکان مین آئی چند تحفہ جات نکالے فوراً ایک طاؤس بنایا اُسپر سوار ہوئی پر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئی یہان
رستم محفل مین بیٹھے ہین صحراے مینو سواد مین فروکش ہین کہ سیمتن آ کر پہونچی آتے ہی اُسنے رستم کو سلام کیا

کہا اے شہریار کنیز دریافت کرآئی صحراے خراب آباد مین حضور کو جانا چاہیے جب وہ صحرا فتح ہوگا تب
وہ دونون چیزین دستیاب ہونگی ورنہ نہایت مشکل ہے یا تو حضور فتاحی طلسم ہفت پیکر سے ہاتھ اٹھائین
کنیز آپکو اس صحرا سے نکال لیچلے تا بہ صحراے میثو سواد آپ پہونچیے اول مناسب ہے کہ چلکر
صاحبقران کو قید سے رہا کیجیے اُسکے بعد آپکو اختیار ہے خواہ طرف صحراے خراب آباد کے چلیے خواہ
طلسم سے ہاتھ اٹھائیے جو مناسب ہو وہ کیجیے رستم نے کہا ایہا الحاضرین بگوش ہوش سب صاحب اِس
بات کو سن لین کہ مجھے جان دینا منظور ہے فتاحی طلسم سے ہاتھ نہ اٹھاؤنگا اگر ہزار صحراے خراب آباد مین جانا
ہو اور ہزار آفتین درپیش ہون تو ہم ضرور جائینگے جو ارادہ کیا کیا بموجب قول شاعر فرد بات من ہمیکا نان ہلجان
ز تن برآید ✽ دست از طلب ندارم تا کار من برآید ✽ یہ غیر ممکن ہے کہ جسنے اہل اسلام کو اسقدر ستایا کل کو گرفتار
کر کے لیگیا ہے بھی قیدخانہ دیکھا اُسکے طلسم کو فتح نہ کرین حصول عجائب و غرائب سے ڈرین سیمتن و لالۂ عذار
و سیماب و آفتاب فلک سیر چارون یہ کہکر اُٹھے کہ ہم ہمراہ رکاب ہین جان و مال آپ پر نثار ہیں جسطرف
چاہیے اُسطرف چلیے خواہ لشکر کو ساتھ لیجیے خواہ نہ لیجیے وزیر مشیر جمع ہوے انجمن مشاورت منعقد ہوئی اِس
صلاح مین سیارہ بھی شریک ہے سب نے یہی کہا پہلے چل کے صاحبقران کو رہا کیجیے اسم اعظم و حرز ہیکل
اُنکے سپرد ہو ایک طرف سے انکا بلوہ ہو آپ کی روانگی طرف صحراے خراب آباد کے ہو یہ صلاح قائم
ہوئی دوسرے دن کوچ کی ٹھہری لشکر تیار ہوا لالۂ عذار رہبر ہوئین بہ رونق تمام طرف زندانخانۂ طلسمی
کے چلے ان دونونکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا اب حال ملکہ مشکبار کہ جو سعد شہریار کو لیے گئین تحریر کرتا ہون
کہ مشکبار سعد شہریار کو لیے ہوے مع تین سو ساحرون کے سایۂ ابر مشکبار سر پر پڑے زور و شور سے
جاتی ہین ایک مقام پر شکر ہوتی تھا کہ دیکھا ابر سیاہ سامنے سے پیدا ہوا اُس ابر نے آکر ابر مشکبار کو لخت لخت
کیا ایک آواز مہیب آئی کہ او مشکبار باغی خداوند ہفت پیکر کو کہان لیے جاتی ہے تیرے واسطے باعث
خرابی ہے ایسا نہ ہو قدرت کو زیادہ غصہ آئے ہمکو حکم ہوا ہے کہ سعد شہریار کو مع مشکبار کے لے آؤ یہ صدا
جو مشکبار نے سنی تڑپ کے ابر سیاہ پر گری ابر سیاہ کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیے دیکھا ایک ساحرہ تخت پر
سوار پشت پر ستر اسی ہزار ساحران غدار کھڑے ہوے آوازین دے رہے ہین غلغلہ ہے کہ باغیون کو گرفتار
کرو بڑھنے نہ پائین مسمار جادو کہ جو کل فوج کی افسر ہے اُسنے کہا اے مشکبار تو کیون اپنی زندگی سے بیزار
ہوئی تو نے ویرانہ بربط نواز کو قتل کر ڈالا کلاہ ہفت گوشہ اُسکے قبضے سے نکالی پاس طلسم کشا کے پہونچی

تجھے کیا نفع ہوا یہ سنتے ہی مشکبار نے دیکھا کہ مسمار جادو نے لشکر مقابلے مین اُتار دیا ابر دونون
نابود ہوے ابر سیاہ کو مشکبار نے مٹایا ابر مشکفام کو مسمار جادو نے خراب کیا مسمار جادو نے
پاس مشکبار جادو کے کہلا بھیجا کہ اے مشکبار بہتر یہ ہے کہ بادشاہ اسلام سعد بن قباد کو ہمارے حوالے
کرو ہم خدمت خداوند مین لیجائین تمہاری خطا معاف کرائین مشکبار نے ہر مرتبہ انکار کیا تیسرے دن غصہ
مین مسمار نے طبل جنگی بجوایا مشکبار نے جواب مین نوازش طبل کو حکم دیا مسمار کے ساتھ اسّی ہزار
ساحران غدار ہین اور یہان صرف تین سَے ساحر ہین مشکبار خود رات بھر طلایہ پھری سعد شہریار کی
حفاظت کی صبح کو سعد پشت مرکب پر سوار ہوے مشکبار جادو ہمراہ رکاب ہی تین سے ساحر پرے
جمائے ہوے میدان مین آکر ہو پہنچے مسمار جادو کو دیکھا اسّی ہزار ساحرون کی جمعیت سے میدان مین
آکر اُسنے بھی پرے باندھے سوفار جادو اسکا بھائی کر گردن ست چھیڑ کر صف سے نکلا مسمار سے
اجازت خواہ ہوا مسمار نے کہا اے برادر ہمنے بڑی غفلت کی کہ تین روز کامل کی مہلت دی اب مین جاتی ہون
کہ آج ہی فیصلہ کردون باغیون کو خدمت خداوند مین لیجاؤن پرسش ہوگی کہ عرصہ کیون ہوا سوفار نے کہا
مین تو اب قصد کر چکا مین جا کر مشکبار ہی کو للکارتا ہون مسمار نے اجازت دی سوفار میدان مین آیا
عجائب و غرائب سحر کے دکھا کے آواز دی اے مشکبار مقابلے مین ہمارے آؤ کمال سحر دکھاؤ دیکھین کس
بھروسے پر تمنے بادشاہ اسلام کا ساتھ دیا یہ سنتے ہی مشکبار نے طاؤس اپنا صف سے نکالا سامنے
سعد شہریار کے آئی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس عرض کی اے شہریار اجازت جلد
عطا فرمایئے کنیز رخصت ہوتی ہی خوشی اُسوقت ہو کہ اس جنگ کو فتح کرون سعد نے اجازت دی اب
مشکبار نے طاؤس اپنا بڑھایا سامنے سوفار کے آئی سوفار نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری
تیر جگر کمان مین پیوست کیا مشکبار کو تیر مارا مشکبار نے ہاتھ بلا بابرق نے تیر کو کاٹا کئی تیر سحر کے
سوفار نے مارے مشکبار نے تیرون کو کاٹا جب کئی سحر سوفار کر چکا تب مشکبار نے پکار کر آواز
دی اے خوشبوے دماغ رس کیون دیر کی یہ گستاخ گستاخی کر رہا ہے سوفار نے دیکھا جھونکا ہوا کا چلا
ایک خوشبوے معقول دماغ مین آئی ناک چھلا چھلا کر خوشبو کو سونگھا جھومنے لگا آنکھین سرخ ہوئین
چہرہ گلنار ہاتھ بڑھا کر گریبان اپنا چاک کرنے لگا جھوم جھوم کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

اندھیرے ہین اشک سرد کا سرچشم حور مین	دیکھو پری نہاتی ہے دریاے نور مین

شرم و حجاب دور ہو وصلت کا لطف ہی | ایسے مزے کہان ہین شراب طہور مین
غیبت مین حال دل نہیں ممکن کہ کہا سکون | سُن لیجئے بُلا کے سب اپنے حضور مین
مین نے کیا وہ کام جو مشاطہ سے نہ ہو | سویا لپٹ وہ نشہ مے کے سرور مین
رویا مین بھی جمال سے محروم ہی رکھا | یہ لن ترانیان تھین فقط بزم طور مین
پاس اُنکو میرا صحبت اغیار مین کہان | ارض و سما کا فرق ہی نزدیک و دور مین
ہی گرم ناز گور غریبان پہ وہ حسین | باقی رہا ہی حشر کے اب کیا ظہور مین
آمد شد نفوس مین کس طرح چین آئے | ہر دم صدای حشر ہی اس نفخ صور مین
سچ پوچھیے تو زندہ ہی در گور ہی نظام | جان ہی حریم کعبہ مین تن جدہ پور مین

اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا ہاتھ باندھے ہوے سامنے مشکبار جادو کے آیا کہا مجھسے سراسر خطا ہوئی جو کہو وہ بجا لاؤن مشکبار جادو نے کہا تو مجھسے دعوی عشق کرتا ہی سوفار جادو نے عرض کی مین چاکر ان کمترین سے ہون مشکبار جادو نے کہا جاؤ مسمار جادو کا سر لیکر ابھی آؤ ہم تمھاری آرزو پوری کرینگے یہ سُنکر سوفار جادو اُلٹا پھٹا مسمار جادو پر جا پڑا ایک گولہ مارا کہ پانچ سات سَو جادوگر مر کر گر پڑے کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ قلم ہوا جب کئی سَو ساحر مر کر گرے مسمار جادو نے للکارا او سوفار کیا بے ادبی کرتا ہی خبردار کھڑا رہ سوفار جادو کب مانتا ہی جھوم جھوم کر اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی جس غول پر گرا اُس غول کے افسر کو تاک کے مارا مسمار جادو کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہے جب دیکھا اس نے کہ سوفار جادو نے دو ہزار جادوگر مارے جب تو اُسنے بڑھ کے نعرہ کیا او سوفار جادو کھڑا رہ یہ کہکے سوفار جادو پر جا پڑی سوفار جادو نے گولہ مارا مسمار جادو نے گولہ کاٹا کئی گولے مسمار نے سوفار جادو کے کاٹے آخر مسمار جادو نے جھلا کے گولہ جھولی سے نکالا سوفار کو مارا سوفار جادو کے سر پر پڑا سر سوفار جادو کا پھٹا سوفار کا مر کر گرنا کہ شکم شق ہوا شکم سے ایک طائر سفید نکلا منقار یاقوت احمر کی آنکھین مثل برق کے چمکتی ہوئین زر فیل ہا کے شکم سے نکلا پکارتا ہوا او مسمار جادو ارے تو نے غضب کیا اپنے بھائی کو مارا مین قدرت سے اطلاع کرنے جاتا ہون مسمار جادو نے ہر چند چاہا کہ طائر کو روکون لیکن اُسکی تیز پروازی پر ہوش اُڑے طائر سامنے سے نکل گیا جب طائر نکل گیا مسمار جادو جست و خیز کرتی ہوئی سامنے مشکبار کے آئی

للکارکر آواز دی او مشکبار جادو یہ تو نے کیا خطا کی بڑی تو نے جفا کی میرے بھائی کو میرے ہاتھ سے
قتل کرایا مشکبار جادو نے پکار کر آواز دی اے خوشبوے دماغ رس اسکو بھی لینا دفعتاً خوشبو جنگل
مین پھیلی غنچے چٹکے پھولون نے آنکھیں کھولین خوشبو جو دماغ مین مسمار جادو کے پہونچی یہ بھی جھومی
پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم مین تو کنیز ہون ذرا ادھر نگاہ اُٹھاؤ مشکبار نے نگاہ اُٹھائی آواز دی او
مسمار جادو کیون کھڑی ہے اے خوشبوے دماغ رس تاثیر کر ایسی خوشبو دماغ مین مسمار کے آئی
کہ گریبان اپنا چاک کیا خاک صحرا اُٹھا کر ملی پکارتی ہوئی طرف مشکبار کے دوڑی نظم

اس دور مین بچا ہے رنج و الم سے کون
افلاک کے رہا ہے خالی ستم سے کون

اک سر ہزار سودا ہے مول دیکے جان
اُلجھاے دل کو اپنے گیسو کے خم سے کون

تو ہی بتا ستمگر انصاف سے ذرا
بہتر ہے لعبتو نمین میرے صنم سے کون

ابرو کے یہ اشارے کشتہ کرین نہ کیون
جانبر ہوے ہین قاتل تیغ دو دم سے کون

شمشیر کا ہوا ہے سر سبز کھیت کب
سر یار کے اُٹھائے نقش قدم سے کون

دم بھر جو آپ کے گھر رہتا نہین تو شب
بھولا بھلا ہے ظالم جور و ستم سے کون

ہے چار دن غنیمت رعنا جہان مین نیست
کو دا تھا گھر مین صاحب آخر یہ دھم سے کون
جا کر پھرا ہے دورنہ ملک عدم سے کون

مشکبار نے چاہا تلوار کھینچکر اسکو قتل کرون کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا وہی طائر جو شکم سے سوفار کے
نکلا تھا چکا مسمار جادو کے سر پر آکے چرخ مارا ایک چیخ ماری شعلہ دہن سے نکلا طائر جلکر خاک ہوا
خاک طائر کی مسمار کے سر پر گری جیسے ہی خاک سر پر پڑی سحر اُترا چاہا مشکبار جادو پر جا پڑون اسکو گرفتار
کرلون پشت سے آواز آئی او مسمار جادو بھاگ قریب مشکبار کے جا نادہ بلاے روزگار ہے ایسا نہو کسی
سحر مین پھنسو تو جان بچانا دشوار ہو مسمار جادو یہ آواز سنکر ٹھہری پکار کر آواز دی اے مشکبار جادو اب
پلٹ جاؤ کل تسے سمجھ لینگے یہ کہکے طبل امان بجوایا مسمار جادو اور مشکبار جادو دونون پلٹ آئے
سعد شہریار ساتھ مین سعد سے کہا آج مسمار جادو کچھ فتور کریگی ہوشیار رہنا چاہیے سعد کو لا کے
بارگاہ مین داخل کیا آپ بشکل عقاب تعبیہ بارگاہ پر آکے بیٹھی صمصام جادو کنیز کو طلایہ پر مقرر کیا
مسمار جادو جو پلٹ کے آئی بیٹھ کے سحر تیار کیا بارگاہ سے اپنی عمل طرف لشکر مشکبار کے چلی جب لشکر

مشکبار قریب رہا آواز حاضر باش و ناظر باش کی سنی دیکھا صمصام نام کنیز طلایہ دے رہی ہی منہ سے
کچھ شعلۂ آتش چھوڑے جس مقام پر صمصام کھڑی تھی اُسی نخل کے نیچے پتھلکر ہو گئی ساتھ والیان بھی اسکی
غافل ہوئین اب دیکھا کہ مشکبار قبۂ بارگاہ پر پہنچی ہی مسمار پلٹی ایک نخل پر آکے بیٹھی چند پھول منقار سے
توڑے اُن پھولون کو لیکر بلند ہوئی سر پر آکے وہ پھول گرائے ایک جھونکا ہوا سے سرد کا چلا کہ مشکبار
سو گئی مسمار اُتری بارگاہ سعد شہریار مین داخل ہوئی دیکھا ظل اللہ آرام فرما رہے ہین مگر دو شیر ایک سرہانے
اور ایک پائینتی بیٹھے ہوے خورش کر رہے ہین مسمار نے بڑھکر ایک دستک دی دونون شیر سر جھکائے
ہوے بیرون بارگاہ چلے گئے اب مسمار جادو قریب چھپر کھٹ کے آئی سعد شہریار پر سحر کیا دونون ہاتھ
اوپر بیکار ہوے پنجے مین دبا کے لے اُڑی اب خیال آیا لشکر مین ٹھہرنا مناسب وقت نہین معلوم ہوتا ہی
سیدھی خدمت خداوند مین چلون یہ سوچ کے بلند ہوئی طرف قصر ہفت پیکر کے روانہ ہوئی اُڑی چلی
جاتی ہی کئی کوس پنجے مین سعد شہریار کو دبائے ہوے نکل گئی ہی قضائے کار سہراب فیل تن اپنے
باغ مین بیٹھا ہوا مصروف جشن تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا سر اُٹھا کے دیکھا ایک ساحرہ ایک جوان کو کہ
آفتاب جمال خورشید مثال ہی لئے جاتی ہی سہراب فیل تن حیران ہو گیا کہ یہ ساحرہ کون ہی اور اس شہریار
کو کہان سے لائی ہی اور کہان لئے جاتی ہی یہ سوچ کے ایک گولا اُٹھایا غفلت مین تاک کے سینہ پر کینہ
مسمار پر مارا کہ تو ڑکر پشت کو پار گذرا لاشہ مسمار جادو کا ایک طرف بادشاہ اسلام پنجے سے چھوٹے
سہراب فیل تن نے اُٹھکر سعد شہریار کو گود مین لیا صورت زیبا کو بحسرت دیکھ رہا ہی جی مین کہتا ہی یہ
کون جوان ہی ظاہر مین شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت صاحب حشمت و دولت معلوم ہوتا ہی
مسند پر بٹھا کے سعد شہریار کو سہراب نے ہوشیار کیا بادشاہ اسلام کی آنکھ کھلی اپنے کو مجمع
ساحران مین پایا دیکھا ایک ساحر زبردست بیٹھا ہوا تلوے سہلا رہا ہی سعد اُٹھ بیٹھے فرمایا مین اپنی
بارگاہ مین تھا یہان مجھکو کون لایا سہراب فیل تن نے سب کیفیت بیان کی عرض کی حضور کا حسب
و نسب کیا ہی نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے مین مصاحب خاص خداوند ہفت پیکر ہون حضور کو
اس حالت مین دیکھکر خیال ہوا اُس ساحرہ کو مارا آواز آئی تھی کشتی مرا نام من مسمار جادو بود سعد نے
کہا اے سہراب فیل تن ملکہ مشکبار جادو کہ مجھسے محبت رکھتی ہی مقابلے مین مسمار جادو کے
اُتری تھی قابو پا کے مجھے اپنے پنجے مین دبائے ہوے لئے جاتی تھی تمہارا احسان ہوا گویا جان بخشی کی

سہراب فیل تن نے کہا طلسم کشا ے اصلی جنکا لقب ہی رستم پیل تن ملکشاہ رومی فرزند صاحبقران
وہ آپ کے کون ہیں سعد نے کہا وہ میرے عم نامدار ہیں مصروف جستجوے طلسم کشائی ہیں انشاء اللہ وہ
ضرور طلسم مذکور کو فتح کرینگے کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ فرزندان صاحبقران کوئی قصد کریں اور وہ
مقدمہ نہ ہو ہر چند کہ میں الگ کوشش میں مصروف ہوں وہ الگ جستجو کر رہے ہیں اگر چاہا خدا نے تو
وہ ضرور اس ہفت پیکر کی خدائی کو مٹا دینگے یہ سنکر سہراب نے کہا ای شہریار کل میرے پاس
خداوند کا ایک خط آیا تھا جسکا مطلب یہ تھا کہ دو باغیوں کو گرفتار کرکے بہت جلد با بدولت واقبال کی
خدمت میں حاضر کرو نام نامی و اسم گرامی آپکا اور آپ کے عم نامدار کا اُس خط میں تھا میرا قصد تھا کہ کوچ
کروں مگر میری خوش قسمتی سے اب حضور نے غریب خانے پر نزول اجلال و ورود اقبال فرمایا جان و
دل سے کوشش کرونگا لیکن فتح طلسم آپ کے عم نامدار ہیں میں مشکبار جادو کو بلاتا ہوں میں اور
وہ دونوں شریک ہوکے آپ کے لیے جستجو کرینگے یہ کہکے شہریار کے سامنے سہراب نے اطاعت
دین اسلام قبول کی باغ میں تو بیٹھا ہی ایک طائر کی جانب نگاہ اٹھا کر دیکھا کہا جا کر مشکبار جادو
کو اطلاع کرو ہمارے پاس اُس عاشق صادق کو لاؤ صبح ہو چلی پھر طائر تو اڑ کر روانہ ہوا سہراب جاکے
ایک کتاب لایا پھر دیکھنے لگا کہا ای شہریار حضور کی شوکت و لیاقت ضرور بڑھیگی مگر شیاے عمدہ
تقدیر میں رستم کی ہیں وہی لوح پائیں گے یہ کتاب حالات مقامات طلسم ہفت پیکر ہے یہ کہکر خاطرداری
میں مصروف ہوا اب حال مشکبار جادو کا تحریر کرتا ہوں کہ جب نسیم سحر چلی قبۂ بارگاہ پر بیٹھی تھی آنکھ کھلی قبہ
بارگاہ سے اُتری دیکھا صمصام کنیز کو مع ساتھ والوں کے ایک مقام پر سو رہی ہے جیسا کوئی اُفتاد
پڑی صمصام کو جگایا کہا کیوں صمصام یہ کیسی غفلت طاری اسی طرح دیتے ہیں صمصام نے بیان کیا
کنیز بات بھر طلایہ پھری پہر رات سے ہے ایک ہوا سے سرد چلی کنیز سو گئی یہ معرکہ گذرا مشکبار جادو
گھبرا کر وہاں سے پلٹی بارگاہ سعد بن قباد میں آئی چپرکھٹ شہریار علی وقار کا خالی پاکے بیقرار ہوکے
چار جانب دیکھنے لگی حیران تھی کہ میرے مقرر کیے ہوے شیر کہاں چلے گئے گھبرا کر باہر نکلی دیکھا ایک
نخل کے نیچے دو شیر سرنگوں کھڑے ہیں مشکبار جادو نے آواز دی ارے کمبختو ہم نے تمکو کہاں
مقرر کیا تھا یہاں کہاں کھڑے ہو دونوں شیروں نے مثل انسان کے آواز دی ہم ناچار ہیں
سمار جادو آئی اُسنے ہمکو بارگاہ سے نکالا اب ہم وہاں نہیں جاسکتے ہم دیکھا کیے وہ ساحرہ

سعد شہریار کو لے گئی ہم مجبور ہین مشکبار جادو جھلا کر بیسکے اڑی کہ ابھی لشکر کو اُسکے تباہ کرتی ہون اگر وہ وہان موجود ہی تو ٹکڑے ٹکڑے اڑا دونگی افسوس اُس شہریار پر جسکی ہاے کیا حال اپنا کہون کسکو کیفیت اپنی سناؤن میری تو یہ حالت ہی نظم

لب پہ وقت نزع آہون کے شرارے رہ گئے ｜ اشک حسرت آکے مژگان کے کنارے رہ گئے

ضعف مین کشتون کی ہم اک بسمل تمہارے رہ گئے ｜ چل چلے تھے منزل ہستی سے ہارے رہ گئے

بالا ہین اُس طفل کا گذرا نہ بڑے منت کے طوق ｜ کان مین بالے نہین پر گوشوارے رہ گئے

شکوہ ہی کرنے نہ پایا شانہ اُن زلفون مین غیر ｜ چلتے چلتے ہی سر عاشق پہ آرے رہ گئے

بزم خوبان اُسکے جانے سے ہی آنکھون مین سیاہ ｜ ماہ کامل چھپ گیا باقی ستارے رہ گئے

پہونچے یاران عدم سب منزل مقصود پر ｜ ہم سر راہ عدم حسرت کے مارے رہ گئے

فارس گلگون خوبی کا خرامان دیکھکر ｜ چوکڑی بھولے ہرن رم سے بچارے رہ گئے

اور ہی کترے ہین بگڑے یون نے اب کلبون مین گل ｜ سادے سادے باجگاہون کے نوارے رہ گئے

آتش عشق اشک کے طوفان سے کب ٹھنڈی ہوئی ｜ مرتے مرتے ایک دو باقی شرارے رہ گئے

دین و ایمان جان و دل رعنا نے سب چھین لئے ｜ دیدۂ گریان مگر حسرت کے مارے رہ گئے

اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی تین سو ساحرون کا لشکر پشت پر لشکر مسمار پر جا پڑی جاتے ہی گولہ مارا تین سو حربے سحر کے ہوئے لشکر مسمار مین باوہ ہوا ساحر مر مر کر گرنے لگے مشکبار لشکر مین مسمار کے گھس پڑی سحر کرنے لگی کبھی برق بنکر اڑی ترچھی گری کبھی گولہ مارا لشکر مین غل مچاتی پھرتی ہی مسمار بدکار کہان ہی اگر نہ ملی تو ابھی مین سارے لشکر کو مسمار کر دونگی شہریار کو لیکر کہان بھاگی کئی بارگاہون مین آگ لگا دی ڈھونڈتی پھرتی بارگاہ مسمار جادو مین پہونچی مقام اُسکا خالی پایا جھلا کر اُس بارگاہ سے نکلی جاتی ہی بلند ہو کر گردون آدھا لشکر تباہ کر دیا ہی کہ تمام لشکر مین فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی ساحر بھاگے بھاگے پھر رہے ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی ای ملکۂ عالم یہ نوشتہ دیکھو ایسا نہ ہو خلاف گذرے مشکبار جادو نے پلٹ کے دیکھا ایک طائر غل مچاتا ہوا آتا ہی منقار مین نامہ دبائے ہوئے آتے ہی نامہ مشکبار جادو کے ہاتھ مین دیا طرف سے مہراب کے مرقوم ہی کہ ای ملکۂ عالم دیکھتے ہی اس نامہ کے ہمارے پاس آ بیٹھے مسمار جادو کو ہنسنے مارا سعد

شہریار ہمارے پاس بہ خیر و عافیت ہین یہ سنتے ہی مشکبار جادو نے اپنی کنیزون اور ساحرون کو
آواز دی سب کے سب میرے پیچھے آؤ بیگناہون کے قتل سے ہاتھ اُٹھاؤ کیا فائدہ نصف لشکر
تو پامال کرچکے سب کنیزین پشت پر آئین مشکبار ہوا کو کاٹتی ہوئی چلی یہین سے ساحرون کا جماؤ
پشت پر تین سَے جادوگرنیان اُمسی ہوئی آتی ہین جس صحرا سے گذر ہوا وہ جنگل خوشبو سے معطر ہوا
درخت وجد مین آئے سہراب فیل تن سعد شہریار کے پہلو مین بیٹھا ہوا ہی کہ اُسکے دماغ مین خوشبو
آئی شہریار سے عرض کی حضور مشکبار جادو آپہونچی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر مشکبار جادو آکے چمکی
تین سَے کنیزین پشت پر پکار کر آواز دی سنم مشکبار جادو باغ مین سہراب فیل تن کے آگے اُتری
سہراب نے اُٹھکر تعظیم کی لاکر صحبت مین بٹھایا سعد شہریار کو دیکھکر مشکبار خوش ہوگئی کہ بہ شوکت
بیٹھے ہوے پایا قدمون کو بوسہ دیا کہا ای شہریار آپ صاحب اقبال ہین ایسے ساحر باشوکت کو
آپ پر خدا نے مہربان کیا کیون سہراب فیل تن کیا صلاح ہی سہراب نے کہا یہ تو مین کتاب
مین دیکھ چکا ہون کہ طلسم کے یہ فتاح نہین ہین دربندون پر چلیے شاید کوئی صورت نکلے مشکبار
نے کہا بہت مناسب ہی سہراب نے دو دن مشکبار جادو و سعد شہریار کو مہمان کیا تیسرے دن
آواز دی لشکر تیار ہے نقیچے چٹکے پھولون نے آنکھین کھولین شجر جھومنے لگے تھوڑے عرصے مین دیکھا
چالیس ہزار ساحر اسباب سحر سے آراستہ ہوکر گوشہاے باغ سے پیدا ہوے مرکب خنگ
سیاہ فیلاس پر سعد سوار ہونے لگے سہراب نے کہا حضور تامل فرمائین مشکبار سے کہا آج
کے روز کوچ اور معطل رہے ساعت کچھ اچھی نہین ہی یہان سے نکلتے ہی کچھ فتور پڑیگا مشکبار
نے دست بستہ عرض کی آج حضور تامل فرمائین کل روانگی ہوگی سعد نے غصے مین کہا ابھی ہم اگر
چلنے کا نام سے کے انکار کرتے تو تمکو خلاف گذرتا سہراب بھی تامل کرنے اب چلو جملہ معاملات
خدا کے سپرد کرو اگر فتح ہماری تقدیر مین ہی سامان غیب سے ظاہر ہوگا اگر شکست لکھی ہی ویسا ہی
سامان پیدا ہوگا مشکبار قدمون پر گر پڑی کہا ای شہریار غنچے ہنسنے ہین پھول مسکراتے ہین نخل وجد
مین ہین مطلب یہ ہی کہ سب منع کرتے ہین اور حضور نہین مانتے ہین حضور کہنے کو قبول کرین اگر کوئی
اُفتاد پڑی تو نہایت تاسف ہوگا اور مین تو اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ہون جس طرح ارشاد ہو
بجا لاؤن میری تو عجب کیفیت ہی نظم

تونے کیا تشبیہ دون فکر دلی یکسو نہین
ماہ تو ابرو نہین ہی ماہ کامل رو نہین

اسقدر مفلس ہوا ہون دی جو گوہر سے مثال
مدتین گذرین کہ میری آنکھ مین آنسو نہین

آدمی کیا ہو گیا ہمزاد بھی تیرا مطیع
اے پری کس کس پہ تیرا سایۂ جادو نہین

ربط باہم کے مزے باہم رہین تو خوب ہین
یاد رکھنا جان جان گر مین نہین تو تو نہین

آنکھ کے تل کی سیاہی مشک سے ہی کچھ زیاد
کسطرح اسکو کہین ہم نافۂ آہو نہین

بیہودہ ہم ہین آتے جو زبان تا جان لے
نوش کے قابل لعاب افعی گیسو نہین

طوق ہو کر رہ گئی ہی ہان کسی کی یہ نگاہ
حلقۂ نظارہ ہی یہ حلقۂ گیسو نہین

بے ادب قاتل نہ ہو تیغ نگہ بس ہو چکی
سینہ اپنا آشنائے زحمتِ زانو نہین

نوجوانون کے سبب سے یار دیرینہ چھٹے
مدتین گذرین کہ دل کو صحبتِ پہلو نہین

مین وہ وحشی ہون کہ بعد از مرگ بھی ہر تربا
کونسے دن طوطیائے دیدۂ آہو نہین

حادثاتِ دہر سے کس شی نے پایا ہی فراغ
جامۂ آبی خطوطِ موج سے اُتو نہین

ظاہر و باطن مین ہی روز ازل سے اتحاد
کوئی گل ایسا نہین ہی جسمین مطلق بو نہین

کینۂ صیاد سے کیسی سبک روحی ہوئی
سر نہین گردن نہین سینہ نہین بازو نہین

تیرہ بختون کو شہادت کا اشارہ خال ہی
لحمہ تو ہی یہ بے سبب نقطہ تہ ابرو نہین

ہر کدورت سے مصفا ہی لباس عاجزی
یہ وہ جامہ ہی کہ جو محتاجِ شستشو نہین

کیا کرین بے اختیاری سے نہین کچھ اختیار
آپ پر قبضہ نہین ہی موت پر قابو نہین

کس گھڑی ہی ہمکو فرصت یادِ خوبان سے نسیم
کونسا دم ہی جو لب پر اپنے ذکر ہو نہین

یہ اشعار پڑھ کے مشکبار جادو نے دامن سعد شہریار کا پکڑ لیا کہا کہ آج کوچ نہ ہوگا ای سہراب لشکر اُتارو سہراب نے لشکر کو اشارہ کیا بیرون باغ لشکر آکر اُترا سہراب فیل تن نے جلسہ آراستہ کیا روشنی کی تیاری ہوئی حاضرین خدمت نے بھاری جوڑے پہنے مسند آراستہ کی سعد و مشکبار دونون آکر بیٹھے سہراب مصروف خدمتگزاری ہی گائن سامنے بیٹھی گا رہی ہی اسباب عیش و نشاط مہیا مشکبار جادو بھی خوش بیٹھی ہی دو پہر سے شب تجاوز کر چکی تھی کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر اٹھا رعد کی گرج برق کی چمک گرجتا ہوا باغ پر آکر محیط ہو سہراب فیل تن کھڑا ہو گیا پکار کر آواز دی

کون صاحب ہین تشریف لائیے آنے سے رکنے کا کیا باعث۔ بڑھیا ایک ساحرہ بشکل مہیب بصورت عجیب
وغریب زاغ سیاہ پر سوار پشت پر بڑے بڑے ساحر رسول اور جھول ہاتھ مین جھولیان اسباب سحر سے
بھری ہوئی ابر سے نکلتے ہی پہلے سعد شہریار کو دیکھا پھر مشکبار جادو پر نگاہ ڈالی پھر سہراب فیل تن
سے کہا تمنے اپنے گھر مین باغیون کو جگہ دی خوف خداوند بالکل دل مین نہین ہم بوتیمار زاغ سوار اس
جوان کو لیجاؤنگی سہراب فیل تن نے بہ منت کہا ای بوتیمار زاغ سوار میرے حال پر رحم کر
آج جاتے تھے ہزار ہا کوس نکل جاتے کسی وجہ سے نجانا ہوا کل یہان سے چلے جائینگے راہ مین تمکو
اختیار ہی میرے گھر پر کوئی پریشان نہو بوتیمار زاغ سوار نے جواب دیا قدرت کا حکم تو یہ ہی کہ جو
دخل دے اسکو بھی لاؤ جو شریک ہو اسکو بھی گرفتار کرو مین تیرا اور اس گستاخ عورت پر رحم کرتی ہون
کس گستاخی سے پہلو مین بیٹھی ہنسی ہی ہمارا اچھا ادب نہ کیا یہ نہ سمجھی کہ مصاحبان خداوند ہین مین اسکو
لیجاؤنگی قدرت کے سامنے قتل کرونگی خطا کے بخشنے نہ بخشنے کا مجھے اختیار ہی یہ کہکے طرف سعد شہریار
کے چلی مشکبار جادو نے جو اس بلاے سیاہ کو آتے دیکھا منع کیا کہ اس طرف نہ آ بہ قہر وغضب نگاہ
نہ اٹھائیون قضا آئی ہی ساری مصاحبت رکھی رہ جائیگی ایک سحر مین دیوانی ہو کر جائیگی بوتیمار
کب سنتی ہی چاہا جھپٹ کے اٹھالون کہ مشکبار نے دستک دی اور کہا ای خوشبوے دماغ رس اس
لکا تا کو لینا بڑی بے ادبی ہی فوراً چمن سے بوے خوش آئی غنچے چٹکے نخل جھومے وہ بوے خوش
آئی کہ بوتیمار زاغ سوار جھومی چاہا کچھ آواز دے کہ زمین شق ہوئی ایک شخص مہیب وہیبتناک ہاتھ مین
کچھ پھول وغنچے لئے ہوے زمین سے نکلا نکلتے ہی بوتیمار کو سنگھا دئے کہگیا کہ ہوشیار رہنا اور اسی
طرح غرق زمین ہوگیا بوتیمار زاغ سوار کو ہوش آیا نہایت جھلا کر جھپٹی اب تو مشکبار جادو اٹھی
وہی اپنا کلمہ کہکر دستک دی ایسی خوشبو بھی آئی اور ایک شجر کی پشت سے ایک نازنین پھولونکا گلدستہ
ہاتھ مین نازنین پرفن غنچہ دہن ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار اپنے فعل کی مختار ہنستی ہوئی سامنے آئی
پکار کر آواز دی بی بوتیمار زاغ سوار اسقدر کیون خفا ہوئی ہو جو کام کہو وہ مین کرون مشکبار جادو
سے مقابلہ نہ کرو یہ کہتی ہوئی قریب آئی ہاتھ بڑھایا کہ گلدستہ سنگھاؤن دام مکر مین لاؤن بوتیمار
نے کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا سر اس نازنین مہ جبین حور تمکین کا اڑ گیا سر کے اڑتے ہی وہ خوشبو
پھیلی کہ تمام باغ معطر ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام مین خوشبوے دماغ رس بود مشکبار جادو چھپا کر

پیالی تیر سے کھینچی بوتیمار نے آواز دی بس آگے نہ بڑھنا ای زمین باغ اسکو روک لے یہ کہنا تھا کہ مشکبار جادو لڑکھڑا کے گری زبان بند ہوئی اب بوتیمار نے سعد شہریار کی طرف دیکھا کہا تو تمھاری اس مددگار کا یہ حال کیا سعد شہریار نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا بوتیمار نے ہنسکر کہا تکلیف نہ فرمایئے اسی مقام پر بیٹھے رہیے سعد کے ہاتھ پانوں کی طاقت سلب ہوئی قبضۂ شمشیر قبضۂ شہریار سے چھوٹا بہت تردد ہوا بوتیمار زاغ سوار نے چاہا شہریار کو اٹھا لون اب سہراب کو تاب نہ رہی وہین سے نعرہ کیا کیون او بوتیمار جو ہمنے کہا تھا وہ تو نے نہ مانا ہمارے سامنے یہ بدعت یہ کہکے جا پڑا گولہ مارا بوتیمار نے گولہ کاٹا آپس مین دو چار سحر ہوے بوتیمار نے جھلا کر کہا اپنی پہلوانی پر ناز کرتا ہی بس اسی مقام پر کھڑا رہ سہراب کے پانوں زمین نے تھام لئے سحر فراموش ہوا حیرت کا جوش ہوا اب بوتیمار زاغ سوار بڑھی کہ اس جوان کو گرفتار کرون ملازمان سہراب نے جو اپنے مالک کو اس حال مین دیکھا افسران فوج بڑھے للکارتے ہوے کہ خبردار آگے نہ بڑھنا ہمارے افسر پر ہاتھ نہ ڈالنا جو افسر بڑھا بوتیمار نے سحر کیا کہ وہ زمین پر گرا چالیس افسر فرداً فرداً بڑھے اور زمین پر گرے پڑے لوٹ رہے ہین اٹھ نہین سکتے اٹھا لے بوتیمار نے ایک گولہ مارا سارا لشکر دھوئین مین مبتلا ہوگیا دھوان زمین سے نکل رہا ہی ہر نخل مثل شمع کافوری جل رہا ہی افسران فوج اور جملہ لشکر مین فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی اب بوتیمار جھومتی ہوئی بڑھی کہ سعد شہریار کو جاکے گرفتار کرون مگر کہتی ہوئی ای جوان طرحدار ارے ظالم تیرے حسن عالم سوز نے میرے دل کو جلادیا تو خوف نہ کر اپنے دل مین نہ ڈر مین تجکو سامنے خداوند ہفت پیکر کے نہ لیجاونگی اپنے باغ مین لیچل کے مصروف عیش ونشاط ہونگی تیرے پہلو مین بیٹھونگی جو کہیگا وہ قبول کرونگی وہ مرتبہ کرونگی کہ دیکھنے والے رشک کرینگے اگر تو چاہیگا کہ فتح طلسم مین مصروف ہون بدل وجان کوشش کرونگی تا بکوہ ذخار پہونچادونگی سعد نے آواز دی کیا بیہودہ بکتی ہی دیکھ خبردار میرے قریب نہ آنا یہ سنتے ہی بوتیمار دور سے منتین بھی کرنے لگی کبھی کہتی ہی او ظالم میرے حال پر رحم کر دل تجپر مائل ہی یہ کنیز تیری تیغ ابرو کی گھائل ہی زخم تپک رہا ہی کانٹا محبت کا دل مین کھٹکتا ہی نظم

اٹھا سکی نہ مصیبت فراق یار مین روح	نکل گئی تن لاغر سے انتظار مین روح
ہزار مرتبہ تجپر فدا مین کردیتا	اگرچہ ہوتی مرے پیارے اختیار مین روح

جو آنا ہو تجھے مد نظر تو آ ظالم — نکل نہ جائے کہیں تیرے انتظار میں روح
نہیں ہے گور کی تنگی سے کچھ ہمیں دہشت — رہیگی بعد فنا کے بھی کوے یار میں روح
جو آئے نزع کے عالم میں وہ مسیح جمال — مریض عشق کے آجائے جسم زار میں روح
ترے فراق میں یون زندگی گذرتی ہے — ہے کرب قلب کو پیارے اور انتظار میں روح
اسی کے حکم میں ہے موت و زندگی محبوب — حقیقتاً ہے فقط دست کردگار میں روح

ایسی مبین خوشامدین کرتی ہوئی اپنے عشق کا اظہار دل کا اضطرار بیان کرتی ہی بادشاہ نے گالیان ین کلمات سخت کہے جب تو بوتیمار نے نیمچہ کھینچا کہ بڑھکر سر کاٹ لون بادشاہ نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ پہلو سے آواز آئی او ظالم مجھے تو بچا ورنہ دشمن مار ڈالینگے پلٹ کر دیکھا ایک جوان نہایت حسین و جمیل تاج سر پر دھرا ہوا موتیون کے مالے گلے مین پکارتا ہوا آتا ہی بوتیمار نے اُس جوان کے جمال جہان آرا کو پلٹ کے دیکھا دیکھتے ہی بیتاب ہوگئی یا طرف سعد کے جاتی تھی یا جست کرکے قریب آئی ہاتھ تھا ما کہا صاحب سنبھلو کسنے ستایا زخم تمھارے سر پر کسنے لگایا اُس جوان نے کہا دیکھو وہ سامنے تلوار کھینچے چلا آتا ہی جیسے ادھر بوتیمار پلٹی پیٹ کے خنجر مارا اور نعرہ کیا کہ نام اجروس جنی بوتیمار جادو کا شکم چاک قصہ پاک جیسے ہی بوتیمار گری لشکر اسکا جلنے لگا مشکبار اور سہراب دونون اُٹھے کہا کہ اے شہریار یہ کون مددگار ہی بادشاہ نے ارشاد فرمایا ای اجروس کہان سے آتا تھا بڑے وقت پر آکے پہونچا اجروس نے بڑھکر قدمون کو بوسہ دیا کہا حضور والد نامدار مغل خان تاجدار نے نامہ دیا تھا مین وہ نامہ لئے ہوے طرف ہفت دربند کے جاتا ہون کچھ وہان کے ساحرون سے ضرورت ہی اِس راہ سے جو گذر ہوا حضور کو اِس حال مین دیکھکر پریشان ہوگیا شکر ہے کہ اس ملعونہ کو مارا ایسی ملعونہ واصل جہنم ہوئی اگر حضور اِسی مقام پر رہین تو والد نامدار کو مع لشکر بلا لاؤن فرمایا خبردار کبھی ایسا ارادہ نکرنا باپ کو اپنے نہ لانا مین یہان سے کوچ کرونگا سب اہل لشکر اجروس کو دعائین دینے لگے کہتے تھے کہ تو نے بڑا کام کیا ایسے وقت پر مدد کی کہ کوئی چارہ نہ تھا قریب بہ ہلاکت تھے پھر سب نے دیکھا ایک شعلہ چرخ مارتا ہوا ایک جانب غائب ہوگیا سعد شہریار اُٹھے مشکبار جادو اور سہراب نے عرض کی اب اِس مقام پر گھڑی بھر ٹھہرنا مناسب نہین غلام کی شرکت کی خبر بھی ہفت پیکر تک پہونچ گئی جب وہان سے یہ ساحرہ روانہ ہوئی اُسی وقت لشکر تیار کیا سہراب فیل تن تو بھی پی

بان کا خوف پیدا ہوا سعد شہریار پشت مرکب پر سوار مشکبار جادو طاؤس زرین بال پر سہراب
گینڈے پر لشکر کو ساتھ لیا نوبت نقارے بجاتے ہوئے باغ سے نکلے لیکن سہراب چاہتا ہی جلدی
نکل چلین پلٹ کے دیکھتا جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ فوجین آیا چاہتی ہین مشکبار جادو نے بڑھکے پوچھا ای
سہراب کس طرف قصد ہی اُسنے جواب دیا اِسکا خیال نہ کرو مین طرف کوہ دخار کے چلتا ہون دخار
جادو ساحر زبردست ہی اگر کوہ دخار لے لیا تو آگے بڑھ کر معرکہ عظیم پڑیگا طلسم کا زور کم ہو جائے گا
سہراب اُسی طرف لشکر لیکر چلا تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ صحرا مین اندھیرا ہو گیا اسقدر گرد اڑی کہ ایک کو ایک
نہین دیکھ سکتا تھا ہر شخص غل کر رہا ہی کوئی پکارتا ہی پروردگار عالم مدد کر کوئی گھبرا کر پریشانی مین لات و
منات کو پکارتا ہی کوئی سامری و جمشید کا نام لیتا ہی کوئی گھبرا کر پکارتا ہی اے خداوند ہفت پیکر بچا لیجیے
طائرون نے غل مچایا پہاڑ معلوم ہوتا ہی تھرا کے گر پڑینگے پتھر لنڈھ رہے ہین کھڑکھڑ کی آواز آتی ہی درخت
معلوم ہوتا ہی ٹوٹ کر گر پڑینگے زمین سے غبار اُٹھ رہا ہی زمین تھرا رہی ہی سارا جنگل اہل اسلام کا دشمن
ہو رہا ہی کانٹے انگلیان اُٹھاتے ہین گویا گنہگار بناتے ہین قریب ہی زبان خار سے آواز آئی کہ ای
آیندہ و روندہ اس صحرا سے نکل جاؤ یہان راستہ نہ ملیگا جلد نکل جاؤ کیون اپنی جان کے دشمن ہو ہم سب
تمھارے واسطے رہزن ہین دشمن جان تشنۂ خون یہان ٹھہرنا نہین بہتر ہی حکم خداوند ہفت پیکر ہی کہ
جو مسلمانون کو صدمہ پہونچا ہین اُنکو مرتبے جلیل ملین غنچۂ آرزو کھلین سارا صحرا خوشی خداوند کا طالب ہی
تم لوگون پر یہان کا غبار بھی بھاری ہی کہ سامنے سے کوہ دخار دکھائی دیا سعد نے دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ
نہایت بلند مرتفع ہزارہا درخت اُس کوہ پر گرد سبز گھانس گھاٹیان درست دریا سے کوہ کھلے ہوئے
چمک رہے ہین دریا سے کوہ سے غزالان دشت کرچالین بھرتے ہوئے نکلتے ہین دوسرے درے
مین جا کے غائب ہو جاتے ہین اُس پہاڑ کو دیکھکر سب کے بدن مین جان آئی قضاے کار ملکہ نیلم جادو
جو رستم سے جدا ہوئی تھی یہ حوصلہ نہ پڑا کہ پاس ہفت پیکر کے جاؤن اور حال پوچھون وہان سے
بلٹی ہی آسمان پر مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی کہ نگاہ پڑی ایک جوان ہم شبیہ رستم گھوڑے پر سوار
پریشان و حیران جنگل مین پھر رہا ہی اُسکے ساتھ ایک لشکر گران تباہی مین مبتلا ہی یہ دیکھکر حیران ہو گئی کہ
یہ کون جوان ہی کسنے ان سب کو روکا ہی اِس صحرا مین سرگردان ہی سر جھکا کے دیکھا پہاڑ پر ایک ساحرہ ایک
نخل کے سائے مین بیٹھی ہوئی کبھی خاک اُڑاتی ہی کبھی چلو مین لیکر پانی پھینکتی ہے کبھی گل بوٹے ہاتھ مین

لیکر اُچھالنے لگتی ہے کبھی لشکر پر نگاہ ڈالتی ہے کبھی دستک دیتی ہے کبھی اپنے سر دان کا نام لیکر پکارتی ہے کہ یہ
راہ گیر جانے نہ پائیں تاریکی میں پھنسیں مبتلاے بلا رہیں نیلم جادو کو یہ حال پر ملال دیکھکر بہت بڑا
افسوس ہوا کہ بڑے بڑے ساحر زبردست لشکر کے ساتھ ہیں لیکن اسکے سحر سے ناواقف ہیں ورنہ
اسکی کیا حقیقت تھی سہراب فیل تن اور مشکبار جادو اندھیرے میں گھبرائے ہوے آنکھیں
ملتے پھرتے ہیں کبھی کسی نخل سے ٹکرا گئے نیلم جادو کو بڑا رحم آیا جھولی سے کارد تیز نکالی پشت خاکسار
پر آئی کارد پر اسم سحر پڑھا چند قطرات خون کارد پر ڈالے اور نعرہ کیا او مکارہ منم ملکہ نیلم جادو جیسے ہی
چلی کارد سینے پر پڑی پشت کو توڑ کر پار گذری لڑکھڑا کر گری پہاڑ بھی اسی کے سحر کا تھا وہ بھی جلنے لگا
گلستان میں آگ لگی غبار موقوف ہوا مشکبار جادو نے سنا آواز آئی کشتی مرا نام من خاکسار جادو
بود یہ جو صدا مشکبار جادو نے سُنی کہا ای سہراب فیل تن تمنے سُنا خاکسار جادو کوئی ساحرہ
تھی اُسکے سحر میں ہم سب اُلجھے تھے جنگل میں مارے مارے پھر رہے تھے کون ایسا دوست صادق
محبت واثق پیدا ہوا کہ ایسے دشمن سخت کو مارا ارے تلاش کر کے قاتل کو سامنے لاؤ نیلم جادو سامنے
سے ظاہر ہوئی سعد کو جھک کے سلام کیا قدموں کو بوسہ دیا عرض کی شہریار حضور کا نام نامی و اسم گرامی
کیا ہے سعد نے فرمایا بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد ہے ہم برائے فتاحی طلسم ہفت پیکر نکلے ہیں اب
سہراب فیل تن اور مشکبار جادو ہمکو لیکر طرف کوہ ذخار کے جاتے ہیں اسی صحرا میں آ کے
سحر میں پھنسے تمنے آ کے اس ساحرہ کو مارا نہایت احسان کیا نیلم جادو نے عرض کی ای شہریار لونڈی
کنیزان رستم پیلتن سے ہے ستارہ جو اُس جوان رعنا کا عیار ہے اُس سے صورت محبت و الفت ہے ایسا
لگتا ہے کہ دل بلاتا ہے اس طرف سے گذری اس ساحرہ کو دیکھکر مارا پہاڑ پر بیٹھی سحر کر رہی تھی سعد نے
چاہا نیلم جادو کو اپنے ہمراہ رکھیں نیلم نے عرض کی حضور کنیز انھیں کی تلاش میں جائیگی یہ بھی خبر
نیلم جادو کو معلوم ہو چکی ہے کہ کلاہ ہفت گوشہ پاس رستم کے پہونچی سعد نے اُس صحرا میں قیام کیا
دو روز اس صحرا میں رہے نیلم جادو تو جوش محبت میں ستارہ و رستم کے سعد شہریار سے رخصت
ہو کر بتلاش رستم چلی اسکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا لیکن سعد شہریار مع ملکہ مشکبار جادو و سہراب
فیل تن بعیش و سرور اس صحرا میں دو روز رہے بعد دو روز کے قصد سفر ہے لیکن اب حال
ہفت پیکر یہ اختر کا تحریر ہوتا ہے کہ یہ انتظام گرفتاری بادشاہ اسلام و رستم نامدار میں مصروف ہے اسم

جس قصر کا فلک اوّل نام ہی اُس قصر مین بیٹھا ہی تمام امیران سلطنت و وزیران ایّوت دربار مین حاضر ہین کہ رہا ہی کہ خاکسار جادو کو قدرت نے برائے گرفتاری بادشاہ اسلام بھیجا تھا لیکر آتی ہوگی یہ ذکر تھا کہ سامنے میز پر گلدستہ ہاتھ کا بنایا خاکسار کا رکھا تھا وہ دمبدم شگفتہ ہورہا تھا پھول نیرنگی اپنی دکھارہے تھے غنچے چٹک رہے تھے برگ سبز و شاداب جون جون گلدستہ شگفتہ ہوتا تھا وون وون ہفت پیکر تقدیرین بگھارتا تھا کہ خاکسار جادو مقابلہ بادشاہ اسلام مین پہونچ گئی تقدیرات قدرت ظاہر ہورہے ہین لشکر دشمن مین اندھیرا کردیا لاشون سے میدان بھردیا اب بہت جلد گرفتار کرلیگی بجاہ و حشم لیکر آئیگی بی مشکبار جادو و سہراب فیل تن بندھے ہوئے آئین لطف سرکشی اٹھائین وہ سزا پائین کہ عمر بھر یاد کرین جہنم مین دونون کو بھیجوا دونگا قصر ماران سیہ مین جگہ ملے ماران سیہ انکو کاٹین زندگی مین مرنے کے مزے ملین یکایک دیکھا وہ گلدستہ مرجھانے لگا رنگ پھولون کے بگڑے غنچون نے منہ کھولنا موقوف کیا پتّے مرجھائے ہفت پیکر نے کہا اور مزے دیکھو کس مزے سے لشکر کو گھیر اتھا خاتمہ مسلمانون کا قریب تھا غرور کیا قدرت کو غرور کسی کا پسند نہین ہی چشم زدن مین مٹا دینگے اب اسپر زوال آیا چاہتا ہی یکایک گلدستہ جلا جلکر خاک ہوا ہفت پیکر نے کہا قدرت جو کہہ رہے تھے آخر وہی ہوا اُسکا غرور اُسپر غالب ہوا اس غرور نے اسکو مٹایا غرور نے اُسے روز سیہ دکھایا ارے ذرا خبر تو لو لاش خاکسار جادو کی کہان ہی آخر کسنے اسکو مارا کسنے اسکا حوصلہ مٹایا ہوا سے جادو بہن خاکسار جادو کی روتی ہوئی اُٹھی کہ یا خداوند کنیز جاتی ہی اگر بنتا ہے اور ملتی ہی تو نعش اُسکی لاتی ہون یہ کہکر ہوا سے جادو اُٹھی ایک جھونکا ہوا کا چلا ہوا سے جادو غائب ہوئی ہوا کی ہوا بلند ہوئی چلتے وقت اِسنے اتنا پوچھا کہ یا خداوند کنیز کس طرف جائے ہوا سے ہفت پیکر نے کہا طرف صحرائے مینوسواد کے جسکے قریب کوہ ذخار ہی اُسی کوہ پر لاشۂ خاکسار ہے ہوا سے جادو روانہ ہوئی لشکر اسلام صحرا مین فروکش ہی کوچ کی تدبیرین ہورہی ہین مشکبار کہتی ہی اگر یہ کوہ ذخار ہی تو ذخار یہان کا تاجدار ضرور سر اُٹھائیگا سرکار کو روکے گا کنیز جا کے ذخار جادو سے ملاقات کرے دیکھون وہ کیا کہتا ہی باہر بارگاہ سے نکل کر دیکھ رہے ہین لیکن کوئی قلعہ وغیرہ نہین ہی نہ کسی جانب کوئی بستی معلوم ہوتی ہی نہ کوئی دِہ نہ قریہ ہر طرف ویرانہ پڑا ہی پہاڑ کے پتھر جابجا پڑے ہین مشکبار جادو نے پڑھکے سحر کیا کہ کوہ بیچ مین سے پھٹا دیکھا سامنے

ایک کوہ سر بفلک کشیدہ نہایت تکلف سے آراستہ ہی قلعہ مین خلقت کی آمد و رفت تو مین قلعے کے
اوپر چڑھی ہوئی گولہ انداز وغیرہ ٹہل رہے ہین جو کھوسے نشان ہوا مین فرا رہے ہین مشکبار جادو
نے کہا وہ قلعہ نمایان ہوا مردمان قلعہ بھی لشکر کو دیکھ رہے ہین قلعہ دار دیدبان لشکر کو دیکھکر ذخار جادو
کے پاس آئے کہا ای شہنشاہ لشکر مسلمانان صحرائے مینوسواد مین آگیا ذخار جادو نے جواب دیا
خاموش رہو اسکا ذکر نہ کرو ذرا انکو روکا او فساد برپا ہوا مین نے ابتک قلعے کو نظرون سے سب کی
غائب رکھا تھا کوئی ساحر زبردست اُنکے ساتھ ہی جسنے قلعے کو ظاہر کیا خاکسار جادو بحکم خداوند
ہفت پیکر آئی تھی قتل ہو گئی دیکھون خداوند کی طرف سے کیا انتظام ہوتا ہی یہ ذکر تھا کہ جھونکا ہوا کا چلا
ہوائے جادو آکر پہونچی ذخار جادو کو سلام کیا کہا ای ذخار جادو تجکو قدرت نے سیرائے تدبیر
مسلمانان بھیجا ہی کچھ تمکو معلوم ہی کہ خاکسار جادو پر کیا گذری ذخار جادو نے کہا ای ہوائے جادو
خاکسار جادو قتل ہوئی اُسنے ہنگامہ ڈال دیا تھا لشکر مسلمانان مین تاریکی ہو گئی تھی فریاد و فریاد کی صدا
بلند تھی آسمان سے ایک چھری گری نہ معلوم ہوا کسنے خاکسار جادو کو مارا مین تو کانپ رہا ہون
کہ مسلمانون سے جو اُلجھا اُسکی تباہی ہوئی ایسے ایسے ساحر مسلمانون کے ساتھ ہین کہ جنھون نے مخفی قلعے
کو ظاہر کر لیا اب مجکو خوف یہ ہی کہ ایسا نہ ہو قلعے پر لشکر کشی کرین تو مشکل ہو یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے آکے
عرض کی کہ در دولت پر سہراب فیل تن ملیح مسلمانان آیا ہی دروازے پر کھڑا ہی امیدوار باریابی ہی
درگہ سالار سے باتین کر رہا ہی ذخار جادو نے کہا او ای ہوائے جادو ایلچی وہان کا آپہونچا ہے
سہراب فیل تن کہ جو علم نجوم و کہانت مین طاق سحر مین شہرۂ آفاق ہی تم خاموش بیٹھو مین اُسے بلاتا
ہون دیکھون کیا پیغام لایا ہی وزیرون سے کہا سہراب فیل تن کو استقبال کرکے لاؤ
ہوائے جادو بیٹھی ہی وزرا گئے سہراب فیل تن کو لیکر سامنے ذخار جادو کے آئے سہراب
جھومتا ہوا سامنے ذخار جادو کے آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ذخار جادو تخت پر
کھڑا ہو گیا کہا ای سہراب فیل تن آؤ سہراب آکر دنگل پر بیٹھا بیٹھتے ہی کہا ای ذخار جادو تمکو کچھ
احوال معلوم ہی کہ ایک ساحرہ مکارہ اس ہفت پیکر مکار کی بھیجی ہوئی نے مخفی آکر سحر کیا قاتل اُس کا
غیب سے پیدا ہوا اُسے واصل جہنم کیا تمہارا قلعہ مخفی ظاہر ہوا تم اطاعت مین کیا کہتے ہو ذخار تو
سوچنے لگا لیکن ہوائے جادو بول اُٹھی کیون ای سہراب فیل تن تم قدرت کو مکار کہتے ہو

باپ دادا تمھارے پرستار رہے تمنے بھی سالہا سال سجدہ کیا آج اُس خداوند کو مکار بناتے ہو کچھ
خوف خداوند نہین کرتے سہراب فیل تن طرف ہواے جادو کے پلٹا ایک ساحرہ کو جو کلام کرتے
ہوے دیکھا کہا تو کون ہے کہ بادشاہون کی باتون مین دخل دیتی ہے تجکو اگر کچھ دعوی ہے تو اُٹھ ہوا نے کہا
مین فرستادۂ خداوند ہون خداوند نے تمکو بلایا ہے چلکر قدرت سے بات کرو اپنے اعتقاد کو ٹھیک کرو
ایسا نہ ہو کوئی بلا نازل ہو تو جان بچانا مشکل ہو سہراب نے کہا وہ مکار کیا بلا بھیجیگا اب حال کھلے گا
کہ طلسم کشاے اصلی بھی آتا ہے جسکا لقب ہے رستم پیلتن سرفتنۂ ملک فرنگستان جس ملک پر گئے اُسکو
ویران کیا مذہب اسلام جاری ہوا اب حال کھلیگا سارے کہ ہفت پیکر کو معلوم ہو جاےینگے
ہواے جادو نے کہا دمبدم قدرت کو مکار کہتے ہو مین براے بربادی لشکر آئی ہون تمھارے
بادشاہ کو بچاؤنگی سہراب نے کہا کیا مجال کیا طاقت کسی کی کہ ہماری زندگی مین اُس شہریار پر نگاہ
ڈالے اب تم اور ذخار ملکر یا اطاعت کرو یا مقابلے مین آؤ ہواے جادو نے کہا ایک سحر مین
زمین ہلا دونگی یہ کہکے ہواے جادو اُٹھی سہراب فیل تن سے سخت کلامی کی ہوا نے ایک
دستک دی کہ ہوا چلی سہراب نے رُخ جو پھیرے کہا ہوا کے جھونکے چلنا موقوف ہوے ذخار
کہہ رہا ہے اے ہواے جادو سمجھ کے کلام کرو فساد نہ بڑھاؤ لیکن ہوا نے نہ مانا دوسری دستک دی
پھر جھونکا ہوا کا چلا ابکی مرتبہ سہراب ہوا پر جا پڑا جھونکوں سے ہوا کے کئی مرتبہ لڑکھڑایا لیکن سحر کو روکتا
ہوا قریب ہوا کے پہونچا کہا او مکارہ سحر کیے جاتی ہے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مار دیا کہ سر ہوا
کا جنبر گردن سے اُڑ گیا ہوا کو مار کے سہراب طرف ذخار جادو کے پلٹا کہا کیون ہے ذخار جادو
تم نے اِس مکارہ کا حال دیکھا اب تم کیا کہتے ہو اگر جنگ منظور ہے بسم اللہ ہمکو عذر نہین
اگر صلاح منظور ہے خدمت مین شہریار کی چلو ذخار نے کہا اے سہراب مجھے فساد نہین منظور مین
حاضر خدمت ہوتا ہون سامان نذر و نیاز مہیا کرون تو حاضر ہون یہ کہکے سامنے سہراب کے
منتین کرنے لگا کہ سامنے شہریار کے ہماری سفارش کرنا تمنے اتنی بڑی سرکشی کی مین نے دخل
نہین دیا مین جانتا تھا کہ تمھارے سامنے اِسکی کیا حقیقت ہے مین یہ حال بھی بخوبی جانتا ہون کہ تمھارے
ساتھ ملکہ مشکبار جادو ہے اُسکے سحر کی کون برداشت کر سکتا ہے مین حاضر خدمت ہوتا
ہون یہ کہکے ذخار نے سہراب کو ٹالا جب سہراب جا چکا تو وزرا سے صلاح کی سب نے

کہا اس حال کی ایک عرضی قدرت کو لکھئے دیکھیے وہ کیا انتظام کرتے ہیں ذخار جادو نے کہا
میں نے سہراب فیل تن سے وعدہ کیا ہی میں نہ جاؤنگا تو وہ پھر آئیگا اور فساد عظیم برپا کریگا
میرا خیال یہ ہی کہ اب میں جا کے طول طلکر فساد کروں سعد بن قباد کو پکڑ لاؤں سوا اسکے اور کوئی
تدبیر نہیں بن پڑتی ہی سب نے ذخار جادو کی اس رائے کو پسند کیا ذخار جادو نے اسی وقت کشتیاں
جواہرات کی منگائیں تحفجات آراستہ کرکے مع وزرا چند خدمتگاروں کو ساتھ لیکر برائے ملاقات
سعد شہریار چلا سعد بیٹھے تھے مشکبار جادو بھی اپنے مقام پر آمادہ بیٹھی ہی کہتی ہی مجھکو نہ جانے دیا
سہراب فیل تن خود گئے دیکھوں کیا کر کے آتے ہیں کہ سہراب فیل تن آیا تمام کیفیت بیان
کی کہا خاکسار جادو کی بہن ہوا سے جادو بھی مغرور شور سے آگئی تھی غلام کے ہاتھ سے
واصل جہنم ہوئی ذخار جادو نے وعدہ کیا ہی کہ میں حاضر خدمت ہوتا ہوں اگر ذخار جادو نہ آیا تو غلام
پھر جائیگا گردن پکڑ کے ذخار جادو کو لائیگا مشکبار جادو کہتی ہی ابھی جاکے سحر کروں سب سے
قلعے والے فوراً حاضر ہوں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ چوبدار نے بڑھ کے عرض کی ذخار جادو دروازے پر
حاضر ہی سہراب فیل تن نے کہا دریافت کرو کس ارادے سے آیا ہی خیرخواہ دولت نے عرض
کی ظاہر میں تو ارادہ اصلاح پایا جاتا ہی باطن کا حال خدا جانے بادشاہ اسلام نے حکم دیا اندر آنے
دو ذخار جادو سامنے آیا پایۂ تخت شاہنشاہی کو بوسہ دیا نذریں پیش کیں عرض کی غلام دل سے مطیع
اسلام ہوا بادشاہ اسلام نے گلے سے لگایا پہلو میں جگہ دی وزرا کو اسکے کرسیاں ملیں ذخار
نے عرض کی حضور قلعے میں تشریف لے چلیں غلام کو سرفراز فرمائیں مشکبار جادو بول اٹھی اے
ذخار جادو تامل کرو کل حضور کو قلعے میں لے چلیگے ذخار جادو نے عرض کی آج سے دعوت
لشکر غلام کے ذمے ہی بادشاہ اسلام نے قبول کیا ذخار جادو نے وزرا سے کہا جاکر سامان لاؤ
کل لشکر کی دعوت ہی وزرا گئے ذخار جادو دربار میں حاضر رہا تھوڑے عرصے میں وزرا سب
سامان لیکر واپس آئے دیگیں چڑھ گئیں کھانا تقسیم ہونے لگا رات کو ذخار جادو نہایت تکلف
کے ساتھ خاصہ بادشاہ اسلام کی خدمت میں لیکر حاضر ہوا مشکبار جادو و سہراب فیل تن دونوں
شریک ہیں بادشاہ اسلام نے خاصہ نوش فرمایا طائفے حاضر ہوئے دور شراب چلنے لگا صدائے
پیہم نوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک نازنین مہ جبین خوش رو خوش خو سامنے بادشاہ کے کھڑی

ہوئے یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

نکلنی کس طرح ہے جان مضطر دیکھتے جاؤ — ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ

نسیم نوبہاری کی طرح آتے ہو گلشن میں — تماشائے گل و سرو و صنوبر دیکھتے جاؤ

جدھر جاتے ہو ہر گھر میں سے یہ آواز آتی ہے — سما ہے تو جیدون کو دم بھر دیکھتے جاؤ

قدم انداز سے باہر ہوئے جاتے ہیں صاحب کے — ستم رفتار میں کرتی ہے ٹھوکر دیکھتے جاؤ

ملیں وہ راہ میں یا کی تکتا ہوں جو ہو سو ہو — دکھا دو گھر بھلے اپنا مرا گھر دیکھتے جاؤ

خرام ناز میں عاشق سے ہے اسکا اشارہ بھی — کہ اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ

روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہیں — خدا کے واسطے پھر ہو پیمبر دیکھتے جاؤ

کوئی آئینے کے منہ پھیر کر کیوں قتل کرتے ہو — تڑپتا ہے تمھارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ

نگاہ لطف کا شاکی ہے تحت و فوق کا عالم — کبھی نیچی نظر ہو گاہ اوپر دیکھتے جاؤ

کبھی ہلاتے ہیں ابرو کبھی جنبش ہے مژگاں کو — دکھاتے ہیں یہیں شمشیر و خنجر دیکھتے جاؤ

نقاب اکدن اٹھا کے تم نے منہ سے یہ فرمایا — جمال آفتاب ذرہ پرور دیکھتے جاؤ

نہ پھیرو اس سے منہ آتش جو کچھ درپیش آجائے — دکھاتا ہے جو آنکھوں سے مقدر دیکھتے جاؤ

بادشاہ نے پھر رات گئے دربار برخاست کیا چھپر کھٹ پر آ کے آرام فرمایا مشکبار جادو و سہراب
مصروف اہتمام میں طلایہ کی گشت مقرر کی ذخار گھیرا ہوا اودھی بارگاہ میں آ کے سویا جب اسنے
دیکھا مشکبار جادو اور سہراب فیل تن دونوں اپنے اپنے مقام پر جا کے سو رہے ہیں اسنے
آنکھ سحر کیا بادشاہ اسلام بیہوش ہوئے کمر میں پنجہ دیکر لے اڑا جب بلند ہوا سوچا کہ قلعے میں جا کر اپنے
ناموس کو تو لے چلوں ایسا نہ ہو صبح کو مشکبار جادو و سہراب فیل تن دونوں بلوہ کریں تو ناموس
برباد ہو یہ سوچا ہوا قلعے میں آیا اپنی زوجہ کو کہ جسکا نام نسرین جادو تھا کم سن حسین مہ جبین جگایا
وہ جو خواب سے اٹھی پوچھا کیوں صاحب کیا ارادہ ہے کہا میں بادشاہ اسلام کو گرفتار کرکے لایا ہوں
طرف خداوند کے جاتا ہوں نسرین جادو کاتی دوپٹے کی باندھ کے فوراً اپنے شوہر کے ہمراہ
ہوئی زن و شوہر قلعے کو چھوڑ کر بادشاہ اسلام کو لئے ہوئے مدگرہ ذخار سے نکلے یہی ارادہ ہے کہ آج
اپنے کو خدمت خداوند میں پہنچاؤں یہ سوچ کر ایک تخت سحر تیار کیا زن و شوہر اسپر سوار ہوئے

سعد شہریار کو تخت پر ڈال لیا طرف ہفت پیکر کے چلے یہان صبح کو مشکبار جادو اور سہراب جو
بیدار ہوئے خدمتگار روتے ہوئے آئے دیکھا پلنگ شہریار کا خالی پڑا ہی مشکبار جادو نے
نقش پا کی خاک اٹھائی اُسکا پتلا بنایا اُس سے پوچھا تو کس کے پاؤن کی خاک ہی پتلے نے آواز
دی ذخار تاجدار کی جو شہریار کو لے گیا یہ سنتے ہی مشکبار جادو اور سہراب جادو سمت کو اپنے
سحر سے دریافت کر کے لشکر سے نکلے لشکر والون سے کہدیا تم اسی مقام پر رہو ہم تلاش مین شہریار
کی جاتے ہین یہ کہکے مشکبار اور سہراب دونون پر پرواز پیدا کر کے چلے لیکن ذخار جادو اور
نسرین جادو بادشاہ اسلام کو تخت پر لیے ہوئے صحرائے لالہ زار مین پہونچے لالہ زار جادو
صبح کا وقت ہی سیر صحرا کر رہا ہی چند شیوہ وزیر ساتھ ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک تاجدار
تخت پر سوار پہلو مین ایک مہ جبین نہایت حسین ماہ رخسار گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار سیمتن غنچہ دہن
رشک چمن دوپٹہ ڈھلکا ہوا بال چہرے پر پریشان عارض وہ کہ جنسے خورشید و قمر دونون شرماتے
ہین سینہ پر ابھار دو گنبد بلور کے یا دو قمقمہ بادار سرکش نازنین ہوش کے سامنے حاضر ہین جہان
ظاہر ہی کہ نخل سرو مین ثمر ہین محرم اس راز سے بے خبر کمر نازک مو سے میان یا تار نظر کہنا
چاہیے عدم کی کس کو خبر ہی ساق پا جس پر بنائے قصر حسن قائم چال سے شہیدان ادا پامال چال
یا بھونچال نقش پا تاج سر شاہان جلیل عاشقون کی کفیل لالہ زار نے جو یہ صورت جہان آرا
دیکھی بیتاب ہو گیا پکار اٹھا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان یک نظرے و خوش گذرے
ذرا عاشقون کی جانب دیکھو ہمسے تو نگاہ ملاؤ الگ نہ جاؤ نظم

کچھ تو تاثیر کرے سحر بیانی میری — کیا کہون وہ نہین سنتا ہی کہانی میری
کوئی کہتا ہی مرا حال کوئی سنتا ہی — عشق جانان مین ہی مشہور کہانی میری
خون عاشق کا کبھی دھوئے سے کہین چھٹتا ہی — رہ گئی خنجر قاتل سے نشانی میری
بحر ہستی مین حباب لب جو ہون بلا ریب — ہی فنا سامنے بنیاد ہی فانی میری
آہ کے تیر ترے سینہ سے کیا پار گذرے — دیکھی ہی ترک فلک سخت کمانی میری
اپنے کوچے مین جگہ دی نہ مجھے بیوفا — جان لی تنے مگر قدر نہ جانی میری
یہی لکھ بھیجو کہ خط بھیجنا منظور نہین — قاصدا کہیو یہ پیغام زبانی میری

عشق نے گھیر لیا سن شباب آتے ہی	لگ گئی آگ کے شعلون مین جوانی میری
بس کہ کوہِ غم فرقت کے تلے دب کے مرے	کوہ سے بھی ہو سوا لاش اُٹھانی میری
میرے شعرون کی صفائی سے عدو کٹتے ہین	تیغ ہی اُنکے لیے سیف زبانی میری
نہ کیا ذبح نہ آزاد کیا مجھکو قبول	ایک بھی بات نہ صیاد نے مانی میری

یہ اشعار پڑھکے سحر سے اشارہ کیا تخت ٹھہرا کے زمین پر آیا لالہ زار بے اختیار ہوکر دوڑا ذخار نے لالہ زار کو پہچانا پکار کر آواز دی ای لالہ زار ای لالہ زار ہوش مین آؤ اسقدر نہ گھبراؤ کیا کرنے چلے میری زوجہ پر نگاہ ڈالتے ہو تمہاری بھاوج ہی ذرا سنبھلو لالہ زار نے آواز دی اوذخار جادو اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو جا اس نازنین کو چھوڑ دے مین شربت وصل سے سیراب ہون نہایت بیتاب ہون ذخار جادو نے ہرچند روکا لالہ زار نے نہ مانا چاہا نسرین کا ہاتھ پکڑلون نسرین نے سحر کیا اس سحر کو لالہ زار نے دفع کیا ذخار جادو کودکر بیچ مین آیا کہا خبردار ہاتھ نہ لگانا اور نہین تو بہت پریشان ہوگا چند وزیر و امیر جو لالہ زار کے ساتھ تھے اُنسے کہا اس نازنین کو پکڑکے میرے پاس لاؤ مین کیا کرون مجھسے صبر نہین ہوسکتا میری جان پر بنی ہی وزیر و مشیر دوڑے ذخار جادو و نسرین جادو نے ایک گوشہ پکڑا زن و شوہر دونون ملکر سحر کرنے لگے کبھی گولہ مارا کبھی ماش کے دانے پھینکے ملازمان لالہ زار جل جل کر گر رہے ہین سو دو سو جوان سے زیادہ نہین ہین ہر مرتبہ بلوہ کرتے ہین جب زن و شوہر نے سحر کیا دس پانچ جل کر گرے کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا کسی کا منہ پھکا کوئی منہ کے بل گرا کوئی چیختا پھرتا ہی کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی لالہ زار نے جو دیکھا کہ میرے ساتھ والے بلوہ کرتے ہین لیکن کوئی اس نازنین تک نہین جا سکتا نازنین شعلۂ جوالہ بنی ہوئی ہی کانی بندھی ہی چابک چالاکی سے سحر کر رہی ہی زن و شوہر نے چالیس پچاس جادوگر مار کر ڈالدیے لاشے پڑے ہوے تڑپ رہے ہین کبھی ذخار جادو نے بڑھکے جا پڑا دو چار جادوگرونکو مارا پھر پلٹ کے اپنی زوجہ کے قریب آیا دور سے سحر کرنے لگا دریاے خون مین نہایا ہوا مصروف جنگ ہی لالہ زار جھلا کر خود بڑھا پکارتا ہوا کہ او ذخار بہتر ہی کہ زوجہ کو چھوڑ دے ورنہ تجکو قتل کرونگا کیون شامت آئی ہی یہ کہکے گولہ مارا گولہ قریب ذخار جادو کے جا کے پھٹا ذخار نے دستک دی گولہ پھٹکے زمین پر گر گئی سحر لالہ زار نے کیے ذخار نے دفع کیے زن و شوہر دونون

جانبازی کی لڑائی لڑ رہے ہیں لالہ زار جادو ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ جا کر نسرین جادو پر قبضہ کرون ذخار
جادو بڑھ بڑھ کے ہٹاتا ہی قریب نہیں آنے دیتا سحر کر رہا ہی لالہ زار جادو نے جھوم کے ایک دو تھپڑ
زمین پر مارا ذخار جادو لڑکھڑا کے گرا نسرین جادو نے دوڑ کر اپنے شوہر کو سنبھالا کہا صاحب ذرا
ہوشیار رہو اس ظالم کی بدعت سے خداوند ہفت پیکر بچائین ذخار جادو سنبھلا لالہ زار نے پکار کر کہا
ارے کمبختو ایک مرتبہ مکر بلوہ کر وان دونون کو گرفتار کرو سب نے بلوہ کیا اب زن و شوہر گھبرا کے ہفت پیکر
سے دعائین کرنے لگے بیقرار ہو کر جو دعا کی آسمان پر سناٹا ہوا مشکبار جادو و سہراب فیل تن دونون
جو تلاش مین بادشاہ اسلام کی چلے تھے اسوقت آکے پہونچے دیکھا بادشاہ اسلام تخت پر بیہوش پڑے
ہین ذخار جادو کی زوجہ نسرین جادو کو سب لے چلے گھبرا کے بلوہ کرکے چلے ذخار جادو کی
بیقراری پکار رہا ہی یا خداوند ہفت پیکر میری اگر مدد کرو دشمنون نے گھیرا ہی یہ حال جو مشکبار جادو نے
دیکھا للکارا او ذخار مکار ہمارے شہریار کو کہان لیکر چلا تھا ہان لالہ زار لینا یہ جانے نہ پائے یہ کہکے
سہراب و مشکبار جادو دونون زمین پر آئے لالہ زار جادو کا ہاتھ مشکبار جادو نے پکڑ لیا کہا ای
لالہ زار سچ بتاؤ اس ہنگامے کا کیا باعث ہی لالہ زار جادو نے کہا ای مشکبار جادو اصل امر یہ ہی کہ اس
عورت پر میری جان جاتی ہی اگر اسکو نہ پاؤنگا زندہ نہ بچونگا اس روے روشن نے قلب کو جلا دیا مین اپنے
ہوش مین نہین ہون سہراب فیل تن نے کہا ای لالہ زار جادو تم ہٹو ہم ابھی گرفتار کئے دیتے ہین
ذخار جادو سے سمجھ لینگے ابھی اس عورت کو گرفتار کرکے تمھین دیتے ہین تم لے کے اپنے قبضے مین
کرو اس ملعون نے بڑا غضب کیا ہمارے شہریار کو لے چلا تھا لالہ زار جادو نے کہا مین غلامی
کرونگا ای سہراب فیل تن و مشکبار جادو مین ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہون اطاعت دین اسلام
قبول کی یہ جو لالہ زار نے پکار کر کہا ایک برق چمکی آواز آئی او بیحیا قدرت کو ایسی بات کہتا ہی تیری
یہی سزا ہی برق گری کہ لالہ زار جادو کے دو ٹکڑے ہوے اب جو برق چمکی ملازمان لالہ زار کے سر
اڑ گئے سہراب فیل تن جھومتا ہوا بڑھا قصد کیا کہ ذخار جادو پر جا پڑے جیسے ہی جھوم کر بڑھا پھر تمامی
برق چمکی قریب تھا کہ سہراب فیل تن پر گرے مثل لالہ زار جادو کے اسکو بھی قلم کرے مشکبار
نے ایک دستک دی پکار کر آواز دی او مکار جو تیرے دام مکر مین پھنسے ہین اُنکے لئے یہ کرامات تھی
ہمارے نزدیک کیا بات ہی او سہیل سامنے کیون نہین آتی سہراب نے دیکھا ایک ساحر نیلے کپڑے

پہنے ہوے سرجادوئیہ پہاڑ ہاتھ چمکاتی ہوئی قریب سہراب فیل تن کے پہونچی چاہتی ہی کہ پنجہ مار کر نکالون
سہراب فیل تن نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا اُس ساحرہ نے سحر کیا کہ گال پتھر کا ہوگیا
ہاتھ سہراب فیل تن کا جھلا گیا سہیل نے چاہا گولا جھولی سے نکالون اور پکار کر آواز دی کیون
ای سہراب تو قدرت سے باغی ہی مین اِدھر سے جاتی تھی لالہ زار جادو نے اپنی جان بچانے کے
واسطے قدرت کو بُرا کہا مجکو ناگوار ہوا اُسکو مع ساتھ والون کے قتل کیا تمھین سامنے قدرت کے
لیجاؤنگی یہ کہکے چاہا گولا مارون مشکبار جادو نے پشت پر سے سنگ ریزہ مارا کہ سینے کو توڑ کے
سہیل کے پار گذرا لاشہ سہیل کا زمین پر گرا جلنے لگا آواز آئی کُشتی مرا نام من سہیل جادو بود اب سہراب
طرف ذخار جادو کے متوجہ ہوا ذخار جادو نے گولا مارا سہراب فیل تن نے گولا ہاتھ مین روک لیا
قطرات خون انگلیون سے ٹپک رہے تھے وہی قطرے خون کے اُس گولے پر ڈالے ذخار پر
گولا مارا کہ سر اُس خودسر کا پھٹ گیا اِس تیزی کو سہراب فیل تن کی دیکھکر نسرین جادو سہراب
فیل تن پر مائل ہوئی پکار اُٹھی ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان کیا کہنا مین نے آج سے
ہفت پیکر پر لعنت کی مین اس شہریار کے گرفتار ہونے سے مکدر تھی زبردستی مجکو لے نکلا نا چار تھی کچھ
کر نہ سکی اب تم لوگ میرے ہو مین تمھارے ساتھ ہون سامنے قلعۂ لالہ زار ہی اُسمین چل کے دخل
کیجیے سہراب فیل تن بھی نسرین جادو پر مائل ہوا آپس مین اشارے کنائے ہوے مشکبار
جادو سمجھ گئی کہا ای نسرین جادو انشاء اللہ تعالےٰ ہم بڑے دھوم سے تمھاری شادی سہراب
فیل تن کے ساتھ کرینگے خدا اس شہریار کو زندہ و سلامت رکھے یہ آپس مین سب باتین کر رہے
ہین بادشاہ اسلام کو ہوشیار کیا مگر مردمان فوج شہریار کا ذکر کیا جاتا ہی کہ بعد جانے مشکبار اور
سہراب فیل تن کے لشکر تیار کرکے قلعۂ کوہ ذخار مین گھس گئے ہزارون کو قتل کیا آخر سب
مطیع اسلام ہوے جن دیرون مین تصویر ہفت پیکر تھی اُن دیرون کو لشکر اہل اسلام نے
کھدوا ڈالا مسجدون کی بنا ڈالی ذخار جادو کا بھائی مُتواج جادو تھا اُسکو بھی گرفتار کیا وہ بھی
صدق دل سے مطیع اسلام ہوا اُسکو اُس شہر کا بادشاہ کیا بزور نجوم دریافت کیا کہ سہراب اور
مشکبار جادو کس طرف گئے اُسی طرف نوبت نقارے بجاتے ہوے چلے یہان یہ سب
بادشاہ اسلام سے باتین کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی جب

جو مشکبار جادو نے اپنے لشکر ظفر اثر کو دیکھا نہایت خوش ہوئی مرکب شہریار کا اگر پہونچا مرکب
خنگ سیہ قیطاس کی پشت پر بادشاہ اسلام کو سوار کیا تاج سر پر رکھا مشکبار جادو و سہراب
فیل تن نے رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ رکھا ملکہ نسرین جادو کو افسر فوج گردانا نوبت نقارے
بجاتے ہوے طرف قلعۂ لالہ زار جادو کے چلے دیدبان جو قلعے پر تھا اُسنے دیکھا فوج آتی ہے گولہ
مارا مشکبار جادو آگے بڑھی بڑھ کر ایک دستک دی کہ توپین پھر پہیون پر سے گر پڑین دیدبان تھم
کے بھل گر پڑا ہوائی ہاتھ سے گری سب دیکھ رہے ہین مشکبار جادو نے آگے بڑھکے دستک
دی اور آواز دی ای مردمان قلعہ لالہ زار جادو تمہارا افسر لالہ زار جادو واصل جہنم ہوا عشق مین
ایک عورت کے مارا گیا اُسے مٹایا بہتر یہ ہو کہ تم سب اطاعت دین اسلام کی قبول کرو ورنہ ہم سارے
قلعے کو قتل کرینگے افسر اور رئیس وہان کے دوڑے آئے عرض کی ہم رعایا و افسران فوج دل سے
اطاعت حضور کی کرینگے ہفت پیکر پر لعنت کرتے ہین اطاعت دین اسلام بہ دل وجان منظور کی
مشکبار جادو و سعد شہریار کو لیکر داخل قلعہ ہوئی کُل فوج کو باہر چھوڑا دو سو افسر ساتھ لے لئے
قلعے کو جاکے دیکھا نہایت تکلف سے آراستہ شہر کی سیر کرتے ہوئے دوکانداروں کو سرفراز کرتے
ہوے راہ گیر بادشاہ اسلام کو دعائین دے رہے ہین سر پر زر نثار ہوتا ہوا دار الامارۃ پر پہونچے
گل ریز جادو بھائی لالہ زار جادو کا یہان موجود تھا بادشاہ اسلام نے اُسکو یہان کا حاکم کیا
آپ آکے تخت پر بیٹھے نوبت نقارے بجنے لگے نذرین خوشی کی گذرنے لگین گل ریز جادو نے سامان
دعوت وضیافت کیا گل ریز بہ دل وجان خدمتگزاری مین مصروف ہے بادشاہ اسلام نے چاہا کوچ کرین
گل ریز نے عرض کی حضور دو دن تو اور تشریف رکھین سارا شہر تسخیر ہو جاے تب سرکار کو اختیار ہے سعد
نے قبول کیا شب کو آرام فرمایا صبح کو لشکر مین آئے گل ریز جادو ساتھ ہے صلاحین ہونے لگین کہ
اب کوچ کرنا چاہیے افسران فوج تیار ہین گل ریز کہتا ہے اگر حکم ہو تو غلام بھی سرکار کے ساتھ ہین ہو لے
راستہ بتاتا جائیگا تا بہ کوہ عجائب پہونچائیگا بادشاہ اسلام باہر بارگاہ کے ٹہل رہے ہین آمادگی کو
فوج کی دیکھکر شاد ہین فرماتے ہین ای مشکبار جادو اگر تا بہ کوہ عجائب وغرائب پہونچے اُس کوہ پر
جس دن اُسکا جلوس ہوا اور تصویر جاکر توڑین تو کیا لطف ہو مشکبار جادو کہتی ہے ای شہریار یہ نہایت
دشوار ہے سعد فرماتے ہین مین تصویر پر جا پڑونگا اگر توڑ کر نہ پھینکدون تو فرزند قباد نہ کہنا یہ ذکر

تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا ایک ساحر سانولی رنگت کا کلین چھوٹی ہوئی تیغہ آبدار قبضے مین گرد اسپ
کا پشت پر گزرا رہا ہے پر جسمین چالیس جوڑی زرگاؤ کی لگی ہوئی چار لاکھ ساحر پشت پر جیسے ہی لشکر سعد کو
دیکھا افسر نے پکار کر آواز دی منم ہنگام نیلی پوش کہون ملکہ مشکبار جادو وای سہراب فیل تن تم
دونون نے بڑی گستاخیان کین یہانتک عملداری کرتے ہوے آگئے اب آگے نہ بڑھ سکو گے یہ کہکے
وہ بیچیا تخت سے اترا لشکر مقابلے مین اترا کہ دوسری گرد دوسری طرف سے اُٹھی پانچ لاکھ ساحر کی جمعیت
سے ایک ساحر آگے پہونچا گینڈے سے اترا ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ عیوق تاجدار اسکا نام
ہی سارا جنگل دونون فوجون سے بھر گیا عیوق گینڈے سے اترا ٹہلتا ہوا لشکر ہنگام نیلی پوش مین
آیا ہنگام کو اُسی وقت خبر پہونچی کہ عیوق تاجدار ہماری ملاقات کو آیا ہی بارگاہ مین بیٹھ چکا ہی چند سردارونکو
حکم دیا کہ جاؤ اور عیوق تاجدار کو استقبال کرکے لاؤ چند افسر حکم پاتے ہی عیوق تاجدار کے استقبال
کو آئے عیوق تاجدار کو بہت ناگوار گذرا افسرون سے دریافت کیا کہ کیا سبب ہوا جو میرے استقبال
کو خود ہنگام نیلی پوش نہ آیا سب افسرون نے عرض کی چونکہ ابھی سفر سے تشریف لائے ہین طبیعت
سُست ہی اسوجہ سے وہ تشریف نہین لائے یہ سُنتے ہی عیوق تاجدار کے تیور پر بل پڑ گئے کہا بڑا ہی
مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی افسرون کو برائے استقبال بھیجا ہی ہم وہ تاجدار ہین کہ دربار خداوندی
مین جاتے ہین پہلوے قدرت مین جگہ ملتی ہی ہمارے مرتبے کو قدرت جانتے ہین یہ ایک افسر فوج اسکو
یہ لیاقت ہم پہونچی کہ ہمارے استقبال کو نہ آیا عذر بیجا کرتا ہی یہ کہتا ہوا تیغے کے قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا طرف
ہنگام نیلی پوش کے چلا ہنگام اپنے مقام سے نہ اُٹھا زبان سے کہا آئیے تشریف لائیے آپ
کہان سے تشریف لاتے ہین عیوق تاجدار نے کہا ہمکو وحی ہوئی فرشتہ وحی ہمکو کاغذ پہونچا گیا
قدرت نے ارشاد فرمایا ہی کہ قلعہ لالہ زار پر سعد آپہونچا انکو گرفتار کرکے لاؤ مین برائے گرفتاری بادشاہ
آیا ہون ہنگام نیلی پوش نے کہا مین اس کام پر مامور ہوا ہون حکم خداوندی میرے پاس آیا ہی قدرت
نے ارشاد فرمایا ہی کہ جاکر قلعہ لالہ زار پر آفت برپا کرو بادشاہ اسلام کو گرفتار کر لاؤ عیوق تاجدار
نے کہا آپ پلٹ جائیے مین گرفتار کر لیجاؤنگا ادہ کیون ای ہنگام نیلی پوش تیرے دماغ مین اب بڑا
غرور ہو گیا ہی نہ تو ہمارے استقبال کو تو آیا ہم تیری بارگاہ مین تشریف لائے اور نہ تو واسطے تعظیم کے اُٹھا
اپنے مقام پر بیٹھا رہا او بدولت سے کہتا ہی کہ چلے جاؤ اگر یہان رہیگا تو کہے دیتا ہون بہت ذلیل ہوگا

لشکر اپنا اُٹھاؤ قدرت سے کہہ بنا کہ عیوق تاجدار کے پاس وحی قدرت کی پہونچی اُسنے ہمکو منع کیا اب جو شب کو یہان رہوگے تو ما بدولت کے خلاف ہوگا ہنگام نیلی پوش نے کہا مین کیا تیرے مستقبل کو آتا کیا تیرے فرتبے سے میرا مرتبہ کم ہی تاج سر پر رکھنے سے بہت پھلا یا ہوا ہی ہم مرد سپاہی ہین جسکو چاہین تاجدار بنائین افسر کے سامنے تاجدار کی کیا لیاقت ہی مین عمدا تیرے استقبال کو نہین آیا مین بھلا تیری کیا اصل و حقیقت سمجھتا ہون ایسے ایسے تاجور میرے سلام کو آیا کرتے ہین جس تاجدار سے ناراض ہون تخت سے اُتار دون تاج و تخت ہمارے حکم سے ملتا ہی ای عیوق تاجدار تمہارے لئے بہتری اسی مین ہی کہ ہماری بارگاہ سے اُٹھ جاؤ زیادہ مجھسے کلام نہ کرو یہانتک تکرار رہی کہ عیوق تاجدار نے کہا اور ذلیل کلمات سخت زبان سے نکالتا ہی تجھ ایسے بہت سے سپاہی میرے یہان نوکر ہین بہتر یہ ہی کہ اپنی جان بچا کوچ کرکے چلا جا دونون تلوار کھینچکے اُٹھے یہ خبر لشکر عیوق مین پہونچی وہ سب پانچ لاکھ جوان مسلح و مکمل ہوکر لشکر ہنگام نیلی پوش پر آ پڑے چار لاکھ ساحر ہنگام نیلی پوش کے پانچ لاکھ عیوق تاجدار کے آکے آپس مین مل گئے سحر چلنے لگا گولون کے دنّاٹے سنّاٹے ہونے لگے تلوارین برسنے لگین ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا یہان افسر دونون لڑتے ہوے سحر کرتے ہوے باہر نکلے عیوق تاجدار نے کوسے سارے ہنگام نیلی پوش سحر کرتا ہوا باہر چلا آیا دیکھا لاکھون ساحر آپس مین لپٹے ہوے سحر کر رہے ہین یا خداوند ہفت پیکر کی ہر طرف سے پکار ہی ہزارہا لاشہ زمین پر گر گیا دریا ے خون جاری عالم بیقراری ہنگام نیلی پوش نے للکارا او عیوق کیا تیری قضا آئی ہی مین تو آہی چکا تھا تو کاہیکو آیا عیوق تاجدار نے کہا مجھکو وحی پہونچی مین وحی کا پابند ہون جسکو حکم وحی ہوتا ہی اور احکام پر حکم وحی غالب ہی ہنگام نیلی پوش نے گولہ مارا عیوق تاجدار نے گولہ کا تا کار دسحر لگائی اُس کارد کو اُسنے دفع کیا پیچھے ہٹ کر عیوق نے روئی کا گالہ جھولی سے نکالا خبردار خبردار کہکے طرف آسمان کے پھینکا ایک ابر سیاہ آسمان پر اُٹھا ابر محیط ہونے لگا لشکرون کو ابر نے گھیرا مینہ برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا جل کر خاک ہوا کئی ہزار جادوگر مارے گئے بڑا تکلف یہ ہی کہ دشمن کے لشکر پر مینہ برستا ہی اپنا لشکر بھی برابر اُسی لشکر کے ہی مگر اُسپر ایک قطرہ نہین گرتا ہی اب مینہ بڑھنے لگا ہوا بھی بڑھی تھوڑی دیر کے بعد بجاے پانی کے اولے برسنے لگے تھوڑی دیر اولے پڑے اب سلین برسنے لگین لشکر ہنگام نیلی پوش سے فریاد کی صدا بلند ہوئی

ہنگام نیلی پوش نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اڑتا ہوا کنارے پر لشکر کے آیا جھولی سے کچھ پرچے کاغذ کے
نکالے طرف آسمان کے پھینکے ابر تیرہ و تار بائیں جانب سے او ظاہر ہوا وہ ابر آکر اس ابر سے
مقابل ہوا آپس میں لڑ لڑ کر ٹکرے ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہاتھی آپس میں ٹکر لڑ رہے ہیں جب دونوں
ابر بڑھے ٹکر چلی دنانے کی آواز آئی دونوں ابروں سے شعلۂ آتش گرتے ہیں وہ شعلے جسپر پڑتے ہیں
اسکو جلا دیتے ہیں ہزارہا ساحر جانبین کے جل کے خاک ہوئے **عیوق تاجدار** نے دیکھا کہ میرا
ابر ٹکرے ہوتا ہی گھبرا گیا پکار کر آواز دی یا خداوند **ہفت پیکر** اسکو تماشہ اپنی قدرت کا دکھائیے
فرشتگان مقرب کو بھیجے غلام پر سختی ہی اہل لشکر کی کم بختی ہی بیقرار ہو کر جو دعا کی صحرا سے گرد اڑی
اتنی بڑی گرد اڑی کہ روئے آفتاب کو چھپا دیا تمام صحرا میں اندھیرا ہو گیا اس گرد سے آواز آئی
او **عیوق تاجدار** و **ہنگام نیلی پوش** تم دونوں بڑے گستاخ ہو قدرت کے سجدہ کرنے والوں کو
قتل کر رہے ہو ایسا نہ ہو غضب خداوندی میں مبتلا ہو سنو **سرشار بدمست** دامن گرد کا شگافتہ
ہوا دیکھا ایک ساحر اژدر مہیب پر سوار پشت پر دس بارہ لاکھ ساحران غدار تیغہ برہنہ کھینچے
ہوئے وہیں سے پکارتا ہوا ای **عیوق تاجدار** و **ہنگام نیلی پوش** ہوشیار ہو جاؤ لشکروں
کو علحدہ کرو ابروں کو ہٹاؤ ان ابروں کو اڑایا یہ سحر خاص ساختہ خداوند ہفت پیکر ہیں یہ سحر
کبھی رکتے نہیں لاکھوں کے خون ہو جائینگے پھر دفعیہ نہ ہو سکے گا لاکھ چیخا چلایا کیا مگر یہ دونوں
سحر خوانی میں مصروف رہے دونوں لشکر کے ساحر جل رہے ہیں کبھی برف برسی کبھی آگ برسی
کبھی پانی کے قطرے گرے اگر پانی کا قطرہ بھی گرا جسپر پڑا وہ جل گیا اگر اولے پڑے یہی کیفیت
انسے بھی ہوئی برف کی سلیں گر رہی ہیں جسپہ برف گری دب کر رہگیا ہزارہا من کی سلیں گر رہی ہیں
سرشار بدمست نے کئی آوازیں دیں یہ دونوں نہ جدا ہوئے **سرشار بدمست** ایک بلندی
پر آیا ایک دستک دی کہ آسمان پر برق چمکی اس زور سے وہ برق ابروں پر گری کہ ابر دونوں کے
ٹکڑے ٹکڑے ہوئے بیچ میں دونوں ابروں کے ایک سنہری لکیر پڑ گئی دور سے دیکھنے والے
دیکھ رہے ہیں کہ ظاہر میں برق کی چشمک زنی باطن میں جیسے بیچ میں مصلح کار کھڑا ہوتا ہی دونوں
ابر رکے ہوئے ہیں ابر سے اولے پانی برف اب نہیں برستی دونوں ابر پیچھے ہٹتے آگے بڑھتے ہیں
کر آپس میں ٹکر ہو لیکن یہ ابر آکر ٹھہر جاتے ہیں ابروں کا تو یہ سامان کیا اور آپ طرف **عیوق و ہنگام**

کے چلا اژدر پر سوار پکارتا ہوا او عیوق تاجدار و ہنگام نیلی پوش ارے یہ کیا حرکت لغو ہی کہ آپس ہی
مین جنگ کر رہے ہو چلاو تم دونون کو قدرت نے یاد فرمایا ہی کس کام کو آئے تھے اور کیا کر رہے ہو یہ
آواز سنکر دونون اور جوش مین آئے ہنگام جادو عیوق تاجدار کی طرف پکارتا ہوا چلا کہ او تاجدار
تجکو اپنی تاجداری کا بڑا غرور ہی سپاہیون کی تلوار کا کاٹ تو دیکھ لے تجکو حال کھلے کہ مرد سپاہی میدان
کارزار مین کیا کرتے ہین عیوق تاجدار بھی آواز سنکر جا پڑا دونون مین تلوار چلنے لگی جھنانے تلوار کے بلند
ہوے سرشار بدمست اپنے اژدر کو بڑھا کے ان دونون کے بیچ مین آ پہونچا اژدر نے اسطرح کی آواز
دی کہ دونون کانپ گئے سرشار بدمست نے ہاتھ بڑھا کے تلوارین دونون کی چھین لین دونون
کی کمر مین ہاتھ دے کے اُٹھا لیا آواز دی یا خداوند یہ دونون گنہگار حاضر ہین ابرون سے ایک ساحر
مہیب پیدا ہوا کہا لا انکو دے سرشار بدمست نے دونون کو اُس ساحر کے حوالے کیا وہ ساحر
دونون کو لیکر اُڑ گیا ابرون کو بھی ہٹا گیا ابر دونون کے غائب ہوے مردمان لشکر کو آواز دی جاؤ
تمہاری سزا یہین مقرر ہوئی مین صحرا نوردی مین رہو اب تمکو شہر مین آنے کا حکم نہ ملیگا دونون لشکرون کے
افسرون نے گھوڑے بڑھا بڑھا کے اپنی اپنی فوج کو آواز دی لشکر افسرون کی پشت پر آئے سرشار
بدمست سے پوچھا ہم لوگ کہان جائین ہمکو کیا حکم ہوتا ہی سرشار نے آواز دی تم لوگ جا کے
صحرائے مغیلان مین ٹھہرو جب حکم خداوند ہوگا تمکو خبر پہونچے گی اب تو چندے سیر صحرائے مغیلان
مین مصروف رہو سعد شہریار و سہراب فیل تن و مشکبار جادو اپنے لشکر ظفر اثر کے کنارے
سے کھڑے ہوے یہ ہنگامے دیکھ رہے تھے مشکبار جادو نے عرض کی دیکھئے یہ ساحر کیا کیا
عجائب و غرائب دکھاتا ہی مگر حضور کے اقبال کی قسم کھانا چاہیے کہ یہ سب آپس مین لڑے جاتین کے
لاکھون جادوگر مارے گئے اب یہ دونون جا کے کہین قید کئے جائینگے لیکن نہین معلوم کیا سزا ملے وہ
ساحر مہیب جہان دونون کو لیکر جا چکا لشکر بھی دونون کے چلے گئے سرشار بدمست اپنا لشکر
لیکر مقابلے مین بادشاہ اسلام کے آیا مشکبار جادو سے کہلا بھیجا کہ تم پر اور سہراب فیل تن
پر غضب خداوندی نازل ہو چکا تم لوگ بادشاہ اسلام کو کہان تک بچاؤ گے کئی ساحرون کو حکم
ہو چکا ہی کس کس سے لڑو گے مین ہی تم سب کو گرفتار کر کے لیجاؤنگا دو چار دن اور رہا ہو پھر
تو سامنا قید کا ہی جس قید خانے مین صاحبقران ہین اُسی قید خانے مین بھیجے جاؤ گے چلنے پھرنے

کی فرصت نہ پاؤ گے بادشاہ اسلام نے ایلچی کو نکلوا دیا کہا جا کر اُس بدست سے کہو جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر سرشار یہ حال سُنکر خاموش ہوا اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا حکم ہوا نازنینان پریچہرہ کو بلاؤ ملازم گئے چند نازنینان حور پیکر قمر منظر کو لشکر سے ڈھونڈھ کر لائے حکم ہوا ناچ گانا شروع کیا جائے سرشار مصروف عیش و نشاط ہوا نازنینان مہجبین و مہر تمکین مصروف رقص و سرود ہوئیں ایک نازنین نے یہ غزل گائی نظم

مبدل بے سبب کب ہو احباب رنگ میرا / کسی کی جستجو میں ہے دل پُر آرزو میرا

پریشانیکے پہلو میں دل افگاری کی شکلیں ہیں / خبر کچھ اور دیتا ہے یہ لطفِ گفتگو میرا

مہیا ہے مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا / جو آنسو ہے تو ساغر چشم ہے دل ہے سبو میرا

نہیں ممکن جو کچھ ممکن نہو مرجانے والونکا / لبِ خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہے لہو میرا

اُمید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہے / رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا

ہوا ہوں پاک دامن اُس ستمگر کی محبت سے / یقین ہے دوست ہو جائیگا شرما کر عدو میرا

جسے سمجھے تھا اپنا تو اُسی کو مدعی پایا / کسی کو کیا کہوں دشمن مرا دل ہے عدو میرا

انھیں رسوا کریگا مجھکو نادم غیر کو دشمن / غضب کیا کیا نہ لائے گا یہ جوش آرزو میرا

محبت کا تعلق عاشقوں سے چھپ نہیں سکتا / جدا ہونے میں ملجاتا ہے خنجر سے گلو میرا

نہ دیکھیں آنکھ اُٹھا کر اس طلسم چند روزہ کو / کسی کی کیا رہے پروا اگر حامی ہو تو میرا

اجازت تجھکو دیتا ہوں خوشی سے قتل کر لیکن / مناسب ہی رہے قاتل خیال آبرو میرا

کبھی جو بات دل خوش کر دیا یار پری رو کا / انھیں یاد آئیگا برسوں یہ حسن گفتگو میرا

نہ چھوٹیگا چھڑائے سے ہزاروں صورتیں ہیں یہ / بہار دامنِ جلاد دیکھے گا لہو میرا

تشفی کے لئے احباب کہدیتے ہیں غلط سے / نہ لیگا نام بھولے سے بھی یار خوبرو میرا

نسیم اس ہی سے اب مجھے ثابت ہوتا ہے / بہت ابتر کر گئی حال زلفِ مشکبو میرا

مصاجین جمع ہیں دور شراب چل رہا ہے بادشاہ اسلام گوش بر آواز ہیں کہ سرشار نے طبل جنگی بجوا دیا مشکبار دسہراب روز بوم خانہ آراستہ کرتے ہیں سحر نئے نئے طور کے آراستہ کرکے طرف آسمان کے بھیجدیتے ہیں یہاں تو یہ حال ہے لیکن وہ ساحر ان دونوں کو لیکر چلا ہفت پیکر قصر فلک اول پر مصروف عیش تھا کہ سرہنگ جادو دونوں کو لئے ہوئے ڈیوڑھیان طے کرتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا

کہا حضور کیا عرض کرون ان کشیدہ مزاجون نے یہانتک شمشیر زنی کی کہ لاکھون ساتھ والے مارے گئے
انکو سرشار نے بھیجا ہی ہفت پیکر نے بہ عتاب خطاب کیا کہ ای بے ادبو کس واسطے تمکو بھیجا تھا دشمن کو
نہ لائے دونون نے سر جھکالیا حکم ہوا ای سرہنگ ان دونون کی زبان مین سوزن دے اور لیجاکر
زندان مصیبت خیز مین قید کر جو گنہگارون کے لئے قاعدے مقرر ہین وہ سب انکے ساتھ کرنا کہ اور سردارون
کی آنکھ کھلے ساحرون نے عجب طریقے اختیار کئے ہین اب کے بہ روز بروز قدرت نئی نئی تقدیرین کرینگے
کہ کوئی سرکش ایسا ارادہ نہ کرے جو آپس مین جنگ ہو بندے ہمارے مفت مین مارے گئے قدرت انکو
پھر زندہ کرینگے اور وہ مسلمانون سے لڑینگے سرہنگ ان دونون کو لیکر اُس قیدخانے مین آیا جہان
صاحبقران وغیرہ قید ہین لاکے ان دونون کو بھی وہین چھوڑا سرہنگ تو چلا گیا ان دونون
کو قیدخانے مین چھوڑ گیا زاغ سیاہ رو جو یہان نگہبان ہے وہ جو آیا ان دونون کو بھی گرفتار دیکھا
کہا ارے یہ تم دونون کو کیا ہوا کیا خلاف خداوند تمسے سرزد ہوا کہ جو اس بلا مین مبتلا ہوے یہ قیدخانہ
برائے مسلمانان تعمیر ہوا ہے تم یہان کیونکر رہ سکوگے یہان کی جفا سے گھبراؤگے عیوق تاجدار نے
کہا ای زاغ سیاہ رو ایک دن وہ تھا کہ ہم تم سب ساتھ رہتے تھے آج ہم اس بلا مین مبتلا ہوے
ایک ہمپر احسان کرو ہماری زوجہ نسیم سبکرو مکان پر ہے اُس سے کہلا بھیجو وہ ہماری رہائی کی تدبیر کریگی
زاغ نے قبول کیا باہر جب آکے بیٹھا کنیزان نسیم کسی کار ضروری کو اسطرف آئی تھین زاغ نے اُنکو بلایا
کہا ملکہ نسیم سے جاکر اطلاع کرو کہ شوہر تمہارا عیوق زندان مصیبت خیز مین گرفتار ہوا جو کچھ ہوسکے فکر رہائی
کی کرو کنیزین یہ سنکر روتی پیٹتی سامنے اپنی ملکہ کے آئین کہا ای ملکۂ عالم آپکے شوہر صاحب بمقابلۂ مسلمانان
مین گئے تھے نہین معلوم کیا خطا کی کہ گرفتار زندان مصیبت ہوے جس مقام پر مسلمان قید ہین وہین اُنکو بھی قید
کیا ہے یہ حال مصیبت مآل سنکر نسیم بہت روئی کہا صاحبو مین کیا کرون شوہر میرا بڑی مصیبت مین ہے [illegible]
نشاط کا عادی ایسا نہ ہو صدمات سے قیدخانے کے جان دیدے خداوند نے بڑا ستم کیا ہے [illegible]
جاکر فریاد کرون آخر سوچی کہ اپنے کو قیدخانے مین پہونچاؤن شوہر سے ملاقات تو کرون حال پوچھون کہ
کیا خطا ہوئی جسکی یہ سزا ہوئی اشیاے سحر جسم پر آراستہ کئے جھولی سحر کی گلے مین ڈالی پر پرواز پیدا کئے [illegible]
ہوئی نگاہ اُٹھاکے دیکھا شوہر ایک گوشے مین مضمحل بیٹھا ہے ایک اور ساحر زبردست وہ بھی قریب عیوق
کے زنجیرین ہلا رہا ہے خانۂ زنجیر مین بغل بیچ مرتبہ عیوق سے آنکھین ملا کہتا ہے او بھیا تو میری وجہ سے قید [illegible]

اب رہائی نہ ہوگی عیوق شرما کے سر جھکا لیتا ہی نسیم نے جو آسمان سے یہ معرکہ دیکھا بیقرار ہوگئی آسمان سے اتری قیدخانے مین آئی شوہر کو اشارے سے الگ بلایا پوچھا کیون صاحب یہ کیا آفت ہی یہ کون ساحر ہی جو تمسے برابر کلام کرتا ہی عیوق نے رو رو کر زوجہ سے سب حال اپنا بیان کیا اور یہی کہا کہ اگر قید سے رہائی پاؤن تو اس ساحر کے ٹکڑے اڑاؤن اسنے میرے ساتھ بڑی بے ادبی کی نہ استقبال کو آیا نہ برائے تعظیم اٹھا یہی باعث فساد ہوا قدرت نے سرشار و سرہنگ کو بھیجا ہی تم جاکر قدرت سے عرض کرو شاید رحم آجائے نسیم قیدخانے سے نکلی دربار ہفت پیکر مین آئی برائے سجدہ جھکی ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑی ہوئی کہا یا خداوند جو میرے شوہر سے خطا ہوئی اُسے معاف فرمائیے رہائی کا اُسکی حکم ہو ہفت پیکر نے کہا ای نسیم ان دونون نے وہ بے ادبی کی کہ لئی لاکھ بندے ہمارے انکی وجہ سے مارے گئے سات برس کی قید مقرر کی تھی تیری عرض معروض کی یہ تاثیر ہوئی کہ قدرت کا دریائے رحمت اس وقت جوش مین ہی بدلے ایک ایک سال کے ایک ایک مہینہ ہوا بعد قتل سلطانان اُسکی رہائی ہوگی نسیم نے کہا یا خداوند وہ عیش پسند ہی یہ جفا اُس سے نہ اُٹھیگی سات مہینے تو بہت ہوتے ہین اس ہفتہ مین سر ٹکرا کے جان دیگا ہنگام نیلی پوش نے بڑی بے ادبی کی نہ برائے استقبال آیا نہ برائے تعظیم اُٹھا یہی باعث فساد تھا ہفت پیکر نے کہا ہنگام بھی عہدۂ جلیل رکھتا ہی کیون برائے استقبال آتا نہ اُٹھا تھا نہ اُٹھا اُنکو صبر چاہیے تھا ہمکو اگر اطلاع کرتے ہم اُسکا انتقام کرتے آپس مین لڑنا کیسا بس اب جاکر بیٹھو بعد سات مہینے کے جب ہنگامے طلسم کے موقوف ہونگے تب رہائی ہوگی نسیم یہ حکم سنکر رنجیدہ پلٹی دروازۂ قصر کے ہنگامہ خداوندونکا دیکھتی ہوئی کہ ایک لقا ہی اور ایک طرف زبرجد شاہ سامری جمشید اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین نسیم سب کا تماشہ دیکھتی ہوئی طرف اپنے مکان کے چلی صبح کا وقت تھا ہوا ٹھنڈی چلی اور زیادہ بلند ہوگئی دور ایک صحرا مین دیکھا ایک لشکر گران مقیم ہی کچھ ساحر بھی پھر رہے ہین ساحرون کو دیکھکر پہچانا لالہ عذار و تیتن و سیماب و آفتاب یہ سب کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے کچھ صلاح مین کر رہے ہین نسیم انکو دیکھکر اُتر آئی سیماب سے زیادہ ربط و ضبط تھا اُسکو سلام کیا کہا ای سیماب یہ لشکر کسکا ہی تم لوگ کس حال مین ہو اس لشکر کو لیکر کہان جاتے ہو سیماب نے کہا رستم پیل تن فرزند صاحبقران برائے فتح طلسم ہفت پیکر جاتے ہین ہم لوگون نے کتابون مین مکرر دیکھا قدرت نے خود تصویر رستم کی دیکھی کہ تمہارے پارینہ مین لکھے گئے کہ یہ جوان فتاح طلسم ہی ہم لوگ اُس شہریار کے ساتھ مین جس مقام پر پہونچے اُس کو فتح کیا کلاہ ہفت گوشہ

حاصل ہوئی نسیم نے کہا ہمکو خدمت شہریار میں لیچلو ہمارا شوہر بلا وجہ قید ہوا جو کد وکاوش ہو سکے ہم بھی
کریں وہ بھی کریں ہفت پیکر مغرور ہے کس کس طرح چین نے کہا اُسنے میرے شوہر کو نہ رہا کیا سیماب وغیرہ
نے نسیم کو تسکین دی کہا رہائی صاحبقران کی تدبیر ہو رہی ہے اگر کوشش کروگی اسی حیلہ سے تمہارا شوہر
بھی رہائی پائیگا سب نے نسیم کو ساتھ لیکر دربار رستم میں پہونچایا نسیم نے وہ دربار دیکھا کہ رستم
کلاہ ہفت گوشہ سر پر حرز ہیکل گلے میں دنگل شوکت پر جلوہ فرما ہیں گرد تمام سردار حاضر ہیں سیارہ
پشت پر مگس رانی کر رہا ہے حاجب و دربان چوبدار اپنے اپنے مقام پر حاضر ہیں نسیم جاہ وجلال رستم دیکھکر
دنگ ہوگئی سیماب وغیرہ نے سلام کرایا نسیم نے پایۂ اقدس کو بوسہ دیا غم میں شوہر کے ملول و حزین تھی
بے اختیار رو دی عرض کی اے شہریار کنیز فریادی آئی ہے فرد سر بکف پیش تو اے ظل الٰہ آمدہ ایم دل بسایہ رحمتی
و بامید پناہ آمدہ ایم دلو بہ دل وجان اطاعت دین اسلام کرتی ہوں میرے شوہر کی رہائی کی تدبیر ہو ورنہ وہ
بڑا نازک مزاج صاحب تخت و تاج ہے قیدخانے میں ہلاک ہوجائیگا ایک افسر ذلیل اُسکی ہفت پیکر برابری
کرتا ہے چونکہ زوال اُسکا درپیش ہے اتنا بڑا ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست اُسپر چالاک سوار
کہ تاجدار کا خیال نہیں سر دربار جواب دیا کہ وہ بھی افسر اعلیٰ ہے کجا مرتبۂ تاجدار کجا ایک سپاہ سالار ہیں
جرم پر قید کیا ہے کہ آپس میں کیوں لڑے رستم نے فرمایا اے سیماب اِنکو ٹھہراؤ مقام رہنے کا دو صلاح
میں جیسا مناسب ہوگا ویسا کیا جائیگا نسیم کو اُتارا سیماب نے کنیزیں واسطے خدمت کے دیں
عمدہ بارگاہ رہنے کو ملی شب کو جو دربار ہوا کاہن نے دست بستہ عرض کی اے فتاح طلسم آپ
صاحب اقبال ہیں اگر مناسب ہو تحفہ جات غضنفر نسیم کی معرفت بھیجے جائیں حرز ہیکل و اسم اعظم بھی
صاحبقران کا پاس صاحبقران کے پہونچے وہ جلوہ کرکے قیدخانے سے نکلیں شوہر کو بھی اُسکے
رہا کریں رستم نے فرمایا نسیم کو بلاؤ نسیم سامنے آئی کاہن نے کہا اے نسیم تمہارے شوہر کے رہائی کی تدبیر
ہے ہم تمہارے ساتھ چلیں صاحبقران کو اسم اعظم پہونچے حرز ہیکل اُنکے گلے میں پڑے تحفہ جات
غضنفر غضنفر کو دے جائیں فوراً صاحبقران قیدخانے سے نکلیں تمہارے شوہر کی بھی رہائی
ہو نسیم نے عرض کی میں موجود ہوں جس طرح ارشاد ہو بجالاؤں شوہر کے واسطے اسقدر ملول ہوں
کہ جو ارشاد ہوگا وہ بجالاؤں گی کاہن نے کہا میں ساتھ جاؤں جنگ کرتا ہوا ساتھ اُنکے نکلوں جب
صاحبقران نکل آئیں ہم تو ملازمان حضور میں آپ ہی کے ساتھ رہینگے اشارے سے یہ بھی کہا کہ

تحفہ جات نایاب غیر کے ہاتھ مین کیونکر دین مین اپنے ہاتھ سے جا کے شیشہ توڑون حرز ہیکل کو جا کر صاحبقران کو پہناؤن غضنفر کے تحفے غضنفر کو پہونچاؤن سب نے اِس رائے کو قبول کیا نسیم آراستہ ہوئی کاہن تحفہ جات مذکور لیکر ساتھ ہوا نسیم کاہن کو لیکر چلی رستم منتظر ہین لیکن نسیم کاہن کو ساتھ لئے ہوئے صبح کا وقت ہی زاغ سیاہ رو دروازے پر قیدخانے کے بارہ ہزار ساحرون سے بیٹھا ہی یکایک آواز آئی اور سناٹا ہوا اسنے سر اُٹھایا دیکھا ایک لکہ ابر ہوا اُسکو اُڑائے ہوئے لاتی ہی زاغ نے کہا کوئی ساحر زبردست آتا ہی یہ کہکے ایک گولہ مارا لکہ ابر پھٹا دیکھا نسیم اور آفتاب فلک سیر اُس ابر مین چھپے ہوئے لہرا رہے ہین زاغ سیاہ رو نے للکارا او آفتاب فلک سیر تو تو باغی ہوا کہان آتا ہی کاہن نے گولہ مارا زاغ نے کل فوج کو آواز دی ان دونون کو گرفتار کرو بارہ ہزار ساحر اسباب سحر لیکر اُٹھے نسیم نے دیکھا غضب ہوا اگر یہین سے لڑائی پڑی تو صاحبقران تک کیونکر پہونچینگے کر ملک سے گری سحر کرنے لگی کبھی دستک دی ہوا کے جھونکے چلے ساحر ٹکرانے لگے کئی ہزار ساحر ٹکراکر مرے زاغ سیاہ رو پھر للکارا نسیم تیری مراد کیا ہی نسیم نے جواب دیا تیرے قتل کو آئی ہون بہتر یہ ہی کہ سامنے سے ہٹ جاؤ ورنہ قضا تیری دامنگیر ہی زاغ حیران ہی کہ مجھے اور نسیم سے کیا بگڑی ابھی یہ میری کیون دشمن ہوئی گئی گولے نسیم پر مارے نسیم نے گولے کاٹے ذرا زاغ سیاہ رو غافل ہوا تھا کہ نسیم نے زمین پر آ کر ایک دستک دی پکار کر آواز دی ای صبا ہے شبگرد کیا ہی چلیگی یہ زاغ سیاہ رو آمادۂ حرب وپیکار ہی یہ کنیز چاہتی ہی جس مطلب کو آئی ہی وہ مطلب حاصل ہو یہ کہکر جو دو پتھر زمین پر مارا جھونکا ہوا کا چلا ہوا سے معتدل نہ سردی نہ گرمی ہر ساحر نے بند قبا کھولدئے بے اختیار پکارنے لگے ای نسیم تیرے دیدار کے طالب ہین اپنی یہ کیفیت ہی دل مشتاق پہلونشینی ہی ہاتھ چاہتے ہین ہر دم تیری بلائین لین قدم کہتے ہین گرد تیرے پھرین آنکھین مشتاق جمال ذرا ادھر دکھوائی تو یہ کیفیت ہی نظم

اک جہان دیوانہ اُس زلف دوتا کا ہوگیا	ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہوگیا
آپ کو کھویا مگر جویا خدا کا ہوگیا	راز جبپر منکشف فقر وفنا کا ہوگیا
ہمکو بھی آخر حضور قلب ہوتا ہی کبھی	عرض کر لینگے جو موقع التجا کا ہوگیا
خال رخ کے عشق مین مرتے ہین عاشق سیکڑون	سنکھیا کا عالم اس حب شفا کا ہوگیا
حائل نظارہ دیدار کیا ہوگی نقاب	دور پردہ جس گھڑی شرم وحیا کا ہوگیا

سجدۂ عاشق سے او بت تجھکو کیا حاصل ہوا
یاد آتا ہی کہ معشوقون مین بھی تھین نفتین
ٹالنا منظور تھا ہر چند پہلے ہی و لے
ہی یہی عالم نمود یار کا تو دیکھنا
یاد مین اُس راست قامت کی یہ کی فریاد نے

مفت بے ایمان اک بندہ خدا کا ہوگیا
تھا اپنے عہد مین مہر و وفا کا ہوگیا
حیلۂ معقول اُس بُت کو حنا کا ہوگیا
کچھ دنون مین وہ قد بالا بلا کا ہوگیا
وہ قد بالا الف آخر ندا کا ہوگیا

ایسے اشعار پڑھتے ہوے ہزارہا جادوگر طرف نسیم کے دوڑے زاغ سیاہ رو نے جو دیکھا کہ ساتھ والے محبت مین ملکہ نسیم کی اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین گھبرا گیا بمشکل جھولی سے گولہ نکالا جیسے گولہ مارا نسیم نے انگلی کا تکر خون کا چھینٹا گولے پر مارا گولہ اُلٹا پلٹا سامنے زاغ کے آکر پھٹا اُسمین سے دھوان نکلا دھوان گرد زاغ کے پھرا اور آسمان پر جاکے غائب ہوا کہ زاغ نے گریبان پھاڑا خاک منھ پر ملی اور پکار اُٹھا اے ملکۂ عالم میری جان پر بنی ہی اُمیدوار ہون کہ ایک نگاہ ادھر بھی دیکھیے اپنی عجب کیفیت ہی نظم

مین تو قائل ہون عشق کامل کا
سر پہ احسان ہی تیغ قاتل کا
پاس جو رجان جو آ بیٹھے
صاف ہی آئنہ مرے دل کا

مرتبہ اور ہوگیا دل کا
خوف روز شمار لازم ہی
دل نہ مائل ہو تیرے مائل کا
جان تک مانگے گر تو دون حسینا

کیا سُبکدوش کر دیا مجھکو
دینا ہوگا حساب تل تل کا
اسمین مطلق نہین غبار کو راہ
دل نہ توڑون کبھی مین سائل کا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا سامنے نسیم کے آیا کہا اے ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی جو حکم ہو بجا لاؤن فوج والونکو آواز دی ٹھہر جاؤ ان لوگون پر سحر نہ کرو ہم انکے تابعدار ہین جو ارشاد کرینگی بجا لاینگے بس اب لڑائی موقوف ہو حکم بجا لانے مین مصروف ہو سب رک گئے نسیم نے کہا اے زاغ سب کو لیکر خدمت خداوند مین جاؤ کہنا نسیم و کاہن بر سر قید خانہ گئے ہین صاحبقران کو چھڑانے گئے ہین یہ سُنتے ہی زاغ نے دست بستہ عرض کی ابھی حکم بجا لاتا ہون چھ سات ہزار ساحر ساتھ لیکر اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف ہفت پیکر کے روانہ ہوا مگر مبہوت لب پر مہر سکوت کبھی آپ ہی آپ مُسکراتا ہی روے زیبا کو یاد کرکے کبھی چیخین مارتا ہی پکار رہا ہی اے ملکۂ عالم آپ کے غلام کی جان جاتی ہی اگر روے زیبا کو دکھلا لیے یہان بعد جانے زاغ سیاہ رو کے نسیم و کاہن اندر قید خانے کے آئے قضاے کار سامنے دالان مین غضنفر بن اسد بہادر بیٹھے ہوے زنجیرین ہلا رہے ہین کبھی پکارتے ہین ارے

ہفت پیکر کہاں ہی سامنے مردان عالم کے نہیں آتا اگر آنے تو حال معلوم ہو منتم شاہزادہ غضنفر بن
اسد بن کرب غازی فہیم نے نام جو غضنفر کا سُنا کاہن سے اشارہ کیا کہ انکے تحفے انکو دیجیے
کاہن نے بڑھکر انگشتر مہر و ماہ ہاتھ میں پہنائی سب قید توڑ شکر گری تیغہ رُوئین شگاف کمر میں باندھا جست
کرکے غضنفر پشت مرکب باد پا پر سوار ہوے آواز دی ای قزاقان بد رو ید وقت آگیا دیوانون نے
جو آواز اپنے آقا کی سُنی زنجیریں توڑ توڑ کر دوڑے اسی ہزار دیوانہ گرد غضنفر کے آیا غضنفر بوق ترکی
بجاتا ہوا قید خانے سے نکلا ہر چند کاہن نے پکارا ذرا حضور ٹھہر جائیے میں صاحبقران کو رہا کرون
تو پھر اختیار ہے یہ کب سُنتے ہیں کاہن بڑھا قریب صاحبقران کے پہونچا شیشۂ اسم اعظم کا توڑا امیر
حمزہ صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا حرز ہیکل گلے میں پڑی امیر حمزہ صاحبقران نے نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر سان شمع جگر سوز من
باک ندارم ز دار چوب ستون من است

گرمی بازار عشق از لف خون من است
خانۂ تاریک تنگ بستہ بزنجیر عشق

بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من
مشکلم این بند با وقت جنون من است

قید آہن کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا صاحبقران کا اُٹھنا سرداروں نے قیدیں توڑیں سب جا
اُٹھے صاحبقران نے فرمایا ای اسد نامدار تمھارا بیٹا نکل گیا اسد نے کہا وہ مرد دیوانہ ہی جو اُسکے ذہن
میں آیا وہ کر گذرا جانے دیجیے صاحبقران لشکر کو ساتھ لیکر پانچ ہزار پانچ سو کھینچیں تلوریے پشت پر
دست راست پر لندھور بن سعدان دست چپ پر مالک دس رنگ سے صاحبقران جاتے ہیں
غضنفر بوق ترکی بجاتا ہو سب کے آگے لیکن زاغ سیاہ رو جھومتا ہوا اشعار عشق آمیز پڑھتا ہوا
نام نسیم زبان پر شہر میں داخل ہوا لوگ پکارتے ہیں ای زاغ سیاہ رو خوب زغندیں بھر رہے ہو
کسکے عشق میں مبتلا ہو نسیم کون کسکی ہوا میں ہو اسقدر ہوا نہ باندھو زاغ سیاہ رو تو یون جاتا ہی سب
قیدیوں کے نکل جانے کے بعد نسیم سبک رو قریب اپنے شوہر کے آئی زبان سے سوزن
نکالا عیوق تاجدار سے قید توڑی ہنگام نیلی پوش پر جا پڑا ایک طمانچہ مارا سر ہنگام کا اُسی
وقت اُڑ گیا مار کر ہنگام کو زن و شوہر عقب میں صاحبقران کے چلے نسیم سبک رو نے کہا
صاحب انھیں کی چل کے اطاعت کرو جنکے تصدق میں تمنے اس زندان مصیبت سے رہائی پائی
عیوق تاجدار نے پوچھا کسکی اطاعت کریں نسیم سبک رو نے کہا رستم پیلتن جنکو کتاب میں
ہفت پیکر نے لکھدیا کہ یہ طلسم کشاے اصلی ہیں طلسم کشائی اُنپر ظاہر بھی ہو چکی کلاہ ہفت گوشہ ہاتھ

آتی ہین کیسے کیسے مقام احتیاط پر تھی ساحر کیسے کیسے ساتھ ہین جنمین کا ایک یہ دلیر شیر بیشۂ ہفت پیکر
رستم ہفت آفتاب فلک سپہر ہے ایسے ساحر زبردست ساتھ ہین کہ زمین ہلا دین یہ مدد اُنکے
خدا کی طرف سے ہوئی کہ اُسنکے رنگ چھوٹے اب زمین کو ہلا دینگے انھین کے حکم سے آئے
صاحبقران زمان کو رہا کیا جب وہ کسی جانب چلے جائینگے تو ہم خدمت مین رستم کی رہینگے اُنکے
ساتھ شریک ہو کر طلسم کشائی کرینگے شاید ہماری ذات سے بھی کوئی مدد اُنکو ایسی پہونچے کہ طلسم کشائی
مین نفع ہو زرہ ہفت جوش و تیغۂ ہفت جوہر کی تلاش ہے لوح طلسم کو سنتے ہین معدوم ہی
شاید اُسکا پتہ کچھ ہماری ذات سے ملے تو مطلب نکلے اس طرح جو نسیم نے عیوق تاجدار
کو سمجھایا کہ میرا اُنکی خدمت مین پہونچنا اور تمھاری رہائی کی صورت ▮ ہونا اُنکی ذات والا صفات
پر موقوف ہوا تمھاری قید کا حال سنکر بیقرار ہو گئے کاہن طلسمی سے ارشاد فرمایا کہ تم انکے
ساتھ جاؤ اور عیوق تاجدار کو رہا کر کے لاؤ اگر اُنکی مدد نہ ہوتی تو تمھاری رہائی ناممکن تھی
اصل امر یہ ہی کہ انھین کی عنایت سے تمھاری رہائی ہوئی ورنہ حکم سے ہفت پیکر کے
سات مہینے کے بعد ہوتی اِس طرح سے جو نسیم سبک رو نے اپنے شوہر عیوق تاجدار کو
سُنایا اور اعزاز اور اکرام و حشم و خدم و جاہ و جلال و شوکت و ہمت رستم کی لفظاً لفظاً بیان کی پھر تو
عیوق تاجدار بھی راضی ہوا غضب مین صاحبقران زمان کے خوشی خوشی زن و شوہر دونون چلے
زاغ جو عشق مین ملکہ نسیم سبک رو کے ڈھونڈھتا ہوا سارے شہر کو طے کر کے در ہفت پیکر پر پہونچا
درگہ سالار نے پوچھا میان صاحب کہان جاؤ گے زاغ سیاہ رو نے جھلا کر جواب دیا سامنے
اُس مکار کے جاؤنگا جسنے اپنا نام خداوند ہفت پیکر مقرر کیا ہے آج حال کھل جائیگا درگہ سالار نے
کہا اے زاغ سیاہ رو کچھ دیوانہ ہوا ہے قدرت کو مکار کہتا ہے حضرت آسمان اول پر موجود ہین ابھی
تجھکو سنگ سیاہ کر دینگے زاغ سیاہ رو نے کہا اُسکی کیا مجال ہے کہ ایک عضو بھی میرا بیکار کر سکے
یہ کہکے فرق زنجیر کو توڑا چاہا اندر مکان کے گھس جاؤن فلک اول پر پہونچون درگہ سالار اُٹھ کھڑا
ہوا کہا اے زاغ سیاہ رو در دولت پر قدرت کے سرکشی نہ کرو تم ٹھہرو ہم جا کر قدرت سے
عرض کرین جیسا حکم ہوگا ویسا کرینگے زاغ سیاہ رو نے کہا اچھا جاؤ درگہ سالار اندر چلا جب
درگہ سالار نظرون سے ناپدید ہوا زاغ سیاہ رو بھی اندر مکان کے گھس گیا پیچھے درگہ سالار کے

آسمان اول پر پہونچا پکار کر آواز دی او ستمگار تخت خدائی پر خداوند بنکر بیٹھا ہی تقدیرین بگھار رہا ہی
یا تو ہفت پیکر سر دزدون سے باتین بگھار رہا تھا یہ آواز جو سُنی سر اُٹھا کر کہا ارے تو کون ہی جو
مقدمۂ قدرت مین ایسے کلام کہتا ہی زاغ سیاہ رو نے چاہا کہ پر پرواز پیدا کر کے اس مکار
غدار ہفت پیکر پر جا پڑون ہفت پیکر نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کہ زاغ سیاہ رو کے دو ٹکڑے
ہوے ساتھ والے جو باہر کھڑے تھے اُنپر بھی بجلی برابر گرنے لگی جسپر بجلی گری اُسکے دو ٹکڑے
ہوے تھوڑے ہی عرصہ مین چھ ہزار ساحرون کو جلا دیا درگہ سالار کھڑا کانپ رہا ہی ہفت پیکر
نے کہا او درگہ سالار ناہنجار تو نے اِسکو نہ روکا سامنے قدرت کے ایسی بے ادبی کی دریافت کرو
کس حال مین تھا کہا حضور مین نہین جانتا ہفت پیکر نے طرف نعش کے دیکھا پکار کر آواز دی
او بد کار ظاہر کر کہ تو اسقدر کیون بے ادب ہوا کیون اپنی جان دی نعش سے آواز آئی کہ یا خداوند
ملکہ نسیم اپنے شوہر کی رہائی کو آئین صاحبقران کو رہا کر لیا سب رہا ہو کر نکل گئے مجھے
نسیم نے بھیجا کہ جا کر ہفت پیکر کو خبر کر دے اور اُسکا سر لا میرا تیرے سامنے کچھ زور نہ چلا یہ سنکر
ہفت پیکر نے حکم دیا ان گنہگارون کے لاشے مزبلے پر پھکوا دو زاغ و زغن اِنکو کھا جائین لاشے
بھی اِسنکے مصیبت اُٹھائین کوئی تم مین سے ایسا ہی کہ صاحبقران کو جا کر گرفتار کرے اور اُنکے
ہمراہیون کو لائے جو ساتھ ہو اُسکا بھی علاج کرے یا قدرت خود تکلیف فرماوین اِسکے
پہلو مین ایک دنگل پر کیمیا سے مردار خوار بیٹھا ہی دنگل سے اُٹھا عرض کی یا خداوند غلام جا کے
سب کو لاتا ہی چار لاکھ فوج کا افسر ہون سب کو لیجاؤن حکم ہوا سات جنگل فوجون سے بھرے
ہین جسقدر تو چاہیگا اُسی قدر فوج تجکو ملیگی کیمیا سجدہ کر کے اُٹھا باہر آ کے آواز دی سب فوج
میری آ جاسے چار لاکھ ساحر چار طرف سے آ کر جمع ہو گئے سب کو لیکر چلا درہ کوہ پر سے آ کر دیکھا
ایک جوان کمسن گھوڑے پر سوار اسی ہزار دیوانے پس پشت حرکات لغو کرتے ہوئے آ رہے ہین
کیمیا نعرہ کر کے جا پڑا چاہتا ہی کشتہ کرون غضنفر جو سنبھلا بوق ترکی کمر سے نکال کر بجایا آواز دی
اے قزاقان بزید و کشید قزاق ساحرون پر جا پڑے اب جو گھوڑے دوڑاتے ہوئے جا پڑے ایک
نے سامنا کیا ایک نے پہلو سے نیزہ مارا چند نے کمانین سنبھالین تیر اندازی کرنے لگے چند نے خنجر کھینچے اور خنجر
کھینچکر جا پڑے ایک نے ٹوکا ایک نے پہلو پر خنجر مارا دو مین ہزار ساحر گرائے گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہین

ساحر مر مر کے گرتے ہین قزاقون نے تہلکہ ڈالدیا غضنفر گھوڑے پر سوار تیغۂ رویین شگاف
قبضے مین انگشتر مہر و ماہ کو چمکاتا ہوا جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیئے پچاس ہزار ساحر پامال کیئے
تھے کہ کیمیا بھاگ کر ایک درۂ کوہ مین آیا کچھ بوٹیان پتیان نوچ کے باہر نکلا وہ پتیان پھینک ماریں
جیسے ہی وہ منتشر ہوئین قزاق گھوڑون سے گرنے لگے غضنفر کی بیتابی ہر ایک کے قریب پہونچا
ہوا انگشتر چمکاتا ہی ایک کو بچایا دس گرے کیمیا تین مرتبہ درۂ کوہ مین گیا پتیان نوچ کے لایا لشکر غضنفر
پر پھینک ماریں تیسری بار مین غضنفر نے پلٹ کے دیکھا سب ساتھ والے گھوڑون سے گر پڑے گھوڑے
کوتل دوڑتے پھرتے ہین چاہتے ہین کہ راکب کو پامال کرین راکب اپنے کو بچاتے ہین حربے ہاتھون
سے گر پڑے پاؤن مین اُٹھنے کی طاقت نہین ہاتھ دستگیری نہین کرتے پاؤن سے ثابت قدمی جدا
ہوا دل دھڑک رہا ہی اپنے قابو مین نہین دل گویا پہلو مین نہین غضنفر یکہ و تنہا بچا پھرتا ہی دس ہزار
ہمراہی کے گھوڑون سے گرے کس کس کو بچائے بیقراری مین پکار اُٹھا کہ ای خالق بے نیاز و ای رب
کارساز اپنے بندون کو اس آفت سے بچائے نظم

در نظرہا رونما صورت ز ہر منظر یکے است — جلوہ گر لیکن ز ہر دیوار و در رو در یکے است
کار فرمائی جہان سلطان بحر و بر یکے است — حاکم اقلیم شرق و غرب خشک و تر یکے است
ہر رخ ہر نقش یک نقاش جلوہ مید ہد — ظاہر از ہر جلوہ تصویر صورت گر یکے است
اندرین گلزار رنگ و بوے ہر گل واحد است — اندرین گنجینہ آب و تاب ہر گوہر یکے است
خار و گل یکسان بود در دیدۂ وحدت پرست — پیش مردان موحد قدر خاک و زر یکے است
ہست بر یک منحصر کار زمین و آسمان — انتظام و اہتمام زیر و بالا بر یکے است
ہر حساب اندر حساب خود شدہ از یک آشکار — ہر رقم ہر ہندسہ ہر شکل نہان در یکے است
در کمالات جمال و خوبی ذات و صفات — از ہمہ بہتر یکے از جملہ بالاتر یکے است
بر امیران آمر و بر حاکمان فرمان روا — بر شہان شاہنشہ و بر سروران سرور یکے است
کاتب سر خط عالم صاحب لوح و قلم — اہل دیوان منشی تقدیر و سر دفتر یکے است
بے ہمال و بے مثال و بے نظیر و لاشریک — طیب و پاک و طہور و طاہر و اطہر یکے است
غم مخور ہندی کہ در ہر کار تو صبح و مسا — حامی و مشکلکشا و ناصر و یاور یکے است

بیقرار ہو کر جو غضنفر نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ صحراے گرد اڑی صاحبقران آکر پہونچے
دور سے جو غضنفر کو اس حالت مین دیکھا وہین سے نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بے حیا و اے نابکاران

بُرد غا ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بشناسد نعرۂ صاحبقران — امیر عرب ضیغم روزگار
بحکم خدا بستہ شمشیر چار — یکے تیغ صمصام و قمقام نام — یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد — سر سرکشان جملہ در خاک کرد — امیر آگر اس فتح ہزیمت عوج

پر گرے جملہ سردار نعرے کرکے آپڑے عقب مین نسیم و آفتاب و عیوق جو آتے تھے دیکھا کہ یہ
معرکہ ہو نسیم نے سر اٹھا کے دیکھا آفتاب سے کہا کہ میان کیمیا صاحب آئے کشتہ ہونگے اُنکے
نے بھی اکسیر ہو صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے جا پڑے اب بچنا دشوار ہی لیکن وقت مدد ہی یہ کہکے
نسیم نے بھی دستک دی عیوق نے بڑھکر گولہ مارا آفتاب نیر اعظم بنکر چمکا ساحرون کے بھیجے جلنے لگے
نسیم نے جو دستک دی ہوا کے جھونکے چلے ساحر سر ٹکرانے لگے عیوق نے جھوم جھوم کر سیکڑون
کو مارا جسکو پکڑا چیر کر پھینکدیا تینون سحر کرتے ہوے چلے کیمیا نے جو دیکھا کہ لشکر پامال ہونے لگا امیر
نے جو بآواز بلند اسم اعظم پڑھا ہمراہیان غضنفر گھوڑون پر سوار ہوے مصروف جنگ ہین امیر
جنگ رستمانہ کرتے ہوے اسم اعظم بآواز بلند پڑھتے ہوے ہمراہیان غضنفر صداے اسم اعظم سنکر
ہوشیار ہو چکے ہین گھوڑون پر سوار ہوتے ہین اپنے آقا کی پس پشت جمتے جاتے ہین غضنفر ہنگامہ
رستمانہ شمشیر زنی کر رہا ہی اکثر سرداران صاحبقران کو جو کیمیا آتے ہوے دیکھتا ہی سحر کرتا ہی وہ سردار
گھوڑون سے گرے امیر کا نام لیکر آواز دی کہ اے شہریار غلامون کو بچایئے امیر نے بڑھکر اسم اعظم
پڑھا اُن سردارون کو سنبھالا مرکبون پر سوار کیا وہ پھر مصروف جنگ ہوے چار جانب ہی کدو کاوش
ہی ہی کوشش ہی کہ اپنے آقا کو قریب کیمیا پہونچائین ایک طرف سے غضنفر جنگ کرتا ہوا آتا ہی کسی
مقام پر کیمیا کو للکارا کیمیا نے خیال بھی نہ کیا غضنفر نے جو دور سے دیکھا کہ کیمیا سحر کرتا ہوا جاتا
ہی وہین سے للکارا کہ او نامرد مردان عالم کے پاپوش کی گرد ہمارے سامنے تو آ کیمیا پلٹ پڑا
الٹی کو لے مارے ماش کے دانے اچھالے آگ برسائی تلوارین گرائین غضنفر رتا تیرہ ہوئی گھوڑے
کو آڑاتا ہوا قریب کیمیا کے چاہا تھا ہو بجے کہ فوج والون نے بلوہ کیا بیچ مین آگئے غضنفر اُنسے
لڑنے لگے صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ غضنفر کو لاکھون جادوگرون نے گھیرا ہی زنجیرین

اور کمندین لیکر چلے ہین چاہتے ہین کہ گرفتار کرلین غضنفر کی تنہائی دیکھکر بیقرار ہوگئے وہین سے نعرۂ شیرانہ
کرتے ہوے اُس غول پر جا پڑے ایک طرف سے جو اسد نامدار نے اپنے بیٹے کا یہ حال دیکھکر بیقرار ہوکے
نعرہ کرکے اُس غول پر گرے اِنکے ساتھ والے لڑتے بھڑتے ہوے ابراہیم بن مالک وغیرہ اِس
ترکیب سے آگرے کہ غول کے غول پراگندہ کئے زنجیر کے غضنفر کو اس بلوے سے نکالا کرب
نے بھی آکر مدد کی پہلوان عادی بھی اُسی مقام پر آگرے کرب فرماتے ہین غضنفر کیا جوان ہے
اِسکی جرأت کی تعریف کرنا واجب و لازم ہے یہ شیر تو اسد سے زیادہ طرار و فرار ہے کون اِس سے
مقابلہ کرسکتا ہے اکیلا کس دھوم سے لڑا مجمع کو متفرق کیا سب شیر اُسی مقام پر لڑ رہے ہین غضنفر
نے جو اپنے بزرگون کو قریب دیکھا شمشیر زنی کرتا ہوا الگ ہٹا اپنے غول کو جمع کرتا جاتا ہے قصد ہے کہ
زنجیر کر نکل جاؤن ایسا نہ ہو کہ بزرگ نہ جانے دین اپنے غول کو لیکر کنارے ہوا ایک مرتبہ اسد نے
لکارا کہ اے فرزند ٹھہر جاؤ غضنفر نے دور سے سلام تو کر لیا بات کا جواب نہ دیا گھوڑا اڑاتے ہوے
ایک طرف نکل گئے اسد ناچار پلٹے ساتھ کے سردارون سے کہا کہ دیکھو بات کا جواب نہین دیتا
سلام کر لیا یہی بڑا احسان ہوا یہ فرماتے ہوے مصروف جنگ ہین صاحبقران لڑتے ہوے سامنے
کیمیا کے پہونچے للکارا کہ او ساحر مکار آ کے مقابلہ کر کیمیا گولے مارتا ہوا صاحبقران پر جا پڑا اُسکی
ہاتھ تلوار کے مارے تلوارین امیر پر گرین خنجر چلے مگر امیر اسم اعظم پڑھتے ہوے قریب پہونچگئے ہاتھ تیغ عقرب
کا مارا سپر جو کیمیا نے اٹھا دی برق شمشیر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے کیمیا ہاتھ سے صاحبقران کے
مارا گیا آندھی سیاہ چلی ایسا اندھیرا ہوا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہ معلوم ہوتا تھا تمام سردار گھبرا گئے سیکڑون
اہالی فوج ٹکرا ٹکرا کر ہلاک ہوے بعض گھوڑون سے گرے بعض کے گھوڑے بدلگامیان کر رہے ہین
بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من کیمیائے مردار خوار بود ساتھ والون نے جو افسر کا لاشہ دیکھا
چاہتے تھے کہ صاحبقران کو مارین صاحبقران نے جم کر شمشیر زنی کی سب فرزند بھی اُسی مقام پر آگئے
آخرکار شکست کھا کے لاش اپنے افسر کی اُٹھائی شکست فاش کھائی روتے پیٹتے بھاگے نسیم و عیوق د
آفتاب خدمت صاحبقران مین آئے عرض کی کہ خدا آپ کو مظفر و منصور کرے رستم لے آداب و تسلیمات
عرض کیا ہے حضین کے حکم سے آتے انھون نے سیاشیا جو پہونچائین غلام خدمت مین لیکر آئے فیروزہ بن عمرو
جو قید سے چھوٹا ہے اسکو خدمت مین اپنے آقا کی جانا چاہیے فیروزہ بن عمرو اُسی وقت پتہ پوچھکر مع جلاسطے والا

سعد یعنے ہیکان ترک و مقصود ترک و نعمان ترک مع پانچ ہزار جوان بتلاش شاہ سعد روانہ ہوئے کہ پہونچنا انکا تحریر ہوگا صاحبقران نے ان جوانون کو تاکید کر کے رخصت کیا کہ سعد سے ہم سب کا آداب و تسلیمات کہنا میری طرف سے بعد دعا کے کہنا کہ حضور اب تشریف لائین بے آپ کے رونق تاج و تخت نہین ہی اور نسیم امیر سے یہ کہکے رخصت ہوئی کہ ضرور صحرائے گرداب نشان مین چلکر فروکش ہون وہان سے سرکار کو ستیلنگا خواجہ عمرو سے امیر نے کہا کہ خواجہ تم پاس رستم کے جاؤ کہنا کہ ای نور نظر ہمارا ساتھ ہو تو بہتر ہی آئندہ جو تقاضائے وقت ہو خواجہ طرف رستم کے چلے چونکہ عظم و شان رستم شنا بیقرار ہو گئے بتلاش رستم روانہ ہو گئے یہ سب باتین وقت پر تحریر ہونگی صاحبقران مع لشکر و مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی طرف صحرائے گرداب نشان کے چلے ہفت پیکر کو بھی اس فتح کی خبر پہونچیگی یہ بھی ضرور فتور کریگا سب کے حال وقت پر تحریر کرونگا اب دوسرا حال لکھتا ہون

دو کلمۂ داستان حیرت بیان مہتر برق فرنگی کی عشق مین ملکہ انجم مہر طلعت کے کہ دختر نعمان زمیندار ہی خواجہ عمرو نے برق کو نظر بند کیا ہی اسکا ذکر تحریر کرتا ہون باقی حالات متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی تو ای برق باران عشق
کہان تو ہی ای شمع پروانہ سوز
جو ای عشق دریا سے ہو بجلو لاگ
لہو سے عدو کے ہو برگ سنگ کو
تجھے ہنے ای عشق دیکھا وہ برق
اُسے اُسکا شیدا بناتا ہی تو
کہ مجنون لقب خلق مین پا گیا
محبت مین لیلی کے وحشی بنا
کبھی چین صحرا مین پاتا نہ تھا
اسی عشق مین خوب صدمے سہے

چمکتا ہی مہر درخشان عشق
جلا دیتے مین ہو وہ بیباک ہی
نکلنے لگے صاف پانی سے آگ
جفا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
کیا بحر آتش مین عاشق کو غرق
جو قیس حزین مے مصیبت سہی
یہ سامان اُسکا ہوا بر ملا
یہ دیوانہ بن خلق کو بھا گیا
کہ معشوق دلسوز آتا نہ تھا
کیا عشق نے جان فرہاد کو

کہان تو ہی ای عشق کاشانہ سوز
کہ سارا جہان مشت خاشاک ہی
مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو
بلا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
کسی کو کوئی شی دکھاتا ہی تو
ہوئی عشق لیلی مین یہ بیکسی
سدا نجد مین جا کے تنہا رہا
نہ معشوق پایا بمشکل جبا
اسی غم مین دی جان دلسوز نے
نہ پہونچا کوئی اسکی فریاد کو

یہ آخر کو اُس نے مصیبت سہی
کہ معشوق سے آج تک دور ہی
کہ شیرین نے دی جان اسکے لئے
کہ ظاہر ہوئی صورتِ رنج و غم
تڑپتا ہی سیماب سا عشق مین
کہ معشوق کے ذکر سے جدا ہی
قمر برق کا حال تحریر ہو

کہ اس عشق مین جان شیرین گئی
یہ لکھتے ہین نکتہ نوازان عشق
جدائی کے سامان جدا ہو گئے
نیا عاشق زار شیدا ہوا
لکھون مین کسی کا بیان عشق مین
چھٹے قید محنت سے وہ دردمند
فراق و مصیبت کی تقریر ہو

لقب کوہکن اُسکا مشہور ہی
کہ آخر ہوا جاکے مہمان عشق
ہوے مر کے معشوق عاشق بہم
نیا درد سینے مین پیدا ہوا
کہ برق حزین مائل دید ہی
آئے دشت و صحرا مین دل سے پسند
چہرہ دشت نوردان جانف

عیاری دل کشندگان مراحل بیقراری اس داستان حیرت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف
کہ غواص بحر مصیبت نشان ٭ نگارد چنین طرفہ این داستان ٭ سہ برق فرنگی کہ عشق مین ملکہ انجم مہ طلعت دختر خاقان زمیندار کے مبتلا ہی خواجہ اسکو گرفتار کرنا تھے ہین ابوالفتح وغیرہ نہایت لطف سے دلدہی کرتے ہین پہ تیغ جو نصیب ہوئی برق نے زبانی عیاروں کے سنا کہ صاحبقران آمادہ فتح طلسم ہفت پیکر ہین لڑنے بھڑنے چلے آتے ہین قید خانے سے رہائی پائی طرف صحراے گرداب دریا نشان کے جا نکلے ہین وہان سے طرف طلسم ہفت پیکر کے قصد کر کے جی مین کہتا ہی کہ یہ برق اُستاد کی پرورش ہی کہ تیری حفاظت کی نظر بند رکھا ورنہ ابتک اُس صحراے ویران مین تڑپ تڑپ کر مرجاتا لیکن تلاش معشوق کرنا واجب و لازم ہی نگہبان سب ساتھ کے عیار ہین یہین سے نکلون تا در محبوب پہونچون یہ سوچ کے عیارون سے گھل مل کے باتین کرنے لگا کہاں آج آپلوگون نے حقہ نہین پیا یہ کہکے چلم بھری بیہوشی اُسمین ملائی عیارون کو حقہ پلا کر بیہوش کیا قید خانے سے تڑپ کر نکلا ایک جانب بھاگا جنگل مین خاک اڑاتا پھرتا ہی اگر راہ مین کوئی دیہ یا قریہ ملا وہان جاکے پتہ لگاتا ہی جب پتہ نہین ملتا غنچہ آرزو نہین کھلتا تو روتا ہوا وہان سے نکلتا ہی یاد مین محبوب مطلوب کی کسی نخل کے نیچے بیٹھ گیا اور یہ اشعار حالت بیقراری مین بعد سوز و گداز پڑھنے لگا نظم

مجھکو جو مرغوب میری شعر خوانی ہو گئی ٭ ای پری اپنا طبیعت مین روانی ہو گئی
مین کہان عشق قد دلدار ای واعظ کہان ٭ کیا کرون نازل بلائے آسمانی ہو گئی
سبزہ رنگی تمہی اُسپر کہ پوشاک سفید ٭ زیب تن جس وقت کی نے الفور دھانی ہو گئی

اُس پری کے عشق نے اتنا کیا مجکو ضعیف / خواب اب یوسف زلیخا کی کہانی ہوگئی
داغ اُسکا دل پہ ہی اب دل کوے سکتا ہی کون / اُس خزانے پر سلیمان کی نشانی ہوگئی
آج کل کیونکر نہ ہمکو دیکھکر وہ گل ہنسے / عشق سے رنگت ہماری زعفرانی ہوگئی
ناصحو بس بس زیادہ عشق نے بھڑکائی آگ / یہ نصیحت مجکو پریون کی زبانی ہوگئی
میری وحشت دیکھکر مجنون دہل کر مر گیا / ناقۂ لیلی کی مجکو سار بانی ہوگئی
ای قبول اب عشق محبوب حقیقی کا ہی عہد / بچنا اک دن کا دو دن کی جوانی ہوگئی

اِس طرح کے یہ اشعار پڑھکر ایسا گھبرایا کہ بیقرار ہوکر اُٹھا خیال مین گذرا کہ قصبۂ نعمانیہ مین چلکر دریافت کرو شاید حال معلوم ہو یہ سوچ کر بھاگا قصبۂ نعمانیہ مین آیا صورت بدلے ہوے دیکھا گانون کا بازار ویران پڑا ہی دریافت کیا معلوم ہوا کہ کوئی ساحر مشکور جادو وہ ملکۂ انجم مہر طلعت کو گرفتار کر کے لیگیا ہی اُسنے نعمان کو پیغام بھیجا ہی کہ تمھاری دختر میرا وصل نہین قبول کرتی آکے دختر کو سمجھاؤ وہ مرتبہ بحال کرون کہ شاہان دربند رشک کرین وہ گئے جا کر سمجھایا بیٹی نے نہ مانا اُسنے دونون کو قید کیا ہم لوگ نہین جانتے مشکور کس مقام پر ہی مالک ہمارا قید ہوگیا قصبہ ویران ہی زراعت مین فرق آیا سب اہل قریہ پریشان ہین برق یہ حال سُنکر قریے سے نکلا تلاش مین مشکور کی چلا جس مقام پر ساحر کا مکان دیکھتا ہی دریافت کرکے آگے بڑھتا ہی پھرتا پھراتا ایک دن ایک صحرا مین پہونچا ایک نخل کے سائے مین غمگین وملول بیٹھا ہی سوچ رہا ہو کہ دیکھا ایک ساحر بھاگا ہوا آتا ہی پسینے پسینے دوڑا ہوا جاتا ہی برق آگے بڑھا ایک فقیر کی شکل بنکر بیٹھا دو چار حقے وہان رکھ لئے ساحر کو آواز دی وہ ساحر قریب آیا کہا بھائی کہان جاتے ہو یہ لون چل رہی ہی اور تم اس دھوپ مین جاتے ہو ابھی کئی آدمی اس مقام پر گرے اہل قریہ اُٹھا کر لے گئے تم اس دھوپ مین تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ ساحر نے کہا کہ بھائی نوکری بُری چیز ہی جو مالک کا حکم ہی وہ بجالانا ضرور ہی رنجور جادو ہمارے مالک کا نام ہی طلسم ہفت پیکر پر چڑھائی ہی چہار طرف سے مسلمانون نے بلوہ کیا ہی رنجور نے مشکور کو بُلایا ہی مین نامہ لیکر جاتا ہون حکم کیا تھا کہ آج ہی نامہ پہونچے اِس وجہ سے جلدی جاتا ہون برق نے پوچھا رنجور کس مقام پر رہتے ہین ساحر نے کہا کہ نامہ دار میرا نام ہی یہان سے پانچ کوس پر قلعہ ہی قلعۂ داغدار اُسکا نام ہی اُسمین رنجور جادو بادشاہ ہی برق نے یہ دریافت کرکے مشکور کا پتہ بھی پوچھ لیا حقّہ پلا کر بیہوش کیا اُسکو کنارے ڈالدیا نامہ لیا نامے کی پشت پر طرف سے

مشکور کے لکھا کہ ای برادر میرے آج کل ہوش درست نہین کہ مین مسلمانون کو کیونکر روکون چند ساعت کے واسطے تمہین سرفراز کرو یہ نامہ لیکر طرف رنجور کے چلا پانچ کوس راستہ طی کر کے دیکھا کہ ایک قلعہ سامنے ہی اور خلقت کی اُسمین آمد و رفت ہی برق بلا تکلف اندر آیا سب سے صاحب سلامت کرتا ہوا دار الامارة پہونچا اندر بارگاہ کے آیا نامہ پیش کیا نامہ پڑھکر رنجور بہت خفا ہوا کہا اس کام سے زیادہ بھائی صاحب کو اور کون سا کام ہی ملک برباد ہوتے ہین ایسا نہو کہ رستم کلاہ اس طرف گذر ہو جانے تو حال کُھلے لیکن مین چلتا ہون برق نے کہا کہ کچھ زبانی ارشاد فرمایا ہی ذرا کنارے چلیے تو عرض کرون رنجور کو کنارے لایا باتین کرتے کرتے گلوری کھلا کے بیہوش کیا اسکو تو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ اسکی شکل بنکر باہر نکلا ساحرون سے کہا کہ تم مین کوئی ایسا ہی کہ مجکو بھائی صاحب کے پاس لے چلے وزیر اُٹھا اُسنے عرض کی کہ غلام آپکو پہونچائیگا اکثر حضور کے ساتھ گئے ہین راستہ بخوبی یاد ہی یہ کیفیت لے چلینگے برق نے اسکو ساتھ لیا تخت پر سوار ہوے تخت اُڑاتے ہوے چلے بعد پہر بھر کے سامنے ایک قلعہ معلوم ہوا وزیر نے کہا کہ یہی قلعہ آپ کے بھائی صاحب کا ہی تشریف لے چلیے قریب در قلعہ لاکر وزیر کو بھی برق نے بیہوش کیا ایک غار مین اسکو ڈالدیا آپ بصورت رنجور قلعے مین آیا لوگون سے پوچھا کہ بھائی صاحب کہان ہین سب شکایت کرنے لگے کہا اب تو چند سے قلعہ ویران پڑا ہی مشکور صاحب باغ مین تشریف رکھتے ہین برق نے کہا کہ ہمین چل کے وہ باغ بتادو چند ساحر ساتھ ہوے طرف باغ کے چلے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ در باغ دکھائی دیا چند نگہبان در باغ پر تھے اُنھون نے اُٹھکر رنجور جانکر باادب رنجور نقلی کو سلام کیا کہا ٹھہر جایئے ہم شہنشاہ سے عرض کرین برق نے اُنکو جھڑک دیا کہا کیا ہمارے جانے کی ممانعت ہی سا حپ ہوے برق اندر باغ کے آیا چند خدمتگار دوڑے جا کے خبر کی مشکور سنکر گھبرا گیا کہ انجم مہر طلعت کا قفس و نعمان زمیندار کا قفس سامنے رکھا تھا نام رنجور کا سُنکر قصد ہوا کہ ان قفسون کو چھپاؤن رنجور نقلی آپہونچا مشکور نے سلام کیا برق نے آکر کہا کہ بھائی صاحب آپ کو کچھ خبر بھی ہی کہ طلسم ہفت پیکر کی کیا کیفیت ہی ہر طرف سے مسلمانون نے بلوہ کیا ہی جس ملک پر گئے اُسے فتح کیا اپنے اپنے قلعون کی تدبیر کرین ہاتھ سے دشمنون کے بچین اس زمانے مین عشق و عاشقی ترک کرو مصروف انتظام ہو یہ سُنکر مشکور رونے لگا کہا بھائی صاحب مین اپنی کیفیت کیا بیان کرون لائق عرض کرنے کے نہین ہی جو مجھپر گذرتی ہی اُسکا ذکر کیونکر کرون راتین بھر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین باپ کو

بھی معشوق کے بلوایا اب بھی کوئی مطلب نہ حاصل ہوا دونون کو سمجھا رہا تھا کہ آپ آ گئے جب تک کوئی
تدبیر اسکے وصل کی نہ ہوگی مجھسے کچھ کام نہ ہو سکیگا اگر ہو سکے تو آپ ہی سمجھائیے برق نے کہا کہ کتنی
بڑی بات ہے ایک لفظ مین سمجھا دونگا خود تمپر عاشق ہو جائے تمھاری محبت سے مہلت نہ پائے شراب
منگوائیے ابھی ابھی تدبیر ہوتی ہے مشکور دوڑا شراب لایا برق شل ماہی بے آب تڑپ رہا ہے کہ معشوق کو
قفس مین قید دیکھا جلدی جام بھرا مشکور کے سامنے گیا کہا بھائی جام پیو ابھی تدبیر ہوتی ہے مشکور
خوشی خوشی جام پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا بھائی صاحب یہ شراب کیسی تھی کلیجے مین آگ لگ گئی برق نے
کہا کہ اُٹھ کر ٹھوکر کھاؤ نشہ شراب کی کم ہو مشکور اُٹھا ٹہلنے لگا اُٹھتے ہی منھ کے بل گرا برق جھلایا ہوا تھا
اُٹھتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا اور پکار کر آواز دی کہ منم برق فرنگی شاگرد خواجہ عمرو نعرہ برق فرنگی

مرا نام ہے برق صحرا گزار | کہ اُستاد ہین خواجۂ سلسلہ | تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
کہے کون مکار و فرار ہون | کرون سیکڑون کوس کی راہ طے | ارسطو سے ذی علم شاگرد ہے
در بکر پہ میرا پھرا رہا | تڑپ سے مری چرخ پھرا رہا | بزیر قدم غرب ہے شرق ہے
چھلاوہ ہون مین نام ہے برق ہے

یہ کہکے خنجر مارا مشکور کا شکم چاک قصہ پاک ملا انجم نے جو نام برق
سنا تڑپ گئین جی مین کہتی ہین کہ یہ عاشق صادق ہے کس طور سے پہونچا برق نے نعمان کو سلام کیا نعمان
نے کہا کہ اے دختر برق فرنگی تمنے بڑا احسان کیا کوئی عزیز قریب میرا یہانتک نہین آیا تمنے اپنے کو پہونچایا
برق قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ مین تابعدار ہون عمر بھر خدمتگزاری کرونگا دونو کو قفس سے نکالا نعمان
نے سحر سے ایک تخت تیار کیا برق و انجم کو تخت پر سوار کیا لیکر طرف اپنے قریے کے چلے قریے مین جاکر پہونچے
نعمان نے عزیزون سے صلاح کی کہ تم سب کی خوشی ہو تو انجم کی شادی ساتھ برق فرنگی کے کرون ایسے
وقت مین پہونچا کہ جہان کوئی عزیز قریب نہ گیا نہ کسی نے رفاقت صرف کی مشکور کے بھائی کی شکل پر پہونچا
جاتے ہی اُسکو مار لیا ایسے تیز عیار بھی لشکر اسلام مین کم ہین خواجہ عمرو اپنا قوت بازو جانتے ہین برق نے کہا
کہ مین اُستاد کا نائب کہلاتا ہون جہان کہین اُستاد قید ہوے ہین ہی جاکر رہا کرتا ہون سب راضی ہوے بڑی
دھوم سے انجم بیاہا پہنے برق تخت پر بیٹھے ہین قضاے کار وہ سپہ عیاری جو تلاش بہ سحر مین چلے
تھے اُس قریے مین جو آئے دیکھا گانون مین باجا بج رہا ہے کچھ لوگ زعفران پوش پھر رہے ہین خواجہ نے
اُنسے پوچھا کسکی شادی ہے لوگون نے کہا کہ یہان کے سردار کی دختر کی شادی ہے پوچھا زوج کون ہے

لوگون نے بیان کیا مہتر برق فرنگی نائب خواجہ عمرو کا یہان آیا ملکہ کو مع اُنکے باپ کے بہالیا اب
بانجھا پہنے بیٹھے ہین خواجہ حیران ہوے کہ مین تو اسکو قیدخانے مین چھوڑ آیا ہون یہ یہان کیونکر پہونچا بچا
نائب بنکر بیٹھے ہین کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک تاجر جلیل کی شکل بنے قبائے مقلم کا زیب
جسم لعل و یاقوت کی انگشتریان ہاتھ مین عصا بادام تلخ کا ٹیکتے ہوے دربارگاہ پر آیا پوچھا یہانکے حاکم صاحب
کہان ہین لوگون نے بارگاہ نعمان کا پتہ دیا بارگاہ نعمان مین آئے جھک کر سلام کیا نعمان نے پوچھا
خواجہ بازرگان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا میرے یہان دختر کی شادی ہی جو کچھ مال و اسباب لائے
ہو ظاہر کرو عمرو نے کہا زمیندار صاحب مین لُٹ گیا مین نے سُنا ہی کہ میرا چور آپکے قریے مین آیا ہی
صورت یہ ہی کہ مین نے ایک لڑکے کو فرزند بنا کر پالا وہ اوباش لوگون مین ملکر خراب ہوا کئی لاکھ روپیے
کا صندوقچہ لیکر بھاگا ہی نعمان نے کہا ایک اور بارگاہ آراستہ ہی وہان تشریف لے چلیے جہان کہین آپکا
چور ہو اُسے گرفتار کر دون خواجہ کو نعمان لیکر بارگاہ برق مین آیا برق کو جو تخت پر بیٹھے دیکھا خواجہ
نے جھک کر سلام کیا کہا کہ صاحبزادے اُٹھو چلو بڑھیا ماں تمھاری رو رہی ہی صندوقچہ کہان ہی جلد بتاؤ
برق حیران ہوا کہ بڑھیا کون او صندوقچہ کیسا کہا خواجہ بازرگان کسی کو پہچانتے بھی ہو یا جو چاہا
کہدیا مین کیا جانون آپ کیا فرماتے ہین خواجہ نے کہا کہ اب باتین نہ بناؤ ورنہ گردن لونگا وہ لباس تمھارا
موجود ہی جو پہن کے آئے تھے مہنگی مین تمھاری ماں تمکو لیکر آئی ڈھائی سیر جو دیکر مین نے تمکو لیا جب
وہ بہت روئی تو نقد بھی تین پیسے دے آج بانجھا پہن کے بیٹھے ہو اور نعمان زمیندار کے داماد بنے
صندوقچہ میرا مجھے دیجیے مین چلا جاؤن پالنے کی مشقت راتون کا تیرا رونا اور بڑی بی کا اٹھکر بہلانا
ہگ کے پڑ رہنا تھا پرسال تک کپڑے خراب کرتا تھا پیشاب کا تجکو عارضہ تھا کیسے کیسے مین نے ٹوٹکے
کیے گلی گلی تجکو لیکر پھرا لوگون سے دوا پوچھتا اب آج جوان ہو کر ساری مشقت ہماری بھلائی نعمان زمیندار
کو کیا قلق ہوا کہ مین تو اسکو برق عیار سمجھا تھا یہ تاجر کا زر خرید غلام ٹھہرا اب اگر بانجھا اتروا دون تو دیہات
کا رہنے والا ہون کہین بیٹی کی شادی نہ ہوگی قریب آکر برق سے کہا کہ اب زیادہ نہ شرماؤ سوداگر کے ساتھ
جاؤ ایسا نہ ہو کہ سوداگر زیادہ بگڑے صندوقچہ اسکو دیدو لاکھ روپے کا مال بہت ہوا رنگ رو دیکھو متغیر
ہو رہا ہی کس حسرت سے روتا ہی اُسکے رونے پر نظر کرو برق نے کہا کہ حضور آپ یہ کیا فرماتے ہین مین اس
تاجر کو بالکل نہین پہچانتا ناحق یہ باتین بناتا ہی اسکو نکلوا دیجیے عمرو نے کہا میان برق صاحب اپنا گلا

کاٹونگا تمھین یہان چھوڑنکے نہ جاؤنگا خیر زمیندار صاحب آپ نے خوب سلوک میرے ساتھ کیا مال آپ
ہی نے میرا لیا زمیندار قسمین کھانے لگا کہ خواجہ صاحب مین آپ کے احسان کا ممنون ہون مین اسکو سمجھا تھا
کہ عمرو کا نائب ہی جب خواجہ نے ہاتھ پکڑکے برق کا کھینچا برق نے جو آنکھ ملائی قدمون سے لپٹ گیا
کہا استاد آئے نعمان لوگون سے کہتا ہی اب راہ راست پر آیا اپنے مالک کو پہچانا برق نے کہا کہ ای
نعمان مبارک ہو میرے واسطے بڑا فخر ہوا کہ شہنشاہ اوج عیاری آگئے یہ میرے باپ ہین وہ پرورش
مجھپر کرتے ہین کہ فرزندون سے زیادہ سرفراز کیا اگر چالاک کو خفا ہوے اور میری ہی بات رکھی نعمان
نے کہا کہ صاحبزادے اب اچھا ہے باتین بناؤ ہر چند کہ ہمنے عمرو کو نہین دیکھا آنکی تصویر تو دیکھی ہی صورت
اصلی دکھائین برق نے کہا کہ استاد صورت اصلی دکھائیے اشارہ کیا کہ بیٹا رونمائی تو نگا دین پریشان
ہون کہ تمھارے لیے نامبارک نہ ہو دلھن زندہ رہے خدا اولاد دے برق نے نعمان سے کہا
کہ کچھ نقدی منگواؤ استاد کے آگے پیش کرو خواجہ نے کہا کہ اپنے زمیندار سے منگواتا ہی وہ جو تو نے
جابجا لوٹ لوٹ کے گاڑا ہی زمین سے کچھ نکال برق نے بشکل چند انگوٹھیان نکالین خواجہ نے
وہ انگوٹھیان لین جست کی پکار کے آواز دی کہ داد آدم در دلش از کل عالم پیش صورت اصلی میری
مجھکو عطا فرمایئے اب جو بلندی سے اُترے سب نے صورت زیبا دیکھی نعمان بغلگیر ہوا مگر نعمان
صورت کو دیکھکر ڈر گیا ظریف لوگ پھبتیان کہنے لگے کوئی کہتا ہی کہ بن مانس ہی کوئی کہتا ہی کہ جل مانس
ہی خواجہ فرماتے ہین کہ صاحبو مین تو خاصہ بھلا مانس ہون اب خواجہ آکر کرسی پر بیٹھے برق کی تعریفین
کرنے لگے برق نے کہا کہ اُستاد شرمندہ نہ کیجیے مین غلام ہون خواجہ فرماتے ہین کہ اب تمھارے مال
کے خرچ ہونے کا وقت آیا برق کہتا ہی کہ استاد میرے پاس کیا ہی آپ کو دلھن کو دینا پڑیگا خواجہ عمرو
کہتے ہین ہم رونمائی دینگے اتفاق سے یہان آگئے برق نے کہا کہ آپ کا تشریف لانا باعث فخر
ہوا غرض خواجہ کی نعمان نے بڑی خاطر و مدارات کی سانچق طرف سے برق کے مہندی طرف سے نعمان
کے بڑی دھوم سے برات کی تیاری ہوئی خواجہ برق کو گود مین لیکر سوار ہوے مکان پر دلھن کے
پہونچے غل ہوا کہ دولھا کی سواری آئی ایک عورت بڑھیا گھونگھٹ پہنے ہوے گاڑھے کی چادر اوڑھے ہوے
طشت مین پانی بھرے ہوے سامنے برق کے پھینک گئی مراد اس سے یہ تھی کہ ہمیشہ دولھا سامنے دلھن
کے پانی بھرے برق نے پلٹ کے دیکھا کہ استاد نہین معلوم ہوتے اور لوگ برق کو گھیرے ہوے ہین

باعث یہ ہوا کہ نعمان نے کہا کوٹھے پر قصبے کے قاضی صاحب رہتے ہین انکو بلانے جاؤ خواجہ فوراً ایک
سپاہی کی شکل بنکر دوڑے مکان پر قاضی کے پہونچے آواز دی قاضی صاحب قاضی نکلے دیہاتی آدمی
پوچھتے ہین آج کیا ہی قاضی صاحب آپکو خبر نہین دختر زمیندار کی شادی ہی آپکو عقد پڑھنے کو بلایا ہی قاضی
بہت خوش ہوے سمجھے کہ زمیندار زمین بھی دیگا خواجہ نے کہا آج خوشی کا دن ہی گلوری نوش کیجئے
گلوری اپنے پاس سے نکالکر دی جیسے ہی قاضی صاحب نے گلوری کھائی گھبراکر کہا کہ ذرا مین پائخانہ
پھر آؤن یہ کہکے اندر گئے قاضی صاحب تو دستون مین مبتلا ہوے خواجہ نے اوپر کی کنڈی چڑھا دی قاضی کی
شکل بنکر دربار مین آئے گانا موقوف ہوا اسلام علیکم کہکے قاضی صاحب آکر بیٹھے حکم ہوا محل مین جایئے دلہن سے
قبول کرا لائیے وہان مردانہ ہوا مان بہنین دلہن کی پاس دلہن کے ہین حجلۂ عروسی مین قاضی صاحب
نے آکر پوچھا مہتر برق فرنگی ابن عبداللہ کے ساتھ تمہارا نکاح مہر شرعی تین روپے آٹھ آنے پر ہوتا ہی
تم راضی ہو دلہن کی مان ہنسنے لگی کہا قاضی کچھ دیوانہ ہوا ہی شرعی مہر نہ بندھیگا پچیس ہزار پر میرا بندھا ہی
اُسی کاغذ کے موافق لڑکی کا مہر بندھیگا ورنہ برات پھیر لیجاؤ خواجہ نے قبول کیا اگر برق سے کہا کہ پچیس ہزار
پر مہر قرار پایا برق نے اشارہ کیا کہ پڑھیے خواجہ نے پھر نکاح پڑھا لڑکے زمیندار سے نقدی لی جب
خواجہ بہت لگے تو برق بچھ گیا ہاتھ باندھ کر کہا کہ قاضی صاحب اب عنایت فرمایئے جو ملا اُسکو
غنیمت جانیے یہ لوگ زمیندار دیہاتی آپکی خدمت کر چکے خواجہ نے کہا اچھا لے تو دے برق نے
مجبوری کچھ چھلے کچھ انگوٹھیان نکالکر حاضر کین خواجہ نے کہا کہ بچا تمنے طلسم نور افشان مین بہت کچھ پایا برق
نے کہا اُستاد جو ملا تھا وہ اُٹھ گیا خواجہ بصورت اصلی تیار ہوے زمیندار گھبرایا کہ ابھی قاضی تھے ابھی خواجہ
عمرو ہو گئے برق نے کہا کہ لشکر مین سب کا نکاح یہی پڑھتے ہین بڑے دھوم سے بیاہ کے لائے برق
شب کو حجلۂ عروسی مین آیا عاشق و معشوق ہجران دیدہ و آفت کشیدہ تھے برق نے گوہر مراد حاصل کیا ملکہ
انجم حاملہ ہوئین کئی دن کے بعد برق محل سے نکلا خواجہ نے کہا کہ ای فرزند ہم تو اب رخصت ہوتے ہین
تلاش رستم مین جاتے ہین دیکھین آگے کیا گذری برق نے کہا کہ مین بھی چلونگا محل مین آیا ملکہ سے کہا کہ یہ
جان نثار اب رخصت ہوتا ہی اُستاد کے ساتھ جاؤنگا اگر خدا فضل کرے اور بیٹا پیدا ہو تو برق ثانی
نام رکھنا کمند و خنجر اپنا دیا کہ یہ اس لڑکے کو دینا اگر لڑکی پیدا ہو تو پھر تم کو اختیار ہی نصیحت و وصیت کرکے
جب رخصت ہونے لگا تھا انجم روتی ہوئی ساتھ ہوئین کہتی ہوئین کہ ای مہتر صاحب اب کب گذر ہوگا

برق نے کہا کہ اگر خداوند طلسم ہفت پیکر سے پلٹے تو انشاء اللہ پلٹ کے آئینگے ملکہ انجم رو نے کہا کہ اے مہتر برق عجب داغ دیے جاتے ہو برق نے بہت سمجھایا کہا کہ اے ملکہ عالم مجاو بھی یہان کا خیال رہیگا ہم ہم یاد رہینگی ملکہ نے کہا کہ اے برق کیا کہین کہ جو کچھ ہمپر گزریگی اے تو عجب کیفیت ہی لائق بیان کرنے کے نہین نظم

موت کو سب سمجھے رہین گبر و مسلمان آئی ۔ روح قالب مین ہی دو دو روز کو مہمان آئی
بوے یوسف سے ہوا تازہ دل یعقوب ۔ للہ الحمد صبا مصر سے کنعان آئی
ہمسے دیوانے بھی ہو وینگے پری کے سائل ۔ اس طرف سے جو سواری سلیمان آئی
آئنے نے رخ انور پہ اجارا باندھا ۔ شانے کے حصے مین وہ زلف پریشان آئی
یہ صفائی ہین کہان کتم عدم سے باہر ۔ جسم کی طرح تری روح بھی عریان آئی
ڈھونڈھیں اپنے لئے معشوق کوئی گرما گرم ۔ فکر پہلو کی کرین فصل زمستان آئی
گلشن دہر بھی ہی کوئی سراے ماتم ۔ شبنم اس باغ مین جب آئی تو گریان آئی
جو گنہ وصل مین سرزد ہوے تھے عفو ہوے ۔ فارغ البال ہوا مین تپ ہجران آئی
خط کا آغاز ہوا اُس رُخ نورانی پر ۔ چل بسی صبح وطن شام غریبان آئی
سر شوریدہ کو اُس زلف کا سودا نہین خوب ۔ اس بلا مین جو پھنسا شامت انسان آئی
عشق بلبل مین اثر ہی تو قفس مین آتش ۔ بوے گل پھاند کے دیوار گلستان آئی

برق نے آنسو دامن سے پاک کیے کہا کہ اے ملکہ عالم نہ گھبراؤ مین جلد حاضر ہونگا آکے خواجہ سے ملا خواجہ و برق باتہلے عیاری سے آراستہ ہو کر تلاش رستم مین چلے کہ انکا ذکر وقت پر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ دردانہ گوہر پوش سے جو امیر نے عقد کیا تھا اُسکا ذکر کرنا اس مقام پر واجب ولازم ہی او دردانہ گوہر پوش سے پیدا ہونا فرزند امیر کا فرزند برق کا برق ثانی نام ہی فرزند امیر کا نام خسرو شیر دل ہی

باقی حالات متعلقہ داستان ہذا

جب امیر پردہ قاف سے پلٹے تھے تو ملکہ دردانہ گوہر پوش سے عقد کیا تھا ملکہ حاملہ ہوئی چین لڑکا پیدا ہوا اُسکا نام خسرو شیر دل رکھا پرورش مین مصروف ہوئین عجب حسین صاحبزادہ پیدا ہوا

حسین و جمیل آنکھوں میں پچے شیر کے جلوہ گر پرورش میں مصروف ہوئیں جب دو برس کا سن صاحبزادے
کا ہوا ملکہ دیکھتی ہیں تیر و شمشیر سے زیادہ ذوق و شوق ہے جس روز خسرو پیدا ہوئے تھے اُس روز بارہ سی
لڑکے شہر میں پیدا ہوئے سب کو ملکہ نے محل میں داخل کیا لڑکوں کے ساتھ خسرو کھیلا کرتے ہیں
یہاں ملکہ انجم مہر طلعت کے بطن سے برق ثانی پیدا ہوا مکار و غدار و ضدی جب کسی بات پر بگڑتا
ہے تو پہروں روتا ہے دائیاں حیران ہو جاتی ہیں جب دو برس کا سن ہوا جست کر کے دیوار پر جاتا ہے ملکہ
انجم پیٹنے لگتی ہیں کہ ارے کمبخت گریگا تو سر پھٹ جائیگا برق ثانی ہنستا ہے کہتا ہے کہ ہٹ جائیے میں
کودتا ہوں ماں نانا سب گھبراتے ہیں ایسا نہ ہو کہ پاؤں پھسل جائے تو گرے اس طرح جست و خیز کرتا
ہے خنجر بازی کمند اندازی جہاں کہیں چوری ہوتی ہے تو کوتوال کہتے ہیں اُس لڑکے کو بلاؤ وہ چور کو خوب
پہچان لیتا ہے میاں برق ثانی گئے اور چور کو بتانا مال دلوا دیا چور کو بچا لیا گانوں میں ہر طرح رہتا ہے
جب باہر نکلتا ہے تو کسی لڑکے کو ڈھیلا مارا کسی کا سر توڑا کسی کو کاٹ کھایا لوگ فریادی آتے ہیں زمیندار
سے کہتے ہیں آپ کے نواسے نے ہمارے لڑکے کو کاٹ کھایا ڈھیلا مار کر بھاگا چار برس کا سن ہوا
صحن خانہ میں برق ثانی کھیل رہا ہے کبھی جست کر کے دیوار پر گیا کبھی دیوار سے صحن میں آیا کنیزوں کو ستاتا
ہے کسی کے سینے پر ہاتھ ڈال دیا کسی کے کاندھے پر چڑھا ملکہ انجم کہتی ہیں بادشاہ جان کو بلاؤ لشکر صاحبقران
میں لکھ بھیجیں اسکے باپ کے پاس اسکو بھیجدیں وہ اسکی ہڈیاں توڑیگا گانوں میں ہنگامہ رہتا ہے رعایا
کے لوگ کیسے مجبور ناچار ہیں بیچارے آ کے فریاد کرتے ہیں چاہتی ہوں کہ اس نگوڑے کو سزا دوں ہاتھ
ڈھیل کے بھاگ جاتا ہے میں رو کے بیٹھی رہ جاتی ہوں محل میں ہنگامہ ہے قضائے کار ملکہ دردانہ گوہر پوش
تخت پر سوار ہیں جلو میں خسرو و شیر دل چند لڑکے بہ عہدہ مصاحبت ہمراہ ہیں پریزادیں تخت اٹھائے ہوئے
صبح کا وقت ہے کہ خسرو کی نگاہ برق ثانی پر پڑی بیقرار ہو کر کہا کہ اے مادر گرامی اس لڑکے کو اٹھوا لیجئے
ہم اپنا عیار بنائینگے ماں نے کہا کہ اے فرزند جسکا لڑکا ہے وہ رو رو کر جان دیگا خسرو نے کہا ہمارے
خاندان کا عیار معلوم ہوتا ہے کیا عجب ہے قبلہ و کعبہ کے جو عیار ہیں خواجہ عمرو اُنکے کسی شاگرد کا فرزند
ہو اسقدر خسرو مصر ہوئے کہ ملکہ دردانہ کو کچھ بن نہ پڑا ایک پریزاد سے کہا کہ اس لڑکے کو اٹھا لے
پریزاد نے بہ احتیاط برق ثانی کو اٹھا لیا ملکہ انجم تو فراق فرزند میں دیوانی ہو گئیں نجومیوں کو
بلا کے پوچھا نجومیوں نے حکم لگایا کہ گھبرائیے نہیں وہ لڑکا بہ عیش و فرحت ہے پھر آپ کو ملیگا

اس عظم وشان سے ملیگا کہ کسی فرزند خواجہ کو یہ لیاقت نہ بہم پہونچی ہوگی غائب ہونا اس لڑکے کا
باعث خوشی ہی بڑے لطف سے پرورش پائیگا عرصۂ دراز تک کاہن و نجومی بیان کیا کئے ملکہ انجم نے
ناچار ہو کر صبر کیا مگر خسرو و برق ثانی کو دیکھکر اسقدر خوش ہوے کہ ماں سے کہا چلئے سیر صحرا دیکھ چلکے
اب پلٹ چلنا مناسب ہی ملکہ دردانہ فرزند کے کہنے سے پلٹ آئین اپنے قلعے مین آکر برق ثانی کو
ہوشیار کیا شاہزادے کو دیکھتے ہی برق ثانی قدمونسے لپٹ گیا کہا کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے
قدرشناس بزرگونسے جو سُنا آج اُسکا سامنا ہوا زلفین جلیلی و خال سبز رگ ہاشمی آپکے غلام کا برق
ثانی نام ہی برق کا بیٹا ہون خسرو بہت خوش ہوے پانچ پانچ برس کے دونون کے سن ہوے برق
خسرو کو بھڑکایا کرتا ہی کہ براے شکار صحرا مین چلئے جلسہ آراستہ ہو آج ناچ ہو مین بایان بجاؤنگا آپکے
سامنے تائین آکر اونکا خسرو ماں سے ہر مقدمے مین ضد کرتے ہین تو ملکہ کہتی ہین چہ دن سے یہ بھوت یا
آیا عجب عجب باتین میرے فرزند کو سجھاتا ہی مین کیونکر قبول کرون کہ جنگل مین واسطے شکار کے جائین
گھر مین جلسہ آراستہ کرو ناچ دیکھو گانا سُنو باہر مین نہ جانے دونگی برق ثانی سمجھایا کرتا ہی اب راوی
شیرین کلام تحریر کرتا ہی کہ نوان برس خسرو کو شروع ہوا برق ثانی نے ایک دن عرض کی کہ شہزادہ
تم کیسے مرد ہو کہ گھر مین بیٹھے رہتے ہو ملا سے چڑیان ہو گڑیان کھیلا کرو کسی بات مین تو شہزادہ فرزند
صاحبقران ہو چلکے جنگل مین شیر کا شکار کھیلو شیر بیشۂ جرأت ہو یکہ تاز میدان جلالت ہو جرأت و شوکت دکھا
لیاقت بڑے جلالت زیادہ ہو پردۂ قاف مین مشہور ہو کہ فرزند صاحبقران قلعہ گھر مین پڑے ہین لوگ آپکے
دیکھنے کو ہین ملکہ قریشیہ سلطان کے بڑے نام ہین بیٹی ایسا نام کرے بیٹا کونے مین چھپکر بیٹھے اور بھی فرزند
صاحبقران پردۂ قاف مین ہین مین دریافت کر چکا ہون بڑھتے ہین مثل اُنکے تو آپکا نام ہو۔ چاہئے کہ آنسے
نام بڑھجائے نہ کہ گھٹ جائے تو نہ ہو آپکو محل مین رہنے کا بڑا شوق ہی اس طرح جو برق ثانی نے خسرو کو بھڑکایا
رگ شجاعت جوش مین آئی کہا کہ ای برق ثانی مین ابھی جاکے ماں سے اجازت لیتا ہون اگر اجازت نہ دینگی
تو اپنے کو ہلاک کر دونگا خسرو نیمچہ لیئے ہوے اندر محل کے آئے ماں نے جو آتے دیکھا کہ عجب شان سے
آتے ہین نیمچہ ہلالی لئے ہوے خود سر پر رنگ زردی پہنے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے آکے ماں
کے پاس بیٹھے کہا کہ کل ہم واسطے شکار کے ضرور جائینگے بارہ سو لڑکے جو ہمارے ملازم ہین وہی ساتھ ہونگے
ماں نے کہا کہ بیٹا ابھی تمھارا سن اس لائق نہین ہی کہ شکار کو جاؤ برس دو برس اور تامل کرو پھر ہم تمھین

واسطے شکار کے بھیجیں گے خسرو رونے لگے کہا کہ مادر مہربان ہم ضرور شکار کو جائینگے اگر نہ جانے دیجیئے گا
تو پانی نہیں پئیں گے نہ کھانا کھائیں گے ماں نے گلے سے لگایا کہا کہ ای فرزند ملک یاقوت شاہ نانا تمہارے
تمہارے ساتھ جائیں گے اور وزیر و امیر ساتھ ہونگے خسرو نے کہا کہ ہم کسی کو ساتھ نہ لیجائینگے فقط لڑکے
ہمارے ساتھ ہوں اور فرزندان صاحبقران بھی تو اس ملک میں ہیں گھر میں کبھی نہیں جاتے کبھی گھر سے چلے
گئے دیوزادوں کو مارتے پھرتے ہیں جنے اب تک کسی کو نہیں مارا ملکہ دردانہ نے ملک یاقوت شاہ
اپنے باپ کو بلوایا اُنسے سب کیفیت بیان کی کہ صاحبزادے ہٹ کرے بیٹھے ہیں اُنکے شکار کا انتظام کیجئے
ملک یاقوت شاہ نے آکر خسرو کو گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر ہم بھی برائے شکار چلیں گے خسرو
نے کہا کہ نہیں نانا جان آپ الگ جائیے ہمکو جانے دیجئے ورنہ ہم کھانا نہ کھائیں گے رو رو کر اپنی جان
دینگے ای ہیچ سے گلا اپنا کاٹیں گے آخرکار ملک یاقوت شاہ بھی راضی ہوے کہا کہ ای نور نظر آج ہم
سامان کر دینگے کل جانا خسرو ہنستے ہوے باہر آئے برق ثانی سے سب کیفیت بیان کی کہا کہ
ای یار وفادار لڑکوں سے کہدو کہ کل سویرے سے حاضر ہیں ہم واسطے شکار کے چلیں گے ملک
یاقوت شاہ نے بھیلیے قراول میر شکار باز بہری وغیرہ طلب کر لئے چند شیر دہے آدمی ساتھ جانے
کے لئے مقرر کر دئے اُنسے سمجھا دیا کہ دور نہ جانے دینا اپنی عملداری میں شکار کھلوا کر پھیر لانا ماں نے
شب کو سامان کیا کھانا پکوایا خسرو رات سے اُٹھے سب باتوں سے مہلت کر کے ہتھیار لگائے برق
ثانی بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر سامنے ملکہ دردانہ نے جو برق ثانی کو سجا ہوا دیکھا کہا کہ او مستفنی
میں نے سُنا کہ تو نے لڑکے کو خوب سمجھایا برائے خدا خیر و عافیت سے پھیر کر لانا ملکہ نے تو چپکے سے کہا
برق ثانی نے چلا کے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم یہ فرزند صاحبقران ہیں کب تک یہ آپکی آنکھوں کے
سامنے رہینگے کہیں لشکرکشی کیجئے قریب جو آپکے قلعہ جات ہیں اور مذہب خلاف رکھتے ہیں اُنکو فتح کیجئے
مذہب حق وہاں جاری ہو ہماری راے کے تو یہ سراسر خلاف ہے کہ گھر میں بیٹھے ہیں کچھ جستجو کیجئے آپکے فرزند
کا نام ہو آپکا حکم جاری ہو خسرو نے جو پلٹ کے دیکھا کہا بھائی برق ثانی نہ گھبراؤ ہمیں شکار کو تو
نکلنے دو برق ثانی نے کہا کہ ہم جانتے ہیں آپ بڑے بہادر و صف شکن ہیں نام صاحبقران قلعۂ
تھریز میں مشہور ہو گا ملکہ چپ ہو رہیں بیٹے کی بلائیں لیں کہا ای فرزند دیکھو کسی سے فساد نہ کرنا بخیر و خوبی
پلٹ کے آنا پھر ہم تمکو پاس ملکہ قریشیہ کے روانہ کرینگے اُنکے ساتھ جنگ کرنا برق ثانی نے منہ پھلا کر

کہا آنکے ساتھ رہین اُنکے ملازم کہلاتین نام آنکا ہو اور شاہزادہ ہمارا لڑکے یہ ہم نہ قبول کرینگے ملکہ دردانہ جھلاکر رنگین کنیزون سے کہتی ہین کہ اس ستنی کو شاہزادے سے کیونکر جدا کرون دیکھئے یہ شاہزادے کے ساتھ کیا کرتا ہی اسی کی ذات کا قصور معلوم ہوتا ہی آٹھ پہر سمجھاتا ہی جب کہتا ہو اُلٹی ہی کہتا ہی دیکھو تو اِس وقت نگوڑے نے کیا جلکر جواب دیا کنیزین برق ثانی کو کوسنے لگین خسرو ہتھیار باندھے پھر رہے ہین کہ ملک یاقوت شاہ آئے دوڑ کر خسرو نانا سے لپٹ گئے کہا کیون نانا جان سب سامان تیار ہی کہا اے نور نظر چلو مان کو سلام کرکے خسرو چلے برق ثانی بھی ساتھ ہو لیا برق ثانی راہ مین کہتا ہوا چلا کہ آپ اپنی مان کی باتین سُنتے ہین آپ ہرگز ملکہ قریشیہ سلطان کے پاس نہ جائیے گا اُنکے نواسا کہا لگا خدا آپکا عظم وشان بڑھائے دشمنون سے مقابلہ پڑے تو دیکھئے کیا کیا عیاریان کرتا ہون باہر جو آسنے دیکھا بارہ سو لڑکے جمے ہوے کھڑے ہین مرکب خسرو کا تیار سائیس باگ لئے کھڑا ہی گھوڑا بل کر رہا ہی خسرو سوار ہوے برق ثانی نے رکاب پر ہاتھ رکھا بارہ سو لڑکے پشت پر آئے چند شتر ملک یاقوت شاہ نے ساتھ کر دئے اور کہہ دیا کہ اے فرزند انکی راسے کا رہبند رہنا جس وقت کہین فوراً واپس آنا تامل نہ کرنا خسرو نے کہا بہتر برق ثانی نے اشارہ کر دیا کہ خاموش رہیے جنگل مین چلکر سمجھا جائیگا نانا کو جھک کر سلام کیا اب گھوڑے کی باگ لی گھوڑے کو اُڑاتے ہوے چلے بارہ سو لڑکے پشت پر ہتھیار سجے ہوے طرف صحرا کے روانہ ہوے ملک یاقوت شاہ پلٹ کر گھر مین آئے ملکہ دردانہ نے کہا کہ اے والد نامدار اس مجبوریے کو ساتھ سے شاہزادے کے جدا کیجئے ملکہ قریشیہ سلطان کے پاس جانے کو شاہزادے کو منع کرتا ہی کہتا ہی کہ آپ فرزند صاحبقران ہین وہ دختر امیر کشورگیر آپ کو اُنکے ساتھ سے کیا کام وہ خود آپ کے ساتھ رہین آپ کو اپنا افسر جانین ملک یاقوت شاہ نے کہا کہ اے نور نظر تمہین اس مجبوریے کو لائین اب تو اسکا جدا ہونا مشکل ہی برق کا بیٹا وہ بھی برق ہی وہ شاہزادے سے دوستی پیدا کی ہی کہ بارہ سو لڑکون پر حکومت کرتا ہی دیکھئے کیا ہو یہان تو یہ ذکر ہی خسرو گھوڑا اُڑائے ہوے قلعہ گوہر ریز سے نکلے داہنے پر دیکھا کہ ایک قصر نہایت عمدہ بنا ہی اور ایک قفل اُسکے دروازے پر لگا ہی چند دیوزاد ایک طرف بیٹھے ہین برق ثانی نے کہا کہ اے شہریار دریافت تو کیجئے یہ قصر کیسا ہی مین بڑھکے دریافت کرتا ہون یہ کہکے برق ثانی قریب اُن دیوزادون کے گیا پوچھا کہ اس قصر مین کیا ہی تم لوگ یہان کیون بیٹھے ہو اُن دیوزادون نے کہا کہ یہ قصر سلیمانی ہی کسی کو اسمین جانے کا حکم نہین

وہ شخص اس قصر مین جائے کہ جو اپنے زمانے کا صاحبقران ہو تیغہ سلیمانی و سپر وغیرہ حضرت
کی اسمین رکھی ہی اور مرکب حضرت کا اشہب سلیمانی اس باغ مین ٹہل رہا ہی جو کوئی اسکو رام کرے تو
اُسپر سوار ہو اگر اُسپر سوار نہ ہو سکے تو ہم اُسکو پکڑکر پاس دیو مرغ سر کے لیجاتے ہین وہ کھاجاتا ہی اگر
دیوزادہ ہو تو اُسکو ذبح کر کے سینے کا گوشت آپ کھاتا ہی اور باقی فوج کو تقسیم کردیتا ہی لہذا اس مکان مین
نہ جاؤ برق ثانی یہ حال سُنکر ہنستا ہوا سامنے شاہزادے کے آیا کہا ای شہریار پہلا مژدہ تو یہ ملا کہ ہتھیار
حضور کے باندھنے کو ملتے ہین مرکب اشہب سلیمانی آپکے واسطے موجود ہی صاحبقران تو آپ اپنے
زمانے کے ہین یہ سب چیزین آپکو دستیاب ہونگی مشیران سلطنت نے جو یہ سُنا دوڑکر پاس شاہزادے کے
آئے کہا ای شہریار یہ مکان کئی سو برس سے اسیطرح ہی بہت لوگ یہان آکر مارے گئے یہان جانیکا ارادہ
نہ کیجئے گا برق ثانی نے کہا ای شہریار انکا کہنا نہ مانیے آپ ضرور تشریف لیجائیے اس مرکب سے اترئے
باغ مین جائیے قفل مین کاٹ دون خسرو نے کہا مین قفل توڑ لونگا یہ کہکے خسرو گھوڑے سے اترے
در باغ پر آئے قفل ڈال کے جھٹکا مارا وہ دیوزادہ غل مچانے لگے ای جوان یہ کیا کرتا ہی خبردار باغ مین نجانا
ہم جاکر دیو مرغ سر سے اطلاع کرتے ہین برق ثانی نے کہا آپ انکی بات کو نہ سُنیے اندر جائیے خسرو
نے دروازہ کھولا باغ کو دیکھا نہایت سرسبز و شاداب غنچے چٹک رہے ہین عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی
باغ کی رعنائی و زیبائی نخل سرسبز و شاداب زلف سنبل ریحان کو پیچ و تاب ہے نرگس شہلا کی آنکھین گردش مین پیمانہ کی
گلشن کی کوشش مین قمریان بر سرو کوکو کررہی ہین دم محبت باغبان قضا و قدر کے بھر رہی ہین پریزادین
حسین و جمیل نوجوان سینے ابھارے ہوے باغ کو دیکھتی پھرتی ہین خسرو نے جو باغ مین داخلہ کیا
پریزادین حیران جمال و محو دیدار ہوئین نظارۂ جمال کررہی ہین ایک نے پکارا ای جوان خبردار آگے نہ
بڑھنا بارہ دری مین سلاح سلیمانی و ساز و یراق وغیرہ رکھا ہی خسرو نے جواب نہ دیا طرف بارہ دری
کے چلے کہ ایک طرف سے کڑکے کی سم مرکب کی آواز آئی خسرو نے سر اُٹھاکے دیکھا ایک مرکب نہایت
شائستہ معقول کوہ سرین کوہ کفل رہن غنچۂ گل باغ خوبی اسطرح کا تیار ہی کہ اگر مگس بیٹھے تو گر پڑے
شاہزادے کو دیکھکر دفعۃً سم اُٹھانے چاہا مارون خسرو دامن گردان کرکے آگے بڑھے دونون پاؤن مرکب
کے پکڑے کاکل پکڑ کے گلے پر ایک گھونسہ مارا مرکب نے چاہا پھر اکر بھاگون شیر کے قبضے مین آگیا کب
چھوٹتا ہی جست کرکے پشت مرکب پر آئے مرکب نے دوڑنا شروع کیا شاہزادہ جب پٹری جماتا ہی پسلیان

اڑ کر لگ جاتی ہین مرکب طرارے بھر رہا ہی رکتا نہین کبھی داہنے پر جا پڑا چاہتا ہی شاہزادے کو گرا دون خسرو نے اسقدر گھونسے مارے کہ سر مرکب کا سوج گیا برق ثانی نے جو دیکھا کہ شاہزادے کو اندر گئے ہوے عرصہ ہوا کمند مار کے اندر آیا دیکھا لباس شاہزادے کا پارہ پارہ کڑیان زرہ کی الجھی ہوئین کاکل مرکب بجاے لجام ہاتھ مین گھوڑے پر سوار گھوڑا دوڑتا پھرتا ہی برق ثانی نے جو شاہزادے کو لاچار دیکھا قریب آیا بازون پر سے کمند کھولی پکار کر آواز دی یکمند حاضر ہوا مین گھوڑے کو باندھے شاہزادے سے کمند برق ثانی سے لی کمند گھوڑے کے گلے مین ڈالی دوسرا سرا برق ثانی کے پاس پھینکا برق ثانی نے وہ سرا لیا آسے لیکر ایک درخت مین باندھا مرکب چاہتا ہی نکل جاے مگر شہزادون تھک بھی چکا ہی پسینے پسینے خون سے شاہزادے کے کانپ رہا ہی اور ٹاپین مارتا ہی چاہتا ہی تڑپ کے نکل جاؤن لیکن کمند ریشمی نہین ٹوٹتی شاہزادہ ٹہلتا ہوا سامنے مرکب کے آیا صورت جو مرکب نے شاہزادے کی دیکھی کانپنے لگا پیشاب کر دیا شاہزادے نے چند مٹھے گھانس کے توڑ کر سامنے مرکب کے کئے مرکب نے گھانس پر منہ ڈالا گھانس کھا کر شاہزادے کا منہ دیکھنے لگا پھر زبان لا قریب آئین جھک جھک کے سلام کرنے لگین برق ثانی نے کہا اب بارہ دری مین چلئے سلاح دیکھئے خسرو بارہ دری مین آئے دیکھا ایک میز پر تیغ سلیمانی رکھا ہی وہ سپر فولادی خرانچ داس ایک جانب گرز ایک جانب موزے رکھے مگر اشیاے معقول خود آہنی چمکتا ہوا زرہ نہایت عمدہ خسرو دیکھکر خوش ہو گئے جملہ اسباب کو ملاحظہ کر رہے ہین کہ برق ثانی نے کہا بسم اللہ زرہ پہنیے ہتھیار لگائیے آپ کیا حیران دیکھ رہے ہین یہ سب چیزین آپ کی تقدیر کی تھین یہ سنکر خسرو نے خود سر پر رکھا سر پر ٹھیک آیا زرہ پہنی جو ٹھیک زیب جسم کی صاف ثابت تھا کہ انھین کے جسم کے واسطے قطع ہوئی تھی جملہ اشیاے نادرہ جسم پر آراستہ کئے اسکو پہن کر باہر نکلے سامنے مرکب کے جو آئے مرکب شاہزادے کو دیکھکر ہنہنانے پھرنے لگا جب شاہزادہ قریب آیا مرکب نے سینے پر منہ رکھ دیا سینے کی بو اسقدر خوش آئی کہ مرکب رام ہو گیا برق ثانی زین ولجام اٹھا کر لایا مرکب کو کسا کہا بسم اللہ سوار ہو جئے اب جو شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا دیکھا گھوڑا ہوا سے باتین کرتا ہی چاہتا ہی اڑ کر فلک پر پہونچون سبزہ فلک کو پامال کرون شاہزادہ باہر باغ کے آیا کہ صحراے گرد آہنی دیو مرغ سر بارہ سو دیو زادون سے آکر پہونچا مرکب جو زیر ران دیکھا جھلا گیا دہن سے آواز دی اے آدم زاد تو ہماری خوراک ہی ہمارے مقام پر آیا اشیاے سلیمانی حاصل کر لئے کچھ جان کا خوف نہ آیا تو ڈر مروڑ کر تجکو کھا جاؤنگا یہ کہکے آگے بڑھا شاہزادہ

گھوڑے سے کودا مرغ سر نے چوبدست لگائی خسرو نے خالی دی زمین پر چوبدست پڑی کہ زمین سے
پانی نکل آیا مرغ سر نے ایک آواز دی ہائے غضب ہوا الغرض آدم زاد کا کیا ہو گیا شاہزادے
نے نعرہ کیا منم شاہزادہ خسرو شیر دل نعرۂ خسرو فرزند امیر نو تصنیف مصنف۔ منم خسرو شیر دل
خوش نسب + منم نور عین امیر عرب + مسخر کن ملک دیوان قاف + بلرزند از خوف ایلان قاف + نعرہ جو
کیا زمین تھرائی مرغ سر نے جو پلٹ کے شاہزادے کو زندہ پایا بہت جھلایا چوبدست پھینک کر چنگل بڑھا
شیران سلطنت جو شاہزادے کے ساتھ آئے ہیں کھڑے ہوئے کانپ رہے ہیں آپس میں کہتے ہیں ہائے غضب
ہوا دیو مرغ سر کہ جو سرکشان قاف سے ہے بڑے بڑے دیوزاد اس سے بھاگتے ہیں کبھی کوئی اُس پر
غالب نہیں ہوا یہاں مرغ سر نے جو شاہزادے پر چنگل مارا خسرو نے کلائی پہ ہاتھ ڈالکے ایک جھٹکا
مارا کہ پنجہ کا یا تو مثل الف کے سیدھا تھا یا ذیل شکست پہ تھی کہ مثل دال کے خم ہو برق ثانی نے آواز
دی گھونسا چلے اب تو خسرو نے ایک گھونسا مارا دیو کو یہ معلوم ہوا سر اڑ گیا گویا کہ دس سر پر پڑا ایک چیخ ماری
او آدم زاد اگر تھوکدوں تو تو ڈوب جائے مجھے چھوڑ دے بیٹے مجھے معاف کیا! اشیا جو پالے ہیں کہ سے لیجا
خسرو نے کہا او بچیا اب میں کب چھوڑتا ہوں برق ثانی پکار رہا ہے چھوڑ بہلا شکار جو ہے پڑیکا نہیں شاہزادہ
لپٹا ہوا مرغ سر سے زور رہا ہے اسقدر گھونسے مارے کہ دیو کی پسلیاں سوج گئیں چاہتا ہے کہ چھڑا کے بھاگ
جاؤں جان بچاؤں لیکن پنجہ شیر سے کب چھوٹتا ہے پہر پہر کامل کشتی ہوئی خسرو کا لباس ٹکڑے ٹکڑے
شدہ پارہ پارہ جسم سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہیں لیکن جنگ میں مصروف ہیں جسم کے غربال ہونے
کی کوئی پروا نہیں برق ثانی نے بڑھکر آواز دی اے شہریار کو بے پر اسکو لادے اٹھکر گرا دیجیے عرصہ ہو چکا
شام ہوئی ہے فرزندان صاحبقران دیو کو بہت جلد مارتے ہیں عرصہ انسان سے ہوتا ہے دیوزاد
ہیچ نہیں جانتے یہ سنا تھا کہ خسرو نے جھپٹ کر دیو مرغ سر کو کولے پر لادا اٹھکر گرا دیا دھم سے نیچے
کا تھا کر اجست کر کے چھاتی پر سوار ہوے فرمایا شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہے مرغ سر نے کلمہ گفت
کہا خسرو سینے پر سے اُٹھے ایک پاؤں دونوں پاؤں سے دبایا دوسرا پاؤں دونوں ہاتھوں میں
تھام کر کے مارا مثل کرپاس کے چیر کر پھینک دیا مارے ہیبت جو سامنے کھڑے تھے جو پہلے لیکر شاہزادے پر
آئے شاہزادہ تلوار کھینچ کر چلا تھا کہ برق ثانی نے بڑھکر حقہ آتشبازی کا داغ دیا لفظ پھینکا کئی دیو جلکر
اسے وہ تاب جوش آتشبازی کا ہوا دیو الامان کہتے ہوئے بھاگے کہتے تھے کہ یہ کیا بلا نازل ہوئی اگر

شہر تے سب مارے جلتے دیو تو بھاگ کر متفرق ہوئے خسرو نے برق ثانی کو گلے سے لگایا کہا ای
برادر کیا کہنا برق ثانی تھے کہا ای شہریار دیکھیے شکار کو گئے تھے کیا شرف حاصل ہوا ایسی شجاعے نادر
ہمین گھر مین بیٹھے رہنے سے ہے اقبال تمہین شکار مین یہ مزے ہین آج پردۂ قاف مین مشہور ہوگا کہ فرزند صاحبقران
نے خرچ کیا جابجا دیوزاد گھبرا اٹھینگے ملکہ قرشیہ سلطان کو خبر ملیگی وہ بھی آپکی ملاقات کی طالب ہونگی اب
طرف صحرا کے چلئے خسرو نے چپکے سے کہا ای برق ثانی دیو سے جو لڑا بال اسکے جسم مین چبھے ہین
درد ہے آج مناسب ہو تو اسی مقام پر مقام کرو کل برائے شکار چلینگے کچھ تو اطمینان ہو جائے برق ثانی
نے کہا بہتر ای باغ کے دروازے پر لشکر اتارا خیمے استادہ ہوئے برق ثانی نے سب کو خیمے مین جگہ دی کہا جابجا
نگہبان اب دمبدم آرام ہے شاہزادہ جابجا لشکر کشی کریگا مقابلے پڑینگے جب لشکر کشی ہوئی تو فوج کی خاطر ہوگی
افسر فوجون کو آراستہ کر لیجئے تم مین کچھ لوگ افسران فوج ہو جو فوج لڑکونکی سب پر غالب آئیگی سب تمکو
مانینگے فوج قدیم جانینگے لڑکے بھی تلوارین باندھے ٹہل رہے ہین برق ثانی نے باورچی بلوائے سامان
کھانا پکنے کا ہوا شاہزادے کی زخم دوزی کرائی پٹیان مرہم کی زخمون پر چڑھائین ملکہ دردانہ گوہر پوش نے
شام تک انتظار کیا جب شام ہوگئی تو باپ کو بلوایا کہا ذرا کسی کو بھیجے خبر تو منگوائیے شاید رات کو اسی مقام
پر رہین گے ملک یاقوت نے آکر ہرکارے روانہ کئے ہرکارے گئے تھوڑی دیر مین خوشی خوشی واپس
آئے ملکہ نے در دولت پر ہرکارون کو بلوایا ہرکارون نے عرض کی مبارک ہو آپ کو شاہزادے نے
دیو مرغ سر کو مارا بارہ سو دیوزادون کو شکست دی شاہزادے کسی غرض سے تھے باغ سلیمانی پر اترے ہوئے
ہین لشکر والے خوشی خوشی پھر رہے ہین شاہزادہ شب کو باغ سلیمانی پر رہیگا کل برائے شکار جائیگا ملکہ نے کہا تم
لیکن کہا جا کر شاہزادے سے کہو کہ ای فرزند یہان پلٹ آؤ پانچ کوس پر قلعے سے تم اتر پڑے وہان تمہارے
ساتھ والون کو تکلیف ہوگی افسر کو ہرکارون کے روانہ کیا کہہ کر شاہزادے کو پھیر لاؤ افسر ہرکارہ لیکر پہر رات
گئے لشکر مین پہونچا دیکھا کثور المنک رہا ہے گرم بازاری ہو رہی ہے یہان برق ثانی کھانا تقسیم کر کے پھرتے
ہین شاہزادہ بارگاہ مین ہے افسر ہرکارہ انکا پاس برق ثانی کے آیا حکم ملکہ کا پہونچایا برق ثانی نے
بگڑ کر جواب دیا جا کر ملکۂ عالم سے عرض کرو کہ برق ثانی عرض کرتا ہے اب تو لشکر کل یا کھانا سب کھا چکے
سونے کا وقت ہے اب حضور ہی کل پر موقوف ہوگی حضور گھبرائیے نہین اب تو کل آ کے یہان سب سامان
ہو گیا افسر ہرکارون کا پلٹا ملکہ دردانہ سے سب حال بیان کیا کہ حضور برق ثانی کا وہان انتظام ہے

ہماری کون سُنتا ہی برق ثانی کھانا تقسیم کر رہے تھے شاہزادے تک رسائی نہین ہوئی میان برق ثانی
نے ہمکو اُلٹا پھیر دیا ملکہ رونے لگین کہا یہ نگوڑا بھوریا نہین معلوم میرے فرزند کو کہان لیجائیگا دیکھیے
اب کیونکر شاہزادہ آتا ہی وہ تو صاف صاف کہ رہا ہی مین اپنے فرزند کو دیکھتی دیو مرغ سر سے
کیونکر مقابلہ پڑا یہ کہکر ملک یاقوت شاہ کو بلوایا کہا بابا جان آپ جائیے سمجھا کر شاہزادے کو پھیلا لیے
دیکھیے اُس شقی نے فساد برپا کرایا دیو مرغ سر مارا گیا سلاح سلیمانی شاہزادے نے حاصل کیے
اسپ سلیمانی دستیاب ہوا یہ سُنکر ملک یاقوت شاہ سوار ہوے لشکر کو آکر دیکھا نہایت تکلف سے
آراستہ مشجر و ساتھ کر دیے تھے وہ الگ خیمے مین اُترے ہین شاہزادے تک اُنکی رسائی نہین میان
برق ثانی طلایہ مقرر کر رہے ہین ملک یاقوت شاہ کو جو آتے دیکھا آکے سلام کیا کہا حضور نے
کیون تکلیف فرمائی ملک یاقوت شاہ نے کہا یہان کیون اُتر پڑے شہر مین کیون نہ آئے برق ثانی
نے کہا حضور یہ مقام فتح و ظفر ہی یہان اُترنا ضرور تھا سارے پردۂ قاف مین آج مشہور ہو جائے کہ فرزند میر
نے دیو مرغ سر کو مارا اُسی باغ پر اُترے ہین آپ اب جائیے شاہزادے نے آرام فرمایا ملک
یاقوت شاہ نے ہرچند کہا کہ مین شاہزادے کو دیکھ تو لون برق ثانی نے قبول نہ کیا یہی کہے گا
کہ صاحبقران خورد نے آرام فرمایا اب وقت ملاقات نہین ہی تشریف لیجائیے میری جانب سے
ملکہ سے عرض کیجیے گا کہ آپ ایک شب کے لئے گھبرا گئی ہین جب مہینون کی جدائی ہوگی تب کیا ہوگا
اِن کو جنگ و جدل سے کام ہی گھر مین آنا کیسا ملک یاقوت شاہ پلٹ گئے آکر وہی سب بیان کیا
ای فرزند وہان برق ثانی کا انتظام ہی کون کسی کی سُنتا ہی دیکھنا شاہزادہ کا ہمکو ممکن نہ ہوا ملکہ نے کہا
بابا جان آپ جا کر برق ثانی کو نکالدیجیے ایک پریزاد کو حکم دیجیے اسکو پردۂ دنیا پر پہونچا دے ایسے فسادی
کا ساتھ رہنا مناسب نہین نہین معلوم کیا فساد برپا کریگا ملک یاقوت شاہ نے کہا بیٹا یہ عقدہ شاہزادے
کے خلاف گذریگا ملکہ نے ایک پریزادے کہا تو اِس نگوڑے بھوریے کو اُٹھا لے پردۂ دنیا پر چھوڑ کر
چلی آ نرگس پری کنیزون مین تھی اُس نے کہا مین جاؤن نگوڑے کو جا کر دنیا مین پہونچا دون وہان
کسی صحرا مین چھوڑ کر چلی آؤن گی ملکہ نے کہا جاؤ یہ شکار گاہ مین جا کر فساد برپا کریگا نرگس پری تڑپ
کے گری برق ثانی کو اُٹھا لیا لیکر چلی ایک پہاڑ پر جا کر ٹھہری برق ثانی کو ڈال دیا آپ اپنے
کو درست کرنے لگی خیال ہی کہ رات بھر اُڑنا ہوگا دیکھیے کس وقت پردۂ دنیا پر پہونچون ہوا ٹھنڈی

جو چلی برق ثانی کی آنکھ کھل گئی تڑپ کے اٹھا کہا ارے تو کون ہی مجھکو کہاں لیجاتی ہو پریزادنے کہا
تمہاری گستاخی ملکہ دردانہ کو ناگوار ہوئی تمکو حکم ہی کہ پردہ دنیا پر پہونچا دو اب تم شاہزادے کے پاس
نہ جانے پاؤگے یہ سُن کر برق ثانی خوب ہنسے کہا بی نرگس پری مین آپ چاہتا ہون کہ شاہزادے
سے جدا ہو جاؤن تم ملکہ کی مصاحب ہو مجھے دنیا پرے چلو کچھ گانا سناؤن مین رفیق بے مثل ہون
یہ کہکے چند شعر سامنے نرگس کے گائے گا کر تو بڑ ہکولا اُسمین سے مٹھائی نکالی کہا بی نرگس پری دو ڈلیان
کھالو راہ مین تکلیف ہوگی نرگس پری کیا جانے کہ یہ تو برس کا لڑکا کیا آفت برپا کریگا چند ڈلیان کھائین
گھبرا کر کہا میان برق ثانی میرا دل گھبراتا ہی کہا ذرا ٹہلو جیسے ہی نرگس پری اُٹھی لڑکھڑا کے گری
بیہوش ہوئی برق ثانی نے خنجر کمر سے نکالا خیال مین آیا ملکہ آتی ہوگی اسکو یہین ڈالدو یہ سوچ کر
نرگس کو کنارے ڈالدیا ایک نوشتہ لکھ کر گلے مین باندھا کہ بی نرگس پری اب مجھکو تکلیف نہ پہونچانا تمہاری
جان بخشی کی ورنہ مار ڈالتا یہان کون دیکھنے والا تھا پہاڑ سے اُترا لشکر مین آکر طلایہ پھرنے لگا تھوڑے
عرصے مین نرگس پری کو ہوش آیا وہ نوشتہ دیکھکر بھاگی خدمت مین ملکہ دردانہ کے آئی کہا حضور لڑکے نے
مجھے مار ڈالا ہوتا بڑا مکار وحیلہ باز ہی اسطور سے مجھسے باتین کین کہ مین نے اسکی دی ہوئی مٹھائی کھائی
بیہوش کرکے پہاڑ پر ڈالدیا حقیقت مین اُس نے جان بخشی کی قتل کر ڈالتا تو کون دیکھنے والا تھا ایسے رفیق طرار
کا رہنے دینا شاہزادے کے ہمراہ بہت مناسب ہی ملکہ خاموش ہو رہین یہان برق ثانی نے رات بھر طلایہ دیا
دو گھڑی رات رہے شاہزادے کو ہوشیار کیا کہا اُٹھئے سوار ہو جیے سفر مین زیادہ آرام نہ فرمائے اُٹھے
وقت شکار آگیا شاہزادہ اُٹھا رفع حاجت کرکے نماز پڑہی سلاح سلیمانی ذات پر آراستہ کئے باہر آئے دیکھا
سب لڑکے بھی تیار ہین برق ثانی گھوڑا لئے کھڑے ہین چند شیر دوزیر جو ملکہ نے ساتھ کر دئے تھے وہ کنارے
کھڑے ہین جب کچھ کہتے ہین برق ثانی انکو جھڑک دیتا ہی کہتا ہی آپ لوگون کو کیا دخل ہی آپ ساتھ ہین اور
باتون سے آپکو کیا مطلب ہی شاہزادہ سوار ہوا سب کو ساتھ لیکر اندھیرے مین طرف صحرا کے چلے جنگل مین جا کے
برق ثانی نے پہلے قراولون کو اشارہ کیا باز بہری چھوٹنے لگے شاہزادہ شکار کھیلتا پھرتا ہی پہر دن
چڑھے تک شکار طلائر ان پرند کھیلا فرمایا ای برق ثانی کوئی آہو دستیاب نہوا برق ثانی نے عرض کی
ہرکارے گئے ہین خبر لایا چاہتے ہین دیکھا چند گنوار سامنے دوڑے ہوئے آکے عرض کی سامنے دھانو کا
کھیت ہی وہان دس بارہ ہرن چر رہے ہین شاہزادے نے ساتھ والون کو اشارہ کیا گھوڑے

بڑھائے شاہزادے نے دیکھا بیچ میں آہوون کے ایک زچہ رہا ہی شاہزادے نے حکم کیا اور آہوونکا اختیار
ہی بیچ میں جو آہو ہی اُس کا ہم شکار کرینگے یہ کہکے گھوڑے بڑھائے آہوے کلان جست کر کے سامنے سے
شاہزادے کے بھاگا زمانہ کمسنی کا شاہزادے کو نہایت ناگوار ہوا گھوڑے کو پھیرا بطرف آہو کے
چلے آگے ہو جاتا ہی پیچھے شاہزادہ گھوڑے کو ڈالے ہوے چلا جاتا ہی ہر مقام پر چاہتا ہی کہ یہ
ٹھہرے تو میں تیر ماروں لیکن آہو بھاگتے بھاگتے پہر بھر کال بھاگا ہوا گیا ایک مقام پر چوکڑی
بھولا شاہزادے نے تیر مارا آہو تھیا کے گرا شاہزادہ جھپٹ کے کودا ایک طرف سے
برق ثانی جھپٹا آہو کو ذبح کیا کہا ای شہریار آئیے اب اسی پر اسکے کباب لگائے برق آہو کو صاف
کرنے لگا شاہزادہ ٹہل رہا ہی کہ صحراے گرد اڑی دوسرا آہو تیر خوردہ آتا ہی جیسے ہی سامنے شاہزادے
کے پہونچا شاہزادے نے تیر مارا یہ آہو بھی گرا برق ثانی اِسکو بھی ذبح کر کے کھینچ لایا کہ دوسری
گرد اڑی دیکھا ایک جوان گینڈے پر سوار تیر و کمان ہاتھ میں اپنے شکار کو چاروں جانب دیکھتا آتا ہی اپنے
آہو پر جو نگاہ پڑی دیکھا ایک عیار اُسکو درست کر رہا ہی میرا شکار ہاتھ میں ایک نوجوان کے ہی خون پوچھ
رہے ہیں چاہتے ہیں خون پوچھنے کے نام پر ہوں اُس جوان نے للکارا او اجل گرفتہ یہ تو نے کیا کیا
میرے شکار کو شکار کیا شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا ایک نوجوان خوش رو للکار رہا ہی شاہزادے
نے کہا او بدزبان صحرا میں کیا کسی کا اجارہ ہی ہمارے سامنے آیا ہمنے شکار کیا یہ سنکر اُسنے کہا ہمارا
اِس صحرا میں دخل ہی کسکی مجال ہی کہ اِس صحرا میں شکار کھیلے بدلہ اُسکا یہ ہی کہ اِس آہو کو سر پر اُٹھا ہمارے
مقام پر پہونچا دو شاہزادہ غصے میں کانپنے لگا برق ثانی نے کہا او دیوانے کیا بیہودہ بکتا ہی شہریار
اسکو سزا دیجیے بیہودہ بک رہا ہی شاہزادے نے کہا او بیہودہ ہمیں اختیار ہی ہمیں کیا تو نے مزدور
سمجھا ہی کہ ہم آہو کو سر پر لا دیں جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر یہ سنتے ہی اُسنے ہاتھ مارا شاہزادے نے سپر پر
ہو کا روک کر ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپ کر گری سپر کو کاٹا وہاں سے گری خود وغیرہ کاٹ کر مع مرکب کے ایک
چار ٹکڑے ہوے اس عرصے میں دیکھا صحراے دوسری گرد اڑی چند سوار و پیدل اپنے آقا کو ڈھونڈھتے
ہوے آتے ہیں دور سے اپنے شاہزادے کا لاشہ زمین پر دیکھا تڑپ رہا ہی حیران ہو گئے کہ ہمارے
آقا کو کسنے مارا کہ اودھر سے مشیران سلطنت شاہزادے کے آکر پہونچے انھوں نے جو لاشہ اس تاجدار
کا دیکھا گھبرا گئے آپس میں کہتے تھے غضب ہوا مہران تاجدار مارا گیا یہ بیٹا ہی شنکل کو وہ کس کا کہ اُسنے

دیو نژادون کو مارا ایک نے کہا اور ایک ستم ہوز وجہ اُسکی آفتاب بگر خو ملک طلسم آفتاب نگار ہے
اور زیادہ اُسکو گھمنڈ ہے اُس طرف سوارونکا تانتا لگ گیا کمیدان رسالہ دار جو آئے اُنھون نے جو یہ
سُنکر دیکھا روتے ہوئے گھوڑونسے کودے لاش سے لپٹے بین کرتے تھے کہ چراغ شہر شنکل گل
کر دیا یہ کون شخص ہے برق ثانی نے پکار کر آواز دی کہ دیکھا فرزند صاحبقران خسرو شیردل کہ بطن سے
ملکہ دردانہ گوہر پوش کے پیدا ہوا ملک یاقوت شاہ کا نواسا ہے وہ لوگ لاشہ اُٹھا کر روتے ہوئے
طرف شنکل کے چلے یہان شیرون نے خسرو کو گھیرا کہا اب شکار گاہ سے پلٹیے شاہزادہ نہ مانتا تھا
منت خوشامد کرکے پھیرا جب شاہزادہ پلٹا شیر پہلے پلٹے آکر یاقوت شاہ سے بیان کیا کہ آپکے فرزند
نے مہران تاجدار کو مار ڈالا سابق سے کدو کاوش چلی آتی ہے ملکہ دردانہ رونے لگین کہا بڑا غضب ہوا
اب وہ کیا ستم نہ برپا کریگا آخر شیرون نے صلاح دی کہ اب ایک صورت ہے شاہزادہ جو آئے انکو تو
ٹال دیجیے یہان سے نکالیے پھر آپ پر جو گذریگی وہ جھیلین گے یہ صلاح کرکے بیٹھے کہ دیکھا شاہزادہ کمال
شوکت و شان سے اشیاے شکار سے لدے پھندے ہوئے آکر پہونچا شکار سب کو تقسیم ہونے لگا جب محل
مین آئے ماں نے رقت کو ضبط کیا صورت دیکھکر خیال آتا تھا اب یہ صورت خاک مین ملجائیگی شنکل نہایت
بدمزاج صاحب زور و طاقت صاحب فوج و لشکر سردار کیسے کیسے اُسکے ساتھ ہین ان خیالات کو
دل سے دفع کرکے انھین گلے سے لگایا جانور شکاری ہاتھ سے لیے کہا اے نور نظر تمنے یہان کے صحرا
مین کیا شکار کھیلا جب شکار گاہ سلیمانی مین جاؤگے تو شکار کا مزا پاؤگے خسرو نے کہا ہمین رخصت
دیجیے ہم وہین جا کر شکار کھیلین آپ کا حکم بجا لائین اندر یہ خبر پہنچی برق ثانی کو خبر ہوئی کہ شاہزادہ
شکار گاہ سلیمانی مین برائے شکار جائیگا سب لڑکون کو خبر ہوئی لڑکے بھی خوش ہین کہ ہمراہ آقا
کے شکار گاہ مین بڑے لطف ہونگے ہم بھی شکار کھیلین گے طائران صحرا کو شکار کرینگے رات کو شاہزادے
نے آرام کیا ماں کی بیقراری شمع ہاتھ مین سرہانے بیٹھی جمال دیکھ کے روتی ہین کہ یہ ہمسے جدا ہونگے
ہین اب ان کو کاہیکو زندہ دیکھین گے اب یہ ہمسے جدا ہوتے ہین نہین معلوم وہ جا کر ہمارا کیا حال کریگا
قلعے کی کیا کیفیت ہو رات بھر یہی خیال ہے نہ بیٹھی گلشن جمال کی تکا کیے سحر کو شاہزادہ سوکر اُٹھا
ماں کو جو قریب پایا ماں کو اُٹھتے ہی سلام کیا برق ثانی نے ملکر سلام کیا شاہزادے سے فیلچیان چار
ساتھ والے تیار ہین عرض کی یہی عرض کرنے آیا تھا کہ ملازمان شاہی در دولت پہ سب حاضر ہین

شاہزادہ خوشی خوشی اٹھا حوائج ضروری سے فراغت حاصل کر کے نماز پڑھی ماں نے صندوق سلاح
سنجوک لا کے سامنے رکھا شاہزادے نے خود سر پر پہنا ماں کے سر میں درد ہونے لگا جب زرہ پہنی
کمربند باندھا ماں نے کمر تھامی قلب کانپ رہا ہی فرزند نے ہتھیار لگائے کلیجہ پر چھری پھر گئی آنکھوں سے آنسو
نکلتی جاتی ہیں فرزند کو لباس پہنایا چاہتی ہیں جلدی رخصت ہوں ایسا نہو وہاں سے فوج آ جائے لباس
پہنکر ماں کو سلام کیا ماں نے سراپا کی بلائیں لیں آنکھیں دوائیں دائیاں گوشوں میں دعائیں مانگ رہی
ہیں پروردگار جسطرح یہ شیر پشت دکھا کے جاتا ہی اُسی طرح آ کے چہرہ دکھائے ہم سب اسکو دیکھکر شاد
ہوں پروردگار یہ گھر اس شیر سے آباد ہو شاہزادہ لباس پہنکر ہتھیار لگائے ہوئے جو باہر چلا ماں پیچھے
پیچھے روتی ہوئی آتی ہی خسرو نے کئی مرتبہ پلٹ کر کہا ای مادر مہربان جو آپ زیادہ بیقرار ہوں تو ہم ابھی شکار
کو نجائیں یہ کہکر گلے میں ہاتھ ڈالدئے ماں نے کہا نہیں بیٹا جاؤ جب یہاں سے آدمی ہو چلے تب پلٹ
کے آنا بے ہماری اطلاع کے نہ آنا ملک یاقوت شاہ بھی روتا ہوا چلا شاہزادہ باہر آیا پشت مرکب
پر سوار ہوا بارہ لڑکے چھوٹے چھوٹے نیچے ہاتھ میں لئے ہوئے خود چھوٹے چھوٹے سروں پر گھوڑوں پہ
سوار عقب میں شاہزادے کے برق ثانی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے اشلے عیاری سے آراستہ شاہزادے کو
بہلاتا ہوا ساتھ ساتھ آتا ہی اسطرح شہر سے نکل گئے طرف شکارگاہ سلیمانی کے چلے لیکن برق ثانی سے
فرماتے ہیں مادر مہربان بہت بیقرار تھیں نانا جان بھی بہت روتے تھے اسکا کیا باعث تھا برق ثانی کہتا ہی
ای شہریار آپکی محبت سب کے دل میں ہی اسیوجہ سے بیقرار تھے اب شکارگاہ سلیمانی میں خوب شکار ہوگا یہ تو
طرف شکارگاہ سلیمانی کے جاتے ہیں کہ ذکر انکا تحریر ہوگا ملک یاقوت شاہ نے پھاٹک قلعے کا کھلوایا
ہتھیار سب کے کھلوا ڈالے انتظار میں بیٹھے ہیں یہاں شنگل فیلزور تخت پر بیٹھا ہوا وزرا سے کہہ رہا ہی آج
کئی دن ہوئے فرزند میرا ہے شکار گیا پلٹ کے نہیں آیا کیا باعث ہوا وزرا کہتے ہیں بعد عرصے کے برائے
شکار گئے ہیں آج فردا آئینگے حضور نہ گھبرائیں یہ ذکر تھا کہ دربارگاہ سے رونے کی آواز آئی کہ دیکھا رفیقان
مہران تاجدار ایک چارپائی پر لاشہ مہران تاجدار کا لیے ہوئے روتے پیٹتے سامنے شنگال
کے آئے کہا ای شہریار ہاتھ سے خسرو شیر دل کے آپکا فرزند مارا گیا کسی وجہ میں صاحبقران قلعہ
گہربیز پر آئے وردانہ گوہرپوش کے ساتھ شادی کی اُسکے بطن سے لڑکا پیدا ہوا اسی جنگل میں
مقابلہ پڑا اُسنے بیک ضرب شمشیر شاہزادے کے دو پرکالے کیے یہ سنکر شنگل نے اپنے کو تخت سے

گرادیا کہا یارو چراغ شہر مہرانیہ و چراغ طلسم آفتاب نگار گل ہوگیا تمام عمر مین ایک فرزند نصیب ہوا اُسکا یہ حال ہوگیا شیرون وزیرون نے سنبھالا ارتھی بنائی بڑی دھوم سے لاش اُٹھائی صحرا مین لیجا کر لاش کو جلایا کئی دن شنکل اس غم مین محل سے نہ نکلا کئی دن کے بعد وزیرون نے لاکر تخت پر بٹھایا ذکر جو فرزند کا نکلا جھلا کر کہا کیا غضب کی بات ہی کہ مین زندہ رہون اگر بہرام فلک قصد کرے تو اُسکو بھی مٹادون قاتل میرے فرزند کا زندہ ہی تم مین کوئی ایسا ہی کہ خسرو کا سر لائے یاقوت شاہ کو قتل کرے دردانہ کو گرفتار کرکے مابدولت کے سامنے لائے یہ سنتے ہی افراش گرگدن سوار کہ اسنے فن سپاہ گری بھی مہران تاجدار کو سکھائے تھے روتا ہوا اپنے دنگل سے اُٹھا کہا یہ خدمت غلام کے سپرد ہو غلام کو بڑا قلق ہی اس خدمت کو مین بجا لاؤنگا بغیر شاہزادے کے دربار مجھکو اچھا نہیں معلوم ہوتا قلعہ کھدوا ڈالونگا مین جا کر سب انتظام کرونگا شنکل نے حکم دیا آٹھ ہزار فوج ساتھ لیکر طرف قلعۂ گہر ریز کے چلا ہرکارون نے یہ خبر ملک یاقوت شاہ کو پہونچائی یاقوت نے سب کو سمجھا دیا کہ یارو جب افراش اندر قلعے کے آئے کہنا حمزہ نے آکر زبردستی شادی کی وہ لڑکا خدمت مین ملکہ قریشیہ کے چلا گیا بہن کے پاس جا کر رہے گا اگر وہ اُنپر لشکر کشی کریگا تو مزا پائیگا مین عجز کرونگا تم لوگ دخل نہ دینا جسطرح آتا ہی اُسی طرح آئندہ تخت پر یاقوت بیٹھے کانپ رہے ہین نہایت تردد ہی افراش گرگدن سوار سامنے قلعے کے پہونچا دیکھا تو پہرہ وغیرہ نداردپھاٹک کھلا ہوا ہی ساتھ والون نے تلوارین کھینچ لین لیکن بڑھا کر داخل قلعہ ہوا شہر کو دیکھتا ہوا کہین سامان جنگ نہ پایا آخر گینڈے سے اُترا افسرون کو ساتھ لئے ہوے اندر بارگاہ کے آیا دیکھا یاقوت شاہ تخت پر بیٹھا ہی گردفعتاً یاقوت شاہ تخت سے اُٹھا جھک کر سلام کیا کہا اے پہلوان دوران آئیے کیونکر آنے کا اتفاق ہوا افراش نے کہا او مکار اسواسطے بیٹی مسلمان کو دی چراغ شہر مہرانیہ گل کرایا اب کیونکر مہلت پائیگا یہ سنکر ملک یاقوت نے ہاتھ باندھکر کہا اے پہلوان دوران مین اس مقدمہ سے آگاہ نہین وہ لڑکا حمزہ کا تھا اپنی بہن کے پاس چلا گیا نہایت بدوضع تھا اگر اُسکی تلاش ہی تو شہر زرین حصار پر جائیے یہ سنکر افراش کانپنے لگا سر پر اُس موذی کے ٹھوکر ماردی جب تو ملک یاقوت نے کہا او نالائق جو کوئی سر جھکائے اُسکا بھی عوض ہوتا ہی یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا افراش جو غصے مین اُٹھا اب تو دربار مین یاقوت شاہ کے بلڑ ہوگیا تلوار چلنے لگی لیکن افراش نہایت زبردست ہی جھوم جھوم کے لڑ رہا ہی جسنے آنکھ ملائی جھپٹ کر اُسنے ہاتھ مارا ایک ہی ہاتھ مین

دو ٹکڑے کئے ہنگامہ گرم ہے ملک یاقوت شاہ لڑتا ہوا باہر نکلا افراش کی فوج نے بلوہ کیا ہزارہا
بیگناہ مارے گئے افراش لڑتا ہوا برابر یاقوت کے پہونچا یاقوت نے ہاتھ تلوار کا مارا تلوار پر روک
کے اُسنے ہاتھ مارا کہ سر کٹکے یاقوت کا زمین پر گرا فوج والون نے جو یہ دیکھا بھگدڑ پڑ گئی افراش سبکو
بھگاتا ہوا زنانی ڈیوڑھی پر آیا کنیزین لڑنے لگین افراش مارتا ہوا اندر گھسا کئی سو کنیزین قتل کین دریا
خون ڈیوڑھی پر بہایا ملکہ دردانہ نے جو سُنا چاہا بھاگکر اپنے کو کوئین مین گرا دون کہ افراش نے
دوڑ کر پکڑا گرفتار کرکے بے پردہ محافے مین سوار کیا کنیزونکو قتل کیا محل کو خوب لوٹا باہر آکر سر یاقوت
نوک نیزہ پر رکھا شہر کو کھدوایا اور ملکہ دردانہ گوہر پوش و سر یاقوت شاہ کو لیے ہوے باہر آیا شہر
کو تباہ کیا لاشہ یاقوت شاہ کا در قلعہ پر لٹکا دیا اب سوچا کہ مین نے قاتل کو نہ پایا شاید قاتل
لعین بھاگکر حوالی شہر مین چھپا ہو پتہ لگاؤن بھائی اُسکا قماش فیل سوار اُس سے کہا تو قید ملکہ و
سر یاقوت شاہ لیکر خدمت شاہ دین چل مین قاتل کا سر لیکر آتا ہون قماش فیلسوار قید ملکہ و سر یاقوت
لیکر طرف قلعہ مہرانیہ کے چلا افراش بیرون شہر فروکش ہے ہرکارے بہ تلاش شہزادہ خسرو روانہ کئے
ہرکارے جاتے ہین مجبور پلٹ آتے ہین کہین پتہ شاہزادے کا نہین ملتا یہان ترا ہوا ہی قضائے کار چون
یہان یہ معرکہ گذرا شاہزادہ شکار گاہ سلیمانی مین شکار کھیل رہا تھا خود بخود گھبرایا کہا ای برق ثانی
خدا خیر کرے دل گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے لڑکے بھی سب اُسی شہر کے رہنے والے یہ بھی سامنے شاہزادے کے
رونے لگے کہا حضور جی چاہتا ہے چیخین مار کے روئین اپنا حال ابتر کرین نہین معلوم شہر مین کیا معرکہ گذرا
شاہزادہ بھی پریشان برق ثانی بھی تڑپ رہا ہے کہ دیکھا ایک طرف سے پانچ چار سوار گھبرائے ہوے
پریشان خاطر زخم دار بیقرار آتے ہین خسرو نے کہا اِن کو بُلاؤ اِن سے بوے وطن آتی ہے ملازمان شاہزادہ
گئے اُنکو بُلا کر لائے شاہزادے نے اُنسے پوچھا تم کون ہو ایک سوار نے شاہزادے کو پہچانا کہا اے
شاہزادۂ والا قدر ہم آپکے نمک خوار ہین نہایت بیقرار ہین قلعہ مہرانیہ سے بعد آپکے آنیکے افراش
کرگدن سوار فرستادہ شکل آیا معاوضہ خون مہران مین آپکے نانا کو قتل کیا مامان کو آپکی گرفتار کرکے
روانہ کیا سارا شہر ویران کیا ہزارہا بندگان خدا مارے گئے ہم لوگ بھاگکر نکل آئے یہ سُنکر شاہزادے
نے اپنے کو گھوڑے سے گرا دیا پارہ پارہ کر کا رونے لگا جنگل مین دھوم پڑ گئی صحرا تمام رونے سے لڑکون
کے ہلتا تھا بعد عرصے کے شاہزادے نے کہا کیون ای برق ثانی افراش کرگدن سوار بڑا کوئی پہلوان

ہی اپنی جرأت پر اُسکو بڑا گھمنڈ ہی کیا بڈھے آدمی کو مارا انشاء اللہ اگر چلکر سزا ے کامل نہ دی اور مان کو بھی نہ رہا کیا تو نام اپنا خسرو شیر دل نہ پایا کیون ای برق ثانی اب حال کھلا مادر مہربان و نانا جان کے رونیکا یہ باعث تھا افسوس مفت مین نانا جان نے اپنی جان دی مین ہوتا تو حال اُسکی جرأت کا کھلتا یہ کہکے شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہوا خستہ و شکستہ چلا برق ثانی رکاب پکڑے ہوے کہتا ہوا ای شہریار بڑی جرأت اُسنے دکھائی شاہزادہ خاموش کبھی کہتا ہی یون ای برق ثانی اگر قبلہ وکعبہ اس معاملے کو سُنین تو کیا فرماوینگے یہی فرماوینگے کہ ہمارے خاندان مین نامرد پیدا ہوا ہم کیا جواب دینگے برق ثانی کہتا ہی انشاءاللہ آپ چلکر اُسکو سزا دینگے بلکہ اُسپر غالب آوینگے یہ کہتے ہوے جاتے ہین ایک دن ایک رات اسی روارویٔ مین گذرا صبح کا وقت ہوا افراش کرگدن سوار اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ ہرکارے نے آکر خبر دی کہ وہ لڑکا بارہ سو لڑکون سے صحرا مین گھوڑا دوڑاتا پھرتا ہی یہ سُنتے ہی افراش اپنے مقام سے اٹھا اکتا ہوا کئی دن یہ لڑکا چھپا رہا آج نکلا ہی ایسا نہو کہین دور بھاگ جاے کہا گینڈا لاؤ گینڈے پر سوار ہوا اسی ہزار فوج مین قرنا ہوئی سب کو ساتھ لیکر چلا ہا چلون کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا پشت مرکب پری پیکر پہ شہزادہ سوار چہرہ آفتاب عالمتاب نہایت کمسن گھوڑے کو ڈاے ہوے اسی طرف آتا ہی افراش نے گینڈے کو بڑھایا شاہزادے نے دہن سے نعرہ کیا نعرۂ خسرو

منم خسرو شیر دل خوش لقب
بلرزند از خوف دیوان قاف
نعرہ کر کے افراش پر جا پڑا

منم نور عین امیر عرب
مسخر کن ملک دیوان قاف
نکر تیغ کین برکشم از غلاف
تزلزل فتد در میان مصاف

بارہ سو لڑکے اسی ہزار جوانون پر جا پڑے تلوار چلنے لگی یہ لڑکے چھوٹے چھوٹے تیغے ہاتھ مین جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کئے لیکن اسی ہزار مین بارہ سو لڑکے کھڑے لڑ رہے ہین جس مقام پر دو ہزار جوان افراش کے ہین وہان دس لڑکے لڑکے نام روشن کر رہے ہین اکثر جا بجا مارے بھی گئے اگر کوئی لڑکا مارا گیا اور شاہزادے کی نگاہ پڑگئی تو بہت بیقرار ہوتا ہی چاہتا ہی افراش نے نیزہ بازی شروع کی اپنے رفیق کے قاتل کو جاکر مارون مگر افراش سے نیزہ چل رہا ہی برق ثانی نے وہ جھڑا پے آتشبازی مارے کہ کئی ہزار جوان جلا دئے کبھی فندبازی کرتا ہی کبھی تیغہ لیکر لڑتا ہی جو پشت پر شاہزادے کی آیا اُسکو جست کرکے خنجر مار دیا کمسن قد چھوٹا اگر سوار تک نہین پہونچا گھوڑے یا گینڈے کے پاؤن کاٹ دیتا ہی جب سوار گرا گرے ہوے کو مارا شاہزادہ تعریفین کر رہا ہی برق ثانی

کیا کہنا برق ثانی نے کہا ای شہریار دیر نہ کیجے نیزہ حریف کا کھالیے دیکھیے مشت اُسکی سُست ہوئی یہ
سُنتے ہی خسرو نے نیزے کو آڑا ترچھا کیا کا تھکے تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے افراش کے نکل گیا برق ثانی
نے پکار کے کہا ای شہریار سبحان اللہ کیا مزے سے لڑ رہے ہین افراش نے تلوار کھینچی خبردار کہکے ہاتھ مارا
شاہزادے نے اوجھڑ سپر کی لگائی تلوار اُسکی ٹوٹی اوپر سے ہاتھ مارا برق شمشیر جو گری سپر کے دو ٹکڑے
ہوے افراش نے اپنے کو بچایا تلوار جو گری گینڈے کی گردن قلم ہوئی افراش گینڈے سے گرا شاہزادے
نے سائے مین تلوار کے افراش کو لیا چاہا ہاتھ مارون کہ سر اُڑ جائے افراش نے ناچار ہو کر دانت
نکال دے عاجز ہو کر ہاتھ جوڑنے لگا شاہزادے نے ہاتھ روک لیا خسرو شیر دل نے کہا ای افراش
اور گینڈا منگا تلوار طلب کر عاجز کو ہم نہین مارتے جب تو برابر سے وار کریگا انشاء اللہ ٹوک کر مارینگے
یہ کہکے ہاتھ روکا افراش نے دیکھا ایسے مقام پر کوئی حریف کو مہلت دیتا ہی اس جوان نے تیری
جان بخشی کی دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار مین تابعدار ہون جو خطا کی اُسکی سزا لی آپ تو
میرے جان بخش ہین مین نے غلامی اختیار کی فوج کو پکارا خبردار شمشیر زنی نہ کرو مین نے اطاعت اختیار
کی سب رُک گئے کہا ہم نے بھی غلامی اختیار کی شاہزادہ گھوڑے سے اُترا طرف قلعے کے چلا
دیکھا قلعہ کھدا پڑا ہی پھاٹک پر لاش نانا کی دیکھی بہت روئے لاش اُتروالی کہا ای افراش سرلاؤ کہ
نانا جان کو دفن کرون افراش قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار غلام سے بڑی خطا سرزد ہوئی
سر آپکے نانا جان کا اور قید مادر مہربان کی طرف مہرانیہ کے روانہ کر دی دس ہزار فوج سے
قماش کو روانہ کر چکا یقین ہی وہ شہر مین پہونچے ہون یہ سُنتے ہی شاہزادہ اُٹھا کہا ابھی جاؤنگا یا سر نانا
کا اور مادر مہربان کو لاؤنگا یا اپنی جان دونگا تم ای افراش شہر کو آباد کرو رعایا کو ڈھونڈھو مین انھین
بارہ تنی لڑکون سے جاؤنگا یا تو قضا لیے جاتی ہی یا انشاء اللہ مطلب پورا ہوگا ہر چند افراش نے روکا مگر
شاہزادے نے نہ مانا افراش نے یہ بھی کہا مین ساتھ چلون کہا نہین تمھارا ساتھ چلنا بہتر نہین مین
انھین لڑکون سے جا کر لڑونگا نانا کی لاش کو صندوق مین رکھکر سپرد زمین کیا ہر چند کہ دن کم باقی تھا
لیکن اُسی وقت شاہزادہ سوار ہوا بارہ لڑکون کو ساتھ لیکر مع برق ثانی چلا افراش روتا ہوا رہ گیا
یہ بھی کہدیا کہ حضور مجھسے بہتر زور و قوت مین وہان موجود ہین چار لاکھ فوج رکھتا ہی آپ بارہ لڑکون
سے کیا کرینگے خسرو نے کہا ای بہادر مرنے والے کے نزدیک ایک اور لاکھ برابر ہین جسکو جان بچانا ہی اُسکے

نزدیک ایک بھی بہت ہی اور اگر جان نہ رکھنا منظور ہی تو ایک اور لاکھ برابر ہین افراش پلٹ کر قلعہ مین آیا
شاہزادہ روتا ہوا چلا جب افراش کی نظرون سے مخفی ہوے افراش نے ہرکارے روانہ کیئے تاکید کی جو
میرے آقا پہ گذرے فوراً مجھے خبر پہونچانا ہرکارے چلے مگر برق ثانی نے راہ مین عرض کی ای شہریار جو
عرض کرون اگر مناسب ہو قبول فرمائین اگر نامناسب ہو اختیار ہی حضور آہستہ آہستہ آئین پہلے غلام جائے
جاکر دیکھے شنکل کیا کر رہا ہی ادر جو کچھ بن پڑیگا وہ کرونگا شاہزادے نے کہا اچھا ہم چلکر قریب شہر ٹھہرتے
ہین تم بڑھو برق ثانی تڑپ کر چلا رہروی کرتا ہوا قلعہ مہرانیہ مین پہونچا دیکھا شہر آباد و وسیع ہی اب جو
برق ثانی نے دریافت کیا تو احوال معلوم ہوا کہ یہان سے بارہ کوس پر کوہ نیرنگ ہی اُسپر تصویر
سامری و جمشید مثل انسان کے باتین کرتی ہی شنکل نے جو ملکہ کو دربار مین بلایا تھا صورت زیبا دیکھکر
عاشق ہوا تھا سوال وصل کیا ملکہ نے کلمات سخت کہے جو پیغام لیکر آیا تھا اُس سے کہا اُس ناہنجار سے
کہنا تیری یہ مجال ہوئی کہ مجھے ایسے پیغام کرتا ہی کیا کہین زمین سخت آسمان دور جان دینے سے مجبور
کوئی تدبیر ایسی نہین بنتی کہ جان دین کوئی ہم کو زندہ نہ دیکھے اسقدر تو نے ہمکو ذلیل کیا قید کر کے
دربار مین بلایا اور ایسا مہمل سوال کرتا ہی خدا ہم تیرے گنہگار ہین ہمکو قتل کر خبردار اب کبھی ایسا سوال
نہ کرنا جو پیغام لایا تھا وہ بمجبوری پلٹا سب حال آکر شنکل سے کہا شنکل نے مشیرون سے
صلاح کی سب نے صلاح دی کہ کوہ پر ملکہ کو لے چلیے تصویر خداوند سے درخواست کیجیے وہ فوراً
دل پھیر دینگے شنکل کو یہ صلاح پسند آئی پچیس ہزار جوان ساتھ لیکر طرف کوہ مذکور کے چلا برق ثانی
یہ خبر سن کے پلٹا راہ مین شاہزادے کو خبر دی کہ شنکل شہر مین نہین ہی طرف کوہ نیرنگ کے گیا
راہ مین چلکر بچیا کو پیچھے رات کو اُسکے لشکر پر شبخون مارئیے اور مادر مہربان کو مع سر اپنے نانا جان کے
نکال لائیے یہ خبر سنکر شاہزادہ بہت خوش ہوا اُسی طرف گھوڑے کو پھیرا یہان شنکل نزد کوہ نیرنگ آکر
ٹھہرا ہی برہمنون کو بلایا اُنسے سب کیفیت بیان کی برہمنون نے کہا کل آپ بالائے کوہ چلیے ہم سفارش
کرینگے اگر دریاے رحمت نے جوش مارا تو یہ کتنی بڑی بات ہی کہ قدرت دل اُسکا پھیر دین او باپ سے
محبت کرے یہ خبر سنکر شنکل راضی ہوا رات کو اُسی مقام پر قیام کیا ایک خیمے مین ملکہ کو رکھا سر یاقوت
نوک نیزہ پر نصب ہی پچیس ہزار جوان جابجا اُترے ہین بارگاہ بڑی استادہ ہی ملکہ سے کوئی کلام نہین کر سکتا یہ
قید خانے مین ملول و حزین بیٹھی ہین کبھی فرزند کو یاد کرتی ہین کبھی باد صاحبقران مین فریاد کرتی ہین کبھی کہتی

کہ

رہتی ہائے مگر میں یہ انجام جانتی پاس قرشیہ سلطان کے چلی جاتی وہ مجھکو اسکو سیر رکھتیں ہر چند کہ آسمان
میری شعلہ بجوالہ ہے لیکن ملکہ قرلشیہ ضرور خاطر کرتیں تقدیر ہماری برگشتہ تھی یہہ رات گئی ہی کہ لشکر میں غلغلہ ہوا
آواز آئی باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران بیرو غا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم زلزلہ قاف
ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران ابو العلیشان مرتضی ایران قہرمان نعرہ امیر

از کشتہ سہراب و رستم جلی
یکے تیغ صمصام و قمقام نام

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

امیر عرب حمزہ شیر دل
بحکم خدا بستہ شمشیر چار

مشرق سے یہ نعرے کی آواز
آئی مغرب سے چھ ہزار جوان واسطے روکنے صاحبقران عالیشان کے چلے کہ جنوب سے آواز آئی باشید
ای بیحیاؤ میرے ہاتھ سے کیا بچوگے منم وارث ہند لندھور بن سعدان نعرہ لندھور جزیرہ ہائے
دیار اگر فتم تا بہ ہندوستان * اگر نام نیدانی منم لندھور بن سعدان * ایک طرف سے
مالک کے نعرے کی آواز آئی ایکطرف سے نعرہ بہرام ہوا ایک جانب سے رستم ایک جانب
سے نعرہ بدیع الزمان کفار اب جو اندھیرے میں چلے مشرق والوں نے دیکھا مغرب سے لوگ
آتے ہیں انکو حریف سمجھا آپس میں لڑنے لگے جنوب والے جو چلے شمال والوں سے بھڑ پڑے
گوشت خردندان سگ آپس میں ہو رہا ہے یہ صدائیں سنکر شنکل خیمے سے نکلا روشنی کے ساتھ جو جہان پہ
دیکھا اپنی فوج آپس میں لڑ رہی ہے انکو ہٹاتا ہوا ایک سمت پہونچا دیکھا ایک لڑکا کس جنگ رستمانہ کر رہا ہے
کئی پہلوان مار کر ڈالدیے سمجھا کہ یہی حمزہ عرب ہے زوجہ کا حال سنکر اوڑ اسکے جنون کر اللکارا او حمزہ
کہان جاتا ہے منم شنکل بن شنکال تاجدار یہ کہنا تھا کہ خسرو برق جندہ بنکر جا پڑا اللکارا او مردود
مردان عالم کے ناموس پر نگاہ ڈالی لڑکے بھی جا بجا لڑ رہے ہیں برق ثانی نے خیموں میں آگ
لگا دی اب جو برق ثانی نے ہنگامہ دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ شاہزادہ مقابلے میں شنکل بن شنکال
تاجدار کے پہونچا برق ثانی قیدخانے پر آتا ہوا پہونچا دو تین ایسے حقے ہائے آتشبازی مارے کہ
نگہبان بچھلا کر سے ہائی فریاد کرتے ہوئے بھاگے برق ثانی خیمے میں گھسا دیکھا کہ ملکہ دردانہ
گوہر پوش سر زمین پر ڈالے پڑی ہیں کنیزیں بیٹھی رو رہی ہیں برق ثانی نے کہا ای ملکہ عالم اٹھئے
آپکا فرزند لشکر شنکل بن شنکل سے لڑ رہا ہے افراش ہونیکے شہر ہے تھا اسکو بھی مطیع کر لیا ملکہ نے گھبرا کر
سر اٹھایا برق ثانی کو دیکھا دریائے خون میں نہایا ہوا آیا ہے گھبرا کر پوچھا ای برق ثانی میرے فرزند پر کیا گذری

کہا حضور خیر و عافیت ہی کیفیت تو عرض کی افراش کو جا کر زیر کیا اب یہان پہونچے لشکر کو شنکل کے تباہ کیا ہی اب یقین ہو مقابلہ پڑے گھبرا کر ملکہ نے کہا ای برق ثانی میرے فرزند کو ہاتھ سے دشمنون کے بچانا کہا حضور تو نکلین برق ثانی چند گھوڑیان پکڑ کے لایا اُسپر ملکہ کو مع کنیزان سوار کیا ایک ایک گھوڑی پر دو دو کنیزین سوار کین ملکہ دردانہ جو قید خانے سے نکلین دیکھا شنکل بن شنکال تلوار کھینچ کر شاہزادے پر آیا ہی شاہزادہ بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی کہ یہ تلوار لگائے تو ہاتھ مارون اُسنے تلوار لگائی خسرو نے بہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا الجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوے چمک کے تلوار جو گری سر کو بھی زخمی کیا شنکل نے دوسرا وار کرنا چاہا تھا کہ برق ثانی نے حقۂ آتشبازی مُنھ پر گینڈے کے مار دیا گینڈا بھاگا لاکھ چاہتا ہی روکون حقہ جو مُنھ پر گینڈے کے پڑا مُنھ جھلسا ہوا بھاگا جاتا ہی ساتھ والے شنکل کے بھاگے کچھ مارے گئے تھوڑے ہی عرصہ مین سب بھاگے لڑائی فتح ہوئی شنکل کو گینڈا لیکر جنگل مین پہونچا چند کس شنکل اُسکے پاس پہونچے کہا ای شہریار یہ لڑائی تھی یا غضب خداوندی تھا کہ لڑکون نے لڑکے لڑائی کو فتح کیا شنکل کو گینڈے سے اُتارا ہوا دار پر سوار کیا شنکل گھبرائے پوچھتا ہی ارے ملکہ پر کیا گذری چند نگہبان قید خانے کے بھاگے ہوے آئے کہا حضور عجب قیامت برپا تھی آگ ہم سب پر برس رہی تھی قدرت نے عذاب کیا تھا حمزہ یہان کہان غضب خداوندی تھا اگر شاید حمزہ تھا تو آگ کسنے برسائی غضب خداوندی کہنا چاہیے آپنے بڑی خطا کی کہ زیر کوہ ٹھہرے رہے برائے زیارت تصویر خداوند نہ گئے اسیوجہ سے قدرت نے عذاب نازل کیا چار طرف آگ برس رہی تھی صدہا خیمے جلے ہر طرف آگ لگی ہوئی تھی کدھر بھاگ کے جاتے ہر طرف آگ ہی آگ تھی ساتھ والون نے کہا جب خیمے پر آگ برسی ایک لڑکا خیمے مین گیا تھا وہ ملکہ کو چھڑا لیگیا شنکل نے آہ کی کہا یارو کیا کہون دل مین درد رنگت زرد اُس معشوق کو چھڑا کر لیگئے کیا تدبیر کرون مدت سے اُسپر عاشق تھا جب سے ملکہ آفتاب گر تجھسے ملاقات ہوئی اِدھر کا خیال بھولا **نظم**

اپنی ہستی پر لکھون ہو منفعل ہر بار درد	جانتا ہی دشمن اپنا صاحب آزار درد
وہ بھی آجاتے ہین اکثر پوچھنے کیواسطے	باعث راحت مجھے ہی کہ نہ ای غمخوار درد
ایک جانب چارہ گر مین ایک جانب بیوفا دست	ہمکو دکھلاتا ہی کیا کیا گرمی بازار درد

صبح سے تا شام نالہ شام سے تا صبح آہ
صورت حرف غلط بیمار ہجران کا ترے
ضعف سے طاقت نہین فریاد کی باقی رہی
صورت معشوق ہو اُسکی جدائی ناگوار
بے مصیبت دوستو لطف سخن ہوتا نہین
زخم دل چاک جگر سینہ سراسر داغدار
عاشقون کے حال کی معشوق کو پروا نہین
ظلم ہو کیفیت حال مصیبت خیز عشق
ہم نفس کیا پوچھتا ہو نالے مین کرتا ہون کیون
کثرت تکلیف سے آتے ہین نالے تا زبان
چاک کرتا ہو دم فریاد ہر گل پیرہن
کم نہین ہو زخم سے ابنا کلام تیغ کی
بات منھ سے کسطرح نکلے کہ عالم غیر ہی

کسقدر رکھتا ہی دل مین عاشق بیمار درد
مٹ گیا ای جان زیر سایۂ دیوار درد
دل مین ہو میرے بشکل لذت بیکار درد
دوست رکھتا ہی نہایت زخم جسم زار درد
دل مین کچھ پیدا کرے ہر صاحب اشعار درد
کیا کہے رکھتا ہی کیا کیا عاشق ناچار درد
تجھکو کیا معلوم ہو رکھتے ہین کیا ای یار درد
کیا عجب پیدا کرین جو دل مین میرے اشعار درد
آج کی شب ہو میرے پہلو مین بے دلدار درد
غیر ممکن ہو کہ ہو بے کاوش آزار درد
کسقدر رکھتا ہی شور بلبل گلزار درد
کرتی ہی پیدا جگر مین بات کی تلوار درد
آج رکھتا ہی قسیم اپنا دل افگار درد

سینہ نے کہا حضور اب گھر چلیے جو مرنے سے باقی رہگئے تھے اُن سب کو ساتھ لیکر مشغل آہ آہ کرتا ہوا طرف شہر مہرانیہ کے چلا یہان شاہزادہ جنگ تیغ کہ دس کوس پر ایک جنگل ہو وہین آیا اُسی مقام پر اُتر پڑا امان سے کہا اب آپ شہر چلیے مین بے غیرت بھی آؤنگا فراش شہر آباد کر رہا ہو وہ مصروف خدمتگزاری رہیگا مین بھی بہت جلد آؤنگا ہر چند ملکہ نے کہا ای فرزند ساتھ چلو خسرو نے قبول نکیا ملکہ کو روانہ کر دیا ملکہ شہر مین آئین فراش حاضر ہو حال دریافت کر کے وجد مین آگیا مبرام تو تعریف کرتا تھا کہ شاہزادے نے کیا کمال کیا زیر کوہ نیر تک پہونچا ہو ملکہ عالم آپ کو رہا کرنا انھین کا کام تھا کیا کسی کی مجال تھی کہ مقابلہ مشغل مین جاتا جو جرأت ذاتی ہو اُنھین کے واسطے ہو مگر نہ آنے کا کیا سبب ہوا آب واضح ہو ملکہ نے سب حال فراش سے کہا فراش نے رہا جہ کی مکان شہر کے جوار ہی شاہزادہ صحرائے سبزہ زار مین فرد کش ہو لیکن ملکہ کے حقیقی بھائی الماس تیغ زن چند روز سے برائے شکار گئے ہوئے تھے ایک صحرا مین شکار کھیل رہے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی چند سوار دو

پیدل زخم کھائے ہوئے حیران و پریشان شہر سے بھاگ کے اسطرف آ نکلے الماس نے اُنکو بُلایا
خود بجود پریشان ہو رہے تھے صبح سے غم تھا اُن لوگوں نے الماس کو پہچانا اور رو رو کر سب حال
قلعہ گوہر ریز کا بیان کیا کہ آپکی بہن کو گرفتار کرکے روانہ کر دیا باپ کو آپ کے قتل کیا یہ سُنکر الماس بہت
روئے بارہ ہزار جوان ساتھ تھے سب روئے جب ہوش درست ہوئے الماس نے کہا بڑی غیرت کی
بات ہی کہ بہن گرفتار ہو ہم زندہ ہیں اور بہن گرفتار ہو کر سامنے کافر کے جائے اگر تم سب ساتھ دو تو چلکر
شہر میں ہنگامہ ڈالدیں کیا عجب ہی کہ شنکل سے بھی مقابلہ پڑے اگر اُسکو مارا اور بہن کو چھڑا لیا تو شہر میں
منھ دکھائینگے ورنہ ڈوبکے مرجائینگے سب نے کہا غلامان جانباز ساتھ ہیں ہمارے بھی عزیز قتل ہوئے
اُنکا چلکر بدلہ لیں پیچھا کو چلکر شکست دیں سب نے قبول کیا الماس تیغ زن بارہ ہزار سواروں کو ساتھ
لیکر طرف شہر مہرانیہ کے چلے یہاں شنکل بن شنکال تاجدار کوہ نیرنگ سے پریشانی اُٹھا کر آیا ہی مگر
چار لاکھ فوج دروازے پر قلعے کے موجود ہی بارہ سو افسر گرد ذکر کوہ نیرنگ کر رہا ہی کہتا ہی یاد ہے
کیا معرکہ تھا افسر پیچارے ہیں کہ ای شہریار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے ملکہ دردانہ کا ملنا کمال دشوار
ہی ایک ہرکارے نے خبر کی حضور نے یہ بھی سنا افراش کرگدن سوار مسلمان ہو گیا یہ سُنکر شنکل
کو سناٹا ہوا کہا یارو غضب ہوا کہ ایسا سردار جا کر مسلمان ہوا شنکل نے اور ہرکارے روانہ کئے کہ
جا کر مفصل خبر لاؤ مسلمان ہو کے کیا کر رہا ہی ہرکارے روانہ ہو گئے یکایک شہر میں ہنگامہ پڑا مکان
شہر کے جلنے لگے گھبرا کر شنکل اپنے مقام سے اُٹھا کہا ارے خبر تو لاؤ یہ کیا معرکہ ہی دون ہمارے
شہر میں ڈاکہ پڑا چار لاکھ فوج قلعے کے دروازے پر موجود ہی یہ سنتے ہی ہرکارے گئے خبر لیکر
آئے کہ الماس تیغ زن بھائی ملکہ دردانہ کا اپنی بہن کے رہا کرنے کو آ پڑا ہزارہا بندگان
سامری مارے گئے یہ سُنکر شنکل سوار ہوا حکم دیا فوج میں قرنا ہو جیسے ہی ہرکارے نے فوج میں خبر
پہونچائی چار لاکھ سوار و پیدل مثل سمندر موج مارتے ہوئے چلے نوبت نقارے بجاتے ہوئے
اُسوقت یہ فوج آکر پہونچی کہ الماس لڑتے بھڑتے سامنے دار الامارہ شاہی کے پہونچے ہیں کہ اندر
سے بارگاہ کے شنکل بن شنکال تاجدار نکلا فوج آ گری افسران فوج جنگ کرنے لگے چار لاکھ
فوج جو بارہ ہزار پر آ کے گری بہادر متفرق ہو کر دس دس ہزار کے غول میں دو دو جوان گھر گئے
الماس نے جو سر اُٹھا کے دیکھا کہ فوج متفرق یعنی ہر غول میں جوانان تیغ زن گھر گئے الماس تیغ زن

کدو کاوش کر رہے ہیں یہ شکل لڑتے بھڑتے کسی غول پر پہونچے اگر دس کو بچایا سو قتل ہو گئے تھوڑے ہی عرصے میں پلٹ کے دیکھا سب ساتھ والے سیار گلشن جنان ہوئے کوئی ساتھ والا باقی نہ رہا اسوقت الماس کی پریشانی تنہائی حیران کبھی داہنے دیکھا کبھی بائین کبھی یاران رفتہ کو آواز دی کبھی پکارتے ہین ای یارو ہمارا ساتھ چھوڑا ہماری محبت سے منھ موڑا بقول شاعر **نظم**

قفس بردوش صیاد جفا طینت کا پھیرا ہی
مقام گلشن ایجاد دم بھر کا بسیرا ہی

متاع عالم اسباب چند انفاس رخصت ہین
زر و سیم و جواہر کچھ نہ تیرا ہی نہ میرا ہی

کہانتک کروٹین بدلا کریگا خواب ہستی مین
ذرا کھول آنکھ او غافل کہ دم بھر میں سویرا ہی

چھپا دن دور ہی منزل اٹھا جلدی او غافل
فروغ زندگانی چند دم ہی پھر اندھیرا ہی

ایسے کلمات حسرت زبان پر تھے کہ ناگاہ پردۂ شب حائل ہوا مسافر نیر اعظم منزل عالم کو طی کر گئے ایسا تھکا کہ سرائے مغرب مین داخل ہوا شاہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت وسیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا شاہزادہ الماس نے جو دیکھا رات ہوئی ہرچند کہ انتہا کے زخمدار ہین لیکن ایک جانب گھوڑا اٹھا دیا لڑتے بھڑتے تا بہ در قلعہ پہونچے ایک سردار موسوم بہ **کلکال** فیلبان پکر دروازے پر کھڑا تھا اس سپاہ نے پشت پر سے ہاتھ مارا گھوڑا چمک تلوار کی دیکھکر بھڑکا پشت پر مرکب کے تلوار پڑی کہ گھوڑا زخمی ہوا اب گھوڑا اسی مقام پر جم گیا **کلکال** نے جو شاہزادے کو حیران و پریشان دیکھا بڑھکر پھر ہاتھ تلوار کا مارا مرکب کام آیا نہ معلوم ہوا مرکب گیا شاہزادہ زمین پر آیا اتنی **کلکال** ملعون نے پشت پر سے ہاتھ مارا کہ سر اس افسر لشکر کرامت کے نقارے بجے **کلکال** سر اس شہر کا لیکر سامنے **شنکل** کے آیا بیان کرکے کہا اس شیر کو مین نے دروازے پر مارا کئی سردار اسنے وہان قتل کئے آخر غلام نے بڑھکر قتل کیا **شنکل** نے اسکو انعام دیا سر **الماس** دروازۂ قلعہ پر لٹکوا دیا افسران فوج سے کہا یہ کیا حرکت ہی کہ بارہ ہزار جوان ہتھیار بند شہر مین گھس آئے تم لوگون نے نہ روکا آج سے حکم قطعی دیا جاتا ہی کہ دس جوان بھی اگر ہتھیار بند آئین انکو باہر ہی روکنا اندر قلعے کے نہ آنے دینا یہ حکم دیکر **شنکل** قلعے مین آیا لاشہ **الماس** کا دروازے پر قلعے کے پڑا ہی بچا تک مین سر لٹکا ہی ان بارہ ہزار مین سے چند کس بھاگ کر نکلے اُس صحرا مین پہونچے جہان **خسرو** فیروزدل اترا ہی ان سوارون کو دیکھکر خسرو نے بلوایا پوچھا تم کون لوگ ہو ایک نے انہین

سے شاہزادے کو پچانا کہا ای شہریار غلامان قدیم کو نہ پچانا ہم آپ کے ماموں کے ساتھ والوں میں ہیں
صحرائے برف بار میں شکار کھیل رہے تھے بہن کی گرفتاری کی خبر پائی بارہ ہزار سے قلعہ مہرانیہ پر
جا پڑے بارہ ہزار نے ساٹھ ستر ہزار قتل کیے آخر سب مارے گئے راہ میں سُنا کہ افسر بھی سیار گلشن جنان
ہوئے سر اُس افسر کا اُس مردود نے در قلعہ پر لٹکایا ہی لاشہ اُس شہریار کا مزبلہ پر پڑا ہی خدا اُنکا انجام
بخیر کرے اُسی جنگ سے ہم بھی بھاگے زخم کھا کے نکل آئے ماموں آپ کے سیار گلشن جنان ہوئے
خسرو نے برق ثانی کو بُلایا کہا او برق ثانی اور تمنے سُنا ماموں جان نے جا کر شہر مہرانیہ میں
جان دی بہادر انکا نام ہی خبر سنتے ہی زندگی گوارا نہ کی کہ اگر زندہ رہینگے لوگ تمنہ دیکھینگے رو بر و طعن
کرینگے کہ اس شیر کی بہن گرفتار ہوکر شہر مہرانیہ میں گئی یہ تو آپکی دعا تھی دعا قبول ہوئی سعادت ظاہری
و باطنی انکو حصول ہوئی پھر ارشاد کیا ای برق ثانی اب زندہ رہنا ہمارا بھی بہتر نہیں ہاں گرفتار ہوکر
مجمع عام میں گئیں اس بیحیا نے دربار میں بُلوایا کلمات تحت زبان نجس سے کہے ای برق ثانی مثل
ماموں جان کے ہم بھی جا کر جان دیں شکر ہو کہ مادر مہربان قلعہ میں پہونچ گئیں افراش الیسا خدمت گزار
موجود ہی نام بزرگوں کا قائم رہا ہم زندہ رہے تو کیا مارے گئے تو کیا قبلہ و کعبہ کے نام کو دنیا میں
پروردگار رکھے اور بھائی جو ہیں اُنکے نام کے ڈنکے بجتے ہیں ہم ایسے نامرد کا کون نام لیگا کہیں گم کر
بھی ہو گا برق ثانی باتوں پر شاہزادے کی بہت رویا کہا ای شہریار باتوں نے آپکی دل کے ٹکڑے
کر دئے کوچہ ہائے دل غم و الم سے بھر دئے جواب فرماتے ہیں جو مناسب ہی یا چلکر جان دی یا اُس
کو مارا تو البتہ نام ہوگا شاہزادہ نے کہا ہاں بارہ سو لڑکوں کو تیار کرو بارہ سو لڑکے خبر جنگ سُنکر مسلح
ہونے لگے مسلح ہوکر سامنے شاہزادے کے آئے شاہزادہ نے حکم دیا اُسی وقت اشہب سلیمانی
تیار ہوکر سامنے آیا گھوڑا وہ بے باک قدم زمین پر نہیں رکھتا چاہتا ہی اُڑ جاؤں طرے سے بھروں سر زمین
پامال کروں شاہزادہ جست کر کے پشت مرکب پر سوار ہوا برق ثانی نے رکاب پر ہاتھ رکھا بارہ سو
لڑکے پشت پر گھوڑے بگٹٹ ڈالے ہوئے طرف شہر مہرانیہ کے جاتے ہیں جب پانچ کوس شہر باقی
رہا برق ثانی نے رکاب پر ہاتھ ڈال کے روکا کہا ای شہریار میں کچھ بات عرض کروں گا
آپ کے ماموں جان بلا تکلف شہر میں گھس گئے ہزاروں کو قتل کیا عیار تمیں پامال کہیں نہیں
معلوم شنگل نے کیا حکم دیا ہی غلام کی صلاح یہ ہی کہ ایسی تدبیر تو ہو کہ سامنے شنگل سے کے چلکر

مقابلہ پڑے اگر آپ کے سامنے مارے گئے تو بھی خیر نہ اگر اُسکی موت آپ کے ہاتھ سے ہی تو شہر فتح ہوا
ذرا گھوڑے بڑھائے ہوئے ہیں وہ تدبیر کروں کہ دربار میں شنکل کے تلوار چلے اگر غلام کی تدبیر بن پڑی تو دربار
شاہی میں پہونچاتا ہوں یہ لکھکے برق ثانی نے ایک کاغذ تیار کیا مضمون یہ تھا کہ ای شنکل بن شنکال
ہمیں معلوم ہوا کہ تمھاری فوج والے بڑے غافل ہیں کوئی شخص بارہ ہزار جوان سے شہر میں گھس آیا
دو پہر تلوار چلی ساٹھ ستر ہزار آدمی تمھارے مارے گئے یہ بڑی بات ہوئی کہ تم بچے اگر تم پر کوئی چشم زخم آتا
تو ہم کو کیسا صدمہ ہوتا تمھارے واسطے تڑپتے لہذا یہ بارہ سو لڑکے کہ ہمارے ہمراہ رکاب رہتے ہیں نہایت
جری بہادر صف شکن تیغ زن ہیں تمھاری حفاظت کرینگے جہاں تم آرام کرو وہیں موجود رہیں یہ کسی وقت میں
کمی نہ کرینگے یہ کاغذ لکھ کے تیار کیا شاہزادے کے چہرہ پر ڈھاٹا باندھا چہرہ چھپایا آگے برق ثانی
بڑھا فرمان ہاتھ میں لیا مہر اُسپر آفتاب گرم خو کی آگے نوبے کرتا ہوا بڑھا پکارتا ہوا منم فرستادۂ ملک آفتاب
گرم خو بادشاہ طلسم آفتاب نما ہم برائے حفاظت شنکل آئے ہیں ہرکاروں نے یہ خبر شنکل کو پہونچائی
کہ ملک آفتاب گرم خو نے بارہ سو جوان آپ کی حفاظت کے لیے روانہ کیے ہیں وہ آتے ہیں فوج میں
کہلا بھیجا کہ کوئی اُن کو نہ روکے چوبدار یہاں سے پہونچے جا کے فوج میں منادی کر دی کہ بارہ سو جوان
ہتھیار بند آتے ہیں اُنکو نہ کوئی روکے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا آگے آگے ایک جوان آواز دیتا
ہوا کہ ہم لوگ بھیجے ہوئے ملکہ آفتاب گرم خو کے ہیں فوج والوں نے سلامی لی بیچ میں سے اُنکے
نکلے ہوئے قلعہ میں داخل ہوئے شہر کی سیر دیکھتے ہوئے دیکھا شہر آباد رعایا دل شاد شہر والے دیکھ
رہے ہیں کہ بارہ سو جوان برا ے حفاظت شنکل آئے ہیں یہ لوگ خاص جا کر دربار میں ٹھہریں گے شنکل
منظور کہ در دولت پر پہونچے اندر بارگاہ کے داخل ہوئے جیسے ہی بارگاہ میں پہونچے دیکھا شنکل تخت پر بیٹھا
ہے گرد و پیش نشینان بارگاہ سرداران لشکر بیٹھے جھوم رہے ہیں ذکر قتل شاہزادہ الماس تیغ زن ہو رہا ہے
شنکال کہہ رہا ہے میں نے اُس شیر کو مارا کہ جس سے کوئی نگاہ نہ ملا سکتا تھا صد ہا سردار اُسنے ٹوک ٹوک کر
مارے کہ خسرو شیر دل آگے بڑھے بہ تمام ہیبت پکار کر آواز دی سلام من در ین مجلس و درین جا و بر کسے
باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یکے است و دین پیغمبران خدا برحق و رسالت رسول خدا مطلق است یہ کہہ کے
اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خسرو + منم خسرو شیر دل خوش نسب + منم نور عین امیر عرب
مسخر کن ملک دیوان قاف + بلرزند از خوف ایوان قاف + اگر تیغ کین بر کشم از غلاف

جز نزول فتنہ درمیان مصاف + بزبر دمان خسرو نوجوان + ستم نورِ عینین صاحبقران
بارہ سو لڑکوں نے تلوار کھینچی برق ثانی نے دروازہ بارگاہ کا بند کر دیا چند لڑکے دیوار پر چڑھا دئے کہ دیا
جو باہر سے آئے اُسے تیر مارو سو لڑکے دیواروں پر تیر کمان لیکر بیٹھے باہر والوں کو تیر مارنے لگے باہر
لوگ گھبرا رہے ہیں حیران کہ اندر بارگاہ کے کیونکر جائیں برق ثانی نے بڑھکر حقہ آتشبازی مارا حقہ پھٹا دنانا
ہوا کا فر کانپ گئے شنکل نے آواز دی ارے لڑکے کو مار لو باہر سے فوج کو بلاؤ جو اندر ہیں وہ باہر نہیں
نکل سکتے باہر سے فوج والے غلغلہ کر رہے ہیں دیواروں پر سے تیر برس رہے ہیں جس نے ارادہ کیا
دربارگاہ پر جائیں عقاب تیر پھول کر گرا سوار پیدل گر رہے ہیں سو نے ہزاروں کو گرا دیا برق ثانی
تیغے مارتا پھرتا ہی کفار جو لڑکوں سے عاجز ہیں بھاگ کر نکل جائیں کسی طرح جان بچائیں مہلت نہیں ملتی
جل جل کے گر رہے ہیں خسرو شیر دل لڑتے بھڑتے برابر تخت شنکل کے پہونچے شنکل نے اُٹھکر ہاتھ
تلوار کا مارا چونکہ خسرو کم سن قد چھوٹا جست کر کے تخت پر آئے قریب آ کے ہاتھ مارا شنکل نے گرد سپر کا
اُٹھا دیا برق شمشیر چمک کر جو گری سپر کٹی ہر چند کہ سپر مثل شب فراق تھی مگر کٹی اب جو نیچہ وہاں سے گرا تیغہ
لاثانی سر پر پہونچا خود کو کاٹا وہاں سے کندنا ہوا تا جگر گاہ پہونچا لاشہ شنکل گرا برق ثانی نے بڑھکر
سر کاٹ لیا نوک نیزہ پر بلند کر دیا اور بارگاہ والوں کو گھیر کر مارا اب خسرو نے برق ثانی سے کہا مراد
حاصل ہوئی بعنایت پروردگار تسکین دل ہوئی شنکل کو مار چکے بدلہ گستاخی کا لیا اب دروازہ کھولدو اندر کے
سب سردار مارے گئے برق ثانی نے بڑھکر دروازہ کھولا دیکھا بیرون بارگاہ لاکھوں کافر کھڑے ہوئے
غلغلہ کر رہے ہیں سب نے دیکھا اندر سے بارگاہ کے آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز
جہانداری دریائے خون میں نہایا ہوا اندر سے بارگاہ کے نکلا مثل شیر گرسنہ رمۂ گو سفندان پر
آ کے گرا بارہ سو لڑکے چار لاکھ فوج پر گرے تہلکہ ڈالدیا ہزاروں سر کٹ کٹ کے گرنے لگے غلغلہ کر رہے
ہیں جس غول پر پہونچے افسری کو تاک کے مارا دو سرداران عالی شنکل کے شہباز قیل بن عقاب
شیر سوار فوج کو ڈرا رہے ہیں نعرے کر رہے ہیں کہ یارو اس لڑکے نے بڑی گستاخی کی بارگاہ میں گھس کر
شنکل کو مارا اب جنگ کا فتح ہونا دشوار ہی مگر معاوضۂ خون شہنشاہ میں گھیر کر مار لو ہاں یار وقت
جانبازی ہی قاتل تمہارے آقا کا تم میں آگیا اب نہ بچنے پائے جب شاہباز بن عقاب ترغیب
دیتے ہیں فوج والے بلوہ کرتے ہیں اس بلوے میں شیر بیشۂ صاحبقرانی نہنگ بحر جرأت یکتا

میدان جلالت جگر شمشیر زنی کر رہا ہے دو ل تو افسر اندر مارے گئے اب افسر جتنے رہے فوج بے سردار تھی
دو عقاب و شاہباز ترغیب دیکر فوج کو لڑاتے ہیں جب غول بڑھ بڑھ کے آتے ہیں کٹ کے جا پڑتے ہیں
وہ شمشیر زنی کی کیا عجب ہی زبان تیر وکلہ عمود سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہو رہی ہے
استقبال اٹھے علوں نے بال کھولدیے تیر سہمے ہوئے گوشۂ ترکش میں چھپے ہوئے کانپ رہے ہیں
تلواریں بیدم خنجر دل میں کاٹ کم ہا جوں میں پہنچ کے دم نہیں آوازیں برگشتیں کانپ رہے ہیں خسرو
لڑتا بھڑتا سامنے عقاب و شاہباز کے پہونچا دونوں نے تلواروں کے وار کئے برق ثانی پکار اٹھا
ای شہریار ہوشیار رہیے گا دو افسروں نے وار کئے شاہزادے نے دیکھا دونوں کی تلواریں سر پر آتی
ہیں تلوار کو زانو کے نیچے دبا یا چتوں لڑی ہوئی ہے جیسے ہی تلواریں قریب سر کے چلیں شاہزادے نے
دونوں تلواروں پر تھپکی لگائی تلواریں پٹ پڑیں دونوں کی تلواروں پر ہاتھ ڈالدیا ہر چند کہ کلائیاں
انگلیاں چھوٹی ہیں مگر کلائیوں پر ہاتھ ڈالا اس زور سے فشردہ کیا کہ دونوں نے تلواریں چھوڑ دیں تلواریں
زمین پر گریں شاہزادے نے دونوں کی کمر میں ہاتھ ڈالا بہ قوت صاحبقرانی زور جو کیا دونوں کو اٹھا لیا
چاہا ٹکرا کے مار ڈالوں دونوں نے دیکھا اب جان بچنے کی کوئی صورت نہیں بے اختیار چلا اٹھے ای شہریار
الامان شاہزادے نے فرمایا امان بشرط ایمان دونوں نے عرض کی جب تلک زندہ ہیں غلامی سے گردن تابی
نکرینگے شاہزادے نے چھوڑ دیا دونوں نے فوج والوں کو آواز دی خبردار کوئی ہاتھ نہ اٹھائے سب تلواریں
نیاموں میں ہو گئیں برق ثانی نے کہا دار الامارۃ میں چلیے شہباز و عقاب استقبال کرتے ہوئے
چوب و چاق ہاتھ میں شاہزادے کو بارگاہ میں لائے تخت شاہزادے نے اٹھوا ڈالا دخل نہیں اس مقام پر
بچھا بعہدۂ افسری اگر خسرو بیٹھے سردار اپنے اپنے مقام پر کرسیوں دنگلوں پر بیٹھے ہیں شاہزادے
نے عہدے مقرر کیے وزیروں کو بعہدۂ وزارت کوتوال کو بعہدہ کوتوالی شاہزادے نے فرمایا
ای برق ثانی تم جاؤ تو مطلب ہے ہم عرضی بنام والدۂ ماجدہ لکھتے ہیں تحفہ جات کچھ خزانہ لیکر جاؤ ایں
فتح سے آگاہ کرو جب تم واپس آؤ گے تب چلینگے شہر بڑا ہے اور بڑے بڑے مہاجن رہتے ہیں
ان سب کو خبر پہونچا دو برق ثانی خوش ہو گیا کئی چھکڑے مال و اسباب کے اشیائے تحفہ جات
سے آراستہ کرائے عرضی فتح کی لکھی کہ آپ کے رودم کے تصدق سے غلام نے آکر شنکل کو مارا شہر
کلاں تسخیر ہوا عملداری قائم کر رہا ہوں کوئی وارث شنکل کا ملے تو عہدۂ سلطنت اسکے سپرد کروں

تب حاضر خدمت ہوں یہ تحفہ جات بدست مہتر برق ثانی پہونچے مینا فراش کو بہت کچھ لکھا تھا کہ ای
پہلوان دوران خدمت گزاری سے والدہ ماجدہ کی گردن تابی نہ کرنا عقاب و شاہباز نے اطاعت
کی وہی انتظام کر رہے ہیں انشاء اللہ آپ کی دعا سے بہ خیر و خوبی ہوگا یہ عرضی برق ثانی کو دی برق
ثانی چھکڑے لیکر چلا دن بھر شاہزادہ دربار میں رہتا ہی شب کو بارگاہ میں آرام فرماتا ہی برق ثانی
عرضی لیے ہوے مع تحفہ جات قلعہ گہرریز پر پہونچا جس نے برق ثانی کو آتے دیکھا اُسکو عید ہوگئی
برق ثانی احوال بیان کرتا ہوا مژدہ فتح دیتا ہوا اندر محل کے آیا ملکہ و رداسگوہر پوش کو خبر پہونچ رہی
تھی برق ثانی سامنے آکر پہونچا قدموں کو بوسہ دیا عرضی پیش کی ملکہ نے پڑھکر دعائیں دین خدا اُنکو مظفر
و منصور کرے مثل اپنے بھائیوں کے نامی گرامی ہوں لیکن اے برق ثانی جلد پلٹ جاؤ شاہزادے
کو بھاکے لاؤ آنکھیں ڈھونڈھ رہی ہیں برق ثانی فوراً تحفہ جات سبکو تقسیم کر کے آیا اور مینا فراش
سے ملا فراش کے حال سُنکر ہوش اُڑ گئے کہا شاہزادے نے وہ کار نمایاں کیا کہ رستم و اسفندیار
سے بھی نہو سکتا کسی فرزند صاحبقران میں ایسی لیاقت نہ تھی کہ اتنے سن میں ایسے مقام پر جاتا مگر یہ
شیر بیشۂ جرأت شاہباز اوج لیاقت ہیں فتح و نصرت ان کی غلام ہے شنکل کی کیا حقیقت تھی گرامی
برق ثانی اب جلد جاؤ شاہزادے کو بھگاؤ اور شہر میں لاؤ کہ تمام مرزبان شہر بہت مشتاق دیدار
ہیں بعد تو حال قتل شنکل سُنکر مشتاق ہوا کہ زبانی آپ شہریار کی حال مقابلہ سنوں شنکل بن شنکال
تاجدار دیو تھا اُسکے سامنے کیونکر پہونچے جنگ کسطرح ہوئی فوج کفار کیونکر تنگ ہوئی برق ثانی
سب حال بیان کرتا جاتا ہی کہ یوں بارگاہ میں پہونچے یہ تدبیر کرلی تھی افراش یہ حال سُنکر وجد میں
آیا کہتا ہی اے برق ثانی بڑا کام کیا خوب بادشاہ عاقل ہو بچے اگر باہر سے جنگ شروع کرتے تو ہمیں
شنکل تک رسائی نہوتی بارہ ہزار سردار جو حاضر خدمت تھے یہ بھی فوجیں لیکر آتے مصروف جنگ
ہوتے مقابلہ شنکل کی خوب تدبیر نکالی جیسے وہ سردار ویسے ہی تم عیار برق ثانی سب سے
ملکر رخصت ہوا طرف شہر مہرانیہ کے چلا برق ثانی جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے نہایت خوش و محظوظ
اس خیال میں کہ چلکر شاہزادے کو قلعہ گہرریز میں لائیں رعایا تمام خوش ہو کہ ہمارا آقا آیا کیا
خوشی ہوگی محفوظ رہے کہ سر یاقوت شاہ لاش سے علحدہ کر کے برق ثانی نے دفن کیا اور
الماس تیغ زن کی لاش اُٹھوا کر شاہزادے نے دفن کرائی ماموں کی قبر پر روئے پکارتے تھے

کہ ماموں جان سبحان اللہ شیوۂ جرأت یہی تھا کہ جو آپنے کیا زبردستی اپنی جان دی، ہم بے غیرت زندہ رہے
بزرگونکا نام مٹانے والے آپ کی ذات سے نام جرأت روشن ہوگیا افسرون نے شاہزادے کو اٹھایا
لا کے بارگاہ مین بٹھایا شاہزادہ مقام صدر پر گرد افسران فوج لاشۂ سنگل بیرون بارگاہ مزبلہ پر پڑا تھا کہ
یکایک آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اُس ابر سے صدائے مہیب آئی کہ ای مردمان شہر تم نے غضب کیا
میرے وارث کو قتل کرایا اور بیٹھے چین کر رہے ہو باغی کو افسر بنایا اُسکی اطاعت مین ہو عجب حالت مین ہو
دیکھو تو کیا بدلہ کرتی ہون یکایک ابر پھٹا دیکھا ایک ساحرہ سیاہ فام بد انجام گال پھولے ہوے دھوتی
کی تہمد باندھے ہوے آنکھون سے آنسو جاری اژدر مہیب پر سوار کنارے پر شہر کے اتری جھولی
مین ہاتھ ڈالا مٹھی بھر ماش کے دانے نکالے اسم سحر پڑھ کر شہر والون پر پھینک مارے جو جس
مقام پر تھا پتھر کا ہوگیا کوئی عورت کوٹھے پر کھڑی تھی لڑکا گود مین پڑوسن سے باتین کر رہی تھی یہ
یہی قول تھا سنگل مارا گیا وہ ظالم تھا اب عادل کی عملداری ہوئی اس زمانے مین شیر بکری ایک گھاٹ
پانی پیتے ہین نہین معلوم چور اُچکے گرہ کاٹ دغا باز وغیرہ کیونکر جیتے ہین دانہ ماش کا جو پڑا اُسی طرح
پتھر کی ہوکے رہگئی گود مین لڑکا پتھر کا خود پتھر کی ہاتھ پھیلائے پڑوسن سے بات کیا چاہتی ہے آنکھین
گردش کر رہی ہین زبان بند کلام کرنیکی طاقت نہین لڑکا ماں سے لپٹا ہوا دودھ پی رہا ہے دوکاندار
دوکان پر بیٹھا تھا ترازو اٹھائی کہ شیرینی تولے گاہک نے جمع دینے کو ہاتھ بڑھایا کہ شیرینی تولکر دے
دونون پتھر کے ہوکے رہگئے اسیطرح ہر گلی کوچہ مین انسان حیوان پتھر کے بناتی ہوئی چلی آتی ہے مردمان شہر
کو گالیان دیتی ہوئی بعض کو جو قریب آگئے پکڑا چیرا اور پھینکدیا اب شہر والونکو پتھر کا بناتی ہوئی قریب
دار الامارۂ شاہی پہونچی دروازے پر دیکھا چوبدار وغیرہ کھڑے ہین سرداروں کی سواری کے مرکب
گینڈے ہاتھی پالکی نالکی ایک جانب ہین ایک مزبلے پر لاشۂ سنگل جو اُسنے دیکھا ہاے وارث میرا کہکے
دوڑی قریب لاش کے آکے پچھاڑین کھانے لگی دمڑا دمڑی ہیں تھی پھر لاش کو اٹھایا منھ پر منھ رکھتی تھی اور بکا رہی
تھی ای وارث میرے اب میرے ہمراہ بجرے پہ کون سوار ہوگا ہاے دریائے فراق مین حیران و پریشان
رہونگی تیرا مرنا مجھ پر شاق ہوا ہاے راتون کو آتی تھی لطف صحبت اُٹھاتی تھی تم کو کس ظالم نے مارا جاکے
اُس ظالم کی گردن لیتی ہون چوبدار دوڑے کہ اس عورت کو مارین لاشہ گنہگار کا کیون اُٹھاتی ہے
سب نے جو للکارا آفتاب گرگنو نے جھولی پر ہاتھ ڈالا مٹھی مین بھر ماش کے دانے نکالکر پھینک مارے

وہ سب پتھر کے ہو کے رہگئے اب آفتاب گرمجو اندر بارگاہ کے گھسی شاہزادے کو جو مقام صدر پر دیکھا چیختی پکارتی ہوئی کہ او ظالم تو ہی ہے میرے وارث کو مارا ہاے کیا کرون کیونکر بدلہ لون شاہزادے نے قبضے پر ہاتھ ڈالا چاہا نعرہ کرکے جا پڑون آفتاب گرمجو نے کہا او طفل بے ادب کیا مجھے شنگل سمجھا ہی رفیق و امیر بھی ساتھ شاہزادے کے اُٹھے تھے کہ پکار کر آفتاب گرمجو نے کہا کہ بدلہ مجھسے ایسا لونگی کہ کسی نے کسی پر یہ بدعت نکی ہو یہ کہکے ماش کے دانے پھینک مارے سب پتھر کے ہو کے رہگئے شاہزادہ خسرو تلوار کھینچے ہوے ہاتھ میں آنکھین گردش کر رہی ہین اپنے مقام سے ہل نہین سکتے گرد رفیق و امیر کھڑے ہین وہ بھی اسی حال مین یہ حرکت کرکے کہا پہلے لاشہ دفن کراؤن کہ میرے دل کو آرام ہو پھر آکے تجھکو لیجاؤن لاشہ شنگل اٹھا کے اژدر پر ڈالا ایک مقام ہی کہ اُسکو باغ ویران کہتے ہین جو ساحر مرتا ہی اُسکو اُسی باغ مین دفن کرتے ہین عشرت جادو یہان کا حاکم و ناظم ہی اُسکو آفتاب گرمجو نے پکارا عشرت حاضر حاضر کہکے سامنے آیا آفتاب گرمجو نے کہا قبر تیار کرو قبر تیار کرکے شنگل کو داخل قبر کیا دیر تک قبر پر روتی کہا اے عشرت مین نے مہرانیہ والونکو پتھر کا کر دیا سب شہر والے اُس لونڈے سے مل گئے اب اُسے لینے جاتی ہون تو سامان قتل پر آمادہ رہ آنکھین اُسکی نکال کے تلوون سے ملون تب شاید دل کو چین آئے یہ سنتے ہی عشرت مصروف سامان ہوا دارین استادگین ایک جانب آگ سلگا دی آفتاب گرمجو پھر طرف شہر مہرانیہ کے چلی برق ثانی شلنگین لگاتا ہو شہر مین جا آیا دیکھا سب تصویرین پتھر کی کھڑی ہین ہر ایک سے کلام کرتا ہی کوئی جواب دینے کے لائق نہین آنکھین گردش کر رہی ہین اشارون سے کچھ کلام کرتے ہین وہ ذہن مین نہین آتا برق ثانی تمام گلی کوچون کو دیکھتا ہوا در دارالامارۃ پر پہونچا دیکھا گیڈے گھوڑے ہاتھی سب پتھر کے ہو گئے ہین برق ثانی حیران کہ یہ کیا معرکہ ہو گیا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا تمام سردار و وزیر و مشیر پتھر کے پتلے بنے ہوے کھڑے ہین ایک سمت شاہزادے کو دیکھا کہ گرد سردار بیچ مین وہ شہریار پتھر کا بنا کھڑا ہی آنکھین گردش کر رہی ہین یہ دیکھکر برق ثانی دوڑ کر لپٹ گیا پکارتا تھا کہ اے گل گلزار صاحبقرانی واے یوسف ثانی کس حال مین آپکو پاتا ہون آپ کو اس حال مین دیکھکر بہت گھبراتا ہون دو ہی دن مین کیا قیامت برپا ہوئی کون ظالم یہ کام کر گیا شاہزادے کی آنکھون سے آنسو جاری ہین آنکھین دونون گردش کر رہی ہین کچھ شاہزادہ اشارے کرتا ہی برق ثانی رو رہا ہی کہتا ہی یہ اشارے میری سمجھ مین نہین آتے زبان کو کس نے آپ کی بند کیا کیسے

درد مند کیا یہ حرکت کرنے والا کہان گیا سارا شہر ایک ہی حالت مین ہی کیونکر آپ سے کلام کردن کیونکر
احوال معلوم ہو شاہزادہ کچھ جواب نہین دیتا آنکھون سے آنسو جاری ہین اشارہ کرتا ہی کہ زبان سے نہین
بولا جاتا ہی اور زبان سے کچھ نہین نکلتا کیونکر جواب دون ان اشارون کو برق ثانی سمجھا کہ ابر سیاہ پیدا
ہوا رعد کی گرج برق کی چمک وہ ابر اڑتا ہوا اسی طرف آتا ہی برق ثانی ایک گوشے مین چھپ گیا دیکھا ابر
آکے ٹھہرا اُس ابر سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی قریب شاہزادے کے آئی پکار کر آواز دی ارے تیرے پاس
کون آیا تھا کوئی تجھسے باتین کر رہا تھا میرے سحر نے مجھکو خبر دی کچھ احوال نہین کھلتا ہر طرف ڈھونڈھا جب
کسی کو نہ پایا تو خسرو کو اُٹھا لیا اژدر پر ڈال کے چلی برق ثانی نے اسکا تعاقب کیا چاہا اس ساحرہ کے
پیچھے جاؤن تھوڑے ہی عرصے مین ابر بلند ہوا برق ثانی تھوڑی دور گیا تھا کہ ابر نگاہون سے مخفی ہوا
برق ثانی اب تڑپ کے رہگیا حیران ہی کہ یہ ساحرہ کون تھی اسی نے سارے شہر کو پتھر کا کیا نہین معلوم
شاہزادے کو کہان لیگئی برق ثانی جنگل مین مارا مارا پھر رہا ہی حال اسکا عرض کیا جائیگا کہ برق ثانی
کہان پہونچتا ہی لیکن آفتاب گرمخو خسرو کو لیے ہوے باغ ویران مین آئی عشرت جادو حاضر ہوا
کہا حضور سب سامان قتل تیار ہی دار بھی موجود ہی اس سردار کے واسطے جلاد بھی موجود ہی جس صورت سے چاہیے
اس سردار کو قتل کیجیے غلام قتل کرنیکو موجود ہی لیکن آفتاب جب قبر شنکل کو دیکھتی ہی دوڑ کر قبر سے
لپٹ جاتی ہی پکارتی ہی ای عاشق صادق تیرے مرنے سے مین بیوہ کہلاؤن گی تجھکو تلاش کرنے
کہان جاؤن گی قاتل کو تیرے تیری جوانی پر رحم نہ آیا ایسی تصویر کو صفحۂ ہستی سے مٹایا اب دوسری
صورت عرض کرتا ہون کہ یہان باغ ویران مین قبرستان ساحران ہی عشرت دمبدم آفتاب کو
سمجھاتا ہی آفتاب نہین قبول کرتی دمبدم بیتابی بڑھتی جاتی ہی شاہزادہ مسلسل و مطوق سامنے
بیٹھا ہی اور مثل ابر نیسان کے آنکھون سے آنسو دمبدم جاری آفتاب طلسم آفتاب نگار مین رہتی ہی وہان
کی بادشاہ ہی دوسرا شہر یہان سے قریب بیس بائیس کوس کے ہی کہ اُسے شہر یاقوت نگار کہتے ہین
یاقوت سرخ پوش بہن اسکی اُس شہر کی بادشاہ ہی یکایک یاقوت کو خبر پہونچی کہ شنکل مارا گیا
آفتاب قاتل کو گرفتار کرکے باغ ویران مین لیگئی ہی گھبرا کے ملازمون سے کہا صاحبو بڑا غضب ہوا
میرے بہنوئی صاحب مارے گئے بہن بیوہ ہوئی باغ ویران مین گئی ہی مین جاکر پرسا تو دے آؤن
یہ کہکے تخت پر سوار ہوئی دختر بلند اختر اسکی کہ کوچۂ سحر و ساحری سے بالکل نابلد ہی ماں سے رونے لگی

آواز سنکر اپنے قصر سے نکل آئی کہا کیون مادر مہربان خیر تو ہی کیون آپ روتی ہین **یاقوت** نے کہا بیٹا غضب ہوا **شنکل** قتل ہوگیا بہن بیوہ ہوئی باغ ویران ہوگئی ہی ایسا نہو اپنے تئین ہلاک کرے چلکر اُسکو پرسا دون مین جاتی ہون صبر کی باتین سمجھاؤن یہ کہکے تخت پر سوار ہونے لگی مرجان **نیلم پوش** نے کہا مین بھی ساتھ چلونگی خالہ امان کو سمجھاؤنگی **یاقوت** نے کہا ہان اے فرزند چلنا ضرور ہی وہ مصیبت بہن پر پڑی کہ جسکا انجام مشکل ہی کیا کہکے اُسکو سمجھائین **شنکل** ایسا جوان چاہنے والا بات کا نباہنے والا کہان ممکن ہوگا **یاقوت و نیلم** سوار ہوکے چلین چند کنیزین بھی ساتھ ہوئین تخت اڑاتی ہوئی **یاقوت** چلی اُسوقت آکر پہونچی کہ **آفتاب** نے روتے روتے قبر سے **شنکل** کی اُٹھکر تیغہ کھینچا طرف **خسرو شیر دل** کے چلی کہ قتل کرون **عشرت** نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اے ملکۂ عالم غلام تو برائے قتل حاضر ہی آپ کیون تکلیف فرماتی ہین **آفتاب** نہین مانتی کہتی ہی مجھے چھوڑ دے کہ مین اس ظالم کی آنکھین نکالون تلوون سے ملون کہ ذرا قلب کو تسکین ہو اس ظالم نے میرا گھر ویران کیا **عشرت** نے سمجھا کر تلوار ہاتھ سے لی خود آمادۂ قتل ہوا ہی کہ رہا ہی اے ملکۂ عالم حکم دیجیے کہ سر اسکا کاٹ کے آنکھین نکالون آپ کے تلوون سے ملون کہ کچھ تو آپ کو تسکین ہو اس ظالم نے جو ظلم کیا کچھ تو اُسکا بدلہ پائے لیکن مین حیران ہون کہ اس چھوٹے سے قد کے آدمی نے اتنے بڑے دیو خصال کو کیونکر مارا اُسنے اسکی ضرب کیونکر کھائی **آفتاب** کہتی ہی اے **عشرت** جوان رعنا قد آور زورون مین بھرا ہوا پہلوان یگانہ **سامری و جمشید** نے پسند کیا کہ ہماری خدمت مین حاضر رہے ملک الموت کو نہ بھیجتے تو یہ کیا کرسکتا تھا اب سوائے صبر کے کوئی چارہ نہین ہی شاید **سامری** کو رحم آئے پھر اُسکو دنیا مین بھیجدین یہ ذکر تھا کہ ابر سرخ نمایان ہوا **آفتاب** ابر کو دیکھکر رونے لگی کہا لو اے **عشرت** غضب ہوا ہمشیرہ صاحبہ آتی ہین بہنوئی سے بڑی محبت کرتی تھین پہر پہر بھر اکیلے مکان مین اُسکے ساتھ ہنسی دلگی رہتی تھی وہ اپنا حال بہت ابتر کرے گی ہائے اُسکو کیا کہکے سمجھاؤنگی یہ ذکر تھا کہ وہ ابر پھٹا دیکھا **یاقوت جادو** پہلو مین **مرجان نیلم پوش** آنکھون سے آنسو بہتے ہوے تخت زمین پر آیا **یاقوت** نے پکار کر آواز دی کیون بہن میرے بہنوئی کو کیا کیا **آفتاب** نے سر پیٹ کے جواب دیا بہن اُنکو **سامری و جمشید** نے پسند کیا اپنی خدمت مین بلا لیا مجھے بیوہ کر دیا تمھارے بہنوئی کو کہان سے لاؤن ایسے چاند کے ٹکڑے کو پیوند خاک کیا دونون بہنین مل کر رونے لگین

یاقوت نے کہا ارے اُسکا قاتل کہان ہی اُسکو بلاؤ کہ مین اُسکو قتل کرون دل کا حوصلہ نکالون کس طرح کا آدمی ہی **آفتاب** نے کہا ای **عشرت** اُس متقی کو لاؤ بہن کو اُسکی صورت دکھاؤ چند کنیزین دوڑین **خسرو** شیردل کو کشان کشان لائین **مرجان** نے سر اُٹھاکے دیکھا ایک لڑکا کمسن آفتاب جمال خورشید مثال سروقد خورشید خد آنکھین نرگس شہلا زلفین عنبرین کو پیچ و تاب حلقون مین دل عاشقان پھنسے ہوے زیور آہن سے پہنے ہوے اُدھر سے **خسرو** کی نگاہ پڑی دیکھا ایک نازنین حور مثال پری جمال قد نخل باغ رعنائی عارضون کی زیبائی بہ قول شاعر **نظم**

آنکھ ملکہ کے جو دیکھا تو ہی ایک بادلہ پوش — غرق دریائے جواہر مین ہی وہ پاؤن تلک
حُسن ایسا کہ جسے دیکھ مہ چار دہم — یک بیک دیکھے تو یک چند ہی رہجائے ہچک
چہرے مین ایسی ہی گرمی کہ شب و روز جسے — یاد کرتی ہی رہے دامن مژگان کی جھپک
جعد وہ قہر کہ گتھنے مین ہو جسکی ہر لہر — لہر ڈبو دینے کو اُس شاخ کے دریائے اٹک
ناگنی بیچ مین آ سکے نہ ملنگے پانی — کیل جائے وہین کالا جو ڈسے اسکی لٹک
زلفین یون بکھری ہوئی چہرہ پہ ناگین جیسن ل — جسطرح ایک کھلونے پہ ہٹین دو بالک
تیغ بھی قصد رکھے ڈال دے تو ہاتھ انپر — لنگ سے جی مین بھی آجائے کہ سب بھاگ لچک

سراپا خوب محبوب مرغوب حسین جمیل سینہ پر اُبھار سرو مین پھل سے لگے یا حباب دریائے نور یا دو نقابدار سرکش اپنی اکڑ و مرور مین محرم اس راز سے خوب محرم ہی چڑیا بنائی ہی کہ شہباز نظر کو شکار کرے کبک رفتار شیرین گفتار عنبرین موخال ہندو چشم جادو خوشرو **فرد** بہر خندہ کز لب بر انگیختے * نمک بر دل خستگان ریختے * دونون کی آنکھین چار ہوئین برچھیان دل و جگر کے پار ہوئین شاہزادہ لہرایا سر زنجیر پر سر رکھ لیا آنکھون مین آنسو بھر آئے دزدیدہ نگاہ سے دیکھ رہے ہین لیکن ملکہ **مرجان نیلم پوش** جمال بے مثال شاہزادہ دیکھکر مثل بید کانپی جیا ہار کون نہ رک سکی بے اختیار لہرا کے گری بیہوش ہوئی دانت بیٹھ گئے چہرہ اُداس منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین **یاقوت** نے جو بیٹی کا یہ حال دیکھا کنیزون سے کہا ارے اِسکو سنبھالو یہ کیا ہو گیا کنیزون نے دوڑ کر گلاب کیوڑہ بید مشک چہرے پر چھڑکا تلوے سہلائے ملکہ نے آنکھ کھولی **آفتاب** نے پوچھا کیون ای نور نظر مزاج کیسا ہی کیا کیفیت ہی **مرجان نیلم پوش** حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہی کچھ جواب نہین دیتی ہی ایک کنیز نے کہا واری قیدی کو دیکھکر ملکہ کا یہ حال ہوا ہتھکڑیان بیڑیان پہنے

ہوئے آمادۂ مرگ و مہیاے قضا اسطرح پر ملکہ نے کبھی کسی کو نہ دیکھا ہوگا یہ پہلو ملکہ کو ملا یہی جواب دیا کہ خالہ امان مین نے کبھی کسی کو اس حال سے نہ دیکھا تھا اس حال خراب مین جو قیدی کو دیکھا ہاتھ پانوٗن سن سنائے مجھکو غش آگیا ضبط نہو سکا یہ کہکے سر جھکالیا انکا محبت سے شاہزادہ کو دیکھ رہی ہی یاقوت آفتاب کو سمجھا رہی ہی کہ بہن اب صبر کرو دل پہ جبر کرو سامری و جمشید نے تمھارے شوہر کو پسند کیا اپنی خدمت مین بلا لیا اب اس دشمن کو قتل کرو مین اپنے ہاتھ سے قتل کرون بہنوئی کے خون کا بدلہ لون آفتاب کہتی ہی مین قتل کرون عشرت دونون کو روک رہی ہی کہتا ہی تامل فرمایے غلام تو حاضر ہی ایک ہاتھ مین سر کو تن سے جدا کرون یہ مصیبت شاہزادے کی دیکھکر مرجان گھبرا رہی ہی حیران ہی کہ اس شیر کو کیونکر بچاؤن افسوس ہی ایسے پر طبیعت مائل ہوئی تیغ ابرو کی گھائل ہوئی کہ جو آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہا ہی اُسکا خداے نادیدہ اُسکو بچائے اِس آفت سے چھڑائے رنج و غم اسکو خدا نہ دکھائے اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

مجھے جس گھڑی ای صنم دیکھتے ہین | جگر کو خدائی کا ہم دیکھتے ہین
اسی واسطے تجھکو کم دیکھتے ہین | ابھی دل ترا یار ہم دیکھتے ہین
عدم عین ہستی اُنھین کو ہوا ہی | جو ہستی کو اپنی عدم دیکھتے ہین
خدائی کا احوال ظاہر ہی دل سے | لب اُسکو کم از جام جم دیکھتے ہین
اگر زندگی ہی تو چل کر حسن ہسم | ان آنکھون سے اُن کے قدم دیکھتے ہین

آنکھون سے آنسو جاری دل سے بیقراری طرف آسمان کے دیکھکر دعا مانگ رہی ہی کہ ای خداے نادیدہ اس شیر کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے عجب بلا مین مبتلا ہی دیکھین کیونکر بچے سب ہی چاہتے ہین کہ قتل کرین تو چاہے تو بچ جائے تو اگر چاہے تو سامان نکل آئے اور کوئی ظاہرا صورت معلوم نہین ہوتی ہی تو اس شیر کو بچالے قطعہ

خداست مونس و غمخوار و ہمدم و دمساز | خداست واقف حال و خداست محرم راز
خدا نمود برویش در اجابت باز | ہر آنکہ دست دعا پیش حق نمود دراز
فروغ خوبی گل در چمن دو بالا گشت | چو گشت قمری و بلبل بدان بلند آواز
خدا نبود اگر ناخدا بہ کشتی نوح | چگونہ زان ہمہ طوفان نجات یافت جہاز
بجز و الفت و اخلاص و بندگی گروہ | بہ بندگان خدا بندۂ خدا ممتاز

ای رحیم و کریم اس شیر کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے قتل سے نجات دے ایسا نہو یہ سب ظالم ملکر
اسکو قتل کرین کوئی کلمہ خیر بھی بولنے والا نہین کون بچنے کی صورت ہی تو رحیم و کریم بندہ نواز ہی غریبونکا
کارساز ہی کہ آسمان پر ابر سیاہ اُٹھا اُس ابر کو دیکھکر آفتاب و یاقوت کھڑی ہوگئین کہنے لگین جادہ
آتی ہین وہ ابر آکر پھٹا دیکھا ایک ساحرہ بہ صورت مہیب بہ شکل عجیب تخت پر سوار بسبب کبرسنی
سر پر بال ندارد تہمد کھاروے کی باندھے ہوے اسباب سحر کی جھولی بائین ہاتھ پر زمین پر آکے
اُتری شاہزادے کو زیر تیغ دیکھکر عشرت کو منع کیا ایک طمانچہ بھی ماردیا کہا او بیحیا کیا کرتا ہی ارے
یہ سال آخر طلسم آفتاب نگار ہی سب کاہن نجومی کہتے ہین کہ یہ طلسم کشاے اصلی ہی اب مذہب ہمارا
بدل جائیگا ساحرون کی تباہی بربادی مسلمانون کی شادی احتیاط مناسب ہی او آفتاب و یاقوت
اندر سرحد طلسم کے قیدی کو لے آئی چاہتی ہی قتل کرے فوراً فتور برپا ہوگا طلسم مین آگ لگ جائیگی یہ
وہ زمانہ ہی کہ دوست دشمن ہون اس ظالم کی شراکت کرین تحفجات گھر سے نکلین احتیاط کا وقت ہی
بعد چہ مہینے کے یہ قتل ہوگا کیون ای یاقوت تو اس چھوکری کو کیون ساتھ لائی کمسن اُسنے یہ معرکے
کہان دیکھے یہ کہکے مرجان کو گلے سے لگایا کہا بیٹا کیون مزاج کیسا ہی ارے یاقوت دیکھتی ہی پہلے
جادو اسکا نام ہی بزرگ طلسم سب اسکو بزرگی مانتے ہین گلے مین ایک تختی بھی ڈالے ہوے ہی مثل برق
کے تڑپ رہی ہی یاقوت اور آفتاب کو خوب سمجھایا کہا ارے یاقوت یہ بھی تونے دیکھا کہ چھوکری کا
رنگ روغن اُڑگیا کیسی پریشان بیٹھی ہی ایسے مقام پر کوئی نلعاون کو لاتا ہی ایسا نہو دشمنون کا دم چلجائے
بس اپنے اپنے مکان پر جاؤ اور ای یاقوت علم نجوم خبر دیتا ہی کہ تیرے گھر سے اور تیرے ملک سے
فتور برپا ہوگا تو جاکر شہر کو نظر مردم سے مخفی کر کہ شہر سے کوئی نکلنے نہ پائے غیر آدمی شہر مین نہ آئے
یاقوت نے کہا ایسا ہی ہوگا آفتاب سے کہا طلسم مین جاؤ ای عشرت جادو قاتل شنکل کو باحتیاط
قید کرو بخوبی حفاظت کرنا کوئی غیر اس باغ مین نہ آنے پائے نہایت تکلف سے حفاظت کرنا
صاف صاف سامری و جمشید لکھ گئے ہین کہ یہ جوان فتاح طلسم آفتاب نگار ہی پوجا پاٹ
کی زیادتی رہے کو ہفت صورت پر تصویر خداوندی اُسکا پوجا پاٹ زیادہ ہو بخوبی سبکو سمجھایا
عشرت جادو کشان کشان خسرو کو لایا ایک چبوترے پر بٹھایا ایک گولہ مارا کہ گرد آگ ہوگئی
ہتکڑیان بیڑیان دہکنے لگین شاہزادے کی بیقراری یاقوت جادو مرجان کو ساتھ لیکر طرف مکان پہنچی

شہر کے چلی **آفتاب** طرف طلسم **آفتاب نگار** کے گئی **بیکر** جادو طرف اپنے قصر کے گئی **یاقوت** جو **مرجان** کو ساتھ لیکر تخت پر بلند ہوئی **مرجان** پلٹ پلٹ کے شاہزادے کو دیکھتی ہی نہایت پریشان دل سے کہتی ہی کہ اے **مرجان** کیا تدبیر کروں کہ اس آگ سے شاہزادے کو بچاؤں یہ پروردۂ ناز و نعم پھر یہ ہجوم رنج والم دیکھیے انجام کیا ہو جب باغ نظروں سے مخفی ہوا وحشت اور بڑھی پریشان آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں دل طرف پروردگار کے رجوع دعائیں مانگتی ہوئی ماں کے ساتھ قلعے میں آئی اُس قلعے کا قلعۂ **یاقوت نگار** نام ہی **یاقوت** نے آتے ہی حکم دیا کوئی شہر سے نہ نکلنے باہر سے کوئی اندر آنے پائے خود کھڑے ہو کے سحر کیا کہ قلعہ نظر مردم سے غائب ہوگیا گرد غبار اُڑنے لگا یہ تدبیر کرکے **یاقوت** اندر آئی یہ تو اپنے مکان میں بیٹھی لیکن **مرجان** بیتاب بیقرار اپنے مقام پر آئی ایک کمرے میں بیٹھکر رونے لگی اُس کی وزیرزادی گلِ وشی اُسنے جو دیکھا کہ ملکہ کمرے میں بیٹھی ہوئی رو رہی ہیں آگے بلائیں لیں کہا کیوں واری خیر تو ہی ملکہ نے کہا سر میں خلل ہی پنڈا پھیکا کیا حال بیان کریں وزیرزادی نے عرض کی جب سے حضور باغ ویران سے پلٹیں جب سے آپ بے لطف ہو رہی ہیں نام **باغ ویران** سُنکر اسقدر **مرجان** روئی کہ ہچکی لگ گئی وزیرزادی نے عرض کی کہ واری اپنے کو سنبھالیے کنیز تسکین دینے آئی ہی نہ کہ اور غم والم زیادہ ہو حضور اسقدر بیقرار ہیں کہ کلام کرنیکی طاقت نہیں اپنے کو روکیے لونڈی سے مفصل حال کہیے کچھ تدبیر بتائیے دل بہلائیے ہر چند کہ لونڈی سمجھ گئی ہی لیکن بسبب خوف سرکاری کہہ نہیں سکتی ملکہ نے گلے میں ہاتھ ڈالدیے کہا میری اچھی وزیرزادی جو سمجھی ہو بیان کرو وزیرزادی نے عرض کی حضور فرزند صاحبقران پر مائل ہیں میں نے وہیں دیکھا تھا کہ حضور متغیر ہوئیں یہ جو وزیرزادی نے کہا ملکہ نے کہا تیرا کہنا صحیح ہی لیکن کیا کروں مجھے اُس شاہزادے کے حال پر رحم آتا ہی ایسے جلیل کا فرزند اس مصیبت سے وہ چھوٹ جائے دو پہر کا مل اس مصیبت میں گذرے کہ آگ دا نیچ میں وہ ماہ اوج **صاحبقرانی** جب تخت بلند ہوا تو میں نے پلٹ کے دیکھا تھا کہ چہرہ سرخ ہوگیا تھا ہتھکڑیاں بیڑیاں دہکنے لگیں یقین ہی پہر دو پہر میں دشمن ہلاک ہو جائینگے یہ صدمہ نا ٹھیک گیا تدبیر کروں کیوں اے وزیرزادی کیونکر ان تک پہونچوں وزیرزادی نے کہا واری ایک تدبیر ہی جو ہو سکے آپ کی نوادی صاحبہ جو بزرگ طلسم ہیں اُنکے گلے میں جو تختی پڑی ہی اگر وہ آپ کے قبضے میں آئے اور اس شاہزادے تک پہونچے تو رہائی پائیں ملکہ نے گلے میں وزیرزادی کے

ہاتھ ڈالدیے کہا میری اچھی وزیرزادی مجھے سحر سے اڑا کے وہان لے چلیگی مین ابھی جا کے لوح محفوظ
لاتی ہون مجھکو لے چل وزیرزادی نے کہا لونڈی لے چلیگی یہ سنتے ہی ملکہ مرجان اٹھین چند کنیزون
سے کہا مجھکو پاس جدہ کے لے چلو مین نے آن کے مقدمہ مین خواب پریشان دیکھا ہی جا کے
اپنی دادی کی خبر لون یہ کہکے تخت پر سوار ہوئین وزیرزادی سے کہا ہوا تم بھی چلو وزیرزادی کو
بھی لیا تخت اڑتا ہوا چلا پیکر جادو بیٹھی ہوئی ہی ذکر طلسم کشا کا ہو رہا ہی کہ آسمان سے ملکہ مرجان کا تخت
آکر پہونچا پیکر نے ہاتھ بڑھا دئے پکار کر آواز دی ارے میری مرجان رات کو آنیکا کیا باعث
کہا دادی امان نہین سوتی تھی آپ کے مقدمہ مین خواب پریشان دیکھا ایسی گھبرائی کہ دوڑی
آئی دل کو آرام نہ ملا اب روح کو راحت ہوئی کہ آپ کو بہ خیر و عافیت دیکھا پیکر نے گود مین
لیکر مرجان کو زانو پر بٹھا لیا پیشانی پر بوسے دیے کہا میری چاہنے والی مجھکو دیکھنے آئی ای بیٹا صاف
صاف کتاب مین لکھا ہی کہ پسر حمزہ چار دن قید نہ رہیگا ہمارے گھر کا کوئی لیجائیگا اسوجہ مین رہائی پائیگا
مرجان نے کہا دادی امان آپ کے گھر مین کون ایسا ہی پیکر نے کہا بیٹا جب خداوند کو منظور ہوتا ہی
تو اپنے ہاتھ پانون دشمنی کرتے ہین ہزار طرح کے مجھکو خیال ہین بیٹا آج کل گھر سے نہ نکلا کر چال فرزندان
حمزہ کے وہ ہین کہ دیکھنے والے مائل ہوتے ہین مرجان نے کہا دادی اور باتین کیجیے پیکر نے
دسترخوان بچھوایا کہا بیٹا مرجان تم بھی دو نوالے کھاو مرجان نے کہا مجھے بھوک نہین کھانا دیکھکر اور
دل بھر آیا جی مین کلی ہی اس تیر پر اب وہ دانہ بند مین کیا خاک پھر کھاون لاکھ ہر طرح پیکر نے کہا
مرجان نے قبول نہ کیا پیکر نے کھاکر دسترخوان اٹھوایا شراب پی جب نشہ ہوا کچھ گایا کی ہاتھ مرجان کا
پکڑ لیا کہا او نور نظر چلو آرام کرو اب زیادہ جاگنا بہتر نہین مرجان ساتھ پیکر کے چپرکھٹ پر آ کے بیٹھی
پیکر نشے مین ڈوبی ہوئی غافل سو رہی ہی مرجان چپکے سے اٹھی مقراض اپنے پاس سے نکالی ڈورا
لوح کا کاٹ لیا پہلو سے پیکر کے اٹھی آکے وزیرزادی کو جگایا کہا بی اٹھو وزیرزادی نے آنکھ
کھولی دیکھا ملکہ مرجان لوح محفوظ لیے کھڑی ہین وزیرزادی گھبرا کے اٹھی کہا واری بڑا کمال کیا
مجھے اسکا گمان نہ تھا کہ ایسی گستاخی آپ سے ہوگی پیکر پڑی سو رہی ہی آپ لوح لے آئین صبح کو
جب لوح نہ پائیگی آفت برپا کرے گی اسکا بار سحر کون اٹھائیگا جلدی تخت تیار کیا تخت پر
مرجان نیلم پوش کو سوار کر کے لے بھاگی راہ مین تدبیرین ہوتی ہوئین کہ عشرت کو کیونکر

تسخیر کرین وزیرزادی نے کہا اسکی تدبیر مین کرونگی وہ مدت سے آپ کے نام پر جان دیتا ہی آپکو دیکھکر
نہال ہوجائیگا میرے پاس انگوٹھی الماس کی ہی اسی کو پیس کر اُسے کھلادیجئے مرجان کاسی پہ صرف
مین بات کرلون اتنا پوچھون کہ اس قید مین آپ پر کیا گذری بس اور کوئی مطلب نہین یہ کہتی ہوئی باغ
ویران مین پہونچی عشرت نے جو دور سے دیکھا اُسکے سلام کیا ہاتھ باندھے ہوے سامنے کھڑا
ہی وزیرزادی نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ ای عشرت تم اکثر مجھے کہا کرتے تھے کہ ملکہ کو راضی کرو آج
ہمارے پھندے مین آگئین اب راضی کرنا تمھارا کام ہی فرش بچھاؤ شراب وکباب لاؤ عشرت جادو
نہال ہوگیا جلدی سے فرش بچھایا گلابیان شراب کی لایا وزیرزادی نے فوراً نگینہ پیسا جام مین ملاکر عشرت
کو دیا کہا لو ای عشرت ملکہ تمھین جام عنایت فرماتی ہین عشرت خوش ہوگیا جام لیکر بے اندیشہ انجام
پی گیا جام کو پیتے ہی گھبرایا کہا ای گلپوش دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی گلپوش نے جواب دیا کہ ٹہلکر
ٹھلو ہونے لگے شاید نشہ کم ہوجائے یہ کہتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا چاہا ٹہلون ہاتھ پاؤن میں سنسناہٹ
ہوئی لڑکھڑا کر گرا گلپوش وزیرزادی نے نیمچہ کھینچا عشرت کا سر کاٹ لیا عشرت کا مرنا گردش
شاہزادے کے جو آگ تھی وہ آگ دفع ہوئی ہتھکڑیان بیڑیان کٹ کے گرین خسرو اپنے مقام سے
اٹھے پاس ملکہ کے آئے ملکہ نے کہا آئیے بیٹھیے آپ کے واسطے یہ مصیبت اٹھائی کہ عشرت کو مارا
یہ لوح محفوظ لیجیے کوئی ساحر آپ پر ہاتھ نہ ڈال سکے گا سحر کسی کا تاثیر نہ کریگا لوح محفوظ خسرو نے گلے
مین ڈالی وزیرزادی کچھ میوہ توڑکر لائی دونون شیدا ے یک دیگر نے بیٹھکر کھایا اختلاط ظاہری ہونے لگے
نرگس نے آنکھین بند کرلین سنبل کی پریشانی کہ عاشق ومعشوق ایک مقام پر بیٹھے ہین بیلا البیلا پن
دکھارہا ہی چنبیلی کے پھولونکی مہک طائرون کی چہکار طاؤس رقصان شبنم چاہتی ہی عاشق ومعشوق پر موتی
نثار کرون اسوقت چمن مین عجب عالم ہی عاشق ومعشوق کے حالات سب دیکھ رہے ہین ہوا مستانہ وار
رکھڑاتی ہی مستانی چال چل رہی ہی آہستہ آہستہ چلتی ہی کہ خاک نہ اُڑے رخ گل پر گرد بھی نہ پڑے
غنچے چٹک رہے ہین عاشق ومعشوق بیٹھے ہوے مصروف عیش وعشرت ہین ادھر لاشہ عشرت
ایک جانب پڑا ہی وزیرزادی منھ پھیرے بیٹھی ہی باہین گلون مین دونون بہوت محبت آپس مین
ناز ونیاز ہورہے ہین فلک کو رشک آیا کہ عاشق ومعشوق ایک مقام پر بیٹھے ہین وہان پیکر ہوکر
اُنکی کچھ خیال ہی نہ کیا رفع حاجت کو گئی حوض پر آکے اطمینان سے بیٹھی منھ دھونے لگی اسوقت

خیال آیا کہ لوح محفوظ کیا ہوئی کنیزوں کو بلوایا ایک ایک سے پوچھتی ہے ارے بتلاؤ لوح محفوظ کیا ہوئی
آخر کہاں گئی کنیزیں ہاتھ باندھے کھڑی ہیں کہ واری ہم نہیں جانتے ہم آپ کے پلنگ کے پاس بھی نہیں
آئے ہم نہیں جانتے ہیں دو چار کو جب اسنے مارا ایک نے اُس میں سے کہا واری آپ کی صاحبزادی
ملکہ مرجان نیلم پوش رات ہی کو لیکر رات ہی کو چلی گئیں یہ سُن کر پیکر گھبرائی اُٹھکر بارہ دری میں آئی
کتاب کو دیکھا از روے علم نجوم دریافت ہوا کہ مرجان نیلم پوش لوح لیگئی باغ میں شاہزادے سے
باتیں کر رہی ہے یہ دیکھکر اسنے دستک دی شیر گوش باغ سے ٹہلتا ہوا سامنے آیا پیکر اُسپر سوار ہوئی
بہ قہر و غضب تمام چلی اُس وقت پہونچی کہ ملکہ مرجان گود میں شاہزادے کی بیٹھی ہیں باہیں گلے میں پڑی
ہیں اُسنے وہیں سے نعرہ کیا اے ستم پیکر جادو اد گیسو بریدہ دھگڑے کو لیکر بیٹھی ہے کچھ میرا خوف نکیا لوح محفوظ
لے آئی مرجان تو خوف سے کانپنے لگی شاہزادہ تیغہ پکڑ کے اُٹھا للکارا کہ او فاحشہ کیا بکتی ہے
اپنی جان بچا پیکر نے گولہ مارا شاہزادے نے نمچہ چمکائی گولہ پھٹ کر غائب ہوا اب تلوار کھینچکر جا پڑی
ایک ہاتھ تلوار کا مارا خسرو شیر دل نے جھکر اُسی مقام پر کھڑے ہو کے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دے
سے ہاتھ نکال کر وار کیا پیکر جادو نے سحر کے زور میں حفاظت ہی نہ کی بس تلوار اُسکے سر پر پڑی کہ زخم
کاری سر پر آیا کہ سر سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے اپنے کو زمین پر گرا دیا تڑپ کے پیچھے ہٹی آواز
دی او دستنی تو اس لائق ہوا کہ ہمارے مقابلہ میں آیا یہ صدقہ مرجان کا ہے او مرجان دیکھ تو تیرے
ساتھ کیا کرتی ہوں شاہزادہ تیغ خونخوار لیکر دوڑا اسپے پیکر پیچھے ہٹی شاہزادہ چاہتا ہے اُس کے پاس
جاؤں مرجان الگ کھڑی ہے جب شاہزادہ دور نکل آیا مرجان سے الگ ہوا پیکر نے جست کی اور
مرجان کے پاس پہونچی مرجان کی کلائی پکڑی ایک جھٹکا مارا کہ او گیسو بریدہ اب کہاں جائیگی تجھکو پہل سے
ابھی جلا دونگی مرجان نے پکار کر آواز دی اے شہریار کنیز رخصت ہوتی ہے مزار غریبان پر آئیے کا فاتحہ خیر
سے فراموش نہ فرمائیے گا ورنہ قبر میں روح تڑپے گی پشت ہماری زمین سے نہ لگے گی پیکر نے گردن
ملکہ مرجان کی پکڑی لیکر بلند ہوئی شاہزادے نے دیکھا مرجان کھنچی ہوئی جاتی ہے چہرے پر ہوائیاں
اُڑتی ہوئیں آنکھوں میں حلقے چہرے پر زردی اشک حسرت ٹپک رہے ہیں یہی پکار رہی ہے اس کنیز کو گوشہ
خاطر سے فراموش نہ فرمائیے گا ہم کو یہ ظالم زندہ نہ چھوڑے گی نہیں معلوم کیا حال کریگی اگر آپ
کے ہاتھ سے دفن و کفن ہوتا تو البتہ مسلمان کہلاتی حسرت و یاس لیکر جاتے ہیں آپ کا نام لیکر بیقرار

ہوے جاتے ہیں کیونکر تسکین ہو یہ کہتے کہتے جب مخفی ہونے لگی تو شاہزادے نے پکار کر کہا اے پیکر جادو
قسم ہے تجھے روح سامری و جمشید کی تیرا مطلب یہی ہے کہ میرے پاس لوح نہ رہے لوح محفوظ لے مگر
اس کشتۂ حسرت و یاس کو چھوڑ دے مرجان نے آواز دی ایسا ارادہ نہ کیجیے کا سرکار کو گرفتار کر سکی
مجھے میری گرفتاری کا افسوس نہ کیجیے یہ کہتی ہوئی نظروں سے مخفی ہوئی شاہزادہ دیوانہ ہو گیا درختوں سے
سر ٹکراتا ہے کبھی پکارتا ہے اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان و اے راحت دہ دل عاشقان ہائے تیرے
کیا گذری عین وقت پر فلک نے تم سے جدا کیا وزیرزادی نے کہا میں جاکر خبر لاؤں صورت بدل کے
چلی پیکر لیے ہوے مرجان کو قلعہ یاقوت نگار میں آئی یاقوت جادو نے بیٹی کو جو اس حال میں دیکھا
گھبرا گئی کہا کیوں اے جدہ اسنے کیا خطا کی کہا ارے یاقوت جادو اسنے غضب کیا لوح محفوظ میرے
گلے سے اتار لیگی کتاب میں میں نے دیکھا تھا کہ یہ تحفہ تیرے پاس سے نکل جائیگا میں حیران تھی
کنیزوں پر گمان تھا یہ نہ سمجھی تھی کہ مار آستین گرگ بغل پیدا ہو گا میں اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئی اگر میں
پر نہ گرا دیتی تو ایک ہی تلوار میں خاتمہ ہو تھا ایسا جری بہادر جسنے شنکل کو مارا ساحروں کے سحر
سے ناچار تھا اب اس کے پاس لوح محفوظ پہونچی ہم لوگوں سے اب برابر مقابلے کریگا اب میں
اسکو سزا دونگی یا اس کو سمجھاؤ کہ توبہ کرے نام اسکا نے خبر جو کیا وہ کیا کوئی فقرہ دے کے لوح
لینگے یا لشکر کشی کر کے بلوہ کرینگے یاقوت نے مرجان کو پیکر سے لیا تنہائی میں لا کر کہا کیوں بیٹا
یہ کیا کیا ہم سب کے قتل پر کمر باندھی الیاس بر دستک شنکل ایسے جوان کے یک ضرب شمشیر دو ٹکڑے
کیے اب اسکو لوح ملگئی یہ قول جدہ ہم لوگوں سے برابر لڑیگا سحر تاثیر نہ کریگا تو ہم لوگ کیا کرینگے خیر
جو گذرا وہ گذرا دادی کے سامنے توبہ کرو خطا معاف کراؤ یہ سنکر مرجان نے کہا اے مادر مہربان
میں اب آپ سے کیا واسطہ سامری و جمشید پر اب ہمنے لعنت کی دین خدا سے برحق کا اختیار کیا
یہ قول شاہزادۂ والاقدر سامری و جمشید انسان تھے آخر حسرت لیکر پردۂ دنیا سے گئے شیاطین
میں ملے ایسوں کو سجدہ کیا کرنا بس میں نے اُن پر لعنت کی یہ سنکر یاقوت بہت جھلائی کہا لاؤ اور
مزا دیکھیے یہ لو اُلٹا مجھکو سمجھاتی ہے دلیلیں یاد کر کے آئی ہے اب جدہ کو اختیار ہے یاقوت نے پلٹ کر
پیکر سے سب حال بیان کیا کہا وہ مبہوت ہے جو جواب دیتی ہے ہمارے مزاج کے خلاف ہوتا ہے
جی چاہتا ہے اپنی اسکی جان ایک کروں اب آپ کو اختیار ہے پیکر جادو نے کہا لیجا کر قید کرو

بیچ مین ڈھنڈھورا پٹے صبح کو اسکو آگ پر رکھکے جلادونگی رات بھر میدان خونی کے تیاری ہو صبح کو سب شہر والے اکرجمع ہون کہ مین نے جب اپنی پوتی کے ساتھ یہ کیا تو اور جو کوئی طلسم کشا سے میل کریگا اُسکا اس سے بدتر حال ہوگا اور ہر ایک کو عبرت ہو اگر اسکو سزا نہوئی تو لوگون کو حوصلہ پیدا ہوگا مین یہ نہین چاہتی اب تدبیر معقول چاہیے ساحر اسی فکر مین نکلے ہین کہ جسطرح بنے لوح محفوظ اس سے لائین مین دم بھر مین شادونگی ملکہ مرجان کو ایک قصر مین قید کیا یہ یوسف کنعان مصیبت اُس تہ ملکان مین بند ہوئی مثل طائر نو گرفتار پھڑکتی تھی کبھی پکارتی تھی نہین معلوم اُس شہریار پر کیا گذری تنہا باغ مین گھبراتے ہونگے اور بلبل کی آواز سنکر مجھ سوختہ بخت کا نام لیکر چلاتے ہونگے ہمارا پیمانۂ عمر لبریز ہوا گل راہی عدم ہونگے نہین معلوم شہریار کو خبر ہوئی یا نہو اس پھڑکن مین تڑپن مین مبتلا ہیکر اُس شب کو اُسی شہر مین رہی محبت مین پوتی کی بیقرار کنیزون کو مصاحبون کو بھیجا کہ جاکر سمجھاؤ عشق سے اُس فتنہ انگیز کے توبہ کرے مین خطا معاف کردون ورنہ صبح کو جلادونگی کلیجے پر چھریان پھرینگی ضبط کرونگی اس ظالم نے ہم سب کو قتل کرانا چاہا کچھ خیال گھر کا نکیا کنیزین سمجھاتی ہین وہان سے بے نیل مقصود واپس آتی ہین جواب سخت پاتی ہین قید خانہ مین مہوت بیٹھی ہی جس کنیز نے جاکے سمجھایا جواب نہ پایا دیکھا بیٹھی ہوئی رو رہی ہی ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار رہی ہی نظم

دل مجروح قیس کا صدقہ | بہر درد دل شکستہ دلان
مرض الفت حبیب رہے | زندگی بھر یہ غم نصیب رہے
اور کچھ غم نہو بجز غم یار | داغ حسرت سے لالہ زار ہو دل
دل مین ہو خون آرزو ہر دم | اشک غم سے کرون وضو ہر دم
بلبلونکا سبق ہو نالۂ دل | دل غم و رنج و درد کا گھر ہو
سوزش غم سے داغ داغ ہو دل | خانۂ برق کا چراغ ہو دل
مسکن جلوۂ پری دل ہو | دل پہ کوہ غم ہراس گرے
ہو جنون زا مرا فسانۂ عشق | داغ دل ہو چراغ خانۂ عشق
نامرادی ہو میری عین مراد | صفت بوے گل رہون برباد
عالم علم عشق بازی ہون | مفتی حکم جان گدازی ہون

یا خدا روح قیس کا صدقہ
پئے سوز درون خستہ دلان
تیغ الفت سے ہو جگر افگار
چمن یاس کی بہار ہو دل
وہ گل داغ ہو حوالۂ دل
مسکن عشق فتنہ پرور ہو
زخمی ناز دلبری دل ہو
خرمن جان پہ برق یاس گرے
شادمانی سے دل رہے ناشاد
سرو کی طرح سے رہون آزاد
علم دیوانگی پہ شہرت پائے

درس وحشت کو روح مجنون آئے	کوہ غم وہ اٹھاؤن مین سر پر	روح فرہاد سے قدم آگے
کوہ رنج والم کی ہون فرہاد	روح مجنون کہے مبارک باد	بے حجابی مرا شعار رہے
ننگ کے نام سے بھی عار رہے	رشک بانگ جرس ہو نالۂ زار	وحشیون کی ہون قافلہ سالار

جو کنیز آتی ہی ملکہ کو اس حال زار مین دیکھتی ہی پلٹ جاتی ہی اتنی نہین کسی کو مہلت ملتی کہ اُس مبہوت عشق سے بات کرے کنیزین ناچار ہو کر پلٹ جاتی ہین اگر کسی نے جبر کر کے کچھ کلام کیا تو اُس دیوانۂ عشق نے یہ جواب دیا کہ صاحبو اب اس کوچہ سے میرا نکلنا دشوار ہی دل مبتلائے فراق آتش شعلہ زن کا دل مشتاق مجکو جلا دے خاک کو باد فنا اڑا دے تو بہت بہتر ہی کنیزین پلٹ آتی ہین کہتی ہین کہ حضور وہ جوش وخروش ہی کہ کبھی ایسا کسی عاشق کا نہین دیکھا خود خواہش کرتی ہین کہ مجھکو جلا دین خاک کو اڑا دین ناگاہ شعلۂ جوالہ ماہ تابان بصد عظم وشان داخل تنور مغرب ہوا چنگاریان جو ثوابت وسیارگان کی اڑ رہی تھین وہ بھی موقوف ہوئین آمد نیر اعظم نے گرمی دکھائی بیکر جادو سوار ہو کی میدان مین آکر پہونچی لاکھون من لکڑیون کا انبار لگا ہی اُن لکڑیون پہ رال وغیرہ ڈال رہے ہین تمام خلقت کا میدان مین ہجوم ہر طرف سے لوگ چلے آتے ہین آپس ہی چرچے ہین کہ دختر یاقوت مرجان ایسی حسین کو جلا دینے کا ارادہ ہی دیکھیے کیا ہو ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ دیکھیے وہ مہجبین کیونکر بچے بعض کہتے ہین اُسنے بھی تو غضب کیا نوح محفوظ لیکر طلسم کشا کو دیدی عشرت ایسے ہوشیار جادوگر کو کیونکر قتل کیا بعض کہتے ہین کہ مرجان سحر بھی نہین جانتی ایک کہتا ہی اُسکی آنکھون مین سحر ہی باتون مین سحر ہی نہین معلوم کہ اُس کمبخت کو کیا فقرہ دیا کیا بات سنائی کہ وہ دیوانی ہو گئی جان دینا اُسنے گوارا کی یاقوت بھی مع اسی ہزار جادوگرون کے سوار ہو کے آئی دو بہنیان کہ جو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین وہ پہلو مین بیٹھی ہین نام پر مرجان کے طعن کرتی ہین کہتی ہین اے مادر مہربان افسوس ہی مرجان کو سحر نہ سکھایا اگر سحر یاد کرتی تو مرتے کو سامری وجمشید کے بچاتی اب قیدخانے سے بلوائیے ہم جا کر اپنی بہن کو سمجھائین بیکر نے اشارہ کیا اُس قیدی کو زندانخانے سے لاؤ کنیزین گئین دیکھا اُسی طرح مرجان بیٹھی ہی کھانا بھی نہین کھایا سودے مین یاد زلف عنبرین خسرو شیر دل کے پریشان آئینۂ رخسار پر حیرانی بکار رہی ہی اے شہریار یہ کنیز اپنی جان آپ پر نثار کرتی ہی میرے خون کا بدلہ ان ساحرون سے لیجیے گا نظم

غم فراق نے کیا حال کر دیا دل کا		سنو تو عرض کرون ماجرا دل کا	

کرے اُدھر کو سرایت نہ عارضا دل کا
بہت قریب جگر سے ہے فاصلا دل کا

ہم ابتدا ہی سے کہتے تھے یا الٰہی خیر
کہین نہ طول پکڑ جائے عارضا دل کا

تپک رہا ہے یوہین مدتون سے پہلو مین
مسیح قابل نشتر ہے آبلا دل کا

نوائے چند سے ہین گوش آشنا جنکے
خوش آئیگا نہ اُنھین زمزمہ عنا دل کا

دو روزہ زندگی نے جان سے کیا ہے تنگ
مجھے ہلاک کیا اُسنے ہو بُرا دل کا

سبیل عشق کا سالک ہو خضر راہ نہ ڈھونڈھ
لگائیگا تجھے ٹھکانے پہ رہنما دل کا

ہے رنگ غنچۂ پژمردہ مضمحل ہے غریب
عجیب حال کیا تو نے بیوفا دل کا

بجز خدا نہین کرتا رجوع بندے سے
کیا ہے تجربہ مشکل مین بارہا دل کا

دم اخیر ہے بیچارہ جان بلب ہے آج
معاف کیجیے اب تو کہا سُنا دل کا

وہی ہوا جو لکھا تھا مرے مقدر مین
مجھے نہ یاد سے شکوہ نہ کچھ گلا دل کا

نہ گفتنی ست چگویم چہ شرح حال کنم
نہین ہے قابل اظہار ماجرا دل کا

عیان ہو صورت شاہد جو چشم حق بین سے
کرے بغور جو غافل تماشا دل کا

یہی ہے مرشد کامل رہ حقیقت مین
خبر نہو تو کسی سے رہ آشنا دل کا

مکین ہے ایک ہی دونون مکان ملے ہین
گرو نہ کعبے سے کم رند مرتبا دل کا

اشعار پڑھ رہی ہے چہرہ غصے سے سرخ آمادۂ مرگ و مہیائے قضا مبتلائے جو رو جفا ہر مرتبہ زنجیر ہلاتی ہے خانۂ زنجیر مین غل ہوتا ہے کنیزون نے آکر قدمون کو بوسہ دیا کہا واری چلیے آپ کی دادی آپ کو بلاتی ہین مرجان نیلم پوش فوراً دامن جھاڑ کے اُٹھی مبہوت بکتی ہوئی کہ ہم تو آگ مین جلائے جائینگے لیکن انشاءاللہ اسی مہینے کے اندر یہ سب ساحر جلائے جائینگے قتل ہونگے میرا خون رنگ لائیگا بالا بالا نہ جائیگا ان ساحرون کو مزا دکھائیگا بیرون قلعہ آکر پہونچی صورت مرجان کی دیکھا ایک ہنگامہ ہوا غیر بھی افسوس کر رہے تھے کف افسوس ملتے تھے ہر ایک کا قول تھا یارو یہ اپنے ہوش مین نہین ہے جوش عشق مین مبہوت دیکھو کیا باتین کہتی ہے ہیکر نے باواز بلند کہا کیون ری مرجان اب کیا کہتی ہے یہ سامنے لکڑیون کا انبار ہے اسپر بٹھا کے تجھے جلادونگی اور تمام اہالی طلسم کو تیرا حال عبرت مآل دکھاؤنگی مرجان نے پکار کے آواز دی او حرام زادی تو نے مجھکو شاہزادے

سے جدا کیا اب اس جبر کی خواہان ہی میرا خون تیری گردن پر رہا اُس شیر بیشۂ جراُت کو خدا سلامت رکھے طلسم کو شکست کریگا تمھارا خود سب کا قول ہی کہ یہ اصلی طلسم کشا ہی خدا اُسکو سلامت رکھے سطوت وصولت اُسکی بڑھائے طرف باغ ویران کے منھ کرکے آواز دی ای شہریار یہ کنیز بیدستی جان دیتی ہی میرے خون کا بدلا لیجیے گا اس پیکر حرام زادی کو کہ جسنے مجھکو آپ سے جدا کیا فوراً قتل کیجیے گا آپ کو خدا کے سپرد کیا دونون بہنین جو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین یا تو پہلو مین یاقوت کے بیٹھی تھین یا تخت سے کود پڑین یہ کہتی ہوئی چلین کہ ہم اپنی بہن کو سمجھا ئینگے محبت نے اُس شیر کی ہم انکار کرا ئینگے یہ کہتی ہوئی قریب آئین کہا ای حریق آتش اشتیاق وای غریق لجۂ فراق حقیقت مین ایسا عشق مین کوئی بہوت نہ ہوگا تو فخر مجنون و فرہاد ہوئی تو دمن کو بھلا دیا لیکن اب ہمارا کہنا مانو سامنے دادی کے توبہ کرو کہ تمھارے جرم سے درگذرے ہمارا کلیجہ جلتا ہی تمام عالم جمع ہی سب افسوس کر رہے ہین دوست دشمن مین یہی چرچا ہی کہ ایسا عاشق صادق ہماری نگاہ سے نہ گذرا تھا بڑی تمھاری تعریفین کر رہے ہین بس اب صبر کرو دل پر جبر کرو ان باتون کے کہنے سے کیا فائدہ سامنے بزرگ کے سر جھکا دو یہ باتین زبان سے نہ نکالو یہ قول تیرا صادق ہی کہ تو دل و جان سے شیر عاشق ہی بے شک وہ شیر جراُت و شوکت مین بے مثل و بے نظیر ہی کیا تعجب ہی کہ طلسم کو فتح کرے لیکن اس طلسم مین بڑی آفتین ہین ہزارون قباحتین ہین خالہ امان صاحب جو بادشاہ طلسم ہین اُن کا سحر مین کون نظیر ہی اگر سحر کرین تو زمین کے طبقے آسمان پر پہونچائین دور انقلاب دکھائین کون اُن سے مقابلہ کر سکتا ہی کون اُنکے سحر کا جواب دیگا جب قلعے سے نکل کر سحر کرینگی آگ برسا دینگی بس اب صبر کرو دادی کے سامنے چل کر سر جھکاؤ صاف صاف کہدو کہ ہمین خسرو شیر دل سے کچھ واسطہ نہین یہ سنکر مرجان نے کہا ای بہن اب مین کیا انکار کرونگی آنکھون کے آگے تصویر خیالی اُس شیر کی پھر رہی ہی دیکھا چاہتا ہی کہ جا کر آگ مین گرون اپنی تو یہ کیفیت ہی **نظم**

اُس فتنۂ دوران سے یکایک جو لڑی آنکھ ‏ ‏ دل پھنس گیا آفت مین مصیبت مین پڑی آنکھ
پرتو سے بنا تارِ نگہ سلک گہر صاف ‏ ‏ آنسو کے دُرِ دندان سے کئی دن جو لڑی آنکھ
برسات مین وہ گھر سے مرے جا نہین سکتے ‏ ‏ تھمتا ہی اگر مینہ تو لگاتی ہی جھڑی آنکھ
لائیگی کہان سے ترے چہرے کی شرارت ‏ ‏ گو دیکھنے کو ہوگئی آہو کی بڑی آنکھ

یہ لخت جگر آنسے ہین پیہم دم گریہ
اُس چشم کا نظارہ تو مشکل ہی امانت

مژگان کو بنا دیتی ہی پھولون کی چھڑی آنکھ
نرگس سے لڑا لیجیے دو چار گھڑی آنکھ

یہ اشعار جو چلاکر مرجان نے پڑھے سننے والے رونے لگے مجمع مین غل بلند ہوا ہر ایک کا قول تھا ایسے عاشقان صادق نگاہ سے نہ گذرے تھے اگر مجنون ہوتا تو اس عشق حقیقت کی داد دیتا فرہاد کو کیا لیاقت دمن وتل اسکے نخل عشق کی کوپل کون اس کو سمجھا ہے صاف صاف کہتی ہی بے شک اس کا قتل ہونا غضب ہوگا پیکر نے پھر پکار کے پوچھا کہ بن مرجان کیا کہتی ہو مرجان نے آواز دی او لگاتہ مجھسے کیا پوچھتی ہی جو تیرے مزاج مین آئے وہ کر بس پیکر نے اپنی کنیزون کو اشارہ کیا اسکو لکڑیون پر بٹھا دو کنیزین کشان کشان لیچلین مرجان نے کہا مجھے چھوڑ دو مین آپ ان لکڑیون پر چڑھ جاؤن گی کنیزون نے چھوڑا لکڑیون کو طے کر کے سر پر انبار کے پہونچی ہاتھ اُٹھا کے دعائین مانگنے لگی نظم

ای محبت سبھے جنون کی قسم
نالۂ بلبل چمن کے لیے
طوق قمری بے نوا کے لیے
جان زلیخا کی روح کا صدقا
جب تلک حسن کی بہار رہے
قیس ہو جائے سنکے دیوانہ
شیشۂ عقل پر پڑین پتھر
ہوش کا سر مین کچھ اثر نہ رہے
غمگساری مین بھی ملال رہے
میری دیوانگی کی دھوم رہے
زخم سے ٹپکے بادۂ انگور
صاف اُڑجائے رنگ معشوق
جوش دل دیکھ کے کہے فرہاد

قیس کے سر کی نل سکھونکی قسم
دل پروانہ کے لہو کے لیے
کشش صدق کہربا کے لیے
پئے سوز درون کبک دری
عشق پر جی مرا نثار رہے
ضبط غم سے لہو لہو دل ہو
مثل بو جامہ سے رہون باہر
سینہ زخمون سے لالہ زار رہے
جسکا جی چاہے پائمال کرے
تیغ عریان کرے جگر کا علاج
خاک اڑائے بہت دل رنجور
جب کبھی آئے وقت مرگ قریب
مرحبا مرحبا خوشا فریاد

جان شیرین کوہ کن کے لیے
لالۂ باغ آرزو کے لیے
بہر اندوہ وامق وعذرا
شاخ دل ہو مری کبھی نہ ہری
وحشت انگیز ہو یہ افسانہ
منقل خون آرزو دل ہو
اپنے تن کی مجھے خبر نہ رہے
طوق گردن گلے کا ہار رہے
وحشیون کا سدا ہجوم رہے
سر چڑھون دار کے تو ہو معراج
خون فشانی کرے یہ دل کا قلق
ہو زبان پر مرے حبیب حبیب

اسطرح سے اشعار پڑھ کر

آواز دی اولگا نہ حکم دے کہ آگ لگا دین پیکر نے حکم دیا ارے آگ لگا دو پولا لیکر کنیزون نے آگ لگائی اُسوقت حاضرین وقت مین ایک شور غریو بلند ہوا گلپوش وزیرزادی بھی یہ معاملہ دیکھ رہی تھی سر پیٹ لیا کہتی ہو گیا غضب ہوا جا کے شاہزادے سے اطلاع کرون دیکھون وہ کیا تدبیر کرتا ہے شاہزادہ بہت حال اپنا ابتر کریگا جب اسے جوش عشق ہو دہ بھی محبت مین مبہوت ہی یکایک آگ جو لگی دھوان پیدا ہوکر آسمان پر گیا ملکہ مرجان دھوئین مین چھپ گئی دو تین مرتبہ اُس دھوئین سے آواز تو آئی پھر ثابت ہوا کہ جل یابچی کہ اُس کا حال انجام طلسم مین لکھونگا کہ اس حریق شعلہ آتش اشتیاق وغریق لجہ فراق پر کیا گذرتی ہے ناظرین پر واضح ہوگا کہ اس مبہوت عشق پر کیا گذری فلک نے کیا گردش دکھائی کیا سامان ہوا اہل شہر رونے پیٹنے پلٹے یاقوت دونون بیٹون کو ساتھ لیے ہوے سب کی ہچکیان لگی ہوئین تصویر زیبا آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی پیکر جادو جلا کر اپنے مقام پر گئی یاقوت سے کہگئی خوب ہوشیار رہنا جو کہدیا اس سے غفلت نہ ہو قلعہ نظر مردم سے مخفی رہے کوئی فتور ہونے نہ پائے غیر کو قلعہ مین آنے کا دخل نہ ملے گلپوش روتی ہوئی بھاگی یہان آکر پہونچی گلپوش نے پکار کر کہا او ننگ عشق تو زندہ ہے معشوق نے اپنی جان دی مردانہ وار جل گئی تیرے عشق سے ہاتھ نہ اُٹھایا یہ سُنکر شاہزادہ مثل مرغ نیم بسمل زمین پر گرا تڑپنے لگا پکارتا ہا ای ثابت قدم کوے الفت ای رازدار سوز محبت یہ کیا ستم ہوا مین نے یہ کیا خبر سُنی ہاے تو نے کیون نہ انکار کیا یون مردانہ وار جان دی یہ کہکر شاہزادہ الساتڑپا کہ بیہوش ہوگیا دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک تخت آسمان سے اترا اسپر ایک بزرگ باریش سفید عمامہ سر پر پکارتے ہوے ای سرشار بادۂ محبت وای مبہوت وادی مودت اب صبر کر پھر تو اُسکو پائیگا اب وقت طلسم کشائی ہے کوہ بلا کی سیر کرو کہ بلا سر سے دفع ہو صورت فتاحی پیدا ہو اس تڑپنے پھڑکنے سے کیا فائدہ مرد مردانہ شیر فرزانہ ہو جرأت پر قدم مارو زیادہ پریشان نہ ہو یہ فرما کر تخت غائب ہوا آنکھ جو شاہزادے کی کھلی اپنے کو بے تکلف اسی باغ مین پایا گلپوش روتی ہوئی طرف صحرا کے نکل گئی کہ اُسکا بھی حال تحریر ہوگا لیکن شاہزادہ جو اُٹھا نہایت پریشان آئینہ رخسار پر حیرانی خواب یاد رہا خیال مین گذرا کسی بزرگ دین نے ہدایت فرمائی اُس ہدایت پر کاربندی چاہیے شاید اسی سے کچھ مطلب نکلے شاہزادہ روتا ہوا تلاش مین کوہ بلا کی نکلا صحرا صحرا جنگل جنگل مارا مارا

پھر رہا ہی ہر طرف جاتا ہی جہان کوئی شخص ملا کسی ساحر کا سامنا ہوا اُس سے پوچھا کوہ بلا کس مقام پر ہی کوئی جواب باصواب اُسکو نہین دیتا اگر جواب دیا تو یہ کہا کہ ای شخص ہمنے کبھی نام بھی کوہ بلا کا نہین سُنا ایک ہفتہ شاہزادے کو اس پھرنے مین گذرا آٹھوین دن تھکا ہوا پاؤن پر ورم دل پر ہجوم غم والم ایک نخل کے سایہ مین آکر بیٹھا داہنے پر ایک شہر معلوم ہوا بائین پر ایک باغ مگر دروازے پر قفل لگا ہی حیران حیران شاہزادہ دیکھ رہا ہی تردد بڑھتا جاتا ہی کہ یکایک شہر سے کچھ لوگ نکلے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا ایک بادشاہ پیر تاج سر پر حیران و مضطر ایک مرکب تخت کے آگے گھوڑے کے منھ پر سہرا بندھا ہوا ہاتھ پاؤن مین مہندی کہ دولہا کا گھوڑا معلوم ہوتا ہی گرد تخت کے مصاحب وزیر مشیر کچھ نوجوان کچھ پیر نوبت نقارے بجتے ہوے طرف اُس باغ کے جاتے ہین شاہزادہ سمجھا برات لیے جاتے ہین دولہا ساتھ نہین قریب اُس باغ کے وہ بادشاہ پہونچا قفل کھولا اندر باغ کے گیا بعد تھوڑے عرصے کے روتا ہوا نکلا پکارتا ہوا ہاے نوجوان ای فرزند تجھ پر یہ مصیبت ہم تجھے اس حال مین دیکھنے کو آئے تھے کہان تک اس حال زار کو دیکھین کیونکر صبر کرین کسطرح دل پر جبر کرین ہاے افسوس وہ ظالم نہین سنتا کاش مجھے موت آجائے بادشاہ جو روتا ہوا نکلا سب ساتھ والے بھی صورت دیکھکر رونے لگے کوئی حال پوچھتا ہی کوئی خاک اڑاتا ہی وزیر امیر سر برہنہ ہوگئے شادی کرتے ہوے گئے تھے روتے پیٹتے پلٹے شاہزادہ حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا ان کو کسی نے لوٹ لیا دولہا کیا قتل ہوگیا دُلھن کو کسی نے چھین لیا جب وہ لوگ قریب پہونچے ایک ایک سے شاہزادہ حال پوچھتا ہی کوئی حال نہین کہتا کئی مرتبہ شاہزادہ بادشاہ سے متوجہ ہوا پکارکر پوچھا کیون ای بادشاہ خیر تو ہی دولہا کیا ہوا ساتھ بھی دولہا کو نہ لیگئے تھے کچھ ہمسے تو حال کہو یا وہ راحت یا یہ مصیبت نوبت نقارے بجاتے ہوے گئے سر پیٹتے ہوے پلٹے ہرچند شاہزادے نے کہا وہ بادشاہ کچھ نہ بولا شدت گریہ سے بیقرار انتہا کا اشک بار شاہزادہ بھی اُنکے پیچھے پیچھے چلا آتا ہی جب اُس شہر مین وہ لوگ پہونچے شاہزادہ بھی اُنکے ساتھ داخل شہر ہوا جب وہ بادشاہ شہر مین آیا دوکاندار پیٹنے لگے بڑھ بڑھ کے پوچھتے ہین کیون حضور کس حال مین دیکھا ہمسے تو بیان کیجیے ہم تو حال سنین بادشاہ کچھ جواب نہین دیتا اگر بولا تو یہ بولا کہ یارو کیا پوچھتے ہو اُسی حال قدیم مین دیکھا کیا تم سے بیان کرون وہی باتین قدیم نہ دوست نہ مونس نہ ندیم وہی مصیبت وہی آفت یہ سن کر شہر والے اور زیادہ پیٹتے ہین

تمام شہر مین ہنگامہ برپا ہی بہت شاہزادے کو صدمہ گذرتا ہی مگر ان لوگون مین کوئی ساحر نہین معلوم
ہوتا شاہزادہ جب بارگاہ مین آیا دیکھا ہی بادشاہ سر جھکائے تخت پر بیٹھا ہی اور مشیر و وزیر جمع
ہین شاہزادہ ایک دنگل پر بیٹھ گیا وزیرون نے اُس شہریار کا منھ ہاتھ دُھلایا تاج سر پر پہنایا
مطلئن ہوکر بادشاہ بیٹھا تب شاہزادہ متوجہ ہوا پوچھا ای بادشاہ یہ کیا معرکہ تھا کہ ہنستے ہوے گئے
روتے ہوے آئے اتنے عرصے مین کیا مصیبت پڑی شہر والے بھی روتے ہین تمھارے ساتھ والے
بھی گریان و نالان حیران و پریشان اُس بادشاہ نے کہا ای شیر بیشۂ جرات ای صاحب شوکت و
لیاقت تو کس وجہ سے ہم سے پوچھتا ہی تیرا نام نامی اسم گرامی کیا ہی گل کس گلستان کے ہو ماہ
کس آسمان کے ہو صورت زیبا پر شوکت و جلالت برس رہی ہی شاہزادے نے کہا مین بیٹا
ہون صاحبقران زمان کا بطن سے ملکہ دردانہ گوہر پوش کے طلسم آفتاب نگار مین اگر
پھنسا ہون تلاش مین کوہ بلا کی نکلا ہون ایک معشوق پری چہرہ کو پیکر جادو نے جلادیا
ایسی حسین و جمیل کو خاک مین ملا دیا چاہتا ہون طلسم مذکور فتح کرون لڑتا بھڑتا تابہ آفتاب گر مخو
پہونچون یہ سنکر وہ بادشاہ تعظیم کو اُٹھا قدمون کو بوسہ دیا کہا ای شہریار آپ کے سامنے بیان کرنے
سے شاید کوئی مطلب نکلے آپ فرزند صاحبقران ہین ای شہریار میرا نام لالان شاہ ہی ایک فرزند
پروردگار نے دیا تھا کہ احمر گلگون پوش اُسکا نام تھا جری بہادر صف شکن جسنے اُس سے جنگ کا
ارادہ کیا اُسکے ہاتھ سے زیر ہوا کئی پہلوان اُسنے مارے کئی اپنے مطیع کئے شہر کی رونق بڑھنے لگی میرے
خیال مین آیا کہ اب بیٹے کی شادی کرون سن بلوغ سے گذرا مگر یہ بھی خیال مین آیا کہ اگر کسی بادشاہ کی
بیٹی سے شادی کرونگا فرزند وہان ضرور جائیگا میرے دل کو کیونکر آرام آئیگا آخر دختر وزیر سے شادی
قرار دی جس باغ کو بیرون قلعہ آپنے دیکھا اُس باغ کو ہمیشہ بہار کہتے ہین شہر والون کی شادی اُسی
باغ مین ہوتی ہی میرا فرزند دولھا بنکر اُس باغ مین جاکر اُترا ماہتاب میرا حقیقی بھائی ہی مین نے عرضی
لکھی کہ فرزند کی شادی درپیش ہی آپ بھی اگر شریک ہوجیے اُس مغرور نے جواب لکھا تو میرا خراجگزار دوسرے
یہ کہ غیر ساحر با بدولت تیرے یہان شادی مین نہ آئینگے مگر بیٹی کو اپنی ضرور روانہ کرینگے سہیل خونخوار
اُسکا نام ہی تقریب عقد مین کچھ زمانہ باقی تھا کہ سہیل نہایت تکلف سے آراستہ و پیراستہ
نرگسی چشم سرو قد خورشید خد عارض رشک قمر سن پری پیکر خراماں خراماں آئی بیٹے کی جو نگاہ اُس کے

جمال جہان آرا پر پڑی دونون آپس مین مائل ہوے وہ تو شرما کر چلی گئی اسنے سہرا وغیرہ نوچ ڈالا کہا
اب شادی نہ کرونگا یہ خبر ماہتاب کو پہونچی جھلا کر بیٹی کو سامنے بلایا کہا ہر چند کہ تو نے تحمل نہین
کیا لیکن تیری شادی کسی بڑے ساحر کے ساتھ کرونگا تو اسپر مائل ہوئی کہ جو ہمارا دست نگر اور
خراج گزار اور بیکار ہے خبردار وہان نہ جانا بیٹا اسی باغ مین رہنے لگا سامان شادی کو بالکل ترک
کیا آپس مین پیغام ہوے اسنے نامہ اُسے لکھا اُسنے جواب لکھا کہ مین مخفی تیرے پاس آؤنگی اُس کو محبت
نے اس غیرکی ایسا پریشان کیا کہ صبر نہو سکا بیقرار ہوکر اُسکی ملاقات کو آئی دو چار مرتبہ آمد و رفت ہوئی
پس در اندازون نے خبر پہونچا دی یہ سنکر اُس مغرور نے شرارہ جادو کو بھیجا شرارہ نے آکر آگ
لگائی دونون کو ایک مقام پر گرفتار کیا معشوقہ کو تو نہین معلوم کیا کیا اب شرارہ خود اُسپر عاشق ہی
اس باغ مین ایک درخت سرو ہے اُسمین ایک صندوق لٹکا ہے اُس صندوق مین اُسکو قید کیا روز شبکو
اُس جوان کو لیکر بیٹھتی ہے سوال وصل کرتی ہے اُس دلیر کو آجتک انکار ہے طرح طرح کی بدعتین کرتی ہے
اُس دلیر نے اب تک نہین مانا جب مین نے کئی عرضیان بھائی کو لکھین تب اُسنے حکم دیا کہ مین صرف
ایک مہینہ بعد جاتا ہون ایسی مصیبت مین اُسکو دیکھا آتا ہون وہ صندوق مین قید مثل مردے کے
پڑا ہے یہ باعث گریہ و زاری ہے ہنستے ہوے جاتے ہین روتے ہوے آتے ہین نہ کلام کر سکتے ہین نہ حال
پوچھ سکتے ہین یہ کہکر لالان شاہ بیقرار ہوکر رونے لگا خسرو شیر دل نے کہا اے عم نامدار آپ کے
رونے سے دل ٹکڑے ہوتا ہے ہم جاکر اُس کو رہا کر لائینگے لالان شاہ نے کہا اے شہریار اب رہائی
اُسکی وقت ہی پہلے جاکے کوہ بلا کی سیر کیجیے جب وہان سے پلٹ کے آئیے تب اسے رہا کریے
مین نے کاہن اور نجومی جو جمع کیے اُن سب نے حکم لگایا ہے کہ سیار کوہ بلا اُسکو رہا کریگا مین نے اکثر
عقیل و فہیم بھیجے جو کوہ بلا مین جاتا ہے وہ پلٹ کر نہین آتا نہین معلوم وہان کیا سحر ہے کہ اس شہر مین بہوت
ہوکر رہجاتا ہے اکولی اُس شخص کو قتل کرتا ہے کئی جوان مین نے بھیجے کوئی بھی پلٹ کر نہین آیا شاہزادے
نے کہا آخر کوہ بلا کہان ہے مین مدت سے اُسکی تلاش مین ہون لالان شاہ نے کہا بیرون شہر
پانچ کوس پر ایک کوہ فلک شکوہ ہے اُسی کو کوہ بلا کہتے ہین جو گیا وہ پلٹ کے نہین آیا شاہزادے
نے کہا ہم جائینگے ہمارے بزرگان دین نے ہمکو ہدایت کی ہے کوہ بلا کی سیر کرو کہ بلا سر سے دفع
ہو لالان شاہ نے کہا اے شہریار مین آپ کو اس مقام آفت مین نہ جانے دونگا آپ سے مجھے ایک

محبت ہوئی تاج و تخت لیجیے ہم گوشے مین بیٹھ کے عبادت پروردگار کرین اب آپ کو ملک و مال کا اختیار ہی خسرو نے کہا ای لالان شاہ ہم جائینگے باغ ویران سے مین اسی فکر مین نکلا ہون ایک ہفتہ گذرا کہ تمام صحرا چھان ڈالے آج نام تو کوہ بلا کا سنا ہم ضرور جائینگے دربار مین وزرا امرا سب رونے لگے صورت دیکھکر شاہزادے کی کف افسوس ملتے تھے کہتے تھے افسوس کہ یہ سن وسال اور یہ حسن وجمال اور یہ ارادہ ہی کہ جس مقام پر اکثر لوگ گئے کچھ اُنکا حال نہ معلوم ہوا کہ کیا گذری وہان کا آپ ارادہ رکھتے ہین شاہزادے کو دربار مین لالان نے چھوڑا روتا ہوا محل مین آیا ریحانہ اپنی زوجہ سے سب حال بیان کیا کہا صاحب آج نیا معرکہ گذرا فرزند صاحبقران جوش پر جوانی اپنے زمانے کا یوسف ثانی میرے بیٹے کا حال سُنکر کہتا ہی کل ضرور برائے رہائی جاؤن گا تاج و تخت دیتا ہون کیسی منتین خوشامدین کین مگر وہ شیر نہین مانتا فاتحِ طلسم پر قدم مارا ہی کچھ تحفہ بھی اُسکے پاس ہی اُس کے بزرگون نے ہدایت کی ہی بموجب ہدایت کے جانے کا قصد ہی ریحانہ بانو یہ حال سُنکر بے اختیار رونے لگی کہا ایسے کے ماں باپ پر کیا گذری ہوگی جب یہ شیر جدا ہوا ہوگا ذرا محل مین بلاؤ مین بھی اُس کو سمجھاؤن شاید مان جائے لالان شاہ نے کنیزون کو بھیج کر شاہزادے کو اندر بلوایا تمام انیسین جلیسین حسن و جمال دیکھکر بے اختیار روتی تھین ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ای یوسف ثانی ہماری ملکہ کا کہنا مانو اس ملک ویران کو آباد کرو تیرے دیکھنے سے ان دونون کو تسکین ہوگی دونون میان بیوی آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہے ہین غیر بھی ان کے حال کو دیکھکر رو رہے ہین جب ریحانہ بانو اور خسرو کا سامنا ہوا دونون ہاتون سے بلائین لین کہا ای نور نظر ہم بڑھیا بڈھے کے حال پر رحم کرو جینے سے تم کو دیکھکر جینے کے تسکین ہوگی ورنہ فراق مین احمر گلگون پوش کے نوبت بجان و کارد بر استخوان ہی ہم کو بچا لو مُردون کو زندہ کر دو یہ سُنکر شاہزادے نے ہاتھ باندھ کر کہا ای مادر مہربان میرا حال سننے کے لائق نہین طلسم آفتاب والون نے وہ وہ ظلم مجھ پر کیا کہ جس کو بیان نہین کر سکتا ایک حسین و جمیل نازنین مہ جبین کو آگ مین جلا دیا اُسکا خون کیا رنگ نہ لائیگا انشاء اللہ آپکی دعا سے اگر گھس کر آفتاب گر مجوکو نہ مارا تو نام اپنا فرزند صاحبقران نہ پایا یا موت ہمکو طرف طلسم کے لیچلی ہی اب آپ بخوشی حکم دیجیے اور دعا کیجیے کہ مین کوہ بلا سے بخیریت واپس آؤن آپ کے فرزند کو آپ سے ملاؤن آپ زن و شوہر دل شاد ہون

اسطرح بیقرار ہوکر خسرو نے بیان کیا کہ ریحانہ بانو رونے لگی محل مین شور و غل ہوگیا و زاری کا بلند ہوا
شکل شاہزادے نے وہ شب وہان بسر کی صبح کو مسلح ہوے فرمایا ای مادر مہربان رخصت دیجیے
ریحانہ بانو روتے روتے بیہوش ہوگئی شاہزادہ باہر آیا ملک لالان شاہ مع چند رفیقون وزیرون
کے ساتھ ہوا شہر والے حال بے مثال خسرو کا دیکھکر روتے تھے بڑھ بڑھ کے سمجھاتے تھے کہ اے
شہریار جانے کا قصد نکیجیے یہ وہ مقام ہے کہ بڑے بڑے پہلوان گئے آپ بالکل یکہ و تنہا ہین شاکر بھی
تو آپکے ساتھ نہین شاکر کا نام سنکر خسرو بیقرار ہوگئے کہا یار و عیار طرار ہمارا ہم سے ایسا جدا ہوا
کہ آج تک حال نہ معلوم ہوا ہماری رفاقت سے اُسنے مُنھ موڑا وہ اب تک ہوتا تو اُسکی بھی کوئی
تدبیر بتاتا عقل و فطرت سے معمور عیاری مکاری اسکی ذات سے پیدا ہوتی ہے اُسی کی وجہ سے یہ
دن نصیب ہوا صحرا مین براے شکار لایا شکل کی بارگاہ تک پہونچایا اُس ایسا بادشاہ عالیجاہ
سب کے ہاتھ سے مارا گیا یہ تو مین کیونکر کہون کہ وہ غافل بیٹھا ہوگا اسی جستجو مین ہوگا کہ مجھ تک پہونچے
وہ کسی فطرت سے ضرور آئیگا اُسکی ذات سے ہمین بڑی اُمید ہے ضرور وہ ہم تک آئیگا ساحرون
کو قتل کریگا ایسا حشت بہت ساحرہ کو مار لینا ہے کیا کیا فقرے دیتا ہے حقیقت مین اگر ایک مرتبہ اُسکا
گذر لشکر اسلام مین ہو تو خواجہ عمرو کے طریقے دیکھ لے اور اپنے باپ سے ملے اُسکا باپ
بڑا نامی گرامی عیار ہے ہوشربا و نور افشان مین کیا کیا نام کئے کیسے کیسے کام کیے یہ کہکے
شاہزادہ یاد مین برق فرنگی کی بیقرار ہوا سمجھانے والون کو جواب دیا آپ لوگ کیا ہمکو سمجھاتے
ہین ہمارے بزرگون کا یہ طریقہ ہے کہ جو مقامات باطل پرستان دیکھے اُنکو مٹایا اپنا سکہ بٹھایا
پردۂ دنیا مین صدہا طلسم فتح کیے ہین زبان سے کہہ چکا اب قول سے پلٹنا مردان عالم کے
طریقے سے خلاف ہے قول مردان جان دارد سخن مردان اعتبار آپ لوگ دیکھین انشاء اللہ
کو وہ بلا سے پلٹ کر فرزند لالان شاہ کو رہا کرینگے بزرگون کی ہمت ہے کوئی نہ کوئی مطلب ضرور
نکلیگا یہ کہکے بیرون قلعہ آئے پانچ کوس ہی گئے تھے صحراے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا ایک
کوہ فلک شکوہ نہایت شان و شوکت سے وارفع ہے کہ سب درے بند گویا بند و بست ہے ایک درہ بیچ مین
مثل پھاٹک کے کھلا ہے وہی جانے کا راستہ ہے شاہزادہ سلاح سلیمانی سے آراستہ لالان شاہ سے بغلگیر
ہوا کہا کہ ای عم نامدار آپ کو خدا کے سپرد کرتے ہین ہمین بھی حفظ خدا مین سپرد کیجیے رخصت جانیکی دیجیے

بخوشی فرمایئے کہ بسم اللہ جاؤ اُسوقت لالان شاہ کا جوش گریہ کیا بیان کرون کہ چیخین مار کر روتا
تھا کہتا تھا کہ آج روز جدائی احمر گلگون پوش ہی کون سی ساعت تھی کہ باغ ہمیشہ بہار مین وہ جاکر
رہے ہماری نظرون سے مخفی ہوے آج اُنکی جدائی تازہ ہوئی شاہزادے نے بہت سمجھایا حاضرین
وقت ریگستان شہر ساتھ آئے ہین شاہزادہ اُن سب سے رخصت ہوا سب ہاتھ اُٹھاکر دعائین دیتے
تھے کہ خدا آپ کو وہان مظفر و منصور کرے یہ پریشانی دل سے دور کرے شاہزادہ تیغہ سلیمانی ہاتھ
مین لیے ہوے بسم اللہ کہکے داخل درۂ کوہ ہوا دیکھا انتہا کا اندھیرا ہی شاہزادہ ماس اندھیرے
کو طے کرتا ہوا جاتا ہی لیکن لالان شاہ بعد جانے شاہزادے کے مثل فقیرون کے ایسے
کوہ پر فردکش ہوتا ہی کہ ذکر اُسکا تحریر ہوگا شاہزادہ اُس اندھیرے کو طے کرتا ہوا بعد دو تین پہر
کے درۂ کوہ سے باہر نکلا دیکھا صحراے سبزہ زار نواح دلکشا جا بجا چمن بندی پھولون کی گلہاے
زنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون ساتھ موزونی کے آراستہ ہین طائران زمزمہ سرا درختون پر چہکار
رہے ہین باغبان قضا و قدر کو پکار رہے ہین ہر مرتبہ یہی چہکار تے ہین کہ اے باغبان قضا و قدر
تو نے چمن دنیا کو کس رنگ سے آراستہ کیا ہی چمنستان کی سیر سے روح کو راحت قلب کو قوت
حاصل ہوتی ہی ہر چمن ہر ایک گلشن گویا جنت نظیر ہی کیا رنگ قدرت کی تحریر ہی جو خط جس مقام پر
نصب کیا ہی زنگار رنگ کی تحریر ہی سبحان اللہ کیا تیری صفت کرین ہر سمت طائر مصروف زمزمہ سرائی
چمنہاے طولانی کی رعنائی زیبائی آمد بہار کے جوش مین تھالے درختون کے سبد گل فروش ہین
ہر سمت ہنگامۂ آمد جوش بہار ہی ہر سمت نخل ہاے طولانی میوون سے لدے ہوے چمن
ہرے بھرے شاخین نہال بلبل کا گلشن وصال سامنے ایک چھوٹا سا دریا چہ جوش مار رہا ہی
مچھلیان تڑپ سے بلند ہوتی ہین تشنگان خون اشام شناوری کر رہے ہین دم محبت حاکم بر دجر کا
بھر رہے ہین بیچ مین چمنستان کے ایک چبوترہ مدور مثل قرص قمر نہایت تکلف سے آراستہ ہی اُسپر
چینی کے نانڈے اُن مین تختہاے سنبل پیچان کو زلف محبوب سے توسل شاہزادہ اِس جوش بہار
کو دیکھکر محظوظ ہوگیا بند قبا کھولدیے سیر مین مصروف ہوا لیکن حیران ہی کہ کس شوقین نے اس صحرا
کو آراستہ کیا کس تکلف سے پیراستہ کیا نہایت انتظام منظور ہوا جسکے دیکھنے سے قلب کو سرور
ہوا دن قلیل باقی ہی طائر درختون پر بسیرا لے رہے ہین بعضے آشیانون مین پہونچے

بعض شاخ گل پر گرد پھولونکے پھر رہے ہین قطرات شبنم برگ ہاے درخت سے ٹپک ٹپک کے پیہم
گر رہے ہین شراب شبنم نے مستی کا سامان پھیلایا ہی ہوا لستہ بادۂ محبت سے ٹھکراتی ہے ہر مینا سے شجر
سے سر ٹکراتی ہی پھونک پھونک کے قدم رکھتی ہی کہ روے گل پر غبار نہ پڑے شاہزادہ ایک فرغے
مین نخلستان کے اس خیال سے بیٹھا کہ جو اس صحرا کی رعنائی و زیبائی کا بانی ہوا ہی وہ یہان ضرور
آئیگا یہ سوچکر درختون کی آڑ مین چھپ کر شاہزادہ بیٹھا تماشہ گل و گلزار کا دیکھنے لگا ہر طرف نگاہ ہی
کہ دیکھا دریا مین ایک کشتی مثل ہلال شب اول پیدا ہوئی مانجھین قوم کی بنگالنین لہنگے عمدہ
پہنے ہوے چُندریان اوڑھے ہوے ڈانڈین سونے چاندی کی ہاتھ مین ایک شامیانہ بادلہ کا
مروارید اس کشتی پر استادہ ہین جو مین سنہری ڈوریان کلابتون کی مسند پر ایک نازنین چاردہ
سالہ زیب مسند لباس فیروزی زیب جسم زیور پھولون کا جسم گلگون پر آراستہ گل سے عارض کمہلائے
ہوے چہرے پر اداسی آنکھین جو رشک نرگس شہلا ہین صاف ظاہر ہی کہ جوہری قضا و قدر نے
موتی کوٹ کوٹ کے بھرے ہین اشک ٹپک پڑتے ہین حسن یون بے مثال ابرو رشک ہلال
آنکھین غیرت دیدۂ غزال عارض ماہ آسمان کمال چپ بیٹھی ہی کلمات حسرت و یاس زبان پر جاری
مضطر یہ دیکھتے ہی شاہزادہ اپنے مقام سے اٹھا خیال مین آیا کہ کنارے دریا کے چلین قریب
سے کیفیت دیکھین پانوٗن مین زور نہ پایا کہ وہان تک جائین اور کیونکر پہونچین شاہزادہ اسی فرغے
مین بیٹھا رہا اُس نازنین کی کشتی کنارے پر آئی کنیزون نے پیڑہ ڈالا وہ مہ جبین اپنے مقام سے
اُٹھی پیڑے کو خرامان طے کیا بہ سہولت اُس راہ کو طے کر رہی ہی خفتگان خاک بیدار ہوتے ہین اپنی
بد نصیبی پر روتے ہین مثل نقش قدم دمبدم قدمون سے جدا ہوتے ہین اس حال کو شاہزادہ بہ نگاہ
یاس دیکھ رہا ہی وہ نازنین جب آہ کرتی ہی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑتے ہین کہتی ہی ہاے اُس قتیل
تیغ محبت نے مردانہ وار جان دی ہاے اُسکو کیونکر پائین اپنے کو کیونکر اُس تک پہونچائین باہم
منزل عدم کو طے کرین اُس محبوب تک پہونچین اپنا حال زار ظاہر کرین راہین جدائی کی تڑپ تڑپ کے
کاٹین نامہ بر بھی نہین جا سکتا خبر بھی کوئی اُنکی نہین لا سکتا کنیزین سمجھاتی ہین واری اب اُنسے ملاقات
غیر ممکن مسافران ملک عدم سے ملاقات کیونکر ہو وہ نازنین کہتی ہی جسکی محبت مین اُسنے جان دی
اُسکو کیونکر دیکھین کیسا معشوق ہی جس پر یون مبتلا ہو کر جان اپنی دی عشق سے ہاتھ نہ اٹھایا اُس

ظالم کو کچھ خبر نہین افسوس مزار غریبان پر جاتا فاتحہ خیر پڑھتا مگر معشوق سنگ دل ہی ایسے کو کیا
یاد کرین اپنی بہن کے واسطے فریاد کرین کنیزین سمجھاتی ہین واری آج کئی دن گذرے ہر وقت
آپ کو انھین کی یاد ہی اب اُس یاد کو فراموش کیجیے بیٹھ کر سیر گل و بلبل ملاحظہ فرمائیے دیکھیے بلبل کو گل
سے کیا محبت ہی کیا پھول پھول کے پہلوے گل مین بیٹھی ہی زمزمہ سرائی کر رہی ہی کیسی پھولی ہی کیا باد خزان
کو بھولی ہی ملکہ نے کچھ خیال نہ کیا ظاہر مین کہدیا ہوتا لیکن ثابت قدمان کوے محبت ایسے ہی ہوتے
ہین کنیزین سمجھاتی ہوئین برابر اُس چبوترے کے لائین فرش مشجر کنیزون نے بچھایا ہی مسند عمدہ آراستہ اسباب
عیش و نشاط مہیا گائنین منتظر بیٹھی ہین کہ اشارہ ہو تو ہم گائین ایسی مہ جبین مضطر و بیتاب کو بہلائین
ملکہ آن کر مسند پر بیٹھین سیر صحرا سے چمن و گلشن سے منھ پھیرے ہوے کنیزین تمام جنگل مین پھیل گئین
کسی نے جھولا ڈالا تانے اُڑا رہی ہی کوئی مصروف گل چینی کسی کے پاس اسباب خود بینی کوئی اکڑتی
پھرتی ہی اپنے حُسن و جمال پر ناز کسی کو نیاز قضاے کار پانچ سات کنیزین ہمراہ ہین ایک نے جھک کر
دیکھا ایک کے چٹکی لیکر کہا ہوا دیکھو تارہ زمین پر پڑا ہی ایک نے کہا چاند کا ٹکڑا ہی ایک نے کہا او دیوانی
بہ غور دیکھ اپنے زمانہ کا یوسف ثانی ہی ہم سے تو نہین ہو سکتا کہ ایسے جوان کو ستائین ایک نے کہا چلو
قریب سے دیکھین ایک جشن بڑھی اُسنے ماتھا کوٹ کر کہا ارے تم سب کو کیا ہوا ہی یہ تو کوئی مردوا بیٹھا
ہوا ہی ارے سب کو دیکھ رہا ہی مین اسکو درست کیے دیتی ہون یہان کیونکر آیا او شخص اُٹھ بھاگ ورنہ
مارا جائیگا شاہزادہ نے نیچے جھکا یا جشن نے بڑھ کر گولہ مارا شاہزادے نے لوح محفوظ کو
چمکایا گولہ پلٹ کر گرا جشن نے کہا ارے یہ تو جادوگر ہی میرے سحر کو باطل کیا مین اسے پکڑے لیتی
ہون اب کہان جائیگا یہ کہکے بڑھی چاہا کلائی پکڑون شاہزادہ نے جھٹیا پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ
سر اُس زنگن کا اُڑ گیا جشن کا گرنا اور جادوگرنیان سحر کرنے لگین شاہزادہ تیغہ کھینچ کر اُن سب جادوگرنیون
پر جا پڑا تلوار چلنے لگی وہ عورتین بڑھ بڑھ کے سحر کرتی ہین جب شاہزادہ لوح محفوظ چمکاتا ہی سحر
اُنکے باطل ہوتے ہین کسی کو ہاتھ تلوار کا مار دیا کسی کے سر پر قبضہ مارا کسی کو اُٹھا کے دے مارا
جب پانچ سات جادوگرنیان مرین کنیزین فریاد کرتی ہوئین بھاگین پلٹ پلٹ کے سحر کرتی ہین سحر تاثیر
نہین کرتا جو سحر جس نے کیا وہ اُلٹا پلٹا اُسکے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا کئی سَو جادوگرنیان
مرگئین بھاگ کر قریب چبوترے کے پہونچین پکارتی ہین ای ملکۂ عالم فریاد ہی اس جوان نے کتنی بہنون کو

ہماری مارا اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا لیسے گرد کا موندا ہو ہی کہ ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا ملکہ نے پلٹ کے دیکھا
ایک جوان خوشرو خوشخو شیر بیشۂ جلالت یکہ تاز میدان شوکت تیغ خون آلود ہاتھ مین جادوگرنیون کو
مارتا ہوا آتا ہی کیسے کیسے سحر زور بڑھ کے کرتی ہین سحر تاثیر نہین کرتا اُنہین کا سحر اُنہین کو پامال کر رہا ہی
لاشے پڑے تڑپ رہے ہین خون کا دریا بہہ رہا ہی یہ شیر بہ چستی و چالاکی لڑتا ہوا آتا ہی غزال چشم
شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی نیاری مچھلیان بھری ہوئین آثار جلالت چہرے سے ہویدا و ظاہر جس کو
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے سیکڑون لاشے گرا دیے ملکہ دیکھکر جمال جہان آرا کو مائل ہوئین قریب تھا
بید کا نہین لیقین تھا گرین کاندھے پر کنیز کے ہاتھ رکھ کے اپنے کو سنبھالا پکار کر آواز دی ای شمشیر زن
ای صف شکن ان بیچاری غریبون کو کیون قتل کیا یہ سر حاضر ہی اسکو کاٹ لیجیے مین پاس اپنی بہن
مرجان نیلم پوش کے پہونچون ہاے ظالم مرجان نے یون مردانہ وار جان دی اُس چاہنے والے
نے خبر بھی نلی یہ سنکر خسرو شیر دل نے ایک آہ کی معشوق کا نام سنکر کلیجہ منھ کو آگیا قلب تھرا گیا پکار کر
آواز دی ای شاہزادی والا قدر ای آسمان خوبی کی بدر وہ تنگ عشق مین ہی ہون میرے واسطے اُسنے
سب کچھ کیا اپنی جان دی مجھسے کچھ نہو سکا یہ سنکر وہ نازنین یہ کہتی ہوئی دوڑی ارے میری بہن کا
معشوق آگیا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا یقین ہی لہرا کر رون جان دیدون یہ کہکے قریب آئی ہاتھ خسرو کا پکڑ لیا کہا
ای شہریار ایک ہاتھ مجھکو مار دیجیے کہ مین کشاکش سے مہلت پاؤن خسرو شیر دل نے آواز دی
کیسی وہ ہاتھ جو تمہارے اُٹھین پھوٹین وہ آنکھین جو تم کو نگاہ بد سے دیکھین آج نقشہ محبوب نظر آیا گویا
مرجان کو دیکھا دونون مرجان کا نام لیتے ہوے ایک نے ایک کا ہاتھ پکڑا مرجان کا ذکر
ہو رہا ہی لاکے شاہزادے کو مسند پر بٹھایا باتین ہونے لگین دونون فیدا ہے یکدیگر آنکھون سے
اشارے کر رہے ہین جانبین مین ترقی محبت ہر بات مین ذکر مرجان کا آتا ہی جب مرجان کا ذکر آیا
شاہزادے نے ملکہ کے زانو پر ہاتھ رکھدیا شاہزادے نے نام پوچھا ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای
شہریار مجھکو فرزانہ فیروزہ پوش کہتے ہین بیٹی ہون آفتاب گر محجوبی کی ہم اور مرجان ایک مکتب مین
پڑھے ساتھ کھیل کے بڑے ہوے سحر کے نام سے اُنھین بھی نفرت رہی ابھی یہی کیفیت رہی سحر نہین
سیکھا ساحرونکو دیکھا جو سحر یاد کرتے ہین منھ سے وہ بو سڑاندی آتی ہی کہ اگر پاس اُنکے بیٹھ جائیے تو قے ہو جائے
اسی وجہ سے سحر کے سیکھنے سے نفرت رہی ہین نے جو خبر اُسکے جلا لے جانے کی سنی کئی دن تو منھ بیٹھے

پڑی رہی کئی دن کے بعد کنیزون نے اُٹھایا بمشکل اُٹھکر یہان آئی یہ مراد پائی کہ تم سے ملاقات ہوئی یہ کہا اور پشت پر شاہزادے کی ہاتھ رکھدیا کبھی گلے مین ہاتھ پڑ گئے اختلاط ظاہری ہونے لگے کنیزین ہٹ جاتی ہین کبھی مُنھ پھیر لیتی ہین ایک کنیز تہنیت نجرا ہے اُسکا نام ہے جب رات ہوئی گائنین آکر سامنے بیٹھین یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

تیغ کاری کوئی پڑجائے نظر کے بدلے	کاش ہو جائے شکست آج ظفر کے بدلے
صبح کو یار نے ہمراہ لیا طائر جان	گر گیا ذبح مجھے مرغ سحر کے بدلے
دولتِ عشق حقیقی نے کیا مستغنی	زردی رُخ مرے ہاتھ آگئی زر کے بدلے
خرمن ہستی عاشق جو جلاتا ہے اُسے	بجلیاں کان مین پہنی ہین گہر کے بدلے
جان کنی مین خبر آمد جانان پہونچی	پھر ہوا آج مقام اپنا سفر کے بدلے
رات دن فکر مضامین مین گذرتی ہے قبول	خوب کی بے ہنری ایسے ہنر کے بدلے

اُدھر تو گانے کا ہنگامہ دو دمنی بتا رہی ہے ہاتھ بڑھا بڑھا کے دامن شاہزادے کا تھام لیتی ہے مچل مچل کے بتاتی ہے جمال شاہزادے کا دیکھکر ہنسی جاتی ہے شیدائے بلدیکر کے آپس مین بوسہ بازی ہو رہی ہے تہنیت نے جو یہ معاملہ دیکھا جلگئی جی مین کہتی ہے اس شوخ دیدہ نے عاشق مرجان کو پہلو مین بٹھایا اگر یہ خبر پیکر جادو کو ہوئی انکو بھی مثل مرجان کے جلادیگی ہم لوگون پر بھی غصہ ہوگا اور کہے گی تملوگون نے نہ سمجھایا ہم لوگ کیا جواب دینگے ایسا نہو سبکو قتل کرے چلکر پیکر سے اطلاع کرون اس مستانی کو اگر وہ سزا دے اس عشق بازی کا مزا چکھادے کیا گل کھل رہے کے بیٹھی ہے حیلہ مرجان کے نام کا مقرر کیا اختلاط ہو رہا ہے یہ سوچ کر اپنے مقام سے اُٹھی کسی کنیز نے پوچھا ہوا تہنیت کہان چلین کہا مین برائے رفع حاجت جاتی ہون یہ صحبت اس لائق نہین جس مین بیٹھیے یہ کہکے تڑپتی ہوئی چلی اُس صحرا سے نکلی مکان پیکر کا دریافت کرکے پہونچی وقت سحر ہے پیکر بیٹھی ہے کنیزون سے کہہ رہی ہے ارے یہ بھی دریافت کیا کہ باغ ویران سے قاتل شنگل کہان گیا اسکی تلاش واجب و لازم ہے اگر گرفتار ہو تو بہت بہتر اگر اسکے خلاف ہوا تو صاحب اقبال ہے اور شاید کوئی صاحبزادی اُس پر نگاہ ڈالین وہ تو ایسا حسین و جمیل ہے کہ جس کی نگاہ پڑے ضرور عاشق ہو مرجان نے بے وجہ نہین جان دی عشق مین اُسکے بہوت ہو رہی تھی کہ ایک کنیز نے بڑھکے

عرض کی در دولت پر کنیز ملکہ فرزانہ فیروزہ پوش کی حاضر ہی وہ کچھ عرض کرنا چاہتی ہی پیکر نے کہا اُسکو
بلالو سامری وجمشید خیر کرین کہ تہنیت سامنے آئی دوڑ کر قدمون کو بوسہ دیا ہاتھ باندھ کے سامنے
کھڑی ہوئی عرض کی ای ملکۂ عالم عجب معرکہ گذرا وہ مفتری قاتل شغل کوہ بلا مین پہونچا بی فرزانہ
نے بڑا اُسکا اعزاز واکرام کیا ہی پہلو مین لیکر بیٹھین مرجان کے ذکر مین باتین ہو رہی ہین ہر بات مین
مرجان کا ذکر ہی بات بھر اختلاط ظاہری رہے ہین اور کیا عرض کرون یہ سُنکر پیکر جادو غصے
مین کانپنے لگی کہا ابھی جاکر دونون کو مارتی ہون مرجان تو میرے کلیجہ کا ٹکڑا تھی مین نے اُسکو
کس ناز ونعم سے پرورش کیا اُسکو تو مین نے سر میدان جلایا ملکہ یاقوت کیسی بیٹی کے واسطے
بیقرار ہوگی مین نے کسی کا خیال نہ کیا فوراً اُسکو جلا دیا اِس گیسو بریدہ کی قضا آئی ہی جاتے ہی
دونون کو پھونک دون گی یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی اژدر آتشین پر سوار ہوئی پشت پر سو دو سی
کنیزین اژدر آتشین اُڑا کر چلی یہان یہ شیداے یکدیگر ملے جلے بیٹھے خمار شکنی کے واسطے ایک ایک جام
پیا ہی دونوں کو نہ فکر دنیا اور نہ خیال عاقبت مست بیٹھے ہین کہ آسمان سے آواز آئی او گیسو بریدہ ننگ
خاندان بڑا تو نے غضب کیا کیا حال مرجان نہ سُنا تھا تیری بھی قضا دامن گیر ہوئی ملکہ نے جو آواز
پیکر جادو کی سُنی اور دیکھا مثل شعلۂ جوالہ آتی ہی پشت پر کئی سو کنیزین ملکہ کو تو غش آنے لگا گھبرا کر
کہا لو صاحب غضب ہوا ہم بھی براے ملاقات مرجان جا پہنچے لیکن اتنا خیال رہے کہ مزار غریبان
پر ضرور آیے گا جب فاتحہ خیر پڑھیے گا روح کو راحت قلب کو قوت ہوگی کیا عجب ہی کہ قبر سے نکل
آؤن قدمون کو نکل کے بوسہ دون پکار اُٹھون ای شہریار یہ کنیز براے قدمبوسی حاضر ہی اُسوقت اگر
میری زبان سے یہ اشعار نکل جائین تو عجب نہین

نظم

گر معالج مرا وہ عیسی دوران ہوگا	حق مین میرے یہ مرا درد بھی درمان ہوگا
بزم مین وا جو نقاب رخ جانان ہوگا	کوئی بے خود کوئی ششدر کوئی حیران ہوگا
دست فریاد ہر اک قبر سے ہوئیگا بلند	گذر اُسکا جو سر گور غریبان ہوگا
کوئی غافل بھی ہی شاید جو کسی نے پوچھا	بدماغی سے وہ یہ کہنے لگے ہان ہوگا

یہ کہکر بہت روئی شاہزادے نے اشک حسرت دامن سے پاک کیے فرمایا ملکہ نہ گھبراؤ یہ کہکے
تیغ کھینچ کے شاہزادہ بہ قہر وغضب تمام اُٹھا نعرہ کیا نعرہ شنو + منم خسرو شیر دل خوش لقب

منم نور عین امیر عرب ٭ سحر کن بلک دیوان قاف ٭ بلرزند از خوف دیوان قاف
اگر تیغ کین برکشم از غلاف ٭ تزلزل فتد در میان مصاف ٭ نعرہ کرکے شاہزادہ جا پڑا ایک
کنیز نے بڑھ کر گولہ مارا شاہزادے نے لوح محفوظ کو جنبش دی وہ گولہ پھٹ کر گر اکئی کنیزون نے
سحر کئے سحر انکے باطل ہوے خسرو نے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کئے پیکر نے جولاشے کنیزون
کے دیکھے جھلا کر خسرو پر جا پڑی کئی تلوارین لگائین خسرو اُسکو روک رہے ہین تلوارین برس
رہی ہین لیکن کوئی تلوار جسم پر شاہزادے کے نہین پڑتی داہنے بائین گر رہی ہین کوئی سحر تاثیر
نہین کرتا شاہزادے نے کمر الجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار کہکے ہاتھ مارا پیکر نے سپر سحر کو چہرے
کی پناہ کیا تیغہ سلیمانی دست زبردست شاہزادہ والا قدر سے سپر کے دو ٹکڑے ہوے وہان سے
تلوار سر پر آئی تلوار نے کچھ کاٹا دو انگل کا زخم آیا تھا کہ پیکر نے اپنے کو زمین پر گرایا تڑپ کے
بلند ہوئی کنیزون کو آواز دی لدے نکل چلو مرجان اسکو لوح محفوظ دے گئی ہے اسپر سحر تاثیر نہین
کرتا جان بچاؤ اور تدبیر ہوگی جیسے ہی دیکھا شاہزادے نے کہ پیکر کے سر سے خون بہتا ہوا تڑپ
کے بلند ہوئی چاہتی ہے آسمان مین ڈوبون کہ شاہزادے نے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر
یازدہ مشتی نکالا چلہ کمان مین پیوست کیا سینہ پر کینہ پیکر کا تاکا تیر کو رہا کیا عین سینہ پیکر کے تیر پڑا کہ
مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذر الہراتی ہوئی پیکر زمین پر گری تڑپ تڑپ کے جان دی مرنا پیکر کا کہ اندھیرا ہوگیا
سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من پیکر جادو بود کنیزون نے جو یہ آواز سنی سر پیٹتی
ہوئی بھاگین آپسمین کہتی ہوئین ارے کس سے جاکر اطلاع کرین کون ہماری فریاد کو پہونچے اس
ظالم کو سزا دے آخر چند کنیزین بطرف قلعہ یاقوت نگار کے چلین کہ چلکر ملکہ یاقوت جادو سے
اطلاع کرین وہ اگر اس کو سزا دیگی کنیزین تو ادھر سے جاتی ہین شاہزادہ کوہ بلا مین ساتھ ملکہ
فرزانہ فیروزہ پوش کے مصروف عیش و نشاط ہے اب حال یہانسے برق ثانی کا لکھا جاتا ہے کہ
صحرا صحرا مارا مارا پھرتا ہے قضائے کار پھرتا ہوا بعد ہفتے عشرے کے ایک صحرا مین پہونچا ایک طرف
جھیل ہے ایک طرف غبار اُڑ رہا ہے اُس غبار مین کچھ ثابت نہین ہوتا کہ اندر غبار کے کیا ہے کچھ جگنو چمک
رہے ہین برق ثانی حیران کہ یہ کیا مقام ہے علامت سحر تو معلوم ہوتی ہے یہ نہین ثابت ہوتا کہ
سحر کرنے والے نے کیا سحر کیا ہے صحرائے وحشت خیز ہے اس سوچ مین ایک نخل کے سایہ

مین بیٹھا عیار کی جانب دیکھ رہا ہے کہ دیکھا ایک عقاب اُس غبار سے نکلا ایک نامہ بندھا ہوا گلے مین
پڑا ہے وہ عقاب غبار سے نکل کر جھیل کی جانب متوجہ ہوا کمند سے باندھ کر جھیل پر اُترا منقار پانی
مین ڈالی پانی پینے لگا برق ثانی نے سر سے گوپھن کھولا پتھر کلہ گوپھن مین دیا تاک کر عقاب پر مارا
عقاب کا سر پھٹا برق ثانی نے دیکھا اندھیرا ہو گیا مرنے کی ساحر کے علامت بلند ہوئی آواز آئی
کشتی مرا نام مین عقاب جادو بود برق ثانی دوڑا اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی دیکھا ایک ساحر
سیاہ فام کا لاشہ پڑا ہے گلے مین نامہ بندھا ہے برق ثانی لاش کو کھینچ کر کنارے لایا نامہ کو جو پڑھا اُس مین
طرف سے عنکبوت کے لکھا تھا مسمار جادو کو مضمون یہ تھا کہ ای والد نامدار آجکل قلعہ یاقوت نگار
مین کسی کو آنے جانیکا حکم نہین ہے عقاب جادو کو روانہ کیا ہے زوجہ کو ہماری ڈولی مین سوار کر کے
فلان جنگل مین رکھ دو پھر ہم تدبیر کر لینگے اگر یہ نہ کرو گے تو مین نے زوجہ کو چھوڑا کبھی نام نہ لونگا برق
ثانی نے جو یہ معاملہ دیکھا رنگ و روغن عیاری لگا کر عقاب کی شکل بنا مسمار کا گاؤن پوچھتا ہوا چلا
گاؤن مین مسمار کے آیا مسمار کا بس کے باندون کی چارپائی پر بیٹھا ہے کھاتہ کھلا ہوا اسامیان جمع ہین
عقاب نقلی نے آکر سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا داماد کا نامہ دیکھکر خوش ہو گیا نامہ کو لیکر گھر مین گیا خوشی
خوشی زوجہ سے کہا لو صاحب تمھارے داماد نے تمھاری بیٹی کو بلایا ہے بیٹی کو اپنی ساس سے رنج
رہتا تھا وہ بڑھیا بھی مر گئی اب خالی گھر ہے زن و شوہر چین سے رہینگے بڑی تاکید لکھی ہے اگر تم کہو تو عقاب
کو ڈیوڑھی مین اُترنے کی جگہ دو دن ستو نکالو اب تھوڑی لگالو اب ستو لیکر مسمار باہر آیا کہا ای عقاب
جب تک یہ کھا ڈر انکو کھانا کھانا برق ثانی نے کہا ایک بات کا خیال رکھیے گا میرا مزاج اُدھر لگا
ہے اگر مین اور کہین چلا جاؤن تو آپ ڈولی دلھن کی وعدہ گاہ پر رکھوا دیجیے گا مسمار نے قبول کیا یان
برق ثانی آکر ڈیوڑھی مین اُترے گھر مین مسمار کے ڈھول وغیرہ بجنے لگا برق ثانی بیٹھے سنا کیے
دوپہر بجے سب گا بجا کے سوئے اب برق ثانی ڈیوڑھی سے نکلے پشت پر مکان کے آکے کمند مار کر
کوٹھے پر چڑھے دیکھا دلھن پڑی سو رہی ہے پھولونکا زیور پہنے ہوے چاندی کا زیور موٹے موٹے کڑے
چوڑیان ہاتھ مین جوانی کی نیند مبارک بڑی سو رہی ہے منھ کھلا ہوا بال چہرے پر پریشان سینہ پر ابھار ابرو کے
خمدار مثل غنچہ [illegible] برق ثانی نے منھ پھیر لیا قریب پلنگ کے آیا دارو بیہوشی کپچے مین نکالی ہوا پر
دماغ کے لگا دی وہ عورت یا تو سوتی تھی یا اب بیہوش ہوئی بیہوش ہوتے ہی برق ثانی نے اُسکو

تو کو کُنویں میں ڈالدیا آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر تیار ہوا اُسی عورت کی شکل بنا پلنگ پر آ کے سویا
صبح کو آ کے ماں نے پانون پکڑ کے جگایا کہا بیٹی اُٹھو پرائے گھر جانا ہی دن چڑھے تک نہ سویا کرو
شوہر نوکری پیشہ جب وہ اُٹھے تمھین جاگتا پائے اب تمھاری ساس بھی مر گئین اکیلے گھر مین جا کر
بیٹھو گی شوہر کو راضی رکھنا برق روتے ہوے اُٹھ بیٹھے کہا ای مادر مہربان کیا بیان کرون جو دل پر
قلق ہی آپ کی جدائی کا بڑا ملال ہی ماں نے کہا بی بی عادتین بدلو اور عادتین اختیار کرو اب مین تمھاری
رخصتی کی تدبیر کرتی ہون اُسیوقت شوہر سے کہا آج اِسکو ٹھنڈے وقت رخصت کرو رات کے وقت دھوپ
چڑھ آئی تھی آج تک جلتی رہی باپ نے چوپہلا درست کرایا اُسین دلھن کو سوار کیا کہارون نے اُٹھایا
اُسی جنگل وعدہ گاہ مین لا کر چوپہلا رکھا تھوڑے ہی عرصے مین اسمان پر سناٹا ہوا عنکبوت بشکل طاؤس
آ کر پہونچا تڑپ کے گر انچہ ریسون مین دیکر ڈولی سمیت لے اُڑا باپ نے پکار کر آواز دی ای عنکبوت
یہ لونڈی خدمت کو دیتا ہون اسکا خیال رکھنا عنکبوت ہون ہون کرتا ہوا ڈولی کو لے اُڑا
قلعہ پر پہونچا ایک محل مین مکان ہی اُس مکان مین اُتارا ڈولی سے پاندان صندوقچہ اُٹھا کے گھر مین
رکھا کہا صاحب اُترو اب مکان مین تنہائی ہی کس سے شرم کرو گی ان لے انتقال کیا برق ثانی
گھونگھٹ نکالے ہوے اُترے پلنگ پر بیٹھے عنکبوت نے کہا میری نوکری کا وقت ہی مین دوپہر کو آؤنگا
یہ کنجیان حاضر ہین کوٹھریون مین سب اناج وغیرہ رکھا ہی یہ کہکے عنکبوت گیا برق ثانی نے اُٹھکر
دروازے مین کنڈی دی کوٹھریان کھولین سب سامان بھرا ہوا پایا ارہر کی کھچڑی نکال کے چولھے پر
چڑھائی نمک اپنے پاس سے ڈالا کھچڑی نکال کے تخت پر رکھی گھی کی ٹھیا قریب رکھدی چٹنی بھی پیس کے
رکھی سب سامان قریب رکھکے آپ پھر اوڑھ لپیٹ کے بیٹھ رہی دوپہر کو عنکبوت نوکری پر سے آیا تھکا
ماندا چولھے مین دیکھا خاک اُڑ رہی ہی بہت پریشان ہوا سوچا کہ شرم کے مارے کچھ نہ پکایا کہا کیون
صاحب کنجیان ہم دے گئے تھے تمنے کچھ نہ پکایا برق ثانی نے دوپٹے سے ہاتھ نکال کے
اشارہ کیا اب عنکبوت نے تخت پر دیکھا سب سامان رکھا ہی خوش ہو گیا صراحی پانی کی بھی
رکھی ہی گھی کی ٹھیا قریب چٹنی ایک ظرف مین خوش ہو گیا سوچا کہ گھر والی کی ذات سے بڑا آرام ہوتا
ہی کس سلیقے سے کھانا رکھا ہی کھچڑی سے خوشبو آتی ہی خوب تنکے کھائی جب کھا چکا پانی پیا پیاس
نہین بجھتی ساری صراحی پی گیا پیٹ پھولتے پھولتے مُنھ کو آیا گھبرا کے کہا ارے صاحب مجھکو اُٹھا کر

پانی پلاؤ میرا پیاس سے دم نکلا جاتا ہی برق ثانی کہتا ہوا اٹھا ہی کہ میرے شوہر کو کیا ہوگیا ارے
میرے وارث کا عجب حال ہی پھر کہا کہ کنوین کے پاس چلکر تجھو ین پانی بھر کے تمھین نہلاؤن جب
یہ کنوین کے پاس آیا پانی بھرنے کے بہانے سے اُنھین قریب آکے کنوین مین ڈھکیل دیا عنکبوت
تو تڑپ تڑپ کے کنوین مین مرا اب برق ثانی عنکبوت کی شکل بنکر باہر نکلا راہ مین ساحرون سے بھی
ملاقات ہوئی ساحرون نے پوچھا میان عنکبوت کہان سے آتے ہو آج تمھاری نوکری خاص در دولت
ملکہ یاقوت پر ہی یہ پتہ پاکر برق ثانی در دولت ملکہ یاقوت پر آیا پہرے پر بیٹھا پہرا دینے لگا جمعدار
وغیرہ بیٹھے ہین یکایک سب نے دیکھا کہ عنکبوت جادو کا چہرہ سُرخ ہوا بیقرار ہوکر چلّانے لگا اور
کہا یا لات و منات مجھے بچاؤ ایسا نہو یہ کالی کالی صورت کے لوگ مجھے کھا جائین یا کوئی اور آفت
برپا کرین یہ کہکے غل مچانے لگا خبر ہوئی کہ عنکبوت کو کیا ہوگیا یاقوت خبر سنکر محل سے باہر آئی دیکھا کہ
عنکبوت جادو دیوانہ وار وحشی مثال غل مچا رہا ہی بدن انتہا کا گرم ہی کبھی اُٹھا کبھی گرا ملکہ یاقوت نے
کہا اسکا تو قلب اُلٹ گیا ہو کہین جو شاہی دار الشفا ہی وہان لیجاکے اسکو رکھو حکم دو کہ حکیم اسکا علاج کرے
ملکہ یاقوت تو یہ کہکر چلی گئین ساحر برق ثانی کو کشان کشان اُس مکان مین لائے شہر والون نے
دیکھا کہا اسکو وحشت ہوگئی ہی خلاف کلام کرتا ہی کسی کو دیکھکر مارنے دوڑا کسی کو گالی دی کبھی آسمان کی
طرف دیکھکر پکارتا ہی لو بولے دوتی خداوند آگئے سامری جمشید بھی ساتھ ہین آخر کار لاکر اُس مکان
مین برق ثانی کو داخل کیا حکیم نے نبض دیکھی کچھ نسخہ لکھدیا علاج ہونے لگا کبھی صحت ہوتی ہی کبھی
عارضہ بڑھجاتا ہی اسطرح علاج ہو رہا ہی کئی مہینے برق ثانی کو اُس جگہ گذر گئے ایک دن برق
نے دیکھا وزیر و امیر و بیشتر کپڑے عمدہ پہنے ہوے بیرون شہر جاتے ہین رئیسان شہر بھی ساتھ ہین
برق ثانی نے پوچھا یہ لوگ کہان جاتے ہین لوگون نے کہا سال بھر کے بعد کوہ زنگار رنگ پر
جشن ہوتا ہی اسکا زمانہ قریب آیا ہی برق ثانی جی مین کہتا ہی کہ چلکر کوہ زنگار رنگ کو دیکھنا چاہیے کہ
وہان تصویر خداوند کیا کرتی ہی وہان کے لوگون سے کہا کہ ملکہ یاقوت سے جاکر عرض کرو کہ عنکبوت
کو کوہ زنگار رنگ پر لیچلے شاید زیارت خداوند سے صحت حاصل ہو لوگون نے جاکر ملکہ یاقوت سے
کہا یاقوت نے کہا بہت ہی مناسب ہی جب ہم چلین تو ہمارے ساتھ چلے دوپہر کو ملکہ یاقوت
سوار ہوئین کلیم و سلیم سے کہہ گئین تم ہمارے بعد تا وقت پر پہونچنا یہ کہہ کے سوار ہوئین جب قریب

اُس مکان کے آمین حکم دیا کہ عنکبوت کو بھی ساتھ لیلو جادوگرون نے عنکبوت کو ہمراہ لیا ایک سواری پر سوار کر لیا اس طرح برق ثانی بھی چلے ایک مقام پر شام ہو گئی ملکہ یاقوت اُتر پڑین اور فرمایا عنکبوت کو بلاؤ دیکھا آج صحت ہے باتین بھی ہوش کی کرتا ہے پوچھا اے عنکبوت مزاج کیسا ہے کہا حضور خدمت خداوند مین چلتے ہین جنگل کی ہوا نے دل کو فرحت بخشی شب کو اُسی مقام پر رہے صبح کو پھر ملکہ یاقوت سوار ہوئین پہر دن رہے صحراؤن کو طے کرکے ایک مقام پر پہونچے دیکھا لاکھون آدمی ہین خیمے بارگاہین استادہ جابجا میلے کے سامان ایک جانب بھنگیرون کی دوکانین مسند لگائے تختہ تازمیان سبز چین سامنے سنہری حقے آبزلال بیچے ایک طرف آگ سلگ رہی ہے ایک طرف سے ایک جوان نے جوانی بھینکی کہا بی ساقن صاحب ذرہ سا جان کا جو دیئے مگر تیز دو پرکی ہو کہ جوانونکو نشے ہون بھنگیرن نے جلم چرس کی جمائی آگ اپنے ہاتھ سے رکھی جوان نے کہا ذرا منہ تو لگا دو ساقن نے ایک دم لگایا جوان خوش ہو گئے سامنے ساقن کے کھڑے ہو کر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

نہ آزاہد کے دم مین کھینچ دم جو سون کا رند نہین
نہ آزاہد کے دم مین تو اگر کچھ دم کا لپکا ہے

پیارے دم ہی کا تو فرق ہے مردون و زندون مین
بہشت اک باغ ہے دوزخ بھی اک شرعی دڑکا ہے

ایک جانب مداری تماشا کر رہا ہے ایک جانب گلگتین ناچتی پھرتی ہین اور ڈھول بج رہا ہے عجب رنگ ہے کہین چہارسیت ہو رہی ہے ایک جانب جوان جوان لوگ چہرے زرد انتہا کے دُبلے پتلے لیٹے ہین انگلیان منہ سے لگی ہین خوانچے روشن دھوئین آ رہے ہین معلوم ہوا چانڈو پینے والے پڑے ہین ایک پہاڑ نہایت تکلف سے آراستہ اُسپر ایک حجرہ بنا ہے اُسکے دروازے پر گھنٹہ نواز اور ناقوس نواز سیکڑون برہمن تمبری دھوتیان باندھے ہوئے ماتھون پر تلک لگے ہوئے پوتھیون کا جاپ کر رہے ہین یا سامری کا لہرہ ہے برق ثانی نے یہ سب تماشا دیکھا حیران ہے کہ یہ کیا جال پھیلا ہے لوگون سے دریافت ہوا اِس حجرے مین ایک تصویر سنگ مرمر کی ہے مثل انسان کے وہ تصویر باتین کرتی ہے تصویر سامری مشہور ہے برق ثانی خاموش ہو رہا رات کو اُسی مقام پر سو رہا صبح کو ملکہ یاقوت مع وزرا و اُمرائے کشتیان جواہرات کی ساتھ لیکر طرف پہاڑ کے چلین پکار کر کہا تو دی کہ عنکبوت کو ساتھ لیلو برق ثانی بھی ساتھ ہے گھاٹیون کو طے کرکے بالائے کوہ پہونچے دیکھا پوجا پاٹ ہو رہا ہے نذر و نیاز سب چڑھا رہے ہین اندر حجرے کے ایک تصویر پتھر کی

مثل انسان کے باتین کر رہی ہی برق ثانی کا ایک جادوگر ہاتھ پکڑے ہوے ملکہ یاقوت کے ساتھ ساتھ ملکہ جب سامنے حجرے کے پہونچین کشتیان رکھوائین آپ واسطے سجدہ کے جھکین برق ثانی بھی دو انگلیون کی محراب بناکر واسطے سجدے کے جھکا جب سر اُٹھایا تصویر سے آنکھ ملگئی تصویر نے آواز دی او یاقوت جادو کیسی غافل ہی طلسم مین ہنگامہ پڑا ہی تجھکو اپنے گھر کی خبر نہین یہ جو تیرے برابر سنہری کپڑے پہنے کھڑا ہی عیار طلسم کشا ہی اسکو مارے قدرت کو دم دینے آیا ہی یہ کہکر تصویر نے آواز دی ارے اسکو پکڑو برق ثانی نے جو یہ آواز سُنی گھبرا گیا جو جادوگر ہاتھ پکڑے کھڑا تھا اسکو ایک خنجر مارا وہ دو ٹکڑا ہو کے گرا اندھیرا ہوا برق ثانی تو کود کر بھاگا اندھیرے مین ساحر اُٹھکر دوڑنے لگے برق ثانی پہاڑ سے نیچے کود گیا جادوگر ڈھونڈتے رہگیے برق ثانی نے اپنے کو ایک غار مین گرا دیا ساحر ڈھونڈھ کے پلٹے کسی کو نہ پایا دن بھر زیر کوہ ہنگامہ رہا یاقوت پہر دن رہے رخصت ہوکر طرف اپنے ملک کے گئی برق ثانی نے غار سے دیکھا زیر کوہ سناٹا ہوا رات کے وقت غار سے باہر نکلا اپنی حماقت پر نادم ہوکر اے برق ثانی اتنے عرصے تک شہر یاقوت نگار مین رہے کوئی کام نہ کیا جسدن جاہتے یاقوت کو پکڑ لیتے مگر قصد نہ کیا آج اُن سب سے چھوٹے اب اس طرح شہر مین جانا نہایت دشوار ہی جھاڑ پونچھ کے غار سے نکلا کنارے کنارے کوہ کے چلا دور سے دیکھا ایک باغ معلوم ہوتا ہی یہ باغ باغ کنیزان سامری مشہور ہی ہر شخص یہ جانتا ہی اسمین کنیزان خداوند رہتی ہین برق ثانی پشت پر باغ کی آیا کمند مار کے دیوار پر چڑھا گوشے سے دیکھا ایک ساحرہ سر چار مُنہ بہار و مسند پر بیٹھی ہی اور جو اسباب دیر مین بطور نذر چڑھایا گیا تھا وہ یہان جمع ہی وہ ساحرہ کنیزون کو بھی دے رہی ہی برق ثانی حیران کہ یہ اسباب تو دیر مین چڑھایا گیا تھا وہ یہان کیونکر آیا معلوم ہوتا ہی یہی ساحرہ اُس تصویر سے آواز دیتی ہی مگر وہ ساحرہ کنیزون سے یہ کہہ رہی ہی برق ثانی عیار یاقوت جادو کے ساتھ آیا تھا مین نے پہچانا اسطرح تڑپ کے نکل گیا کہ ہزارہا جادوگر تلاش مین گیا کسی نے اُسکو نہ پایا یہ بھی برق ثانی نے سُنا گوشے مین چھپا بیٹھا رہا محفل مین دورہ شراب کا ہوا ساحرہ جب نشے مین چور ہوئی لڑکھڑاتی ہوئی چھپر کھٹ پر گئی کنیزین اپنے اپنے مقام پر جاکے سوئین اب برق ثانی اپنے مقام سے اُٹھا تھر تھر کانپتا ہوا دل پر پتھر رکھ لیا قریب پلنگ کے پہونچا کانٹے سے دوشالہ ہٹایا بیہوشی دیکر اُسے بیہوش کیا گود مین اُٹھا کر گوشۂ باغ مین لایا زمین

اپنے ہاتھ سے کھودی اسکو زندہ درگور کیا اُسی ساحرہ کی شکل بنکر پلنگ پر سویا صبح کو جو اُٹھا نہایت بدمزاج
جس کنیز نے آکے سلام کیا اُسکو خنجر مارا کہا سامنے سے دور ہو ہم تو ابھی سوکے اُٹھے ہین ہمکو سلام
کرتی ہے دوسری نے خوف کے مارے سلام نہ کیا اُسکو یہ کہکر خنجر مارا کہ ہم کو سلام نہین کرتی جب
دس پانچ کو مار اکنیزین ہاتھ باندھ کے سامنے آئین عرض کرنے لگین حضور کو کس بات پر غصہ ہے صاف
صاف ارشاد ہو کیا منظور ہے برق ثانی نے کہا مابدولت دَیر مین جانا چاہتے ہین رستہ یاد نہین ہے
مابدولت دیر مین جائینگے راستہ بتاؤ کنیزون نے عرض کیا سامنے زیر نخل سے نقب ہے اُسین سے حضور
دَیر مین تشریف لیجاتی ہین یہ سنکر برق ثانی خوب ہنسے کہا بس ہمکو یہی منظور تھا اب برق ثانی اُس
نقب مین داخل ہوا دَیر مین سر نکالا تصویر سنگ مرمر جو نصب ہے اُسین بھی جوف ہے اس جوف مین
برق ثانی داخل ہوا دروازہ دَیر کا کھولا سب برہمن دوڑے کہ آج خلاف وقت کیون دروازہ
کھلا دیکھا قدرت بہ قہر و غضب آواز دے رہے ہین کہ کیون بندگان خاص بالخاص عین جشن مین عیار
طلسم کشا دَیر کے قریب آیا تمنے کیون نہ گرفتار کیا ہے شرط کہ سب کو جلا دون تمام طلسم کو خاک
مین ملا دون برہمن کانپنے لگے جواب دیا یا خداوند خطا ہوئی معاف فرمائیے کہا ایک کام کرو
نامے لیکر شاہان طلسم کے پاس جاؤ کل قدرت کا یہان جشن عالی ہے شراب کے مٹکے جمع کردو
قدرت اُنپر اپنا نام لکھدین جو ایک جام پیے گا سو برس عمر اُسکی بڑھیگی یہ سنکر برہمن خوشی کرنے لگے
رقعے قدرت کی طرف سے سب بندون کو لکھنے لگے کہ کل آکر سب جمع ہون قدرت اپنا فیض
جاری کرینگے یہ رقعے لیکر برہمن اول قلعۂ یاقوت نگار مین پہونچے یاقوت جادو کو رقعہ دیا
یاقوت نے رقعے کو آنکھون سے لگایا دونون بیٹیان سلیم جادو و کلیم جادو نے کہا تیاریان کرو
کل ہم دربار خداوندی مین جائینگے ای نور نظر تم بھی آنا رات بھر تیاریان کین صبح کو روانہ ہوئین جنھون
نے رقعہ آفتاب گر مخو کو بھی پہونچایا سب جگہ رقعے پہونچ گئے یاقوت بیٹیون سے کہکر روانہ
ہوئی پہلے آکے پہونچی دیکھا دَیر کا دروازہ کھلا ہے مٹکے اور گھڑے جمع ہین اُنمین شراب بھری ہے
قدرت جیخ رہے ہین غل مچا رہے ہین کہ بندے ہمارے آئے یاقوت جادو نے آکر سجدہ کیا
برق ثانی نے آواز دی سجدہ ہمکو نہ کرو جب طلسم کشا کو مٹا لینگے عمر تمھاری بڑھا دینگے تب ہم
تم سب سے سجدہ لینگے سب خاموش ہو رہے تھوڑے عرصے مین دیکھا دَیر کا صحن سب بھر گیا

اب تو برق ثانی سمجھا کہ لوگ آ گئے برہمنون سے اشارہ کیا بندون کو ہمارے شراب پلاؤ برہمنون
نے جام بھر بھر کے پلانا شروع کئے کچھ گھڑے مٹکے زیر کوہ بھی بھیجے دوکانداروں کو بھی شراب
ملنے لگی ایک تھوڑے ہی عرصے مین شراب پی کے حرکات ناشائستہ کرنے لگے کوئی ناچتا
ہی کوئی گاتا ہی کوئی دوڑا دوڑا پھرتا ہی کوئی مُنھ کے بل گرتا ہی چمن دیر مین یاقوت بیٹھی ہی اُسکی
انیسین جلیسین کنیزین سب سامنے جمع ہین برہمنون نے سبکو شراب پلائی تھوڑے عرصے مین پینے والے
بیہوش ہوے سب کا بیہوش ہونا کہ برق ثانی تصویر سے نکلا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق ثانی

منم برق ثانی خنجر گزار
ہمہ جا شود الامان الامان
کُشم ساحران جہان را بدار
منم پور شاگرد خواجہ عمر و
درآیم اگر در صف کافران
زمن کافران میکنند الحذر

کافرون کو قتل کرنے لگا کئی سی جادوگرون کو مارا ہر مرتبہ چاہتا ہی یاقوت کے پاس جاؤن جا کے
اسکو قتل کرون راہ مین دو دو جادوگرنیان مل جاتی ہین انکو قتل کر رہا ہی بہت چاہا کہ یاقوت کو قتل
کرون مگر ممکن نہوا یاقوت تک نہ پہونچا کنیزون مصاحبون کو مارا قضاے کار کلیم و سلیم بیٹیان
یاقوت کی جو چلین راہ مین جادوگرنیون کے مرنے کی آواز کان مین آئی ایک طرف مصاحبان یاقوت
کے مرنے کی صدا تھی گھبرا گئین کہ ان کی مصاحبون کو کسنے مارا دونون نے اپنے اژدہس
اژدہے رسر کوہ زنگار رنگ آ کر لہرا ہین دیکھا ایک عیار طرار کسن نیمچہ ہاتھ مین ساحرون کو قتل کرتا ہی
یاقوت کو بھی قتل کیا چاہتا ہی زیر کوہ و بالاے کوہ سب بیہوش پڑے ہین وہین سے دونون نے
فواشاد و مکار غدار خبر دار نامہربان کو قتل نکرنا ورنہ آتش قہر و غضب مین پھونک دینگے منم کلیم و سلیم
برق ثانی نے سر اُٹھا کے دیکھا دو جادوگرنیان سر پر لہرا رہی ہین برق ثانی نے چاہا تڑپ سکے
سماؤن اُن دونون نے سحر کیا برق ثانی کے پاؤن زمین نے تھامے دونون زمین پر آ گئین
یاران سحر پر سایا سب ہوشیار ہوے یاقوت جو اٹھی دریاے خون جاری دیکھا اپنے مصاحبون
کے لاشے دیکھے گھبرا گئی بیٹیون نے سب حال بیان کیا کہ ابر سیاہ آسمان پر پیدا ہوا دیکھا
آفتاب گرد نواح پہونچی یہ حال جو دیکھا کہا ارے قدرت کی تو خبر لو اس ظالم نے قدرت کو ستایا
جب تو اُنکے مقام پر تہا یا دیر مین گئی تصویر مین جوف پایا زیر تخت نقب دیکھی باغ مین پہونچی وہان
لاشہ قدرت کا پایا کنیزون سے حال پوچھا کنیزون نے کہا ہم نہین جانتے کہ کیا معرکہ گذرا قدرت کو

کیونکر مارا انھین کی شکل بنکر دیو مین گیا آفتاب نے سبکو ہوشیار کیا اور رخصت ہوئی برق ثانی کو ایک
قفس مین قید کیا کہا ہوا یاقوت لیجاؤ اسکو بہت احتیاط سے رکھنا طلسم کشا پہ نہین معلوم کیا گذری
اب کس مقام پر ہے ضرور اسکی طرف سے فتور برپا ہوگا قدرت کا مارا جانا بھی صورت زوال ہے ہم
تصویر قدرت بنے تھے یہ ساحرہ تھی مذہب اُسنے بگاڑا آفتاب گرچہ بہت جھلائی مذہب کو برا
بھلا کہنے لگی کہا بہن یاقوت اب ہوشیار رہنا اسکی قید بہت اچھی طرح رکھنا دیکھو کوئی فتور نہ آنے
پائے اپنے آقا سے یہ الگ تھا تو اُسنے یہ قیامت برپا کی اگر یہ اُس سے مل جائے تو نہین معلوم کیا
قیامت برپا کرے وہ طلسم کشا صاحب اقبال یہ عیار طرار مکار غدار اگر یہ اُسکے ساتھ ہو تو آفت ہے
یاقوت جادو قیدہ برق کو لیکر شہر مین آئی یہ تو مشہور ہے کہ بیٹی کے غم مین ہے جب مرجان کا ذکر آتا
ہے تو پہرون روتی ہے ایک دن برق ثانی نے یاقوت جادو کو مکدر پایا پوچھا یون ملکۂ عالم کیسا
مزاج ہے یاقوت نے رو رو کے حال بیٹی کا بیان کیا برق ثانی باتون مین بہلانے لگا اِس
لطف سے باتین کین کہ یاقوت خوش ہوگئی حیران ہے کہ کوئی مقام ایسا مقرر کرون کہ آٹھ پہر اِس کی
باتین سنا کرون بیٹیون سے کہا تم سلطنت کرو مین بیرون شہر باغ ہے اُسمین جاکر رہون وقتاً فوقتاً
آیا کرونگی بیٹیون کو شہر مین چھوڑ آپ آکر باغ مین رہی آٹھ پہر برق ثانی کا گانا سنا کرتی ہے اکثر
قفس سے برق ثانی کو نکال لیتی ہے گانا سنا کرتی ہے آٹھ دن گذرے ہین کہ کلیم وسلیم تخت پر بیٹھی ہین
کہ رونے کی صدا بلند ہوئی گھبرا کر کلیم وسلیم نے کہا ارے یہ کون روتا ہے کنیزون نے عرض کی
حضور کنیزان پیکر روتی پیٹتی آئی ہین اسقدر بے تاب و بیقرار ہین کہ کچھ جواب نہین دیتین کلیم وسلیم نے
کہا اندر بلاؤ کنیزان پیکر اندر آئین پوچھا کلیم وسلیم نے ارے کیا ہو کہ گذرا خون جسم مین بھرا ہوا ہے اسقدر
بیتاب و بیقرار ہو کچھ حال تو بیان کرو معلوم ہوتا ہے نہین لڑائی ہوئی کیا ہوا کہ گذرا کنیزون نے سر پیٹ
لیا کہا اے ملکۂ عالم کیا پوچھتی ہو بی قمر زمانہ فیروزہ پوش معشوق مرجان پر عاشق ہوئین کوہ بلا
پر اُسکو جگہ دی ہے پہلے آپ کی جدہ کو خبر ہوئی سحر کے زور مین اُسپر جا پڑین اُس نے ہاتھ تلوار کا مار دیا
آپ کی دادی قتل ہوگئین لاشہ کوہ بلا پر پڑا ہے ہم نہ اُٹھا سکے آپ سے اطلاع کرنے آئے ہین
یہ سنکر کلیم وسلیم نے ایک عرضی یاقوت کو لکھی حال قتل پیکر لکھا اور یہ لکھا کہ برا سے سعادت خون
جدہ جاتے ہین مزاج مین آئے تو آپ بھی آئیے ہم تو جاتے ہین یہ عرضی بھیج تیاری کرنے لگین

یاقوت کے پاس اُسوقت عرشی پہونچی کہ برق ثانی کا گانا سُن رہی ہی برق ثانی خوب تڑپ تڑپ کے
گا رہا ہی بتانا بھی جانا ہی یاقوت مبہوت ہو رہی ہی عرشی کو تو پڑھ کے شاہدیا کنیزوں سے کہا جا کر پنیوں نے
کہنا ہمیں اختیار ہی میں غم میں مرجان کے ہون مجھے کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا میں بھی آؤنگی لیکن
عرشی اسطرح پڑھی کہ برق ثانی نے سب حال سُنا اور زیادہ تکلف سے گانے لگا خوب تڑپ تڑپ
کے گا یا جی میں کہتا ہی ای برق ثانی فرزند صاحبقران صاحب اقبال ہی بادشاہ طلسم کی بیٹی
سے عشق ہوا اب سلسلہ معقول ہوا کیا عجب ہی کہ نوح بھی ملے بے شک شاہزادہ ہمارا صاحب
شوکت و لیاقت ہوا میں کیونکر اُس تک پہونچون برق ثانی تو اِس فکر میں ہوا کہ میں کیا تدبیر کرون
یاقوت کو گرفتار کرون پھر سوچا کہ دیکھو وہان کیا انجام ہوتا ہی یہان تو یہ صورت ہی کلیم و سلیم دو ہزار
جادوگر تیار کرکے طرف کوہ بلا کے چلیں یہان خسرو پیکر دو مار کے پہلو میں بی فرزانہ فیروزہ پوش کو
لیئے بیٹھے ہیں لیکن جب سے پیکر قتل ہوئی فرزانہ بجز اسکے کہتی ہی شہریار پیکر بزرگ طلسم بھی سب
ساحر قصد کرینگے اس خیال میں آنکھوں سے آنسو جاری دمبدم شاہزادہ سے لپٹ جاتی ہی کہتی ہی
ای شہریار بڑی ساحرہ قتل ہوئی اُسکے مرنے سے عالم میں ہنگامہ ہوگا اگر خبر پہونچی تو کیا عجب دلدار آفتاب
بھی آنے کا قصد کرے اگر آفتاب آئی تو بڑی مشکل ہوگی سر اُٹھا کے دیکھتی ہی کہ کنیزین سب بھاگ گئیں
کوئی دوست و مونس باقی نہیں فقط شاہزادہ ہی اور ملکہ پہلو میں بیٹھی ہی کوئی وزیرزادی انیس جلیس نہیں
باقی ہی صرف ملکہ شاہزادہ کے پہلو میں بیٹھی ہیں شاہزادہ ہر مرتبہ اشک پاک کرکے فرماتا ہی ملکہ خدا
پروردگار مالک ہی انشاءاللہ اگر دس لاکھ ساحر آئینگے سب کو جواب دونگا شاہزادہ ہر چند سمجھاتا ہی ملکہ
کی بیقراری نہیں موقوف ہوتی دمبدم بیقراری بڑھتی جاتی ہی کہ آسمان پر لکۂ ابر اُٹھا ملکہ نے کہا لو صاحب
کوئی آتا ہی ہر چند سحر نہیں جانتی مگر علامت سے تو آگاہ ہون کوئی ساحر بڑا آتا ہی یکایک ابر سے آواز آئی
کہ او ننگ خاندان اس ظالم کو تو پہلو میں لیے بیٹھی ہی دیکھ تو تیرا کیا حال ہوتا ہی بزرگ طلسم دادی کو قتل کرایا
لاشہ اسکا یون پڑا ہی کچھ تجھکو فکر نہیں اب جو دیکھا اکلیم و سلیم دو ہزار جادوگرون سے آگئے چھین زمین پر آتے ہی
لاشہ پیکر پر چیخ رو رو کر پکار پکار کر کہتی تھیں ہائے جدہ تم کس رنگ میں قتل ہوئیں فلک نے کیا سامان دکھایا
ہے تمہارا لاشہ دیکھا اور مہربان غم میں مرجان کے نہایت مبہوت ہیں کل مردان طلسم تمہاری لاش پر
آئینگے خوب بین کرکے ساحروں سے اشارہ کیا ارے تم دو ہزار جو ہیں مفت میں اکیلا ہی جلوہ کرکے گرفتار کرو سب

جادوگر لینا لینا کہکے چلے شاہزادہ تلوار کھینچ کر جا پڑا مثل شیر خشمناک ڈٹنے لگا جسکے ہاتھ مارا اُسکے
دو ٹکڑے کیے سو جادوگر تھوڑے عرصے مین مار کر ڈالدیے ہر مرتبہ شاہزادہ چاہتا ہی ان افسرون کو
بڑھ کر قتل کرون کلیم وسلیم سامنے سے ہٹ جاتی ہین دور سے سحر کر کے دیکھا سحر بسبب لوح محفوظ
کام نہین کرتا یا اُلٹا پلٹا یا جھٹ کر اُسی مقام پر گرا کسی ساحر کا کام تمام کیا شاہزادہ شیر بلند ہنگامہ زشا ہی
استقدر ساحر ہین مگر جاتے پھرتے ہین بعض منہ کے بل زمین پر گرتے ہین بعض کا قول ہی اس شیر سے
کوئی عہدہ برآ نہوگا کیا پشت وپہلو سے آگاہ ہی کسی کا دھوکہ نہین کھاتا کیونکر گرفتار کرین کلیم سلیم الگ
کھڑی ہوئی یہ سب معرکہ دیکھ رہی ہین کلیم نے سلیم سے کہا کیون بوا اب کیا ہوگا گرفتار ہونا اسکا
دشوار ہی حقیقت مین یکہ تاز میدان جلالت غضنفر بیشۂ جرأت ہی جب تو بزرگان طلسم لکھ گئے ہین کہ یہ شخص
فتاح طلسم آفتاب نگار ہی اگر ایسا دلیر نہوتا تو ایسا مقدمہ سخت وصعب کیون اِسکے نام قرار پاتا لیکن
عقل کو دخل دینا چاہیے سلیم نے بھی آنکھون مین آنسو بھر کے کہا ہوا کیا تدبیر کرین دونون نے
آپس مین کچھ صلاح کی جادوگرون کو آواز دی خبردار کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے ہمنے بھی شاہزادے کی
اطاعت قبول کی ہم جابجا کتابون مین دیکھ چکے ہین کہ جو اس جوان کے ساتھ بُرائی کریگا بذلت
مارا جائے گا اور جو اِسکی دوستی کرے گا عیش وآرام پائے گا شاہزادے نے دونون کو
گلے سے لگا لیا کہا ای کلیم وسلیم ہم تم کو مرتبہ اعلے دینگے تم ملکۂ عالم کی عزیزدار ہو دونون
نے کہا حضور ہماری شرکت سے بڑا مطلب نکلے گا کل ہی پاس آفتاب کے پہونچا دینگے
آپ قتل کرینگے آپ کے ہاتھ سے مہلت نہ پائیگی یہ کہکر دونون دوڑین اور آکر ملکہ فرزانہ
کے قدمون سے لپٹ گئین کہا حضور ہم آپ کی لونڈیان ہین ملکہ فرزانہ فیروزہ پوش رونے لگین
کہا بہن تمنے بڑا احسان کیا میرے وارث کی خیر وخوبی ہو کہا حضور کل ہی ہم آفتاب کر مجھ کو
قتل کرا دینگے آپ سب جادوگرون کو لیکر اسی صحرا مین ٹھہین کہا ای شہریاریان سے قریب
ایک باغ ہی شب کو چلکر اُسی مقام پر رہینگے صبح کو آپ کو قلعہ آفتاب نگار مین پہونچا دینگے
قلعے کے اندر ہی بلوہ کیجیے کہ آفتاب بھی دنگ ہو فوراً اُس کو قتل کیجیے طلسم یون ہی
پڑا رہجائے جب بادشاہ مارا گیا پھر کسی کی اتنی مجال ہی کہ آپ سے مقابلہ کرے سب آپ کی
اطاعت بدل وجان کرینگے آپ کا مذہب حق ہی یہ کہکر شاہزادہ اور ملکہ کو لیکر ایک باغ مین آئین

بارہ دری میں فرش بچھایا چھپر کھٹ آراستہ کیا آپ مثل کنیزوں کے خدمت کرنے لگیں پہر رات تک خدمت گزاری میں رہیں پہر رات سے گئے عرض کی حضور آرام فرمائیں کنیزیں برائے حفاظت موجود ہیں کیا مجال ہے کہ کوئی دشمن آسکے شاہزادہ و ملکہ فرزانہ چھپر کھٹ پر آئے دونوں نے باہم آرام کیا فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا یعنے کلیم و سلیم قریب چھپر کھٹ کے آئیں لوح گلے میں شاہزادے کے پڑی ہوئی سلیم نے فوراً مقراض جھولی سے نکالی ڈورا لوح کا کاٹ لیا لوح تو جھولی میں رکھی پکار کر آواز دی اور بولیں خانمان ساحران عالم آنکھ تو کھول دیکھ تو کیا ہوا شاہزادہ اٹھا دیکھا دونوں جادوگرنیاں سر پر کھڑی ہیں گرد کنیزیں چاؤں چاؤں کر رہی ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے اسکی مشکیں باندھو لوح محفوظ کا بڑا گھمنڈ تھا لوح لے لی شاہزادہ یہ باتیں سنکر اٹھا قصد کیا تلوار کھینچوں کلیم و سلیم نے سحر کیا تلوار ہاتھ سے شاہزادے کے گری زمین پر اگرا شاہزادے کو گرفتار کیا ملکہ فرزانہ نے آنکھ کھول کر یہ معرکہ دیکھا شاہزادے کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں مجبور و ناچار کھڑا ہے گرد کنیزیں گھیرے ہوئے ہیں پکار کر آواز دی بوا کلیم و سلیم یہ تمنے کیا کیا دونوں نے کہا یہ معاوضہ خون سیکر جادو ہوا تنے بڑے بزرگ کو قتل کر ڈالا ہے افسوس نہ آیا یہ کہکے ملکہ کو بھی گرفتار کیا بات بھر اُسی باغ میں رہیں صبح کو تخت پر سوار کیا لیکر طرف شہر یاقوت نگار کے چلیں چاروں جادوگر ساتھ ہیں زمیں دھوم دھام سے جاتی ہیں شہر یاقوت نگار میں آکر بیٹھیں ایک عرضی یاقوت کو لکھی کہ آپ کی کنیزیں گئیں جاکے طلسم کشا کو گرفتار کر لائیں اب کیا حکم ہوتا ہے یا تو یہاں تشریف لائیے یا ہمکو اپنے پاس بلائیے کنیز عرضی لیکر چلی یاقوت گانا سننے میں غرق ہے برق ثانی بیٹھا ہوا محل میں ہے غزلیں ٹھمریاں سنا رہا ہے یاقوت بہوت میٹھی ہے قفس سے برق ثانی کو نکال لیا برق ثانی نے بھی دم دیا کہ آپ ایسی قدردان مجھے کہاں ملیگی عمر بھر خدمت میں رہونگا میں نے طلسم کشا کو چھوڑا مسلمانوں کی محبت سے متنفر ہوا مذہب سامری و جمشید مجھکو تعلیم کیجیے میں چاہتا ہوں لات پرست بنوں میری عقل میں آگیا کہ پونے دوئی کو چھوڑکر ایک خدا کی پرستش کرنا یہ مسلمانوں کا کام ہے آپ کی صحبت میں رہا تو زنگ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا یاقوت کہتی ہے اے برق ثانی ہمارے ساتھ دغا نہ کرنا برق ثانی ہنس ہنس کے کہتے ہیں اے حضور میں آپ ایسی قدردان کہاں پاؤنگا کہ کنیز کلیم و سلیم نے آکر نامہ دیا یاقوت نے پڑھا کہا اے برق ثانی سنا تمنے خسرو شیردل گرفتار ہوے ملکہ فرزانہ بھی پھنسیں جسوقت بادشاہ طلسم سنیگی کہ میری بیٹی طلسم کشا پر مائل ہوئی کیا آفت برپا کرے گی اب طلسم کشا

کو قتل کرنا چاہیے برق ثانی نے کہا حضور جلد قتل کیجیے فساد کا طلسم مین رہنا اچھا نہین آپکی بیٹیون نے
بڑا کام کیا یہ ظالم قتل ہوجائے تو میرے دلکو آرام آئے آپ جشن کیجیے اُس جشن مین مین لات و
منات کو سجدہ کرون تمام اہالی طلسم جان جائین کہ برق ثانی لات ومنات پرست ہوا حال
سب پر کھلا یاقوت نے کہا اب طلسم کشا کو یہان بلوائین یا شہر مین چلین برق ثانی نے کہا حضور
وہان چلنے کیا کیجیے گا یہان بلوا لیجیے رات بھر چوکی پہرا دیجیے سویرے مجھکو حکم ہو مین اپنے ہاتھ سے
خسرو کو قتل کرون یہی سنا دون کہ اب ہم یاقوت کے تابعدار ہوے تنے ہماری کیا قدر کی اس
رات کو بڑی حفاظت کرنا چاہیے سویرے عاشق ومعشوق قتل ہون یاقوت بانو نسے برق ثانی کی
خوش ہو گئی کہتی ہی ای برق ثانی تجھ ایسا رفیق ملا طلسم کشا قتل ہوا جہان بانیان طلسم نے یہ لکھا ہی کہ
خسرو طلسم کشا ہی یہ بھی لکھ گئے ہین کہ اگر خسرو شیر دل کو قتل کیا تو پھر ہزار سال تک اس طلسم کو
زوال نہین اب عمر بھر چین کرینگے برق ثانی ہنس ہنسکے باتین بنا رہا ہی کہتا ہی ای ملکہ یاقوت آپ
کے اقبال کی قسم کھانا چاہیے آپ کی بیٹیون نے کیا کمال کیا طلسم کشا کو کیونکر دم دیا لوح محفوظ کو
چھین لیا کیونکر لوح لی کیا فقرہ دیا کہ قید کر لیا جواب عرضی کا لکھیے کہ قید طلسم کشا ومعشوقۂ طلسم کشا
یہان لیکر آؤ لیکن خبردار ساحر ساتھ رہین عمدہ لوگ جو معتبر قدیم ہین وہی ساتھ رہین اور کوئی دراندار
ساتھ نہ ہو رات بھر یہان حفاظت کرین صبح کو قتل پر کمر باندھین یہ جواب کنیز کو لکھکر دیا یہان دربار
مین کلیم وسلیم بیٹھی ہین دونون قیدی سامنے زنجیرون مین جکڑے ہوے بیٹھے ہین کلیم وسلیم کہہ رہی
ہین کیون ای طلسم کشا اگر ہم یہ دھوکا نہ دیتے تو تم کیونکر گرفتار ہوتے کیون بی فرزانہ پیکر کے قتل کا
تمکو کچھ افسوس نہ ہوا بزرگ طلسم سب کی حاکم ساحرہ اس بلا کی وہ یون قتل ہو جائے اگر ساحرون سے
لڑائی پڑتی دو لاکھ ساحر ایک طرف ہوتے پیکر ایک جانب ہوتی تو ان دو لاکھ کو مٹا تی اس طلسم مین
کوئی اُسکا ہم نبرد نہ تھا یقین تھا کہ جسدن لڑائی پڑیگی ایک سحر مین لاکھون کو مٹا دیگی کون اُس سے
مقابلہ کر سکیگا وہ یون پیچھے چپکے قتل ہوئی آفتاب گرم خو آج تک سو گئی ہین ہی خسرو نے جواب دیا
او مکارو کیا بیہودہ بکتی ہو ہم صاف باطن ہین نیک وبد کا حال سمائے ہی دل صاف وشفاف آئینہ ہی
جو تو نے کہا ہمنے قبول کیا ہم کیا جانتے تھے کہ مکر در پیش ہی اب کیا پس وپیش ہی قید سے چھوٹینگے
طلسم آفتاب نگار کو لوٹینگے کلیم وسلیم کہتی ہین ای فرزند صاحبقران اب رہائی ناممکن قتل کے امیدوار

رہو یہ رات درمیان میں ہی صبح سامنا قتل کا ہی کہ کنیز جواب لیکر آئی کلیم وسلیم نے جواب پڑھا ساتھ والون سے کہا سوجادوگر معتبر جن پو مادر مہربان کو ایسا مرجان کا غم ہی کہ سلطنت ترک کی باغ مین سکونت اختیار کی قتل طلسم کشا کو بھی یہان نہ آئینگی وہین ہمکو بلایا ہی یہ کہکر دونون ناتُھین خسرو شیر دل وملکہ فرزانہ کو مسلسل ومطوق ایک تخت پر سوار کیا کلیم وسلیم پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے پشت پر سوجادوگر طرف باغ چلے یہان برق نے یاقوت کو بیہوش کیا اپنی صورت بناکر قفس مین بند کیا آپ اُسکی شکل بنکر بیٹھا کنیزونکو کہا کہ تم دروازے پر ٹھہرو صرف دونون بیٹیان اندر آئین اور دونون قیدیونکو لائین کہ دونون مع سوجادوگر و سکے دروازۂ باغ پر پہونچین دیکھا کنیزین پہرے پر کھڑی ہین پکارکر آواز دی ای ملکہ سلیم وکلیم آگئے نہ بیٹھنا ملکہ عالم کا حکم نہین ہی ارشاد فرمایا ہی کہ دونون بیٹیان قیدیونکو لیکر اندر آئین کلیم وسلیم ترکین قیدیون کو لیا اندر باغ کے دونون آئین روشنی باغ مین ہورہی ہی اور یاقوت جادو مسند پوشیٔ ہی باغ پر نگاہ ہی کہ کلیم وسلیم قید لئے ہوے خسرو کی آکر پہونچین یاقوت نے اُٹھکر بیٹیونکو گلے سے لگایا کہا کہ ای فرزندو بڑا کام کیا اس ظالم کو تمنے پکڑ لیا ہی مرجان طلسم کشا بناگئین لوح محفوظ دیدی ملکہ نے کہا لاؤ لوح محفوظ مجھے دو کلیم وسلیم نے دیکھا برق ثانی قفس مین بند سر ڈالے پڑا ہی کہا کیون مادر مہربان عیار کو بھی قتل کیجیے گا یاقوت نے کہا ای نور نظر یہ بڑا محدہ رفیق ہی مسلمانون سے بیزار مذہب لات ومنات کا خواہان اسکو لات پرست کرینگے ہمارے پاس رہیگا اب مین ہمیشہ اسی باغ مین رہون گی سلطنت تمکو مبارک ہو ای نور نظر بینے مرجان کے بعد سلطنت سے ہاتھ اُٹھایا ایک جشن کرین خوشی قتل طلسم کشا کا اُسی جشن مین برق ثانی لات ومنات پرست ہوگا ہمین خوب خیال ہی یہ کہکے کنیزونسے کہا باہر جاؤ ہم اور بیٹیان طلسم کشا کی حفاظت کرینگی رات بھر جاگین ایسا نہ ہو رات کو کوئی فتور پڑے کوئی معین ومددگار پیدا ہو شب قتل طلسم کشا ہی ہزار طرح کا انتظام چاہیے ای نور نظر اگر مین کوئی خلاف حرکت کرون تو مجھے بھی قتل کرنا تم سے کوئی حرکت خلاف ہوگی تو مین تمکو بھی قید کرونگی رات بھر کہ سیے زبان مین سوزن دونگی صبح کو بعد قتل طلسم کشا چھوڑ دونگی دونون نے عرض کی آپ مالک ہین جو مناسب ہووہ کیجیے دونون قیدیونکو ستون سے باندھو دو قیدیون کو ستون سے باندھا اور دونون بیٹیون کو دو تلوارین دین لوح محفوظ تو پہلے ہی اپنے پاس رکھلی کہا تم حفاظت کرو مین پلنگ پر بیٹھی دیکھ رہی ہون یکایک بیٹھے بیٹھے کہا چار کنیزین باہر سے بلالو سلیم گئی چار کنیزین باہر سے بلالائی اُن

کنیزوں سے کہا تم بھی حفاظت کے لیئے بیٹھو آپ چارپائی پر بیٹھی نیچہ کھینچکر اپنے آگے رکھ لیا اسباب سحر
رکھا ہوا چپکے چپکے اسماے سحر پڑھنے لگی یکایک دو پہر رات گئے آواز دی اری کلیم میں نے تیری حرکت
دیکھی ہاتھ کیسا ہلاتی تھی ادھر میرے پاس آؤ کلیم تھرائی ہوئی سامنے آئی جیسے کلیم سامنے آئی کہا
بیٹا میں نے تمھاری حرکت دیکھی تمنے طلسم کشا سے کیا اشارہ کیا میں نے دیکھ لیا کلیم نے کہا ای
مادر مہربان میں تو خاموش بیٹھی رہی میں نے تو ہاتھ پاؤں بھی نہیں ہلایا **یاقوت** نے کہا میں یہ کچھ
نہیں جانتی میرے دل میں شک آیا میں اب تمکو گرفتار کرونگی اگر گرفتاری نہ قبول کرو تو مجھسے مقابلہ کرو کلیم
نے کہا ای مادر مہربان میری مجال ہی کہ میں آپ سے مقابلہ کروں کہا تو زبان نکالو دو پہر کی تکلیف ہی
پھر صبح کو بعد قتل طلسم کشا کے رہا کردونگی نہیں تو مقابلہ ہو جائے کلیم نے سر جھکا لیا کہا میری کیا مجال
ہی کہ آپ سے مقابلہ کروں یہ کہکے زبان نکالی **یاقوت** نے کلیم کی زبان میں سوزن دی ستون سے
مروڑکر مشکیں باندھیں سلیم تھرتھر کانپ رہی ہی جی میں کہتی ہی کہ ہمشیرہ سے کیا خطا ہوئی کہ جو مادر مہربان
نے قید کیا میرے نزدیک تو خطا تھی یا مادر مہربان نے دیکھا ہوگا پرانی جادوگرنی ہی کوئی تو بات
دیکھی سلیم سر جھکائے بیٹھی ہی سر نہیں اٹھاتی اسواسطے کہ میں طرف طلسم کشا کے دیکھوں کوئی خطا
نکل آئے اس سوچ میں بیٹھی ہی یہاں **یاقوت** چاروں کنیزوں سے بولی اری تم سوتی ہو ہوشیار ہوکے
بیٹھو نہیں یہاں سے نکل جاؤ کنیزوں نے عرض کی جب حضور نے بیٹی کو قید کر لیا تو ہماری کیا حقیقت ہی کہا
اپنی اپنی زبانوں میں سوزن دو میں نے تم چاروں کے قاعدے دیکھے یا مجھسے مقابلہ کرو کنیزوں
نے کہا ہماری کیا مجال ہی جو حکم ہو بجا لائیں **یاقوت** نے کہا زبان میں سوزن دینگے اپنی اپنی زبانیں
نکالو کنیزوں نے زبانیں نکالدیں **یاقوت** نے چاروں کی زبان میں سوزن دی انکی بھی مشکیں باندھکر
ستون سے باندھا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کیوں سلیم ہمنے تمھارے حرکات دیکھے میرے
پاس آؤ اری تو نے بھی ہاتھ ہلایا یہ کیا اشارے کرتی تھی جلد میرے پاس آؤ سلیم کانپتی ہوئی سامنے
آئی **یاقوت** نے اٹھکر ایک طمانچہ مارا سلیم رونے لگی کہا مادر مہربان مجھسے کیا خطا سرزد ہوئی میں نے
ہاتھ پاؤں کچھ نہیں ہلایا **یاقوت** نے کہا بیٹا میں نے دیکھا میرے دل میں شک پڑا میں ضرور تمکو
بھی قید کرونگی یا مجھسے مقابلہ کرو میں لڑونگی سلیم نے کہا جو حضور کو مناسب ہو وہ کیجیے یہ کہکے زبان نکالی
یاقوت نے زبان میں سوزن دی اور سلیم کی بھی مشکیں باندھیں دوڑکر قدموں سے خسرو کے

پست گیا اور کہا حضور نے غلام کو بچانا ہے برق ثانی بی یاقوت کو پکڑ لیا قفس جن قید ہین غلام نے جو خبر سُنی بیقرار ہو گیا مین نے گرفتار کیا انتظار مین حضور کے تھا لوح محفوظ گلے مین خسرو کے ڈالی کہ ہتھکڑیان بیڑیان کٹ گرین ملکہ فرزانہ کو بھی رہا کیا قفس کو اُتارا اُس مین یاقوت بندھی یاقوت کو قفس سے نکالا زبان مین سوزن گرفتار رنج و محن اب یاقوت کو ہوشیار کیا یاقوت کی جو آنکھ کھلی بیٹیونکو دیکھا کہ ستون سے بندھی ہوئی کھڑی ہین زبانون مین اُنکی بھی سوزن چارون کنیزون کی بھی زبان مین سوزن یاقوت گھبرا گئی برق ثانی نے صورت اصلی بنائی شاہزادے کے گلے مین لوح محفوظ ڈالدی ملکہ فرزانہ کو تخت پر بٹھایا ہی پکار کر آواز دی ای ملکہ یاقوت قدرت خدا کو تینے دیکھا مجھ ایسے حقیر کو تم پر غالب کیا شاہزادہ قید سے چھوٹا لوح محفوظ گلے مین پڑ گئی ای ملکہ یاقوت اگر دل سے اطاعت کی خیر ہے ورنہ قتل کرونگا یہ بخوبی مجھکو ثابت ہی کہ ہمارا شاہزادہ طلسم کشا ہی ضرور طلسم کو توڑیگا جو اطاعت نہ کریگا وہ مارا جائیگا اور تصور یہ ہی کہ شاہزادہ ابلوح کی فکر کریگا لوح طلسمی دستیاب ہوئی اور طلسم توڑا بہتر یہ ہی کہ اطاعت دین اسلام اختیار کرو ملکہ فرزانہ دختر بادشاہ طلسم کی یہی بادشاہ طلسم ہو گی ای یاقوت تینے کارخانہ قدرت خدا کا دیکھا کہ وہ مسبب الاسباب ہی شاہزادہ بھی اُٹھا کہا ای ملکہ یاقوت تم میری بزرگ ہو مرجان کے قتل نے دل توڑ دیا پیکر نے کتل کیا لیکن جن بزرگ نے مجھکو ہدایت کو وہ بلا کی کی یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ مرجان سے ملو گے پروردگار کو اختیار ہی کہ مردے کو زندہ کرے خاک کو اُسکی جمع کردے اور روح تازہ عطا فرمائے اسوجہ سے امید ہی بزرگان دین نے زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا ضرور ملاقات ہو گی شاید کوئی سبب پروردگار نے رکھا ہو مرجان کا ذکر جو شاہزادے نے کیا یاقوت بے اختیار ہو کے روئی اشارہ کیا کنیز کی آپ زبان سے سوزن نکالیے مین نے دل سے اطاعت کی برق ثانی کہتا تھا حضور مجھے یہ ساحرہ بہت زبردست ہی ایسا نہ ہو بگڑ جائے تو اسکو کون سنبھالے گا شاہزادے نے کہا پروردگار مالک ہی چہرے پر اسکے نور اسلام چمک گیا یہ کہکر زبان سے یاقوت کی سوزن نکالی یاقوت قدمون سے شاہزادے کے لپٹ کے بہت روئی مرجان کو یاد کیا کہا حضور اُسکی نشانی ہین مین نے سامری و جمشید بہت کی دین پروردگار اختیار کیا شاہزادے نے کہا بیٹیونکو سمجھاؤ ایسا نہ ہو یہ نہ مانین اور برق ثانی قتل کرے یاقوت ٹہلتی ہوئی دونون کے پاس آئی کہا ای نور نظر شاہزادے نے

کس لطف سے رہائی پائی اب اگر اطاعت نہ کروگی تو عیار کو اختیار ہی فوراً قتل کریگا اُسکو کون روکے گا مجھ ایسی
ساحرہ کو اُسنے پکڑ لیا تمکو کس تکلف سے گرفتار کیا اب یہی مناسب ہی کہ دل سے اطاعت دین اسلام
اختیار کرو تم ایک مرتبہ مکر کر چکی ہو شاہزادہ ایسا جلیل ہی کہ اُس خطا کا خیال بھی نہیں ہی بس اب بہتر
یہ ہی کہ دل و جان سے اطاعت کرو ایسا نہ ہو برق ثانی قتل کر ڈالے اِس طرح **یاقوت**
نے سمجھایا دونون بیٹیون نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالیے کہ ہم زبان سے جواب دیوین
یاقوت نے فوراً سوزن نکالی دونون کی دونون قدمون سے شاہزادے کے پٹ گئین عرض کی ای
شہریار ہماری خطا کو معاف فرمائیے جیسی خطا کی اُسکا معاوضہ پایا ہم بدل وجان حاضر خدمت فیضدرجت
ہین جو مان نے ہماری اختیار کیا ہم بھی اُسی مذہب کو اختیار کرتے ہین کنیزون نے بھی اطاعت کی چار سو
جادوگر جو باہر تھے اُنکو بُلایا اُنھون نے جو **یاقوت** کو مطیع دیکھا وہ بھی بدل وجان شریک ہوسے
اب **یاقوت** نے شاہزادہ کو بپشت مرکب پر سوار کیا ملکہ **فرزانہ** کو تخت پر چوب دچاق ہاتھ مین لیکر ان
بیٹیان ساتھ ہولین اہتمام سواری کرتی ہوئین قلعۂ **یاقوت نگار** مین لائین شہر والون نے جو جمال
جہان آرائے شاہزادہ دیکھا سب نے اطاعت اختیار کی شاہزادے نے لاکر دار الامارۃ مین ملکہ کو
تخت پر بٹھایا ملکہ **یاقوت** پہلو مین بیٹھین کلیم وسلیم آکر بیٹھین سب ساحرہ جمع ہین **برق ثانی** نے
کہا کیون ملکہ **یاقوت** لوح طلسمی کیونکر حاصل ہو **یاقوت** نے کہا مہتر صاحب لوح طلسمی ضمن مین
پیکر جادو کے تھی وہ قتل ہوئی اب لوح کا پتہ کون بتائے قدمون کی شاہزادے کے قسم کھاتی
ہون کہ مجھکو نہین معلوم لوح طلسمی کہان ہی اب اِسکو غنیمت جانیے کہ تا بہ **یاقوت نگار** آپ کا قبضہ ہوا
لوح محفوظ آپ کے قبضے مین ہی یقین ہی کہ **آفتاب** بھی آپ سے تعرض نہ کرے اگر تعرض کریگی سحر
آپ پر تاثیر نہ کریگا بس اب ارادہ نہ کیجیے ایک جادوگر مصاحبون مین **تحل کج طینت** اُسکا نام ہی اُسنے
مکر سے اسلام اختیار کیا ہی ہنس کر کہا ای شہریار آپ یہانتک کیونکر پہونچے شاہزادے نے کہا
بزرگان دین نے ہدایت کی تا بہ **کوہ بلا** پہونچے آخر قلعہ **یاقوت نگار** قبضے مین آیا انشاء اللہ طلسم
بھی قبضے مین آئیگا ہم روگردانی فتاحی طلسم سے نہ کرینگے **کج طینت** بول اُٹھا ای شہریار وہ خواب
آپ کا شیطانی ہوگا یہ سُنکر شاہزادے کو نہایت غصہ آیا ایک عصائے مرصع کار ہی کہ ہاتھ مین
پیکر کے رہتا تھا وہ عصا بوجہ رعنائی برابر تخت ملکہ **فرزانہ** کے رکھا ہی وہ عصا شاہزادے سے لے

اٹھاکر سر پر کج **طینت** کے مارکر کہا او بیحیا ارشاد بزرگان دین کو خواب شیطانی کہتا ہی کہ سر اُسکا
پھٹا عصا ٹوٹ گیا ساحر تو واصل جہنم ہوا عصا جو ٹوٹا اُس سے ایک پرچہ کاغذ کا گرا وہ کاغذ دوڑکر
برق ثانی نے اٹھایا سب ساحروں کو مرنے کی اُس ساحر کے خوشی ہوئی سب کو سرور ہوا کہ
ایسا کافر مارا گیا جو ہدایت بزرگان کو خواب شیطانی کہتا تھا **برق ثانی** نے جو اُس کاغذ کو دیکھا
نوشتہ پایا طرف سے بانیان طلسم کے لکھا ہی کہ اگر کوئی ارادہ طلسم کشائی طلسم **آفتاب نگار** کا کرے
تو لوح طلسمی پاس **برقان دریانشین** کے ہی طلسم کشا کو مناسب ہی کہ **یاقوت جادو** کو ساتھ
لیکر بیرون قلعۂ **یاقوت نگار** جاے پانچ کوس کے بعد ایک دریا چہ ملیگا کنارے دریا کے جاکے
یہ اسم جو لکھا ہی اسکو پڑھکر دریاچے پر دم کرے اور پکارکر آواز دے کہ ای **برقان** جلد آؤ اندر سے
دریا کے تہلکہ پیدا ہوگا ایک ماہی کلان پر ایک ساحر سوار ظاہر ہوگا جسم اُسکا مثل برق کے چمکتا ہوگا
اُس سے سوال کرے کہ **پیکر جادو** نے انتقال کیا **یاقوت جادو** مطیع ہی یہ لوح طلسمی کا
باعث ہی کہ جسم اُسکا مثل برق کے چمکتا ہی بس لوح اس سے حاصل کرے **برق ثانی** نے
وہ پرچہ شاہزادے کو دیا شاہزادے نے پڑھکر کہا ایہا الحاضرین خدا کی قدرت کو دیکھو کہ لوح کا
سامان ہوگیا وہ بد اعتقاد مرا ورنہ اس عنایت پروردگار کو دیکھتا او ملکہ **یاقوت** چلو لوح طلسم
بیرون شہر **یاقوت نگار** ملیگی ملکہ **یاقوت** نوشتے کو دیکھکر خوش ہوگئی کہا ای شہریار ہمکو اسکی بالکل
خبر نہ تھی آپ مؤید من اللہ ہین غیب سے سامان پیدا ہوا **پیکر جادو** نے ہمسے کبھی ذکر نہین کیا نہ اس
پرچے کا حال ہمکو معلوم تھا کنیز آپ کے ساتھ چلے گی **برق ثانی** نے کہا اے شہریار اگر حضور تامل
کرین تو مین ایک عیاری کرون طلسم پر اربجلے ملکہ **آفتاب** کا سر اڑادون **یاقوت** نے
پوچھا وہ تدبیر کیا ہی **برق ثانی** نے کہا میرا ارادہ ہی کہ مین **کلیم جادو** کی شکل بنون اور دو گنہگارون
کو ایک کو بشکل ملکہ اور ایک کو بشکل حضور گرفتار کرکے قلعہ طلسمی پر جاؤن اور آواز دون
کہ خالہ اماں مین قیدیون کو لائی ہون ہان تو ہماری شریک مسلمانان ہوئی مین نے شب کو
سوتے مین ان سب کو گرفتار کیا لیکر حضور کے پاس آئی بس وہ ضرور بلا لینگی اندر گھس کے قلعے
کے مارون کہا ہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئین سر سرکار کے پاس لاؤن **یاقوت** نے
برق ثانی سے کہا خوب بات تجویز کی ورنہ سراسر خرابی تھی ہرچند کہ رقعے مین مرقوم ہی اگر **برقان**

نہ آوے یا لوح دینے سے انکار کرے تو کیا زور ہی یہ صلاح بہت معقول ہی سب حاضرین وقت نے
اِس صلاح کو منظور کیا برق ثانی نے دو گنہگار قید خانے سے بلائے عورت کی صورت بشکل فرزانہ
بنائی ایسا رنگ و روغن لگایا کہ ماں بھی نہ پہچان سکے ایک مرد کو بشکل خسرو شیر دل بنایا چار کنیزین
سحر کرنے کو ساحرائین کہا تم سحر کر کے تخت اُڑاتی ہوئی لیچلو برق ثانی بشکل کلیم جادو دختر یاقوت
بھی قیدیونکو ساتھ لیکر تخت اُڑاتے ہوے چار کنیزین پایۂ تخت کو سنبھالے ہوے سحر کرتی ہوئی
ساتھ تھین پانچ سات کوس قلعۂ یاقوت نگار سے نکلکر داہنے پر ایک قلعہ بصورت عجائب و
غرائب دکھائی دیا سر قلعہ پر ایک طاؤس بیٹھا ہوا مُنھ کھولکر آواز ہیہات ہیہات وافسوس دیتا ہی
اُسکے مُنھ سے چنگاریان آگ کی گر رہی ہین وہ خندق مین گرتی ہین خندق مین بجاے پانی کے آگ
جوش مارتی ہی شعلے بلند ہو کر ہوا پر پہونچتے ہین خندق سے بھی دُھوان نکل رہا ہی ملکہ یاقوت نے
بتلا دیا تھا کہ ای مہتر والاگہر سامنے قلعے کے جا کر طاؤس سے آنکھین ملانا اور پکار کے آواز دینا
ای نگہبان طلسم خالا جان کو اطلاع کرو کہ وہ مجھے اپنے پاس بلائین قیدیون کو مجھسے لین ایسا
نہ ہو کوئی ساحر میرے تعاقب مین آتا ہو مجھکو خوف گرفتاری ہی وہ طاؤس اُڑجائیگا جا کر آفتاب
کو اطلاع کریگا سُنتے ہی ملکہ دوڑی آوینگی جیسے ہی برق ثانی نے سامنے قلعہ دیکھا قریب قلعے
کے آیا پکار کر آواز دی ای نگہبان طلسمی ملکہ آفتاب سے خبر کرو کہ آپکی بھانجی قید طلسم کشا و دختر حضور
کو لیکر حاضر ہوئی ہی لوح محفوظ میرے پاس موجود ہی امیدوار شفقت بزرگانہ ہون کہ مجھکو اپنے پاس
بلوا لیجئے یہ سُنکر طاؤس نے پرواز کی آفتاب تخت پر بیٹھی تھی یہی ذکر ہو رہا تھا کب پیکر فتح
ہوئی قلعۂ یاقوت نگار قبضے مین طلسم کشا کے آیا آفتاب گرم خو کہہ رہی ہی ایک بہت
بڑی بات ہی کہ لوح اس طلسم کی مفقود ہی آجتک کبھی جدّہ نے یہ نہین بیان کیا کہ لوح طلسم
کہان ہی کسکے پاس ہی لوح کسکے سپرد کی بی یاقوت بھی نہین جانتین کہ لوح طلسمی کہان ہی
کہ طاؤس آکر پہونچا بیان کیا کہ بھانجی حضور کی لوح محفوظ لیکر آئی ہی باغیون کو قید کر لائی ہی
تخت پر سوار پکار رہی ہی آفتاب گرم خو نے کہا قید مین کون کون ہی طاؤس نے دست بستہ
آفتاب گرم خو سے عرض کی دختر حضور و طلسم کشا چار لونڈیان ساتھ لیے ہوے آئی ہین
حقیقت مین اُسنے بڑا کام کیا اُسکو بلا کر سرفراز کیجیے کہ دوسرون کا حوصلہ بڑھے تخت اُڑتا ہوا آیا ہی

آفتاب یہ سنکر خوش ہوگئی کنیزون کو حکم دیا کہ جاکر میری بھانجی کو لاؤ دیکھو صاحبو کیا زمانہ ہی بیٹی
سے سوا بھانجی کو خیال ہوا کس مشقت سے گرفتار کرکے لائی چند مصاحبین گئین طاؤس سے
اشارہ کیا کہ راستہ کھول دے طاؤس بلند ہوا آواز ہیہات وافسوس دینے لگا جیسے ہی یہ آواز
دی شعلۂ آتش بیچ مین سے شق ہوے ایک سڑک تیار ہوگئی ایک پھاٹک دیکھا کھلا ہی **برق ثانی**
بصورت کلیم جادو قیدیون کو ساتھ لیے ہوے داخل قلعہ ہوا لیکن قیدی بیہوش ہین **برق ثانی**
نے آکر دربار مین **آفتاب** کو سلام کیا ملکہ **آفتاب** نے بھانجی کو گلے سے لگا لیا کہا کہ ای نور نظر
بڑا کام کیا ایک تختی بصورت لوح محفوظ بنا کے لایا تھا وہ ہاتھ پر رکھکر نذر دی **آفتاب** خوش ہوگئی
لوح محفوظ کو لیکر اپنے پاس رکھا بلکہ گلے مین پہن لی اب **کلیم نقلی** نے حال بیان کرنا شروع کیا
کہ ای مادر مہربان مین جلدی مین سب کو لائی **برق ثانی** کو چھوڑ آئی **آفتاب** نے کہا کہ جس سے
غرض تھی اُسکو لائی اب کیا مشکل ہی لشکر کشی کرکے چلین گے بی **یاقوت** کو بھی پکڑ لائین گے قلعۂ
یاقوت نگار پر قبضہ کرینگے عیار ملیگا اُسے گرفتار کرینگے اگر نہ ملیگا بھاگ جائیگا طلسم مین نہین آسکتا
کلیم نقلی نے کہا کہ خالہ امان آپ کو اختیار ہی جو مناسب جانیے وہ کیجیے مین اپنی جان دے کر
انکو لائی **آفتاب** نے کہا کہ بیٹا تمنے وہ کارنمایان کیا کہ تم سے امید ہوئی بیٹی کو بالکل خیال نہ آیا
مرجان کا حال سُن چکی تھین جان کا بھی اپنی پاس نہ ہوا **برق ثانی** عرض کررہا ہی کہ خالہ امان
مین نے کتاب مین دیکھا کہ اگر یہ طلسم کشا قتل ہوجائے تو ہزار سال تک طلسم پر زوال نہ آئیگا
اب ہزار برس کو چھٹی ہوگئی اب میرا جی چاہتا ہی کہ آپ کے سامنے کچھ گاؤن مین نے بڑی مشقت
کرکے حاصل کیا ہی گاؤن بجاؤن جشن کرون شراب چلے شراب پی پی کر بیہوش ہوئین پھر کل
لشکر کشی کیجیے گا کہ مادر مہربان کو بھی سزا ملے انکو بھی معلوم ہو کہ اطاعت طلسم کشا کا یہ مزا ملا
غنچۂ آرزو نہ کھلا سلطنت طلسم پر نازان ہین طلسم کشا نے وعدہ کیا تھا کہ تمکو بادشاہ طلسم
آفتاب نگار کرینگے **آفتاب** نے کہا کہ انکو قید مین مارڈالونگی کیا چین سے بیٹھنے دونگی کل
ہی طلسم کشا کو قتل کرونگی دیکھو تو کیا آفت کرتی ہون **برق ثانی** نے کنیزون سے پکار کر آواز دی
کہ اسے کنجی میخانے کی مجکو دو شراب محل مین آئی **آفتاب** نے کنجی اپنے پاس سے دی
برق ثانی دوڑ کر میخانے مین پہونچا پکار کر آواز دی کہ ہم ساقی ہین کوئی باقی نہ رہے کنیزین

دو زرین گلابیان پتلے اُٹھا کر لیجانے لگین اب تو جا بجا ہنگامہ ہوا کہ آج بی کلیم شراب بانٹ رہی ہین سب کو شراب پی رہی ہی ہر طرف غریو بلند ہوا شراب چلنے لگی برق ثانی نے سو گلابیان عمدہ آراستہ کرکے کشتی مین لگائین بڑے تکلف سے شراب لیکر محفل مین آیا جو چار کنیزین ساتھ آئی ہین آپس مین کہہ رہی ہین کہ کیا کمبخت کس طور سے شراب لایا برق ثانی نے پیشواز پہنی سامنے آفتاب کے گت ناچی آفتاب خوش ہوگئی کہا کہ اے میری بیٹی یہ کیونکر حاصل کیا برق ثانی نے عرض کیا کہ مادر مہربان ابھی کیا سُنا ہی ذرا شرم تو میری دفع ہو برق ثانی نے گت ناچ کے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

آئینے کی طرف نہین آتا خیالِ دوست
قربان شانِ حسن عدیم المثال دوست

بجلی ہوا ہی آنکھ کی اپنی خیال دوست
ہان تو یہ حال ہی نہین معلوم حال دوست

الطاف نامہ یار کا لیکر کرم کرے
صورت دکھائے ہدہد فرخندہ فال دوست

حسن شباب تک نہین طفلی گئی ہنوز
ظاہر نہین ہوا ابھی ہمکو کمال دوست

سُنکر فسانہ یوسفؑ و یعقوبؑ کا کہا
کرتا ہی چشم یار کو روشن جمال دوست

اُن ابروؤن کے حسن کی تعریف کیا کرون
ماہ چہاردہ سے ہین بہتر ہلال دوست

یاد آئی دن کو رات ملاقات یار کی
شب کو رہا تصور روز وصال دوست

معشوق آنکھ پھیرے نہ عاشق سے اے کریم
وحشی سے اپنے ہو نہ گریزان غزال دوست

دل پریشان ہوتا ہی مجھکو امین کا
جان عزیز کو مین سمجھتا ہون مال دوست

وہ قد ہی مثل سرو ہمیشہ بہار پر
اندیشۂ خزان نہین رکھتا نہال دوست

رخسار سے صباحت کا نور ہی عیان
بوسے خطیب مشک سے رکھتے ہین خال دوست

چین جبین یار سے بنتی ہے جان پر
ہوتا ہی ناگوار طبیعت ملال دوست

مریخ کی طرح سے ہی خونریز عاشقان
پہنے لباس سُرخ تو ہی حسب حال دوست

گر گر گئے ہین سرو چمن قد کو دیکھکر
گردن کشون کے سر ہوے ہین پائمال دوست

انداز جو ہے یار کا سب سے ہے علحدہ ہی
ایک ایک سے ہی خوب جمال و جلال دوست

رہتی ہین آنکھین بند تصور مین یار کے
تار نگہ سے اپنے بندھا ہی خیال دوست

آتش یہ وہ زمین ہی کہ صاحب نے ہی کہا		خوشتر ز گوشوارہ بود گوشمال دوست

اس رنگ مین یہ غزل سامنے آفتاب گرمجو کے گائی کہ آفتاب گانا برق ثانی کا دیکھکر تڑپگئی
کہا بیٹا تم نے تو وہ کمال حاصل کیا ہی کہ کوئی مقابلہ نہین کرسکتا تمہارا تو گانے مین مثل نہین کہا
حضور لاکھون روپیہ صرف کیے مشقت کی جو کامل آیا اُسکی خاطر و مدارات کی اُن لوگون نے دل
کھولکر بتایا ابھی حضور نے کیا سنا ہی مین آپکو خوب راضی کرونگی اور ایک کمال دکھاتی ہون کہ پاؤن
سے ناچون اور مُنہ سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن سر سے آپکو شراب پلاؤن یہ کہہ کے جام لبریز کیا
ٹھوکرین لیتا ہوا سامنے آفتاب کے آیا سر جھکا کے کہا کہ ایسے بزرگون کو سر سے شراب
پلانا چاہیے سر جھکایا آفتاب گرمجو نے ہاتھ بڑھا کے جام سر سے لیا چاہا کہ پی جاؤن اور
برق ثانی عیار آنکھ سے آنکھ ملائے ہوے تانین مار رہا ہی سب حاضرین وقت پامال ہین
جیتے ہی آفتاب نے چاہا کہ جام پیے شراب نے چرخ مارا شعلہ بنکر شراب اڑگئی تیلہ جو بازو
پر تھا اُسنے آواز دی کہ ای آفتاب گرمجو یہ برق ثانی عیار ہی مکار و غدار شاگرد عمرو کا
بیٹا اپنے کو اس سے بچانا آفتاب نے کہا کہ ارے تو کون ہی یہ کہہ کے ہاتھ جو ہلایا برق تڑپکر
گری رنگ و روغن عیاری کا برق ثانی کے چہرے سے اڑگیا پاؤن زمین نے تمام لیے
وہ کنیزین چارون بھاگین کہ جاکر یاقوت سے اطلاع کرین کسی نے ہرچند مین اُنکو نہ روکا
آفتاب گرمجو نے کہا کہ ارے دیکھو یہ گنہگار کون ہین اب جو اُنکے چہرے دھلائے گنہگار نہ تھے
اُنکو رہا کیا برق ثانی کو ایک قفس مین قید کیا پلٹ کر آواز دی کہ ذرا قلعہ یاقوت نگار
کی خبر لو کہ بی یاقوت کیا کرتی ہین یہ خبر سُنکر دیکھیے کیا انتظام کرین یہان خسرو شیر دل
انتظار برق ثانی کر رہے ہین یاقوت کہتی ہی کہ ای شہریار سے بڑی نادانی ہوئی اُسوقت
خیال نہ آیا کہ اندر طلسم کے کیونکر عیاری ہو سکیگی خداوند کریم برق ثانی کی آبرو رکھے نہین معلوم
اُسپر کیا گذری خسرو شیر دل فرماتے ہین کہ ملکہ اُسوقت خیال نہ آیا کہ برق ثانی کو روکا جاتا
حقیر تحریر کرتا ہی یہ ذکر تھا کہ کنیزین روتی پیٹتی آکر پہونچین کہا کہ ای شہریار برق ثانی نے وہ رستمانہ
کام کیا آخر مین پہچانا گیا برق ثانی گرفتار ہوا یہ بخدمت ناظرین و سامعین عرض کرنا منظور ہے
ناظرین والا مقام آگاہ ہون کہ جب برق ثانی کی گرفتاری کی خبر آتی ہی اُس وقت معاملہ

ساحرۂ کج طینت نکلتا ہی حال لوح معلوم ہوا ساحر مذکور مارا گیا اب آمادگی ہوئی کہ صحراے نیرنگ سے چل کر لوح حاصل کرین بموجب ہدایت اُس کاغذ کے **یاقوت** نے تخت سحر تیار کیا اُس تخت پر شاہزادے کو سوار کر دیا چند کنیزون کو ساتھ لیا لوح محفوظ **خسرو** کے گلے مین ہی **یاقوت** تخت اُڑاتی ہوئی صحراے نیرنگ مین پہونچی دیکھا صحرا نہایت عمدہ نخل سرسبز و شاداب صحرا لاجواب طائر جا بجا زمزمہ سرائی کر رہے ہین دم محبت کا باغبان قضا و قدر کی بھر رہے ہین ایک جانب قمریان نخل سرو پر صداے کوکو بلند کرتی ہین ایک جانب فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم صداے حق سرہ دے رہی ہین فقیری لباس رازداران بہار زمزمہ سرائی سنتے ہین عروسان چمن کی زیبائی صحرا کی رعنائی ہر طرف صحرا مین جوش بہار طائرون کی ہر سو پکار چشمہ ہاے آب رواں مثل آئینہ صاف و شفاف موج مار رہے ہین ایک جانب دریا مین مچھلیان تڑپ رہی ہین نہنگان خون آشام سر باہر کرتے ہین پھر غوطہ لگاتے ہین گھڑیال مگر انکی ہی چال لب دریا جا بجا پتھر پڑے ہین صاف و شفاف **یاقوت** آکر اُتری شاہزادہ **خسرو** ایک جانب کھڑے ہین **یاقوت** نے پکار کر آواز دی کہ اے **برقان دریا نشین پیکر جادو** نے انتقال کیا ہمکو اپنا نائب کر گئین **لوح طلسمی** لیکر جلد حاضر ہو ہمکو بتا گئی ہین کہ **برقان دریا نشین** سے **لوح** لینا اُسکو بہ حفاظت رکھنا اب **لوح** ہمارے پاس رہیگی تم حکومت کر چکے دریائی مخفی نہ ہو **لوح** لیکر جلد آؤ یہ جو ملکہ **یاقوت** نے آواز دی چھوٹی چھوٹی مچھلیان مثل برق کے چمکتی ہوئی آئین منھ نکال کر **یاقوت** کو دیکھا پھر دریا مین غوطہ مار کر غائب ہوئین ہزارا مچھلی نکلی دیکھ کر چلی گئی اب دریا مین غرش دکھی ایک ماہی کلان نے سر نکالا اُسپر ایک ساحر سوار ہی مثل بجلی کے چمکتا ہوا سینہ اچھی طرح ثابت نہین ہوتا یہ ثابت ہی کہ سینے پر آفتاب عالمتاب ہی جسکے دیکھنے سے دل بیتاب ہی سر دریا سے نکالتے ہی آواز دی کہ اے **یاقوت** کیون مجکو تکلیف دی **یاقوت** نے کہا کہ اے **برقان دریا نشین پیکر جادو** نے انتقال کیا حفاظت لوح کی مجھپر وصیت ہوئی لوح مین تجھسے لینے آئی ہون آج کل طلسم مین بڑا انقلاب ہی مشہور ہی کہ طلسم کشا کا اب داخلہ ہوگا مذہب طلسم بدلیگا ملکہ **آفتاب** بھی تمکو دربار مین بلا ینگی تجھسے مقدمہ طلسم کشا صلاح ہوگی تمہاری راے پر اصلاح ہوگی کہ طلسم کو کون سا

ساحر روکے کہ آمد طلسم کشا نہ ہوسکے یہ سُنکے **برقان** خوب قہقہہ مار کے ہنسا کہا کہ ای **یاقوت**
سب حال مین نے سُنا کہ تو بادشاہ طلسم سے باغی ہوئی اب بہتر یہ ہی کہ یہان سے چلی جا زیادہ باتین
نہ بنا بانیان طلسم نے اِس تختے کا مجکو مالک کیا مجھسے لوح کون پا سکتا ہی یہان تجکو قضا لیکر آئی
ہی یہ باتین جو **یاقوت** نے سُنین قصد کیا کہ **برقان** پر سحر کرون جیسے ہی جھولی کی جانب
متوجہ ہوئی **برقان دریانشین** نے ہاتھ ہلایا **یاقوت** جادو ولٹ کر اکے گری بجلی پر سے
برقان کودا کہ سر **یاقوت** کا کھینچ لون پہلو مین شاہزادہ **خسرو** خبردل کھڑا تھا یہ معرکہ دیکھکر
نخل کی آڑ سے نکلا للکارا کہ او **برقان** کیا کرتا ہی خبردار **یاقوت** پر ہاتھ نہ ڈالنا پلٹ کے
دیکھا صورت زیبا شاہزادہ **خسرو** پر نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوگیا مگر اپنے سحر پر نازہی
ہاتھ ہلایا سمجھا کہ شاہزادہ سحر مین پھنس گیا شاہزادے کے گلے مین لوح محفوظ ہی سحر نے تاثیر
نہ کی شاہزادے نے ہاتھ بڑھا کر گردن **برقان دریانشین** کی زور سے پکڑی **برقان** سحر
کے ناز مین پٹ پڑا پٹتے ہی شاہزادے نے اُٹھا کر **برقان** کو زمین پر مارا کہ استخوان **برقان**
کے ریزہ ریزہ ہوے وہ انتہا کی تاریکی ہوئی کہ ہزار ہا مچھلیان دریا سے تڑپ کر نکلین آوازین
دیتی تھین کہ ای اہالی طلسم آج بڑا غضب ہوا کہ **برقان دریانشین** نگہبان لوح ہاتھ سے
طلسم کشا کے مارا گیا دریا مین شور پیدا ہوا کنارے دریا کے غار ظاہر ہونے لگے اُن غارون
مین دریا سمٹ کر گرنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین دریا غائب ہوا مچھلیان جل کر خاک ہوئین
اندھیرا موقوف ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من **برقان دریانشین** بود پھر ایک صداے
خوش آہنگ آئی کہ ای طلسم کشا مبارک ہو لوح ملی یقین کامل ہی کہ جسکے غم مین زیادہ ملول و
حزین ہو وہ مراد بھی ملیگی شاہزادے نے چار جانب دیکھا آواز دینے والے کو نہ پایا قریب
یاقوت کے شاہزادے آئے **یاقوت** کے ہاتھ پاؤن مین طاقت تھی اُٹھ کر قدمون سے
شاہزادے کے لپٹ گئی کہتی تھی کہ ای شہریار آپ نے کیا کار نمایان کیا کیا جلد ظاہر ہوے
فوراً اُسکو مارا اب لوح تو لیجیے یہ کہہ کے **یاقوت** قریب لاش **برقان** کے آئی اُسی طرح
بدن اُسکا مثل **برق** کے چمک رہا ہی لوح طلسمی کا باعث تھا لوح طلسمی گلے سے اُتری ہی لوح کا
جسم سے جدا ہونا تھا کہ دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام استخوان چور چور صورت پُر غرور

لاشہ زمین پر پڑا ہی یاقوت نے نوچ لاکر گلے مین شاہزادے کے ڈالی خوشی خوشی وہان سے چلی صحرائے نیرنگ چھوڑا قلعۂ یاقوت نگار مین آئی سب رئیسان شہر نے آکر مبارکباد دی کہ ای شہریار پروردگار آپ کی قوت و طاقت کو زیادہ کرے آج آپ نے کلید طلسم پائی اب طلسم پر قبضہ ہوگا برق ثانی کے گرفتار ہونے کا شاہزادے کو بڑا رنج ہی شاہزادے نے ملکہ فرزانہ سے کہا کہ کوچ کا لشکر کو حکم دیجیے لشکر کو قلعے سے باہر نکالیے فتح طلسم شروع ہو ملکہ فرزانہ رونے لگین کہا کہ ای شہریار پروردگار عالم آپ کو مظفر و منصور کرے آفتاب جادو بلائے روزگار ہی میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ تامل فرمائیے اگر کسی مقام پر آفتاب ملجائیگی تو وار کیجیے کا طلسم تک جانا بہت دشوار ہی شاہزادے نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اب تکلیف نہ پڑیگی ملکہ نے کہا کہ بسم اللہ آپ کو اختیار ہی شاہزادے نے ملکہ یاقوت کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرکے بیرون قلعہ چلو دوسرے دن کوچ ہوگا برق ثانی کا گرفتار ہونا ہمپر بہت شاق ہوا انصاف یہ ہی کہ اپنے اپنی جان لگادی کسی مقام پر کمی نہین کی اگر آفتاب دھوکا کھا جاتی تو مار لینے مین اُسنے کیا اُٹھا رکھا تھا تا بہ طلسم پہونچیں اُسکو صحیح و سالم پائین جب اُسکو قید سے چھڑائین تب دلکو اطمینان ہو وہ بھی جانے کہ آقا نے ہمارے واسطے کوشش کی ساحران طلسم اُسکے نام سے جلے ہوے ہین ایسا نہ ہو کہ آفتاب اُسکو قتل کر ڈالے شاید ہماری آمد کی خبر سنکر تامل کرے اُسی وقت یاقوت نے ڈیڑھ لاکھ ساحرون کا لشکر تیار کیا شاہزادہ سوار ہوا یاقوت جادو ساحرون کا انتظام کرتی ہوئی باہر نکلی ملکہ فرزانہ تخت پر سوار ڈیڑھ لاکھ کا لشکر پشت پر اس جاہ و حشم سے لشکر بیرون قلعہ آکر اُترا بارگاہ استادہ ہوئی رات کو جشن کا حکم دیا تیاری ہونے لگی تھوڑے عرصے مین شاہزادہ بارگاہ مین داخل ہوا ملکہ آکر تخت پر بیٹھین تمام سردار آکر بیٹھے آخر صلاح یہ ہوئی کہ سامنے باغ ہی اُسمین ملکہ کو داخل کرو ملکہ فرزانہ مع کنیزان باغ مین داخل ہوئین آتے ہی ملکہ نے روشنی کرائی شاہزادے سے کہلا بھیجا کہ آپ بھی یہان تشریف لائیے شاہزادہ باغ مین آیا باغ نہایت پُر بہار تھا سیر دیکھتا ہوا شاہزادہ بارہ دری مین آیا نازنین مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین آکر حاضر ہوئین غزلین ٹھمریان گانے لگین ایک مہ جبین نے سامنے بیٹھ کر یہ غزل شروع کی نظم

صورت شاہد اصلی کا جو ادراک کرے
آئینۂ دل کا کدورت سے بشر پاک کرے

ہو جو حاصل تو توانگر کو بھی کر دے یہ فقیر
کیمیا کی ہوس ای دل کوئی کیا خاک کرے

کچھ تری دست درازی سے نہین دور ای شوخ
شب وصلت مین جو تو جیب سحر چاک کرے

سبز کو آتا ہی وہ گل چمنستانون مین جو
کیون صبا دور نہ اگر خس و خاشاک کرے

دست بردار نہ ہون قبر مین وحشت سے کبھی
پنجۂ شل بھی گریبان کفن چاک کرے

منفعل ہو کے گناہون سے اگر روئے بشر
دست قدرت سے خدا آنسوؤنکو پاک کرے

چشم روشن تری نرگس کو بصارت بخشے
تیری بینی گل زنبق کو فرحناک کرے

تیر مژگان سے جو مارا ہو تو کیا ہو قاتل
صید کو اپنے جو تو بستۂ فتراک کرے

خم سے شیشے مین بھر کر اسے لانا ساقی
دخت رز کی نہ ہر اک رند کہین ناک کرے

حسن دیکھا تو کہا بھولے سے ماشاءاللہ
دیکھیے کیا مرے حق مین بت بیباک کرے

مہر سا داغ عقیدت ہو مرے دل مین قبول
کیون نہ بندہ مجھے اپنا شہ لولاک کرے

شاہزادہ شب بھر جوش مین رہا کوچ کی خوشی مین آرام نہین فرمایا بڑا اشتیاق ہے کہ برق ثانی کو خیر و عافیت سے پاؤن ایسا نہ ہو کہ ہمارے عیار کو کچھ تکلیف پہونچے سویرے سے بارگاہ مین آئے یاقوت سردارون کو لئے موجود ہین شاہزادے کو دیکھکر عرض کی تیاری لشکر کی ہو فرمایا جلد تیاری کرو دن نہ چڑھنے پائے کہ یہانسے کوچ کرین بڑی جلدی یہ ہے کہ برق ثانی رہا ہو یہ باتین تھین کہ کنیزان ملکہ فرزانہ روتی ہوئی آئین عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا ملکہ فرزانہ کے درد گردہ اٹھا ہے مثل ماہی بے آب تڑپ رہی ہین آپ کو بلایا ہے شاہزادہ گھبرا کر پھر باغ مین آیا دیکھا کہ کنیزین رو رہی ہین شاہزادے کو دیکھکر عرض کی کہ حضور جلد بارہ دری مین جائین ملکہ نہایت بیقرار ہین شاہزادہ گھبرا کے بارہ دری مین آیا دیکھا کہ ملکہ مثل ماہی بے آب طپان فرش پر مثل مرغ بسمل غلطان شاہزادے کو دیکھکر آواز دی کہ ای شہریار کنیز اب آپ سے رخصت ہوتی ہے اپنے دست حق پرست سے دفن کیجیے گا تا بہ قبر پہونچا دیجیے گا راہ سے ہو پلٹ آئیے گا شاہزادے نے کہا کہ ملکہ یہ کیا کہتی ہو یہ کہکے شاہزادہ قریب آیا پاس ملکہ کے بیٹھ گیا ملکہ نے کہا کہ ای مسیح زمان آپ کے بیٹھنے سے درد کم ہو گیا تھوڑے عرصے کے بعد ملکہ اٹھی

کہا کہ آپ کے آتے ہی درد جاتا رہا آپ کی زیارت پر درد موقوف تھا اب درد کا نام نہین شاہزادہ
ملکہ سے بیٹھا باتین کر رہا ہے کہ چند خدمتگار دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ملکہ یاقوت وکلیم
وسلیم و دیگر سرداران نامی درد مین تڑپ رہے ہین حضور جلد تشریف لے چلین شاہزادہ ملکہ سے
خدا حافظ کہکر اُٹھا دوڑتا ہوا بارگاہ مین آیا دیکھا کہ سب سردار مبتلاے درد کمر وغیرہ ہین اسقدر
بیتاب ہین کہ کوئی اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتا شاہزادے کو دیکھکر سب نے آواز دی کہ غلامان
جانباز رخصت ہوتے ہین شاہزادہ قریب اُن سب کے آیا جیسے ہی قریب پہونچا اُن سب نے
عرض کی کہ حضور کے آنے سے تسکین ہوگئی یہ کہکر فوراً سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھنے لگے
یہ لوگ اُٹھکر بیٹھے ہین کہ پھر کنیزان ملکہ فرزانہ روتی ہوئی آئین عرض کی کہ پھر ملکہ کے درد اُٹھا ہے
شاہزادہ اُٹھکر دوڑا نصف راہ طے کی تھی کہ آسمان سے آواز آئی منم شکل کش او ظالم دیکھ
مین نے ملکہ فرزانہ کو گرفتار کر لیا لیے جاتی ہون یہ سُنکر شاہزادے نے سر اُٹھایا دیکھا کہ ایک
جادوگرنی تخت پر سوار کچھ تصویرین ہاتھ مین اُنپر کچھ لکھ رہی ہے اور ملکہ فرزانہ مع چند کنیزون
کے گرفتار پکار رہی ہین کہ اے شہریار کنیز رخصت ہوتی ہے یہ شکل کش کنیز کو پاس آفتاب
کے لیے جاتی ہے وہ میری خون کی پیاسی ہے شاہزادہ جھلاکر طرف ساحرہ کے دوڑا ساحرہ
نے تخت فرزانہ اُسی مقام پر چھوڑا تڑپ کے اگلی بارگاہ پر گری بارگاہ مین اندھیرا ہوگیا
شاہزادہ قریب بارگاہ کے پہونچا اور نعرہ اپنے نام کا کیا نعرۂ شاہزادہ خسرو شیردل

منم خسرو شیردل نوجوان	منم نورعینین صاحبقران	اگر تیغ کین برکشم از غلاف
تزلزل فتد در میان مصاف	اگر تیغ بر سنگ خارا زنم	زگاو زمین بیخ دین برکنم
منم قاتل کافران جہان	ز تیغم شود الامان الامان	یہ نعرہ کرکے شاہزادہ قریب

بارگاہ کے پہونچا تھا کہ بارگاہ مین رونے کی آواز آئی سردارون کی آواز تھی کہ اے شہریار کنیزون
غلامون کو لیے جاتی ہے اب زندہ نہین بچینگے آفتاب ہم لوگون کی صورت سے بیزار ہے
دیکھتے ہی قتل کریگی کنیزون کی حمایت کو پہونچیے گا شاہزادہ کیا کرے کہ وہ بلند ہوگئی ہے چاہا کہ
کمان کیانی دوش سے اُتارین شکل کش اسقدر جلد بلند ہوئی کہ جاکر ملکہ فرزانہ والے
تخت کو لیا پندرہ سردار نامی اُسمین یاقوت وکلیم وسلیم اور جو سردار بارگاہ مین

موجود تھے اُن سب کو لے لیا کل لشکر پر تصویریں پھینکیں سب کاغذ کی تصویر ہو گئے ہوا میں اُڑتے پھرتے ہیں جب ہوا کا جھونکا چلا داہنے والے بائیں کو گئے اور جو بائیں پر تھے وہ داہنے پر اُڑتے ہوئے آ گئے سارے لشکر کا یہی حال ہوا شاہزادہ بیتاب و بیقرار ہے کبھی دوڑ کر میدانوں رسالہ داروں کے پاس گئے کبھی سپاہیوں کے پاس پہونچے جسکو آواز دیتے ہیں وہ جواب نہیں دیتا جواب دینے کے لائق نہیں ہیں شاہزادہ بیقرار ہوتا ہے ایک ملازم کسی اپنے کام کو بیرون لشکر گیا تھا وہ بچا ہوا ہے اُسنے جو شاہزادے کو اس حال میں دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے شہریار آپ کیوں اسقدر بیقرار ہوتے ہیں شکل کش سب کو گرفتار کر کے لے گئی اب جب تک وہ ملعونہ قتل نہ ہوگی تب تک یہ لوگ صحت نہ پائیں گے لوح تو ملاحظہ فرمائیے اُستاد تو آپکے پاس ہی آپ کو لوح ہدایت کریگی اپنے کو ہلاک نہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ سرکار پر کوئی صدمۂ عظیم گذر جائے یہ جو اس ساحر نے سمجھا کر کہا شاہزادے کو گویا ہوش آ گیا فوراً چشمۂ آب پر آ کے وضو کیا وضو کر کے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات اگر لوح طلسمی حاصل ہو تو ایک لمحہ بھر توقف نہ کرنا فوراً برائے فتاحی طلسم جانا اگر شاید تامل کیا اور شکل کش نے اگر لشکر کو تصویر کاغذی بنا دیا تو جسوقت شکل کش قتل ہوگی یہ سب سردار پھر صورت اصلی پر ہو جائینگے فوراً برائے فتاحی روانہ ہو سر اُٹھا کے فلک پر دیکھو سات ستارے معلوم ہونگے اُسی نشان پر جاؤ مقام پر فلان سے پہونچو گے جو شعبدے دکھائے فوراً لوح دیکھنا بے لوح دیکھے کوئی کام نہ کرنا ورنہ دھوکا کھاؤ گے یہ دیکھکر شاہزادے نے لشکر کو اُسی حال خراب میں چھوڑ آپ برائے فتاحی طلسم روانہ ہوئے رات کو سر اُٹھا کے دیکھا ایک جانب سات ستارے چمک رہے تھے اُسی کے نشان پہ چلے رات بھر راستہ طے کیا صبح کو قریب ایک باغ کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا ہے یکایک باغ کے اندر سے رونیکی آواز آئی دیکھا کہ دو زنگی سیاہ رو تیرہ دروں سلیم کلیم کو پکڑے ہوئے کشاں کشاں لاتے ہیں سلیم وکلیم چلا رہی ہیں کہ ای شہریار کنیزوں کو بچائیے آپکے جرم محبت میں قتل ہوتے ہیں شاہزادہ تیغ کھینچ کر دوڑا اُس ساحر نے ایک مقام پر دونوں کو بٹھا کے خنجر مارا کہ دونوں کے سر کٹ کے زمین پر گرے شاہزادے نے کلیم وسلیم کے سر لوٹتے ہوئے دیکھے لاشے تڑپکر سرد ہوئے

شاہزادہ دوڑا کہ ہاے ان مطیعان اسلام کو یون قتل کیا چاہا کہ دوڑ کے سر اٹھاؤن کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای شہریار کنیز رخصت ہوئی ہی آپکی محبت مین کام تمام ہوا دیکھیے جلاد مجکو قتل کرتا ہی آپ کی زیارت بدی تھی کہ ہنے کرلی ذرا ادھر پلٹیے وقت آخر آنکھین تو چار ہوجائین شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جادوگر بڑے قد و قامت کا کلاہ جلادی سر پر تیغہ باڑھ دار کھینچے ہوے ملکہ فرزانہ کو لیے جاتا ہی جب ملکہ رکتی ہین وہ قبضہ مارتا ہی سر سے خون جاری ہوتا ہی کئی جگہ سے خون جاری دوپٹہ ڈھلکا ہوا پائچے چھوٹے ہوے خاک مین لتھڑے ہوے آنکھون سے آنسو جاری شاہزادہ ہاے جان جہان کہکے دوڑا نعرے کرتا ہوا کہ او جلاد صاحب بیداد خبردار ہاتھ تلوار کا نہ مارنا ورنہ ساحر کا تام طلسم سے مٹادونگا جان بچانا دشوار ہوگی شاہزادہ دوڑا ہوا جاتا ہی یہی چاہتا ہی کہ جاکر اس ساحر کو مارون ملکہ کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤن کہ اُسنے جلدی سے تیغہ کھنچا ہوا جو ہاتھ مین تھا سر پر ملکہ فرزانہ کے ماردیا فرزانہ کا سر کٹ کے گرا ساحر تیغہ ڈالکر بھاگا شاہزادے نے دوڑکر سر اُس کشتہ حسرت و یاس کا اُٹھایا آنکھین حسرت آلود کھلی ہوئی ہین چہرے پر موت کی اُداسی گلوے بریدہ سے خون بہ رہا ہی شاہزادہ خون چہرے پر ملتا ہی خیال مین آیا کہ ای خسرو ساحر کہین گے یہ ایسا بدنصیب ہی کہ دو معشوقین اسکی محبت مین قتل ہوئین اور یہ کچھ نہ کرسکا افسوس ایسی معشوق پری چہرہ کو اس ظالم نے قتل کیا اس جلاد کو رحم نہ آیا ہاے اس محبوب کو کیونکر پاؤن نہین معلوم کہ یاقوت پر کیا گذری وہ جو اپنی بیٹیون کا لاشہ دیکھیگی بیشک اپنی جان دیگی ایک بیٹی اُسکی آفتاب جمال جلادی گئی اس محبوب مطلوب کو یون قتل کیا بیٹیون کو اُسکی مٹایا کیا تدبیر کرون جان اپنی دون اب زندہ رہنا بیکار ہی یہ سوچ کر خنجر کمر سے کھینچا چاہا کہ اپنے مارون کہ رونے کی آواز کان مین آئی سر اٹھاکے دیکھا کہ ایک طوطی زرین بال آنکھون سے آنسو جاری پرون سے سر پیٹ رہی ہی اور آواز مثل انسان سکے دیتی ہی کہ ای شہریار جان نہ دیجیے گا ورنہ پچتایئے گا یہ نمود بے بود طلسم نے آپ کو شعبدہ دکھایا ہی اس لاشے پر لوح کا عکس ڈالیے حال کھل جائیگا یہ کہ کے طوطی اُڑگئی شاہزادے نے عکس لوح طلسمی کا جو لاش پر ڈالا دھوان نکلا دیکھا کہ ماش کے آٹے کا پتلا ہی شاہزادہ حیران ہوا دیکھا کہ ایک طرف سے گرد اُڑی ایک فیل مست پر ایک ساحر سیہ فام ہفت سر

سات ہاتھ اُسکے ہاتھی کو اُڑائے ہوئے آتا ہی اور وہ فیل مست مثل پہاڑ کے سنک پہنی اُٹھائے ہوئے اُس ساحر کے ہاتھون مین سات حربے ایک ہاتھ مین نیزہ ایک مین گرز ایک مین خنجر ایک مین بڑی قرولی وہین سے للکارتا ہوا آتا ہی کہ او طلسم کشا کہان جائیگا اس مقام پر آفت مین آیا شاہزادہ جھپٹا اُس فیل سوار نے ساتون حربے مارے شاہزادے نے اپنے کو زیر رنگ ہاے سپر غنچہ بنایا بشکل اپنے کو بچایا جھپٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا بھسونڈا ہاتھی کا کٹا ہاتھی نے ایک چیخ ماری غبار بلند ہوا فیل و فیل سوار اُس غبار مین چھپ گئے بعد تھوڑی دیر کے ہاتھی اُسی طرح پر تیار ہوا بھسونڈا اُسی طرح آراستہ گویا تلوار پڑی ہی نہ تھی اُس فیل سوار نے ہاتھی بڑھا کر پھر ساتون حربے لگائے شاہزادہ جست کر کے الگ ہوا پھر لپک کے ہاتھ مارا ایک ہاتھ فیل سوار کا کٹا اُسی طرح اندھیرا ہوگیا پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ فیل سوار غبار سے نکلا دیکھا کہ ہاتھ اُسی طرح سالم موجود ہی ساتون ہاتھ بدستور ہین زخم تک اُسکے جسم پر نہین ہی کئی مرتبہ اُسنے حملے کیے شاہزادے نے کبھی ایک ہاتھ قلم کیا جب غبار مین چھپا پھر ظاہر ہوا زخم کا نشان نہ پایا بہت عرصے تک شاہزادہ فیل سوار سے لڑا اعضا فیل کے کٹتے ہین ہاتھ فیل سوار کے قلم ہوتے ہین جب غبار سے نکلتا ہی سب اعضا صحیح و سالم ہوتے ہین شاہزادہ نہایت بیتاب و بیقرار ہی فیل سوار نعرے کر کے حربے لگارہا ہی شاہزادہ جست و خیز کر کے اپنے کو بچاتا ہی لیکن حیران و پریشان ہی کہ کیا تدبیر کرون کہ پھر آواز آئی کہ او طلسم کشا اُستاد تیرے پاس موجود ہی اُس سے صلاح نہین لیتا پلٹ کے دیکھا کہ وہی طوطی زرین بال آنکھون سے اشک حسرت بہارہی ہی اور آواز دیتی ہی کہ براے خدا لوح دیکھیے لوح سے تدبیر قتل نکلے گی ورنہ آخر کو ہلاک ہوجیے گا اگر سات حربون مین ایک حربہ بھی پڑگیا تو تمام جسم ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیگا تھکا کے مار لیگا یہ کہ کے وہ طوطی اُڑگئی فیل سوار حربے لیکر چلا کر ساتون حربے لگائے شاہزادہ جست کر کے الگ ہوا لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات اگر فیلان فیل پیکر سات حربے لیے ہوے مقابلے مین آئے سات سر بھی اُسکے جسم پر ہونگے خیال کر کے دیکھو بیچ مین جو سر انسان ہی پیشانی پر خال سیاہ ہی اگر قادر انداز بے بدل ہو تو اُسی خال پر تیر مارو تل بھر کا فرق نہ ہو

اگر تیر اُسی خال پر پڑا بجاے خون شعلۂ آتش نکلین گے مع فیل جلکر خاک ہو گا یہ مقدمہ جو لوح
مین دیکھا شاہزادے نے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر مین پھال کا نکالا بجر کمان مین تیر
پیوست کیا خال کو فیلان کے تاکا تاک کے تیر مارا تیر داہنے بائین جاتا تھا قضا و قدر نے
عین خال پر پہونچایا پیشانی کو توڑکر پار گذرا بجاے خون شعلۂ آتش نکلے سوار و فیل سب جلنے لگے
جلکر خاک سیاہ ہوے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من فیلان فیل پیکر بود مار کر اس ساحر کو لوح کو
ملاحظہ کیا لوح مین نوشتہ پایا کہ اس باغ مین جا کر ٹھہرو جو معرکہ گذریگا وہ دیکھو شاہزادہ باغ
مین آیا بارہ دری مین آکے بیٹھا کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی شاہزادے نے پلٹ کے
دیکھا کہ نخل مین ایک کنیز بندھی رو رہی ہے شاہزادہ بارہ دری سے اُترا قریب اُس نخل کے
گیا کنیز کو پہچانا کہ کنیز قدیم ملکہ فرزانہ کی ہے پوچھا کیون گلشن تجکو یہان کون باندھ گیا
کنیز نے کہا کہ شہیر جادو یہان کی حاکم ہے ملکہ کی قید اُسکے سپرد ہے اُسنے مجکو اس مقام پر
باندھا ہے اب آتی ہو گی اُسی کے پاس قفس ملکہ ہے جب اُسکو قتل کیجیے گا تو ملکہ رہا ہو گی
مجکو نہ کھولیے اسی مین بندھا رہنے دیجیے ورنہ وہ مجکو قتل کر ڈالیگی خسرو نے کھولا کہ ایک
طرف سے کراہنے کی صدا آئی وہ کنیز جا کر بارہ دری مین بیٹھی شاہزادہ اُس کراہنے کی آواز پر
متوجہ ہوا دیکھا کہ ایک کمرے سے رونے کی آواز آتی ہے کوئی شخص بلک بلک کر رو رہا ہے
آواز دیتا ہے کہ ای فلک کجرفتار وای گردون غدار کہان تک میرے ساتھ کجروی کریگا خدایا
ملک الموت کو حکم ہو کہ میری قبض روح کرے اب مجھسے صدمات نہین اُٹھتے شاہزادہ اُس
کمرے کے قریب آیا قفل کلان لگا تھا قفل کو توڑا دیکھا کہ ایک جوان سبزہ رنگ رخسار آتش
بید و قدرت رب وددو دیسے سبزہ آغاز نہین ہوا زمین پر چت پڑا ہے ایک پتھر چھاتی پر رکھا
ہے اُسکے صدمے سے کراہ رہا ہے زندگی سے اپنی بیزار ہے زار و اشکبار شاہزادے نے
اگر پتھر اُسکے سینے سے اُٹھایا وہ جوان بیہوش ہو گیا خسرو حوض سے پانی لائے تلوے سہلائے
مُنھ پر پانی چھڑکا تب اُسکو ہوش آیا شاہزادے کو دیکھکر قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا کہ
ای فرزند رشید صاحبقران وای طلسم کشا خدا نے آپ کو پہونچایا اگر چند ساعت اور تشریف
نہ لاتے تو غلام کو زندہ نہ پاتے کئی برس کا زمانہ اسی حال مین گذر چکا اصل یہ ہے کہ غلام آپکا

گشتہ حسرت و یاس ہو پیکر جادو نے مجکو فرزند کرکے پالا سحر بھی تعلیم کیا جب یہ ملکہ آفتاب نے دیکھا اُسکو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو پیکر جادو شہرت جادو کو بادشاہ طلسم کر دے راہ گیر جادو کو حکم دیا شہرت کو جہاں پاؤ گرفتار کر لو ورنہ سلطنت طلسم ہاتھ سے جائیگی راہ گیر میری فکر مین رہی ایک دن مین واسطے شکار کے اس جنگل مین آیا دہوکا دیکر غلام کو قید کر لیا لیکن مجھپر عاشق ہی اسیوجہ سے بڑی بڑی بدعتین کرتی ہی اب تک غلام نے اسکا وصل قبول نہین کیا ملکہ آفتاب کی مصاحب جب گلگونہ گلگون پوش مجھپر عاشق ہی اور مین بھی اُسپر جان دیتا ہون مجھکو قید خانے مین آتی ہی آپکی بھی خدمت مین ضرور آئی ہوگی خسرو نے کہا ای شہرت دو مقام پر ایک طوطی زرین بال نے ایسی ہدایت کی کہ گویا جان بچائی شہرت رونے لگا کہا ای شہریار وہ گلگونہ ہو ہر مقام پر آپکی مدد کو آئیگی جو کچھ کوشش اُس سے ہو سکیگی اٹھا نہ رکھیگی شہزادہ شہرت سے باتین کر رہا ہی کہ آسمان پر سے آواز آئی او مفتری تو کون ہی میرے معشوق کو رہا کر لیا میرے ہاتھ سے کیونکر زندہ بچیگا ایک سحر مین مٹا دونگی مجھے کسی ساحر کی پروا نہین ہی ایک ساحرہ سیہ فام کو دیکھا کہ آسمان سے اُڑتی ہوئی آتی ہی دہم سے زمین پر گری شاہزادے پر گولہ مارا شاہزادے نے لوح کو جنبش دی گولہ پھٹ کر زمین پر گرا راہ گیر خسرو پر سحر کرتی ہو سحر باطل ہوتا ہو تاثیر نہین کرتا ایک مقام پر خسرو تلوار کھینچکر دوڑے راہ گیر نے جب دیکھا کہ خسرو قریب آگئے سحر کرکے جست جو کرتی ہی قریب شہرت کے پہونچی کہا کہ ای شہرت اب تجھکو طلسم مین قید کر دونگی یہ کہکے کمر مین پنجہ دبا خسرو پلٹکر راہ گیر پچھاڑ دون راہ گیر شہرت کو لیکر بلند ہو گئی چاہا تیر مارون راہ گیر قندیل فلک ہوئی اُسوقت نہایت پریشان ہوے شہرت کا جدا ہونا شاہزادے پر بہت شاق ہوا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے شاہزادہ پلٹا کف افسوس ملتا ہوا حیران و پریشان کہ ای خسرو اب دیکھیے فلک کیا دکھائے لوح کو دیکھکر داخل باغ ہوئے دیکھا وہ کنیز جسکو رہا کیا تھا گلشن نام ایک نخل کے سائے مین بیٹھی تھی شاہزادے کو دیکھکر اُٹھی کہا ای شہریار اب تشمیر جادو کے آنے کا وقت قریب آیا یقین ہی ملکہ کو لیکر آئے یہ کہکے قریب شاہزادے کے ٹھہری شاہزادہ گلشن سے باتین کر رہا ہی کہ ایک آندھی سیاہ چلی دیکھا ایک ساحر قفس آہنی ہاتھ مین لیے ہوے آتی ہی دور ہی سے دیکھکر شاہزادے کو للکارا کہ او برباد کن خانمان ساحران عالم یہان بھی تو آپہونچا تمہاری بھتیجی کو قتل کرنے لائی ہون آفتاب نے حکم دیا دو دن سے اسکو لیے لیے پھرتی ہون مین نے دو دن سے جان بچائی یہ کہکے زمین پر آئی قفس کو زمین پر رکھا شاہزادے پر سحر کرنے لگی اول گولہ

مارا گولا پھٹ کے زمین پر گرا آگ برسنے لگی آگ نے بھی اُس شاہزادے پر تاثیر نہ کی زمین مین اسپنے کو
گرایا ایک شیر ببر کی شکل بنکر حملہ آور ہوئی شاہزادے نے ہاتھ تلوار کا مارا ساحرہ کے دو ٹکڑے ہوئے
شاہزادے نے نہ تو اُس ساحرہ کے مرنے کو دیکھا اور نہ یہ خیال کیا کہ آواز نہ آئی دوڑکر فوراً قفس اُٹھا کے
کلیجے سے لگا لیا ملکہ فرزانہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا ای شہریار قفس کھول دیجیے تو مین قفس سے نکلوں
مادر مہربان کا مجھ سحر ہی کلیجہ پکڑ لیا ہی لوح میرے سینے پر ٹک کر بیٹھ جائیے کہ مین لوح کو کلیجے سے مس کروں درد
مٹے تسکین حاصل ہو کلیجہ کوئی مسل رہا ہی دم کنیز کا نکل رہا ہی شاہزادے نے کھڑکی کھولی فرزانہ قفس سے
نکل شاہزادے نے دونوں لوحین لوح محفوظ و لوح طلسم سامنے رکھدین کہا آپ ذرا ہٹ جائیے شاہزادے
نے منھ پھیرا تھا کہ ایک آواز مہیب آئی او متفنی برباد کن خانمان ساحران عالم اب تیری موت آئی مہم لشتہیر جادو
دیکھ یون بآسانی لوح کو لیا اپنی ہمشبیہ کو تیرے ہاتھ سے قتل کرایا مین فرزانہ بنکر آئی پلٹ کے جو شاہزادے
نے دیکھا کہان فرزانہ ایک ساحرہ سیہ فام بدانجام لوحین ہاتھوں مین لیے للکار رہی ہی شاہزادہ تلوار
کھینچکر لپکا لشتہیر نے کہا او موے مونڈی کاٹے اب یہ تلوار کیا کریگی یہ کہکے اشارہ کیا تلوار ہاتھ سے گری
ایک دو ہتڑ زمین پر مارا اور ایک آواز دی ارے کوئی حاضر ہی شاہزادہ زمین پر گرا گوشہ ہاے باغ
سے کئی ہزار جادوگرنیاں پیدا ہوئین پکارتی ہوئین کہ ای ملکہ لشتہیر بڑا کار نمایاں کیا شاہزادہ بیکار ہوکر
زمین پر گرا لشتہیر نے کہا کیون ای خسرو دیکھا مکر اسکا نام ہی تمھارے عیار صاحب پاس ملکہ آفتاب کے
قید مین و کسیوقت قفس نہین چھوڑتین اسوقت وہ مکان ہوتا تو تیتاری کی تعریف کرتا شاہزادہ خاموش
آنکھون سے آنسو جاری یہی خیال کہ لوحین پاس دشمن کے پہونچین اب زندگی کی کون صورت دیکھین
اب فلک کیا دکھائے لشتہیر نے جادوگرنیون کو جمع کیا لئی ہزار جادوگرنیون نے شاہزادے کو مسلسل
و مطوق کیا ماران سیاہ بدن مین لپٹا دیے اژدہے منھ کھولے ہوئے گرد منھ سے قلابہ آتشین چھوڑتے
ہوئے شاہزادہ اپنی زندگی سے بیزار جو ماران سیاہ جسم مین لپٹے تھے ہر مرتبہ منھ کھولتے ہین
کہ بدن پر منھ مارین شاہزادہ منھ پھیر لیتا ہی اس حال مین شاہزادے کو تخت پر سوار کیا لشتہیر
جادوگرنیون کو ساتھ لیکر طرف قلعہ طلسم کے چلی فخر کرتی ہوئی کہ مین نے کس لطف سے لوحین
لین ایسا مکر کیا کہ لوحین خود دیگئیں عیار سے دیدین سمجھے تھے کہ معشوق کو رہا کیا مین فرزانہ بنکر قفس مین بیٹھی
اپنی ہمشبیہ کو قتل کرایا تب یہ سب ہاتھ آیا کنیزونکو بھیجا کہ جاکر آفتاب گرم خو بادشاہ طلسم سے اطلاع

کرو کہ تشہیر نے طلسم کشا کو پکڑ لیا جشن کی تیاری ہو رہی ہی میں لیکر طلسم کو آئی ہون آفتاب گرم خو تخت پر ہے قفس
برق ثانی ہر وقت سامنے رہتا ہی کنیز نے اکر خبر دی برق ثانی یہ خبر سُنکر کیسا تڑپا فقرے کرنے لگا
کہ ای ملکہ عالم میرا کانا سُنیئے مین مسلمان سے بیزار ہون چاہتا ہون آپ کی اطاعت کرون مذہب
مسلمانان ترک کیا سامری پرستون مین میرا بھی نام ہو آپ کی خدمت مین رہون عیاریان کرکے
آپ کا طلسم بڑھاون گرد کے ساحرونکو گرفتار کرون ہر جگہ آپکا قبضہ ہو عملداری طلسم آفتاب نگار
کی بڑھے آفتاب نے کہا او مکار یہ باتین تیری یاقوت کو پسند آئین گی وہ گانا سُنین گی مین گانا سُنکر
گیا اپنی جان ودن تیری عیاری تو حد سے زیادہ ہو میرے ساتھ یہ باتین نہ بنا کنیز کو جواب دیا ہم شہر کو آئینہ بند
کراتے ہین تشہیر سے کہو قید کو لیکر آوے کنیز اُدھر گئی آفتاب نے حکم دیا شہر آئینہ بند ہو دوکانین
رنگی جائین سب آراستہ ہو کر دوکانون پر بیٹھین قید طلسم کشا آتی ہی شہر والے خوش ہو گئے یا تو خوف
تھا کہ طلسم کشا اگر قتل کرے گا اب اطمینان ہوا کہ تشہیر نے سبکو بچا لیا مذہب بھی بچا تیاریان کرنے لگے
دوکانین رنگی گئین شہر آئینہ بند ہوا دوکانون پر تماشہ بینون کا مجمع ہر گلی کوچے مین یہی غُل ہی کہ طلسم کشا کی
قید آتی ہی بڑے بڑے ساحر اُسکے مارے پیکر جادو کا قاتل ہی کہ تشہیر قید کو لیے ہوئے داخل شہر
ہوئی جسطرف سے نکلی لوگ تشہیر کی تعریفین کر رہے ہین کہ بی تشہیر تمھاری وجہ سے مذہب بچا
ورنہ طلسم کشا سب کو قتل کرتا آفتاب کو مناسب ہی کہ تمکو اپنا نائب کرے اہتمام کل طلسم تمھارے
سپرد رہے تشہیر سب کو سلام کرتی ہوئی کہتی ہی جو میرا کام تھا وہ مین نے کیا ہی ہر گلی کوچے والے
اُس سے حال پوچھتے ہین ہر ایک سے حال اپنی چالاکی کا بیان کرتی ہوئی شہر کو طی کیا دار الامارۃ
پر پہونچی آفتاب نے وزیر امیر استقبال کو بھیجے بہ اعزاز تشہیر کو سامنے آفتاب کے لائے
آفتاب نے ہاتھ بڑھا دیے تشہیر کو گلے سے لگا لیا کہا بوا تمنے بڑا کام کیا اب تمھین سلطنت کرنا ہین
گوشہ نشین ہونگی سب اہل شہر وزیر و امیر یہی کہہ رہے ہین کہ تشہیر نے مذہب بچا لیا کس لطف سے
طلسم کشا کو گرفتار کیا تشہیر نے دونون لوحین بطور نذر پیش کین تشہیر نے کہا اب لوح طلسم کا
انتظام کیجیے برقان تو مار گیا کہ دریا مین مخفی رہتا تھا اب یہ لوح کسکے پاس رہے آفتاب نے
کہا یہ سب انتظام تمھارے سپرد ہی قید طلسم کشا تو اندر لاؤ تشہیر نے خسرو کو اندر بلایا برق ثانی
نے قفس سے دیکھا کہ عجب سختی مین شاہزادہ ہی ماران سیاہ بدن مین لپٹے ہوئے چہرہ زرد ہو رہا ہی

خاموش سامنے آفتاب کے کھڑا ہی شل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی آفتاب نے پکارکر
کہا ابھی یہ دعوی باقی ہی خسرو نے کہا انشاء اللہ قید سے چھوٹیں گے طلسم آفتاب نگار کو لوٹیں گے
اگر ہماری قضا تیرے ہاتھ سے ہی تو مجبور و ناچار ہیں دعوی مذہب کیا دلسے گیا ہی جسطرح بنے گا تجھکو
قتل کرینگے آفتاب ہنسی کہا دیکھو اس پسر حمزہ کی باتیں کہ گرفتار کھڑے ہیں ہمارے قبضے میں ہیں اور
اُسپر یہ باتیں ای تشہیر جادو قید طلسم کشا تمہارے سپرد ہی بیرون بارگاہ جاکر بیٹھو ہم دوسرے طرز
سے لوح کا انتظام کرینگے سب وزیر و امیر خوش بیٹھے ہیں لیکن ملکہ گلگونہ گلگون پوش عاشق
شہرت جسوقت سے قید شاہزادے کی آئی ہی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوے انتظام و احکام
دیکھ رہی ہی پہلے ہی اسنے دیکھا تھا کہ راہ گیر قید شہرت لیکر آئی کہا ای ملکہ عالم غضب ہوا تھا طلسم کشا
نے اسکو چھڑا لیا کھڑے ہوے خوشی خوشی باتیں کر رہے تھے کہیں پہونچی لڑائی کا سامان کیا طلسم کشا
کو ان سے الگ کیا انکو لیکر بھاگی طلسم کشا کو انتہا کا قلق ہوا ای گلگونہ اب دیکھیے کیا ہوتا ہی بی تشہیر
کی آج بڑی عزت افزائی ہی آج انکی بڑی خاطر ہی کیا تدبیر کروں کہ لوح طلسمی ان تک پہونچاؤں کیونکر
دونوں لوحیں پاؤں سوچ میں سر جھکائے بیٹھی ہی کہ آفتاب نے پکارکر کہا ایہا الحاضرین
ای سرداران نامی و ای ساحران گرامی دیکھا تمنے تشہیر نے کیا کام کیا ورنہ یہ جوان لڑتا ہوا تا بقلعہ طلسمی آتا
اب لوح کی کیا تدبیر ہو لوح محفوظ تو خیر ایک تحفہ ہی حفاظت کی اس سے ایک صورت ہی لیکن لوح طلسمی کی
حفاظت واجب و لازم ہی بانیان طلسم نے کیا تدبیر معقول کی تھی کہ لوح طلسمی برقان کے سپرد ہوئی وہ دریا
میں رہتا تھا کوئی اُس تک نہ جا سکتا تھا کون لوح اپنے پاس رکھے گا اسکے بھائی اسکے بھتیجے اسکا باپ سب
صف شکن و تیغ زن ہیں اسکے قتل کی خبر سنکر آئینگے جسکے پاس لوح ہوگی اُسی کی فکر کرینگے تمام طلسم اُسیکا
دشمن ہوگا پس میں تو اپنے پاس لوح نہ رکھونگی اور جن صاحب کے مزاج میں آئے لوح اپنے پاس رکھیں
بخوبی حفاظت کریں لوح کا انتظام نہ بھولیں اگر لوح میں ذرا فتور پڑا اسکے بھائی بند ضرور آئیں گے
اب برسوں جنگ رہیگی بڑی بڑی مشکل پڑیگی کیا تدبیر کریں کہ لوح غائب ہو جائے سب ساحروں نے
عرض کی اگر حضور لوح اپنے پاس نہیں رکھتیں تو ہم میں کسکو لیاقت کہ لوح اپنے پاس رکھے اور
تدبیریں کیجیے تو عرض کریں کہ لوح معدوم ہو جائے نہ لوح ہوگی نہ کوئی طلسم کشا پائیگا اگر مناسب
ہو تو لوح کی یہ تدبیر کیجیے کہ کوئی ساحر تیز پر مقرر کیجیے وہ ساحر لوح کو لیکر چار موجہ سلیمانی پر جائے

وہان دریاے قہار ہی کیسی موجین اُٹھ رہی ہین بار بار قصر البحرین کے طبقہ زمین کا ٹوٹتا ہوا ہی اُس مقام پر
لوح پھینک دی جاے کوئی مچھلی نگل جائیگی لوح معدوم ہو جائیگی نہ لوح ہوگی نہ طلسم کشا پائیگا سب نے
اس صلاح پر آفرین کی کہا ای مشیر خوش تدبیر کیا خوب بات کہی ہی یہی مناسب ہی ورنہ لوح جسکے پاس رہیگی
سب اُسکے دشمن ہونگے پس لوح کا رہنا بہتر نہین سب نے اس صلاح کو قبول کیا **آفتاب** نے کہا کوئی
ساحر تجویز ہو کہ وہ لوح لیکر جائے لوح کو پھینک آئے کہ لوح دنیا سے معدوم ہو **عقاب جادو** ایک
جادوگر ہی کہ اُسکو بہت تیز پری پر اُڑاتا ہی اپنے مقام سے اُٹھا دست بستہ عرض کی لوح غلام کو دیجیے آج ہی جاؤنگا
اور آج ہی پھینک آؤنگا لوح محفوظ تو **آفتاب** نے اپنے پاس رکھی اور لوح طلسمی **عقاب جادو**
کو دی **عقاب جادو** نے لوح کو جھولی مین ڈالا **آفتاب** کو سلام کرکے رخصت ہوا اور شہیر جادو
طلسم کشا کو بیرون بارگاہ لائی اور ایک چبوترے پہ لاکر بٹھایا ایک گولہ مار دیا گرد آگ بیچ مین
شاہزادہ سامنے ایک سکرہ تھا اُسین کنیز دنکو لیکے بیٹھی خبرداری کرنے لگی **گلگونہ** یہ معرکہ دیکھکر اپنے
مقام سے اُٹھی سوچتی ہوئی کہ ای **گلگونہ** اگر لوح طلسمی گئی اور **عقاب جادو** تا بہ چہار موجہ پہونچا اور
لوح کو پھینک آیا دریا مین کون جستجو کریگا کیونکر لوح ملیگی ابھی **عقاب** کا تعاقب کرون راہ مین جاکر
اسکو مارون یا جان اپنی دون اس کشاکش سے جان کا جانا بہتر ہی طلسم کشا اس مصیبت مین **شہرت**
اس آفت مین ہین کیونکر زندگی کرون طلسم کشا پر نثار ہو جاؤن طلسم کشا نے جاکر اُسکو رہا کیا اُسکی تقدیر مین
قید تھی راہ گیر پھر پکڑ لائی زندان طلسم مین لاکر قید کیا اب جان دینا ہی بہتر ہی یہ سوچ کے آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے دربار سے اُٹھی **آفتاب** نے پوچھا ای **گلگونہ** تم زیادہ پریشان معلوم ہوتی ہو **گلگونہ**
نے کہا حضور کی پریشانی ہم لوگون کے لیے حیرانی ہی آنکھون سے دیکھ رہے ہین کہ زوال دولت ہو رہا ہی
جو حضور نے تدبیر کی یہ مناسب پڑے کہ لوح چہار موجہ پر پہونچے **عقاب جادو** گیا ہی بخیر و عافیت
پلٹ کے آئے یہ کہکے باہر آئی دیکھا **عقاب جادو** کبوتر بنا ہوا اُڑا ہوا جاتا ہی کنارے آکر ایک بازی شکل
بنی تعاقب مین **عقاب** کے چلی **عقاب** اسقدر تیز پر ہی کہ لاکھ **گلگونہ** جاتی ہی کہ مین برابر اُسکے پہونچون
مگر کبھی اُسپر گردون اسکے دو ٹکڑے کرون لوح لیلون تیز پرواز کرتی ہوئی جاتی ہی مگر **عقاب** آگے
بڑھا ہوا جاتا ہی پہر بھر بیوی کی آخر بازون مین درد ہونے لگا سامنے پہاڑ دیکھا اُسپر اُتر پڑا جنگل بیابانی ہی
کو جھکا چاہتا ہی کہ پانی پیون کہ **گلگونہ** پہونچی دیکھا **عقاب جادو** شکل کبوتر پانی پہاڑ پر پیا چاہتا ہی

سوچی کہ گلگونہ اگر یہان سے اُٹھا تو چہار موجہ ہی پر جائے ٹھہریگا پھر مقابلہ نہ پڑیگا یہ سوچکر پہاڑ پر چڑھ آئی
کارد سحر جھولی سے نکالی اسم سحر پڑھکے جب برابر آئی نعرہ کیا او عقاب منم گلگونہ گلگون پوش عقاب
پلٹا کارد آکر عین سینے پر پڑی توڑ کر پشت کے پار گذری عقاب دھڑ دھڑا کے گرا اندھیرا ہو گیا آواز آئی
کشتی مرا نام من عقاب جادو بود گلگونہ ہوا سے زمین پر آئی دیکھا لاشہ عقاب کا تڑپ تڑپ کے
سرد ہوا جھولی سے اُسکی لوح نکالی لوح کو رومال مین لپیٹا جھولی مین رکھا اب رات ہو گئی تھی گلگونہ سوچی رات
ہی رات چلنا چاہیے بلی تشہیر کو قتل کرون یہ سوچتی ہوئی چلی یہان تشہیر جادو خسرو شیردل پر بدعت
کر رہی ہی کہ شراب پیکر درد شاہزادے پر چھینکتی ہی شاہزادہ اپنی جان سے بیزار ہو چکا ہی ہر مرتبہ آواز دیتا ہی
او ملعونہ ایک مرتبہ ایک خنجر مار دے کہ خاتمہ ہو اب کشاکش ہے سے نہین اُٹھتی تشہیر جواب دیتی ہی او طلسم کشا
تو نے کس حسرت سے ساحرون کو قتل کیا کبھی خنجر لیکر دوڑتی ہی کنیزین ہاتھ تھام لیتی ہین کہ واری قتل نہ کیجیے
صبح کو طلسم کشا پر بدعت کیجیے گا صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو گی وہان آپکو اختیار ہی کہ گلگونہ آسمان
سے اُتر کر زمین پر اُتری طرف طلسم کشا کے چلی تشہیر نے پکار کر آواز دی کون آتا ہی یہ راستہ نہین ہی یہان طلسم کشا
کی قید ہی ادھر سے ہٹ جا گلگونہ نے کچھ جواب نہ دیا ہر چند تشہیر پکاری مگر گلگونہ کب سنتی ہی جب
تشہیر اپنے مقام سے اُٹھی آواز دی ارے آنے والے جواب نہین دیتا لاکھ منع کیا مانتا نہین
یہ کہکے گولہ مارا گلگونہ نے لوح کو آگے کر دیا گولہ پھٹ کے زمین پر گرا تشہیر نے آواز دی ارے
کوئی بڑا ساحر ہی کہ میرے سحر کو یون دفع کیا یہ کہکے دوسرا گولہ مارا گلگونہ نے پھر لوح دکھا دی پھر گولہ
بیکار ہوا اور پلٹ کر قریب پائے تشہیر کے پہونچا تشہیر گھبرا گئی کہتی ہی ارے یہ کیا شی دکھا دی کہ گولہ
پلٹ کے میرے پاس آتا ہو کیا شی اسکے ہاتھ مین ہی جب گلگونہ قریب آگ کے پہونچی آگ بجھنے لگی جو
تشہیر گھبرائی آواز دی ارے آگے نہ بڑھنا اس آگ مین جل جائیگا اس آگ سے امان نہ ملیگی گلگونہ
قریب طلسم کشا پہونچ چکی تھی برقع چہرہ سے اُٹھایا پکار کر آواز دی منم گلگونہ گلگون پوش اور لوح طلسمی گلے
مین طلسم کشا کے ڈالدی نیمچہ کمر سے نکالکر ہاتھ مین دیا جیسے ہی لوح گلے مین طلسم کشا کے آئی میدان سیاہ
جلکر گر سے اندھیرا ہو سامنے خسرو کے منہ کوے بیٹھا تھا وہ پانی ہو کر بہ گیا طلسم کشا اپنے مقام سے اُٹھے
گلگونہ نے بھی کہا ای شہریار اب یہ وقت شمشیر زنی ہو مگر اب لوح سے ہوشیار رہیے گا شاہزادہ

نعرہ کر کے اُٹھا نعرہ خسرو		منم خسرو شیردل نوجوان		منم نور عینین صاحبقران

اگر تیغ کین بر کشم از غلاف — ز لرزل فتد در میان مصاف
اگر میخ بر سنگ خارا زنم — زگاو زمین میخ وبن بر کنم

تلوار کھینچکر شاہزادہ غول پر جادوگردن سے گرا گلگونہ سحر کر رہی ہی
جب گولہ مارا سو دو سو کے سر اڑ گئے کنیزین اُٹھکر اسکے گرین گلگونہ نے کئی سو کنیزون کو قتل کیا اہالی
شہر دوڑے کہ یہ کیا ہنگامہ ہوا کیسا گولہ چلنے لگا آکر دیکھا طلسم کشا لوح گلے مین ڈالے ہوے شمشیر زنی
کر رہا ہی گلگونہ پشت پہ سحر کر رہی ہی اور آواز دیتی ہی ای ساکنان قلعہ طلسمی شاید تمکو یاد نہو کتاب مین
لکھا ہی کہ جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا بہ دبا ہنگا ورنہ بذلت مارا جائیگا صدہا ساحر طلسم کشا کے شریک ہونیلگے
گلگونہ آواز دے رہی ہو صاحبو طلسم کشا کی شرکت کرو نشہیر بھاگتی پھرتی ہی خسرو چاہتے ہین اسکو
قتل کرون اپنے بڑے صدمے پہونچائے نشہیر نے دیکھا طلسم کشا کے ہاتھ سے میرا بچنا دشوار ہی وہ
سو جگہ زمین پر گری بازبنکر چلی گلگونہ نے آواز دی ای شہریار نشہیر جاتی ہی شاہزادے نے کمان
کیانی کاندھے سے اتاری تیر جگر دوز کمان مین پیوست کیا تاک کر سینہ پر کینہ نشہیر پہ مارا نشہیر کے سینہ
پر پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا نشہیر کا لاشہ زمین پر گرا نشہیر اسی جادوگرنی کا مرنا اندھیرا ہوگیا صدائین
مہیب آنے لگین پھر صدا آئی کشتی مرا نام من نشہیر جادو بود یہ آواز کان مین آفتاب کے پہونچی
یا تو تخت پہ بیٹھی جشن کر رہی تھی نشے مین شراب کے مبہوت ہو رہی تھی نشہیر نے بڑا کام کیا کہ کان مین بجلی
نشہیر کے آواز آئی گھبرا کے پوچھا ارے یہ کیسی آواز آئی نشہیر کو کسنے مارا کنیزین دوڑی ہوئی آئین
عرض کی والی طلسم کشا لڑ رہا ہی گلگونہ پشت پہ کئی ہزار جادوگر شریک ہوچلے نشہیر کو طلسم کشا
نے مارا گھبرا کر پوچھا طلسم کشا کو لوح کسنے دی کنیزون نے کہا سنتے ہین گلگونہ نے جا کے عقاب جادو کو
مارا اب ہزارہا جادوگر طلسم کشا کے شریک ہوتے جاتے ہین یہ حالات سنکر آفتاب
نے منہ پیٹ لیا کہا ہای بڑا غضب ہوا میری قوت بازو قتل ہوئی چلکر طلسم کشا کو مار لو کئی لاکھ
جادوگر لیکر باہر نکلی دیکھا شہر مین غدر ہوگیا گلی کوچہ مین تلوار چل رہی ہی آفتاب جادو
نعرہ کر کے بڑھی بھاگتی ہوئی ارے گلگونہ کو پکڑ لو گلگونہ نے آواز دی او ملعونہ مجھے کون قتل
کرسکیگا مین کنیز طلسم کشا ہون آفتاب تین لاکھ جادوگرونکو لیکر آئی سحر کرتی ہوئی آگ برساتی ہوئی
بڑھی ہر طرف ساحر دنکا بلی گلگونہ نے دور سے دیکھا ایک مکان مین مہرت قید ہی راہ گیر بعہدہ
نگہبانی ہی طلسم کشا کو اشارہ کیا خسرو جا پڑے راہ گیر نے اٹھکر سحر کیا آگ برسنے لگی راہ گیر بڑھی تھی

کہ طلسم کشا نے تیر بار بار اُسے گھیر کر گری گلگونہ نے بڑھکر شہرت کو قید سے رہا کیا شہرت جو تڑپ کے
اُٹھا بلک بلک کے گریہ کرنے لگا ہزاروں ساحروں کو قتل کیا یاقوت و کلیم و سلیم بھی قید سے چھٹیں
شکل کش پیچھے دوڑی پکارتی ہوئی کہ اے ملکہ آفتاب جادو یاقوت و کلیم و سلیم نے رہائی پائی لیتی
ہوئی آتی ہیں شاہزادے نے شکل کش کو بھی تیر سے مارا اسکے مرنے کی جو آواز آئی آفتاب
گھبرا کے کہتی ہے صاحبو غضب ہوا شکل کش قتل ہوگئی میرے بزرگوں کا وزیر اعظم ساحر زبردست
بختیار جادو گنبد جالینوس پر حاکم ہے میں وہاں جاتی ہوں جسکے فرق میں آئے وہاں سے چلے میں
وہاں جاکر شکست درست کروں گی اور طور سے لشکر کشی ہوگی یہاں کا رنگ تو بگڑ گیا قدم اُٹھے ہوئے
نہیں رکتے ساحر بھاگے جاتے ہیں آفتاب جادو نے طلک مار کر پرواز چاہی کہ لیکن برق ثانی
کا پنجرا ہاتھ میں ہے شاہزادے نے چاہا کہ برق ثانی کو رہا کروں نہ رہائی ہوئی آفتاب پھر ہیبت
بلند ہوئی شاہزادے نے چند تیر مارے آفتاب نے آتش سحر سے جلا دیے ساحروں نے دیکھا کہ
آفتاب بلند ہوئی وزیر و امیر بلند ہونے لگے تھوڑے عرصے میں تین لاکھ جادوگر اور شہر والے
کچھ اہل فوج سالم آفتاب کے پہونچے تھوڑا دن چڑھتے چڑھتے فتح ہوگئی چادر چلنے لگی ہر طرف
سے آواز الامان بلند ہوئی شہرت و گلگونہ جو سالہا سال کے ہجران دیدہ آفت کشیدہ
معشوق نے جو عاشق کو دیکھا سر جھکا لیا کنیزوں نے حجاب رفع کرایا گلگونہ کہتی ہیں اے شہرت
ہمیں زندگی سے یاس ہوئی تھی کہاں یقین نہیں تھا کہ اب تمسے زندہ ملینگے پروردگار نے اپنا فضل
کیا شاہزادہ دار الامارہ میں آیا رفیقان جان نثار آکر بیٹھے یاقوت جاکر فرزانہ کو لائیں بعد ختم
جنگ یہ خود نکلی تھی فرزانہ کو چھوڑ آئی تھی فرزانہ جو آئیں شاہزادے سے حکایت شکایت ہجران
کی شاہزادے نے عذر کیا کہ بندہ گلگونہ کے ہم لشکر گزرا ہیں جس مقام پر فیلان فیل پیکر نے
تمھارا مردہ دکھایا آمادہ اپنے قتل پر ہوئے تھے خنجر نکالا تھا کہ اپنے کو ذبح کریں مگر اُسوقت غیب نے
ایسے لطف سے ہمکو آگاہ کیا کہ میں قتل سے اپنے باز رہا اور کس لطف سے کہا کہ لوح کو
ملاحظہ کیجیے لوح جب دیکھی تو معلوم ہوا نمود بے بود طلسم ہے ساحر نے شعبدہ کیا خدا نے یہ دن
دکھایا کہ قلعہ طلسم فتح ہوا گلگونہ اور شہرت کو صدمۂ جلیل عطا ہوا شاہزادہ تو یہاں مصروف عیش
ہے لیکن دوسری یہیں آفتاب کی سرہنگ بدباطن مکر سے مسلمان ہوئی ہے لشکر میں ہے

کہ کس طور سے طلسم کشا کو بچاؤں بیان تو یہ صورت ہوئی آفتاب جو شکست خوردہ بھاگی گنبد جالینوس پر پہونچی گنبد قریب ہی تھا کہ بختیارک کو خبر پہونچی کہ ملکہ آفتاب شکست کھا کے آئی ہیں بیقرار ہوکر برائے استقبال نکلا آکر آفتاب سے ملاقات کی آفتاب نے جو بختیارک کو دیکھا کہا اے وزیر اعظم تم تو یہان آکر بیٹھے ہمارا ملک تباہ ہوا مرحلہ جات مٹے اور مین یہ بھی کہتی ہون کہ طلسم کشا یہان بھی پیچھا نہ چھوڑے گا کہ مین برق ثانی کو لیتی آئی ہون بختیارک نے پوچھا اے ملکۂ عالم یہ کون شخص ہے آفتاب نے کہا اے بختیارک یہ بلائے روزگار ہے مگر جیسے گرفتار کیا رہائی نہین ہائی روز مجکو دھوکے دیتا ہے مگر مین ایسی بھولی ہون کہ اسکو بات نہین کرنے دیتی شہر یاقوت نگار اسیکی ذات سے فتح ہوا بختیارک یہ سنکر اعزاز و اکرام سے آفتاب کو گنبد مین لایا تخت زبرجدی نکلوایا اسپر آفتاب کو جگہ دی سب مشیر و وزیر آکر بیٹھے بختیارک نے کہا اے ملکۂ عالم مین ایک بات عرض کرون خلاف رسم اقدس نمو خداوند قدیم کو آپنے چھوڑا اور مذہب سامری و جمشید کا اختیار کیا جب ہی سے رنج و ملال آپ پہ گذرنے لگا یہانتک مجکو نوبت بہم پہونچی کہ مین تو ہر سال جاتا ہون کئی مرتبہ خداوند نے فرمایا کہ اے والی طلسم آفتاب نگار کہان ہین مین عذر کر دیا کرتا ہون ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ رنج اٹھا کر آفتاب آئیگی قدرت کو برا خیال ہے اے بختیارک کہدینا کہ مابدولت کا اعتقاد کرے سامری و جمشید کون گتنے ہے رنج و ملال اٹھا کر آئی تو کیا اب قدرت اسکو کسی بلا مین پھنسا ئینگے لہذا مین سامان پوجہ پاٹ کا مہیا کرتا ہون جاگتی جوت کے خداوند کو یاد کیجیے کہ یا خداوند جمشید خود پرست جو کچھ مین نے کیا وہ معاف فرمائیے اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی ضرور امید بر آئیگی آئینہ اقبال مین صورت فتح و ظفر نظر آئیگی آفتاب نے کہا اے وزیر اعظم حقیقت مین کہ مجھے بڑی خطا ہوئی مین بیشک توبہ کرونگی اور عہد کرتی ہون کہ ضرور اکی جشن مین جا کر شریک ہونگی میلہ بھی وہان کا دیکھونگی اسیوقت بختیارک نے اشیاے پوجہ پاٹ کے طلب کیے آفتاب نے بیٹھ کے پوجہ کیا اور جمشید خود پرست سے فریاد کی رات کو تو یہ معاملہ درپیش ہوا وہان جو سرہنگ بد باطن کا ٹہر ہر فکر مین رہتی تھی ایک شب کو اسنے دیکھا شاہزادے نے مع ملکہ فرزانہ بالائے بام آرام کیا سرہنگ نگہبانون کو بیہوش کرتی ہوئی بالائے بام پہونچی دیکھا دونون آپسمین لپٹے ہوے سو رہے ہین اسنے جھولی سے مقراض نکالی پہلے ڈور الوح کا کاٹا جب لوح قبضے مین کر چکی تو پکار کر آواز دی اے طلسم کشا کہانتک سوئیگا بیدار ہو اپنا حال دیکھ ہم سرہنگ بد باطن بڑے افسوس کا مقام ہے کہ میری

بہن کی سلطنت سے بیٹھے اور اُسکے تخت پر بی فرزانہ بیٹھین گھبرا کے جو عاشق و معشوق نے آنکھ کھولی سرہنگ کو پایا لوح قبضے سے نکل چکی چاہا اُٹھین اُسنے فقط ہاتھ بلا دیا ہاتھ پاؤن دونون کے بیکار ہوے اُسیوقت دونون کو لیکر تخت پر ڈالا لوح طلسمی جھولی مین رکھی لیکے طرف گنبد جالینوس کے چلی یہان صبح کو سب بیدار ہوے عاشق و معشوق کو تلاش کرنے لگے آخر معلوم ہوا کہ سرہنگ بدباطن لیگئی یاقوت نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو غضب ہوا کہ طلسم کشا کو مع فرزانہ سرہنگ بدباطن لیگئی اب کیا کیا جاے دیکھیے آفتاب گرم خو کیا آفت برپا کرے بختیار جادو ساحر قدیم آفتاب کا ندیم ہمیشہ سمجھایا کرتا تھا کہ ملکہ عالم سلطنت طلسم پر بہ لطف قبضہ کیجیے وہان غدارون کا دخل ہونے پائے ورنہ بڑی خرابی ہوگی اب وہ اسی کے پاس گئی ہے وہان صلاحین ہو رہی ہونگی اُسی صلاح مین یہ بھی صاحبزادی طلسم کشا کو لیکر پہنچیگی شہرت اور گلگونہ نے عرض کی اے ملکۂ عالم نہ گھبرایئے وقت بربادی گنبد جالینوس بھی آگیا لشکر تیار کیجیے لشکرکشی کرکے چلیے ہر چند کہ وہ بادشاہ طلسم ہے تحفہ جات طلسمی پاس موجود ہین سحر مین طاق شہرۂ آفاق لیکن تدبیرین کرینگے جنگ بھی ہوگا ساحران بھی شاید پروردگار کوئی تدبیر کر دے غافل بیٹھے رہنا مناسب نہین سب نے صلاح گلگونہ کو پسند کیا لشکر تین لاکھ ساحرون کا تیار ہوا کوئی سلطنت قبول نہ کرتا تھا تخت دیکھ دیکھکر رونے تھے کہ ہاے یہ مقام ملکہ فرزانہ فیروزپوش کا اب کسی اور کو کیونکر دیکھین کیونکر دل کو آرام آئے آخر صلاح کرکے ملکہ یاقوت کو تخت پر بٹھایا کلیم و سلیم بعہدۂ وزارت گلگونہ و شہرت منتظم لشکر ہوے تین لاکھ ساحرونکا لشکر تیار کرکے اس شوکت و شان سے بیرون قلعہ نکلے رئیسان شہر بھی ساتھ آئے ہین پانچ کوس قلعے سے آگے بڑھکر اُترنے ارادہ ہے کل یا پرسون کوچ کرین لیکن آفتاب گرم خو رات بھر ادھر اُدھر کرکے صبح کو تخت پر بیٹھی ہے بختیار جادو کہتا ہے کچھ ظہور قدرت ہوا چاہتا ہے یہ ذکر تھا کہ چند جادوگرنیان دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور مبارک ہو ملکہ سرہنگ بدباطن طلسم کشا آپ کی صاحبزادی کو قید کر لائین لوح طلسمی لیلی آفتاب نے حکم دیا بلاؤ بختیار کہہ رہا ہے کیون ملکۂ عالم مین نہ عرض کرتا تھا کہ ظہور قدرت ہوا چاہتا ہوا ایسے خداوندنے کیونکر کوئی برگشتہ ہو آفتاب بھی مثل گل شگفتہ ہوگئی سرہنگ اندر بارگاہ کے آئی کہا ہمشیرہ صاحب مین نے اپنی جان لگا دی دونون کو گرفتار کیا بی گلگونہ و شہرت شریک طلسم کشا ہوے آٹھ پہر حفاظت کرتے تھے پر کیسے

لوح نذر دی لوح لیکر اُسنے جھولی مین رکھی کہا ای بختیارک اب حیلے سے خداوند کے یہان کو دن باقی ہین کہا زبی ہفتہ عشرہ سے مین ہی قدرت کے سامنے چلکر ان سبکو پیش کیجیے ہٹی کے سر سے سحر مسلمانان اُتار ہین گے سب لوگ راہ پر آجائینگے سب آپکی اطاعت کرینگے لیکن اول اُن باغیون کو چلکر گرفتار کر لائین سب کو پچل سے خدمت خداوند مین پیش کرین اور آپ اپنے ہ حاضر ہونے کے عذرات بیجیے یا جی چاہے آپ نہ جائیے مین جا کے سبکو پکڑ لاؤن بختیار جادو کے ساتھ بڑا لشکر گیا بختیار بمقابلہ یاقوت لشکر گران لیکر میدان مین پہونچا یہان ملکہ یاقوت وغیرہ پانچ کوس پر قلعہ بستہ بڑھکر اُتری ہین کہ سحر اسے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا آگے گینڈے پر بختیار جادو پشت پر لشکر ساحران غدار بڑے زور و شور سے آکر پہونچا پہلے یاقوت کو خوب سمجھایا پر سب آمادہ مرگ وہتیا سے قضا ہین جواب سخت دیے کہ جو تجھسے ہو سکے قصور نکر جواب سنکر بختیار نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی طبل جنگی بجا چار پہر رات تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے بختیار آگے بڑھا ہوا لشکر کو ترغیب دیتا ہوا میدان مین آکر پہونچا ملکہ یاقوت تخت پر سوار قلب فوج مین دونون بیٹیان برابر کھڑی ہین گلگونہ و شہرت لشکر کو ترغیب دے رہے ہین کہ نقیبون نے نقابت کی کڑیست کر کا لشکر ہٹے بختیار نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ سامنے گلگونہ یہ سنکر جا پڑی آپس مین سحر ہوے بختیار نے پکار کر آواز دی ای خاک بار لینا یہ کہکے زمین پر ایک لات ماری جہان گلگونہ کھڑی تھی اسقدر خاک اُڑی کہ اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے اُسنے اس غبار کو رفع کیا دیکھا گلگونہ بیہوش پڑی ہی چاہا جھپٹ کے اُٹھاؤن شہرت جا پڑا گلگونہ کو اُٹھانے سے بچایا آپ لڑنے لگا تھوڑے عرصے تک آپس مین سحر ہوے ایک مقام پر بختیار نے وہی آواز دی ای خاک بار لینا اسقدر غبار بلند ہوا کہ شہرت اُس غبار مین بیہوش ہو کے گرا بختیار نے ان دونون کو اُٹھا لیا لشکر یاقوت جا پڑا ملکہ یاقوت بیٹیون کو ساتھ لیکر لڑائی مین مصروف ہوئی ہزارہا ساحر لشکر بختیار کے مارے کہ لشکر مین ہنگامہ پڑ گیا ایک مقام پر بختیار نے یاقوت و کلیم و سلیم کو دیکھا وہی آواز دیتا ہوا بڑھا غبار بلند ہوا تینون مان بیٹیان بیہوش ہو کے گرین بختیار نے اُٹھا لیا افسر دن کو تو یون پکڑا سارے لشکر پہ سحر کر دیا کہ ایک سے بات نکرے لشکر والے اسباب سحر پھینک کر بدحواس ہو سے منہ چھپا کر آ سی

ان سب کو اس حال مین چھوڑا مال اسباب اپنے قبضے مین کیا جب مال بھی قبضے مین کر چکا اسیوقت کوچ کیا
مشتر و سرداران نامی اپنے ساتھ لیے زباتون مین سبکے سوزن گرفتار رنج و محن ایس زور و شور سے
کوچ کیے ہوے جاتا ہو آفتاب گرم خو کو خبر پہونچی کہ وزیر ہمارا سردارون کو گرفتار کر لایا گنبد سے
باہر آکے اُتری سب سردار ذیحوت مع فرزانہ الگ قید کیا طلسم کشا کو علیحدہ قید کیا برق ثانی کو ایک
خیمے مین قید کیا رات کو حکم دیا کل کا دن درمیان دوسرے دن کوچ ہوگا طرف قلعۂ جمشیدیہ سے کے
چلین سے گے خبرین منگوائین کہ زمانہ میلے کا قریب ہو برق ثانی نے قیدخانہ مین بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ جمعدار
چکارہ بجانے لگا برق ثانی نے بھی ایک تان ماری جمعدار نے کہا ارے قیدی تو بھی گانا جانتا ہو کہا
حضور جہان کے خوف سے روتا ہون گانا کیا جانون ذرا مجھکو قریب بلا لیجیے تو مین اپنا گانا آپکو سناؤن
جمعدار کی شامت جو آئی برق ثانی کو اپنے پاس بلایا چکارہ بجانے لگا برق ثانی نے چکارہ
مین آواز ملا کر وہ تانین لگائین کہ جمعدار بیقرار ہو گیا کہا میان تڑکے خوب گاتے ہو تب تو برق ثانی
نے کہا ذرا ہاتھ کھول دیجیے تو گانا سناؤن کبھی ایسا گانا نہ سنا ہوگا جمعدار نے ہاتھ کھول دیے برق ثانی
نے بجانا شروع کیا جمعدار دیکھ دیکھکر بیقرار ہوا جاتا ہو تعریفین کر رہا ہو برق ثانی نے اشارہ
کر کے جمعدار کو اندر قیدخانے کے بلایا باتین کرتے کرتے حلقہ کمند کے گلے مین ڈالدیے
جمعدار کو بیہوش کیا اُسکو اپنی صورت بنایا جمعدار کو قیدخانے مین ڈالدیا آپ جمعدار کی شکل بنکر باہر
نکل ساتھ والون سے کہا چوکی پہرے سے ہوشیار رہنا مین ابھی آتا ہون یہ کہکے برق ثانی نکل گیا
لشکر تو بے انتہا اُترا ہوا ہی ایک دوکان پر جاکے پڑ رہا یہان صبح کو لشکر تیار ہوا آفتاب نے
کوچ کیا جب آنکھ کھلی جمعدار غل مچانے لگا کہ ارے مجھے کسنے قید کیا ملکہ آفتاب کو خبر پہونچی کہ آج
وہ قیدی نئے نخرے بگھار رہا ہو آفتاب نے کہا بکنے دو نگہبانون نے کہا حضور وہ اپنی جان
دینے پر آمادہ ہی آخر آفتاب خود آئین دیکھا برق ثانی رو رہا ہی سر زنجیر پر دے دے مارتا ہی
آفتاب کو دیکھکر پکارا حضور مجھے کسنے قید کیا اور وہ ٹھگ کہان گیا آخر بختیار نے کہا اسکا
منہ دھلاؤ جب منہ دھلایا تو مفصل حال کھلا پوچھا ارے یہ کیا ہوا کہا حضور ٹھگ مجھکو اپنی صورت بناکے
چلا گیا جمعدار کو تو قید سے رہا کیا حکم دیا اب کوچ ہو برق ثانی نے ایک سردار کی نوکری کر لی وہین
رہتا ہی دن بھر منزل چلتے ہین شام کو کسی مقام پر اُترتے ہین برق ثانی حیران ہو کہ کیا تدبیر کرون

اگر شاہزادے کو رہا کیا لوح پاس آفتاب سکے ہو کیا تدبیر کرون کچھ نہین پڑتا ایسی باتین سوچتا ہوا
لشکر کے ساتھ ہو تمنز لین آفتاب سکے ساتھ طی کین آج ایک مقام پر آکے پہونچے دیکھا سامنے
ایک قلعہ نہایت عمدہ بنا ہو ایک پھاٹک سامنے اور چھ دروازے تین طرف دست راست سکے
تین طرف دست چپ کے نہر مین پانی کی جاری ہین انسان کا نام نہین برق ثانی نے ایک سے
پوچھا کیا اس قلعے کے دروازے بہت ہین اُسنے جواب دیا یہی سات دروازے ہین ہر ایک دروازے
کے آگے بازار آراستہ ہوگا مقام پر الحمد دروازون کے کل دیکھنا جس رنگ کا جو دروازہ ہو اُسی رنگ
کے اہالی بازار رہین گے اُسی رنگ کا لباس پہنے ہوے داروغہ ہوگا دو دن مین میلہ بجے گا تیسرے
دن جلوس خداوندی ہوگا لوگ زیارت کو جائین گے اپنی اپنی مراد پائین گے ہزار ہا کوس سے
آنیوالے آتے ہین سب طرح کی مرادپاتے ہین بڑے بڑے تاجدار بڑے بڑے سردار اس میلے
مین شریک ہون گے کیا تم کبھی اس میلے مین نہین آئے برق ثانی نے کہا مدت ہوئی مین بہت چھوٹا
تھا اپنے باپ کے ہمراہ آیا کرتا تھا اُسوقت کی باتین یاد نہین رہین اب بہ احتیاط دیکھونگا یہ باتین سُنکر
برق ثانی اُسی خیمہ مین آیا جسکا ذکر تھا اُس سے بھی کچھ باتین پوچھین پہر دن رہے سے آمدین شروع
ہوئین شام کو برق آکر اپنے سونے کے مقام پر لیٹا خیال مین شاہزادے کی خیر کے کب نیند آتی ہے
پڑا تڑپ رہا ہے آوازین نوبت نقارے کی کان مین آتی ہین رات بھر یہی ہنگامہ سُنا کیا جی مین کہتا ہے صبح ہو
تو دیکھون کون کون آیا صبح کو جو اُٹھا حاجت وغیرہ سے مہلت پاکر اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا تمام میدان
دامن قلعہ آدمیون سے بھرا ہوا ہے جو دروازہ کلان ہو اُسکے آگے کرسی بچھی ہے دروازے کا سُرخ رنگ
ایک جوان یاقوت پوش کرسی پر بیٹھا اپنے میلے کا انتظام کر رہا ہے ایک دروازے پر زمرد پوش بازار
زمرد پوشان کے انتظام مین مصروف ہے ایک دروازے پر مروارید پوش کہ وہ بازار سفید پوشان ہے انتظام
کر رہا ہے ایک طرف نیلی پوش ایک طرف صندلی پوش اپنے اپنے بازار ونکے رنگ مین مصروف ہین
اور پہلوے قلعہ پر ایک نہر جاری ہے مثل دریا کے جوشان وخروشان کنارے کنارے اُس کے
ہزار ہا ہودان صحرا پھر رہے ہین جس بازار مین جو کوئی دزدی کرتا ہے کوتوال اُس دزد کو گرفتار کر کے
سامنے داروغہ بارگاہ کے لیجاتا ہے داروغہ کوتوال کو حکم دیتا ہے اسکو لیجا کر نہر مین نہلاؤ وہ لوگ اُس
گنہگار کو نہر پر لیجاتے ہین جبراً اُسکو جھیل مین نہلاتے ہین نہا کے نکلا اور آدمی ہو گیا قید بند سے اسکو رہا

کرکے اُسی نہر مین چھوڑ دیا کنارے کنارے ٹہلتا ہوا آ جو پھر رہا ہی کنارے پر نہر کے جو گھانس لگی ہی وہی اُسکی خوراک
ہی برق ثانی اُٹھا کہ بلندی کی سیر کرون اول سے کوٹھے پر بازار زردین پوشان ہی اُس بازار مین آیا دیکھا
کرسی زرنگار پر ایک نازنین نہایت حسین بہ کبر و نخوت بیٹھی ہو عدل و انصاف مین مصروف برق ثانی
کھڑا ہوا دیر تک اُس مہ جبین کو دیکھا کیا دوسرے بازار مین آیا وہ بازار نیلی پوشون کا ہو ایک زنگی
قوی تن قوی من پہلوان کی وضع مین بیٹھا ہوا انتظام کر رہا ہی جو گرفتار ہو کر زنگی کے سامنے آیا تیغ کھینچکے
اُٹھا اُسکو قتل کیا کوتوال سے اشارہ کیا اسکو نہر دولت مین پھینک دو پھر ادھر یہان کوتوال لاشہ اُٹھا کر
لیگئے جا کے نہر مین پھینکا کچھ مچھلیون نے لاش کو نوچا ایک نہنگ پیدا ہوا لاش کو اُس مقتول کی نگل گیا
کنارے پر آ کے اُسی لاش کو اُگلا ہوا جو لگی بہ شکل آہو وہی مقتول جست کرتا ہوا آہو ون مین جا ملا وہان
سے برق ثانی بازار صندلی پوشان مین آیا دیکھا ایک صندلی پوش کرسی پر بیٹھا ہی برق ثانی ایک
تاجر کی دوکان پر کھڑا ہوا یہ سب تماشے دیکھ رہا ہی تاجر نے کہا میان صاحب بیٹھ جاو برق ثانی
نے کہا مین اچھا کھڑا ہون اُس تاجر نے بحسرت برق ثانی کو دیکھا اپنی دوکان سے کسی حیلے مین
اُترا کوتوال کے پاس گیا کہا میری دوکان پر ایک شخص نیم بحسرت کھڑا تماشہ دیکھ رہا ہی جلد چلکے
گرفتار کیجیے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ شخص کبھی اس میلے مین نہین آیا کوتوال پیادون کو
ساتھ لیے ہوے نرسنگھا پھونکتا ہوا جیسے ہی اُسکی دوکان کے سامنے آیا برق ثانی نے جو کوتوال
کو آتے ہوے دیکھا ایک جانب چاہا بھاگ جاؤن یہ سوچکے ایک خیمے کی آڑ پکڑی کوتوال نے تاجر
سے پوچھا وہ گنہگار کہان گیا تاجر نے کہا وہ خیمہ کی آڑ مین کھڑا ہی لوگون نے آکر برق ثانی کو گرفتار
کر لیا ہر چند برق ثانی چیخا چلایا کچھ نہ سُنا کوتوال کہتا ہی کہ اے شخص تو ہمکو دیکھکر کیون بھاگا صاف ثابت
ہوتا ہی کہ تو یہان نیا آیا ہی کبھی اس میلے مین نہین آیا تھا ہر چند برق نے عذر کیا کوتوال نے کچھ
نہ سُنا برق ثانی کو کشان کشان سامنے داروغہ صندلی پوش کے لایا داروغہ نے پوچھا کیون کوتوال
اسنے کیا خطا کی کہا حضور طریقے سے معلوم ہوتا ہی یہ شخص چور ہی ہمکو دیکھکر بھاگا داروغہ نے جواب دیا
اسکو پاس داروغہ نیلی پوشان کے بھجاؤ کوتوال کشان کشان برق ثانی کو سامنے داروغہ بازار نیلی پوشان
کے لیکر آیا کہ داروغہ وہان کا وہی زنگی ہی تیغہ خون آلود چمکا رہا ہی برق ثانی داروغہ کی
صورت دیکھکر گھبرایا فریاد کرنے لگا اے داروغہ بازار مین نے کوئی خطا نہین کی بلا وجہ مجھے گرفتار کیا ہی

کوتوال نے کہا بیشک یہ سچ کہتا ہی لیکن ہمکو دیکھکر بھاگا چور ہمکو دیکھکر بھاگتا ہو ہم اسکو گنہگار سمجھے گرفتار کر لائے اب سزا وغیرہ کا سرکار کو اختیار ہی زنگی نے حکم دیا اسے لیجاؤ اور لیجاکر نہر عدالت مین نہلاؤ برق ثانی نے فریاد کی ای داروغہ تیرے عدل و انصاف کے شہرے مین مین نے کوئی خطا نہین کی ہی بلا وجہ مجکو گرفتار کیا ہی امیدوار ہون کہ رہا کیا جاؤن زنگی نے حکم دیا ای کوتوال اسکو چھوڑدے لیکن اس قرار سے کہ پھر نگاہ حسرت بازارون کو نہ دیکھے اور نہ تم لوگون کو دیکھکر بھاگے برق ثانی کو اُسنے چھوڑدیا کہا جاؤ اگر مفتی بازار کے پاس جاتے تو تمھارا انصاف ہوتا برق ثانی سلام کرتا ہوا بھاگا اور بازار زمرد پوشان مین پہونچا دیکھا ایک جوان زمرد پوش کرسی پر بیٹھا ہو اس بازار پر بڑی گھماگھم ہی مرافعہ بزازہ جوہری بازار نہایت تکلف سے بزازون کے تھان کھلے ہوئے خرید و فروخت ہو رہی ہی دلال پکار پکار کے کھڑے ہین بیٹھے جی دوکاندار صاحب ہمکو دھیلہ روپیہ دیجیے گا ہم زیادہ نہین لین گے گاہک ہمارا پرانا ہی ہمارے کبھی سودا نہین خریدتا ہم بھی اپنے گاہک کو سودا سستا دلواتے ہین کیسے کیسے دوکاندار گلبدن چہرے رشک چمن بیٹھے پرانا وہ گاہک کو آواز دیتے ہین میان کچھ کپڑے کی خریداری منظور ہو تو ہمارے پاس آیئے ایک طرف جوہری بیچے چنی لعل و پنا الماس و لالہ یاقوت کھرے سے کھرے سودا بیچنے والے کوئی خریدار جو آیا وقت جو کمر مین باندھے تھے وہ کھولا جواہرات دکھائے دیکھنے والا جواہرات دیکھکر محو ہو گیا گفتگو خرید و فروخت کی ہونے لگی ایک جانب سر اُٹھا کے دیکھا بھانڈ بھگتیین بازار مین اپنا رنگ جما رہے ہین گاتے پھرتے ہین جب کسی بھگتن نے کسی نوجوان کو دیکھا دامن پکڑ لیا کچھ دو چار پیسے لیے تب جانے دیا ایک جانب فرش بچھا ہی رئیسان شہر و دستون آشناؤن کو ساتھ لیے ہوئے فرش پر بیٹھے ہین آپس مین باتین ہو رہی ہین ایک جانب دیکھا پالین رنگ برنگ کی استادہ ہین اُنکے نیچے نازنینان مہ جبین گوری گوری صورتین جوڑے تہ چھے بندھے ہوئے مسند پر بیٹھی ہین سامنے سنہرے حقے ول نیچے چلبین ایک جانب دھری ہی آگ روشن چاہنے والے کے جاؤ جنکو زیادہ تقرب ہی وہ تخت پر بیٹھے ہین چلبین اُڑتی چلی جاتی ہین کوئی جوان اکڑتے ہوئے آئے جیب سے چوّنی نکالکر پھینکی پکار کر کہا بی ساقن صاحب کوئی تحفہ سا جان کا پلو اپنے ساقن نے سر ہلایا نوکر سے چلم مانگی وہ سُلفہ جماکر لایا بھٹیگرن نے کمر سے جٹہ نکالا اُسمین سے چرس نکالکر جمائی کہا میان اب نشہ ہو جائیگا آگ رکھوا کر حقہ بڑھایا جوان نے کہا ذرا منھ بھی لگا دیجیے بھٹیگرن نے بڑی

مشکل سے اس بات کو مانا دم لگایا کہ چلم ٹوٹنے کا ڈر پیدا ہوا بالشت بھر کی لو نکلی کہا لو یاران دم لگاؤ جوان
نے حقہ ہاتھ مین لیا پکار کر آواز دی پیارے ذرا جوانون سے تو آنکھ ملاؤ یقین ہو انکی یاد رکھنا
جسنے نپی کا بجنی نکلی اُس بیٹے سے بیٹی بھلی اپنا تو یہ قول ہو فرزند آزاد کے دم مین کھینچ دم جو سون کا ندون
مین + پیاسے دم ہی کا تو فرق ہو مردون و زندون مین + دس برس کی عمر مین گھر سے نکلے اسی چرس
کے واسطے مان باپ سے برے ہوے تمسے آنکھ لڑانے کا شوق ہو قطار کی قطار بھنگیرون کی اُس
مقام پر ہو سب طرف دم پڑ رہے ہین دھوان بلند بازار دھوان دھار ہو رہا ہی ایک جانب فرش
بچھا ہوا جوان لیٹے ہین ایک کا سر ایک کا پاؤن چہرے زرد خوانچے مین روغن نکالی ہاتھ مین چھینٹے
جا کر اُدار رہے ہین دوکاندار کو دم ہی دم مین آواز دیتے ہین چھ ماشے اور بھیجو دوکاندار نے جواب
دیا ابھی چار ماشہ کا پتہ بھیجا ہی خانصاحب آپ بہت پیتے ہین خانصاحب نے جواب دیا بھائی آجکل
دو توے کا دور رہا ہوتا ہو شام سے جو آتے ہین چانڈو خانے سے بارہ پر ایک بجے جاتے ہین
قورمہ چپاتیان تیار ملتی ہین ایک روٹی شوربے مین ڈبو کر کھا لیتے ہین برق ثانی نے ایک سے
پوچھا یہ کون لوگ ہین اُسنے کہا یہ لوگ چانڈو پینے والے ہین زرد ہو کر رہ گئے ہین خون جسم مین
باقی نہین ہو برق ثانی میلہ دیکھتا پھرتا ہی ہر بازار مین دوکاندار مرفہ حال خرید و فروخت انتہا کی
ہو آ رہی ہو سالون بازارون کی برق ثانی نے سیر کی ہزار ہا گنہگار گرفتار ہوے آہ و بکا اور
چھوڑ دیا دہ آہ ہو بہ نگاہ حسرت بازارون کو دیکھتے ہین کنارے کنارے نہر کے چرا کرتے ہین دو دن
برق ثانی نے بازارون کی سیر ہو سکے سیر کی کوئی پیشہ ور ایسا نہین ہو کہ جو ان بازارون مین نہ ہو
تیسرے دن سویرے قبل از طلوع آفتاب بڑے بڑے تاجر تحفہ جات کی کشتیان لیے ہوے
بڑے پھاٹک کے اندر جاتے ہین بازارون مین ہلڑ ہو کہ وقت جلوس خداوند قریب آیا برق ثانی
اُن سب مین ملکر دروازے کے اندر آیا دیکھا ایک میدان وسیع سامنے ایک دروازہ عالی کھلا
ہوا دروازے پر چند نگہبان بیٹھے ہین کسیکو آمد و رفت سے نہین روکتے یہ تاجدار سردار تاجر جو سب
ملکر گئے تھے اُنکے ساتھ برق ثانی بھی دروازے کے اندر داخل ہوا دیکھا ایک باغ پر بہار
عروسان چمن کا نکھار درخت قطار در قطار عندلیبان چمن کی پکار پھولون کا زیب تن سایہ دار انبار غنچے
چٹک رہے ہین طائر چہک رہے ہین نسیم عنبر شمیم چل رہی ہی عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی

وہن یہ غزلیں گا رہی ہین نظم

اُڑ کے وان پہونچے گا حال شوق شہپر ہو گیا
جب اُڑائے اپنے مُنھ سے پھونک کر اُس طفل نے
ہی بدچھنا نہین ہی ہاتھ مین جام بلور
ای بہار عمر آخر آگیا وقت خزان
قطرۂ مَے کی طرح آنسو نکل آئے مرے
ملگئے سب خاک مین کہنے کو دو دن کیلیے
آفتاب حشر کا اب ای ستمین کچھ ڈر نہین

گر نہین قاصد نہ ہو نا مہ کبوتر ہو گیا
جان مُنہین آگئی پر پر کبوتر ہو گیا
معجزہ ہاتھ آگیا ساقی پیمبر ہو گیا
یہ بھی جلسہ گلشن عالم کا دم بھر ہو گیا
دل بھر آیا ساقیا خالی جو ساغر ہو گیا
کوئی دارا ہو گیا کوئی سکندر ہو گیا
سر پہ میرے سایۂ ساقی کوثر ہو گیا

ہر طرف جوشِ بہار ہی چمنہائے طولانی نہرون مین آب صاف وشفاف نہرین چھلک رہی ہین پانی کی روانی صاف وشفاف پانی حباب مثل چشم معشوق پہ حسرت سمت گلشن نگران آب آئینہ مثل آئینہ حیران برق ثانی سب کیفیت دیکھتا ہوا اسکے ساتھ وسط باغ مین پہونچا دیکھا ایک چبوترہ وسیع گرد اُسکے ہزار ہا سیڑھیان علاوہ برسر چبوترہ کے سیڑھیون پر درجہ بدرجہ فرش بچھا ہوا اور بالائے چبوترہ ایک ممبر سونے کا رکھا ہو ممبر کے پہلو مین ایک کرسی جواہر نگار اور کرسیان اُس کرسی سے الگ الگ بچھی ہین لیکن یہ کرسی جو قریب ممبر کے ہو نہایت تکلف سے آراستہ سونے کی کرسی اُسمین جواہرات جڑا ہوا اور کرسیان چاندی کی ہین چند کرسیان دست چپ پر چند دست راست پر ممبر کے بچھی ہین برسر چبوترہ بھی صدہا تاجدار دنگل دمنبر پر بیٹھے ہین نیر اعظم نکلا تھا دھوپ ساتھ زردی کے ظاہر ہوئی کہ سب تاجدار کھڑے ہو گئے دیکھا سامنے سے ایک ہوادار ظاہر ہوا ہو اور اوپر ایک مرد پیر باریش سفید تاج بھاری سر پر پہنے ہوے لباس سفید جسم مین کمار ہو اور کو مثل ہوا اڑا سے جھے لاتے ہین تاجدارون مین ہنگامہ ہوا قدرت آگئے وہ ہوادار قریب سیڑھیون کے لاکے رکھا اور مرد اُترا تاجدار اُسکو ہاتھون ہاتھ بالاے چبوترہ لائے وہ جو کرسی مکلل بہ جواہر بچھی ہو اُسپر آکے بیٹھا سب نے اُسکو سجدہ کیا اسکو نہیں جنکے جواب دے رہا ہی کہ برق ثانی نے دیکھا بختیار رجاد وہ مالک گنبد جالینوس پہلو مین آفتاب گرم خو لباس بھاری پہنے ہوے مصاحب و رفیق ساتھ ساتھ اور چہار جانب سے دہی دارونہ لوگ جو بازارون مین کرسیون پر بیٹھے تھے آکر پہونچے کرسیون پر بیٹھے

کہ بختیار نے آفتاب کو لاکر سامنے پہونچایا آفتاب نے سجدہ کیا جمشید خود پرست نے پوچھا اے
آفتاب کئی سال سے کہاں تھیں کیوں نہیں آئیں بختیار نے حال بربادی طلسم کہنا شروع کیا جمشید
خود پرست نے جواب دیا قدرت کو سب معلوم ہو بعد اختتام جشن بیان کرنا قیدیوں کو بھی ہمارے
سامنے لانا سب کا علاج ہو جائیگا یہ کہکے جمشید خود پرست ممبر پر آیا کہ سب تاجدار پھر کھڑے ہو گئے
دیکھا ایک نقابدار یاقوت پوش سراپا دریائے جواہر میں غرق تاج یاقوتی برفرق مرکب باد رفتار
اُڑاتا ہوا گھنٹا جست چڑھا ہوا اگاڑی بندھی ہوئی اندر سے نقاب کے نور کی جھلک سہی ہو اُس
نقابدار کو دیکھکر سب کھڑے ہو گئے جمشید ممبر پر بیٹھا ہو وہ نقابدار سیڑھیوں کو طے کر کے برسر
چبوترہ آیا جمشید نے آواز دی اے نور چکیدہ خالص قدرت اپنے مقام پہ آکے بیٹھو وہ کرسی مکلل بجواہر
جو بچھی ہو اُس کرسی پر آکے بیٹھا وہ نازنین جو بازارِ زمین داروغہ تھی وہ پشت پر آ کے مگس رانی کرنے لگی
جمشید ثانی نے کتاب کھولی پکار کر آواز دی ایہا الحاضرین طلسم آفتاب نگار میں زمان انقلاب
ہو ہمارے بندوں کے واسطے پیچ و تاب ہو لیکن ہماری دختر بلند اختر کے طالع میں وہ ستارہ
آ کے واقع ہوا ہو کہ سب پر حاکم ہو گی لیکن انقلاب سے مابدولت سبکو بچائیں گے گھبرو نہیں پوجے
پاٹ کرو یاد ہماری فراموش نہو قدرت تمکو نہ بھولیں گے یہ کہکر چند فقرات زبان سنسکرت میں
پڑھے اُسکا ترجمہ یہ تھا کہ مذہب سامری و جمشید باطل ہمارا مذہب مثل آفتاب روشن رہے گا
طلسم کو بربادی سے بچائیں گے سب کی مدد کو وقت پر آئینگے ایسے فقرات پڑھکر ممبر سے اُتر اشیوی ڈکرون
میں آئی اُسپر کچھ فقرے پڑھے ممبر سے اُتر کر تخت پر بیٹھا اب آفتاب اپنے مقام سے اُٹھی جمشید نے
کہا تمھاری بربادی کا حال معلوم ہو قیدیوں کو بلواؤ مگر اپنی بیٹی کو بعد لانا پہلے اپنے سرداروں کو لاؤ آفتاب
نے پلٹ کے اشارہ کیا یاقوت وغیرہ آئیں اُنکی جانب بہ نگاہ قہر دیکھا کہا کیوں اے یاقوت
وا ای کلیم و سلیم بربادی طلسم منظور ہوئی خبردار آج سے بدل و جان آفتاب کی اطاعت کرنا یہ کہکے
اپنے مقام سے اُٹھا سبکے منھ پر ہاتھ پھیرا سبنے جمشید کو سجدہ کیا قدموں پر آفتاب کے گریں کہا ہم سحر
میں مبتلا تھے اسوجہ سے آپکی دشمنی کی اب عمر بھر تمھارے حکم سے گردن تابی نکرینگے یاقوت وغیرہ
مع جملہ سرداران پشت پر آ کر بیٹھیں جمشید نے حکم دیا بت طلسمی کہاں ہو آفتاب نے جھولی سے
نکالی جمشید کو نذر دی جمشید نے پکار کر آواز دی اے گلگون پوش وہ جو داروغہ بارگاہ گلگون پوشان

تھا وہ سامنے آیا جمشید نے بیچ اسکو دی اب جمشید نے اشارہ کیا فرزانۂ فیروزہ پوش کو لاؤ دیکھا فرزانۂ فیروزہ پوش لڑکھڑاتی ہوئی آئی یہ اشعار زبان پر لائی **طلسم**

دیتا ہون دل قمار محبت مین ہار کے　　دھاگون مین آگیا ہت زنار دار کے
اچھے نہین ہین جوشش وحشت کے رنگ ڈھنگ　　تیور کچھ اب کی سال برے ہین بہار کے
مانند گردباد کے لپٹین گے ہم تجھے　　آتا صبا نہ پاس ہما ے غبار کے
نالے کیے بغیر مین رکھتا نہین قدم　　جاتا ہون گھر مین یار کے در پر پکار کے
دم سے طلسم آدم خاکی کا ہی **خلیل**　　پھرتی ہین پتلیان یہ سہارے تار کے

بہوت لب پر یہ اشعار عاشقانہ کبھی پکارتی ہی ای خسرو تسیر دل مقام افسوس ہی ہم تمھارے دیدار سے محروم رہے آج کتنے دن کا زمانہ گذرا کہ صورت زیبا و طلعت جہان آرا نہین دیکھی کاش کے بہلو نشین **مرجان** کا ہوتے **مرجان** نے خوب جلت پائی دنیاے ناپایدار کو چھوڑا ہم ایسے سخت جان ہین کہ کسیطرح روح جسم خاکی سے نہین نکلتی **آفتاب** نے کہا یا خداوند دیکھیے یہ حال ہو کہا آسے دو جو کہتی ہی کتنے دوا بھی ہوش مین آجائیگی ارے شیشۂ آب رحمت کا حاضر کر دو فوراً ایک **نقابدار** اُٹھکر شیشہ کیوڑے کا لایا وہ **نقابدار یاقوت پوش** جسکو نور چکیدۂ قدرت کہتا ہی اُسکے پیر وہلاے ایک جام مین لبریز کرکے وہ جام **آفتاب** کو دیا کہا جسطرح بنے بیٹی کو پلا دو مشکل دہن سے **فرزانہ** کے لگایا جیسے ہی قطرہ اُسکے حلق سے اُترا لہرا کے گری بیہوش ہوگئی ہاتھ پانون زمین مین مارنے لگی بعد تھوڑے عرصے کے ہوشیار ہوئی اُٹھتے ہی **جمشید** کو سجدہ کیا دوپٹہ **سلیقے** سے اوڑھا مان سے کہا ای مادر مہربان یہان مجھے کون لایا ہتھکڑیان کیون پہنائین **آفتاب** نے ہتھکڑیان ہاتھ سے اُتارین قید دور کی مان کے پہلو مین سر جھکا کے بیٹھی باتین ہوش کی کرنے لگی **جمشید** نے **آفتاب** سے اشارہ کیا اسکو رخصت کر دو **یاقوت** سے **آفتاب** نے کہا **فرزانہ** کو لیجاؤ **یاقوت** اپنے ہمراہ **فرزانہ** کو لیگئین شاہزادہ بالکل **فرزانہ** کو یاد نہین **برق ثانی** حیران حیران یہ معاملہ دیکھ رہا ہی کہ **جمشید** نے کہا ای **آفتاب** **طلسم کشا** کو بلاؤ بدل قایل کرینگے تخت طلسم پر بعہدۂ سلطنت بیٹھین اور قاعدے سے آگاہ نہ ہوئین ملازمان **آفتاب** جاکر **طلسم کشا** کو لاے **برق ثانی** نے دیکھا شاہزادہ مسلسل و مطوق زیور آہن مین غرق ہتھکڑیان ہاتھون مین بیڑیان پانون مین بھسلون مین

خاردار لٹو باہون پر چوڑے فولاد کے رانون پر بھی چوڑے چڑھے ہوئے اُکسنے کی طاقت نہین اکڑتا
ہوا شاہزادہ آتا ہی سامنے جمشید کے آکر پہونچا لقا بدریاقوت پوش جو جواہر نگار کرسی پر بیٹھا ہی
جمال جہان آرائے شاہزادہ دیکھکر پسینہ آگیا قلب تھرآیا لیکن سر جھکا لیا شاہزادے نے مثل اہل
اسلام کے سامنے جمشید کے صاحب سلامت کی جمشید نے کچھ جواب نہ دیا پکارکر آواز دی کہ ای
تاریک جادو طلسم کشا کو زندان عشرت مین لیجاؤ یہ سُنتے ہی ایک ساحر سیہ فام اکڑتا ہوا آیا کمر مین
شاہزادے کی پنجہ دیکر لے اُڑا اب جو برق ثانی پلٹا شاہزادے کو محفل مین نہ پایا گھبراکر لوگون
سے پوچھا شاہزادے کو کون لیگیا لوگون نے کہا تاریک جادو داروغہ زندان خانہ عشرت ہی وہ
شاہزادے کو لیگیا برق ثانی نہایت شرمندہ کہ افسوس اب مین کیا کرون زندان خانہ کیونکر تلاش
کرون لیکن مجبور و ناچار فرزانہ کو سردار لیگئے شہرت و گلگونہ سب نے اطاعت آفتاب کی
جمشید یہ سجدے کر کے اپنے مقام سے اُٹھا جلسہ برخاست ہوا اب برق ثانی باہر آیا دیکھا تمام
بازارین ویران پڑی ہین جا بجا سناٹا بارگاہین اُکھڑگئین برق ثانی حیران ہوا جسکا نوکر تھا وہ بھی
چلا گیا آفتاب نکلتے ہی طرف طلسم کے روانہ ہوئی برق ثانی سوچا کہ اب مین آفتاب کے ساتھ
جا کے کیا کرون شاہزادہ اس حوالی مین مجھے وہان سے کیا کام ہر طرف تلاش کرنے لگا کبھی زیر
دیوار قلعہ دوڑا ہوا جاتا ہی کبھی سر ٹکرا کے چلاتا ہی کبھی جنگل مین دوڑا ہوا جاتا ہی کبھی نام لیکر شاہزادہ
خسرو کا پکارتا ہی ای آقاے نامدار آپسے فلک نے یون جدا کیا کہان ڈھونڈھون کہان تلاش کرون
کبھی زیر کوہ آتا ہی پتھرون سے سر ٹکراتا ہی درہ ہاے کوہ مین گھس جاتا ہی چیخین مارکر روتا ہی کہ ای آقاے
نامدار اگر جان جاؤن کہ آپ اس پہاڑ مین ہین تو جان شیرین کو مثل فرہاد تلف کرون پہاڑ کو خنجر سے
کاٹون جوئے شیر بہادون پھر دوڑکر اُس قلعے کے سامنے آتا ہی وہان سناٹا پاتا ہی وہ نہر وغیرہ سب
غائب ہوگئی آہو و بکا پتہ نہین دروازے قلعے کے بند درختون سے سر ٹکراتا ہی برق ثانی تو اس حال
پُر ملال مین ہی کہ اسکا ذکر وقت پر تحریر کرونگا اب حال پُر ملال شاہزادہ خسرو شیر دل تحریر کرتا ہون کہ
اُنکی کمر مین پنجہ دیکر تاریک جادو جو بلند ہوا شاہزادے کی آنکھ تموج ہوا سے بند ہوگئی نہین معلوم لایا
کس راہ سے لایا کتنی دیر اُڑا اب جو آنکھ کھلی عجب مقام عشرت خیز مین اپنے کو پایا گرد باغ پربہار
درخت سرسبز و شاداب میوہ شاخون مین لاجواب طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین دم محبت کا باغبان

و منا د قدرت کی بھر رہے ہین خار بھی انگلیان اٹھاتے ہین کہ ای بانی بنانے باغ عالم تو یکتا ہی حقیقت مین تو لاشریک ہی یہی اعتقاد سب کا ٹھیک ہو طفلان غنچہ مہد شاخ پر جھول رہے ہین چہرۂ گل کو دیکھکر پھول رہے ہین رنگ گل مین چہرۂ محبوب سے زیادہ رعنائی شاخ پر میوہ کی زیبائی اسپنے کو شاہزادے نے بارہ دری مین پایا صدہا سینیان کھانا سب طرحکا سبز دن پر چنا ہوا ڈالیان میوے کی پر رعنائی رکھی ہوئین نارنگیان رشک پستان محبوب جنکو دیکھکر دانت کھٹے ہون کوے سرخ سرخ مثل عذار معشوق اپنی رعنائی دکھار ہے ہین اسی صحنچی مین مگدر ڈرپلنے کی نالی بنی ہوئی سنہر شیر گر نمو زے را نگے چار آئینہ پلنگ کسا ہوا سفید چادر کلابتون کی ڈوریان بیچبند سنہری لٹک رہے ہین تکیے نرم ایک جا گل تکیے ہر صحنچی مین ایک ایک جوان بیٹھا ہوا ہی سامنے بارہ دری ایک مولسری کا درخت نہایت سایہ دار اسکے نیچے ایک اکھاڑ کھدا ہوا ہی طاق مین سہرا بندھا ہوا ہی شاہزادہ حیران ہوا کہ یہ کون مقام ہی ان سب جوانون نے جو حال شاہزادہ دیکھا سب اپنی اپنی صحنچی سے اٹھکر قریب شاہزادے کے آئے ایک صحنچی مین ایک شاہزادے کو دیکھا تاج ڈھلکا ہوا سرنگون بیٹھا ہی آنکھون سے آنسو جاری وہ قریب شاہزادے کے نہین آیا ایک سی کئی جوان شاہزادے وزیرزادے تاجر بچے سب خاندان عالی سے شاہزادے کے پاس آکر بیٹھے سب نے بمحبت پوچھا آپ کسو جہ مین قید ہوے شاہزادے نے کہا قید تم ہونے ہوگے یہ قید خانہ ہی کہ عیش خانہ سب نے کہا کہ ای شہریار یہان کا قیدی تا بہ قید حیات نہین چھوٹتا یہ جو اکھاڑا سامنے ہی اور بلندی پر چبوترہ بنا ہی اس چبوترے پر نازنین گلگون پوش خون چہرے سے برستا ہوا آکے تخت پر بیٹھتی ہی تاریک جادو ایک ساحر سیہ فام اکھاڑے مین آکر کودتا ہو جسکا میعاد کا دن ہی آسے بلاتا ہی کہتا ہی اگر مجکو زیر کر دو تو اس قید خانے سے رہائی ملے اگر مین زیر کر دونگا فوراً قتل کر ڈالونگا ای شہریار کیسے کیسے پہلوان کیسے کیسے شاہزادے صف شکن اس روسیاہ کے مقابلے مین گئے بڑی کدو کاوش کی مگر وہی سیاہ رو غالب آتا ہی چھاتی پر بیٹھ کے سر کاٹتا ہی سامنے اس محبوبہ کے لیجاتا ہی وہ پانچون انگلیان اپنی اسکے سر کے خون سے رنگین کر لیتی ہی اور ایک انگلی سے ٹیکا ماتھے پر دے لیا لاش اس کشتۂ حسرت و یاس کا بیرون قید خانہ پھینک دیا صدہا آدمی جوان خوشرو خوشخو ہمارے سامنے قتل ہوے وہ شاہزادہ جو صحنچی مین بیٹھا ہی اور رو رہا ہو چہرہ اداس عالم یاس

کل اُسکی باری ہی اسیوجہ سے کلام نہین کرتا شاہزادہ اُٹھکر اُس جوان کے قریب آیا کہا ای برادر کیون
ملول و حزین ہو ہمنے حال سُنا کل تمہاری باری ہی اسقدر ملول نہ ہو نام نامی تو اپنا ظاہر کر دیہ سُنکر وہ
جوان اور زیادہ رونے لگا کہا ای شہریار کیا نام اپنا ظاہر کرون اجل سر پر ہے چراغ عمری آفتاب لب بام
ہو رہا ہون اپنی موت کو یاد کر کے رو رہا ہون ایسی بلا مین آکر پھنسے کہ لاش کو دفن و کفن بھی ممکن
نہ ہوگا شاہزادے نے قسمین دیکر پوچھا کہ یہ تو ظاہر ہی کہ موت قریب ہو لیکن یارو ہم ایک تدبیر بتائین
ایک کا ایک ملال نہ دیکھے ہم تمہارے بدلے مقابلہ کرین سب ملکر لپٹ پڑو اُسکا مُنہ بند کر دو کہ سحر
نہ کرنے پاوے سب ملکر مار ڈالین سب نے کہا ای شہریار خدا معلوم کیا آفت برپا ہو مشہور یہ ہو وہ نازنین
جو آتی ہو ملکہ نرگس خونریز اُس کا نام ہو مرد کے نام سے بیزار ہو چاہتی ہو دنیا مین کوئی مرد نہ رہے
نام بھی مردون کا مٹا دون جب آدمی کے خون کا ٹیکا ماتھے پہ لگا لیتی ہو تب جا کے مُنہ دھوتی ہی سالہا سال
سے یہی طریقہ مقرر ہو رہا ہو نان خورش وہ اُسنے قتل کرانے نہ معلوم کیا آفت برپا ہو وہ دختر لولاد
مشہور ہی شاہزادے نے کہا ارے بھائیو جان دینے سے زیادہ اور کیا آفت ہی ایک ایک
کا رنج اُٹھانے سے ملال اُٹھانے سے تو چھوٹو گے دس پانچ دن جس کے ساتھ رہے
اُسکا ساتھ ہم سے نہ چھوڑا جائے گا خیر تم لوگ اگر نہین مانتے نہ سہی لیکن ای جوان ہم تیری جانب
سے مقابلہ کرین گے تجھکو قتل نہ ہونے دین گے ہم تیرے بدلے جان دین گے اُس جوان نے
گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا ای شہریار آپنے کہا گویا جان بچائی کوئی کسی کے واسطے کب جان دیتا ہی
آپنے جو فرمایا احسان کیا اس رات بھر آپ کے ساتھ ہین صبح کو ہماری باری ہی خسرو نے کہا
ہم تمہارا رنج نہ دیکھین گے مگر یار و لات و منات پر لعنت کرو دین خدا پرستی اختیار کر دیہی اعتقاد
ٹھیک ہی کل مذہبون مین تشکیک ہو سب نے ایک ہی مقام پہ بیٹھکے کھانا کھایا شاہزادے
کی باتین سُنکر بعض نے کلمہ پڑھا بعض کہتے ہین ہمارے بزرگ بیوقوف نہ تھے جو کیا وہ کیا شاہزادہ
اُنکو سمجھا رہا ہو اُن کے سوال کا جواب دیتا ہو چار پہر رات ایک ہی مقام پر سب بیٹھے رہے صبح کو وہ
جوان روتا ہوا اُٹھا کہا ای شہریار آگاہ رہیے کہ مین مسلمان ہون ایسے شخص کا تابعدار ہون کہ اگر وہ
میری گرفتاری سُن پائین تو طلسم کو آگ دے کر درہم برہم کرین خسرو نے کہا وہ کون صاحب ہین اُس
جوان نے کہا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان جب شہر دمشق کو

اُنھون نے فتح کیا سکندر رفیع لقا میرا نام ہو مجھکو صاحبقران نے بادشاہ دمشق کیا ہے ایک بار سے شکار
نکلا ایک آہو پر تیر مارا وہ آہو تیر کھا کے غائب ہوا مگر وہ آہو مثل انسان کے آواز دیتا ہوا گیا کہ یا خداوند
جمشید خود پرست بچا ہے اس ظالم نے بیجا مجھے تیر مارا کہ یکا یک ہوا چلی ایک پنجہ آکر میری کمر
مین پڑا مجھے اُٹھا کر لیگیا متوحش ہوا سے آنکھ بند ہوگئی اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو اس قید خانہ مین
پایا خسرو نے گلے سے لگا لیا اے سکندر مین اُنھین صاحبقران کا بیٹا ہون نام صاحبقران
سنکر سکندر قدمون سے لپٹ گیا کہا اے شہریار آپ نشانی ہین آقائے نامدار کی مگر اب
باہر چلیے وہ نازنین خونخوار اور وہ پہلوان آیا چاہتے ہین شاہزادے نے ہر چند کہا کہ یارو
جو ہم کہتے ہین وہی قبول کرو ایک کا دن ایک نہ مانا اے مگر کسی نے نہ سنا سکندر ملول و حزین باہر نکلا
قریب اکھاڑے کے آکر کھڑا ہوا سب جوان سرنگون غم سے کلیجہ خون سر جھکائے کھڑے
ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا وہ نازنین زہرہ جبین تخت پر سوار تاج سر پر دھرا ہے جواہر مین غوطہ زن
گرد چند کنیزین وہ پہلوان پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے تخت آکر چبوترے پر قائم ہوا وہ پہلوان
جھومتا ہوا اکھاڑے مین آیا گیارہ ڈگڑ چلے مٹی بازو ون پر ملی پکار کر آواز دی آج کس جوان کا دن ہی
اگر مجھسے مقابلہ کرے اور مجھکو زیر کرے تو قید سے رہائی ہو اگر مین غالب آیا تو فوراً قتل کردونگا
ملکہ نرگس خونریز اُسکے خون کا ٹیکا ماتھے پر لگائیگی تب جا کے منھ دھوئیگی ایک مرد کا خون جب
پیشانی پر اپنی مل لیتی ہین تب منھ دھوتی ہین یہ سُنکر سکندر اپنے مقام سے اُٹھا تھا کہ شاہزادہ
غول مین سے جوانون کے نکلا نرگس خونریز نے دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال
کلاہ زرین سر پر لباس معقول زیب جسم الوزغزال چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری آنکھین
رشک دیدہ غزال ابرو خوبصورت ہلال ادھر سے شاہزادے کی نگاہ اُس نازنین مہ تمکین پر پڑی
عارض رشک قمر سمن بر پری پیکر خنجر ابرو رشک مشک تار گیسو خال ہندو چشم جادو فسرد بہر خندہ
کز لب بر انگیختہ ؎ نمک بر دل خستگان ریختہ ؎ دیگر زلف عنبر بر سر رویت ہر شب است
وادی موسیٰ ؎ جانہ صبرم درکف عشقت دامن یوسف دست زلیخا ؎ دیگر مت ہین اللہ کی قدرت کا
تماشہ دیکھا۔ وہ تجلی تھی کہ موسیٰ کے بھی لیجاے ہوش ؎ غرق دریاے جواہر مین قدم سے تا فرق ہو
زیور نو رصفا زیب بدن کو ہر پوش ؎ کان کی بجلیون مین تابش برق سر طور ؎ اختر بخت سلیمان

تھا کہ انجم در گوش ہی روے تابان تھا کہ میری شب امید کی صبح ہی یہ بے طالع کی رسائی تھی کہ گیسوے سر دوش ہی
وہ جبین جسکی محبت کا دل بدر مین داغ ہی خم ابرو وہ کہ جسکا مہ نو حلقہ بگوش ہی حلقہ چشم سیہ بادہ میخانہ ناز ہی
مردمک نگہ مین یا صفحہ بادہ فروش ہی متحرک لب نازک تھے برنگ گل برگ ہی تبسم صفت غنچہ دہان
تھی خاموش ہی شیشہ میکدہ حسن گلوے زیبا ہی جبین مسرور نزاکت کی شراب سر جوش ہی جور آئین وہ
قمر طلعت آئینہ جمال ہی نسترن پیکر وہ شمشاد قد وہ گلگون پوش ہی کبھی عشوہ کبھی شوخی کبھی شرم ہی
ریجا بانہ کبھی جلوہ نما کبھی روپوش ہی جنبش لب کا ارادہ ہی کہ کچھ بات کرے ہی نازکی کا اشارہ
ہی کہ بس بس خاموش ہی سرو قد سہی بالا حسن و جمال مین یکتا سینے پر دو تھے نور کے یا دو گنبد
بلور کے یا دو لقا بدار سرکش جیسے ظاہر مانگ پن شکم صاف و شفاف کو تختہ نور کہیے کمر نازک ساق
بلوری جسپر بنا ہے قصر تن قایم نقش پا تاج سر عاشقان حضرت عشق نے دونون کی آگے پیشوائی
کی تحفہ حسن و عشق پیش ہوا ادھر ملکہ ڈگمگا گئین پیشانی پر ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ آیا شاہزادہ ڈگمگایا
قریب تھا کہ گرے لیکن اپنے کو سنبھالا جھپٹ کے اکھاڑے مین کود پڑا جوش جوانی مین ہاتھ
اُس سیاہ رو کا تھاما فرمایا اسکے بدلے ہم تجھسے مقابلہ کرتے ہین اگر دیو ہون تو قتل کرنا اور
شاید تیری قضا ہمارے ہاتھ سے ہو تو ہم بھی زندہ نچھوڑین گے ملکہ نے کاندھے پر اپنی وزیرزادی
کے سر رکھدیا خاموش عشق کا جوش ہر چند سنبھالتی ہین دل نہین سنبھلتا کہ اُس پہلوان سیاہ رو نے پکارکر
آواز دی ای قاتل مردان عالم آج یہ نئی بات ہی اُس جوان دمشقی کے بدلے یہ مجھسے مقابلہ کرتا ہی
ملکہ نے سر اُٹھا کے دیکھا آنکھ شاہزادے سے چار ہو گئی ملکہ نے اشارے سے کہا دانت کے
نیچے اُنگلی دبائی اشارہ یہ تھا کہ وہ ظالم کیا کرتا ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی اس سے مقابلہ نہ کرنا
اگر تو اپنے زمانے کا رستم ہی تو بیکار یہ وہ شخص ہی کہ کوئی اسپر غالب نہ آئیگا اگر رستم و سہراب ہو تو بھی
غالب آئے شاہزادے نے پکار کر کہا او نازنین کیون اشارے سے منع کرتی ہی ہم ضرور مقابلہ
کرینگے اس جوان دمشقی کا داغ نہ دیکھینگے ملکہ نے ہنسکر وزیرزادی سے کہا یہ جوان تو بالکل بیوقوف ہی
جہالت پسند ہی غیر کے واسطے اپنی جان دیتا ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی مین تو اشارے سے
منع کرتی ہون وہ ملا چاہتا ہی چار آدمی سنتے ہین اس سے مقابلہ کر کے اسپر غالب آئیگا وزیرزادی
نے کہا داری مین سمجھاؤن شاہزادہ تاریک پہلوان سے تکرار کر رہا ہی کہ وزیرزادی نے پکار کر

کہا ای جوان ایک دو باتین ہماری سُن لے تو تجھکو اختیار ہو شاہزادے نے کہا کہو وزیرزادی نے کہا ای
جوان یہاں کا یہ دستور نہین ہی اس مقام کا نام ہی زندان عشرت ابھی تو نے ایک شب مین کیا کھایا اور
کیا چین کیا جب تیری باری آئیگی تب مقابلہ کرنا اپنے زور پر ناز نہ کر اگر رستم ہو اور اسفندیار ہو
تو اس سے مقابلہ نکرسکے بڑے بڑے زور دونکو اس نے مارا بس اب معاف کرو اکھاڑے سے باہر
جاؤ اُسکو بھیجو وہ تو خود راضی ہی دو کئی مہینے سے یہان قید ہی زندان عشرت کے مزے اُٹھا چکا
کھانے عمدہ عمدہ کھا چکا تمنے ابھی کچھ عیش نہین اُٹھایا جفا اپنے اوپر نہ اُٹھاؤ تمھاری خبرین مشہور
ہین کہ طلسم آفتاب نگارین شکل ایسے پہلوان کو تخت پر چڑھکے مارا وہ مقام اور تھا یہ مقام
اور ہی کئی مہینے کے بعد تمھاری نوبت آئیگی خسرو نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہو یہ پہلوان سیدو
بدخویان روز آتا ہی ایک کو مار کر چلا جاتا ہی ہم اسکو مٹا دین جھگڑا صاف ہو جائے نرگس نے
پھر آنکھ سے اشارہ کیا کہ ای جوان اپنے حال پر رحم کر شاہزادے نے کہا تم تو خون کرنے کی
مردون کی خواہان ہو تم کیون منع کرتی ہو نرگس خونریز نے شرما کر سر جھکا لیا پہلوان سے
اشارہ کیا یہ جوان زبردستی کرتا ہی اگرچہ خلاف قاعدہ ہی لیکن مقابلہ کر پہلوان سے اشارہ کیا کہ ساتھ
سختی کے مقابلہ نہ کرنا بس پہلوان مثل برق کے چمکا کہا ای جوان آ مقابلہ کر تجھکو اپنے زور و بازو کا
بڑا ناز ہی یہ کہکے شاہزادے کا ہاتھ پکڑا اب جو شاہزادہ کشتی مین مصروف ہوا بدن اس پہلوان کا اسقدر
گرم ہی کہ جب لپٹتے ہین تو معلوم ہوتا ہی کندۂ جہنم سے لپٹ گئے جب اچھی طرح لپٹ نہین سکتے پیچ
کون باندھے اور معلوم یہ ہوتا ہی کہ کھینچے سارے بدن کا زور نکال لیا بمشکل تھوڑی دیر لڑے پہلوان
ریل کر لے دوڑا پیچھے ہٹتے ہی چلے آتے ہین زور و طاقت کھینچے جسم سے نکال لیا آخر اُسنے کمر مین
ہاتھ دیکے اُٹھا لیا زمین پر دے مارا شاہزادہ چت گرا کود کر چھاتی پر آیا خنجر کمر سے نکالا چاہا سر کاٹ لون
اُسوقت جو نرگس خونریز نے اس حال پر ملال مین شاہزادے کو دیکھا کہ بے بس زمین پر پڑے ہین آنکھون
کو گردش چہرہ زرد ہاتھ پاؤن زمین پر مار رہے ہین اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے نرگس خونریز اپنے
مقام سے اُٹھی تخت سے کود پڑی پہلوان چاہتا تھا خنجر پھیر دے نرگس خونریز نے گلے پر ہاتھ رکھدیا
کہا ای پہلوان کیا کرتا ہی آج زندانخانے مین نیا معرکہ ہوا کوئی کسیکے واسطے نہ لڑا تھا کبھی ہستی کبھی
آنکھون مین آنسو بھر کے طرف خسرو کے اشارہ کرتی ہی کیون او جاہل اپنے زور کا امتحان کیا تھا نا

وہی کیے جاتا ہی کہ ہم اپنے سامنے کسیکو قتل ہونے دین گے اس قتل کرنے والے کو سزا دین گے آج
تمنے بچا لیا کل ہم پھر مقابلہ کرین گے نرگس خونریز نے کہا مقابلہ کروگے تو سزا پاؤ گے خسرو نے کہا
ہم سزا ہی کے مشتاق ہین ملکہ تخت پر سوار ہوئین پہلوان کو ساتھ لیا راہ مین سمجھاتی ہوئی کہ اگر اسکو قتل
کرتے تو قواعد طلسم مین فرق پڑتا باواجان فرماتے تم نے کیون خلاف قاعدہ کیا کیون غیر کو اٹھنے دیا
خیر آج مین یونہی منہ دھو ڈالون گی ایک مردہ قتل ہوا نہ سہی یہ کہتی ہوئی اپنے مقام پر آئی بیتاب
وبیقرار وزیرزادی سے کہتی ہی کیون وزیرزادی تمنے کچھ گستاخی اس جوان کی دیکھی خوف جان کا بالکل
خیال نہین نہین معلوم اسنے طلسم آفتاب نگار مین کیا کیا وزیرزادی نے کہا وہان لوح ملکی وہ
لوح حفاظت کرتی تھی کوئی ساحر دست انداز نہ ہوسکا وہی گھمنڈ ہی یہ نہین جانتے کہ یہ مقام اور ہی وہ
مقام اور تھا یہان قاعدے کے خلاف ہوتا آج باواجان سے اپنے ذکر نہ کیجیے گا ورنہ وہ خداوند
ہین شاید حکم دیدین یا یہ فرمائین کہ جو لڑا تھا اُسے قتل کیا ہوتا یہ سنکر نرگس خونریز نے منہ پیٹ لیا
کہا اے وزیرزادی مجھکو ہر طرح مشکل ہی کلفت اس نوجوان کی دیکھکر دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہو دیکھیے کیا
ہو کیونکر اسکو اس مصیبت سے نکالون اور اسکی جان بچے وہ تو ہر وقت سر ہتھیلی پر رکھے ہو دیکھون
تقدیر کیا دکھائے وزیرزادی نے کہا داری کیا گذارش کرون مجھکو بھی بڑا تردد ہی آپ کو اس حال
مین دیکھتی ہون نرگس خونریز نے کہا کیا کہون کہ کیا انتشار ہی دل خود بخود بے قرار ہی ہجر اُس ظالم
کا بہت ستاتا ہی بقول شاعر نظم

جاتین راحت کو نہ آگاہ ہین آرام سے ہم — پھنس گیے کنج قفس مین جو چھٹے دام سے ہم
فکر مضمون رخ و زلف مین ہین سرگردان — صبح کر دیتے ہین جب بیٹھ گئے شام سے ہم
رند سرمست بلانوش ہین میخانے کے — خم گردون کو سمجھتے ہین کم اک جام سے ہم
زہر کھانا پڑیگا ہمکو جبھی سمجھے تھے — خط کے آغاز مین آگاہ تھے انجام سے ہم
عمر بھر شوق ہم آغوشی مین بیچین رہے — پہلوئے گور مین شاید رہین آرام سے ہم
عاشق اُنہین ترے ہم بھی ہین ازل سے اے دوست — تجکو دیکھا نہین آگاہ ہین پر نام سے ہم
یان بھی قسمت سے لب خشک نہ ہونے دیے تر — آکے میخانہ مین محروم چلے جام سے ہم
ساغر بادۂ الفت جو پلایا تھا حسین — آجتک مست ہین اے رند اُسی جام سے ہم

اسطرح ملکہ نے یہ اشعار پڑھے کہ وزیرزادی نے کہا واری بس اب اور ذکر کیجیے آپ کی باتون سے
کلیجہ پھٹتا ہی آپکو تو بڑا جوش و خروش ہو آپ کو تو مرد کے نام سے نفرت تھی اب رغبت کا کیا باعث ہی
ملکہ نے کہا ای دلپذیر اس شخص کو دیکھکر ایسی بیقرار ہون کہ دل نہین مانتا ملکہ نرگس تو اس ذکر مین ہین
وہان شاہزادہ سب کو لیکر اکھاڑے سے چلا گویا سب کے افسر ہین سب کے آگے آگے خراماں
ہوے کیون جوان دمشقی جو ہنسے کہا تمھارا ہی کیا تمھاری بھی جان کی ہم بھی ہین جوان دمشقی قدمون سے
لپٹ گیا کہا ای شہریار آپ فرزند صاحبقران ہین جو کچھ آپسے نہ ہو کم ہی بجا ہے لیکن آپ جہاں ست …
کل غلام مقابلہ ضرور کریگا خسرو دسے نے کہا ہم جو کچھ کہہ چکے ہین وہی کرینگے نہین اسلئے مقابلے کو نہ جانے
دینگے اور جوان بھی منع کرتے ہین شاہزادہ جواب دیتا ہی بہادران اس مقدمہ خاص مین دخل نہ دو ہم کسیکا
کہنا نہ مانینگے سبھون نے آکر ساتھ کھانا کھایا یہی چرچے رات بھر رہے کہ سب شاہزادے کو
سمجھاتے ہین شاہزادہ ایک ہی بات کہے جاتا ہی ناگاہ قیدی زندان فلک چہارم زنجیر پاے ضیا شمع
کی جگہ ہوا بالاے آسمان گیا شاہزادے نے اٹھکر نماز پڑھی ان سبھون کو بھی نماز پڑھائی وہ لوگ
کہتے ہین کیون حضور نماز کے پڑھنے سے قید سے رہا ہون گے شاہزادہ کہتا ہی پروردگار سے دعا
کرو کہ مین آج اسپر غالب ہون اس ملعون سیاہ رو کو مارون کئی سو سال سے یہی حرکت کر رہا ہی
اور نازنین عورت بڑی ظالم ہی خون مرد کا جب پیشانی پہ لگاتی ہی تب اپنے مقام سے اٹھتی ہی مرد کے
خون کا ٹیکا ماتھے پر لگاتی ہی شاہزادہ ٹہل رہا ہی سب شاہزادے کی باتون پر ہنستے ہین کہ دیکھا آسمان
سے تخت پیدا ہوا نرگس خونریز تخت پر وزیرزادی چپکے چپکے باتین کرتی ہوئی پہلوان پایہ تخت پہ ہاتھ
رکھے ہوے مثل دیو کے جھومتا ہوا تخت آکر چبوترے پر قائم ہوا پہلوان اکھاڑے مین کود کود کر
چلنے لگا نرگس خونریز نے سر اٹھا کر دیکھا آگے شاہزادہ پشت پر سب جوان سجے ہوے گویا
افسر کی پشت پر فوج ہی ملکہ نے کہا کیون وزیرزادی کیسا اسنے سبکو تسخیر کر لیا ہی دیکھیے کیسے خوش خوش
کھڑے ہین سب پشت پہ سجے ہین آج بھی اسی امر پہ آمادہ ہی کہ مین لڑون جوان دمشقی بھی آمادہ ہی
وہ تو کل سے چاہتا ہی اپنی جان دون خدا اسکو بچاے کہ پہلوان نے آواز دی اے قیدیان زندان
عشرت خبردار قاعدے کے خلاف نکرنا جسکا دن ہو وہی آکر مقابلہ کرے ملکہ نے آج خداوند
سے پوچھا ہوگا ملکہ نے بھی سب کے سنانے کو پہلوان بلا دیا مراد اس اشارے سے یہ تھی کہ مین نے بادشاہان

سے پوچھ لیا حکم ملکیا کہ جو کوئی مقابلہ کرے اُسی کو قتل کرد جوان دمشقی اپنے مقام سے بڑھا تھا کہ شاہزادہ اُلکا رُکے
ہین کو دا کہا او جیل عیار رہنے مقابلہ کر اُس سے کیا کام ہی ہمین کو قتل کرنا لیکن آج تجہپر غالب
آئین گے یہ کہکے ہاتھ پہلوان کا پکڑ لیا پہلوان نے پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم کل والا جوان پھر
مقابلہ کرتا ہی اُسکو منع کیجیے ملکہ نے پلٹ کر دیکھا کہ شاہزادہ پہلوان کا ہاتھ پکڑے کھڑا ہی پکار کر
کہا ای جوان تو کیسا جاہل ہی کل اپنا امتحان کر چکا اب آج کیا ضرور ہی آج نہ بچوگے خسرو نے کہا
ہم بھی یہی چاہتے ہین کہ یہ ہمکو قتل کرے ہم کسیکا داغ نہ دیکھین ہمارا داغ سب اُٹھادین ملکہ اسبات پر
ہنس پڑین کہا ای شخص یہ کیا جہالت کی باتین ہین آج غضب ہوگا مین نے قدرت سے پوچھ لیا
خسرو نے کہا وہ خداوند کیا ملعون ہی اُسکا حکم کیا وہ خود اپنی جان بچائے ہم اُسکے قتل کی منکر ہین
ملکہ بہت ہنسین کہا لو وزیرزادی اور کیفیت دیکھی یہ قدرت کو قتل کرین گے وہ جاگتی جوت کے
خداوند ہین لات و منات وغیرہ قدرت کے ماتحت ہین مذہب سامری و جمشید کسقدر زور
پکڑے ہوے تھا سامنے احکام خداوندی کے وہ مذہب منسوخ ہوا اب کوئی نام بھی نہین لیتا نہین معلوم
یہ جوان کیا بکتا ہی خسرو نے جواب دیا کوئی مکار جعلساز ہی دام مکر پھیلاے ہوے بیٹھا ہی سبکو مطیع
کیا ہین مین نے تو اُسکے مُنھ پر بھی کہا تھا مراد یہ تھی کہ قتل کا حکم دے ملکہ نے کہا خداوند عادل و منصف
ہین جو قیدی اگر زندان عشرت مین قید ہو کھائے پیے اُسکے بعد اُسپر دست اندازی ہوتی ہی تو نے
ابھی یہان کا کیا دیکھا اپنی جان پر رحم کر ایسا نہ ہو یہ پہلوان تم کو قتل کرے قواعد کی پابندی سے
کل چھوڑ دیا آج نہ چھوڑے گا خسرو نے کہا جو ہم غالب آئے تو کیا حال کرین پہلوان نے
کہا تم کو قید سے رہا کر دین گے یہ سنکر شاہزادہ پہلوان سے لپٹنے لگا جب تو پہلوان جھلّا کر
پلٹا اب تو ملکہ نے بھی پہلوان کو اشارہ کیا شاہزادے سے اور پہلوان سے کُشتی ہونے لگی
سب کھڑے دیکھ رہے ہین کہ شاہزادہ اپنی جان سے عاجز ہی شاہزادہ اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہی وہ
پہلوان ایک مقام پر ریل کرے دوڑا دسوین بارھوین قدم پر لا کے ہلّہ مارا دونون گھٹنے شاہزادے
کے آشنا بہ زمین ہوے جب دونون گھٹنے شاہزادے کے آشنا بہ زمین ہوے کمر مین ہاتھ
ڈال کے شاہزادے کو اُٹھا لیا زمین پر مارا شاہزادہ چت گرا پہلوان خنجر کھینچ کر چھاتی پر آیا
خنجر سے چاہا سر کاٹے نرگس خونریز پھر بیتاب ہو کر تخت سے کود پڑی گلے پر شاہزادے

سے کے ہاتھ رکھدیا پہلوان سے کہا مین نے خداوند سے نہین پوچھا ہی قواعد کے خلاف ہوگا آج بھی معاف
کر پہلوان نہ مانتا تھا ملکہ نے غصے مین کہا اسے مدت سے یہ قاعدہ مقرر ہی قاعدے کے خلاف ہوگا
مین سمجھتی ہی کہ یہ شخص اپنا امتحان کر چکا اب ایسی حرکت نہ کریگا اُسنے پھر گستاخی کی آج اسکو ضرور خداوند
سے پوچھونگی دیکھون خداوند کیا حکم دیتے ہین پہلوان سینے سے شاہزادے کے اُترا ملکہ نے ہاتھ اٹھاکر
شاہزادے کو اُٹھایا کہا کیون جاہل اپنا امتحان کیا شاہزادہ بھی اس پر جان دیتا ہی مسکرا کر جواب
دیا صاحب تم کیون بیقرار ہوئی جاتی ہو اُسنے ہمکو زیر کیا وہ ہمکو قتل کرے تم کا ہیکو بچاتی ہو ملکہ نے
آنکھون مین آنسو بھر کر کہا تیری جوانی پر مجکو رحم آتا ہی اپنی جان بچا بعد چندے کے یہی معاملہ درپیش
ہوگا خبردار اب ارادہ مکرنا خسرو نے کہا ہم تو باز نہ آئینگے ملکہ نے دانت کے نیچے اُنگلی دبائی
کہا ارے زندان عشرت مین چین کرے پھر یہی سامنا ہوگا خسرو نے کہا جب جان جانا دا جب و لازم
ہو جیسے کل جان دی ویسے آج وزیرزادی نے کہا حضور آپ بھی کس جاہل کو سمجھاتی ہین اپنی نیکی کو بدی
جانتا ہی آج ضرور چلکر خداوند سے پوچھیے ملکہ روتی ہوئی اُٹھین تخت پر سوار ہوئین پہلوان نے پایۂ تخت پر ہاتھ
ڈالا ملکہ آج قیدخانے سے روتی ہوئی گئی وزیرزادی سے باتین کرتی ہوئی مکان پر آئی عرصے تک سر جھکائے
بیٹھی رہی کہا کیون وزیرزادی اس مقدمے مین کیا انتظام کرون وزیرزادی نے کہا اپنے باپ سے پوچھیے
ملکہ آمادہ ہوکر اپنے کو سنبھالتی ہوئی پاس جمشید کے آئی کہا بابا جان جس قیدی کو آفتاب دیکھی ہو سینے
تو ڑنا تو رہا کیا وہ دو دن سے وہی لڑتا ہی جوان دشتی کو نہین لڑنے دیتا دو دن مین نے قتل نہین ہونے دیا
اب جیسا حکم دیجیے ویسا کیا جائے جمشید نے زانو پیٹ لیا کہا ای نور نظر کتاب مین صاف صاف
لکھا ہی بزرگان دین لکھ گئے ہین کہ اس شخص کی ذات سے فتور ہوگا زندان خانہ ٹوٹے گا ہر ایک
قیدی چھوٹے گا تو نے دو دن کیون بچایا اگر کل بھی ویسی ہی حرکت کرے تو قتل ہونے دینا
اگر وہ زندہ رہا تو بس میری سلطنت پر تباہی ہو یہ فاتح طلسم آفتاب نگار ہو اگر یہ قتل ہوجائے
تو مجکو جان کا خوف مٹے ہر وقت اسی فکر مین رہتا ہون کہ آفتاب کیا بلا میرے بیان چھوڑ گئی
دیکھیے کیا آفت برپا ہو بزرگون نے بہت کچھ لکھا ہو اصل مراد یہ ہی کہ کسیطرح طلسم کشا قتل ہو خبردار
خبردار تجھاسے کہے دیتا ہون اگر وہ زندہ رہی خلاف قاعدہ کرے برابر قتل کرتا اگر یہ قتل ہوگیا تو میری
خدائی رہی ورنہ مجھے خدائی کا خوف ہی لاکھون آدمی آتے ہین جاگیرین مقرر ہین دیکھیے اس

شخص کی ذات سے کیا ہوتا ہی ملکہ وہان سے پلٹی آکر وزیرزادی سے کہا کہ ای وزیرزادی قدرت تو اُس
شخص کے مقدمہ میں بہت پریشان ہین کہتے ہین اگر یہ شخص زندہ ہی تو خدائی مین فرق آئیگا حکم قطعی دیا ہی
کہ فوراً اُسکو قتل کرو اُسنے جاکر زندانخانہ مین فتور برپا کیا یا اب ضرور فتور برپا ہوگا کیون ای وزیرزادی
کیا کرون کیونکہ اُس ظالم کو بچاؤن اپنی تو عجب کیفیت ہی بقول شاعر

نظم

یہ اقامت ہمین پیغام سفر دیتی ہی
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہی

زال دنیا ہی عجب طرح کی علامہ دہر
مرد دیندار کو بھی دہریہ کر دیتی ہی

تیرہ بختی مری کرتی ہی پریشان مجکو
تہمت اُس زلف سیہ فام پہ دھر دیتی ہی

بڑھتی جاتی ہی جو مشق ستم اُس ظالم کی
کچھ محبت مری اصلاح مگر دیتی ہی

تپ دل شمع کی جب کم نہوئی تب ناچار
اُسکو کافور سفیدی پہ سحر دیتی ہی

کوئی غماز نہین میری طرف سے ای ذوق
کان اُسکے مری فریاد ہی بھر دیتی ہی

وزیرزادی نے عرض کی حضور آپ اپنے کو سنبھالین مین دیکھتی ہون کہ آپ کا دولہ بڑھتا جاتا ہی ملکہ
نے آہ کی کہا ای وزیرزادی آج خداوند کے فرمانے سے بڑا اژدہا ہوا یہ کلیجے چیر بکٹ پر لیٹتی ہی پھر پھر
کے اُٹھتی ای آکر وزیرزادی کو جگاتی ہی کہتی ہی دلبند یہ مجھے نیند نہین آتی دل گھبراتا ہی جی چاہتا ہی
چیخین مارکر روؤن ہائے اُس شہریار پر یہ مصیبت قتل سے اُسکو کیونکر بچاؤن تاریک جادو دنیگی
جان کا دشمن وہ قتل پر آمادہ ای یہ تو یہان تڑپ رہی ہی شاہزادہ جو اکھاڑے سے پلٹا آکر بارہ دری مین بیٹھا
سب نے کہا حضور کھانا کھائیے خسرو نے کہا کیا خاک کھانا کھاؤن تم لوگونکی بیوقوفی نے کلیجہ خون
کردیا ارے یارو جو تم سب لوگ آمادہ ہو جاؤ تو اُسکی کیا حقیقت ہی جسوقت وہ آکر آواز دے مین تو
اُسکے مقابلہ مین جاؤن تم لوگ چہار طرف سے آکر گھیر لو منہ اُسکا بند کردو کہ سحر نہ کرنے پائے مین ایک
گھونسہ ماردون کہ سر ملعون کا پھٹ جائے ہزار ہا بندگان خدا کے خون اُسکی گردن پر ہین اُسکا
قتل کرنا تو نہایت بہتر ہوگا وہ بچیا قتل ہو تو بڑی بات ہی تم لوگ تامل کرتے ہو ورنہ ابتک مار بھی لیا
ہوتا ملعون کی خاک بھی نہ ملتی افسوس تم لوگ بڑی نامردی کرتے ہو سب نے کہا ای شہریار عجب کیفیت
ہی جان کا خوف آتا ہی خسرو نے کہا یارو جان تو یون بھی نہ بچیگی میعاد پر قتل ہو گے لہذا کل بلوہ کرو
مین وعدہ کرتا ہون اگرچہ وہ نازنین منع کرتی ہی مین نہ مانونگا مین اُس سے مقابلے کو لپٹون تم سب

ٹوٹ پڑو ایک ایک ہاتھ مین دس دس آدمی لپٹو ایسا عاجز کرو کہ منھ سے بول نہ سکے سب نے کہا کہ ای شہریار ہم راضی ہین جو آپ ارشاد فرمائین وہی بجالائین شاہزادے نے سب سے عہد واثق لیا ترکیب بتائی کہ مین جب اسکا ہاتھ پکڑ لون اور ہان بجا ہو لیتا کہون چہار جانب سے آجاؤ بھیا قاتل جلاد کو گھیر لو منھ ایسا دبا دو کہ بول نہ سکے سب نے عہد کیا شاہزادے نے کہا اب کلمہ پڑھو اعتقاد وحدانیت خدا مین ہر طرح ہو لات و منات پر لعنت کرو ایک سو کئی جوان شاہزادے کی جرأت و شوکت پر دلدادہ ہوے سب نے عہد واثق کیا مسلمان بھی ہوے کلمے پڑھے چار پہر رات جاگتے رہے عہد و پیمان ہو چکے چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شاہ زرین آفتاب نے خنجر برہنہ ضیا ہاتھ مین لیا بعد جلادی فلک نیلو فری پر آیا شاہزادے نے سب کو نماز پڑھوائی ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے عرض کی ای خالق بے نیاز و اے رب کارساز سب ایک دل ہین جو ارادہ کیا ہی اسکو پورا کر اس جلاد کو موت دے یہ بندگان خدا کو بے خطا قتل کرتا ہو سب نے آمین کہی شاہزادے بجاودے سے اٹھا سب کو ساتھ لیا یہ بھی بتلا دیا کہ تم دس دس آدمی ہاتھون مین لپٹنا تم بیس پچیس آدمی پیرون مین لپٹنا چند کس منھ مین چیلے کے ہاتھ ڈالدین کہ زبان نہ ہلا سکے سب سکھلدے قائم کیے چست ہو کے باہر نکلے قریب اکھاڑے کے آئے صف باندھکر کھڑے ہوے سب کے آگے شاہزادہ کھڑا ہوا کہ آسمان سے تخت نرگس خونریز کا ظاہر ہوا پہلوان پاے تخت پر ہاتھ رکھے ہوے مجو ستا ظاہر ہوا ملکہ کی نگاہ پڑی کہ شاہزادہ سب کے آگے کھڑا ہی وزیرزادی سے کہا وہ جہالت پسند صف باندھے کھڑے ہین اور وہ شیر بیشۂ جرأت یگانۂ میدان جلالت سب کے آگے افسر بنے ہوے کھڑے ہین حماقت زدہ بیوقوف بقول شخصے سیاہ سپاہی جان دینے پر آمادہ ہین وزیرزادی نے کہا آج تو سب آمادہ کھڑے ہین سب کو سمجھا کے لائے ہین دیکھو اقبال اسیکا نام ہی جسدن سے یہ شیر بیشہ صاحبقرانی قیدخانے مین آیا سب اسی کے ساتھ رہتے ہین جو کہتا ہی وہ کرتے ہین دیکھو کیسے وہ سب جمے ہوے کھڑے ہین غرض تخت چبوترے پر آیا پہلوان اکھاڑے مین کود پڑا ڈنڈ پیل رہا ہی شاہزادہ قصد کرتا ہی کہ اس پر جا پڑے دن جن جن لوگون پر جو جو تعلیم کیا ہو چکے چپکے یاد کر رہے ہین دل ہی دل ہم ہاتھ والے ہین ہمکو ہاتھ سپرد کیے ہین بیس پچیس کہہ رہے ہین ہمین پاؤن کی خدمت ہی دس پانچ کہہ رہے ہین ہم بولنے نہ دینگے ہمکو منھ بند کرنے کا حکم ہی ملکہ وزیرزادی سے کہتی ہین آج یہ کیا چپکے چپکے بک رہے ہین وزیرزادی نے کہا آج خداوند خیر کرین

نہایت سب آمادہ ہین جیسے ہی پہلوان ڈنڈیل کر سید جا ہوا پکار کر آواز دی جسکا دن ہو وہ آئے شاہزادہ
جھپٹ کے کود ملکہ نے پکار کر آواز دی اسے جاہلون کے پیشوا آج ارادہ نکرنا تدبیر ہو گئی ہی شاہزادے
نے کہا آج کونسی صورت تدبیر ہو گی ملکہ نے ہنسکر کہا ہم تو یہ کہتے ہین کہ قدرت سے تمھارا ذکر ہوا حکم
صادر ہو چکا کہ برابر اُسکو قتل کرنا میری مجال نہین کہ مین بچا سکون شاہزادے نے ہنسکر کہا آج یہ
تدبیر ہو گئی کہ ہم جلاد کو مار ڈالینگے ملکہ نے زانو پہ ہاتھ مارا کہا ای شخص کیا جہالت کی باتین کرتا ہی آج
اگر زیر ہوا تو غضب ہو جائیگا شاہزادے نے جواب دیا کہ آج زیر ہی نہ ہون گے ملکہ نے منہ پیٹ کر
کہا ای شخص زبردستی اپنی جان دیتا ہی شاہزادے نے کہا آج اسکی جان لینا ہی منظور ہی ملکہ نے دیکھا
کہ ہر چند شاہزادہ رات کا جاگا ہی آنکھون مین نیند بھری ہوئی چہرہ زرد مگر ہاتھ پکڑ کے پہلوان کا کھینچ رہے
ہین ملکہ نے چلا کر پہلوان سے کہا ای تاریک تو جان تیرا کام جانے مین مجبور و ناچار ہون ادھر تو یہ
معرکہ ہوا کہ مین شرمندہ ہوئی دو دن بچایا اُنکے خیال مین نہین آتا خیر ہم بھی جان دین گے بس پہلوان
نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا کہا آئیے مقابلہ کیجیے ادھر تو ہاتھ سے ملا خسرو نے پکار کے آواز دی ہان
بھائیو ہاتھ ڈالون پانون دالون زبان نہ ہلنے پائے یہ جو شاہزادے نے کہا مستعد تو کھڑے تھے
جان دینے پر آمادہ ہو رہے تھے ایک سی کئی جوان بلا وکے اکھاڑے مین پھاندے دوڑ کر تاریک
کو لپٹے بیس آدمی تو ہاتھون مین بیس ٹانگین پانون مین دس نے منہ پہ ہاتھ رکھا دس بیس آدمیون نے
پکڑ کے اُسکا منہ مسلا زبان پکڑ کے کھینچی یہ ہر چند چاہتا ہی کوئی فقرہ سحر کا پڑھون اسطرح بیکار
کیا جو مٹھیان گویا لپٹ گئین اُس حال مین خسرو نے ایک گھونسہ سر پہ مارا سر اُسکا پھٹا ٹانگین پکڑ کر
چیر ڈالین جون جون شاہزادہ اُسپر قبضہ کرتا ہی ملکہ سر پیٹ رہی ہین پکارتی ہین ای شاہزادہ یہ کیا کرتا
ہی ارے ان سبھون کو سکھا دیا وزیرزادی نے کہا وہ تو پہلے ہی کہتے تھے کہ ہم تدبیر کر چکے ہین واہ
یہی تدبیر تھی اب جو تاریک جادو مرا اندھیرا ہو گیا ملکہ نے وزیرزادی سے اشارہ کیا ارے
تخت اُڑا دو غضب ہوا تاریک جادو ایسا پہلوان مارا گیا بڑا اندھیرا ہوا دلپذیر نے تخت اُڑایا
تخت بلند ہوا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من تاریک جادو بود ادھر تو آواز آئی اُدھر
دروازہ قید خانہ کا کھل گیا باہر چٹیل میدان جہان انسان نہ حیوان شاہزادے نے ساتھ والون
سے کہا نکل چلو سب نے اپنے اپنے ہتھیار اٹھائے زرہ پہنی چار آئینے لگائے کو ٹھا ہتھیارون کا

یہان تھا اُسکو توڑا گرز دیمرہ دیا آگے آگے شاہزادہ پیچھے سب جمع ہوئے بارہ دری سے نکلے ملکہ نے
آسمان سے پکارا ارے تم سب نکلجاؤ کسی مقام پر جا کے چھپو ملکہ پریشان ہو رہی ہین تخت ہوا پر اُڑ رہا ہی تعاقب
کار صندل جادو جو افسر اعلیٰ اس قیدخانے کی ہو اُسکے کان مین تاریک کے مرنے کی آواز پہونچی
چند کنیزین ساتھ مین زانو پیٹ لیا کہا ارے اندھیر ہوا کسنے تاریک کو مارا ہاے طلسم کشا کیونکر
چھوٹا آفتاب نے بڑے فسادی کو چھوڑ گئی تخت پھر اُسوقت آکر پہونچی دیکھا ملکہ کا تخت ہوا پر اُڑ رہا ہی اور
قیدی سب جمع ہو کر چاہتے ہین قیدخانے سے نکلجائین ملکہ گھبراہٹ مین پکار رہی ہین کہ ارے خبردار دروازے کے
باہر نہ نکلنا ورنہ بڑی آفت مین پھنسوگے صندل قریب آکے پہونچی کہا کیون ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ ہوا ملکہ نے
کہا ارے غضب ہوا بڑی رونے کی جگہ ہی اے صندل جادو کیا بیان کرون کہ کیا معرکہ گذرا کہ ان سبھون
نے ملکر اس حال سے تاریک کو مارا کہ بیان نہین کرسکتی سب ملکر لپٹ گئے منھ اُسکا بند کیا سحر نہ کرنے
پایا آخر کتّے کی موت مارا گیا وہ دیکھو لاشہ پڑا ہی صندل نے جو لاشۂ تاریک دیکھا بہت بیقرار
ہوئی کہا داری اگر حکم ہو دے تو ان سب کو مار ڈالون ملکہ نے کہا مار ڈالنے سے کیا فائدہ راستہ
ان سب کا روک دے کوئی جا نہ سکے صندل نے بڑھکر سحر کیا سحر کرتے ہی صندل کے پھاٹک
زندانخانے کا بند ہوا اور ایک گولہ گرا گرد سب کے آگ ہوگئی نخل جلنے لگے ہتھیار ہاتھ سے
چھوٹ کر گرے اب رونا بھی وہان صندل نے جلا دیا مکان بھر مین پانی کا نام نہین بیچ مین یہ سب
کے سب کھڑے ہین نخل و در و دیوار سے آگ نکل رہی ہی زرہین دہکنے لگین زرہین اُتار کر جسم سے پھینکین
صندل نے یہ حال کرکے ملکہ سے کہا اب آپ چلیے جو کیا اُسکا بدلہ پائینگے تین دن مین یہ سب جل جلکر
مرجائینگے بھوک پیاس کا صدمہ کیونکر اُٹھائینگے بعد ان لوگون کے مرجانیکے قدرت سے اطلاع
کردینگے کہ اُن لوگون نے یہ حرکت کی تاریک جادو کو ملکر مار اچھے قتل نہین کیا اسلیے راستہ
روک دیا اب نکل نہین سکتے بھوکے پیاسے مرینگے یہ کہکے صندل روانہ ہوگئی ملکہ بھی طرف اپنے باغ کے
چلی راہ مین دلپذیر وزیرزادی سے کہتی ہوئی کہ کیون اے دلپذیر اب کیا ہوگا عجب مصیبت مین شاہزادہ
ہی کیون اے دلپذیر یہ کیا سوجھی سب کو ایک راے کرلیا نان کرتے ہی غضب ہوا صندل نہ آتی اور
یہان سے یہ نکل جاتے تو مین کوئی تدبیر کرتی اب دیکھیے کیونکر بچین عجب مصیبت مین ہین تو نے دیکھا اور
بیچ مین شاہزادہ گردہ سب گھیرے ہوے کہا سب کو پڑھا دیا کہ جو سب تابعدار ہوگئے جو کیا وہی کیا

وزیرزادی عرض کرتی ہی صبر نہ کرنے دیا دل بیبس نے منھ بند کیا اسیو جہ سے مارا گیا اس حال پُر ملال مین ملکہ روتی ہوئی باغ مین آئی کنیزون کو الگ کردیا آپ چھپر کھٹ پر بیٹھ کے رونے لگی کبھی نام لیکر پکارتی ہو کبھی آواز دیتی ہی ای شہریار اُس آتش شعلہ خیز مین آپ پر کیا گذری آب ودانہ بند بیقرار درد مند نہ کوئی مونس نہ غمگسار کیا گذرتی ہوگی کبھی اُٹھتی ہو کبھی بیٹھتی ہی کبھی گھبراتا کبھی اشعار عاشقانہ پڑھنا آنکھین روتے روتے سوج گئین اسقدر پریشان ہی کہ جسکی انتہا نہین یہان شاہزادہ عجیب حال مین مبتلا ہی جب ہوا چلتی ہی شعلے بھڑک کر جسم پر گرتے ہین دامن گریبان جلا ہوا خاک سینہ پر پڑی ہوئی ساتھ والے بکتے ہین دیکھیے ہم اسیواسطے کہتے تھے کہ پہلوان کو قتل نہ کیجیے آپ نے ہمارا کہنا نہ مانا شاہزادہ کہتا ہی ای برادران تمسے کیا کہون تم سب نے نکلنے مین دیر کی عندلِ جادو ستم آن پہونچی اُسنے آکر سحر کردیا آگ سے مکان کو بھر دیا اب اسیطرح تڑپ تڑپ کے مرینگے ای برادران اس طرح تڑپ تڑپ کے مرنے سے تو بہتر ہی کہ روز آکے وہ جیا ایک کو قتل کرتا تھا اگر ہم طلسم کشا ہین تو پروردگار کوئی سبب پیدا کریگا اس آفت سے رہائی پائینگے اس مکار کی غدائی مٹائینگے ہم اور خیال مین تھے کہ یہ مقدمہ درپیش ہوا ابھی بس دلپذیر یہ سارا دن اور ساری رات اسی آفت مین گذری یہان ملکہ روتے روتے بیہوش ہوگئین وزیرزادی نے صبح کو اپنے مقام پر کہا ارے صاحبو آٹھ پہر گذرے نہین معلوم ملکہ پر کیا گذری آؤ چلکر خبر لو ہم تو چلکر دیکھین کس حال مین ہین اگر خدانخواستہ اُنکے جسم پر کوئی افتاد آگئی تو بڑی مشکل ہی یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھین کہا ارے کھانا لیلو کنیزون نے کہا خاصہ تیار نہین سب کنیزون کو ساتھ لیکر دلپذیر بارہ دری مین لائی دیکھا ملکہ بیہوش پڑی ہین عجیب چہرے پر اُداسی ہی دلپذیر بیقرار ہوگئی سرھانے آکر بیٹھی سر اُٹھاکر اپنے زانو پر رکھا منھ پر منھ رکھکے آواز دی واری آنکھین کھولیے لونڈی گھبرائی ہی منھ سے بولیے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ملکہ نے آنکھین کھولین وزیرزادی کو اپنے پاس پایا گھبراکر کہا کیون دلپذیر خیر تو ہی کہا واری آٹھ پہر گذرے آب ودانہ بالکل موقوف کیا ہی کنیز گھبراکر آئی آپ کو عجیب حال مین پایا حضور بیہوش تھین ملکہ نے کہا ای دلپذیر مین تو اپنے مکان مین ہون اس کنج حسرت و یاس پر رونا چاہیے کہ جسکا کوئی مونس نہ ہمدم گرفتار زندان رنج و الم اس پر کیا گذری ہوگی مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ گرد شعلہ ہائے آتش درخت جل رہے ہین دیو اژدر ہے شعلہ ہائے آتش کا نکلنا بیچ مین وہ خوبرو گروہ سب جوان یہ سنکر دلپذیر نے سر جھکایا فسرحن دلستان وہ

کنیزین ہاتھ باندھکے سامنے آئین کہا ای ملکۂ عالم آپ تشریف تو لے چلیے کنیزین سحر صندل کا تماشہ دیکھی ملکہ خوش ہوکر اُٹھین اُن دونون کنیزون نے جھولی اسباب سحر کی لی ملکہ کو تخت پر سوار کیا طرف قید خانے کے چلین یہان شاہزادے کی عجیب نوبت ہی تخت اُڑ آیا اسوقت پہونچین کہ شاہزادے نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے ہین پکار رہا ہی ای معین مددگار اس آفت سے بچا لے عجیب مصیبت ہی تیرے نزدیک آسان کرنا کیا بات ہی اس آتش شعلہ سے جلد نجات دے نظم

توئی شاہنشہ وحدت توئی فرماندہ کثرت　　تو ہستی خالق خلقت تو ہستی کاتب قدرت
توئی والی توئی حاکم توئی صاحب توئی مولے　　تو میداری بہر ملک و ولایت خاص ملکیت
تو معبودی تو مقصودی تو مودودی و موجودی　　تو ہستی قاسم قسمت تو ہستی والی نعمت
تو ستاری و غفاری تو جباری و داداری　　تو ہستی معدن شفقت تو ہستی منبع رحمت
تو رحمانی تو سلطانی تو سبحانی تو ستانی　　تو ہستی صاحب عزت تو ہستی لایق عظمت

پشت پر سب کھڑے ہوے آمین کہتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ پروردگار اس آفت سے بچا کہ سامنے آکر ملکہ پہونچین نسرین و نسترن نے دیکھا روئی جھولی سے نکالی چند قطرے اُسپر پانی کے ڈالے سحر کرکے اُسکو اُڑایا ان سب گرفتاران مصیبت نے دیکھا ایک ٹکڑا ابر سیاہ اُٹھا شاہزادے نے کہا بھائیو دیکھو رحمت محیط ہوتی جاتی ہی کہ ابر دور قریب آیا آکے اُس باغ کو گھیر لیا رعد گرجا برق چمکی پانی برسنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین نخلستان کو سرسبز شاداب کیا تھالے درختون کے پانی سے بھر گئے دیوار و در ٹھنڈے ہونے لگے شاہزادہ اپنے مقام سے اُٹھا سب کے جسم مین طاقت آئی دیکھا سامنے سے ملکہ نرگس خونریز آتی ہین مگر چہرہ زرد آکے شاہزادے کا ہاتھ تھاما کہا تخت پر سوار ہو بیٹھیے شاہزادے نے کہا ای ملکۂ عالم جہان تمنے یہ احسان کیا دروازہ کھولدو کہ یہ سب بھی نکلجائین ملکہ نے نسرین و نسترن سے اشارہ کیا ان دونون نے دروازہ بھی کھولدیا شاہزادے نے کہا او بھائی نکلجاو سب گھبرائے ہوئے خدا حافظ ای شہریار کہکے باہر نکلے ملکہ نے شاہزادے کو تخت پر سوار کرلیا طرف اپنے باغ کے لے چلین راہ مین پوچھتی ہوئی شاہزادہ کہتا ہوا کہ ای ملکۂ عالم عجب سانحے گذرے ہمارا عیار ہمسے جدا ہی ملکہ لیکر شاہزادے کو باغ مین لائین دروازہ بند کرا دیا کنیزون پر تاکید کی کہ کوئی غیر نہ آنے پائے شاہزادے کو لاکر مسند پر بٹھایا ملنا مین روشنی ہوئی ایک تو باغ بہشت آئین تھا یہ

گل بوستان خوبی جو داخل ہوا اور زیادہ باغ مین بہار آگئی عندلیبان خوشنوا گل عارض کو دیکھکر دمبدم چہکارتی
ہین کوئل کی کوک دلکو بہاتی ہی پپیہے کی چہکار پی پی کہکے پکارنا دل سودا زدون کے بیچین ہونے ہین
عاشقان صادق صدا سنکر روتے ہین شاہزادہ مسند پر آ کے بیٹھا پہلو مین نرگس خونریز بیٹھی ناچ سامنے
ہو رہا ہی ڈومنیان جان دیتی ہین ملکہ نے بدرہ اشرفی شاہزادے پر سے نثار کیا پھول سونے کے لُٹ رہے
ہین جام مے ارغوانی گردش مین ہین صدائے نوشانوش بلند کنیزین گرد حاضر ہین شاہزادہ تو
اس جوش و خروش مین ساتھ ملکہ نرگس خونریز کے مصروف عیش و نشاط ہو کہ ذکر اسکا وقت پر تحریر ہوگا
لیکن حال مختصر برق ثانی گذارش ہوتا ہی کہ صحرا مین مارا مارا پھرتا ہی ایک دن برق ثانی خاک
اُڑاتا ہوا جاتا ہی کہ ہوائے سرد آئی سرور تازہ و فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی برق ثانی نے سر
اُٹھا کے دیکھا سامنے ایک باغ دروازہ اُسکا کُھلا ہوا لیکن دروازے پر حاجب و دربان برائے
نگہبانی بیٹھے ہین باہر سے درختون کی سرکشی معلوم ہوتی ہی جب ہوا اُدھر سے آتی ہی دل خوش ہو جاتا ہی
آخر اُسیطرف چلا پشت پر باغ کے آیا پہلو مین باغ کے ایک درخت چنار سر بہ فلک کشیدہ ہی بذریعہ
کمند برق ثانی اُس درخت چنار پر چڑھا اب جو دیکھا تو عجب معرکہ نظر آیا برق ثانی گھبرا گیا دیکھا بیچ مین
باغ کے ایک چبوترہ بلور کا اسپر جمشید خود بیٹھا ہی گرد مصاحبان جانباز اور رفیقان ہمراز بیٹھے ہین صحبت
شراب و کباب ہی برق ثانی نخل سے اُترا زیر دیوار بیٹھکر سوچنے لگا کہ اے برق ثانی اس گرگ
باران دیدہ کو کیونکر دام مکر مین لون خواجہ عمرو کا نام لیکر رونے لگا کہ اُستاد آپ نظر کردہ ہفت پیران
ہین میرے باپ نے آپ سے تعلیم پائی ہی مین ابتک زیارت سے مشرف نہین ہوا مگر انشاء اللہ شاہزادے
کو لیکر بہ جاہ و جلال تمام حاضر ہونگا یہ کہکے آنکھین بند کر کے بیٹھا یکایک آنکھ بند ہوئی دیدہ
ظاہری بند دیدۂ باطنی کھلگئے دیکھا سامنے اُستاد کھڑے ہین برق ثانی نے قدمون کو بوسہ
دیا عرض کی اُستاد کوئی تدبیر بتایئے کہ جمشید کے پاس جاؤن دام مکر پھیلاؤن آپنے سہلا دیا
اور پشت پر برق ثانی کے ہاتھ رکھا ایک تدبیر بتا دی برق ثانی خواب مین خوب ہنسا
چاہتا تھا کچھ اور پوچھے کہ آنکھ کھل گئی سر اُٹھا کر چہار جانب دیکھتا ہو کہ اُستاد کہان گئے جب کہین
نہ پایا سمجھا کہ عالم رویا مین آئے تھے تدبیر بتا گئے اُسی تدبیر سے چلو بہ ورد گاہ سحر کرے گا دین بہ
بیٹھے بیٹھے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک پریزاد کی شکل بنکر تیار ہوے موے مشکین چہرۂ زیبا

پر چھوٹے ہوئے دیکھنے والا کہے کہ صبح شام گلے ملتے ہیں تبارک تعالیٰ شہر زمان پر یاقوت سے بازوؤں پر لگائے
تھال میں چند سیب رکھے اس صورت پر تخت سے چرخ تماشائی ہیں جو اسطور ست اترو دیکھنے والے
جانیں کہ آسمان سے اُڑتی ہوئی پریزاد آتی ہے سنہری بہت بھاری پہنے ہوئے تخت پر تخت کی تب تھال
ہاتھ میں لیکر پھول دیے اسطور سے اُن پھولوں کو کھولکر اتر نعرہ کرتا ہوا کہ ہم پریزاد قدرت ہیں خداوند جمشید
آپ جو کنارے پر اترا دیکھا جمشید ثانی بیٹھا ہے جمشید ثانی کی نگاہ پڑی پریزاد سبزہ رنگ زلفیں چھوٹی
ہوئی جس سے بوے عنبر آتی ہے بقول شاعر خط و سبز رنگ بخط سبز مرا کرد اسیر ؎ دام ہم رنگ زمین بود
گرفتار شدیم ؎ جسکی نگاہ جمال بیمثال پریزاد پر پڑی پسینہ آگیا محو مطلق ہو گئے سراپا کو دیکھنے لگے جسکی نگاہ
پڑی پسینہ آگیا قلب ٹھہر گیا سینے پر اُبھار دو دستانے ہیں کہ دل کے پار ہوتی ہیں آنکھیں کی گردش
قتل عاشقان کی کوشش ہر شخص حیران جمال خود دیدار ہوا جمشید خود پرست نگاہ محبت سے دیکھنے لگا پریزاد
نے جھک کر سلام کیا مثل ہلال شب اول خم ہوئی اس ناز و نیاز سے سلام کیا کہ جمشید نے کہا اے پریزاد
قدرت کیونکر آنیکا اتفاق ہوا پریزاد نے دست بستہ عرض کی کہ ہی جاگتی جوت کے خداوند سال
بھر کا زمانہ ہوا میں تخت پر سوار اس طرف سے جاتی تھی اور آپ کے یہاں جشن تھا میں نے دریافت
کیا لوگوں نے بیان کیا خداوند جمشید خود پرست کا دربار ہے میں پردہ نشین قاف کی رہنے والی ہوں
میرے بزرگوں کی سلطنت ہی حضرت سلیمان نے ہمارے بزرگوں کو ایک باغ عطا کیا تھا کہ اُسکے
سیب قاف میں نایاب ہیں کئی سال سے وہ خشک ہو گیا آپ آگاہ ہوں گے کہ اُسی باغ پر ہماری
وجہ معاش تھی اب معاش میں تنگی ہونے لگی لات و منات خداوند راس الشیاطین کہ اُن کی خدائی
قاف میں ہے ایک درہ کوہ میں ایک تصویر پتھر کی مثل انسان کے باتیں کرتی ہے بڑے
اعزاز و اکرام سے اُس کوہ پر گئی تصویر سے عرض کی کہ ہماری معاش میں تنگی ہے روپیہ سلطنت کا اکتفا
نہیں کرتا امیدوار ہوں ارشاد ہو کہ باغ پھر سرسبز ہو جائے تصویر نے ارشاد کیا وہ باغ اب سرسبز ہوگا
دن بدن مٹتا ہی جائے گا قدرت تقدیر کرچکے وہاں سے میں مجبور و ناچار چلی پھر سامری و جمشید
سب سے عرض کی ہماری التجا نہ سنی جب آپ کی خداوندی کا حال سنا التجا کی کہ اگر باغ سرسبز ہو تو [illegible]
کے واسطے چڑھاؤں اور سیب اپنے ہاتھ سے قدرت کو کھلاؤں چنانچہ آج مراد پوری
ہوئی بہت سیب پیدا ہوئے تمام مردمان قاف مشتاق ہو کر آئے بہ خواہش خرید

لگینگے تب مجھکو نذر خداوندیاد آئی مین نے چاندی کا نخل بنوایا چند سیب بطور تحفے کے لائی ہون اب خدائی
آپکی پردۂ قاف مین بھی مشہور ہوگئی ہر جگہ ہمنے مشہور کیا کہ خداوند جمشید خود پرست نے اس باغ کو سبز
وشاداب کیا لاکھون دیو و پریزادین جمال قدرت کی مشتاق ہین سب خدمت مین آیا چاہتے ہین اپنی اپنی
التجا کرینگی بڑے قدرت کے زور و شور ہون گے ہر جشن مین دیوزاد پریزاد آیا کرینگے اور میرے پردے
کا تو کوئی نہ باقی نہ رہے گا کہ خدمت مین نہ آئے یہ سُنکر جمشید پھول گیا کہا ای پریزاد قدرت آؤ قدرت
پہلے ہی تمھارے آنے کا سبب سمجھ گئے تھے جب تمنے دعا مانگی ہی تو قدرت سُن رہے تھے
ابر رحمت کو حکم دیا کہ جا کر اسی باغ پر برسو آخر مراد ظاہر ہوئی ذرا دیکھو نام تمھارا کیا ہی پریزاد نے عرض کی
مجھکو یاقوت پریزاد کہتے ہین جب مین ماں کے پیٹ مین تھی اُسیوقت سے معتقد ہون جب ماں پر
میری پیدائش کی مشکل ہوئی کئی دن برابر درد زہ رہا ماں نے بیقرار ہوکر کہا جو خداوند اعلی ہون وہ اسوقت
آکے میری مدد کرین کہ یہ کٹھن آسان ہو فوراً تمنا پیدا ہوئی ماں کا بیان ہی کہ مین جیسے ہی زمین
پر آئی چھینک آئی مین نے یا خداوند جمشید کہا ماں تھی کہ یہی سامری و جمشید جو ہین انکو بیٹی نے یاد
کیا جب مین سن تمیز کو پہونچی تو روز کہا کرتی تھی کہ خداوند جمشید خود پرست کہاں ہین آخر آج مشرف
ہوئی اب جب یہاں سے پلٹون گی تو خداوندی کا ذکر کرونگی فوراً دیوزاد پریزاد دوڑین گے جو آئیگا
لاکھون روپے لیکر چڑھائیگا اور جو جواہرات تو ہمارے پردۂ قاف مین مثل کنکر و پتھر کے ہی مصاحبان
خداوند نے کہا ای پریزاد قدرت وہ جو اہرات یہاں لاؤ قدرت کو دکھاؤ قدرت پسند فرمائینگے
تمھاری آبرو بڑھائینگے پریزاد نے عرض کی اب مین امیدوار ہون کہ اپنی نذر پوری کرون سیب اپنے
ہاتھ سے قدرت کو کھلاؤن جمشید نے ہنسکر کہا ای پریزاد تمھاری سب عرضین قبول ہین سب
بار دنیا زحصول ہین آج شب کو قدرت تمکو جانے نہ دینگے آج شب کو پاس قدرت کے رہو اور
عجائبات قدرت دکھائین گے عرش اعلی پر تمکو لیجائین گے وہان کے تماشے تمکو دکھاین گے
پریزاد نے بڑھکر گورے گورے ہاتھون سے بلائین لین سیب تھالی سے اُٹھا کر تراشا جمشید نے مُنہ کھولدیا
پریزاد نے سیب کا ٹکڑا مُنہ مین دیا جب جمشید ثانی کھا چکا تو کہا مصاحبان قدرت کو بھی کھلاؤن سب
مصاحب بول اُٹھے ہم سب راضی ہین قدرت کو کھلایا تو ہمین بھی کھلاؤ پریزاد نے سب کو کھلانا شروع
کیا اتنے سیب تھے کہ سب نے کھائے سب تو سیب تھے کہ جیتے کھائے سیب تھا سیب کے پریزاد نے

دست بستہ عرض کی کچھ قدرت سے کے سامنے گاؤن جمشید نشے مین بیٹھا ہی آنکھین ملتہ سی نکل آئین کہا ہان ای پریزادو گانا سناؤ سازندے آئے ساز ملانے پریزاد نے یہ اشعار عاشقانہ سامنے جمشید ثانی کے گانا شروع کیے

نظم

لب پہ وقت نزع آہون کے شرارے رہگئے ｜ اشک حسرت آکے مژگان کے کنارے رہگئے

صف مین کشتون کی ہم اک بسمل تمہارے رہگئے ｜ چل بچکے تھے منزل ہستی سے بارے رہگئے

بالا پن اُس طفل کا گذرا بڑھے منت کے طوق ｜ کان مین بالے نہین پر گوشوارے رہگئے

شکر ہی کرنے کا باشانہ اُن زلفون مین عبیر ｜ چلتے چلتے ہی سر عاشق پہ آرے رہگئے

بزم خوبان اُسکے جانے سے ہی آنکھون مین سیاہ ｜ ماہ کامل چھپ گیا باقی ستارے رہگئے

پہونچے یاران عدم سب منزل مقصود پر ہو ｜ ہم سر راہ عدم حسرت کے مارے رہگئے

رائعن گلگون خوبی کو خرامان دیکھکر ｜ چوکڑی بھولے ہرن رم سے چکارے رہگئے

اودہی کرتے ہین گلہ دیون نے اب کلیون مین گل ｜ سادے سادے پاجامون کے غرارے رہگئے

آتش عشق اشک کے طوفان سے کب ٹھنڈی ہوئی ｜ مرتے مرتے ایک دو باقی شرارے رہگئے

دین و ایمان جان و دل رعنا نے سب صدقے کیے ｜ دیدہ گریان مگر حسرت کے مارے رہگئے

اس رنگ مین یہ غزل پریزادے گائی کہ جمشید بہت خوش ہوا دل سے باتین کرتا ہو کہ ای جمشید کیا پریزاد دستیاب ہوئی نور قدرت اُسکے پیٹ مین اُتارین گے اب پریزادین آیا کرین گی قدرت سب کو مشرف کرینگے گانا سنکر یکایک بلبلایا کہا ای پریزادو دیکھو ہمارے بھائی سب آئے ہین پریزادے کہا سب کو بلائیے جمشید ایسا نشے مین چور تھا کہ اپنے مقام پر سے گت بھرتا ہوا اُٹھا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا مصاحب وغیرہ لپٹا لیتا کیکے اُٹھے ہوئے تھا وہ گرا تھوڑے عرصے مین سب بر لب فرش فرش ہوے اب برق ثانی سوچنے لگا کہ اسکو کیا کرون خنجر کھینچا کہ اسکو قتل کرون پھر سوچا شاید اس سے کوئی مطلب نکلے یہ سوچکر زبان مین سوزن دی دماغ پر پٹی بہوشی کی چڑھائی ایک صندوق کلان رکھا تھا اُسین جمشید کو بند کیا جمشید کی شکل بنکر مسند پر چادر وہ تان کے سو یا صبح کو جب ہوا ٹھنڈی چلی مصاحبون کی آنکھ کھلی دیکھا قدرت سو رہے ہین قدمون پر ہاتھ رکھا قدرت آنکھین ملتے ہوے اُٹھے اُٹھتے ہی پوچھا پریزاد کہان گئی سب نے عرض کی قدرت نے

کچھ اور ارادہ کیا تھا وہ اپنے کو بچا کے چلی گئی اب برق ثانی بیٹھا ہوا باتین بنا رہا ہی لوگون سے پوچھتا
ہی قدرت نے لوح طلسمی کہان رکھی سب نے کہا قدرت نے یاقوت سُرخ پوش کو دی تھی
وہ جا کر مر گیا وہی اُسکے عزیزون کی آئی تھی قدرت نے ملاحظہ فرمائی تھی اب برق ثانی کو تردد ہوا
اسی فکر مین بیٹھا تھا کہ مصاحبون نے عرض کی نور چکیدہ خالص قدرت آتی ہین بجا برق ثانی کہ جس
نقابدار کے پاؤن دھلا کر پلانے تھے وہی اُسکی بیٹی ہی سنبھل کے بیٹھا یہ بھی مصاحبون سے سُن چکا ہو کہ
طلسم کُشا قیدخانے سے غائب ہو گیا کہ سامنے سے ملکہ نرگس خونریز آئی برق ثانی نے نگاہ اٹھا کے
دیکھا سینے پر ابھار پایا آنکھین مٹی ہوئی مست مئے محبت پیروالتی ہی کہین پڑتا ہو کہین ملکہ کو نگاہون مین
تولا کیا نرگس نے آکر سلام کیا جمشید نقلی نے اُسکو نہ تکا۔ قہر و غضب دیکھا نرگس کانپنے لگی سر جھکا کے
بیٹھی جمشید طرف مصاحبون کے متوجہ ہوا کہا کیون صاحبو ہم تمھارے بھروسے پر خدائی کرتے ہین
بخوبی جانتے ہین طلسم کشا کو لیگیا بڑا کلیجہ کیا کچھ قدرت کا خوف نہ ہوا ہم خاموش ہین لیجانے والا
خود آکر قبولے کہ ہمارے پاس طلسم کشا ہی ورنہ ہم ظاہر کر دینگے برق ثانی نے دیکھا نرگس
کے مُنہ پر ہوائیان اُڑنے لگین اور دو چار باتین اسیطرح غُصّے مین کہین نرگس سے بھی متوجہ
ہو کر کہا کہ کیون ای نور چکیدہ خالص قدرت ہم کیا خدائی تمھارے بھروسے پر کرتے ہین
نرگس نے سر جھکا لیا خوف سے آنکھون مین آنسو بھر آئے گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ پھر حاضر
ہونگی برق ثانی نے رخصت کیا اب سوچا کہ آج شب کو اسکے مکان پر چلین وہان حال سب کھل جائیگا
دن تو برق ثانی نے کاٹا شام کو کہا ہوا دار لاؤ قدرت بیٹی کو دیکھنے جائینگے جا کے ہوادار پر سوار
ہو کہا مردون سے کہا ہماری دختر کے مکان پر لے چلو یہان جو نرگس آئی کانپتی ہوئی حیران پریشان شاہزادے
نے پوچھا کہا ای شہریار کیا عرض کرون آج قدرت نے مجھ سے آنکھین ملا کر کہا کہ ہم کیا
تیرے بھروسے پر خدائی کرتے ہین جو طلسم کشا کو زندانخانۂ عشرت سے لیگیا ہم بخوبی جانتے
ہین میرے تو ہوش اُڑ گئے شاہزادے سے کہا ملکہ نہ گھبراؤ اسنے آدمی مین کہدیا تھا شاید
ذکر ایا ہی تمھارے مکان پر کوئی نہ آئیگا یہ ذکر تھا کہ چلدار دوڑی ہوئی آئی عرض کی حضور قدرت
آتے ہین ہوادار پر سوار ہین چند مصاحب ساتھ ہین نرگس خونریز کے ہنسنے کے ہوش اُڑ گئے
شاہزادے کے قدمون پر گر پڑی کہا ای شہریار برائے خدا چند ساعت یہان سے ہٹ جائیے

شاہزادہ ناچار ہوکر سامنے کمرہ تھا اسمین چلا گیا صحبت آراستہ تھی عاشق و معشوق بیٹھے تھے شراب و
کباب گزک سب چیزین موجود تھین اور ڈالیان پھولونکی کس کس چیز کو اٹھانے چند چیزین اٹھانے
پائی تھی کہ کنیز نے آکر خبر دی قدرت باغ مین آگئے نرگس تو نزیر برائے استقبال اٹھی کہ جمشید نقلی
سامنے سے آیا دیکھا چبوترے پر باغ کے اشیائے عیش و طیش آراستہ ہین کل سامان عیش و نشاط
رکھا ہو برق ثانی سمجھ گیا کہ شہزادہ روپہ تو شاہزادہ نہین ہی یہی شہزادہ ہی بیٹھتے ہی ہاتھ نرگس کا پکڑ لیا
کہا کیون نور نظر تمنے ہمارا خوف بالکل دل سے بھلا دیا طلسم کشا کو جلد حاضر کر وا یہی مین تھا اسکے واسطے بہتری ہی
ورنہ ابھی تقدیر کرونگا کہ خود طلسم کشا دوڑا ہوا چلا آئے دیوانہ اسکی مادر نے بطن مادر مین تو نہ جینے جلادی
اور اسکی حفاظت کی یہ ہم نہین جانتے کہ قید خانے سے کون لیگیا نرگس نے گھبرا کر سر جھکا لیا اور کہا
قدرت کو اختیار ہی مین نہین جانتی طلسم کشا کہان ہی اگر میرے ذمہ مین نکلے فوراً مجھے قتل کیجیے مین
کچھ عذر نہ کرونگی شاہزادے نے کمرے سے یہ معاملہ دیکھا کہ جمشید نرگس کا ہاتھ پکڑے ہوے کچھ
بہ غصہ کہہ رہا ہو نرگس سر جھکائے بیٹھی ہی کچھ جواب نہین دیتی شاہزادہ سوچا کہ ایسا نہو ہاتھ تلوار کا مارے
اور یہ نازنین قتل ہو جائے تو منھ دکھانے کی جگہ نہ رہے اس سے بہتر یہی ہی نکلو اسپر حملہ کرو یہ خیال کرکے
خسرو شیر دل کمرے سے نکلا اور نعرہ کیا او بے ادب شعبدہ باز ذرا ادھر متوجہ ہو مردان عالم سے
آنکھ چار کر نعرہ خسرو منم خسرو شیر دل نوجوان ۔ منم نور عینین صاحبقران ۔ اگر تیغ کین برکشم از غلاف ۔
تزلزل فتد در میان مصاف ۔ اگر تیغ بر سنگ خارا زنم ۔ زگاو زمین تیغ و تن بر کنم ۔ تلوار کھینچکر
طرف جمشید کے دوڑا برق ثانی قہقہہ مار کے ہنسا کہا کیون بد نصری آفتاب کا گھر برباد کیا
میرے یہان بھی آکے یہ فتور برپا کیا منم خداوند جمشید خود پرست تلوار کو پھینک کے قدمون کو
بوسہ دے ورنہ ابھی دیوانہ بنا دونگا یہ شیر بیشہ جرأت یکہ تاز میدان جلالت کب خوف کرتے ہین
قریب سر کے پہونچے جمشید نقلی کود کے الگ ہوا کہا علیحدہ رہ پاس کہان گھسا آتا ہی ادھر ملکہ کانپ
رہی ہی شاہزادے کو اشارے سے منع کرتی ہی اور وہ اشارہ کریگا تو دیوانے ہو جاؤگے کیون
قریب گھسے جاتے ہو الگ رہو شاہزادہ بھلا کس سے جمشید کے دلیر ہوا جمشید بھاگا بھاگا پھرتا ہی
جدھر جمشید جاتا ہی ادھر شاہزادہ پہونچتا ہی برق ثانی جست کرکے الگ ہوتا ہی ایک مقام پر
برق ذرا رکا تھا کہ شاہزادہ تیغ بکف قریب پہونچا برق ثانی نے بائین آنکھ کا تل دکھایا تل سکے

دیکھتے ہی شاہزادہ سمجھا یار وفادار کیکے لپٹ گیا ایام ہجر یاد کرکے دونوں چیخیں مار کر روئے ملکہ بھی
شاہزادہ دیو بند گیا لپٹ کے جمشید سے روتا ہی شاہزادے نے پکار کر کہا ای ملکۂ عالم مبارک ہو میرا
عیار طرار ہی کیوں ای برق ثانی دا ہی یار وفادار جمشید ثانی سے کیونکہ پیش آئے کہا حضور ہیں اُسکو گرفتار
کرچکا ہوں آج کئی دن سے اُسکی شکل پر انتظام کر رہا ہوں مگر ای شہریار لوح طلسمی کا پتہ نہیں ملتا یاقوت
سُرخ پوش کو لوح دیکھی تھی وہ جاکر مر گیا لوح کا پتہ نہیں ملتا اب جمشید کو میں لاتا ہوں اگر تم سے
اطاعت کی تو بہتر ورنہ قتل کرونگا شاید لوح کا پتہ ملے شاہزادے نے کہا جمشید کو لاؤ ملکہ حیران ہوگئیں
برق ثانی نے صورت اصلی دکھائی سب حیران تھیں کہ اتنے بڑے شخص کو کیونکر گرفتار کیا برق ثانی نے
سب حال بیان کیا کہ یوں غلام جشن کے روز سے آوارہ پھرا کیا آخر اُسکے باغ کا پتہ پایا پریزاد
بنکے میں نے گرفتار کیا صندوق میں بند ہو یہ کہکے برق پھر اسی صورت بنا ہوا اور پر سوار ہو کے
اُس باغ میں آیا صندوق کو اُٹھوایا جمشید ثانی کو لیکر باغ میں ملکہ کے آیا شاہزادہ برق ثانی کی
عیاری پر وجد کرتا ہی ملکہ کہتی ہی دیکھوں باپ کیا کہتے شاہزادے کا کہنا مانے یا نہ مانے برق ثانی
نے جمشید کو صندوق سے نکالا ایک ستون سے باندھا ہی دماغ سے اُتاری شاہزادے کو اور ملکہ
کو سامنے بٹھایا آپ بصورت اصلی بنا جمشید کو ہوشیار کیا آنکھ جو جمشید کی کھلی اپنے کو گرفتار
پایا شاہزادے و ملکہ کو پہلو بہ پہلو پایا حیران ہوگیا کہ میں کس آفت میں پھنسا برق ثانی نے
پکار کر آواز دی ای جمشید خود پرست تو نے خدا کی قدرت کو دیکھا وہ پریزاد بنکر میں ہی آیا تھا
تجھکو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہی کہ شاہزادے کی اطاعت کر نعوذ اللہ خدا بنکر بیٹھا ہی جب وہ
معبود سامنے بلائیگا اور صفت جباری و قہاری دکھائیگا اُسوقت کیا جواب دوگے پیدا کرنے
والے کا سامنا کروگے ملکہ نرگس نے جو باپ کو دیکھا اُٹھکر قدموں پر گری کہا ای بابا جان آپکو
یہ شرف کیا کم ہی کہ میں طلسم کشا کی کنیزوں میں منسوب ہوں اگر مناسب ہو تو طریقہ خلاف سے
ہاتھ کھینچیے شاہزادے نے بھی اُٹھکر دلائل مذہب بیان کیے پھر مقدمۂ حشر کی تصریح کی بس خوف سے
جمشید کانپنے لگا بے اختیار پکار اُٹھا ای شہریار اب خیال قبیح سے توبہ کرتا ہوں اب کبھی ایسی حرکت
نہ ہوگی اسقدر شاہزادے کے قدموں سے لپٹ کے رویا کہ قدم شاہزادے کے تر ہوگئے اسقدر
خائف ہوا کہ دمبدم عرض کرتا تھا واسطے تمہیں نے بڑی نادانی کی پیدا کرنے والے سے برابری کی

اُسکے سوال کا جواب کیا دونگا کہا ای شہریار غلام کو کلمہ پڑھا نیمین شاہزادے سے تامل کیا طرف
برق ثانی کے دیکھا برق ثانی نے کہا ای جمشید سوچو ابھی معرکۂ عظیم باقی ہی تلاش لوح طلسم تمہارے
ذمے ہی اگر آفتاب سرکشی کرے تو کون جواب دیگا جمشید نے کہا ای برق ثانی مجھپر ایک ایک لمحہ
اور ایک ایک دم زیر دم شمشیر ہی بے توبہ پردۂ دنیا پر سے اُٹھون اور پیدا کرنے والا سوال کرے
کہ کیون ادنا دان تو نے ہماری برابری کی سوا سے سر جھکانے کے کیا جواب دونگا اب مجھکو تائب
ہونے دیجیے آفتاب پر نہین ظاہر ہوگا حضور کی لوح ملنے کی تدبیر کرونگا آپ صاحب اقبال ہین فوراً
جاتے ہی لوح ملیگی آفتاب کو خبر نہ ہوگی بڑی خبر تو آفتاب کو ایک دہ سے ہوگی کہ اُسکی بیٹی ہوش
مین آئے اُسکے سردار اُس سے باغی ہون وہ سب میرے گھر مین ہین میری زندگی مین وہ ہوش مین نہ
آئینگے اب حضور میرے باغ مین چلین مین ساحرہ کو بلوا کر قدمون پر گرادون سوزن وغیرہ چلے گئے نکل
لی تھی بیٹی کو جمشید نے گلے سے لگایا کہا ای نور نظر تمہاری وجہ سے یہ پیوند ہاتھ آیا یہ گوہر بیبہاے
صاحبقرانی مجھے دستیاب ہوا بجوئی بیٹی کو کہا اب جمشید ثانی دل و جان سے مطیع و منقاد ہوا کلمہ
پڑھا سحر سے تائب ہوا شاہزادہ مع برق ثانی کو ساتھ لیکر اپنے مقام پر آیا جو حاضر وقت تھے اُن کو
قدمون پر شاہزادے کے گرایا اور نامہ لکھکر صندل جادو کو بلایا صندل نے آکر نیاز وسر دیکھا
کارخانہ خدائی کے مست رہے ہین جمشید کہ رہا ہی یار وان مکانون سے ایک مکان مثل عبادتخانے
کے بناؤ کہ اُسمین بیٹھکر عبادت کرون آٹھ پہر توبہ مین مصروف رہون صندل نے آکر قدمون کو بوسہ
دیا جمشید نے صندل کو قدمون پر شاہزادے کے گرایا اور کہا ای صندل مین اب اپنی اصل و
حقیقت کو سمجھا چند قطرات نجس سے جسکی پیدائش ہو وہ دعوی خود پرستی کرے مین تائب ہوا تم
ایک کام کرو اول تو شاہزادے کی اطاعت مین بدل و جان مصروف رہو جو اُنکی اطاعت کریگا وہ
آرام پائیگا ورنہ بذلت مارا جائیگا صندل جادو مطیع ہوئی کہا مین کنیزی سے سر نہ اُٹھاؤنگی جہان
حکم ہو وہان شاہزادے کو لیجاؤن یا جو حکم ہو خدمت بجالاؤن کہا اول شاہزادے کو شہر لالان پر پہونچاؤ
ای شہریار وہان لالان شاہ بادشاہ احمر گلگون پوش اُسکا بیٹا باغ مین قید ہو شہرارہ جادو وہان
متسلط ہی اُسکو ہمارا سلام پہونچا دیجیے گا جب لالان پر احسان ہوا اور وہ خواہان ہو کہ جو حکم دیجیے
وہ بجالاؤن اُس سے کہیے گا کہ مجھے تا بہ گنبد جہان نما پہونچا دے گنبد مذکور مین جب پہونچیے

جو آرزو دل میں ہو اندر گنبد کے جاکر اظہار کیجیے دیکھیے لوح کہاں دکھائی دیتی ہی جہاں کا پتہ ملے وہاں تنہا جاکے لوح حاصل کیجیے خدا آپ کو مظفر و منصور کرے پر بچ دایم دل سے دور کرے بجلی شاہزادے کو سمجھا کچھ کان میں مخفی بھی کہا کہ جس سے کوئی آگاہ نہ ہوا صندل جادو نے شاہزادے کو تخت پر سوار کیا جمشید نے دو تعویذ لکھکر شاہزادے کو دیے اُسکے موقع اور مقام تعلیم کر دیے برق کو پاس ملکہ کے چھوڑا آپ تخت پر سوار ہو کر صندل جادو و شاہزادے کو بجلی اپ ملکہ دار الامارہ مین داخل ہاین جمشید خود پرست عبادت خانے مین آ کر پھر توبہ توبہ کیا کرتا ہی کہ خطا میری معاف رہو اسکا حال تو وقت پر لکھا جائیگا حال شاہزادہ کا تحریر کرتا ہون کہ صندل جادو لیے ہوے شاہزادہ کو قریب لالانیہ پہونچی لالان شاہ کو خبر ہوئی برائے استقبال نکلا شاہزادے نے پہچانا کہا اے لالان شاہ ایسی کثرت کار تھی کہ تمھارے مقدمے کو بھولے مگر پروردگار نے سامان مہیّا کیا اب باغ مین چلو اور تماشہ دیکھو صندل جادو کو رخصت کیا آپ لالان شاہ کو ساتھ لیکر اُس باغ مین آسنے ایک زرنے مین چھپکر لالان شاہ کو ہمراہ لیے ہوے آکر بیٹھے تعویذ دیا ہوا جمشید کا بیچ نخل مین گاڑ دیا رات کو اُس باغ مین روشنی ہوئی صندوق خود بخود نخل سے اُترا جس بیچ مین تعویذ گاڑا تھا اُس بیچ سے دھواں نکلا اُس دھوئیں سے آواز آئی ہماری بیٹی کی فکر مین کون آیا ہی لیکن شاہزادے نے کچھ جواب نہ دیا بعد تھوڑے عرصے کے آسمان پر سناٹا ہوا شرارہ جادو آکر پہونچی آتے ہی شاہزادے کو سلام کیا شاہزادے نے فرمایا ملک احمر کو رہا کرو شرارہ نے صندوق سے احمر گلگون پوش کو نکالا احمر نے آکر شاہزادے کو سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ سالہا سال غلام مبتلاے مصیبت رہا امیدوار ہون کہ محبوب سے ملون شاہزادے نے شرارہ سے کہا شرارہ معشوق کو لائی لالان شاہ بیٹے اور بہو کو لیکر شہر مین آیا شاہزادے کو لاکر دار الامارہ مین پہونچایا عرض کی کہ ایسا احسان ہوا کہ تا عمر ادا نہ ہوگا امیدوار ہون کچھ خدمت کو ارشاد ہو کچھ خدمت بجا لاؤن شاہزادے نے کہا کوئی کام تمسے ہمارا نہین ہی لیکن لوح طلسمی ہمارے قبضے سے گئی اُسکا دریافت کرنا تمھاری کوشش پر موقوف ہی لالان شاہ نے کہا مین جان تک نثار کرنے کو حاضر ہون فرمایا کہ ہمکو گنبد جہان نما مین پہونچا دو لالان شاہ نے کہا اے شہریار گنبد جہان نما سکن ساحران جلیل ہی وہان جاکے کیا کیجیےگا شاہزادے نے کہا ہمارا تو یہی ضرورت ہی

عرض کی ای شہریار اگر ساحرون پر ثابت ہوا کہ ملک لالان شاہ کسی مسلمان کو لایا ہی تو دربدر قتل
ہون گے شاہزادے سے نے کہا ہم ضرور جائینگے اگر ساتھ نہ چلو تو فقط رہبری کرو یا کسیکو ہمراہ
کر کے ہمکو وہاں ضرور بھیجو واحمر نے اُٹھکر قدمون کو بوسہ دیا کہا ای شہریار اگر آپکے کام ہماری جان
بھی آئے تو حاضر ہی باپ کو بھی سمجھایا کہ اگر انکے واسطے جان بھی جائے تو شرف حاصل ہو انکو جلد پہنچایئے
شاہزادے کو تخت پر سوار کیا ملک لالان شاہ واحمر مع بارہ ہزار فوج کے ساتھ ہوئے منزلین طی
کرتے ہوے چلے کوہ و دشت سے جو گذر ہوا بڑے بڑے تاجدار دنکو دیکھا کہ صحرائے ویران مین آرہے
ہین لالان سے نے بیان کیا کہ حضور یہ سب مراد مند مین گنبد جہان نما پر جاتے ہین وہین ان سب سے
ملاقات ہوگی شاہزادے کو راہ مین بہت تاجدار بہت زمیندار بہت سے تاجران جلیل ملے لالان شاہ
شاہزادے کو دکھاتا ہوا منزلین طی کر رہا ہی بعد کئی دن کے ایک صحرائے آباد نظر آیا کہ ہزار ہا خیمہ و بارگاہ استادہ
ہی سامنے ایک گنبد ہی دروازے پر اسکے نگہبان مراد مند اندر جاتے ہین مراد پا کے آتے ہین لالان نے
شاہزادے کو اشارہ کیا کہ یہ مقام آپکے اندر جانیکا ہی اندر جا کے بخورات روشن کیجیے خواہش دریافت
مقام لوح مین مصروف ہوجیے شاہزادہ تجدید وضو کر کے نہایت تکلف سے دروازے پر اس مکان
کے آیا بسم اللہ کہکے اندر گنبد کے داخل ہوا دیکھا ایک مکان عجب پُر فضا ہی بخورات جا بجا روشن دیوار ودر
مین اسمائے آلہی لکھے ہین شاہزادے نے بجھکر خواہش کی کہ دریافت مقام لوح مین مصروف ہون
کہ خیال اُس گُشتۂ آتش حسرت سوختۂ گرمی اُلفت کا آگیا خیال مین آیا کہ ای خسرو دل حال
مرجان نیلم پوش دریافت کرون معلوم ہو کہ وہ کس مقام پر ہی یہ جو خیال آیا آنکھون مین آنسو بھر
آئے پہلے یہی نیت کی کہ ای گنبد جہان نما بحق اسمائے آلہی مجکو معلوم ہو کہ مرجان نیلم پوش
کس حال مین ای یہ جو نیت کی آنکھ بند ہوئی دیکھا ایک صحرا مین جاتا ہون کہ اُس صحرا مین کبھی گذ نہین ہوا
تھوڑی دیر مین صحرا کو طی کیا دروازے پر ایک باغ کے پہونچے اندر باغ کے داخل ہوے باغ سرسبز
وشاداب چمن ہائے لاجواب گلہائے رنگا رنگ شگوفہ ہائے بوقلمون باغ کو طی کر کے بارہ دری
مین پہونچے دیکھا ایک ساحر مہیب بشکل عجیب و غریب مسند پر بیٹھا ہی اور سامنے ایک قفس آہنی رکھا
ہی اُسمین مرجان نیلم پوش کو پایا شاہزادے نے پکار کر آواز دی ای سوختۂ آتش عشق و محبت
وای افروختۂ نار مصیبت کس حال مین ہو مرجان نے کہا یہ ملعون مجکو گرفتار کر کے لایا خواہان وصل ہی

کنیز نے بڑی جفا اُٹھائی ہی ابتک اُسکا کہنا قبول نہین کیا لیکن یہ بے حیا مجھکو قتل کریگا اب زندہ کیونکر
ملون کیونکر قدمون تک پہونچون شاہزادہ بیقرار ہوکر دوڑا چاہا کہ قفس کو اُٹھا لون مگر فرش کی ٹھوکر لگی
شاہزادہ منہ کے بھل گرا آنکھ کھل گئی ایک چیخ ماری کہ گنبد ہلگیا لالان و احمر جو دروازے پر تھے آواز سنکر
اندر آئے دیکھا شاہزادہ ایڑیان رگڑ رہا ہی دونون نے آکر شاہزادے کو اُٹھایا اور کہا ای شہریار خیر تو ہی
کیا معرکہ دیکھا کہ آپ اسقدر بیقرار ہوئے شاہزادے نے حال پُر ملال ملکہ مرجان نیلم پوش بیان کیا باپ بیٹون
نے عرض کی ای شہریار مطمئن رہیے ملکہ کو زندہ پاسیے گا معلوم ہوا وہ آگ مین نہین جلین کوئی ساحر اُٹھا کے
لے گیا اُسی کے قبضے مین ہین اب حصول لوح کو دیکھیے شاہزادے نے نیت کی کہ ای گنبد جہان نما
بحق اسمائے الٰہی معلوم ہو کہ لوح کس مقام پر ہی پھر آنکھ بند ہوئی ایک صحرا دیکھا کہ گھانس وہان کی مثل ریشم
کے نرم ہی اور نخل چھوٹے چھوٹے اُنپر گلہائے زعفرانی کمال تکلف سے آراستہ اُس صحرا کو شاہزادے
نے طی کیا قریب ایک باغ کے پہونچے دیکھا اُس کے دروازے پر چند لوگ بیٹھے ہین فقیر فقرا
ہزارہا جمع ہین سدا برت بٹ رہا ہی سائلونکو دیتے ہین چند گئے اور چند آئے یہی آمد و رفت لگی ہی
شاہزادہ مکرر دیکھا کیا خیال مین گذرا باغ بھی چلکے دیکھون اندر باغ کے داخل ہوئے دیکھا عروسان چمن
کے بجا و عندلیبان زمزمہ سرا پہلوے گل مین بیٹھی ہین بلبل پھول کے یہ اشعار پڑھ رہی ہین نظم

موئے پہ مجھسے وہی رنج یار باقی ہی	ملایا خاک مین لیکن غبار باقی ہی
رہا نہ کوئی غم یار کے سوا ہمسر	بس ایک قبر مین یہ یار غار باقی ہی
یہان تو ہستی موہوم سے ہین نشۂ ہر دن	تجھے ابھی وہی غافل خمار باقی ہی
اُڑا ہین دامن صحرا کی دھجیان دیکھو	کہان ہمارے گریبان مین تار باقی ہی
تمھارے تیر نگہ نے جہان کو صید کیا	اب ایک غزال حرم کا شکار باقی ہی
عدم وجود برابر ہی ملک ہستی کا	فنا جہان کو ہی پروردگار باقی ہی
اُڑائی خاک یہ مقتل مین آکے کشتون کی	نشان تک نہین ای شہسوار باقی ہی
خدا کا ڈر ہی تو ڈر جور دل عاشق سے	کسی پہ جبر نہ کر اختیار باقی ہی
کسیکی حسرت دیدار مین مرا ار عنا	کھلی ہی آنکھ ابھی انتظار باقی ہی

شاہزادہ سیر کرتا ہوا قریب ایک نخل کے پہونچا باغبان بھی پھرتا ہوا اُس مقام پر آیا اُس نے کہا ای

نوجوان تو لوح طلسمی کی تلاش مین ہو اسی نخل کے بیچ مین دو ہو شاہزادے نے خنجر سے زمین کھودی ایک
صندوقچی نکلی اُس صندوقچی مین لوح طلسم آفتاب نگار تھی شاہزادے نے دیکھکر لوح کو بڑی خوشی
سے جیب مین رکھا لوح لیکر چلے تھے وسط باغ مین آکر شاہزادہ ایک مقام پر گرا آنکھ کھل گئی اپنے کو اُسی گنبد
مین پایا لالان واحمر نے شاہزادے سے حال پوچھا شاہزادے نے سب حال بیان کیا لالان
نے کہا وہ صحرائے آبریشم گیاہ ہی اور وہ باغ یاقوت سرخ پوش ہی حضور کو وہان جانا ہوگا وہ
شاہزادے کو لیکر شہر مین آئے کئی دن مہمان کیا بعد کئی دن کے شاہزادہ طرف صحرائے آبریشم گیاہ
کے روانہ ہوا جب اُس صحرا مین پہونچے تو پہچانا کہ یہ وہی صحرا ہی جہان خواب مین گذر ہوا تھا اُس صحرا کو طی
کرکے سامنے باغ کے پہونچے دیکھا فقیر دنکو سدا برت بٹ رہا ہی ہزارہا ساحر دروازے پر جمع ہین
شاہزادہ سوچا کہ اگر دروازے سے باغ مین جاؤنگے نگہبان ضرور روکینگے دن کو تامل کیا
شب کو پشت باغ پر آئے کمند مار کر دیوار پر چڑھے باغ مین اُترے اُس نخل کو تلاش کرتے ہوئے
چلے وسط باغ مین اُسکو پایا بیخ نخل کو کھودا صندوقچی نکلی لوح پائی شاہزادے نے لوح گلے مین ڈالی تھی
کہ آشیانون سے ہزارہا طائر غلغل مچانے لگے کہ یارو دوڑو طلسم کشا لوح لیے جاتا ہی گوشہ ہائے
باغ سے ہزارہا جادوگر اسباب سحر لیکر پہونچے شاہزادے پر سحر کرنے لگے بسبب لوح کے کسیکا
سحر تاثیر نہین کرتا شاہزادہ مستانہ لڑ رہا ہی جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے ایک جانب دیکھا ایک
ساحر قوی تن قوی من سحر بھی کر رہا ہی اور سب کو ترغیب دیتا ہو کہ یارو سب ملکر طلسم کشا کو لپٹ جاؤ
لوح طلسم آفتاب نگار لیلو طلسم کشا نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا اس باغ کا باغبان جبتک قتل
نہوگا مہلت نملیگی خسرو نے اُسی جانب رُخ کیا ساحر روکنے لگے دمبدم ساحر زیادہ ہوتے چلے
ہین گوشہ باغ سے چلے آتے ہین طائر جو غل کر رہے تھے وہ زمین پر گرے غلطک ماری ساحر بنکر
تیار ہوئے طلسم کشا پر حربے لیکر متوجہ ہوئے اُس ساحر تک نہین جانے دیتے سارا باغ
ساحرون سے بھرا ہوا طلسم کشا نے جو یہ مجمع دیکھا پریشان ہوئے کہ اُس مجمع کو کیونکر جھیلون ایک
قتل ہوتا ہی تو دس اُسی مقام پر آجاتے ہین پلٹ کے دیکھا لاشے نہین معلوم ہوتے حیران ہو گیا
کہ یہ کیا معرکہ ہی ہزارون کو مین نے قتل کیا لاشہ ایک کا نہین معلوم ہوتا بیتاب ہوکر دعا کی کہ اے خالق
بے نیاز و اے رب کارساز اس بلا سے نجات دے بیتاب ہوکر جو دعا کی صحرا سے گرد اُڑی دیکھا

ایک نقابدار بلالہ پوش تاج سر پر رکھے ہوے آکر کلغی تاج کی جھلکتی ہوئی عکس تاج کا زمین پر پڑتا ہی کہ
زمین گلنار ہوجاتی ہی وہین سے نعرہ کیا اے فرزند صاحبقران نہ گھبراتا مین آپہونچا ان سب بیحیاؤن
سے سمجھ لونگا قریب آکے تلوار کھینچی بارہ ہزار جوانون سے آگرگرا شاہزادے کو اشارہ کیا وہ شیر بیشہ
صاحبقران ماشاء اللہ کیا کہنا اس کمسنی مین کیا کار نمایان کیا اب طلسم کا فتح کرنا تمھارا ہی کام تھا بڑی
سختیان اُٹھائین پروردگار ان سختیون سے تمھین نجات دے شاہزادے نے یہ مہربانی جو نقابدار
کی دیکھی لڑتا ہوا قریب آیا کہا ای برادر تو کون ہی تیری باتون سے مہر پدری کا مزا ملتا ہی نقابدار کے
زیر نقاب اشک حسرت جاری ہوے کہا ای برادر نام کیا بتاؤن عزیزون سے جدا آوارۂ دشت ادبار
صاحبقران زمان اُس آفت مین مبتلا ہین کہ خدا اُنکو غالب کرے مقام طلسم ہفت پیکر مین مع جملہ
سردار مبتلاے بلا ہین رستم ایسا شہسوار کیسا پریشان ہو رہا ہی مگر لاشہ ہاے ساحران کے انبار لگا دیے
خدا اُنکو لوح طلسمی دلائے تاکہ طلسم مین معروف ہون ہفت پیکر کو جاکر مارین ہفت پیکر بہت بڑا
شعبدہ باز ہی خدا اُسکے عجائب و غرائب سے اہل اسلام کو بچائے باطل کی جو خدائیان ہین اُنکے
نمونے اپنے دروازے پر دکھائے ہین کہ دیکھنے والے اُسکا اعتبار کرین خدائی کو اُسکی برحق جانین
چاہتا ہی عجائب و غرائب دکھا کر صاحبقران ایسے جلیل کو تسخیر کرون مگر وہ جانتے ہین کہ شعبدہ باز
نیرنگ ساز ہی اُسکے شعبدون سے خدا بچائے چلا تھا کہ دنیا کی خبر لون تمھاری خبر پائی دل بیقرار ہو گیا
ادھر آگیا تمکو اس بلا مین دیکھا آکے شریک ہو مجھے اپنے نیازمندون مین تصور فرمائیے جس مقام پر
پہونچ جائینگے خدمتگزاری کرینگے بعد مدت مدید ارادہ ہوا کہ جاکر عزیزونکو دیکھیے بزرگونکی زیارت سے
مشرف ہو جیسے زمانہ خروج تورج بدرگ حرامی قریب ہی ہم بھی سر ہتیلی پر رکھے اُسکے مقابلے
کی فکر مین ہین اُسکے ہاتھ سے خدا شاہزادگان والا قدر کو صحیح و سالم رکھے شر سے اُس ظالم کے بچائے
بہت بُرے حال اُس بیحیا کے ہین اسکا ذکر کرنا بیکار ہی خود آنکھون سے دیکھو گے ابھی معروف
جنگ ہو یہ جھگڑے کہانتک بیان کرین گے یہ کہکے نقابدار پہلوے خسرو کے شمشیر زنی کرنے
لگا مجمع ساحران متفرق کرتا ہوا بارہ ہزار جوان بھی معروف شمشیر زنی ہین جب یہ بارہ ہزار گرے
مجمع ساحران متفرق ہوا نقابدار جنگ کرتا ہوا خسرو کو سامنے اُس ساحر کے لایا کہا لیجیے اب
اس سے مقابلہ کیجیے آپ طلسم کشا ہین آپ ہی کے ہاتھ سے اسکا قتل زیبندہ ہی خسرو اُس ساحر پر

جا پڑے اُسنے کئی گولے مارے خسرو نے لوح کو چمکایا سحر اُسکے باطل ہوے کئی سو ساحر دنکو قتل کر کے
قریب اُسکے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار کسیکو پشت پر خسرو کی نہین آنے دیتا جو پشت
یا پہلو پر آیا اُسکو مار کر گرا دیا لاشے پھڑک رہے ہین شاہزادے نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کے
تیغہ برق خاطف سلیمانی کا ہاتھ مارا کہ اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوے جسم سے اُس ساحر کے شعلہ ہاے
آتش نکلے سب ساحر جلنے لگے تھوڑے عرصے مین آواز آئی کشتی مرا نام من باغبان جادو بود اب
شاہزادے نے دیکھا تمام نخل جلگئے چمنستان پامال ہوے دیوارین گر گئین لاشہ ہزار ہا گرد پڑا ہوا ہی
نقابدار نے کہا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی اب لوح طلسمی مشکل آپ کو ملی ہی بدون اسکے ملاحظہ کے
کوئی کام نہ کیجیے گا ہم تو اب رخصت ہوتے ہین طلسم ہفت پیکر مین داخلہ ہو جا کر شمشیر زنی رستم کی دیکھین
بھائی صاحب سے ملین یہ کہکے نقابدار نے بارہ ہزار جوان اپنے جمع کیے خسرو سے رخصت ہو کے
ایک جانب روانہ ہو گئے خسرو کھڑے شوکت و شان نقابدار کو دیکھا کیے نہایت تردد ہی کہ نقابدار
کیون مدد کو آیا کس شوکت سے نکلگیا نقابدار غائب ہوا خسرو نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا طرف مشرق
کے جاؤ جو کچھ کام کرنا لوح کو دیکھ لینا شاہزادہ اُسیطرف روانہ ہوا اب حال آفتاب کا عرض کیا جاتا
ہی کہ یہ خوشی خوشی بیٹی کو اور سرداروں کو ساتھ لیے ہوے قلعہ طلسمی مین آئی سلطنت کر رہی ہی یکایک
خبر پہونچی کہ جمشید خود پرست مسلمان ہو گیا طلسم کشا کو لوح کی ہدایت کی طلسم کشا لوح پا گیا یہ سنکر
آفتاب گرم ہو جلگئی کہا ارے یہ مکار مکر سے خدائی کرتا تھا ہاتھ پر طلسم کشا کے مسلمان ہوا خداے
نادیدہ کا اعتقاد کر لیا بختیار جادو کو بلایا کہا ای بختیار جا کے دیکھ تو کہ اب جمشید کیا کر رہا ہی اسلام
سزا کو پہونچا ہمارا مذہب یہ خراب ہی تصویر مین بیٹھکر ایک ساحر نے دھوکا دیا یہ جمشید بھی بنیرہ
سامری مکار و حیلہ ساز شعبدہ باز تھا طلسم کشا کے کہنے سے مسلمان ہوا بختیار نے ایک طاؤس
بنایا اُسپر سوار ہو کے چلا اُس قلعے پر آیا بشکل عقاب بیٹھکر دیکھنے لگا دیکھا جمشید ایک مسجد مین
بیٹھا ہی تسبیح حق مین مشغول ہو گیا ہی آٹھ پہر سجدے کرنا عذر بدرگاہ بے نیاز مصحف خوانون سے صحبت ہی
مصحف آگے رکھا پڑھ رہا ہی بختیار نے دین سے للکارا او مکار با خدائی کرتا تھا اب خداے نادیدہ
کی اطاعت کی اب سجدے کر رہا ہی جو تو اونچے کرتا ہی سر کو زمین پر گھستا ہی یہ کہکے بختیار کود ا جمشید
خود پرست نے پکار کر آواز دی او بختیار میرے قتل سے نفع پائے گا طلسم کشا سے جا کر

بچے لیکن بختیار تیغہ برہنہ ہاتھ مین کھینچے طارہون پر گرتے مارتا ہوا قریب جمشید کے پہونچا جمشید نے سر صحیفہ پر رکھا آواز دی اگر میرے سر سے کچھ مراد حاصل ہو تو سر کاٹ لے بختیار ملعون نے کچھ صحیفے کا بھی پاس نہ کیا ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر کٹکر اُس دیندار کا صحیفے پر گرا یہ خبر ملکہ نرگس نے سُنی برق ثانی گھبرایا ہوا آیا کہا اے ملکۂ عالم آپ کے والد نے مردانہ جان دی بختیار نے قتل کیا شہر ویران کر رہا ہے اب یہان سے نکل چلیے یہان رہنا باعث خرابی ہوگا ملکہ نے کئی خواصون کو ساتھ لیا ایک خواص کی شکل بنکر برق ثانی بھی ساتھ ہوا ملکہ نکلکر شہر سے بھاگین لیکن آفتاب تخت پر بیٹھی تھی فرزانہ فیروزہ پوش کرسی پر بیٹھی تھین قیمیا یاقوت وغیرہ کرسی پر بیٹھے تھے جسوقت بختیار نے جمشید کو مارا یہ سب سردار زمین پر گرے ایڑیان رگڑنے لگے آفتاب نے کنیزون کو اشارہ کیا کہتی ہو میری بیٹی کو کیا ہوگیا کنیزون نے کیوڑا گلاب چھڑکا اب جو ہوشیار کیا گویا اپنے ہوش مین آنکھ زبان پر تھا ہائے آفتاب کی شاہزادے کو سب یاد کرکے رونے لگے فرزانہ بیقرار ہوکر پکارتی ہوا آفتاب شاہزادے کو کیا کیا مجبور کیا مگر کیا تھا کہ مین تیری اطاعت کرتی تھی ہائے کیا ستم ہوا مین نے اطاعت سے اُس شاہزادے کی جب منھ پھیرا ہوگا اور شاہزادے نے دیکھا ہوگا کیسا قلق طبع اقدس پہ گذرا ہوگا ہائے مین کس بلا مین پھنسی افسوس اب تو یہ کیفیت ہے نظم

جاؤن کیا بلبل تجھے سینے ہزار آیا کرے — ہجر مین گلشن سے مجھکو کیا بہار آیا کرے
مر مٹا تیری اطاعت مین نہ دیکھا تیری سمت — اب نہ جھپکے کی پلک اپنی غبار آیا کرے
آگ لگتی ہے لگائین جو رقیب اے شعلہ رو — گرم ہو مجھپر تمھین وہ اعتبار آیا کرے
ہون وہ مجذوب اُسکی پلکون کا تصور گر کرون — تن مین چبھنے کو ہر اک جنگل کا خار آیا کرے
اپنے کوچے مین نہ لاشے کو پڑا رہنے دیا — کیون نہ میری روح قاتل کو پکار آیا کرے
منفعل تیری گلی مین جا رہنا بیکار ہے — مین نہ آؤن اور رقیب نابکار آیا کرے
تازہ مضمون کے ثمر ہین گو قلم ہین نخل خشک — اُس طرف کا فیض ہے کیونکر نہ بار آیا کرے
مین جو کہتا ہون گلے لگ ہے بہت اُلفت کا جوش — ناز سے کہتے ہین وہ چل دور پیار آیا کرے
دور اُس گل سے رہون لکھا تھا یہ تقدیر مین — گلشن دل ہو خزان جسدم بہار آیا کرے
حُسن جانان سے شب بخت سیہ روشن نہ کی — شمع ماہ و مہر کی لیل و نہار آیا کرے

اُڑ کے سارا میری آنکھوں میں غبار آیا کرے	آندھیاں اُٹھا کریں ہر روز کوے یار سے
یا بلا بھیجا کرے یا آپ یار آیا کرے	دو ہی شکلیں ہیں ہماری زندگی کی ای قبول

آفتاب نے جو یہ حال بیٹی کا دیکھا گھبرا گئی کل سردار اُسی حال میں آفتاب گھبرا رہی تھی کہ بختیار آکر پہونچا اُسنے کہا ای ملکۂ عالم اصل یہ ہی کہ جمشید بالکل بیکار ہو گیا تھا اُسنے سحر کا نام نہ لیا میں نے جاکر اُسکو عین عبادت میں قتل کیا خون اُسکا شیشے پر گرا یہی باعث ہی کہ یہ سب اُسکے سحر میں ستے وہ قتل ہوا یہ سب ہوش میں آگئے ان سب کو قید کیجیے ورنہ اپنی جان دینگے آخر ہتکڑیاں بیڑیاں منگوا سب کو پھر قید کیا قید خانے میں بھید یا زنجیروں سے سر ٹکرا رہے ہیں چاہتے ہیں اپنی جان دیدیں یہ سب اس حال میں ہیں مگر شاہزادہ تھوڑا راستہ طی کر کے سامنے ایک گنبد کے پہونچا دیکھا آگے گنبد کے فرش بچھ رہا ہی تھوڑے عرصے میں فرش تیار ہوا دروازہ گنبد کا کھلا دیکھا ایک نازنین مہ جبین تخت پر بیٹھی ہی گرد نازنینان مہ جبین بیٹھی ہیں تھوڑے عرصے میں اُس فرش پر آ کے ہزار آدمی جمع ہو گئے کئی رقص کرتی ہی کوئی غزلیں گاتی ہی عجب طرح کا ہنگامہ ہی شاہزادہ بیٹھا دیکھ رہا ہی بعد تھوڑے عرصے کے دیکھا وہی نازنین جو تخت پر بیٹھی تھی اپنے مقام سے اُٹھی اور باہر گئی سب نے دوڑ کر گھیر لیا وہ نازنین سب کے بیچ میں کھڑی ہو کے گت ناچنے لگی اس زور و شور سے گت ناچی کہ تمام اہل محفل وجد میں آگئے تمام اہل محفل تعریفیں کر رہے ہیں جو جو اس پیشے کی تھیں وہ اُٹھ اُٹھ کر ہاتھوں تک بوسہ دیتی ہیں گرد اُسکے پھرتی ہیں اور ہر ایک کہہ رہا ہی کہ ای ملکۂ عالم آپ استاد فن ہیں آپ کا مثل نہیں ہم لوگ آپ سے تعلیم لیتے ہیں اگر آپ کا قدم نہو تو ہم لوگ ناقص رہیں وہ نازنین ناچتی ہوئی سامنے شاہزادے کے آئی کھڑی ہو کے ناچنے لگی اس اس طرح بتاتی ہی کہ اہل محفل کے دل لبھا رہی ہی کبھی بیٹھ جاتی ہی اس طرح چلتی ہی کہ دل کو مسلتی ہی کبھی اشارہ کرتی ہی شاہزادے نے پرتلے سے تلوار نکالکر دیدی دوبارہ جو آسنے اشارہ کیا شاہزادے نے دوش سے سپر اُتار کے دیدی جب وہ نازنین ناچتی ہوئی آتی ہی اور اشارہ کرتی ہی شاہزادہ وہ شی اُتار کے دیدیتا ہی تیسری مرتبہ جھک کر آئی اسطرح بتایا شاہزادے کو یہ معلوم ہوتا ہی کہ زمین گردش کر رہی ہی سر پیٹ رہا ہی بہ قول شاعر رباعی تصنیف مصنف کیوں زر کی طلب میں در بدر پھرتا ہی تو عالم کچھ تو سوچ تو کدھر پھرتا ہی واللہ رے پیری میں تلاش دنیا تو تھک جاتے جب پاؤں تو سر پھرتا ہی تو شاہزادہ گھبرا کے

چاہتا ہو اُٹھوں تو اُٹھ نہیں سکتا اُس نازنین نے بتاتے بتاتے چپکے سے دامن شاہزادے کا اٹھایا اور لوح کی جانب اشارہ کیا شاہزادے نے بلا تکلف تختی گلے سے اُتاری اور ہاتھوں میں بے تکلف اُس ظالم کے دیدی جیسے ہی تختی اُسکے ہاتھوں میں گئی لوح کو جھولی میں رکھا جھک کے سامنے سے اُٹھی پکار کر آواز دی اے طلسم کشا اسی منہ پر دعوی فتحی طلسم آفتاب نگار ہی یون لوح لیلی چیخ مارنے ہی اُس نازنین کے غبار اُڑا کہ اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے شاہزادے کی آنکھ کھلی دیکھا ایک ساحر سیاہ رو تیرہ درون تخت پر بیٹھا ہی شاہزادہ سامنے مسلسل و مطوق کھڑا ہی زنجیر کو ہلا رہا ہی پکار کر اُس ساحر نے آواز دی منم رقاص جادو دیکھا یون لوح لے لیتے ہین اب تمھاری قید یا مین آفتاب گرم خو کے پہونچیگی اب تمھارا خاتمہ ہوگا طلسم کشائی کر چکے بڑے بڑے ساحر تمھارے ہاتھ سے مارے گئے اب تمھاری بھی ساحرون کے ہاتھ سے قضا ہی شاہزادہ یہ حال دیکھکر مضطر و حیران یقین ہوا کہ موت لیکر اس مقام پر آئی تھی اب زندگی دشوار ہی دلسے شاہزادہ دعا مانگ رہا ہی کہ اے مسبب الاسباب کوئی اسباب پیدا کر اے سامع الدعوات رحم اپنا شریک کر عجب بلا مین پھنسے ہین اس سے بچا

نظم

دارد از حالات ہر بندہ خبر بندہ نواز
بندہ را می پرورد شام و سحر بندہ نواز

رامی از بندہ نمی گردد بغیر از بندگی
بندہ بر در خالق جن و بشر بندہ نواز

بندہ را ہر دم نگذارد ز فضل عام خویش
بر صلاحش ہر زمان دارد نظر بندہ نواز

ذرہ را خورشید سازد قطرہ را دریا کند
مہربان گردد بر حال بندہ اگر بندہ نواز

بر عطاے ذات حق ہر آدمی دارد امید
ہست اطمینان ہریک بندہ بر بندہ نواز

گشت رہبر بندگان را بر طریق بندگی
لطف خود بر خاکیان کرد اینقدر بندہ نواز

شاہزادہ بلک بلک کے دعائین کر رہا ہی رقاص جادو کا ارادہ ہی کہ قید شاہزادے کی لیکر طرف آفتاب گرم خو کے روانہ ہو قضاے کار ملکہ نرگس خونریز کہ ہاتھ سے بختیارک کے بھاگی تھین ہنوز ادھر آ کے پہونچین چند کنیزین ساتھ ایک مرکب پر سوار ایک کنیز کی شکل بنا ہوا برق بھی ساتھ ہی دور سے اُس گنبد کو دیکھکر کہا چلو اس گنبد مین چھپین برق ثانی نے کہا اگر اس گنبد مین رہنے کی جگہ ملے حضور کو اس مقام پر چھوڑ کے مین آقا کو تلاش کر لاؤن ملکہ تھوڑا سا اُڑا کر

چلین جب سامنے گنبد کے پہونچین ایک ساحر کو دیکھا بیٹھا ہی سامنے شاہزادہ مسلسل و مطوق کھڑا ہی ہوش و حواس پراگندہ ہو گئے رقاص نے جو ملکہ کو دیکھا مدت سے عاشق تھا اپنے مقام سے اُٹھکر دوڑا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم آئیے برق ثانی نے پانؤن مین چٹکی لی اشارے سے کہا چلیے ملکہ اندر گنبد کے آئین رقاص خوش ہو رہا ہی کہ آج ملکۂ عالم بعد مدت کے میرے مکان پہ آئین اب کیا جانے دونگا وصل حاصل کر دن گا تخت سے اُٹھا تخت پر لاکر ملکہ کو بٹھایا کہا حضور کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملکہ نے کہا برائے شکار آئی تھی برق ثانی بڑھکر بولا اُٹھا میان ساحر صاحب تمہارا نام کیا ہی اُسنے کہا غلام کو رقاص جادو کہتے ہین برق ثانی نے کہا میان رقاص صاحب ہمیشہ ملکہ تمہارا ذکر کیا کرتی ہین فرماتی ہین کہ ہمارا ایک چاہنے والا اس طلسم مین ہی کہ جسکا رقاص جادو نام ہی ملکہ آج راہ مین فرماتی تھین آج صحرا مین آئے ہین ای نسرین اپنے چاہنے والے کے پاس بھی چلین گے ملکہ خود تشریف لائین اس بات کو سُنکر رقاص جادو پھولا نہ سماتا تھا کہتا تھا ای ملکۂ عالم مین تو غلام ہون نسرین نے کہا اس برباد کن خانمان ساحران عالم کو کیونکر گرفتار کیا اسنے سارا طلسم شاد یار رقاص جادو نے کہا حضور مین نے دام مکر پھیلایا میرے قبض مین یہ تعریف ہی کہ آدمی اپنے ہوش مین نہین رہتا لوح مین سے لیکی گرفتار کیا اب اسکو لیکر آپ کے ساتھ خدمت خداوند مین چلونگا قدرت کو اختیار ہو کہ اسکو قتل کرین یا بخشین برق ثانی بشکل نسرین بنا ہوا یا تین چمک کے کر رہا ہی لوح کو اُٹھا لیا کہا کیون ای رقاص اس مین کیا لکھا ہی کہ ساحر گھبرا جاتے ہین رقاص نے کہا بی نسرین اسے نہ اُٹھاؤ اسکی چمک سے ہم سحر بھولتے ہین برق ثانی نے ہنسکر کہا ہم ضرور اسکو تمہارے سامنے چکائین گے جسمین تم سحر بھولو بلکہ گلے مین طلسم کشا کے ڈالدینگے جس مین تمھین قتل کرے رقاص نے کہا ای نسرین ایسا نہ کہو برق ثانی لوح کو چمکانے لگا رقاص ہان ہان کرتا ہی برق ثانی نے جھپٹ کے لوح گلے مین خسرو کے ڈالدی قید ٹوٹ کر گری سحر شاہزادے سے اُتر جاتا رقاص نے نسرین کو پکڑون نسرین جھپٹ کے پشت پر شاہزادے کے آئی شاہزادہ اُٹھکر رقاص پر جا پڑا کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ سر رقاص کا اُڑ گیا مرنا رقاص کا گنبد گرا شاہزادہ ملکہ کو ساتھ لیکر باہر آیا تمام صحرا جلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من رقاص جادو بود کئی سو جوان اُس مقام پر قید تھے

اُن سب کو قید سے رہا کیا وہ سب مسلمان ہوئے ایک بارگاہ اعلیٰ بھی نکلی بارگاہ چھکڑے پر لدوائی
لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا اب قلعہ طلسمی پر مقابلہ پڑیگا شاہزادہ ان سب کو ساتھ لیکر طرف قلعہ طلسمی
کے چلا تھوڑی دور چلے تھے کہ سامنے سے گرد اُٹھی وہ جوان جو قیدخانے سے نکلے وہ بھی آکر شریک
ہوئے شاہزادہ ان سب کو لیکر سامنے قلعہ طلسمی کے آکر پہونچا نگہبانوں نے آفتاب جادو کو خبر
پہونچائی کہ طلسم کشا آپہونچا ساحروں نے جو یہ خبر سُنی دو دس جمع ہوئے اور قلعے سے نکل بھاگے خدمت
مین طلسم کشا کے حاضر ہوئے آفتاب نے جو یہ معرکہ دیکھا ہر چند روکتی ہی کوئی نہین رُکتا ہزار دن جادوگر
نکل گئے طلسم کشا کے پاس جاؤ ہوتا جاتا ہی تھوڑے عرصے مین پندرہ بیس ہزار جادوگر آکر پاس
شاہزادے کے جمع ہوگئے شاہزادہ سوار ہو طرف قلعے کے چلا آفتاب نے جو سُنا کہ شاہزادہ
آتا ہو گھبرا گئی بختیار سے کہا کیا قصد ہی اب کوئی صورت جان بچنے کی نہین معلوم ہوتی یہ ذکر تھا کہ ایک
طرف سے نعرہ شاہزادے کا ہوا نعرہ خسرو منم خسرو شیردل نوجوان ؛ منم نور عینین صاحبقران ؛ اگر
تیغ کین برکشم از غلاف ؛ زلزل فتد در میان مصاف ؛ اگر تیغ بر سنگ خارا زنم ؛ زگاو زمین بیخ و بن
برکنم ؛ قلعے کے اندر تلوار چلنے لگی آفتاب گرم خوبارگاہ سے نکلی دیکھا شاہزادے نے قیدخانہ
توڑا یاقوت کلیم و سلیم و گلگونہ و شہرت لڑتے ہوئے نکلے یاقوت نے نکلکر وہ سحر کیئے کہ
زمین ہلادی مکانون مین آگ لگادی ہزارہا مکان جلنے لگے ملکہ فرزانہ کو تخت پر سوار کیا بختیار لڑتا
بھڑتا بڑھا ہوا آتا ہو شہرت جادو کو جو بختیار جادو نے دیکھا پکار کر آواز دی او نمکحرام کہاں جاتا ہی
بختیار نے چاہا شہرت کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھالیجاوے گلگونہ نے جو یہ معرکہ دیکھا پشت پر سے کارد
سحر ماردی سینے کو توڑ کر پار گذری بختیار ٹکڑے ٹکڑے ہو کے گرا آواز بلند ہوئی کُشتی مرا نام من بختیار جادو
بود آفتاب نے جو یہ سُنا گھبرا گئی ساحروں سے کہا ارے خبر تو میرے قوت بازو کو کسنے مارا
ہرکاروں نے خبر دی کہ گلگونہ نے قتل کیا آفتاب تڑپ کے گری کہ نکلجاؤن پر پرواز پیدا کرکے
اُڑی گلگونہ نے پکار کر آواز دی ای شہریار آفتاب نکلی جاتی ہی اگر نکلجائیگی تو بڑا فساد برپا کریگی
شاہزادے نے کمان کیانی دوش سے اتاری تین بھال کا تیر بھر کمان مین جوڑ کر مارا تو وہ سینے پر پڑا
پشت کو توڑ کر پار گذرا جلکر خاک ہوئی گلگونہ نے پکار کر آواز دی صاحبو کیون جان دیتے ہو کیون اپنا
خون اپنی گردن پر لیتے ہو سب نے اطاعت کی رئیسان شہر معرفت گلگونہ کے حاضر ہوئے سب

مطیع اسلام ہوے شاہزادے نے سب کو امن پناہ دیا بیرون شہر اُترے گلگونہ وشہرت دونون بڑی سرگرمی سے منتظم لشکر ہین

دو کلمہ داستان اُس حریق آتش اشتیاق وخجۂ فراق مرجان نیلم پوش کا ذکر منظور ہی

کہ جب ملکہ مرجان نیلم پوش کو پیکر نے آگ پر بٹھایا بلک بلک کے رو تی تھی جب بار ہیزم مین آگ لگائی اور شعلے بلند ہونے لگے عقاب جادو ایک سرحد کا حاکم آسمان پر اُڑا ہوا جاتا تھا اسکی نگاہ جمال بیمثال پر جو پڑی بیقرار ہو گیا حیران تھا کہ یہ کون ظالم ہی کہ ایسی محبوبہ معشوقہ کو جلاتا ہی کیسے سنگدل ہین انکو کچھ خیال نہین جب دھوان بلند ہوا تڑپ کے گرا اُٹھا کے لیگیا اپنے باغ مین لا کے سامان عیش وعشرت مہیا کیا خواہان وصل ہوا ملکہ نے بہ قہر وغضب تمام جواب دیا او دیجیا کیا بیہودہ بکتا ہی تو ہمین کیون اُٹھا کے لایا اگر یہ ارادہ ہی تو قتل کر جب کئی دن اسیطور سے گذرے کنیزون نے کہا حضور یہ کیسی پر عاشق ہی اسکا نام لے لیکر روتی ہی عقاب نے کہا اُسی کوٹھری مین بند کر دو اور باہم سے سنو کسکا نام لیتی ہی کنیزون نے وہی کیا کوٹھری مین بند کیا جب ملکہ اندھیرے مین بند ہوئی بیقرار ہو کر پکارنے لگی ای فرزند رشید صاحبقران ای شاہزادہ خسرو شیردل طلسم کو فتح کیا ہوگا ہمارے خون کا بدلا لیا ہوگا کنیزون نے آکر عقاب سے اطلاع کی کہ خسرو شیردل فرزند صاحبقران پر عاشق ہی اور وہ فاتح طلسم آفتاب نگار ہین اُنھین کا نام لیکر روتی ہی کنیزون سے اسنے صلاح کی اسکے معشوق کو اسکے سامنے لا کے قتل کرون تو ضرور میرا وصل قبول کریگی ابھی تو اسکو بڑا گھمنڈ ہی کہ میرا معشوق آ کے گا مجھے چھڑا کے لیجایگا جب سامنے لا کے قتل کر دون تب اسکو تسکین ہو سب نے کہا بیشک جائیے عقاب جادو چلا جس شب کو شاہزادے نے طلسم فتح کیا عقاب لشکر مین شاہزادے کے آیا لوح شاہزادے نے خزانے مین رکھدی بارگاہ مین آکر آرام کیا عقاب نے آکر لشکر مین دریافت کیا لوگون نے بتلایا فلان بارگاہ مین شاہزادہ ہی تب سحر دیکر عقاب بارگاہ مین شاہزادے کی پہونچا شاہزادہ سو رہا تھا عقاب نے سحر کرکے بیہوش کیا پنجہ دیکر لے اُڑا اپنے باغ مین لایا صبح کا وقت ہو ملکہ قفس مین بند عقاب نے پکار کر آواز دی لو ملکہ ہم تمھارے چاہنے والے کو لایا اسکے واسطے جلائی گئی تھین آج اسکو تمھارے سامنے قتل کرتا ہون ساحران طلسم

آفتاب نگار اسکے شریک ہوئے اُنھون نے یہ آفت کرائی کہ طلسم فتح کرا دیا مطمئن ہو کے قلعہ طلسم پر
اُترے تھے اس جوان کی موت میرے ہاتھ تھی ملکہ یہ دیکھکر سر پیٹنے لگی کہتی تھی ای عقاب اگر اسکا موے جسم
بھی کم ہوگا تو تڑپ کے جان دیدونگی کچھ تیرے ہاتھ نہ آئیگا قتل کرکے اس شیر کو کیا پائیگا جب عقاب جادو
نے ملکہ کو بیقرار پایا دیکھا ملکہ قفس سے سر ٹکرا رہی ہین عقاب نے شاہزادے کو بھی قفس مین
بند کیا آپ حیران پریشان اُٹھا دریا پر ایک بنگلہ پڑا تھا اُسمین آکر بیٹھا سوچ رہا ہی کہ ای عقاب
کیا کرون دیکھا صحرا سے گر دُوڑی ایک ضعیفہ سانولی صورت سفید اطلس کا پائجامہ پہنے ہوے
محمودی کی چادر سر پر ہر چند کہ سینے پر اُبھار ہو مگر چادر محمودی کی پھر دُہری کرکے ڈالے ہوے جوتا
زردوزی بال بالکل سفید کچھ سیاہ بھی دو چار اس ایک نخل کے نیچے بیٹھکر چادر مُنھ پر رکھ کے ہاے
فرزند ہاے فرزند کہکے رونے لگی عقاب کا دل دُکھ گیا کوٹھے سے اُترا ٹہلتا ہوا قریب بڑھیا کے
آیا قریب آکر بچے پر چادر کے ہاتھ ڈال کے کہا مادر مہربان کیون اسقدر روتی ہو بڑھیا نے مُنھ
کھول کر جو عقاب کو دیکھا بلائین لینے لگی کہا بیٹا آٹھ دن سے کہان تھے مین تمھارے فراق مین
صحرا نورد ہوئی ماری ماری پھرتی ہون عقاب نے کہا مین اس صحرا کا حاکم ہون تمکو روتے
دیکھا چلا آیا بڑھیا نے کہا ای فرزند فلان علاقے کے تعلقدار کی زوجہ ہون چالیس فرزند ہوے
سب مر گئے عصاے پیری بس ایک فرزند تھا آج آٹھوان دن ہی اُسنے انتقال کیا اُسکی یاد مین جنگل جنگل
روتی پھرتی ہون آج صورت کو دیکھا بالکل وہی صورت زیبا ہی طلعت جہان آرا دل کو ڈھارس ہوگئی
فقط صورت دیکھنا چاہتی ہون جو خواہش ہو مجھسے کہو کیسی کیسی عورتین مین ڈھونڈھکر لاؤن گی
تمھسے ملاؤن گی جو جو بہو بیٹیان میرے قبضے مین ہین اُنکو لا کے اپنے بچے سے
ملاؤنگی عقاب جادو نے ٹھنڈا سانس لیا اور کہا کہ ای مادر مہربان کیا بیان کرون آج مہینہ بھر سے ایک
عورت کو لایا ہون قفس مین بند کیا سب تدبیرین کین مگر وہ مجکو نہین قبول کرتی بڑھیا نے کان پکڑ کے
دو طمانچے مارے کہا نگوڑے وہ کون عورت بیہودہ ہی تو تجھے کو نہین قبول کرتی نہین معلوم
تو نے کیا حرکت کی ورنہ تو ایسا جوان ہی کہ عورت دیکھکر دیوانی ہو جائے ذرا مجھے دکھا دے
ایسی چار باتین سُناؤن کہ حق تیرے خواہش کرے لیکن میرے کہنے کے خلاف نہ کرنا
عقاب نے جواب دیا مادر مہربان تمھارے حکم سے گردن تابی نہ کرونگا عقاب

بڑھیا کو لیکر باغ مین آیا کنیزون سے کہا مادر مہربان کو قفس اُس نازنین کا دکھا دو کنیزون نے لا کر قفس کھا دیا
بڑھیا نے کنیزون کو ہٹا دیا قفس مین منہ ڈالکے باتین کرنے لگی کنیزون نے دیکھا ملکہ نہین بڑھیا سے
گھُل مل کے باتین کر رہی ہین بڑھیا نے کہا بی بی لونڈی کو پہچانو ملکہ نے کہا مین نے نہین پہچانا کہا غلام
آپ کا برق ثانی شاہزادے نے طلسم فتح کیا آفتاب کو مار کر قلعے پر سے اُترے تھے کہ
بستر خواب سے غائب ہوے مین تلاش مین نکلا ملکہ یاقوت و کلیم و سلیم ملک شہرت و ملکہ گلگونہ
سب تلاش مین شاہزادے کے نکلے ہین مین محفل مین تمکو بلاتا ہون اتنا کہدینا کہ میری خود جان جاتی ہو تو لے
ایذا اسے ایسا ظلم کیا کہ مجھکو نفرت ہو گئی ملکہ نے کہا بھیا یہ مجھ سے نہ کہا جائے گا تمھارے آنے سے
بڑی ڈھارس ہوئی برق ثانی نے کہا مین ابھی اسے لیتا ہون یہ تو کہنا کہ بڑی بی جو کہین گی وہ
قبول کر دنگی ملکہ نے کہا بہتر برق ثانی پاس عقاب کے آیا کان پکڑ کے دو طمانچے مارے
کہ نگوڑے وہ خود تجھپر جان دیتی ہی معشوق پر کہیں ایسا ظلم کرتا ہی جلسہ آراستہ کر دو اسیوقت عقاب
کو مسند پر بٹھایا گلابیان شراب کی اُلٹ پلٹ کے رنگین چنگیر جو گھڑے باندان اُگالدان عطردان
سب اسباب محفل مین رکھا قفس منگوایا قفس سے ملکہ کو نکالکر پہلو مین عقاب کے بٹھایا ملکہ اشارے
کرتی ہین بھیا یہ کیا کرتے ہو میری عصمت کا خیال رکھو ذرا بھی فرق آئیگا تو جان دون گی برق
نے فورا پایان بجا کے اس لطف سے غزلین سامنے عقاب کے گائین کہ عقاب کہتا جاتا
ہی اے مادر مہربان کیا کہنا حقیقت مین بیتاب کر دیا مصرع دل کو فوج غم و الم سے بھر دیا بڑھیا کہتی ہی
بیٹا ابھی کیا ستا دیسی تمھاری خدمت کر دنگی کہ تا بہ جہنم یاد کروگے یہ کہکے جام بھرا ہاتھون مین ملکہ کے
دیا کہا لو اپنے عاشق کو پلاؤ ایسے مرد کسکو ملتے ہین تم بڑی صاحب نصیب ہو ملکہ نے شرما کے جام مسند
پر رکھدیا بڑھیا نے کہا بیٹا پی جاؤ عقاب اُٹھا کر جام پیگیا بڑھیا نے سب کنیزونکو پلایا جب سب
پی چکے ایک دو شعر پھڑک پھڑک کے گانے ہاتھ بڑھا کر کان عقاب کا پکڑ کر دو طمانچے مار دیے
کہا اے نگوڑے معشوق عاشق خصال ملی خوب تیرے اسکے گذرے گی یہ تیری جان لیگی دیکھو تخت
خداوندو نکے آئے ہین اُنکو بھی محفل مین بلاؤ عقاب اپنے مقام سے اُٹھا چار قدم پر جا کے گرا
برق ثانی نعرہ کرکے جھپٹا خنجر مارا سر عقاب جادوگر کا اُڑگیا مرنے کی آواز جو اُس ساحر کے
بلند ہوئی گلگونہ و شہرت آسمان پر اُڑ رہے تھے آ کر پہونچے ساحران باغ کو قتل کیا ملکہ و شاہزادہ کو

لیکر قلعہ طلسم پر آئے وہان سے شاہزادہ شہر مہرانیہ مین آیا مرنے سے آفتاب کے سب سے اُسکے سحر سے مہلت پائی بہ صورت اصلی ہوئے شاہزادے نے خزانہ بشکل کا کھلوایا ساٹھ ہزار خفتان مرصع نگار نگلین مع اسباب ہر کیب دراکب ساٹھ ہزار جوان مرصع پوش تیار کیے سب مال و اسباب لیکر اس قلعے پر آئے مان دیکھکر بہت خوش ہوئی کہا ای فرزند تم صاحب اقبال ہو شاہزادے نے کہا ای مادر مہربان اب مین طلسم ہفت پیکر پر جاؤنگا وہان قبلہ و کعبہ کا داخلہ ہی ہر چند مان نے منع بھی کیا خسرو نے نہ مانا تخت تیار کر کے چار سو نرہ ہاے دیو سے کہا کہ طلسم ہفت پیکر کی سرحد مین پہونچا دو بیرقین مرصع نگار دیوزادون کے ہاتھون مین دین ساٹھ ہزار مرصع پوشون کو ساتھ لیکر طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوے کہ ذکر ان کا بھی وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان رُستم پیل تن کہ تلاش زرہ ہفت جوش دفینہ ہفت ہیکل مین چلے ہین و خواجہ عمرو و برق فرنگی صاحبقران سے رخصت ہو کر بخدمت رُستم چلے ہین کہ ذکر ان کا بھی تحریر ہوگا باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ نو تصنیف مصنف

پلا ساقیا ساغر جام جم
کہ خاموش ہی بلکہ بیہوش ہی
مبارک سلامت کی ہی دھوم دھام
نہ شیرین کی ہرگز کرے آرزو
کبھی کبھی کا اُسکو جلوہ دکھا
کہین ناظرین رنگ پھر جم گیا
نہالان گلشن کو بھی وجد ہی
کہ حرفون کا بھی بانکپن دیکھنا
ہوا عندلیبان گلشن مین شور

کرون داستان مرصع رقم
ہلال مضامین چمکنے لگے
ترا نام ہو کلک شیرین کلام
چل ای لیلی کلک جادو رقم
یہ ہو غل کہ ای لیلی پارسا
عروس مضامین کا دیکھین نکھار
کرین بلبلین اس چمن کو بھی طی
ہر اک سطر ہو سلک گوہر فشان
تماشا ہو آج رقصان ہین مرر

یہ تحریر کا کلک کو جوش ہی
کہ طائر چمن مین چہکنے لگے
جو فرہاد سن لے تری گفتگو
کہ مجنون بنے قیس سا محترم
جمال مضامین کی صورت دکھا
یہ ہین حرف یا صاف رنگ ہما
بہار عروس چمن دیکھنا
کہ موتی کی لڑیان ہوئی ہین عیان
اگر تا ہی سرو چمن باغ مین

کہ سوزش ہوئی لالے کے داغ مین
قمر کلک کا زور مشہور ہے
کہ بیتابی عاشقان بڑھ گئی
مجھے نشۂ مے کی خواہش ہوئی
کہ ساقی مین بھی جام سے عار ہی
جو معنون لکھا ناظرین نے سُنا
مضامین تو لطف سے سب لکھے
ہر اک ملک مین اُسکی شہرت ہوئی
مضامین عمدہ ہوئے ہین بہم

کہا قمریون نے بصد شد و مد
کمال مضامین سے کیا دور ہی
قمر دورۂ جام کا وقت ہی
کہ ساقی کی پھر آج خواہش ہوئی
کھلا حال عاشق کا معشوق پر
کہا ای قمر مرحبا مرحبا
رہا ہوش ایسا فسانہ لکھا
اسیو جہ سے اپنی شوکت ہوئی
یہ ہی ہفت پیکر کی اب داستان

کہ ای باغبان ازل کر مدد
کہین کھنچ گئی شکل معشوق کی
سمجھ لو کہ یہ نام کا وقت ہی
ہوے جمع زندان سحر ادبھی
چمن مین صبا کا بھی ادگا گذر
تری نثر کے خوب دریا بہے
کہ سامع کو دل سے پسند آگیا
کیا فتنۂ نورافشان رقم
کرین وجد اسے دیکھکر ناظران

پچہرہ فرمان داستان شوکت بیان رستم پیل تن دکاتبان دفار مصیبت خیز رنج دمحن شعر مصنف نگارندۂ داستان عجیب دچنین می نگارد زکلک غریب ذکر رستم پیل تن صحراے. مینو سواد مین فروکش تھے کہ سمک نے آکر خبر دی کہ قید خانے سے صاحبقران دغیرہ چھوٹے فرستادگان حضور بڑے تکلف سے پہونچے صاحبقران صحراے گرداب خیز کی جانب جاتے ہین اور آپ کے سردار ابھی آنے ہین رستم بنے پردے بارگاہ کے اٹھوا دیے دوسرے دن بوقت سحر دیکھا کہ مطیعان بادشاہ اسلام و مطیعان رستم صحراسے بہ شوکت پیدا ہوے جب قریب نخلستان پہونچے درختون پر جو طائر بیٹھے تھے زمزمہ سرائی کرنے لگے سرداران مذکور نے جو زمزمہ سرائی طائرون کی سُنی گریبان چاک کیے خاک منہ پر ملی دیوانہ دار صحرا مین پھرنے لگے خدمت مین سرداران سب حاضر ہین کہ ملکہ سیماب نے جو ساحرہ بہت زبردست ہی اور رازدار ہفت پیکر ہی یہ معرکہ دیکھکر عرض کی ای شہریار یہ سردار آنے والے جو آئے آتے رُک گئے طائرونکی آواز سُنکر دیوانے ہوے اس صحرا کا جو حاکم ہی اُسکا یہ سحر ہی کیز ابھی جاتی ہی اس تاثیر کو جاکر مٹائی ہو یہ کہکے سیماب اپنے مقام سے اُٹھی طائر جو درختون پر اُڑتے پھرتے ہین انپر سیماب نے سحر کیا کُل طائر مر کر گرے ایک باز پیدا ہوا طائرون کو منقار مین دبا کے لیجاتا ہی بیرون صحرا چھوڑ آتا ہی کسی طائر کو پنجون سے پکڑا اور چیر ڈالا وہ باز مارنے سے طائرون کے باز نہین آتا سیماب دستکین دیتی ہی غضب

خون اپنا گوشت کاٹ کے پھینکتی ہو بازکو اور جوش وخروش زیادہ ہوتا ہی سیکڑون طائر چیر کر پھینک دیے زیرِ نخل طائرونکے مردے پھڑک رہے ہین سیماب مصروف سحرخوانی ہے جون جون سحر کرتی ہی بازکی قوت بڑھتی جاتی ہی یا ایک طائر کو پکڑتا تھا یا چار چار طائر پنجون مین پکڑ کر چیر ڈالتا ہی اور خون پی لیتا ہی سرداران دیوانہ کو ہوش آنے لگا قصد کیا سیماب کو آواز دین کہ یہ معشوقہ ہمکو نہین آنے دیتی اس معشوقہ کو ہٹاؤ تو ہم تم تک پہونچین مجبور رہنا چارہین بیتاب وبیقرار ہین سیماب نے سبکو قریب بلایا کسیکے مُنھ پر ہاتھ پھیرا کسی کی پشت پر ہاتھ پھیرا اُن سب کو ہوش آیا سیماب کے ساتھ آکر کھڑے ہوئے سیماب چاہتی ہی ان سبھون کو لیکر خدمت رستم مین آئے رستم دیکھ رہے ہین باز سر پر سیماب کے سایہ فگن ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک عقاب بلند پرواز بلکہ عقاب کے سر پر ایک تاج جھپٹ کے باز پر گرا باز دعقاب سے پنجہ ومنقار چلنے لگا لیکن عقاب جب پنجہ مارتا ہی باز کے پر گرتے ہین اور باز جو منقار مارتا ہو تو عقاب تاج پر روکتا ہو باز چاہتا ہی تاج کو نوچکر پھینکدون عقاب تاج کو بچاتا ہی ایک مقام پہ باز کی پلک جھپکی تھی کہ عقاب نے جھپٹ کر پنجہ آنکھ مین باز کی مارا آنکھین باز کی نکال لین باز جو نابینا ہوا پھر مارتا ہی عقاب نے دونون پنجون سے دونون پاؤن باز کے پکڑکے چیر ڈالے سیماب کے سر پر خون جو گرا سیماب نے گریبان پر ہاتھ ڈالا گریبان اپنا پھاڑا رستم گستاخی عقاب کی دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھے قریب سیماب کے آئے آواز دی ای سیماب ہوشیار ہو گریبان کیون چاک کیا کوئی ایسا گھبراتا ہی وہ سردار جو ہوش مین آئے تھے تمھارا دیوانہ پن دیکھکر پھر دیوانہ پن کرنے لگے گریبان چاک کرتے ہین خاک مُنھ پر ملتے ہین رستم نے جو سیماب کو سمجھایا سیماب بے اختیار پکار اُٹھی ای شہریار میرے دل کے آپ حال سے آگاہ نہین کہ مجھپر کیا گذر رہی ہی کنیز کا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم وملال ہی اصل کیفیت یہ ہی کہ لایق بیان کرنیکے نہین

نظم

بوسہ ہونٹھون کا شب وصل دکھا دیتے ہین
ذائقہ قند مکرر کا چکھا دیتے ہین

ملک الموت ہین عشاق کے حق مین یہ حسین
جیتے جی خاک مین زندون کو ملا دیتے ہین

کام کرتے ہین دم رقص مسیحائی کا
ایک ٹھوکر سے یہ مُردون کو جلا دیتے ہین

کشتۂ تیغ نگہ تک نہ کہین بھر کے نگاہ
خون بہا مانگین تو وہ خون بہا دیتے ہین

نہ رسائی ہوئی گو زلف رسا تک رخشاں | شام جب ہوتی ہے ہم اُنکو دعا دیتے ہیں

یہ اشعار جو سیماب نے پڑھے عقاب تڑپ کے گرا کلاہ ہفت گوشہ جو سر پر رستم کے تھی وہ اُتاری پہلو سے ایک طائر پیدا ہوا اُس نے کلاہ ہفت گوشہ منقار سے عقاب کی لیلی پیکر غائب ہوا رستم کے پاؤں زمین سے تھام لیے عقاب نے جو اپنا عکس رستم پر ڈالا رستم کا چہرہ سرخ ہوگیا ہر چند دل کو سنبھالتے ہیں دل نہیں سنبھلتا اور وہ طائر جو کلاہ لیگیا تھا بعد تھوڑے عرصے کے پیدا ہوا عقاب سے کچھ اشارے کیے عقاب نے طائر کو اشارہ کیا وہ طائر ٹپکے گرا رستم کی کمر میں پنجہ دیکر اُٹھا لیگیا اب یہ تمام سردار مع سیماب دیوانہ وار جو لشکر میں آئے کل اہل لشکر دیوانہ وار گریبان چاک کرنے لگے اور خاک منہ پر ملنے لگے جو سردار لشکر میں نہ تھے اُنھوں نے یہ حال جو دیکھا کہ کل لشکر اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہے ایک ایک کی زبان سے نکل رہا ہے کہ ہم عشق میں یار جانی کے مضطر و بیقرار ہیں وہ سردار جو باہر آئے ہیں سحر سے طائر و عقاب کے سبب ہیں رستم کو جو نہ پایا بیقرار ہوکر بآواز بلند دعائیں مانگتے تھے کہ اے خالق بے نیاز اے معبود چارہ ساز ہمارے آقا کو ہم سے ملا اے خالق ارض و سما کس آج پر لشکر تھا افسر کا غائب ہونا ہم لوگوں پر آسمان ٹوٹ پڑا اس گلزار بخیر ان پر خزان آگئی اس آفت سے نجات دے نظم

کی کند اہل زبان شرح بیان عندلیب | مثل قمری تا نگردد ہم زبان عندلیب

گل بہ بندد رخت زین گلزار بعد از چند روز | میشود بر لامکان آخر مکان عندلیب

گل چو گلچین کرد در گلزار از گلبن جدا | باغ ویران کرد و برد از جسم جان عندلیب

خاک این بستان رود بر باد چون وقت خزان | کی بماند در چمن باقی نشان عندلیب

مشتعل شد آتش از رخسار گل در چون چمن | سوخت جسم و جان و مغز استخوان عندلیب

گل چو شد پردہ نشین بلبل چو غنچہ لب بہ بست | چون خزان آمد برفت از تن توان عندلیب

کس نمیداند درین گلشن بغیر از باغبان | حالت سوز دل و راز نہان عندلیب

ہندی اندر عشق گل کن در گلستان جہان | نالہ و شور و فغان بر یا بسان عندلیب

جو ہوش میں ہیں وہ دعائیں مانگ رہے ہیں تن بہ تن ہر کس طائر و عقاب کا پڑا دیوانہ وار عمل بچانے پھرتے ہیں سارا لشکر ہی مصیبت میں ہے لیکن خواجہ عمرو و تھتہ برق فرنگی تو نا... سے ہیں

رستم کی چلے گئے راہ مین آکر خواجہ نے کہا دیھو ریے میرے ساتھ نہ چل اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ
برق نے کہا آپکے ساتھ کون چلتا ہی یہ کہکے برق ایک جانب چلا خواجہ جو تنہا چلے سامنے
ایک گانون دکھائی دیا دیکھا ٹٹوؤن پر اکثر زمیندار گنجے گنوار دھوتیان باندھے ہوے مرزائی کاٹھے
کی پہنے ہوے اُس گانون کی طرف جاتے ہین خواجہ نے بڑھکر اُنسے پوچھا اس گانون مین
آج کیا ہی سب نے کہا چونکہ دن بازار ہوتی ہی ہم لوگ بر اے خرید و فروخت جاتے
ہین خواجہ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک اُسترہ ہاتھ مین لیکر گانون مین داخل ہوے
دو ایک چرک لگائے پیسہ دوکان تحصیل لیا جسکی دوکان پر گئے اُسترہ جھکایا اُسنے پیسہ پھینک دیا
سب دوکانون سے تحصیل کے گانون سے نکلے پیسے کی جوار بھنائی اُسکے پھنکے لگاتے ہوے راہ
لی مگر برق فرنگی جست وخیز کرتا ہوا جاتا تھا راہ مین ایک صحرا مین گذر ہوا تمام صحرا پُر بہار
ملا طائر مثل انسان کے باتین کرتے ہین غنچون کے چٹکنے سے ڈھکون کی خون غان کی صدا
آتی ہی نرگس شہلا کی آنکھون کی گردش نظارگیان گلشن کو آنکھین دکھانے کی کوشش سنبل نے موے
مشکین کھولے دام بچھانے کی خوشی ہی کہ ہر دو سان چمن کو پھنساؤن ہر پھول شگفتہ ہر نخل سرسبز و
شاداب بہار لاجواب برق فرنگی سیر بوقلمونی دیکھتا ہوا اُس جنگل سے نکلا لیکن پلٹ پلٹ کے
بہار صحرا کو دیکھکر مبہوت ہو رہا ہی جب صحرا سے نکلا سامنے دیکھا دروازہ ایک باغ کا مثل
آغوش عاشق کھلا ہی برق ایک جادوگر کی شکل بنا دروازے پر باغ کے آیا ساحرون نے
پوچھا میان ساحر صاحب کہان سے آتے ہو برق نے کہا خداوند ہفت پیکر نے حکم
دیا کہ یہ نامہ پاس رنگین گلشن آرا کے لیجاؤ مین مقام پوچھتا پھرتا ہون ساحرون نے
کہا اسی باغ مین تشریف رکھتی ہین جیسے ہی برق فرنگی اندر باغ کے آیا طائر غل مچانے لگے
اور یہ صدا دینے لگے کہ ہمارے دماغ مین مسلمان کی بو آتی ہی رنگین گلشن آرا بارہ دری مین
بیٹھی تھین طائرون کی آواز سنکر اپنے مقام سے اُٹھین کنیزون سے پوچھا آج یہ طائر کیون
غل مچاتے ہین کوئی باغ مین نیا آدمی آیا ہی اُسکے آنے سے طائر غل مچا رہے ہین کنیزون نے
عرض کی ایک ساحر فرستادہ خداوند آیا ہی اُسوقت سے طائر غل مچا رہے ہین کبھی اپنے مقام
سے اُڑتے ہین سر پر اُس ساحر کے سایہ ڈالتے ہین وہ ساحر آپکا جویا ہی ملکہ نے حکم دیا

بلاؤ لاؤ کنیز نے آکر برق فرنگی سے کہا چلو تمکو ملکہ عالم بلاتی ہین برق فرنگی جھپٹ کر سامنے ملکہ کے آیا کہا غلام حاضر ہی نامہ سر سے لکھوکر دیا رنگین گلشن آرا نے پڑھا لکھا تھا ای گلشن آرا طلسم کشا اصلی قلعہ لالہ زار سے گذر گیا صحرا دے مینو سواد مین پہونچا زرہ ہفت جوش دتیغہ ہفت جوہر کی فکر مین جاتا ہی کلاہ ہفت گوشہ اُسکے سر پر ہی فوراً گرفتار کرلو اور اسی ساحر کی معرفت روانہ کرو رنگین نے کہا ای ساحر مجھے اچھی طرح حال طلسم کشا کا دریافت نہین کلاہ ہفت گوشہ اُسنے کیونکر پائی لیکن طائر تمکو دیکھکر کیون غل مچاتے ہین برق نے کہا مین کیا جانون مین لشکر مسلمانان مین ہوتا ہوا آیا ہون اُنکا عکس مجھ پر پڑا شاید یہ خرابی ہو رنگین نے کہا سچ کہتے ہو تم ٹھہر جاؤ مین اپنی بہن مینو سواد گلگون پوش سے دریافت کرون کہ اُس صحرا کی وہی حاکم ہی اُسنے کچھ تدبیر کی ہوگی یہ کہکے برق کو بارہ دری مین لائی آپ مسند پر بیٹھی نام جو برق کا پوچھا برق نے کہا اُسی کاغذ مین لکھا ہی رنگین نے دیکھا راز دار جادو نام لکھا تھا صحبت مین رنگین کی گانا ہونے لگا دیکھا تو راز دار جادو منہ بنائے ہوے بیٹھے ہین کسی گائن کی تعریف نہین کرتے رنگین نے کہا ای راز دار کیسی کیسی گائنین گارہی ہین اُستاد فن جمع ہین ہم جانتے ہین تم صحبت خداوند مین رہتے ہو بڑی بڑی گائنون کو سُنا ہوگا برق نے کہا ایک چیز مین گاؤن شاید پسند آئے یہ کہکے سامنے رنگین کے آبیٹھا ساز کے ساتھ گنگنایا اور یہ غزل شروع کی

نظم

جی تم پہ فدا کرتے ہین بیجا نہین کرتے — رنج آپ ہمین دیتے ہین اچھا نہین کرتے

غیرونکے چلے آتے ہین پیغام شب و روز — ہم وہ ہین کہ ان باتون کا چرچا نہین کرتے

ہم ملتے ہین تم کہتے ہو ہرگز نہ ملین گے — ضد کرتے ہو تم پاس ہمارا نہین کرتے

ای رشک مسیحا مجھے تم بھول گئے ہو کیا — کشتہ ہون تمھارا ابھی زندا نہین کرتے

گھونگھٹ کو اُٹھا کر مری چھاتی سے لپٹ جا — ای جان شب وصل مین پروا نہین کرتے

اس مزے سے برق فرنگی نے یہ غزل گائی کہ سب گائین تعریفین کرنے لگین رنگین نے کہا یہ صحبت خداوند مین رہنے والے ہین برق فرنگی خوب گایا رنگین نے ایک نامہ لکھکر ایک کنیز کو دیا کہا بہن کے پاس جاؤ جواب لیکر جلد آؤ وہ کنیز نامہ لیکر گئی صبح ہوتے لاکر ہاتھ مین رنگین کے نامہ دیا رنگین نے نامہ پڑھا خوش ہوکر کہا ای راز دار بہن نے کلاہ ہفت گوشہ

چھین لی طلسم کشا پاس مینو سواد کے قید ہین پاس قدرت کے جانے کو ہین مین نے جو تمھارا حال لکھا وہ شہر گیئن اب جب مین جاؤن تب وہ قید لیکر جائین برق نے کہا چلیے مین قید لیکر طلسم کشا کی جاؤنگا کلاہ ہفت گوشہ جو بہیجے ہفت سپہر جادو کے پاس بھیجدی جاے رنگین تخت پہ سوار ہوئی برق فرنگی ساتھ ہوا چند کنیزونکو بھی رنگین سے سوار کر لیا طرف مینو سواد کے چلین تین پہر تخت اُڑا پہر دن کچھ باقی تھا کہ سامنے سے ایک قصر معلوم ہوا کہ مثل برق کے چمک رہا ہو جب ہوا چلتی ہو تو قصر ہلتا ہو بلکہ کل قصر مین جنبش ہوتی ہو صاف ظاہر ہو کہ قصر کو اُڑ جانے کی کوشش ہو برق فرنگی نے پوچھا کیون ملکہ رنگین یہ قصر کیسا ہو رنگین نے کہا ہمشیرہ صاحبہ نے اسوجہ سے ایسا قصر بنایا ہو کہ اگر کوئی عیار مکار آئے تو قصر کو جنبش ہو جان جائین کہ عیار آیا ہو برق فرنگی نے عرض کی مین لشکر مسلمانان مین ہو کر آیا ہون مجہپر عکس سلمان پڑا طائر باغ کے غل مچاتے تھے میرے آنے سے قصر کو بھی جنبش ہوئی رنگین نے کہا مین قصر کو روکے دیتی ہون یہ کہکے کچھ ماش کے دانے قصر پر پھینکے قصر کی جنبش موقوف ہوئی برق فرنگی کو لیکر رنگین گلستان کرا اُس قصر مین آئی مینو سواد نے استقبال کیا جھولی سے نکال کر کلاہ دکھائی کہا مین نے طائر بنا کر بھیجا اُسنے سر طلسم کشا سے کلاہ اُتار لی پھر طلسم کشا کو گرفتار کر لایا اے رنگین تم کو یہ بھی معلوم ہو کہ اس جوان نے بڑے بڑے کار نمایان کیے اول تو بیٹا اسکا شاہزادہ بخاو سپاہ جس نے دس برس کے سن مین طلسم افراسیاب توڑا بارہ ہزار خفتان یاقوت نگار پائین اس شوکت سے لشکر صاحبقران مین آیا ہو کہ کوئی بیٹا امیر کا اس شوکت و شان سے نہ آیا تھا پوتا اس جوان کا ایرج نوجوان کہ جسنے عالم کفر مین اٹھارہ سو ملک باختر کی سیر کی لڑتا بھڑتا تا بہ قلعہ ذوالامان پہونچا ہر روز قلعہ فتح کرتا تھا سرداران حمزہ صاحبقران والے فرداً فرداً آتے تھے اپنی جان دیتے تھے ایرج کو ہٹا دیتے تھے یہ وہ شیر دلیر ہو کہ اسکی اولاد سب کی سب جری بہادر صف شکن تیغ زن ہو اب آخر ہین سکندر زرین علم لطف ملکہ مہران دختر ملک کوکب روشن ضمیر صاحب ایرج نوجوان سے پیدا ہوا جس نے طلسم نور افشان مین چاہا طرف عمل بلی ڈال دی [illegible] اسد نوجوان فتح طلسم ہوشربا سے شاہزادہ ضیغم شیر شکار پیدا ہوا [illegible] نور افشان [illegible] بالفعل جو ہین اولاد

حمزہ سب جری و بہادر یہین قید خانے مین آٹھ پہر زنجیرین ہلاتا ہی نگہبانون کی نیند حرام ہو گئی چاہتا ہی
قید توڑ کے نکل جاؤن تو زنگین نے رازدار کو پیش کیا کہا بہن یہ پاس سے قدرت کے
نامہ لایا ہو اسکے قید حوالے کرو مینوسواد نے کہا بہن مین نے دفتر بھی ملاحظہ کیے ہین سب
پسران حمزہ کو حال معلوم ہی دفتر مین سب حالات لکھے ہین مین فی الفور اسکے ساتھ کردون گی کلاہ
ہفت گوشہ کیسکے ہاتھ مین دینا نہین چاہیے ایسا نہ ہو مسلمانون سے میل کرے کوئی خرابی
پڑے تو جان و ایمان کسی طرح سے نہ بچے اگر چہ دوران ہفت پیکر شریک مسلمانان و دین
فرزندان حمزہ پر عاشق ہوئین اب خوف آتا ہی تیہ سپرد کرنے کہ ایسا نہ ہو راہ مین کوئی فتور پڑے
خداوند نے بڑے احتیاط سے فرمان بھیجا تھا کہ تمہارے جنگل مین طلسم کشا اُترا ہی بہت جلد
گرفتار کرکے روانہ کرو مین نے سامنا ابھی طلسم کشا کا نہین کیا بیٹھے بیٹھے سحر تیار کرکے بھیجا
سیماب جادو نے وہ سحر دکھائے کہ صدہا ساحر مجبور ہو کر مارے گئے آخر مین نے طائر سحر
سامری بھیجا اُسنے جا کے سب کے ہوش اُڑا دیے اُسنے کلاہ ہفت گوشہ سر طلسم کشا
سے اُتاری اور طلسم کشا کو گرفتار کر لایا اس مشقت سے تو مین نے گرفتار کیا اُس کو مین یون بے خطا
حوالے کردون برق فرنگی سب گانون مین نیچکر سامنے مینوسواد کے بھی گایا ایک ٹھمری
جو گائی اُس مین ایک لفظ تھا پیا چھوٹ جائے اس لفظ کو سو طرح بتایا کبھی آنکھون سے
آنسو جاری ہوئے اور رو رو کے کہنا پیا چھوٹ جائے کبھی اپنی کمسنی کا اظہار کرنا اور کہنا پیا چھوٹ
جائے کبھی ویرانہ مکان دکھاتا جی کلیجہ مسلنا کبھی وحشی بنا جنگلون مین پھرنا کبھی رات کو گھر سے
نکلجاتا اور کہتا پیا چھوٹ جائے کبھی بیمار پڑنا غرض اسطرح سے اس لفظ کو بتایا کہ مینوسواد رونے لگی
کہا ای رازدار کلیجے پر چھریان پھر گئین نقشہ کھینچکے دکھا دیا کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی
دروازے پر ایک کلاونت مصیبت زدہ طنبورہ کاندھے پر لیے ہوئے دعائین دے
رہا ہی اور پکارتا ہی کہ غلام کو اندر بلوا لیجیے دو چیزین میری بھی سُنیے تو آپکو لطف ملے مینوسواد
نے کہا بلا لو دیکھا ایک مرد ضعیف گرتا جلکن کا جسکا تانا غارد کہ کیڑے کھا گئے بانا موجود تھا
مشروع کا پائجامہ زردوزی جوتہ کہ جسکا کام اُڑ گیا صرف زرد سوت ظاہر ہی جیسے ہی بڑے
میان صاحب اندر بارہ دری کے آئے مینوسواد کو سلام کیا مینوسواد نے دیکھا قصر کو

خود بخود جنبش ہوئی کلاہ ہفت گوشہ جبولی سے نکل پڑی محفل مین اُچھلنے لگی مینوسواد بہت
گھبرائی کہنی ہوای رنگین اس بڈھے کے آتے ہی قصر ہلنے لگا رنگین نے کہا ای بہن یہ نگوڑا عجب
میرے یہان کا ایسا زلزل مچاتے تھے یہان جب سامنے قصر کے آیا تو قصر کو جنبش تھی یہ گفتگو
سنکر رانوار جادو چوکنّا ہوکر اُٹھا ہی کہ رہا ہی ای ملکۂ عالم اگر غلام پر کوئی شک ہو تو نکالڈالیے
بڈھا بھی یہی کہ رہا ہی برق جاکر پہلو مین ایک جادوگر کے کھڑا ہوا مینوسواد نے چاہا کہ رانوار
پر سحر کرے برق نے اُس جادوگر کو خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق فرنگی

مرا نام ہی برق خنجر گزار	کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار	تڑپنے مین ہین برق رفتار ہو
کہے کون مکار و غدار ہون	کرون سیکڑون کوس کی راہ طی	ارسطو سے ذیعلم شاگرد ہی
ور مکر پر سینہ ابھرا رہا	تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا	بزیر قدم غرب ہی شرق ہی
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی		

خواجہ نے بھی ایک کنیز کو خنجر مارا اندھیرے مین دونون بھاگے
بیرون باغ نکل گئے مگر جا بھی کیونکر سن چکے ہین کہ رستم یہان قید ہین جب روشنی ہوئی مینوسواد نے
رنگین سے کہا کیون بوا برق کو اپنے ساتھ لائین رنگین نے کہا بوا کل اسینے میرے
گھر مین بلا تکلف آ کے نامۂ خداوند دیا مین حیران ہون کہ یہ خداوند کی مہر کہان سے لایا کسی شی مین
فرق نہ تھا تمھارے قصر کو بھی سامنے آتے ہی ایک مرتبہ جنبش ہوئی تھی مین نے سحر کرکے
ساکت کیا ساربان زادے کی شامت آئی کہ گویا جن کے مجلس آیا نہین معلوم دونون
ملک کیا آفت برپا کرتے خداوند ہفت پیکر نے بچایا ان عیارون کے ہاتھ سے بچنا دشوار تھا
لیکن خداوند ہفت پیکر کو آٹھ پہر اپنے بندون کا خیال ہی مینوسواد نے کہا مین نے قصر پر ایسا
یہ شعبدہ بنا رکھا ہی کہ جب عیار آئیگا قصر مین جنبش ہوگی مکان گر پڑے تو عجب نہین کنیزونکو حکم ہوا اب
باہر نہ جانا ایسا نہ ہو کسی کنیز کو پکڑ لین اُسکی شکل پر آئین عیار بلا سے روزگار رہین ہزار طرح کی
عیاریان کرتے ہین یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہی برق فرنگی قریب ایک غار کے پہونچا اندر غار
کے اُتر گیا وہان بیٹھے بیٹھے سوچا کہ مین آٹھ پہر وہان رہا عیاری خالی گئی اندر غار کے بیٹھکے رنگ و
روغن عیاری کا نکالا ایک ساحرہ کی شکل بنا کہ ایسا نہو پہچانا جاؤن اب غار سے
نکلا طرف باغ کے چلا گھاتون سے دیکھا ایک ساحرہ آتی ہو بڑھکر پوچھا ای صندل

کیونکر آنیکا اتفاق ہوا ملحوظ ناظرین رہے کہ یہان سے قریب ایک قریہ ہی صندل جادو وہان کی حاکم و ناظم ہی برق اسیکی صورت بنکر آیا ہو صندل کہنے پر حیران ہوا حیران ہوکر پوچھا میان نگہبان صاحب تمنے مجھے کیونکر پہچانا تمکیا تون نے کہا اکثر آپکے گاؤن مین جاسے تے ہین سودا وہان سے لاتے ہین وہان آپکی حکومت دیکھی ہی صندل نقلی نے جواب دیا آج دو شخص ہمارے گاؤن مین آئے ایک مہاجن کہ دس بیس ہزار کا مقدور رکھتا ہی اُسکے ہاتھ جاسکے چاندی سونے کا اسباب بیچا وہ بیٹھا رو رہا ہی فریاد کرتا ہو سب اسباب چھین دیتا تبے کا نکالدیے خیال مین آیا چلکے ملکہ مینو سواد سے اطلاع کرون کہ آپکی عملداری مین عیار آسے ہین ملکہ کیا کرتی ہین جاکر اطلاع کرو کہ در دولت پر صندل جادو آئی ہو یا اُسکو بلاسیے یا خود تشریف لاسیے اب شہروالے آپکے بیٹھن سے گے کنیزون سے جاکر اطلاع کی مینو سواد سُنتے ہی باہر آئی صندل نقلی نے سلام کیا عرض کی حضور آپ کی حوالی مین دو عیار آسے ہین وہ رعایا کو لوٹتے پھرتے ہین اُنکا جلد انتظام کیجیے میرے گاؤن مین تشریف لیچلیے مین گرفتار کرادون مینو سواد نے کہا وہ سحر کرون جہان ہون دوڑے چلے آئین اپنا نام خود بتادین دم شمشیر پر گلا رکھین برق نگاکر مینو سواد کو لیچلا خواجہ ایک سلانے مین نخل کے پیچھے تھے اُنھون نے دیکھا کہ برق فرنگی ملکہ کو لاکے لیچلا خواجہ نے رنگ دروغن عیاری کا نکالا مینو سواد کی شکل بنکر کھڑے ہوسے جب دیکھا کہ برق مینو سواد کو لیکر طرف گاؤن کے گیا خواجہ بشکل مینو سواد دوڑے سامنے آئے جادوگرون نے کہا حضور اسباب دلوا دیا خواجہ نے جواب دیا کہ اسباب لیکر وہ لوگ نکلگئے اب اُنکا ملنا دشوار ہو ہم ابھی جاکے طلسم کشا کو قتل کرتے ہین۔ کہتے ہوسے باغ مین آئے کنیزون نے دیکھا سمجھین کہ ابھی گئی تھین ابھی تشریف لے آئین رنگین بارہ دری مین بیٹھی ہو کلاہ ہفت گوشہ اُلٹ پلٹ کررہی ہو کہ مینو سواد نے آتے ہی اُسکے ہاتھ سے کلاہ لی کہا یون تمنے ایسے نامی عیار کو میری سرحد مین لاکر چھوڑا کہ اُسنے سارا گاؤن ویران کردیا ہر ایک کے دروازے پر جاتے ہین کہین فقیر بنتے ہین کہین اپنے کو چوربنا لیتے ہین ہر طرح صاحب خانہ کو لوٹ لیجاتے ہین مین نے بہت تلاش کیا عمر نے خبر دی کہ وہ بڑی دور نکل گئے ہر مرز کے یہان ضرور آئینگے سن گئے ہین کہ رستم یہان قید ہین چھڑانے آئینگے مین ابھی

رستم کو قتل کرتی ہوں کنیزوں سے کہا کہ قیدی کو لاؤ دس پانچ کنیزیں گئیں رستم جس مقام پر قید تھے زنجیریں ہلا رہے ہیں کنیزوں نے زنجیر کو تھاما کہا چلیے ملکہ بلاتی ہیں آپ کے قتل کا وقت آگیا عیار لیسا حیران کر گئے کہ انکو ہی کدھر ہوئی رستم کنیزوں کے ساتھ جھومتے ہوئے چلے یہاں مینو سواد نقلی نے زنگین سے کہا بوا دیکھو آسمان پر ابر سیاہ اٹھا ہی کوئی ساحر زبردست آتا ہے جیسے ہی زنگین اسطرف پلٹی خواجہ تو برابر کھڑے تھے کوکہ بر خنجر مارا زنگین کا شکم چاک قصہ پاک پکار کر کہا یہ دشمن بہن تھی عیار کو نامہ دار بنا کر لائی بیس ہی. حوالی میں چھوڑا اسنے تمام گاؤں لوٹ لیا گاؤں والے رو رہے ہیں فریاد کرتے ہیں میں کیا انکو جواب دوں گھر سے روپیہ دو نگی انکے لیے یہی مناسب تھا ہی نیچہ کھینچے ہوئے رستم برجا بڑی کنیزیں دیکھ رہی ہیں کہ نیچہ مارا رستم کی ہتھکڑی کٹی کلاہ ہفت گوشہ سر پر بنادی رستم نے نعرہ کیا نعرہ رستم ارشداولاد امیر عرب ہوں کیست علمشاہ چو رستم لقب ہوں دیگر علمشاہ رومی شہ نیل زور ہوں کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور ہو جس کنیز نے سحر کیا الٹا پلٹا اسی کے سینے پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گزرا اب عمرو نے زنبیل سے حقۂ آتش بازی نکالے ساحروں پر مارنے لگے سیکڑوں کنیزیں جلیں عمرو نے کئی حقے آتشبازی کے وائے دغا سے کئی سو جادوگرنیوں کو مارا زنگین کے مرنے کی صدا بلند ہوئی یہاں برق لیے ہوئے مینو سواد کو جاتا ہو کہ مینو سواد نے گھبرا کر کہا ارے کسی نے زنگین میری بہن کو مارا میرا کلیجہ ہل رہا ہو وہ دیکھو آواز بھی آئی برق نے کہا دیکھیے وہ سامنے گھٹا اٹھی ہی مینو سواد پلٹی برق نے خنجر مارا مینو سواد کا شکم چاک قصہ پاک برق عقل سے سمجھا استاد نے زنگین کو مارا ہیں اسکے ساتھ آیا استاد کی وہاں بن بڑی ہوگی مینو سواد کو یہاں لگا دیا اسی کی شکل بنکے گئے ہونگے یہ سوچکر برق پلٹا اس وقت آکے پہونچا کہ کنیزوں کے مرنے کی صدائیں بلند ہیں یہاں مینو سواد جو مری وہاں سیماب وغیرہ کو ہوش آیا سب لشکر دیوانے پن سے بری ہوا سیماب تڑپ کے بلند ہوئی اسوقت آکے پہونچی کہ رستم جنگ رستانہ کرتے ہیں معروف ہیں خواجہ حقۂ آتشبازی مار رہے ہیں کئی ہزار کو جلاکے گرا دیا سیماب بھی آکے شریک جنگ ہوئی ایک تماشا کے داؤں کا مارا کئی سو جادوگرنیاں ہاتھ باندھکر سامنے سیماب کے آئیں عرض کی ہماری خطا طلسم کشا نے

معاف کرا دیجیے سیماب نے سب کو قدمون پر رستم کے گرایا ساتوین دن وہ لڑائی فتح ہوئی بارہ ہزار
جادوگر مطیع ہوے اُسی باغ مین مقام کیا سیماب سے پوچھا ہفت سر جادو کہان ہی سیماب
نے عرض کی صحراے مینوسواد سے راستہ ہی لشکر مین چلیے اُسیطرف سے راستہ ملیگا پچیدہ لوگ
قتل ہوئین متعلقین ہفت سر جادو سے تمھین ابھی راہ مین روکنے والے ہفت سر ملینگے آپکے
نزول اجلال و ورود اقبال کی خبر ہفت سر جادو کو پہونچ گئی اُسنے حاکمان دربند کو خط
لکھے ہین رستم نے کہا ایسا ہی ہوگا نوین دن باغ مینوسواد سے سوار ہوے خواجہ نے خوب
باغ کو لوٹا دمڑی کی شے نہ چھوڑی اب رستم سوار ہوے بارہ ہزار جادوگر جو نئے مطیع ہوے
ہین وہ ہمراہ سیماب رہبری کرتے ہوے چلے چار منزلین طی کرکے پانچوین دن ایک
صحراے ریگستان مین پہونچے لشکر والے حیران ہین کہ نہین معلوم آقا پر کیا گذری کہ ہرکارون نے
آکر خبر پہونچائی کہ طلسم کشا تشریف لاتے ہین سب سردار مسلح ہوکر سوار ہوے سمک بن
عمرو نے اپنے آقا کی خبر سنتے ہی گھوڑا شاہزادے کا تیار کیا تختہ کپنیان بھی لیا سردار استقبال کو
نکلے راہ مین آکر آقا کو لیا سیماب اُڑتی ہوئی آئی تھی ابر سے نکلی سردار اپنے آقا کو دیکھکر بہت
خوش ہوے قدمون کو بوسے دیے سیماب نے عرض کی اے شہریار خدا نے بڑا فضل شریک
حال کیا بڑے مکارون کے دام مکر مین پھنستے تھے ان دونون کے سبب سے کوئی اس سرحد سے
نکل نہ سکتا تھا راستہ بند تھا اب کل کوچ کیجیے رستم نے کہا جیسا کچھ ہوگا دیکھا جاے گا آکر داخل
بارگاہ ہوے سب سردار بیٹھے ہین برق و خواجہ نے کہا ذرا ہم لشکر کی سیر کر آئین قلندر سے
وغیرہ آراستہ کرکے سیر کو نکلے لشکر سے نکل گئے صحرا مین پھر رہے ہین پھر رات آچکی ہی رستم بارگاہ
مین تھے کہ یکایک بارگاہ کو جنبش ہوئی زمین بھی ہلی رستم نے کہا اے سیماب دیکھتی ہو کہ بارگاہ
کو جنبش زمین ہل رہی ہو میرا اسوقت جی گھبراتا ہی یہ کہتے ہوے بیرون بارگاہ آئے دیکھا سارے
لشکر مین ایک ہنگامہ ہو اہل لشکر غل مچا رہے ہین رستم نے دیکھا گرد لشکر کے ایک دیوار
خشتی کھنچی ہوئی ہو دیوار مین روزن ہین اُن روزنون سے چنگاریان آگ کی نکل رہی ہین جس
خیمے پر چنگاری گری آگ لگ گئی وہ خیمہ جلا اُس خیمے مین جتنے آدمی تھے وہ گھبرا کر اُٹھے خیمہ
جلکر گرا سب بندگان خدا جلکر رہ گئے دیوارون سے شعلے نکل رہے ہین بندگان خدا مین مشعل

ہیزم خشک جل رہے ہیں فریاد کی صدا ہر طرف سے آتی ہے بعض بلبلا بلبلا کے دعائیں مانگ رہے
ہیں پکار رہے ہیں اے پروردگار واے کریم و رحیم واے سمیع و علیم رحمت اپنی شریک کر اس عذاب الیم
سے بچاے اس جلنے کی بلا سے نجات دے رستم یہ آوازیں سن رہے ہیں بیرون بارگاہ کھڑے
ہیں سیماب کو آواز دے رہے ہیں بعد نکلنے شاہزادہ رستم کے سیماب بھی اٹھی اور جھولی پر ہاتھ
ڈالا چاہا کہ گرد ون جہان پر کھڑی تھی وہ زمین شق ہوئی ایک زنگی نکلا کمر میں سیماب کی پنجہ دیا اور
پکارا کہ اے زمین تو اے نیاز رستم نے جو یہ خبر سنی بیقرار ہو کر دوڑے پکارتے ہوے کہ اے سیماب
کیا ہوا کون تمکو لیگیا سیماب تڑپ کر زمین کو نگلی مگر پسینے پسینے چہرہ زرد اس عالم یاس جھولی شانے
پر سے گر گئی معلوم ہوتا ہے کسی سے لڑ کر آئی ہے گھبرائی ہوئی نکلتے ہی ایک گولہ زمین پر مارا گولہ
جو پھٹا شعلہ ہاے آتش نکلے اس شعلۂ آتش سے پنجے پیدا ہوے ایک پنجے نے سیماب
کی دستگیری کی اور ایک نے رستم کو اٹھا لیا دونوں کو اٹھا کر آسمان پر لیگئے اور ساحرون نے
جو اپنے آقا کو جاتے دیکھا گوے مارے ماش کے دانے پھینکے جتنے جو ہر کیا اسی طرح سے سنہرے
پنجے پیدا ہوے ان ساحرون کو بھی اٹھا لیا آگے سب کے وہ دونوں پنجے رستم و سیماب
کو اٹھاے ہوے پشت پر چالیس پنجے آہنی چالیس ساحرونکو لیے ہوے طرف صحرا کے جاتے
ہیں جنگل میں برق و خواجہ پھر رہے تھے انھون نے لشکر کا غل سنا پھر اسکے بعد سنا کہ ملازم غل
مچا رہے ہیں کوئی آقا کو لیے جاتا ہے برق و خواجہ نے سر اٹھا کے دیکھا کہ سنہرے پنجے
کمر دلن میں پڑے ہیں کشان کشان لیے جاتے ہیں خواجہ و برق تعاقب میں چلے کہ دیکھیں
رستم کو کہان لیجاتے ہیں چار کوس راستہ طے کرکے ایک باغ میں پنجے اترنے لگے خواجہ نے برق
سے اشارہ کیا برق رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک گوئیے کا لڑکا بنکر تیار ہوا خواجہ بھی ایک
بڈھے کی شکل بنے ڈھول گلے میں پڑا ہوا انگوٹھے ڈھول کے باندھے ہوے برق تانیں اڑاتا
ہوا زیر دیوار باغ سے گذرے کہ باغ سے آواز آئی ارے گانے والو ذرا ٹھہر جاؤ ملکہ تمکو بلاتی
ہیں دیکھا سامنے سے ایک آہو آتا ہے سامنے ان دونوں کے آکر گرا غلطک مار کر ایک
جادوگرنی کی شکل بنکر تیار ہوئی خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا چلیے آپ کو ملکۂ عالم بلاتی ہیں دیکھ
گرد باغ کی دیوار کے آگ جل رہی ہے عمرو نے گھبرا کر کہا کیونکر چلیں اس جادوگرنی نے

بڑھکر اشارہ کیا دیکھا عمرو نے کہ شعلۂ آتش ہٹتے برابر راستہ پیدا ہوا دیوار باغ کی گری ہوئی جادو گرنی جست کرکے آگ کو پھاند گئی اُسطرف جاکے آواز دی بڑے میان صاحب آئیے خواجہ مع برق اندر آئے ساتھ اُس جادوگرنی کے چلے چمن ہائے طولانی کو طے کر کے دیکھا ایک بارہ دری اُس مین ایک ساحرہ مسند پر بیٹھی ہی تاج سر پر رستم ایک جانب مسلسل و مطوق پڑے ہین ایک جانب چالیسون جادوگر پڑے ہین فرش خاک پر تڑپ رہے ہین وہ جادوگرنی جو خواجہ و برق کو لائی تھی اُسنے بڑھکر عرض کی کہین گانے والون کو لائی ہون ای ملکہ تزلزل جادو آج آپ نے بڑا کارنمایان کیا ہین بھی وقت پر آگئی جیسے آپ نے آواز دی مین فوراً بیٹھے سے نکل آئی کہ مین نے آنکو روکا یہ حیران تھے کہ باغ مین کیونکر آئین مین نے راستہ بنا دیا آپ کے سامنے پہونچا دیا خواجہ شیخ نے ڈھول بجانے لگے برق فرنگی نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

یاد وہ برق جو برسات مین آجاتا ہی | مینھ برس کر عجب اک آگ لگا جاتا ہی
جسم پر بوند جو لگتے آبلے پڑ جاتے ہین | قطرہ ایک ایک بدن میرا جلا جاتا ہی
ہجر مین خون نہ رُلوا تو برس کر محبوب کو | اُدگھٹا میرا لہو اور گھٹا جاتا ہی
چھینٹے وصل نے مجھے اُس شوخ کے یاد آتے ہین | کس بہانے سے مجھے ابر رلا جاتا ہی
دیکھون لگتی ہی یہ ساون کی جھڑی بھی کبتک | میرے بھی آنسوؤنکا تار بندھا جاتا ہی
دم گھٹا جاتا ہی جب آکے گھٹا چھائی ہی | دل پہ ابر غم فرقت دہین چھا جاتا ہی
خوف اغیار سے مجھکو نہین زنہار قبول | دل مگر یار کے تیور سے ڈرا جاتا ہی

برق نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ تزلزل جادو کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہا بڑے میان لڑکے کو خوب تعلیم کیا اور یہ ہنر خداوند ہفت پیکر نے دیا ہی کہ خوش آوازی بڑے میان نے کہا اس لڑکے نے ایک کمال خوب حاصل کیا ہی ساقی گری خوب کرتا ہے تزلزل نے کہا ساقی گری کیا بڑی بات ہی عمرو نے کہا حضور یہ منھ سے گائے ہاتھ سے بتائے پاؤن سے ناچے سر سے شراب پلائے اگر دس ہزار آدمی ہون تھوڑے عرصے مین سب کی خدمت کرے انتہا یہ ہی کہ گاتے مین ترمین سکھا دیتا ہے ان مگر یہ ساقی گری مین بے نظیر ہی مین نے قصد کیا مجھے نہین ہو سکتا تزلزل نے کہا میان نما حیرانے یہ کمال

ہمکو بھی دکھاؤ لڑکے نے کہا کنجی میخانے کی مجھے دیجیے سب کنیزون کو بلا کر اپنی صحبت مین بٹھایئے تزلزل
نے آواز دی چار سو کنیزین بھاری جوڑے پہنے ہوے گلے مین گھوریان دبی ہوئین آئین بڑھے پر اور لڑکے
پر پھبتیان کہنے لگین تزلزل نے منع کیا اور کنجی میخانے کی نکالکر لڑکے کو دی لڑکا اُٹھکر طرف
میخانے کے دوڑا جاتے ہی آواز دی یار وہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہیگا گلابیان کنٹر تپلے سب
لیکر جانے لگے باغ مین ساٹھ ہزار جادوگر رہتا ہو سب آکے شراب لیگئے تپلہ جسنے اُٹھایا برق نے
کہدیا اسمین پچاس آدمیون کا حصہ ہو جسنے کنٹر لیا برق نے کہدیا اسمین چار آدمی شریک ہونا چاہیے
شراب لیکر جا چکے برق نے اپنی گلابیان بہت عمدہ چینی الماس نگار و یاقوت نگار آئینی و لزلزی
بھری ٹکڑے آنکے تمامی سے باندھے اس تکلف سے دو کشتیان دونون ہاتھون پر رکھیں عجب
انداز سے محفل مین لیکر آیا تزلزل تعریفین کرنے لگی کنیزون سے کہتی ہو دیکھو صاحبو کس سلیقے سے شراب
لایا کہ اگر زاہد بھی دیکھے رال ٹپک پڑے برق آکر محفل مین بیٹھا کہا ایک پیشواز منگوا دیجیے تزلزل جادو
نے جامہ خانے والی کو اشارہ کیا پیشواز تزلزل کے پہننے کی لاکے دی برق نے وہ پیشواز پہنی دوپٹہ
بھاری اوڑھا چوراسی گھنگرو پانون مین باندھے خواجہ ڈھول بجا رہے ہین یکایک دیکھا دس بارہ
کنیزین آسمان سے اُترین کہا حضور مبارک ہو کہ سارا لشکر طلسم کشا کا آفت مین پھنسا دیا گرد دریا پیچ مین وہ
لوگ اُسمین ساحر بہت ہین جو ساحر مکر کرکے چاہتے ہین کہ نکلین دریا سے مچھلی نکلی ہو پکڑکے اُس ساحر کو
وہ لیجاتی ہو دریا مین گرکر وہ ڈوبتا ہو ہزارہا ساحر دریا مین ڈوب کر مرگیا باقی جو خاموش بیٹھے ہین وہ مبتلا
بلا ہین تزلزل نے کہا بیٹھو کنیزون نے عرض کی زمین بھی وہانکی کانپ رہی ہو برق جی مین کہتا ہو کہ ایسا
نہ ہو ہزارہا مسلمان ضایع ہو جائین جھک کر جام بھرا سر پر رکھا ٹھوکرین لگاتا ہوا ہر مقام پر توڑے
لیتا ہو بدن کو جنبش بھی ہوتی ہو لیکن کیا مجال ایک قطرہ بھی شراب کا جام سے گرے اسطور سے
برق تڑپتا ہوا اشعار مضمون مین شراب کے گاتا ہوا سامنے تزلزل کے پہونچا سر جھکایا کہا ایسی شہزادی کو
سر سے شراب پلانا چاہیے تزلزل نے ہاتھ بڑھا کے جام لیا برق سے لیا موتیون کا مالا گلے سے
اُتارا برق کے گلے مین ڈالدیا خواجہ سمجھے یہ برق فرنگی عیار یگانہ ہی موتیون کا مالا لیکر بھاگ جائیگا
اُٹھ کھڑے ہوے عرض کی ای قدرشناس یہ بیچا کس موتیون کی آبرو نہ جانے گا برق کہتا ہو نہین باوامیان
مین بہت احتیاط سے رکھونگا خواجہ چاہتے ہین مالا لے لون برق نہین دیتا تزلزل کے جام ہاتھ

ہین ہو کہ رہی ہی ارسے کیون آپس مین تکرار کرتے ہو نگاہ جو پڑ گئی اسکے ہاتھ کا بنا ہو اگلدستہ منبر پر رکھا تھا دیکھا
گلدستہ مرجھا رہا ہی جام زمین پر رکھدیا آواز دی ای خمارشکن شراب پیون یا نہ چون ایک شعلہ بھڑک کے
گرا اُسنے شراب کو جلا دیا جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تزلزل نے کہا ارے تو کون ہی برق
نے چاہا خنجر بکھینچ کے جا پڑ دن دونو کے پاؤن زمین نے تھام لیے ایک شعلہ بھڑک کر دونو کے
چہرے پر گرا رنگ وروغن عیاری کا اُڑا دیا تزلزل نے کہا مین پہلے ہی سمجھی تھی کہ طلسم کشا گرفتار ہوا
مگر اُسکے عیار آئین گے آج یقین نہین تھا مگر یہ گمان غالب تھا کہ عیار ضرور آئینگے ہفت سر کی تلاش مین طلسم کشا
ہین مینو سواد و رنگین قتل ہوئین رات کھل گیا مین جانتی تھی میرے قلعے پر ضرور آئینگے مین دشت ازلال
سے نہ گذرنے دونگی جب دشت ازلال مین وہ لوگ آکر اُترے خیر خواہان دولت نے یہی سمجھایا تھا کہ
مسلمانون سے جو بھڑا وہ مارا گیا انکو چھیڑنا اچھا نہین اگر اسوقت گلدستے پر نگاہ نہ پڑتی کاہیکو بیدار ہوتی
گلدستے کو دیکھا مرجھایا ہوا پایا دلکو کھٹکا ہوا خمارشکن کو پکارا خمارشکن میرے پیر کا نام ہے اُسنے آتے ہی
شراب کو اُڑا دیا جام کا آغاز انجام بگاڑا پاؤن ان ظالمون کے زمین نے تھام لیے ان دونو نکو پاس
خداوند کے روانہ کرون ارے تم مین کوئی ایسا ہوشیار ہو کہ قید کو انکی بحفاظت بیجا سکے قصر سحر نگار پر
ان دونون کو پہونچا دے سب کنیزون نے دست بستہ عرض کی کہ واری ہمکو خوف آتا ہو شاید یہ راہ
مین کوئی فتور نہ برپا کرین تزلزل نے کہا کیا مجال مین کیا انکی پابند ہون کہ تمھین لیجا ذ مین روانہ کر سکتی
ہون یہ کہکے دو قفس منگوائے سحر کیا دو ٹکڑے ابر کے آسمان سے پیدا ہوے ایک ٹکڑہ ابر پر دونون
قفس رکھے ایک ٹکڑہ ابر پر ڈھانکا پکار کر آواز دی ای سحاب دریا بار قدرت قصر سحر نگار مین ہونگے کوہ
ہفت پیکر پر دیکھ لینا اگر قدرت وہان ہون تو وہین اُتار دینا یہ کہکے دو کاغذ لکھے ان سب کا
حال لکھا ایک کاغذ قفس عمرو مین باندھا اور ایک کاغذ قفس برق مین باندھا سحر کیا ابر دونون
قفسون کو لیکر چلا قفس دونون ابر پر رکھے ہین چرخ مارتے ہوے جاتے ہین قضائے کار راہ مین
باغ فرتوت جادو ہی جو مصاحب ہفت پیکر ہی چاندنی رات تخت پر بیٹھی ہو گرد کنیزین مصاحبین جمع
ہین گانے سامنے گا رہی ہی جام مئے ارغوانی گردش مین اور ہر خورد وکلان عیش و نشاط کی کوشش مین کہ
ایک کنیز کی نگاہ اُٹھ گئی کہا واری دیکھیے چاندنی رات مین لکہ ابر ایک نیچے اور ایک اوپر بیچ مین دو
چیزین کالی کالی ہین کیسنے کسی پر موٹھ پھینکی ہی سحر جاتا ہی واری حضور کو تکلیف نہ ہو تو اسکو روک لیجیے

کسی بندۂ خدا کی جان نہ جائے فرتوت نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہو ابھی رہ کے لیتی ہوں چھڑی یاقوت کی آگے رکھی تھی اُٹھا کے زمین پر ماردی ملکہ ابر نے قفسوں کو چھوڑ دیا دیکھا دو قفس آہنی لہراتے ہوئے چلے آتے ہیں کنیزوں نے عرض کی کہ واری یہ تو کچھ بہتر نہ ہوا ملکہ ابر الگ ہو گیا دو قفس باہر آ گئے یہ تو ملاحظہ فرمایئے ملکہ ابر میں کوئی ساحر مخفی ہے فرتوت نے چھڑی اُٹھائی اشارہ کیا ارے تو کون ہے جو ان قفسوں کو لیے جاتا تھا آخر تو کیسا بھیجا ہوا ہے یہ قیدی کون ہیں یہ کہکے چھڑی ہلائی برق تڑپ کر ابر پہ گری کہ ابر کے دو ٹکڑے ہو گئے پہلوئے ابر سے ایک ساحرہ سفید کپڑے پہنے ہوئے گال پھولے پھولے گلوری گلے میں دبی ہوئی چاندی کے کڑے چاندی کے چھڑے چاندی کا طوق پہنے ہوئے ہنستی ہوئی نمایاں ہوئی پکار کر اس ساحرہ کو آواز دی کہ بی فرتوت تمنے کیوں تکلیف اُٹھائی کیوں راہ روکی یہ دونوں عیاران اسلام ہیں برق و عمرو انکو ملکہ تزلزل نے گرفتار کر کے خداوند کی خدمت میں بھیجا تھا تمنے روک لیا اب انکو بحفاظت خدمت میں خداوند کی پہونچا دیجیے وہ بلائے روزگار ہیں کہ تزلزل ایسی ہوشیار کو دام مکر میں پھنسایا تھا طلسم کشا طلسم میں آگیا تزلزل نے سب کو گرفتار کر لیا اپنے گھر اسے نہیں گذرنے دیا حکم قدرت ہے کہ اپنے اپنے دربند سے ہوشیار رہو فرتوت نے عمرو و برق کو گرفتار کیا کہا ارے تزلزل کو کیونکر خبر پہونچے کہ تیرے قیدی میرے پاس ہیں وہ گھبرائیگی کہ میرا سحر جاتا تھا کسنے روکا ہیں اب انکو خدمت خداوند میں روانہ کرونگی عمرو نے کہا اے ملکہ عالم میں گویا بیچارہ آپ لوگوں سے مانگ مانگ کے کھاتا ہوں گانے کو آیا تھا تزلزل خفا ہوئیں حکم کیا کہ رات بھر گاؤ رات بھر گانے خوب بتایا جاتا ہے وقت کو خوش کیا تو صبح کو جاتے پیسے دیتی تھیں ہمنے انکار کیا اُنھوں نے گرفتار کر کے روانہ کر دیا ہم وہی گانے والے ہیں آپ کے سامنے گائیں ابھی رنگ جمائیں تو ہمارا کمال آپ کو معلوم ہو فرتوت اپنے مقام سے اُٹھی انتہا کا غصہ آیا ایک طمانچہ مارا عمرو طمانچہ کھا کے گرا زمین میں ایڑیاں رگڑنے لگا منہ سے کچھ نیلا نیلا پانی نکلا فرتوت نے دیکھا کہ ویلے کی آنکھیں اُلٹ گئیں کان کی لویں بیٹھیں ناک کا بانسہ پھرا برق چیخیں مار کر رونے لگا کہا آپ نے میرے باپ کو مار ڈالا میں خداوند ہفت پیکر سے فریاد کرونگا فرتوت نے کنیزوں سے یہ کہا کہ مر ہی جانا اسکا بہتر ہوا یہ وہ شخص تھا کہ جسنے صدہا ملک ساحران برباد کیے لاش اسکی گھسیٹتی ہوئی لیجاؤ بیرون باغ پھینک آؤ

کنیزون نے ٹانگ پکڑی کھینچتی ہوئی لےچلین گلشن نامے ایک کنیز بڑی شوخ و شنگ لاش پر لاتین
مارتی ہی کبھی پتھر اُٹھا کے ماردیتی ہی خواجہ دیکھتے ہین کہ عیاری تو کی تھی مگر یہ مار ٹھ لیگی کئی لاتین مارین
جاتی ہی پتھر سے سر توڑدون جب جنگل مین پہونچی اور کنیزون نے لاشہ اُسی مقام پر ڈال دیا گلشن
نے کہا تم جاؤ مین اسکو دیکھون گی ہر مرتبہ ہاتھ پاؤن ہلتے ہین اپنے عیاری کی دم ردکا ہو مین پتھر ونسے
اسکا سر توڑدون گی سب تو چلی گئین گلشن ایک بڑا سا پتھر لائی بیٹھ گئی کہ پتھر سے سر توڑدن
جیسے ہی ارنے پتھر پر سر مارا خواجہ نے سر اُٹھا لیا بول اُٹھے اری کچھ دیوانی ہوئی ہی گلشن جھجک
کے پیچھے ہٹی خواجہ ہُو کرکے اُٹھ بیٹھے گلشن کانپنے لگی خواجہ اُسکے پیچھے دوڑے کہ اری چل تجھ کو
دمامہ نے بلایا ہی دیکھ وہ سامنے کھڑی پکار رہی ہی جیسے ہی گلشن پلٹی حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے
اور حباب ماردیا پکڑے اور زیور اُسکا اُتار لیا رنگ و روغن عیاری کا لگاکے گلشن کی شکل
بنے دوڑے ہوے باغ مین فرتوت کے آئے کنیزین دروازے پر ملین اُنھون نے
پوچھا کیون بوا گلشن کیا ہوا کہا ساربان زادے کی لاش پر ساحرون کا مجمع ہی ایک طرف سے
دمامہ آئی ایک طرف سے مشمش آیا آپس مین لڑ رہے ہین مُنھ کھول کے میرے پیچھے دوڑے
تھے کہتے ہین تجھکو کھا جائینگے مین جان بچا کے بھاگی تم سبھون کے پاس آگئی اب مجھے ملکہ فرتوت
کے پاس لےچلو وہ ساحرہ زبردست ہین اُن جادوگرونکو مار کر بھگا دیگی میری تو اُنکو دیکھکر جان نکلی ہی وہ سحر
کرکے اُنکو مٹائینگی ورنہ وہ سب یہان گھس آئینگے مجھکو پکڑ لیجائینگے کنیزین گلشن کو ساتھ
لیکر اندر آئین مگر گلشن انتہا کی بیقرار ہی فرتوت نے کہا ارے یہ کیسا ہلڑ ہی ایک کنیز نے
بڑھکر خبر دی گلشن نے لاش عمرو پر مشمش و دمامہ کو دیکھا وہ ردتی پیٹتی آئی ہی کنیزین ہر چند
سمجھاتی ہین اُسکو صبر نہین آتا فرتوت نے کہا ارے میرے سامنے لاؤ کنیزین جو گلشن کو سامنے
لائین گلشن دوڑ کر فرتوت کے قدمون سے لپٹ گئی اسقدر ردئی کہ پاؤن فرتوت کے تر
ہوگئے سر اُٹھا کے کہا اری مجھسے مفصل بیان کر کیا ماجرا گذرا گلشن نے کہا لاش پر عمرو کی بڑے
بڑے ساحرونکا مجمع ہی ذرا چلکر ملاحظہ تو کیجے فرتوت نے کہا اُن ساحرون کی کیا حقیقت ہی کہ
ہماری لونڈی کو ستائین مین چلکر سب کو جلادونگی گلشن نے کہا میرے ساتھ چلیے تو فرتوت
گلشن کے ساتھ چلی کنیزون کو باغ مین چھوڑا گلشن فرتوت کو ساتھ لیکر جنگل مین

آئی گلشن بیہوش پڑی تھی برہنہ اُسے کر دیا تھا کما دیکھیے وہ لاشہ عمرو کا پڑا ہی شمش ددمامہ بھی کھڑے ہین جیسے ہی فرتوت اُدھر ملتی حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مارکر بیہوش کیا اور مندر زنبیل کر دیا فرتوت کی شکل بنکر باغ مین آئے کنیزون سے کہا مجھ کو پاس ترلزل کے لیچلو کہ سب ماجرا اُس سے بیان کرون اس قیدی کو بھی لیچلو اُس سے کہدینگے عمرو عیار مرگیا اب اطمینان سے بیٹھو کوئی عیاری کرنے والا نہ رہا کنیزون نے ملکہ فرتوت نقلی کو تخت پر سوار کیا یہان ترلزل مجمع کنیزان مین بیٹھی ہی کہ رہی ہی کسی نے میرے سحر کو روک لیا قید اُنکی خدمت خدا اد مند مین نہین ہوئی کہ سامنے سے ابر نمایان ہوا دیکھا فرتوت تخت پر سوار چند کنیزین ساتھ برق بھی اُسی تخت پر قیدی ہی ترلزل کھڑی ہوگئی کہا یوا آؤ تمنے برق کو کیونکر پایا فرتوت نے سب حال بیان کیا کہا مین بیٹھکر جین کر و عمرو کا خاتمہ ہوا شمش ددمامہ اُسکو لے گئے اب وہ لشکر کے ساتھ رہیگا جہان جائینگے فوج کی فوج ساتھ ہوگی جس پر جا گرین گے اُسکا ملک تباہ کر دینگے اب بیٹھ کے سحر کرو کہ روح عمرو قبضے مین آئے کنارے آؤ ہم تم صلاح کر کے سحر تیار کرین ہاتھ پکڑ کے ترلزل کو کنارے لائی ایک انگیٹھی مین آگ سلگائی وہان پاس سے نکالا کہا یوا اسے آگ پر ڈالو یہ نگاہ غور دیکھو معلوم ہوگا کہ عمرو ساحرونکے ساتھ پھر رہا ہو دیکھ تو کسقدر مجمع ساتھ ہی عمرو کو پکڑ لو پھر اختیار ہی ترلزل نے وہان آگ پر ڈالا دھوان جو بلند ہوا ترلزل کانپی اور پھر اسکے گری خواجہ نے اُسکو بھی زنبیل مین ڈالا کلاہ ہفت گوشہ جھولی سے لیلی دوڑے ہوے باہر آئے کنیزون سے کہا ہماری ملکہ کہان ہین فرتوت نقلی نے جوابدیا براے گرفتاری روح عمرو گئی ہین روح عمرو کو لیکر آئینگی تم سب بیٹھ تمکو گانا سناؤن سب کنیزون کو بٹھایا سازندون سے کہا ساز درست کرو جب ساز درست ہوے تو یہ غزل گائی نظم

جب کہ وہ خط پڑھکے پھڑکا اور پھڑک کر رہ گیا
دل خطا دا لونکا دھڑکا اور دھڑک کر رہ گیا

حسرت اُس مذبوح پر ہے کہ قاتل کو کئی دم
زیر تیغ ناز پھڑکا اور پھڑک کر رہ گیا

پھر گیا کون آنکر در پر ترے خانہ خراب
شب کو جو دروازہ کھڑکا اور کھڑک کر رہ گیا

سُنکے نالہ اور جوش گریہ میرا دیکھکر
آسمان پر ابر کڑکا اور کڑک کر رہ گیا

ہر نفس اُس ابروی مژگان کی جنبش سے ہمیں
دل مین اک شعلہ سا بھڑکا اور بھڑک کر رہ گیا

اس رنگ مین یہ غزل فرتوت نے گائی کہ سب کنیزین تعریفین کرنے لگین کہتی تھین ای فرتوت کیا کہنا تم تو عمروسے بہتر گاتی ہو فرتوت نقلی نے کہا اب شراب پیو یہ کہکے شراب مین بیہوشی ملائی فرا بے وغیرہ سب جوائے گیے کہ سب ملکہ یوسب کنیزون نے شراب پی سب کو بیہوش کیا رستم کے سر پر کلاہ ہفت گوشہ پہنائی چالیسون جادوگرون کو بہ برق مار کیا پس اب نکل چلو ساحرون نے خواجہ ورستم کو تخت پر سوار کیا طرف لشکر کے چلے گرد لشکر جو دیوار کھنچی تھی وہ دیوار گری کہ سب کو ہوش آیا باعث یہ ہوا کہ دونون زندہ ہین مگر کلاہ ہفت گوشہ رستم کے سر پر آئی رستم داخل لشکر ہوسے ترلزل وفرتوت کو خواجہ نے زنبیل سے نکالا سامنے رستم کے ان دونون کو ستون سے باندھا سونون دونون کی زبان مین ہو نکار کر آواز دی کہ ای ترلزل وفرتوت تمنے اپنے عمر کی حفاظت بھی کی لیکن احکام قضا وقدر سے مجبور ہو مین ہین نے تمکو گرفتار کیا بہتر یہ ہے کہ اطاعت کرو ورنہ قتل کر ڈالون گا دونون قدمون پر گرین اطاعت دین اسلام قبول کی دربار مین رستم کے دیکھا سیماب جادو ودیگر ساحران زبردست موجود ہین سمجھین کہ یہ جوان صاحب اقبال ہے ان دونون کو بھی دنگل بیٹھنے کو ملے صلاحین ہونے لگین فتحی طلسم کی تدبیرین سب کرنے لگے ہفت سر قلعہ ہفت جوش مین بیٹھا ہی کہ چند طائر آکے پہونچے ترلزل اور فرتوت کا مطیع طلسم کشا ہونا بیان کیا ہفت سر نے کہا اسیطرح طلسم کشا زنا طرتا فتح کرتا ہوا ہمارے ملک مین بھی آجائیگا تمکو امون نے بڑا سر اٹھایا ہی کوئی ایسا ہی کہ جاکے سب کو گرفتار کر لائے بہن ہفت سر کی ملکہ سنبل ہفت گیسو نہایت حسین و جمیل ہو یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھی کہ ای برادر قلعہ ترلزل وقلعہ فرتوت قبضے مین طلسم کشا کے آنے مگر چند قلعے جو بیچ مین ہین انپر خوب تلوار چلیگی بعد قلعہ فرتوت نوجوان زور آور کہ نہایت پہلوان زبردست ہی جب اسکی سرحد مین پہونچینگے طلسم کشا کو اپنے زور پر بڑا ناز ہی جب اس سے مقابلہ پڑیگا سر میدان زیر کر لیگا وہ مشکین باندھ کے بھیجے گا اسکے نام فرمان مرحمت ہو کہ مین جاکر اسکو آگاہ کردون کہ طلسم کشا اب تیرے قلعے پر آئیگا ہفت سر نے فرمان لکھکر اپنی بہن ملکہ سنبل ہفت گیسو کو دیا سنبل طاؤس پر سوار ہوئی چار سو کنیز ونکو ساتھ لیا بر سپاہ تیار کیا اور ابر مین چھپ کر چلی نوجوان زور آور اپنے قلعے مین بیٹھا ہی پی ذکر ہو رہا ہی کہ طلسم کشا آیا جاہتا ہی قلعہ فرتوت وترلزل تسخیر ہو گیا اب طلسم کشا کا اسطرف رخ ہی نوجوان کہہ رہا ہی اگر طلسم کشا کی قضا ہی تو ضرور

اسطرف آئیگا اور اگر اسطرف آئیگا تو چیر کر پھینک دونگا یہ چھوٹا تھا بار رستم کسنے نام رکھا تھا بس نام بدلو اسی مین بہتر ہی اگر اُسنے میرا کہنا مانا تو بہتر سنتا ہون بڑا بہادر ہی اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا قدرت سے کہکر خطا معاف کرا دونگا اگر میرا کہنا نہ مانا تو سر کھینچکر پھینکدونگا میرے ہاتھ سے امان نہ پائیگا مین ساحر نہین ہون کہ کلاہ ہفت گوشہ سے ڈرون یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک نوجوان دیکھو رہا ہی کہ ابر قریب آکر پھٹا دیکھا ملکہ سنبل ہفت گیسو سراپا خوب بشوق مرعوب پیشانی کی نور ہفت گیسو شب دیجور ساتون کاکلین پشت پر پڑی ہین معلوم ہوتا ہی سات ناگنیان بل کھارہی ہین گلو صراحی دار سینے پر اُبھار صاف ثابت ہوتا ہی گلوری جو کھائی رشتہ سُرخی پان کا گلے میں یون معلوم ہوتا ہی گویا تار ریشم سُرخ شیشہ بلور مین چمک رہا ہی سینے پر اُبھار جس سے معلوم ہوتا ہی کہ نخل سرو چمن مین ثمر آیا شکم صاف دشفاف صاف ثابت ہوتا ہی کہ تختہ سیم ہی میرے بیان کو تار نظر کہون عدم کا مضمون کیونکر سے لے خاموش رہنا بہتر ہی ایسی حسین مہ جبین نازنین کو نوجوان دیکھکر بیتاب ہو گیا پکار اُٹھا ای شہنشاہ خوبی ماہ سرو باغ محبوبی تشریف لائیے مین نہایت مشتاق تھا ملکہ نے اس لفظ کا خیال نہ کیا نوجوان تخت سے اُٹھا اور نہایت عجز سے کہا تشریف لائیے اور بے اختیار پکار اُٹھا

نظم

نازش آتش غمزہ آتش روے زیبا آتش است ۔۔۔ بوالہوس ننشیند کہ آن بد خو سراپا آتش است
تا نسوزد خویش را پروانہ ننشیند زپاے ۔۔۔ مرغ آتش خوارہ را آرے تمنا آتش است
گر سمندر طینت است دگر بود ماہی مزاج ۔۔۔ در سر اہل ہوس از عشق سودا آتش است
زو چنان تخمی محبت آستے در دل مرا ۔۔۔ کز حرارت بر لب من آب دریا آتش است

اس طور سے نوجوان زور آور سے یہ غزل پڑھی کہ ملکہ سنبل ہفت گیسو کو بہت ناگوار ہوا سامنے اُسکے کرسی پر آ کے بیٹھین مگر تیور پر بل پڑے ہوے فرمان اپنے بھائی کا ہاتھ مین دیا نوجوان زور آور منتین کرنے لگا کہا آپ تشریف رکھین مین طلسم کشا کو پکڑ لاؤن آپ گرفتار کرکے لیجائیے مین دل سے راضی ہون لیکن یہان دو چار روز تشریف رکھیے مین جلسہ آپکے لیے آراستہ کرون گا گانے کو بلاؤن ملکہ نے بگڑ کر جواب دیا ذرا سنبھلکر باتین کرو ہوش اپنے درست کرو تم کیسی باتین کرتے ہو ایسا نہ ہو ہمارے مزاج کے خلاف گذرے اگر بھائی صاحب

ان باتون کو سُنتے تو بہت بدحظ ہوتے تھیں ملال پہونچا تحمل سے کلام کرو آپ سے باہر نہ ہو ایسا نہ ہو بھائی صاحب کو خبر پہونچ جائے فوراً بگڑ جائینگے بڑے بڑے بادشاہون نے نامے لکھے بھائی صاحب نے نامے پھاڑ ڈالے اور جواب صاف دیا کہ ہم اپنی بہن کی شادی نکرینگے تم سر دربار ایسی باتین کہتے ہو شعر بھی دو چار ٹوٹے پھوٹے یاد کیے پڑھ دیے پکار پکار کے یہ بھی کہتے ہو کہ دو چار دن نہ جائیے مین برائے انتظام طلسم کشا آئی ہون جاکے گرفتار کرلاؤنگی یا جان دینے جاتی ہون طلسم کشا کا حسن عابد کش زاہد فریب مشہور ہے کئی شاہزادیان اُس کے دام زلف مین پھنسین کہ اُنکا نکلنا دشوار ہے کوچہ تاریک مین بھٹکتی ہین یہ کہکے اُسیوقت اُٹھی طرف طلسم کے روانہ ہوئی یہان رُستم نے کوچ کیا ہے قلعۂ نوجوان پر آتے ہین سیماب نے ذکر بھی کر دیا کہ اب آگے وہ قلعہ ہے کہ جسپر پہلوان نوجوان زور آور حاکم ہے کہ اُسکو اپنے زور پر بڑا ناز ہے گرد اپنی عملداری کے پہلوان نہین رہنے دیتا جسنے اکھاڑا اکھوڑا اُسکو زیر کر لایا ایک صحرائے سبزہ زار مین طلسم کشا آکر اُترے ہین شب کا وقت ہے شب ماہ ہین جوگھبرائے وسط صحرا مین بارگاہ استادہ کرائی سمک ایسا عیار چین کا ساتھ مسند پر آکے رستم بیٹھے ایک جانب ملکہ سیما اور ایک طرف لالہ عذار اور ایک جانب سمکتن یہ عاشقان جمال رُستم کو گھیرے بیٹھی ہین سمک سے فرمایا کچھ گاؤ سمک نے چنگ وصعی نکالا اور غزل گانا شروع کر دی نظم

تمہارے لب کا لبون پر کلام رہتا ہی	سخن سے کیے وصف کا دل مین قیام رہتا ہی
مشام جان مین پہونچی ہو تیری بوا ی گل	ہوا سے کون سا خالی مقام رہتا ہی
نقد مجھی کو نکالا تو اس سے کیا حاصل	تری گلی مین بڑا ازدحام رہتا ہی
ترے خیال کی آمد جو دل مین رہتی ہی	نقیب آہ کا کیا اہتمام رہتا ہی
شراب خوار نہین وا غطون کی ضد سے فقط	مدام ہاتھ مین لبریز جام رہتا ہی

اُسوقت کا سناٹا شب ماہ رُستم مسند پر بیٹھے ہین چند کس مصاحب عاشق جمال ہمثال بیٹھے نظارۂ جمال کر رہے ہین کہ ملکہ سنبل ہفت گیسو کا جو اُسطرف گذر ہوا صدا گانے کی کان مین پہونچی طاؤس پر سوار ہو کے آئی تھی ابر مین طاؤس چھپا ہوا تھا اشارہ کیا ابر پھٹا زمین پر آئین در بارگاہ پر ٹھہرین گانا سُننے لگے اور زیادہ شوق ہوا کہ اس جلسے کو دیکھون رُستم کا نا سُن رہے

ہین دیکھا پردہ بارگاہ کا اٹھا ایک مہ جبین چھڑی یاقوت احمر کی ہاتھ مین حیران چہار جانب دیکھتی ہوئی اندر آئی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ شمع روشن ہی چہرے کی چھوٹ پڑ رہی ہی معلوم ہوتا ہی پیچھے ابر ہٹا چاند نکل آیا بُندے کان مین زمرد نگار کشت حُسن کو سر سبز کر رہے ہین عکس جو عارض پر پڑا گُل مہتاب پھُولا سر سبز و شاداب ہوا رستم کو دیکھکر برائے تسلیم خم ہوئی سمک نے ہاتھ روک لیا رستم نے کہا آیئے وہ مہ جبین مسکرائی براقی دانتون کی ایسی کہ برق چمک گئی خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا رستم نے فرمایا تشریف لائیے آپ حیران حیران کیا دیکھ رہی ہین سنبل نے جواب دیا صاحب ہم محفل صحبت ہوے ہم گانا سننے آئے تھے سمک نے کہا آیئے تشریف رکھیے کرسی پر سنبل بیٹھ گئی سمک نے چنگ مرصع کو پھر درست کیا انگلیان سنبل سے ملا کر پھر گانا شروع کیا سنبل گانا سنکر مبہوت ہوگئی ہوش و حواس باختہ لب پر مُہر سکوت سمک کا گانا تو سُن رہی ہی مگر دزدیدہ نگاہ سے رستم کو دیکھتی جاتی ہی کہ تیغہ کپتان سپر پر آگے رکھا ہی قبضہ اُسکا زانو پر زرہ عمدہ پہنے ہوے جس سے نور جسم کا چھن چھن کے نکل رہا ہی گرد چہرے کے ڈاڑھا مانند عنبر تر کے گویا سورج کے گرد کرن ہی یا چاند گہن ہو ایک ایک عضو کو دیکھ رہی ہو کہ جوان قوی تن قوی ہیکل شیر پیکر رشک قمر ہی رستم نے سمک کو اشارہ کیا کہ سیماب وغیرہ کو یہان سے لیجاو سمک نے پاؤن مین سیماب کے گُدگدی کی آنکھ سے اشارہ کیا کہ باہر جاؤ سیماب مجبور ہوکر اُٹھی لالہ عذار تو بیٹھی رہین آکر اُٹھین کہ شاہزادی والا قدر مین ناگوار ہوا سمک کا اشارہ کرنا سمجھین کہ شاہزادے نے کہا پلٹ کے سنبل سے پوچھا حضور آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی کہان سے تشریف لائی ہین ہمین یہی بڑی خوشی ہی کہ آپ نے ہمین سرفراز کیا آج نازنینان مہ جبین بیٹھی ہین سب پروانہ شمع جمال ہین لیکن آپ کا تشریف لانا باعث افتخار ہوا ہم کسی کار ضروری کو جاتے ہین ان باتون پر سنبل پریشان ہوگئی کہا بی بی تمہین یہ شمع مبارک ہم تو اتفاق سے اِدھر آئے گانا سُنکر توجہ ہوئی چلے آئے تمہاری خوشی ہو تو بیٹھین ورنہ چلے جائین رستم سمجھے کہ لالہ عذار رشک سے باتین کر رہی ہو خلاف مزاج اس حور وش کے نہ ہو لالہ عذار سے اشارہ کیا کہ آپ باہر چلکر بیٹھین ہم نام و نشان پوچھ لینگے لالہ عذار باہر گئی سیماب بھی باہر گئی سہیلیان بھی اُٹھ گئی سب شاہزادیان باہر آئین مگر گرد بارگاہ کے پھر رہی ہین یہ بڑا خیال ہو کہ ساحر زبردست ہی ایسا نہو شاہزادے پر

دست اندازی کرے روزن سے جھانک رہی ہین جب سب جا چکے سمک بیٹھا ہی رستم نے ہر چند
سمک سے اشارہ کیا لیکن یہ اپنے مقام سے نہ اُٹھا اسکو بڑا خیال ہی رستم نے پلٹ کر پوچھا ای شمع
بزم رعنائی وای آفتاب آسمان زیبائی تمھارا نام نامی کیا ہی کیونکر تشریف لانیکا اتفاق ہوا سنبل نے کہا
نام تو میرا سنبل ہفت گیسو ہی ہفت سر جادو کی بہن ہون کہ جو مالک تیغۂ ہفت جوہر ہی
و صاحب زرۂ ہفت جوش ہی خداوند کی اسپر بڑی عنایت ہی خداوند کا فرمان آیا کہ طلسم کشا آتا ہی اسکا انتظام
کرو اگر تمھاری سرحد مین آئیگا تو فتور پڑیگا لہذا اپنی سرحد مین نہ آسکے دو بھائی صاحب نے مجھکو تجویز
کیا کہ تم جاکر انتظار کرو مین برائے انتظام آئی تھی یہان گانا سنکر ایسا مزہ اُٹھایا کہ سوچ رہی ہون کیون
آئی اپنے کو بیگانہ کیا بوقت شب مردانی صحبت مین آنا اسطرح صورت دکھانا ہمارے طریقے سے
خلاف تھا مگر اس عیار کے گانے نے دلکو بیقرار کر دیا اب مجھے چین نہین پڑتا اقرار پختہ کر آئی تھی کہ طلسم
کو لاتی ہون وہ نہ ہوا بلکہ اسیر دام گیسو و ذبح خنجر ابرو ہوئی آپ اپنا نام نامی بتائیے رستم نے کہا یہی صید
بے حقیقت آپ پر کیا موقوف ہی جسقدر ساحر طلسم کے ہین سب اسی فکر کے ہین کہ اس حقیر کو گرفتار
کرین مگر میرا مالک مجھکو بچاتا ہی اگر تیغۂ ہفت جوہر و زرہ ہفت جوش دستیاب ہو تو لوح طلسمی
کی تلاش کرین قاعدہ جاننے والون نے کہدیا کہ جبتک یہ تحفہ جات نہ ملین تلاش لوح غیر ممکن ہو ملکہ
سنبل نے کہا آپ صاحب اقبال ہین ضرور آپکو یہ اشیا ملینگی لوح کا حال بتانے والے بھی ملجائینگے
جسطرح ان اشیا کا پتہ ملتا جاتا ہی اسیطرح سے لوح کا نشان بھی ملیگا آپ حسین و جمیل اپنے ساتھ والون
کے کفیل ہین لوح طلسمی کے ملنے مین بڑے جھگڑے ہین لوح ایسے شخص کے پاس ہی جسکو لحاظ نہ پاس نہ
مروت اور نہ انسانیت ساحر بلا ہے ۔ دزگار اُسکی اقلیم مین جانا دشوار ہوگا اور تیغۂ ہفت جوہر و زرہ
ہفت جوش کا ملنا سہل ہو ضرور پا جائیے گا پہلے یہان سے قلعۂ پہلوانان ملیگا نوجوان زور آور
کہ اسکو اپنے زور پر بڑا ناز ہی وہ حضور کا سد راہ ہوگا اگر آپ نے اُسکو زیر کیا اور زور مین اُسپر
غالب آئے تو وہ خود راہبر ہوگا تا بہ قلعۂ ہفت سر پہونچا دیگا وہان پہونچکر تدبیر ملنے اشیاے مذکور
کرنی پڑیگی ملکہ جب اُٹھنے کا ارادہ کرتی ہی رستم روکتے ہین فرماتے ہین اب رات کم ہی تمکو جانا ہیگا
سنبل بیٹھی رہی شاہزادے نے کہا اب ہمارے بھی لیٹنے کا وقت ہی رات بھر بیدار رہے عیار کا
گانا سُنا تم بھی پریشان ہوئی ہو آنکھون پر نیند ظاہر ہی گھڑی دو گھڑی آرام کرے صبح چلی جائیے گا

مگر وعدہ آنیکا فرما کے جائیگا ہمکو دمبدم اشتیاق رہیگا یہ کہکے رستم دنگل سے اُٹھے اور ہاتھ سنبل کا تھام
لیا سنبل انکار ندکی سر جھکا کے اُٹھی پلنگ پر رستم آ کے بیٹھے سنبل تھرّاتی ہوئی چاہتی ہی مین
الگ بیٹھون رستم نے اپنے پاس بٹھایا آپ لیٹے سنبل کو بھی پاس لٹا دیا سنبل شرم سے کانپ
رہی ہی اور کہتی ہی ای شہریار ایسا نہو میرے بھائی کو خبر پہونچ جائے وہ پہلوان وضع نہایت صاحب
شرم وحجاب ہی فوراً درپے قتل کا ہوگا کئی شاہون نے نامے بھیجے اُنکو جواب سخت دیا رفقا نے جو
سمجھایا کہ حضور بیٹی کو کوئی عمر بھر مین رکھ نہین سکتا اُسپر اُسنے جواب دیا کہ مین فنون سپاہ گری مین اس طلسم
مین مشہور ہون یہ مجھسے نہو سکیگا کہ کسی شاہ کا سالا کہلاؤن بلکہ جب یہ کسی مرد سے اشارہ کریگی
اسے اور اُسے دونون کو مارڈالونگا مجھکو تو اس کا بڑا خیال ہی رستم نے کہا سمجھا جائیگا اور ہاتھ بڑھا کر آغوش
مین لیا سنبل منھ ہٹا لیتی ہی کہ ایسا نہو بوسے بد دماغ مین آئے رستم نے چاہا بوسہ لون سنبل نے
اسطرح منھ کو چھپایا کہ رستم کو خود ہی حجاب ہوا کہا کیون ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اسقدر
منھ کو چھپاتی ہو کیون شرماتی ہو کیا میری صورت سے نفرت ہی کہا ای شہریار دل کو رغبت
ہی کہ آپکے پاس بیٹھون لیکن بھائی بلائے روزگار ہی آپ کی بھی جان کا خوف آتا ہی اپنا اُس
خیال سے قلب تھرّاتا ہی قدرت اُسپر بڑی رحمت فرماتے ہین طلسم مین یہ انقلاب ہی کہ ساحرونکا
اعتبار اُٹھ گیا خواہ مرد ہو خواہ عورت جو آپ تک آیا آپ کا شریک ہوا مگر خداوند کا قول ہی کہ ہفت سر
جان دیگا تحفہ جات کا اُس سے ملنا دشوار ہی مجھکو بھی بڑا تردد ہی ہر چند کہ یہ سبب پیدا ہوا مین کد و کاوش
کرونگی لیکن نہین معلوم اُسنے تحفہ جات کہان رکھے ہین کسی وزیر و امیر کو آگاہ نہین کیا اُسکو اپنی حفاظت
پر بڑا ناز ہی کئی سو برس سے اسی خاندان مین تحفے چلے آتے ہین کبھی اس خاندان سے نکھرای
نہین ہوئی انہین حکایتون شکایتون مین رات گذری صبح کو اُٹھکر بیٹھے باتین ہو رہی ہین سنبل
یہی چاہتی ہی کہ پاس بیٹھی رہون باتین اس شہریار سے کیے جاؤن سیماب لالہ عذار بھی نہین
دیکھ بھالی سنبل بلی دلی بیٹھی ہین عارض پر نشان بوسونکے دوپٹہ مسکا ہوا کرتی تھی اب رددن کی
جا بجا سے مسکی ہوئی سمک طشت وغیرہ لایا منھ ہاتھ ملکہ کا دھلوایا جب دن چڑھا سنبل
نے عرض کی اب کنیز رخصت ہوتی ہی مہلت ملے گی تو شب کو آؤنگی شاہزادے نے
کہا خدا حافظ سنبل طاؤس پر سوار ہو کے چلی قضائے کار نوجوان زور آور ملکہ کے آنیکے بعد

نہایت بیقرار ہوا گوشے مین آکر تنہائی مین رونے لگا عیار اسکا سلیم تیز رو حاضر ہوا آقا کو جو پریشان
دیکھا بہ محبت پوچھا کیون آقاے نامدار آپ کیون اسقدر بیقرار ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے
خاصہ بھی نہین نوش فرمایا کوئی راز و نیاز ایسا ہی کہ غلام کو آگاہ نہ کیجیے نوجوان زور آور نے رو رو کر
عاشق ہونا سنبل پر بیان کیا اور کہا مین نے بیقراری مین چند حرکتین خلاف مزاج کین ■ رنجیدہ
ہو کر میرے سامنے سے اٹھی ظاہر مین تو یہی کہگئی کہ مین طلسم کشا کو دیکھنے جاتی ہون حسن و جمال طلسم کشا
سارے طلسم مین مشہور ہی ذرا جا کر خبر تو لاؤ کہ وہان جا کر دام گیسوے طلسم کشا مین پھنسین یا نہین
رات بھر کہان رہین اگر یون کہ سحر کے زور سے اپنے قلعے پر پلٹ گئین تو وہ بعد عظیم ہی وہان وہ نہین
جا سکتین پھر شب کو کہان رہین سلیم تیز رو نے کہا مین ابھی جا کر خبر لاتا ہون سلیم متلون رہا سے زنگی
لگا کر طرف لشکر طلسم کشا کے چلا فقیر بنا ہوا لشکر مین پھرتا ہوا قریب بارگاہ رستم کے آیا دیکھا سنبل
خیمے سے نکلین سلیم نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ عیار طلسم کشا کا گا رہا تھا شب بھر گانا سنا سلیم
وہان سے پلٹا ملکہ سنبل قلعہ نوجوان پر آئین دیکھا نوجوان پریشان بیٹھا تھا تخت سے اٹھا بہر
استقبال چند قدم آگے بڑھکر ہاتھ مین ہاتھ چاہا ڈالدون ملکہ کو اسکی صورت سے نفرت ہی ہاتھ کھینچ لیا
نوجوان کبھی ہاتھ باندھتا ہی کہن ملکہ عالم آپ غلام سے آپ کیون رنجیدہ ہین مین آپکا تابعدار
ہون میرا تو آپ کی مفارقت سے عجب حال ہی دل پر ہجوم غم و ملال ہی یہ سنکر ملکہ کو نہایت غصہ
آیا کہا ای شخص تو میرے بھائی کے مزاج سے آگاہ نہین ہی کہ جسنے بڑے بڑے شاہان جہان کا
پیغام پھیر دیا اور جواب صاف دیدیا کہ اگر اب کبھی ایسا پیغام کر دیگے تو مین تم پر لشکر کشی کرونگا
مقابلے مین اسکے کوئی پہلوان ٹھہرتا نہین سنبل تو بگڑ بگڑ کے یہ باتین کر رہی ہین مگر نوجوان
ہاتھ باندھے کھڑا ہی ہر مرتبہ عرض کرتا ہی کہ مین تو آپکا تابعدار ہون اگر سرکشی فرمایئے گا عاشق صادق
کو زندہ نہ پایئے گا یہ ذکر تھا کہ سلیم عیار آ کر پہونچا سلیم الگ بلا کر لیگیا نوجوان سے سب حال
کہا کہ ملکہ عالم لشکر مین طلسم کشا کے گئین شب بھر وہین رہین میرے سامنے انکی بارگاہ سے نکلین
آپ بہ چھپے کہ طلسم کشا کو کیونکر گرفتار کیجیے گا یا مین لشکر کشی کرون طبل جنگی بجوا کر سر میدان لوگون
ا... یہ بھی کہدیجیے کہ مین کسی کی مدد کا خواہان نہین طلسم کشا کی میرے نزدیک کیا حقیقت
ہی اگر ایسے چار جوان ہون تو تین چار دنکو زیر کرون وہ تو فقط اکیلے ہین انکا بھی زیر کرنا کچھ

مشکل ہو میں یہ خواہان نہین ہون کہ تم میری مدد کرو تم جس واسطے آئی ہو اُس کام مین مصروف رہو
نوجوان غصے مین باہر آیا کہا شب کو پاس طلسم کشا کے جانا اور رہنا اب نہایت غصے مین ملکہ جب
باہر آیا ملکہ کو الگ بلایا کہا کیون ملکۂ عالم ہمسے تو یہ انکار ہی کہ جسپر خداوند کی نظر رحمت رہتی ہو اور مغضوب
درگاہ خداوندی کے سامنے بلا تکلف چلی گئین رات بھر وہین رہین یہ بھی مین نے سُنا کہ معشوقان طلسم کشا
تمسے رنجیدہ ہین بہتر یہی ہی کہ مجھکو قبول کرو ورنہ فساد برپا ہوگا ملکہ نے ہنسکر کہا کہ او احمق ہمنے تجھ سے
روز اول بھی کہتا تھا کہ اپنے کو سنبھال تو نے کہنا ہمارا نہ مانا ملکہ صاف صاف ہم سے کہتا ہی مین
ان مقدمات سے نابلد ہون بھائی کو مین نے اقرارنامہ لکھکر دیدیا ہی کہ اگر کبھی مین مرد کا نام لون تو وہ
مجھکو قتل کرنا میرے جانیکی جو تجھے خبر پائی ایک سبب تھا عیار اُنکا چنگ رمتی بجا رہا تھا اُس آواز
نے دل کھینچا مین واسطے گانا سننے کے گئی اور چلتے وقت یہ کہہ آئی کہ آپ اپنا لشکر یہان سے اٹھائیے
ورنہ فساد برپا ہوگا نوجوان نے یہ باتین سُنکر جواب دیا ای ملکۂ عالم اگر میرا کہنا نہ قبول کیجیے گا مین اپنے
بھائی پر لشکرکشی کرونگا میرا کوئی ہم نبرد وہان نہین ہی جاکر قلعہ لوٹ لونگا سحر کا اُنکو بڑا خیال ہو اُنکا ت
مین میرے جو ساحر رہتے ہین وہ میرے مطیع ہین جب مین کوچ کرونگا وہ میرے ہمراہ ہونگے معرکہ ہوگا
بڑ نگار در مین میرا کوئی ہم نبرد نہین ہی ملکہ نے یہ سُنکر جواب تخت دیا کہا جو تمسے ہوسکے قصور نکرو یہ کہکے
ملکہ طاؤس پر سوار ہوئین طرف اپنے ملک کے چلی گئین ہرچند کہ فراق رستم شاق ہی دل دیدار کا مشتاق
پلٹ پلٹ کے طرف لشکر طلسم کشا کے دیکھتی جاتی ہی خیال ہی کہ بھائی سے جاکر کیا کہون پردہ بھی رہے
اور مطلب بھی نکلے یہ سوچتی ہوئی قلعہ ہفت سر پہونچی ہفت سر جادو تخت پر بیٹھا ہی رفیقون سے
کہہ رہا ہی کہ بہن میری گئی ہی طلسم کشا کو لاتی ہوگی کہ سنبل آکر پہونچی لیکن چہرہ اُداس ہی ہفت سر نے
پوچھا کیون ای فرزند کیا ہوا غمگین ملول دختر جان کیون ہو رہی ہو سنبل نے تمام کیفیت نوجوان کی بیان
کی کہ مین گئی تھی وہ لشکرکشی کرے گا اور مین سحر کرکے گرفتار کرا دونگی اُسنے میرے ہاتھ ہی وہ
باتین مجھسے کہین کہ مین نے ٹھہرنا مناسب نہ جانا مین چلی آئی یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھکر ہفت سر سے
عرض کی کہ در دولت پر نامہ دار نوجوان کا حاضر ہی ہفت سر نے کہا بلاؤ کیون اسکو روکا ہی نامہ دار
اندر آیا اُسنے نامہ ہاتھ مین ہفت سر کے دیا لکھا تھا کہ ای صاحب خداوند مین تمہاری بہن پر عاشق ہون
بہتر یہی ہی کہ اسکو دلہن بناؤ مایۂ دولت آتے ہین محتشم و احتشام جادو زن و شوہر ساتھ ہین سحر کا

گھمنڈ نہ کرنا قلعہ تمھارا ویران کر دونگا ایک عورت کے واسطے فساد نہ بڑھاؤ بطور ڈولے کے اُسے پیش کش کرو تمھارے نام کے ڈنکے بجینگے طلسم کشا کو گرفتار کر کے روانہ کر دونگا نامے مین درج کر دونگا کہ ہفت سر نے گرفتار کر کے بھیجا ہی تمھین کوئی تکلیف نہ پہونچنے پائیگی سب بار جنگ وجدل مین اپنے ذمے لونگا آپکی جرأت وشوکت مشہور ہو جائیگی اگر تامل کیا اور بہن کو مجھے ندیا تو وہ آفت برپا کرونگا کہ بہت پچتاؤ گے سرحد چھوڑکر بھاگ جاؤ گے زور مین میرا کوئی مثل ونظیر نہین بہتر اسی مین ہی کہ معشوق گل اندام کو روانہ کرو ورنہ تامل وتساہل عابد دولت پر شاق ہوگا دل میرا صورت زیبا و طلعت جہان آرا کا اگر مشتاق ہوا اور ظلم عشق سہا تمکو کیا نفع ہوگا ہم آخر کو آفت برپا کرینگے اگر خداوند کو لکھون وہ بھی منظور کرین خود بلوا کے شادی کرا دین علاوہ اسکے تمھارے ملک کا نگہبان ہون جو کوئی تمھارے ملک کا قصد کریگا اُسکو روکونگا تمھارے قلعے تک نہ آنے دونگا ہر وقت جانبازی مین مصروف رہونگا جفائے عشق نہ سہونگا ۔ نامہ پڑھکر ہفت سر نے ساحرونکو اشارہ کیا کہ نامہ دار کی گردن مین ہاتھ دو نامہ کو پھاڑ کر گلے مین ڈالدو اس بیحیا سے کہنا کیون شامتین آئی ہین وہ آفت برپا کرونگا کہ تجکو دیوانہ سودائی بنا دونگا اس خیال محال سے ہاتھ اُٹھاؤ ورنہ بہت پچتاؤ گے ساحرون نے نامہ دار کو نکالدیا نامہ دار روتا ہوا سامنے نوجوان کے آیا سب کیفیت بیان کی نوجوان نے جو حال سُنا سرد آہ کھینچی اپنے حکم دیا لشکر تیار کرو عابد دولت ہفت سر پر لشکر کشی کرینگے چار لاکھ کا لشکر تیار ہوا گینڈے پر سوار ہوا ایک نامہ طلب محتشم و احتشام کو لکھا ایک منزل چلا تھا کہ لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا زن وشوہر ٹھ ہزار جادوگرون سے آکر پہونچے زن وشوہر نے حال پوچھا سب کیفیت نوجوان نے زن وشوہر سے بیان کی زن وشوہر نے کہا ای نوجوان نہ گھبراؤ وہ سحر کرین کہ ہفت سر کو دیوانہ بنا دین اور بہن کو اُسکی نکال لائین تمھارے ساتھ شادی کرین برات مین ہم بھی شریک ہون محتشم و احتشام اپنے زور دکھاتے ہوے ساتھ تھے نوجوان نے اپنے بھائی تمثیل نیزہ باز سے کہا کہ تم چلکر قلعے پر ٹھہرو طلسم کشا کو نہ آنے دو تمثیل نیزہ باز بالاے قلعہ آیا ہر کارے بر اسے خبر طلسم کشا روانہ کیے

ادہر طلسم کشا کو بعد جانے سنبل ہفت گیسو کے پریشانی ہوئی سردربار فرمایا کیون ای ملکہ سیماب ہمارا ارادہ ہی کہ تا بہ ہفت سر پہونچین سیماب نے کہا حضور کو متغیر پاتی ہون سنبل کیا کر گئی اُس روز سے حضور نہایت پریشان ہین ابھی راہ مین بڑے پہلوان سے مقابلہ ہی پہلوان

نوجوان زور آور پری فکر کرے گا دباؤ ڈالے گا کہ حضور پلٹ جائیں رستم نے اسیوقت حکم دیا لشکر تیار
ہوا اسیوقت لشکر تیار ہوا سیماب سے کہا تم الگ الگ آؤ سیماب نے ایک ابر تیار کیا لالہ عذار
وسیمین وغیرہ اس ابر میں مخفی ہوئیں اور آفتاب فلک سیر کاہن نیر اعظم بنکر بالائے آسمان چمکتا ہوا
چلا زیر ابر لشکر طلسم کشا روانہ ہوا یہاں کمیل نیزہ باز بالائے قلعہ بیٹھا ہی کہ نوبت نقارے کی آواز
کان میں آئی اور صحرا سے گرد اڑتی دیکھا طلسم کشا آگئے آگے پشت پہ دلکا لشکر پہلوان گینڈوں پر سوار نیزہ دار
نیزے چمکاتے ہوئے اس گرد سے لشکر ہویدا ہوا کمیل آمد لشکر رستم دیکھکر کانپ گیا قلعے سے
باہر نکلا مقابلے میں طلسم کشا کے آکر اترا طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان میں آیا پکار کر آواز دی طلسم کشا
کو بڑا اپنی جرأت پر ناز ہی میرے مقابلے میں آئیں تو حال معلوم ہو رستم نے گھوڑا نکالا
مرکب استر مالا کبود زیر ران طرارے بھرتا ہوا نیزہ ہلاتے ہوئے مقابلے میں کمیل کے
آئے کمیل نے جمال دیکھکر عرض کی آپ لائق مقابلہ بجائی صاحب تھے لیکن حربہ کیجیے اگر میں
زیر کرونگا تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا رستم نے کہا ہمارا دستور نہیں جب تیرے حربے سے پروردگار
بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے کمیل نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پہ روکا چالیس
طعنیں رد و بدل ہوئی تھیں کہ رستم نے گاٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے کمیل کے نکل گیا کمیل نے
قبضے پر ہاتھ رکھا خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھین لیں
کمیل نے گریبان میں ہاتھ ڈالا دونوں لپٹے ہوئے گھوڑوں سے اور گینڈے سے کودے کشتی
ہونے لگی رستم نے دنگ کر دیا جب بگڑ لائے دو تین گھسے مارے کہ زرہ پارہ پارہ ہوئی ماتھے
سے خون کے قطرے ٹپکنے لگے کمیل چاہتا ہی چت ہو جاؤں اس مصیبت سے بچوں ورنہ طلسم کشا
مار ڈالیگا پہروں رہے کشاکش کے زور ہونگے رستم نے دوڑے پندرہ قدم ریل کر لائے نعرہ
پہلا کے ہکا مارا دونوں گھٹنے آشنا بزمین ہوئے چاہا لنگر قائم کروں حریف زبردست کب لنگر
قائم ہونے دیتا ہی دونوں ہاتھ ستون کیے کمر میں ہاتھ ڈال کے زور کیا پہلے زور میں تا بزانو
دوسرے زور میں تا بسینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا اکھیڑ کر مارا چاروں شانے چت کرا
رستم کود کر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی کمیل نے کہا جبتک
زندہ ہوں غلامی سے گردن تابی نہ کروں گا کمیل کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا اپنی فوج سے

پکار کر آواز دی یارو مین نے اطاعت کی جسکو مذہب لات و منات کی خواہش ہو وہ میرے
لشکر سے نکل جائے نہین خدائے نادیدہ کو سجدہ کرے سب افسر دوڑ پڑے سب نے بدل و جان اطاعت
کی رستم کو کمیل لیے ہوے قلعے مین آیا تین دن رستم اُس قلعے مین رہے عملداری قایم کی چوتھے دن
کمیل کو اُسی مقام پر چھوڑا کمیل نے کہا مین ہمراہ رکاب رہون رستم نے کہا تمھارا قلعے پر رہنا
مناسب ہے کمیل کو یہین چھوڑا کچھ سوار یہان سے لے لیے اُن سب کو ساتھ لیکر کوچ کیا بہ فر فریدونی
و بہ حشمت جمشیدی روانہ ہوے یہان نوجوان زور آور تجمل و احتشام کو ساتھ لیے ہوے
قریب قلعہ ہفت سر پہونچا ہفت سر نے جو سُنا چار لاکھ فوج لیکر باہر آیا طبل جنگی بجایا یہ بھی کہلا
بھیجا کہ ای نوجوان تجکو قضا لیکر آئی ہی دیوانہ کر کے چھوڑ دونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوا کر دونون سردار
بارگاہون مین بیٹھے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی طلسم کشا بھی آکر پہونچے ایک طرف لشکر طلسم کشا کا اُترا ملکہ
سنبل ہفت گیسو جو بارگاہ مین بیٹھی تھین طلسم کشا کو جو دور سے دیکھا تاب صبر نہ رہی بھائی صاحب
کے سامنے سے اُٹھین بھائی نے پوچھا بھی کہ بی بی کہان چلین دیکھو تمھارے واسطے یہ فساد
برپا ہی نوجوان نے مجھیر بار اعلان لشکر کشی کی ملکہ نے کہا مین ابھی حاضر ہوتی ہون نوجوان کو
میرا سر کاٹ کے دیدیجیے اگر لڑائی پڑی تو ایسا سمجھتا ہونگا کہ روتا بیٹھا گھر جائیگا یہ کہکے ملکہ اُٹھکر
چلین چند مصاحبین بھی اُٹھین ملکہ نے اُنکو اشارہ کیا کہ بیٹھو ایک مصاحب شیرین نژاد رشک
قیس و فرہاد عاشق مزاج معشوقون کے سر کا تاج یہ بھی گئی اپنے ساتھ نہ چھوڑا جب ملکہ قصر مین آئین
شیرین نژاد نے پوچھا داری جسوقت سے لشکر طلسم کشا آیا اُسیوقت سے آپ کو پریشان پایا اگر
اپنے مقام پر انصاف کیجیے تو نوجوان بھی مرد مردانہ شیر فرزانہ ہی اگر طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا چیر پھاڑ
کے پھینک دیگا ملکہ نے کہا تو کیا جانے ذرا نوشیروان نامہ دیکھ کہ لندھور کو زیر چرخ کوہ
سا ہاتھی اُٹھایا تھا وہ زور کیا کہ باپ اسکے صاحبقران فرماتے تھے کہ ایسا زور ہمنے کبھی نہ کیا تھا
ہرچند کہ صاحبقران اٹھارہ برس کے بعد مین پردۂ قاف گئے دیوزادون سے لڑے
بڑے بڑے دیو نامی مارے مگر اُنھون نے یہ فرمایا کہ ایسا زور ہمنے کبھی نہ کیا تھا سات قدم تک لندھور
کو اُٹھا کر لیگئے فیل میمونہ پر ▪ سوار تھے اٹھارہ سو من کا گرز خواہی مین تھا پچاسی گز کا قد و
قامت گویا تین پہاڑ جنبش مین تھے وہ سب لے گا ڈنڈ کیا کہ تمام ہندوستان کے لوگ جا بجا کر

کرنے ہین ایسا کوئی معرکہ نوجوان کو بھی پڑا کسی مقام پر اپنے برابر کے پہلوان سے لڑا کم زور سیلے آنکو زیر کر لیا ہین مجھ سے شرط بدتی ہون کہ اگر رستم سے مقابلہ پڑا نوجوان کو جان بچانا مشکل پڑیگی یہی ارادہ کریگا کہ جان بچا کر بھاگون شیرین نژاد نے کہا داری کتابون کی باتون کا کیا اعتبار ساری شاعرون سے جو چاہا لکھدیا ملکہ نے کہا کہ گو رخ راست تو لیکن مجھ سے تمہین یہی چاہتے ہین کہ معرکہ اصلی لکھین جو گذرا ہو اُس سے قدم نہ ہٹائین ملا فیضی وغیرہ مصاحبان شاہ دہلی اُن دفترونکے مصنف ہین ساتھ ہی مثل فیضی اِن دفاتر کے مصنف ہین وہ بھلا خلاف لکھینگے یہ باتین تھین کہ لشکر سے نوجوان کے صداے طبل جنگ بلند ہوئی شیرین نژاد نے کہا دیکھیے تین لشکر مقابل ہین کسیکا حوصلہ نہ پڑا مگر اسی نے طبل جنگی بجوایا اب خبر ہفت سکوہی اُسنے بھی طبل جنگی بجوایا اُدھر رستم نے زبانی سمک کی سُنا اُنھون نے نوازش طبل کو حکم دیا شیرین نژاد نے کہا اگر آپ رضامند ہون تو مین جا کر نوجوان کو روک دون ہم لوگون کے پاس اُسنے پیام بھیجا تھا کہ کیسے مصاحبان خاص ہو کہ ملکہ کو نہین سمجھاتین جب میدان مین لڑائی پڑیگی لاکھون بندگان خدا ونہ قتل ہونگے بہتر یہ ہی کہ ملکہ کو سمجھا کر لے آؤ کل جو میدان مین آئیگا حصول مطلب واپس نہ ہوگا اگر مناسب جانیے اُسکو سر فراز کیجیے ملکہ نے آہ کی کہا شیرین نژاد تو کیا جانے تجھے ان باتون مین کیا دخل ہی فسانہ فرہاد و قیس سُنا معلوم ہوا کہ عاشق کو آرام نہین ملتا وہی کیفیت ہی تو ہمارے پاس سے جا جو ہمارے دل مین آئیگا وہ کرینگے ہمارا دلبر قابو نہین دیکھین یہ کمبخت کہا کرتا ہی انجام اسکا کیا ہو شیرین نژاد نے کہا مین جاتی ہون کہیے رستم کے پاس جاؤن کہیے نوجوان کے پاس ملکہ نے کہا تجھے اختیار ہو جہان تیرا جی چاہے وہان جا مین تجھے پیام نہین دیتی ہون میری تو عجب کیفیت ہو دل مین یہ صورت ہی

نظم

یاد گھر مین سے تجھے کیونکر کوئی مضطر نہ کرے
ای پری تیری طرح دل مین کوئی گھر نہ کرے

تیری پلکین کہین یاد آئین نہ مجھ وحشی کو
اور بے خود مجھے فصاد کا نشتر نہ کرے

صبحدم چونک کے آنکھ اپنی نہ کھوے دہری
آئنہ سامنے جبتک کہ سکندر نہ کرے

نوجوانو یہ وصیت ہو کسی عاشق کی ٹو
آگ مین کود پڑے عشق کوئی پر نہ کرے

بیوفا کے لیے فرہاد نے کی کوہ کنی
دل کو شیرین کی طرح سے کوئی پتھر نہ کرے

کامیاب اور ہوے ہم رہے محروم قبول
کبھی ایسی کسی عاشق سے مقدر نہ کرے

اس طرح رو رو کر ملکہ نے شعر پڑھے شیرین نژاد ہر چند کہ سخت دل تھی مگر بے اختیار رونے لگی
کہا کہ واری آپ کی باتوں میں تاثیر ہی ایک ایک کلمہ تیر ہی لونڈی پاس رستم کے جاتی ہی حال آپکی
بیتابی کا اُن تک پہونچاتی ہی آئندہ صبح کو جیسا ہو ملکہ نے کہا کہ ہمارے دل کو یقین ہی کہ وہ
شیر اس فیل پیکر پر غالب آئے بچے شیر کے فیل کو دھڑ کے مار کے بھگا دیتے ہیں
سب جانور تسخیر ہوتے ہیں مگر شیر کسی کے قابو میں نہیں آتا یہ شیر بیشۂ جرأت ہی شیرین نژاد
اُڑکر چلی لشکر طلسم کشا میں پہونچی رستم دربار میں بیٹھے یہی ذکر کر رہے ہیں سمک دربارگاہ پر اسی
فکر میں ٹہل رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ایک نازنین طاؤس اُڑاتی ہوئی آسمان سے
آتی ہی دربارگاہ پر آکر اُتری سمک نے بڑھکر سلام کیا شیرین نژاد نے پوچھا کہ آپ کو
طلسم کشا سے کیا توسل ہی سمک نے کہا کہ میں غلام قدیم شاطر اس شہریار کا ہوں یہ سنکر شیرین نژاد
نے کہا کہ ہماری طرف سے جاکر آداب عرض کرو اور کہو کہ ایک کنیز حضور کی مشتاق ہی سمک
نے جاکر عرض کی رستم سمجھے کہ شاید ملکہ آئیں خود اُٹھ کھڑے ہوئے دربارگاہ پر ٹہلتے
ہوئے آئے شیرین نژاد نے جھک کر سلام کیا رستم نے پوچھا کہ تمھارا نام نامی و اسم
گرامی کیا ہی کہا کنیز کو شیرین نژاد کہتے ہیں ملکہ سنبل ہفت گیسو کی مصاحب ہوں حضور
ملکہ کا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی پیغام لیکر آئی ہوں اگر حضور تکلیف کریں چند ساعت
کے لیے تشریف لے چلیں رستم نے کہا کہ ہم تو ساتھ چلنے کو موجود ہیں مگر وہ کیوں نہ آسکیں
شیرین نژاد نے کہا کہ اول تو خوف نوجوان زور آور دوسرے بھائی صاحب اُنکے نہایت
بدمزاج ہیں یہی خیال رکھتے ہیں کہ کہاں جاتی ہو دمبدم دریافت کرتے رہتے ہیں اسوجہ سے
کنیز کو بھیجا ہی شیرین نژاد نے ایک تخت تیار کیا اُسپر رستم کو بٹھالیا لیکر چلی لیکن نوجوان جو
بہت بیقرار تھا محتشم جادو نے کہا کہ آپ بیقرار نہوں میں جاکر ملکہ کو اُٹھائے لاتا ہوں یہ کہکر
محتشم جادو نوجوان سے رخصت ہوا اُڑتا ہوا آسمان پر چلا راہ میں اُسنے دیکھا طلسم کشا
تخت پر سوار ایک نازنین تخت اُٹھائے ہوئے جاتی ہی وہیں سے اسنے للکارا کہ ای طلسم کشا
اجل تمھاری گریبان گیر ہی منم محتشم جادو یہ کہکے جھپٹ کر قریب آیا اور ایک گرز رستم پر مارا
شیرین نژاد نے بڑھکر گرز کا ہاتھ گردن [illegible] میں شیر [illegible] دفعۃً [illegible] ہوئی زبان

بند ہوگئی اب تخت طرف زمین کے چلا محتشم سوچا کہ اگر یہ زمین پر گریگا تو ہاتھ پانوں ٹوٹ جائیں گے
اسنے بڑھکر پایۂ تخت کو سنبھالا لیکن شیرین نژاد پر وہ سحر کیا تھا کہ یہ طرف زمین کے چلی ہر چند چاہتی
تھی اپنے کو روکوں مگر نہیں رک سکی محتشم جھپٹ کر آسمان سے اترا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا رستم
نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام کلمات تحت کہتا ہوا قریب آیا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھکر کلائی
طلسم کشای پکڑی رستم نے بائیں ہاتھ سے اسکا ہاتھ تھاما داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ مار دیا پانچوں
انگلیاں جو پڑ گئیں رستم کا دست زبردست سرپنجۂ گردن سے محتشم کا اڑ گیا شیرین نژاد سنبھلی
قریب آکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالدیا کہا کہ ای شہریار دشمن کو آپ نے خوب مارا میں تو زمین پر گرتی ہڈیاں
پسلیاں چور ہو جاتیں رستم خاموش ہو رہے لیکن لاشہ محتشم زمین پر گرا احتشام اسکی زوجہ اودھر
سے آئی تھی لاشۂ شوہر کا دیکھکر منھ پیٹ لیا تڑپ کر بلند ہوئی شیرین نژاد کو دیکھکر برق بنکے
گری کہ شیرین نژاد کے دو ٹکڑے کیے طلسم کشا کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے برباد کن
خانمان ساحران عالم تو نے میرے شوہر کو مارا یہ کہکر گولہ مارا پہلو سے ایک سنہرا پنجہ پیدا
ہوا پنجے نے اس گولے کو جھٹکی ماری گولہ زمین پر گرا جو سحر احتشام کرتی ہی اسکا دفعیہ پیدا ہوجاتا
ہی پانچ چار طرح سے اسنے گولے مارے کوئی گولہ تا بہ طلسم کشا نہیں پہونچا پلٹ جو ہوا ہفت سر
اپنے قصر سے نکل آیا زمین پر لاش شیرین نژاد و محتشم دیکھا سر اٹھا کے دیکھا احتشام طلسم کشا
پر سحر کر رہی ہی اور سحر تاثیر نہیں کرتا جب قریب طلسم کشا کے پہونچا ہی ماش سے داہنے بائیں
میں گولہ اگر مارتی ہی سنہرا پنجہ پیدا ہوتا ہی گولے کو ہٹا دیتا ہی ہفت سر نے آواز دی کہ ای احتشام
زمین پر طلسم کشا کو گرا دے ما بدولت چیر پھاڑ کر کھا جائیں احتشام برق بنکے چاہا کہ تڑپ کر
گردن تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو طلسم کشا زمین پر گرے پہلو سے آواز آئی کہ خبردار اور ایک
جال پڑا کہ جال میں احتشام پھنسی وہ جال بلند ہوا یہ ثابت ہوا جال کھینچنے مارا ہفت سر
نے ایک گولہ مارا کہ جال کو توڑ کر گولہ نکلگیا احتشام چھوٹی چاہا کہ کڑک کر گردن تخت توڑدوں
اس خیال سے چلی کہ آسمان سے خنجر برسنے لگے آواز آئی کہ او کمینہ بیدرد طلسم کشا کو بیکس وارث
سمجھی ہی غلام انکے حاضر ہیں ہم آفتاب فلک سیر دس پانچ خنجر احتشام نے توڑے
ایک خنجر مثل برق کے تڑپا گلوگاہ پر پڑا سر کٹ کر اسکا زمین پر گرا آفتاب پایۂ تخت پر ہاتھ ڈال کر

اُتنے عرصے مین تخت کوسے بھاگا کہ احتشام کے مرنے کا اندھیرا ہوگیا تھا ہفت سر نے دیکھا کہ
لاشۂ احتشام زمین پر تڑپ رہا ہی اور تخت غائب ہوگیا لاشہ شیرین نژاد اُٹھوا کر ہفت سر
لایا ملکہ سے دریافت کیا کہ طلسم کشا کو یہ کیون لیتے گئی تھی ملکہ نے کہا کہ شاید شیرین نژاد جا کر طلسم کشا
پر عاشق ہوئی کہین لیے جاتی تھی زن دشوہر نے راہ مین گھیرا کاہن طلسم کہ ساحر زبردست اور تابعدار
طلسم کشا کا ہی وہ لڑبھڑ کر نکال لے گیا بھائی کے سامنے انکار کیا کہ نہین معلوم یہ لشکر طلسم کشا
مین کیونکر گئی اور کیون گئی مین نہین جانتی ہرچند ہفت سر نے دریافت کیا راز کی بات نہ کھلی
شیرون نے عرض کی دن چڑھ آیا لشکر میدان کارزار مین آتے جاتے ہین اور نوجوان بڑے
زور و شور سے اکڑتا ہوا میدان کارزار مین آیا پکارتا ہی کہ مین دونون لشکرون کو جواب دونگا طلسم کشا
کہ دشمن خداوندی ہی اس باعث سے اُسکو قتل کرونگا اور ہفت سر تو خاص حریف ہی یا اپنی بہن
کو دیگا یا قتل کرونگا مگر زن دشوہر کے مارے جانے سے مکدر ہی ملکہ نے کہا کہ بھائی صاحب ایسے
رذیل سے دور ہی رہنا بہتر ہی آپ ملاحظہ کرینگے مین دور سے سحر کرونگی آپ ملاحظہ فرمائیےگا اُسوقت
ہفت سر سوار ہوا ملکہ طاؤس زرین بال پر گئی لاکھو ساحر پشتہ پر بجر رنگ برنگ کرتے ہوے
گولے اُچھالتے ہوے میدان مین آکر پہونچے اُدھر سے نوجوان آیا ہی صفین جما رہا ہی رستم
کو جو کاہن لیکر آیا رستم کاہن پر خفا ہوے فرمایا کہ ای بہادر ہمارے مقدمے مین دخل نہ دیا کرو
ہمکو بہت ناگوار ہوا کہا کہ ای شہریار ساحر و غیر ساحر سے بڑا فرق ہی اگر غلام معروف نہ ہوتا بندگان
عالی کے واسطے بڑی مشکل تھی خیر خواہان دولت نے عرض کی کہ دونون حریفون کے لشکر میدان
مین آگئے رستم نے فوراً اسلاح ذات پر آراستہ کیے لشکر ساحران و غیر ساحران کے آگے آگے
سمک رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے میدان مین آکر پہونچے دیکھا کہ ایکطرف لشکر زورآور اور ایک جانب
لشکر ہفت سر لیکن زورآور نے جو طلسم کشا کو بہ این شوکت و شان دیکھا جل گیا گینڈے کو بڑھا کر
سراپا میدان کا دکھایا نیزہ ہلایا کیا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان و ای زبردستان جسکو تمنا
مرگ کی ہو وہ نکلے منم نوجوان زورآور اگر ارادہ کرون تو پہاڑ کو اُکھیڑ کر پھینک دون گا وزمین
میری فوج کا بار نہ اُٹھا سکے سوائے طلسم کشا کے اور کسی کو نہین چاہتا رستم نے مرکب نکالا
کاہن نے کئی مرتبہ عرض کی کہ غلام جائے لشکر ساحران جا کر اگر ای ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ سحر کرین تو باعث

خرابی ہو رستم نے نہ مانا فرمایا ہمارے قبلہ و کعبہ کا قانون نہین جسکو حریف بلائے وہی میدان مین جائے
اب ہم مرکب نکال چکے تمکو نہ روکو یہ فرما کر گھوڑا بڑھایا گھوڑے نے کنوتی بدلی آنکھین ابل پڑین
فرفر نتھنون سے صدا بلند طرارے بھرتا ہوا آتا ہو ملکہ نے جو دیکھا کہ طلسم کشا برائے مقابلہ نوجوان
آ پہونچے بہ نگاہ غور دیکھنے لگین آکر نگاور زن ہوے پانچ قدم گینڈا نوجوان کا اور تین قدم رستم کا
گھوڑا پیچھے ہٹا ملکہ خوش ہوئین زور آور ہے جو جمال رستم دیکھا جل گیا جی مین کہتا ہو کہ یہ تو خود
معشوق ہی کیون نہ اسکو ناز مین جاے ہم پہلوان سپاہی وضع لیکن لازم یہ ہو کہ سامنے معشوقہ کے اسکو
چیر کر پھینک دون کہ معلوم ہو سپہ گری یہ چیز ہی یہ کہکر طرف لشکر ہفت سر کے دیکھا نیزہ طلسم کشا پر
مارا طلسم کشا نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی تینون لشکر دیکھ رہے ہین اور ملکہ سنبل
بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہین ہر مرتبہ فرماتی ہین کہ دیکھو طلسم کشا نے زیادتی کی کیا لطف سے بند نیزے
کے کھول رہے ہین ہر مرتبہ خانہ زرہ مین سنان نیزہ رکھ دیتے ہین جسم سیاہ اُسکا اُسپر قطرہ خون کا ابھر
آتا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ تختہ آہن پر سرخ نقطے دیتے جاتے ہین دیکھنے والے تعریفین کرتے
ہین ہر ایک کا قول ہی یہ فرزند صاحبقران فنون سپہ گری مین طاق علوم و فنون مین شہرۂ آفاق اِنسے
کون سر بر ہو سکتا ہی چالیس طعنین رد و بدل ہوئین اکتالیسوین طعن پر وہ پیچھے ہٹ گیا رستم نے
نیزہ گانٹھ کر تھپیڑ امار اکہ نیزہ ہاتھ سے نکل گیا اُسنے پکار کر آواز دی کہ ای طلسم کشا یہ وہ تلوار ہی کہ اگر پہاڑ
پر ماردون تو تا بہ بیخ کاٹون یہ کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ کپتیان پر روکا ملکہ خوش ہو کر
اُچھل پڑین بے اختیار منھ سے نکل گیا فنون سپہ گری انکے ملازم ہین کیا وار روکا ہی اُلجھا دے سے
ہاتھ نکال کر آواز دی کہ او مغرور خبردار ہاتھ تیغہ کپتیان کا مارا اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ
کپتیان سات سو من کا تیغہ دست زبردست رستم سے سپر کے دو ٹکڑے جیسے سپر کو کاٹکر خود و
دو بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹکر سراسر گلے جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مثل قطرۂ آب صندوق سینے
سے مانند سیماب اُتر کے بناے فساد کو ویران کر کے مع گینڈے چار ٹکڑے کیے ملازم اسکے چار پانچ
لاکھ لاش اپنے آقا کی دیکھکر تلوارین کھینچکر رستم پر آ پڑے سحر کرتے ہوے جو یہ لوگ بڑھے سیماب تن پر
گری ایک طرف سے کاہن سے بڑھکر گود مار کہ سی کے سر جھٹے ملازمان نوجوان بجانبازی لڑ رہے
ہین چاہتے کہ طلسم کشا کو پکڑ لین ساحر دوڑنے آکر رستم کو گھیر لیا ملکہ سنبل نے بھائی سے کہا کہ اگر تمھاری خوشی ہو

توہم باغی کے لشکر کو تباہ کرین ہفت سر نے کہا کہ لیناان جادون کو مار لو ملکہ ملاءمین اُڑ اسکے بیچ غول
مین فوج کے پہونچین چار طرف چار گولے ملکہ سبز گوے مین دس پانچ کے سر پھٹے اور سو دو سو کے سر اُڑ گئے
قلب فوج مین انقباد جادو کہ سپہ سالار لشکر ہی فوج کو ترغیب دیتا ہوا علمدار کو بڑھاتے ہوے آتا ہی
جہان علم ٹھہرا دیا اُسی نشان پر فوج جم جاتی ہی انقباد بھی جم کے سحر کرتا ہی ہزار ہا غیر ساحر ونکو اسنے
مارا جب گولہ پھینکا اُس سے دھوان نکلا سو دو سو نابینا ہوے زیر کوہ سر شکر اکر مر گئے رستم ملازمون کے
مرے پر کف افسوس ملکر رہجاتے ہین چاہتے ہین کہ جاکر انقباد کو قتل کردن فوجون کا اُسکے ساتھ
جماؤ ہی ایک پلٹن کو ہٹایا دوسرا رسالہ آکر جم گیا ایک رسالہ ہٹا دو پلٹنین آکر جم گئین تا بہ انقباد پہونچنا
دشوار ہی ملکہ نے جو کئی مرتبہ دور سے اُسکی بدعت دیکھی اور رستم کو کبیدہ دیکھا بہت ناگوار ہوا ملکہ نے
پکار کر آواز دی کہ او نامرد ساحر پر سحر کر غیر ساحرون کو قتل کرکے بہت پھولا ہی شوکت پر سحر کرکے
اپنے کو بھولا ہی اسنے گولہ ملکہ پر مارا ملکہ نے اُس گولے کو ہاتھ پر روک لیا اپنا قطرہ خون کا اُسپر ڈالا
آواز دی ای باغ دہار رنگ بہار دکھا دے جیسے ہی گولہ مارا گولہ جاکر پھٹا نخل جھومے سر سبز ہو ہلنے
پتون نے تالیان بجائین رخ گل پر سرخی آئی غنچے چٹکے طائر زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کرنے لگے گولہ
جو پھٹا اُس سے دھوان جو نکلا ایک ابر سیاہ بنکر تیار ہوا ابر سیاہ سے تلوارین برسنے لگین اُس ابر
سے آواز آئی کہ ای انقباد صاحب بیداد ذرا سر اٹھا کے دیکھو اسنے سر اُٹھایا دیکھا تکہ ابر پھٹا
ایک نازنین مہ جبین سے سر کا لالا کھا ہونٹون پر جما ہوا اُسپر سرخی خون عاشق ہونٹون سے
مسیحائی ظاہر دندان گوہر آبدار بلکہ آب گوہر پانی بھرے دہن غنچہ گلزار خوبی قد سرو باغ محبوبی
کاکلین چہرے پہ لہرا رہی ہین یہی چاہتی ہین کہ دل عاشق کو ڈسین یا زنجیرین ہین کہ چاہنے والے
کو اُسین کسین انقباد ٹھہرا کر بے اختیار پکار اُٹھا نظم

اُسکا مقتول ہون مین جسکا بدن ڈہرا ہی	گو اکہرا ہی مرا جسم کفن ڈہرا ہی
جسے اقرار تھا آنے کا گیا غیر کے گھر	تجھسے شکوہ ہے مجھے ای عہد شکن ڈہرا ہی
رنگ ہی پر نہ وہ بو اور نہ وہ بو تجھ مین	ذوق اُن زلفون کو ای مشک ختن ڈہرا ہی
کوے جانان مین گیا ہی تو عدم کا ہی کوچ	روح ایک اور سفر ای اہل وطن ڈہرا ہی
باغ مین سیر رخ یار بھی ہو مدت بعد	آج پھولا ہوا نظر دن مین چمن ڈہرا ہی

بکھری زلفون مین جو ہین چاند سے دونون عارض | ہم سمجھتے ہین کہ یہ چاند گہن ٹھہرا ہی
ہوش بیہوش کو آجاتا ہی ہشیار کو غش | ایک ہی پر مژہ سیب ذقن ٹھہرا ہی
قد موزون سے مگر بار خجالت پایا | آج نرگس سے لیے ای سرو چمن ٹھہرا ہی
کان تک پہونچا تو عارض سے ملی اور چمک | آب مین آگے سے اب دُرِ عدن ٹھہرا ہی
خار غم سینے مین اور پانون مین صحرا کے خار | غم یاد وطن و اہل وطن ٹھہرا ہی
کوے جانان کی فضا ہی نہ بیان جانان ہی | دشت غربت مین غم ای اہل وطن ٹھہرا ہی
شمع فانوس سے روشن وہ سراپا ہی قبول | گو کہ دو ہر تلے پنہان وہ بدن ٹھہرا ہی

جب اسطرح اُس نازنین نے یہ اشعار انقباد سے سُنے ہنس کر آواز دی کہ ارے کیون دیوانہ
ہوا ہی ساتھ والون کو تو ساتھ لے دیکھ صحرا کس بہار پر ہی عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی سُن رہا ہی
کیا کیا غزلین گاتی ہین خاص تجھی کو سُناتی ہین تو کتنی فوج کا افسر ہی انقباد نے آواز دی ساٹھ
ہزار فوج کا افسر ہون اُس نازنین نے کہا کہ اُن سب کو ساتھ لے اپنے قلعے پر چل کمیل نیزہ باز
سے جنگ کرنا لیکن جو کام کرنا ہماری یاد رہے بھُول نہ جانا ہم منزلون سے تیرے مشتاق ہوکر
آئے تجکو بھی کچھ خیال رہے یہ کہنا تھا کہ انقباد نے گینڈا پھیرا پکار کر آواز دی کہ بھائیو آؤ اب اس
کشاکش سے نکل چلو افسر نے ناحق جان دی طلسم کشا کو کیا سمجھا تھا طلسم کشا حقیقت مین رُستم
ہی دیکھو کس زور سے لڑ رہا ہی جس غول پر گیا افسری کو تاک کر مارا فوجون کو بے سردار کر دیا
لاشون سے افسرون کے میدان بھر دیا اب اس جوان سے مقابلہ کیا ضرور اپنے قلعے پر جا کر
سمجھ لین گے ساٹھ ہزار جوان اسکی پشت پر آئے علم فوج بھی ساتھ ہو سب کو لیکر طرف قلعے کے
چلا جب نظرون سے سبکی وہ نابود ہوا ملکہ نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ ابر سیاہ اور وہ نازنین غائب
جنگل مین پھر خاک اُڑنے لگی رنگ زرد چہرون کے تغیر ہفت سر نے طبل امان بجوایا رُستم بھی اپنی فوج لیکر چلنے
کا ہن ہنستا ہوا حاضر ہوا عرض کی کہ ای شہریار آج جنگ مین ملکہ سنبل ہفت گیسو نے کیا کار نمایان کیا
کہ انقباد کو دیوانہ کرکے طرف قلعے کے روانہ کیا اب وہ قلعے پر جاکر آفت برپا کرےگا رستم نے کہا کہ
وہ قلعہ تو اسلام آباد ہی کاہن نے عرض کی کہ جو کچھ ہو وہ اب پھیرے تو پھر سے ملکہ جو ملیٹ کر آئین
بھائی سے کہا کہ آپ نے دیکھا مین نے انقباد کو کہان روانہ کر دیا اب جاکر قلعہ ویران کرےگا مُنکر

ہفت سر نے کہا کہ طلسم کشا برائے حصول زرہ ہفت جوش و تیغۂ ہفت جوہر آیا ہی اسکے لیے
کیا تدبیر کرون ملکہ نے کہا کہ آپ بیٹھیے ہم اسکی بھی تدبیر کرلین گے یہ کہکر طاؤس پر سوار ہوئی طرف لشکر طلسم کشا
کے چلی یہان رستم بیٹھے ہین کہ ملکہ آکر پہونچین رستم نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تمنے القباد کو طرف قلعے
کے روانہ کردیا وہ جاکر وہان آفت برپا کریگا وہان کمیل نیزہ باز ہی وہ مسلمان ہوچکا ہی ہم اس قلعے
کو فتح کرائے ہین اگر ہوسکے تو اسکو روکو ملکہ نے کہا کہ کنیز ابھی رکتی ہی یہ کہکے ایک گولہ اسطرف پھینکا
اور آواز دی کہ ای بہار پیرا القباد کو چھوڑ دے وقت وہ تھا کہ القباد سامنے قلعے کے پہونچا تھا چاہتا
تھا کہ قلعے پر یلغر کرے کہ ایک ہوا سے سرد چلی القباد رک گیا کمیل کے قدمونکو بوسہ دیا کہا کہ تمھارے
آقا نے مجکو بھیجا ہی مین تمھارے ساتھ قلعے کی حفاظت کرونگا کمیل و القباد قلعے مین رہنے لگے ہتھار
مین اپنے آقا کے بیٹھے ہین ہرکارے واسطے خبر کے روانہ کردیے کہ دیکھو آقا کس مقام پر ہین ہرکارے
روانہ ہوگئے یہان ملکہ نے بعد انتظام القباد و رستم سے عرض کی کہ آپ لشکر کو لیے فروکش
رہین ہفت سر کو خوف پیدا ہوا ہی اور کثیر فکر مین ہی نہین معلوم اُسنے زرہ ہفت جوش و تیغۂ
ہفت جوہر کہان رکھا ہی اس قلعے مین نہین ہی اور ہفت سر آپکے آنے سے کانپ رہا ہی
جسدن اُسنے مجکو بتایا مین لاکر حاضر خدمت کردونگی کیا مجال ہو کہ کوئی اس مقدمہ خاص مین دخل دے
یہ کہکے ملکہ رخصت ہوئین اپنے قصر مین آئین اسباب سحر رکھ کے باہر نکلین ہفت سر نے
پوچھا کہ ای نور نظر کہان گئی تھین ملکہ نے کہا کہ کہین نہین مگر بھائی صاحب آٹھ پہر اسی فکر مین ہون کہ طلسم کشا
کو گرفتار کرون سیماب و کاہن آٹھ پہر اُسکے ساتھ رہتے ہین لیکن بھائی صاحب یہ تو بتائیے
کہ آپنے تیغۂ ہفت جوہر و زرہ ہفت جوش کہان رکھی ہی اگر مجکو معلوم ہو تو مین بھی اپنے
موکل مقرر کرون وہان کوئی نہ جاسکے ہفت سر نے کہا کہ ای نور نظر یہان سے بارہ کوس
پر ایک قلعہ ہی اُسکو قلعۂ لقمان ثانی کہتے ہین لقمان بُردبار وہانکا حاکم و ناظم ہی اُسکے قبضے مین
تیغ ہی اور زرہ ہفت جوش وہانسے آگے بڑھکر بارہ کوس پر ایک اور قلعہ ہی اور قلعۂ زنار ہی اُسکا
نقیب ہی ملکہ زنار بلا افگن وہانکی حاکم و ناظم ہی جب یہ دونون قلعے فتح ہون تو یہ اشیا ملین مگر تم کسی سے
یہ ذکر نہ کرنا تمام طلسم مین مشہور ہی کہ ہفت سر حاکم اشیاے مذکور ہی طلسم کشا آیا ہی پڑا رہیگا آخر
مجبور ہوکر چلا جائیگا مجھسے ان اشیا کو کیونکر پائیگا ملکہ سنبل ہفت گیسو یہ سنکر خاموش ہو رہین کہا

بھائی صاحب بھلا مین ذکر کرونگی سحر روانہ کرتی ہون قلعۂ لقمان ثانی پر کہ قلعے کو گھیرے رہے جو کوئی جانے کا قصد کرے اُسے روکے قلعے مین نہ جانے دے تب روز یہان یہ معرکہ درپیش ہوا لقمان بُرد بار کو ہرکارون نے خبر دی کہ طلسم کشا تا بہ قلعۂ ہفت سر پہونچ گیا بعد استیصال ہفت طلسم کشا اسلاف کا رنج کریگا اسنے چند نقاش مقرر کیے کہ طلسم کشا کی تصویرین ذ نقاش روانہ ہوے لشکر رُستم مین آئے ایک نقاش بہزاد نامے نہایت دلیر اور کارروان ہر وقت دربار بارگاہ طلسم کشا مین آیا جھک کر سلام کیا عرض کی کہ ای شہریار امیدوار ہون سرکار کی تصویر کھینچون تمام طلسم مین تصویر آپ کی بھیجی جائیگی کہ تمام شاہان دربند دیکھین اور تصویر دیکھکر خائف ہون رُستم نے کہا کہ کھینچ لو بہزاد نے تصویر کھینچی تصویر کھینچ کرکے گیا لاکے لقمان بُردبار کو دی لقمان تصویر لیے ہوے اُٹھا بیٹی اسکی شعلۂ جوالہ نہایت حسین ہی اسکو دیکر کہا ای نور نظر اس شکل کے آدمی کو جو کوئی لائے قدرت پر احسان ہوگا شعلۂ جوالہ نے وہ تصویر ہاتھ مین لی بغور دیکھا کہ ایک جوان شیر صولت رُستم شوکت دنگل زرین پر بیٹھا ہی تیغہ کمر مین قریب دنگل زرین پشت پر ایک پیارغل گلدستے کے کھڑا ہی مگس رانی کررہا ہی گرد بڑے بڑے ساحر تصویر زیبا دیکھکر شعلۂ جوالہ بہت بھڑکی مگر کیا جواب دے دل پر صدمہ لیا یات بھر جاگی تڑپا کی اسی خیال مین کہ اس شیر تک کیونکر پہونچون آخر خیال مین آیا کہ سنبل ہفت گیسو قلعۂ ہشت سر پر موجود ہی وہ ہماری دوست ہو اُس سے چلکر بیان کرین وہ نہایت عقیل ہی شاید کوئی تدبیر بتائے یہ سوچ کر طاؤس پر سوار ہوئی طرف قلعۂ ہفت سر کے چلی یہان ملکہ سنبل ہفت گیسو اپنے قصر مین بیٹھی ہین کہ لکۂ ابر سامنے سے پیدا ہوا ملکہ سنبل کھڑی ہوگئین رفیقون سے کہا کہ ہماری بہن آتی ہین استقبال کرکے شعلۂ جوالہ کو مسند پر بٹھایا بعد شراب و کباب پوچھا مزاج کیسا ہی شعلۂ جوالہ نے آہ کی کہا کہ تم ہمارے رنج و راحت کی شریک ہو ہماری عجب کیفیت ہی اتو یہ صورت ہی

نظم

شوق دیدار مین جو حد سے گذر جاتا ہون
یار آنے نہین پاتا ہی کہ مرجاتا ہون

حال دل کرتا ہون اوروں کے فسانے مین بیان
نام جب پوچھتے ہین صاف مُکر جاتا ہون

روح آتی ہی شہیدون کی سے استقبال
سر بکف کوچۂ قاتل مین اگر جاتا ہون

موت آجائے تو جانون کہ ہوا آج وصال
کب شب ہجر کے آنیسے مین ڈر جاتا ہون

کربلا کوچۂ سفاک ہی قاصد نہ پھرا
سر بکف آپ مین لینے کو خبر جاتا ہون

نہ ملا مجکو کہین عالم امکان مین پتہ
اب عدم ڈھونڈھنے کو اُن کی کمر جاتا ہون

ہین وہ عیار تو مین بھی نہین اُنسے کچھ کم
بوسے لیتا ہون اور صاف مکر جاتا ہون

بزم اغیار مین جب وہ نہین ہوتے ہین دوچار
خود بخود چشمون کی نظرون سے اُتر جاتا ہون

رُخ کا مشتاق ہون اور زلف کا سودائی ہون
کوچۂ یار مین ہر شام و سحر جاتا ہون

قیس و فرہاد مرا ساتھ بھلا کیا دینگے
منزل عشق مین مین اُنسے گذر جاتا ہون

جاکے کرتا ہون کبھی پیر مغان سے بیعت
توبہ واعظ کے کبھی سامنے کر جاتا ہون

شب معراج سے مجھے ہوتی ہی رعنا شب ہجر
روے جانان کے تصور مین جو مر جاتا ہون

اِس طرح سے یہ اشعار شعلۂ جوالہ نے پڑھے سنبل تو خود چوٹ کھائے ہوے تھی یہ اشعار سنکر بیقرار ہو گئی کہا کہ کیون شعلۂ جوالہ اسقدر گرم مزاج ہو رہی ہو کہ باتون مین دہن سے دھوان نکلتا ہی شاید کلیجہ جلتا ہی کس ظالم پر مائل ہو مین کسکے تیغ ابرو کی گھائل ہو مین ملکہ نے بغل سے تصویر نکالکر سامنے سنبل کے پیش کی کہا کہ اس ظالم نے متاع صبر و شکیبائی کو لوٹا سنبل نے دیکھا کہ تصویر طلسم کشا ہی گھبرا گئی مگر سوچی کہ طلسم کشا تو اپنے زمانے کا یوسف ہی جو دیکھیگا وہ عاشق ہوگا لیکن یہ دختر لقمان بُردبار ہی جو تخفے کا حاکم ہی اسکی ذات سے بہت بلے گا یہ سوچکر کہا کہ وہان دربار یوسفی ہی جسوقت جا ہو چلی جاؤ وہان روک ٹوک نہین ہی عاشق پہلو مین بیٹھے ہین ملک و مال چھوڑکر ساتھ دیا سلطنت چھوڑی طلسم کشا بھی اُنپر مہربان ہین تم بھی چلی جاؤ دیکھو تو مین سفارش نامہ لکھدون شعلۂ جوالہ نے کہا کہ کیا تمکو طلسم کشا پہچانتے ہین سنبل نے کہا کہ تحریر سے آگاہ ہو جائینگے تمکو بھی پہچانینگے سنبل نے رقعہ لکھا کہ ای پروردۂ صبح ازل و غزال صحراے بے اعتنائی زاد اللہ حسنکم شعلۂ جوالہ طالب دیدار فیض آثار حاضر خدمت فیضدرجت ہوتی ہین دیدار سے اُنکو سرفراز فرمائیے زرہ ہفت جوش کا اُنسے پتہ ملیگا اُنپر سرفرازی فرمائیے گا راقمہ رقیمہ نیاز سنبل ہفت گیسو عاشق جمال یہ رقعہ شعلۂ جوالہ کو دیا کہا کہ وہین اُسکے ذریعہ سے جاؤ شعلۂ جوالہ طاؤس پر سوار ہوئی رقعہ لیکر چلی یہان دربار مین رستم بیٹھے ہین کاہن سے باتین کر رہے ہین یہ ذکر درپیش ہی کہ دیکھیے زرہ ہفت جوش کیونکر ملے کہ برق چمکی شعلۂ جوالہ آکر پہونچی زمین پر آئی طلسم کشا کو دیکھا کہ تجمل شوکت پر جلوہ فرما ہین یا تو

تصویر دیکھی تھی یا صاحب تصویر کو دیکھا پسینہ آگیا رعب و دبدبہ دیکھکر بے تسلیم خم ہوئی رستم نے بھی
جمال بیمثال شعلۂ جوالہ کا دیکھا کہ عارض رشک قمر ہین سیمبر سمن عذار سرو قد خورشید خد شیرین گفتار ہو زدن
رفتار روانت گوہر لبون مین سجائی سراپا کی رعنائی و زیبائی دیکھکر فرمایا کہ ای محبوب دلنواز کیونکر
آنیکا اتفاق ہوا شعلۂ جوالہ نے وہ رقعہ پیش کیا رستم نے وہ رقعہ پڑھکر کاہن کو دیا کاہن نے
بڑے اعزاز و اکرام سے شعلۂ جوالہ کو بٹھایا جب شعلۂ جوالہ بیٹھ چکی کاہن نے کہا کہ ای ملکۂ عالم
تمھارے والد نامدار زرہ ہفت جوش کے حاکم ہین ہو سکتا ہی کہ زرہ ملے شعلہ نے کہا کہ طلسم کشا
میرے ساتھ چلین مین بیرون شہر ایک پہاڑی پر اُنکو ٹھہراؤن جا کے دریافت کرون جسطرح
بنے زرہ ہفت جوش لاکر شاہزادے تک پہونچاؤن اور تیغۂ ہفت جوہر کی بھی تدبیر کرونگی
طلسم کشا تیغہ ٹیک کر اُٹھے شعلۂ جوالہ نے اپنے ہمراہ طاؤس پر سوار کر لیا سمک نے
بھی اُچک کے طاؤس کی دم پکڑ لی شعلۂ جوالہ نے کہا بھی کہ تنہا آپ چلین کاہن نے کہا کہ آقا کو اکیلا
نہ جانے دینگے مقام خوف ہی ہم بھی ساتھ چلینگے لالہ عذار نے کہا کہ مین بھی چلون سیماب جادو
وغیرہ یہ سب ہمراہ طلسم کشا ہین شعلۂ جوالہ نے طاؤس اُڑایا اور عقب مین یہ لوگ بھی چلے ایکطرف
سے کاہن اور ایک طرف سے لالہ عذار اور ایک طرف سے سیماب اور ایک طرف سے
سیمتن روانہ ہوئین شعلۂ جوالہ کوہ عجائب پر آئی طلسم کشا کو لاکر مع عیار کوہ عجائب پر اُتارا
سمک ساتھ ہی شعلۂ جوالہ طرف قلعے کے گئی لقمان بُردبار بیٹھا تھا کہ بیٹی آکر پہونچی کہا کہ کیون والد
اب طلسم کشا جب قلعۂ ہفت سر کو تسخیر کریگا اور وہان زرہ ہفت جوش نہ پائیگا تو پھر اسطرف
کا ارادہ کریگا اس وقت مشکل پڑیگی زرہ ہفت جوش آپ نے کہان رکھی ہی لقمان نے کہا کہ ای
نور نظر تیری باتون سے مجھے کھٹکا ہوتا ہی نازنینان مہ جبینان نے ملک مٹانے مین نہ بتاؤنگا ملکہ شعلہ
خاموش بیٹھی ہین باپ کی بات کا جواب نہین دیتین کہ وزیر اعظم لقمان بُردبار کا آیا اُسنے دست بستہ
عرض کی کہ اگر حکم ہو تو خزانے سے زرہ کو نکال لاؤن ہر چند لقمان نے اشارہ کیا وزیر یہی کہے
جاتا ہی کہ خزانے مین رکھنا ایسے تحفۂ نایاب کا مناسب نہین شعلۂ جوالہ نے وزیر سے پوچھا وزیر
نے صاف کہدیا کہ زرہ ہفت جوش خزانے مین ہی آپ اُسکے لانے کا حکم دین تو مین دبلنے
اُٹھا لاؤن لقمان تو خاموش ہو رہا وزیر اعظم چلا کہ زرہ نکالون ملکہ نے وزیر کو اشارہ کیا کہ زرہ

ہمارے پاس لاؤ بادا جان کی عقل مین فتور ہی اور یہ بات عقل سے سراسر دور ہی کہ **زرہ ہفت جوش**
ایسے ہنگامے مین کسی اور کے پاس رہے وزیر نے جاکر زرہ نکالی پاس ملکہ کے آیا عرض کی کہ غلام
زرہ نکال لایا ملکہ نے زرہ لے لی کہا کہ لشکر مین جاؤ لشکر کا انتظام کرو فوجین ہر وقت تیار رہین وزیر
فوج مین گیا سردارون کو ہوشیار کرتا پھرتا ہی کہ یارو ہوشیار رہو جتنی فوج جسکے سپرد ہی شاہ کا حکم ہی کہ وہ
تیار رہے اب ملکہ نے زرہ پائی خیال مین آیا کہ چل کر رستم کو دیدیجیے یہان رستم جس گوشے مین ملکہ
تھا گئین وہین بیٹھے ہین **سمک** پھرنے لگا گلستان کو دیکھتا پھرتا ہی قضاے کار **عجائب جادو** جو اُس
کوہ کی حاکم ہی اُسکی کنیز **صندل** نامے کسی کام کو نکلی تھی اُسنے دیکھا کہ ایک عیار وضع قلندرو زلفی
سے آراستہ بالاے کوہ پھر رہا ہی اُسنے سحر کیا **سمک** چلتے چلتے رُکا **سمک** کو پکڑ کے پاس **عجائب جادو**
کے لیگئی کہا کہ حضور یہ مکار کہان سے آیا آپ کے پہاڑ پر پھر رہا تھا خوف صاف ظاہر تھا کہ یہ پہاڑ
کے حاکم ہین **عجائب** نے پوچھا کہ اے تو کسکے ساتھ آیا اس **کوہ عجائب** پر کہ کمند وہم وخیال
بھی نہین پہونچی تو کیونکر پہونچا **سمک** نے کہا کہ ملکہ **شعلہ جوالہ** بیٹی **لقمان بُرد بار** کی آسمان پر
اُڑا کے لائین آقا کو بھی پہاڑ پر اُتارا ہین اُنکا عیار ہون **سمک بن عمرو** میرا نام ہی وہ زرہ لینے
گئی ہین ہم اُنکا انتظار کرتے تھے اسوجہ سے پہاڑ پر پھر رہے تھے پوچھا اُسنے کہ آقا تمھارے
کہان ہین **سمک** نے کہا کہ وہین پہاڑ پر بیٹھے ہین چل کر گرفتار کرلو **عجائب جادو** اُٹھی آکے دور سے
دیکھا کہ ایک جوان حور مثال آفتاب جمال مثل شیر کے بیٹھا ہوا ہی قضاے کار **عجائب** نے ایک
گوشے سے چھپکر دیکھا کہ گھاٹی سے کوئی ایک شیر ببر نکلا دھڑوکا مار کر رستم پر آیا دو تون پنجہ مارے
کہ گوشت جسم کا نچ لون رستم نے تلوار کھینچ کر ایک ہاتھ مارا کہ دونون اگلے ہاتھ شیر کے اُڑ گئے
منھ کے بل زمین پر گرا رستم نے اُٹھکر دوسرا ہاتھ مارا کہ شیر کے دو ٹکڑے ہوے شیر کو مار کر
پھر بہ اطمینان بیٹھے **عجائب جادو** اس جرأت پر عاشق ہوگئی اسیر طرہ گیسو و ذبح خنجر ابرو ہوئی
نظارہ جمال دور سے کرنے لگی اسی عرصے مین **شعلہ جوالہ** زرہ لیے ہوے آئی لاکر رستم کو دی رستم نے
کہا کہ عیار ہمارا کہان ہی **شعلہ جوالہ** پہاڑ پر ڈھونڈھتی ہوئی چلی **عجائب** نے دل مین کہا کہ اگر یہ میرے
مکان پر پہونچ جائیگی وہان اُسکو قید دیکھیگی تو برہم ہوگی مین اسکو سحر کرکے گرفتار کرون رستم نے
زرہ کو پہن لیا **عجائب** نے پشت پر آکر سحر کیا **شعلہ جوالہ** رُکی ایک نخل کے سائے مین **شعلہ** کو روکا۔

آپ یہان سے بھاگی جاکر لقمان بُردبار سے خبر کی کہ آپ کی بیٹی نے غضب کیا طلسم کشا کو لائی طلسم کشا زرہ ہفت جوش پہنے ہوے بالا سے کوہ بیٹھے ہین عیار اُنکا میرے مکان پر قید ہی لیکن وہ شیر نہایت صاحب جرأت و شوکت ہی آپ کو چاہیے کہ مجکو سحر کرکے بصورت ملکہ شعلہ جوالہ بنا ئیے مین زرہ و کلاہ ہفت گوشہ اُنسے لے لون تب آکے گرفتار کیجیے لقمان نے یہی کیا کہ سحر کرکے عجائب کو بشکل شعلہ بنادیا عجائب سامنے رُستم کے آئی کہا کہ ای شہریار ابھی تک عیار کا پتہ نہین لگا زرہ ذرا مجھے دیجیے مین باپ کو بھی گرفتار کرلون رُستم نے بلاتکلف اُتار کے دیدی کہا کلاہ بھی برلے چند ساعت دیجیے رُستم نے کلاہ ہفت گوشہ بھی دیدی دونون چیزین لیکر اُسنے للکارا کہ ای طلسم کشا تمھاری قضا کھینچ لیکر یہان آئی تھی بی شعلہ جوالہ بھی گرفتار ہوگئین منم عجائب جادو عجائب کی آواز سُنکر لقمان بُردبار بھی آیا لقمان نے سحر کیا کہ تلوار ہاتھ سے گر پڑی زمین سے پانون تھام لیے لقمان نے عجائب سے اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو اُٹھا لے عجائب نے سحر کیا کہ آگے آگے عجائب پیچھے اسکے رُستم چلے مگر دعائین مانگتے ہوے کہ ای رب پاک ذات اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے آپ سُتھے زرہ لینے پر گرفتار ہوے اب نہین معلوم کہ یہ کہان لیجائے تو رحیم و کریم و سمیع و علیم ہی **نظم**

میرسد آخر بگوش حق صداے مستغیث | مرحبا گوید خدا بر نالہا ے مستغیث
کوہ گردد کاہ از سوز صداے مستغیث | موم گردد سنگ خارا از نواے مستغیث
حاکم از حال دل محکوم میدارد خبر | قاضی الحاجات داند مقتضاے مستغیث
یا رسے یا بد بجز سایل بدربار شہان | کے رسد بر درگہ والا سواے مستغیث
نشنود کس استغاثہ جز شہ فریاد رس | کس بجز منصف نگردد آشناے مستغیث

آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین یہان سمک صحن مکان عجائب مین بیٹھا تھا ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے کنیزین گرد گھیرے ہوے صندل ہر مرتبہ تڑ تڑ جھکا مارتی ہی کہتی ہو دیکھو تھوڑی دیر مین تیرے آقا بھی گرفتار ہوکر آتے ہین زرہ و کلاہ بھی نے لیا بیگی بی شعلہ نے بڑی آگ لگائی جو سمک کچھ بولتا ہی تو صندل مار بیٹھی ہی سمک اپنی جان سے بیزار بیٹھا ہی کنیزین چاؤن چاؤن کر رہی ہین کہ لالہ عذار کا اُس طرف گذر ہوا سمک کو قید دیکھا سحر کیا کہ بجلی گری کنیزون کے سر اُڑنے لگے تھوڑے عرصے مین ملکہ لالہ عذار نے سب کو مار کر ڈالدیا سمک بلدا قی کو رہا کرلیا سب حال جو گذرا تھا

سمک نے بیان کیا لالہ عذار نے سمک کو اٹھالیا کاہن جھومتا ہوا چلا دو . سے دیکھا ایک ساحرہ
اشارے کرتی ہوئی آتی ہے رستم چلے آتے ہیں کاہن دیکھکر جل گیا للکارا ارے تو کون ہے کہ جو ہمارے
آقائے نامدار کو یوں لیے جاتی ہے اب کہاں جائے گی یہ کہکے کار ہنر کھینچ ماری لقمان بردبار نے جو نشست سے
تھا ایک نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھا ایک ساحرہ نے عجائب جادو کو مار لیا رستم کو رہا کر لیا رستم فرماتے ہیں ای
کاہن زرہ کی تلاش میں کلاہ بھی لگی اسی ملعونہ کے پاس ہے کاہن نے اسکے پاس تلاش کیا زرہ و کلاہ کچھ نہ پائی کہا
لگی اور بھی بیان ہوگا لقمان بردبار ایک نخل کی آڑ میں کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ عجائب جادو قتل ہوئی
ایک ساحر زبردست چہار طرف نگاہ اٹھا کر دیکھ رہا ہے لقمان یہ سب عرصے دیکھا پر پرواز پیدا کر کے اڑا
کہ قلعے میں جاؤں جیسے ہی سرحد کوہ سے باہر نکلا دیکھا ایک ابر سیاہی گھرا ہوا ہے کہ جسکی وجہ سے رستہ بند ہے
دوسری جانب سے چاہا نکلوں دیکھا چند پتلے چاندی کے تیغے لئے کھڑے ہوئے ہیں پکار رہے ہیں
ارے آ اسطرف سے نکلجا یہ سمجھا کہ یہ سحر خداوند کا ہے یا کسی مددگار کو بھیجا ہے پتلوں کی جانب چلا
چاہا کر اسی جانب سے نکل جاؤں پتلوں نے اسے گھیر لیا تیغہ پڑنے لگا لقمان بیتاب اور بیقرار ہے
کہ کدھر سے نکلوں پیچھے ہٹ کے بلند ہوا چاہتا ہے اپنے قلعے میں پہونچوں بلند ہو کے دیکھا کہ افسران
فوج تیار کھڑے ہیں اسنے پکار کر آواز دی ارے برائے خداوند ہفت پیکر مجھکو آکر ان ساحروں سے
بچاؤ سب افسر دوڑ پڑے دیکھا ابر سیاہی گھرا ہے کدھر سے جائیں ساحروں نے آکر ابر پر گولے مارے
ابر پھٹا دیکھا ایک نازنین نہایت حسین تخت پر سوار ابر کے اندر سے ظاہر ہوئی پتلوں کو اشارہ
کر رہی ہے جو پتلہ سامنے لقمان کے جاتا ہے لقمان گولہ مار دیتا ہے کسی کا سر پھٹ گیا کسی کے سینہ کو توڑ کے
پار گیا اک پہلو سے آواز آئی ستم آفتاب فلک سیر آتے ہی کار دکھر مار دی لقمان اڑا کھڑا اسکے
گرد الکھر کار دکور و کا گرد و نذر کی سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام
لقمان بردبار جادو بود شعلہ جوالہ جو سحر میں عجائب جادو سے سوا تھی ایکایک پہاڑ کانپا اور شق ہوا کہ
کان میں آواز باپ کے مرنے کی آئی اور عجائب جادو کے مرنے کی صدا پہلے ہی سن چکی تھی تحریر سے
دفع ہو چکا تھا ارادہ تھا کہ چلکر طلسم کشا سے ملوں باپ کے مرنے کی آواز سن کے اور زیادہ ہوشیار
ہوئی آکر طلسم کشا سے ملی اور افسران فوج لقمان کے مرنے کی صدا سنکر بھاگے شعلہ جوالہ نے آکر
رستم سے عرض کی کہ آپ صاحب اقبال ہیں مجھکو بدل لیا تھا اور عجائب میری شکل پر تھی آپ کے

ساتھ کے ساحرون نے سب کو مارا اسی کے پاس زرہ ہوگی رستم نے کاہن سے کہا کاہن نے آکر
نعش لقمان کی تلاش کی جھولی سے زرہ و کلاہ نکلی لاکر رستم کو پہنائی کلاہ سر پہ رکھی جاکر قلعے مین
بلوہ مچا دیا کہ لقمان مارا گیا طلسم کشا آتا ہے جو استقبال کریگا وہ آبرو پائیگا ورنہ بذلت مارا جائیگا
عجب طور سے زرہ انکو ملی کسی کا احسان اٹھانا نہ ہوا لاکھون ساحر واسطے استقبال کے نکلے طلسم کشا پشت
مرکب پہ سوار زرہ ہفت جوش زیب جسم کلاہ ہفت گوشہ بر سر انور سمک بن عمرو قنطور ہاتھ
زر لفتی سے آراستہ جست و خیز کرتا ہوا پشت پر آفتاب فلک سیر ایک جانب لالہ عذار ایک طرف
سیماب جادو اس کروفر سے جو طلسم کشا کو آتے دیکھا ریسان شہر بڑھکر قدمبوس ہوے قضائے کار
مضمار ابلق سوار بھائی لقمان بردبار کا اسنے جو خبر سنی کہ بھائی میرا مارا گیا طلسم کشا قلعہ مین آگیا
تلوار کھینچکر چلا جب سحر کیا آگ برسادی دس بیس جل گئے برق چمکی دس پانچ کے سر اڑگئے کاہن نے
پڑھکر اس سحر کو روکا بلکہ سحر الٹا پلٹا دیا مضمار تین لاکھ ساحر سے آتا تھا چلا کر آواز دی اے آتش افروز
یہ کیا بے ادبی ہے کہ میرے ساتھ والے قتل ہوتے ہین کیسی گری دکھائی تجھکو یہی بن آئی کاہن نے
جو دیکھا مضمار آتا ہے نعرہ کرکے جا پڑا سردار بھی لڑنے لگے رستم نعرہ کرکے جا پڑے لالہ عذار نے پڑھکر
سحر کیا چراغ لالہ روشن ہوا اس روشنی سے ساتھ والے مضمار کے نابینا ہونے لگے بڑھ کر مضمار نے
طلسم کشا کو تاکا گینڈے کو مہمیز کر کے قریب آیا کئی سحر کیے تو نے تاثیر نہ کی جب تو اسنے ہاتھ تلوار کا مارا
رستم نے تیغ کپتیان پر روک کے ہاتھ مارا دیا کہ مضمار کے مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے ہنگام ناکہ آندھی
سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی عرصہ دراز تک اندھیرا رہا بڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام
من مضمار جادو بو جب تاریکی دفع ہوئی اور روشنی ہوئی رستم کو سب لیکر دار الامارہ شاہی مین آئے
رستم تخت پہ بیٹھے مال یہان جو کچھ ملا اس لشکر کو نامہ لکھا کہ تم سب لوگ یہان چلے آؤ ان سب نے
بارگاہ کا اٹھا لالدوا دیا ہفت سر نے کہلا بھیجا کہ آپ لوگ کہان جاتے ہین ہم نہ جانے دینگے افسرون نے
کہا ہمارے آقا نے جاکر قلعہ لقمان فتح کیا ہمارے پاس نامہ آیا جہان آقا وہان ملازم دن کو تو
ہفت سر خاموش رہا رات کو آکے شبخون مارا ساحر و غیر ساحر کی لڑائی کیا لشکر رستم تباہی مین پڑا
کہ سنبل ہفت گیسو بیدار ہوئی پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہو رہا ہے کنیزون نے عرض کی آپکے بھائی صاحب نے
لشکر طلسم کشا پہ شبخون مارا ہے سنبل اپنے مقام سے اٹھی طاؤس زرین بال پہ سوار ہوئی بالائے آسمان

آئی دیکھا لشکر طلسم کشا گھرا ہوا ہی ساحر غیر ساحروں کو قتل کر رہے ہیں سنبل نے آکر سحر کیا ملکہ ابر
بھی چمکایا کہ وہ ملکہ ابر سحر ساحروں کا اپنے اوپر لیتا ہی کبھی ابر سے ایسی برق چمکتی ہی اور ایسے سحر ہو رہے
ہیں کہ ہفت سر کو خوف پیدا ہوتا ہی یقین اسکے آگے پیچھے ٹوٹ رہی ہیں ابر سر پر اہل اسلام کے سایہ فگن ہی
اکثر پہلوان آکر سامنے ٹوکتے ہیں کہ او ہفت سر یہ گستاخی ہمکو ملکہ عالم نے بھیجا ہی اپنی جان بچا پلٹ جا ورنہ
مشکیں باندھکر سامنے ملکہ کے لے جائینگے ہم چابکس اسی عہدے پر مقرر ہیں کہ تجھکو ذلیل کریں رات بھر
دامنہ قلعہ میں تا دار چلی ہفت سر مشکیں دیگران پہلوانوں کو ہٹاتا ہی صبح ہوتے ہی چاہا لشکر کو الگ
کروں کہ آسمان سے ایک صدائے ہیبتناک آئی دیکھا آفتاب فلک سیر زمین سے نعرے کرتا ہوا آتا ہی ان
ساحروں کو مار لو ملکہ سنبل تجھے بڑا احسان کیا غیر ساحروں کو ان ساحران غدار کے ہاتھ سے بچا لیا
طلسم کشا نے ہمکو بھیجا ہی کہ ہمارا لشکر لاؤ یہ کہتا ہوا آتے ہی ایک گولا مارا کئی سو ساحروں کے سر پھٹے چاہتا تھا
کہ ہفت سر پہ جا پڑیں کہ بیچ میں ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون اجل گرفتہ کہتا ہوا آیا کہ ای آفتاب
مجھے قدرت نے بھیجا ہی کہ کاہن کی مشکیں باندھ کر لاؤ یہ کہکے زنگی نے ہاتھ مارا کاہن نے روک سکے
جھولی سے کارد سحر نکالی زنگی پہ کھینچ ماری زنگی تو مرا اور ساحروں پر یہ یقین کریں کہ ہزاروں کے سر پھٹے
مگر ہفت سر نکل گیا کاہن نے بڑا افسوس کیا ملکہ سنبل سے بڑھکر کاہن نے پوچھا کہ یہ بچا کہاں
بھاگ کر نکل گیا ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ اب یہ پاس زنار بلا اکلن کے جائیگا تیغ ہفت جوہر کو مخفی
کرائیگا ہزار ہا ساحر مسلمان ہوے کاہن و سنبل سب کو سرفراز کرتے ہوے قلعے میں آئے تین روز
یہاں قیام کیا تین دن میں انتظام کر لیا ملکہ کو آٹھ پہر رستم کی یاد ہی دل مائل فریاد ہی فرماتی ہیں ای
کاہن اب جلد چلو دل گھبراتا ہی فراق میں طلسم کشا کے عجب کیفیت ہی جو لائق بیان کے نہیں

نظم

فرقت میں مری آکے دل آزار خبر لے	ہوں سخت مصیبت میں گرفتار خبر لے
دے شربت دیدار مجھے آکے مسیحا	ہوں نرگس بیمار کا بیمار خبر لے
کس قہر سے کاٹے ہیں تری ہجر میں دن رات	دکھلا کے رخ و زلف کا دیدار خبر لے
اغیار سے سن سن کے تری گرمی صحبت	جی جلتا ہی ای غیرت گلزار خبر لے
دکھلا دے مجھے خواب میں اس ماہ کی صورت	بیچین ہی دل طالب دیدار خبر لے
مشکل کا یہ وقت کہ ہی شرع میں رعنا	یا شیر خدا اکل کے مددگار خبر لے

اس رنگ سے یہ اشعار پڑھے کہ سُننے والے رونے لگے لشکر تیار ہوا کاہن کل کا فسر بنا ملکہ کو ہوادار پر سوار کیا کاہن کو ملکہ کا بڑا پاس ہے راہ میں ذکر کرتا ہوا کہ شعلہ جوالا طلسم کشا کو لے گئین کوہ عجائب پر جاکے بٹھا دیا عجائب جادو وہان کی حاکم تھی اُسنے گرفتار کیا مگر لالہ عذار عین وقت پر پہونچین اُنھون نے جاکے سمک کو رہا کیا وہ لقمان بردبار کو بلا لائی تھی وہ سب کو لیکر روانہ ہو نکلی تھی کہ جلوس پہونچ گئے اُنکا کو رہا کرایا زرہ ہفت جوشن آقا کو دستیاب ہوئی اب تیغ ہفت جوہر کی فکر ہے وہ انشاء اللہ قلعہ زنار پر پہونچین تو اسکی بھی فکر ہو یہ باتین کرتے ہوئے داخل قلعہ ہوئے تیسرے روز رستم نے فرمایا اے آفتاب فلک سیراب کیا کرنا چاہیے سب کی صلاح یہ ہوئی کہ اب یہانسے کوچ کیجیے رستم کا ارادہ ہے کہ اب کوچ کرین کل لشکر اس قلعے پر جمع ہے لیکن ہفت سر جو بھاگا اسکے ساتھ کوئی نہیں پہونچا اکیلا جاتا ہے یہی خیال ہے کہ زنار بلا افگن کا شریک ہو وہ کچھ طلسم کشا پر آفت برپا کرے مطلب نکلے زنار بلا افگن اپنے قلعے مین بیٹھی ہے سحر سے اسکو خبر ملی ہے کہ طلسم کشا کا رخ ان قلعہ جات کی طرف ہے کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی ہفت سر جو آن کر سامنے گرا کہا ہمشیرہ صاحبہ قلعہ ہمارا برباد ہوا ان چھوکریون نے آفتین برپا کین جسنے طلسم کشا کو دیکھا وہ عاشق ہوگئی زرہ نکل گئی طلسم کشا کے پاس پہونچ گئی زنار کا دربار جمع ہے پکار کر آواز دی تم مین کوئی ایسا ہے کہ طلسم کشا کو مع ساتھ والون کے گرفتار کر لائے اشفاق فیل کن پہلوان اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ غلام جاکے سب کو لاتا ہے مگر میرا خیال رکھیے گا ایسا نہ ہو کہ وہان جاکر کوئی آفت پڑے اور آپ خبر نہ لین زنار نے کہا مین فوراً فوج بھیجو نگی ایسے مقام پر طلسم کشا کو پھینکون کہ موت کا مزا لے سار بان زاد بھی نہ پہونچ سکے اسکو بڑا دعوی ہے منسوبات طلسم کشائی مین بھر رہا ہے ہر ہر مقام پر گیا جادوگرون کو مارا حوصلہ اُسکا بڑھ گیا اب مین پہلے طلسم کشا کو گرفتار کرون اور صحراے خارکن مین پھینکدون تب مجکو اطمینان ہو اشفاق اُسی وقت چار لاکھ فوج لیکر روانہ ہوا تیسری منزل ہے ایک صحراے خارستان مین پہونچا دیکھا ایک بارگاہ استادہ ہے اسی ہزار جوان گھوڑے اُنکے چھوٹے ہوے دہانے چڑھے ہوے جنگل مین چرا کر رہے ہین اور جابجا درختون کے نیچے جوانان خوش رو بیٹھے ہین دائرے ہاتھ مین غزلخوانیان کر رہے ہین کسی مقام پر رنڈیاں ناچ رہی ہین اسنے ایک ساحر کو بھیجا کہ دریافت کر و یہ کون صاحب فسرو کش ہین یہ صحراے خارستان اُس مین یون بہ اطمینان اُترے ہین ناچ ہو رہا ہے

کس اطمینان سے لوگ بیٹھے ہین ساحر آیا ایک جوان سے پوچھا کہ جا کے افسر صاحب دریافت کرتے ہین کہ آپ
کون لوگ ہین جو اس صحراے خارستان مین یون بہ اطمینان فروکش ہین کوئی تردد نہین جب ساحر نے
پوچھا اُسنے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہا ابے یہ بتا کہ تیرا افسر کون ہی کچھ مال بھی لے کے نکلا ہی
ہم قزاق لوگ جہان چاہتے ہین وہان اُترتے ہین ہمین کون روک سکتا ہی ساحر کو اپنی جان کے
بچانے کی فکر پڑگئی اسنے ہاتھ باندھکر عرض کی اشفاق بڑا پہلوان زبردست ہی چار لاکھ ساحر ونکی
جمعیت سے براے گرفتاری طلسم کشا جاتا ہی یہ سنکر اس قزاق نے ساحر کو گرفتار کیا اور کہا
سامنے آقا کے چلو گرفتار کرکے اسکو ایک بارگاہ مین لاے ساحر نے دیکھا ایک لڑکا بالکل کمسن
مقام صدر پہ بیٹھا ہی قزاق نے جا کے سب کیفیت عرض کی پہلو مین اُس جوان کے ایک بوق ترکی
رکھا تھا اسنے اُٹھاکر بجایا ای قزاقان تیار شوید گھوڑے جنگل سے دوڑے اپنے اپنے مالک
کے پاس جاکے کھڑے ہوگئے سر جھکاے کھڑے ہین راکب سے اشارے کررہے ہین کہ زین
ہمپر کسیے سوار دوسری آواز کے مشتاق ہین کہ دوسری آواز آئی سوارون نے مرکبون پہ زین
ڈالے تیسری صدا مین سب تیار ہوے در دولت پہ آقا کے آئے کہ دیکھا اندر سے افسر صاحب
نکلے گھوڑے پہ سوار ہوے مرکب طرارے بھرنے لگا ایکی مرتبہ بوق ترکی بجایا اس مین آواز بھی
ای قزاقان بزنید و ببندید و بکشید آگے آگے سردار پیچھے پیچھے پیدل و اسوار طرف لشکر اشفاق
کے چلے اشفاق اپنے گینڈے سے اُترا ہوا ٹہل رہا ہی ساتھ والون سے کہہ رہا ہی ساحر پر آ
خبر گیا تھا پلٹ کے نہین آیا کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی ایک جوان کمسن گھوڑے پہ سوار اُسکے
ساتھ کے قزاق آتے ہی لشکر کو قتل کرنے لگے ساتھیون نے فتیلے باروت کے خیمون پہ پھینکے
خیمے جلنے لگے خیمون مین آگ لگائی اور لوٹ لیا دم بھر مین سارا لشکر لٹنے لگا خیمے جل جل کے گرے
قزاقون نے وہ آفت مچائی کہ ساحر اپنی جان سے تنگ ہین سحر کرنا بھولے اشفاق یہ معرکہ کھڑا
دیکھ رہا ہی جب دیکھا اسنے کہ نصف لشکر ختم ہوچکا تھوڑے ہی عرصہ مین یہ میرا باقی لشکر بھی
قتل ہوجائیگا کوئی ساحر مہلت نہ پائیگا گینڈے پر سوار ہوا لگکارتا ہوا چلا ای افسر قزاقان
کیا تم خداوند ہفت پیکر کو نہین پہچانتے مین زنار بلا افگن کا مصاحب ہون براے گرفتاری
طلسم کشا چلا ہون میرے لشکر پہ یہ کیا مصیبت ہی مین نے کیا خطا کی کس بات پہ آپ خفا ہین کیون

غصہ آیا مین نے ساحر کو دریافت حال کیواسطے بھیجا تھا کیا اُس سے کچھ خلاف ہوا جو مجھے حکم ہو وہ بجالاؤن
یہ کہتا ہوا سامنے غضنفر کے آیا غضنفر نے تیغہ چمکایا اشفاق جا پڑا غضنفر نے نیزہ بلا گینڈے
کی آنکھ پر مارا گینڈے کی آنکھ مین نیزہ اُتر گیا گینڈے نے بلبلا کے جست جو کی اشفاق
نے ہرچند چاہا کہ اپنے کو پشت گردن پر قائم رکھون آخر زمین پر گرا گرتے ہی اسکے غضنفر
گھوڑے سے کود پڑے کودتے ہی برس پڑے اسقدر تلوارین مارین کہ آخر اشفاق اُٹھکر
بھاگا تین کوس تک غضنفر نے بھگایا اشفاق کئی جگہ راہ مین گرا اور پھر اُٹھکے بھاگا اتنے عرصے
مین قزاقون نے تمام لشکر کو لوٹ لیا خزانے پر قبضہ کیا ایک ایک توڑا اُٹھا کر اپنے اپنے گھوڑون پر
رکھ لیا بعضے لقاؤن کے ہاتھ کاٹ لیے کہ اُنکے ہاتھون مین کڑے تھے عورتون کو گرفتار کیا زیور
اُتروا لیا تب چھوڑا عورتون کے ہاتھ باندھ دیے جب غضنفر پلٹ کے چلے آئے اشفاق لشکر مین آیا
یہ تباہی دیکھی چار لاکھ مین دس ہزار جوان بچے ایک عرضی اسنے زنار کو لکھی کہ مین صحرا سے
خارستان مین آکر لٹ گیا چار لاکھ مین دس ہزار باقی ہین زنار نے یہ سنتے برہمن جادو کو تین لاکھ
فوج سے روانہ کیا اشفاق ابھی موجود تھا کہ برہمن جادو آکر پہونچا کہا ای پہلوان دوران مین
تمہارے ساتھ ہون وہ کون ایسا گستاخ تھا جسنے تم ایسے پہلوان کو لوٹ لیا اسنے پشت کے
زخم دکھائے برہمن نے کہا کیا مجال کہ وہ قزاق اس طرف رخ بھی کرین اگر وہ آجائین تو سبکو
گرفتار کرون ایک سحر مین بجائی کو بجائی گرفتار کریگا انھین کے ساتھ والے اسکے دشمن ہو جائین
راہبر رہزن ہو جائین اس حال سے اس لڑکے کو گرفتار کرون کہ اپنی زندگی سے بیزار ہو
بہت سالات و گزاف کرکے اشفاق کو سوار کرایا تین منزلین طے کی تھین کہ صحرا سے
گرد اُڑی دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش تاجدار ساٹھ ہزار جوانون سے آگے پہونچا گھوڑے
کو مہمیز کیا میدان مین آکر آواز دی تم لوگ کون ہو کس پر لشکر کشی کی کہا طلسم کشا پر جاتے ہین
نقابدار نے فوج کو اشارہ کیا فوج تلوارین کھینچکر لشکر ساحران پر آپڑی نقابدار کے مقابلے
مین برہمن جادو نکلا ایک گولہ مارا نقابدار گلے مین ایک تختی پہنے تھا اسکو چمکا دیا بجلی چمکی
گولہ اُلٹا پلٹا پانون پر برہمن کے پڑا کہ پانون زخمی ہوا سحر کیے وے زخم کھائے آخر
تلوار کھینچکر جا پڑا الٹی ہاتھ تلوار کے مارے نقابدار نے تختی کو چمکا دیا آنکھون مین برہمن کی

اندھیرا آگیا حیران ہو کر چاہا پیچھے ہٹون نقابدار نے خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا برق شمشیر جو
چمککر گری سپر کو کاٹ کر مع گھوڑے برہمن کے چار ٹکڑے ہوے لشکر ساحران کو فوج والون نے
تباہ کر دیا اشفاق نے جو یہ معرکہ دیکھا للکارا کہ او نقابدار تو نے برہمن کو مارا مجھسے تو مقابلہ
کر نقابدار اشفاق پر جا پڑا اشفاق نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے نقابدار نے ہاتھ خالی دیے
برق شمشیر چمکا کر ہاتھ مارا کہ اشفاق کے دو ٹکڑے ہوے اسکے ساتھ والون کو لوٹ لیا یہان
زنار بلا افگن اپنے مقام پر بیٹھی ذکر کر رہی تھی کہ مین نے ایسے وقت پہ شکست کھائی کہ
اشفاق ایسا پہلوان تھا طلسم کشا نہین پہونچا اب مین نے برہمن کو بھیجا ہے وہ طلسم کشا
کو گرفتار کر لائیگا یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز آئی ہمراہیان برہمن لاشہ برہمن کا ہمراہیان اشفاق
لاشہ اشفاق کا لیکر آئے سامنے لا کر دونون لاشے رکھدیے کہا حضور ایک نقابدار بادلپوش
آیا اور اسکے تیغ سے کیسا پہلوان بھی قتل ہوا اور برہمن کو مع لشکر مٹایا ہم چند کس بمشکل بچے
ہوا خواہان طلسم کشا جابجا جنگلون مین پھیلے ہوے ہین راہ مین گھیر لیتے ہین ایسے زبردست
ہین کہ اشفاق ایسے پہلوان کے بیک ضرب شمشیر دو ٹکڑے کئے خزانہ لوٹ لیا ہم لوگ بمشکل
بھاگ کے نکلے یہانتک جان بچا کے آئے اب سرکار کو اختیار ہے اول مرتبہ قزاقون نے لوٹا دوبارہ
نقابدار نے بالکل خاتمہ کر دیا یہ سنکر زنار اپنے مقام سے اٹھی کہا اب مین خود جاؤن گی
طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاؤنگی بڑے بڑے لوگ طلسم کشا کے ساتھ جمع ہین ساحر و غیر ساحر
سب انکے ہاتھ سے مارے جاتے ہین مین مقابلہ طلسم کشا مین جاتی ہون ہفت سر نے
ہاتھ پکڑ لیا کہا اے ملکہ عالم آپ قصد نہ کیجئے ایسا نہ ہو وہ قزاق آگھیرین جائین تو جان بچانا مشکل
ہوگی زنار نے کہا قزاقون کو ہم آپ لوٹ لینگے مگر اے ہفت سر تمھارے کہنے سے رکتے ہین
مجکو انتہا کا قلق ہے کہ دو سردار میرے مارے گئے جنکا مثل نہ تھا اب کون چلیگا سلطان زنگی
زنجیرین ہلاتا ہوا صف سے سردارون کی اٹھا کہا غلام جائیگا سب کو باندھ لائیگا جسپر چوب دست مارونگا
پر اثنا ہو جائے میان قزاق مفرون بھاگ جائینگے یہ کہکے دیوانے نے ایک چیخ ماری لاکھ دیوانے آکے
جمع ہوے زنجیرین ہلاتے ہوے سر برہنہ ننگے پاؤن کمر مین لنگر بندھے ہوے سامنے صف جما کے کھڑے
ہوے افسر نے زنار کے سامنے بڑا عجز کیا کہا اب غلام کو رخصت کیجئے چوتھے دن پلٹ کے آؤنگا

طلسم کشا کو کیسے زندہ لاؤں کیسے مردود زنار نے کہا اختیار ہی دیو نے رخصت ہو کے چلے سب
جستیں کرتے ہوئے غل مچاتے ہوئے شاہزادہ غضنفر ایک گانوں کو لوٹ کر چلے ہیں اسی صحرائے
خارستان میں اترے ہیں کہ کان میں آواز دیوانوں کی آئی سر اٹھا کے فرمایا ہمارے جنگل میں کون دیوانہ پن
کر رہا ہی کہ عیار نے خبر دی سلطان سر برہنہ کو ملکہ زنار نے برائے مقابلہ طلسم کشا بھیجا ہی وہ سب
اگر صحرا میں اترے ہیں غل مچا رہے ہیں غضنفر نے حکم دیا ہاں یارو تیار ہو جاؤ چلکے دیوانوں کو ہوشیار
کرو کہ وہ بھی جانیں شہنشاہ قراقان ایسے ہوتے ہیں اسی وقت سب تیار ہوئے غضنفر گھوڑے پے
سوار ہوئے نعرہ کرکے جا آئے دیوانوں کو قتل کرنے لگے وہ بھی بلائے روزگار ہیں چوبدستیں
لیکر اٹھے دیوانوں سے جو غضنفر والوں سے مقابلہ پڑا جب یہ چوبدست مارتے ہیں وہ جست
کرکے الگ ہو جاتے ہیں چوبدست زمین پہ جو پڑی غبار بلند ہوا اسی غبار میں بڑھکر چوبدست ماری
دیوانہ پر اٹھا ہوکے رہگیا دوسرا بھائی اسکا قریب آیا اسنے آواز دی بھائی اٹھو کیوں زمین پر پڑے
ہوا اپنے ہم صورتوں سے اٹھکر لڑو اسکے ہاتھ پانوں ٹوٹ گئے گردن کا منکا شکست جواب نہ دیا اسنے
اوپر سے ایک چوبدست اور ماردی تڑپ کے اسکا کام تمام ہوا اندھیرے میں اپنے بیگانے کو
نہیں پہچانتے ہیں آپس میں لڑنے لگے دھڑا دھڑ چوبدستیں پڑ رہی ہیں سلطان سر برہنہ نے جو
یہ معرکہ دیکھا چوبدست لیکر اٹھا کہتا ہوا ہم دیوانوں پر کون آیا کہ چوبدست ہلاتا ہوا بہت سے دیوانوں کو
مارا دیوانوں نے آواز دی ای افسر ہمسے کیا خطا سرزد ہوئی جو ہمکو چوبدستیں مار رہا ہی دیوانہ کا اب
دیکھکر اسنے للکار سامنے غضنفر کے پہونچا للکار کر آواز دی او آفتاب سنج تو کون ہی کہ ہم سے دیوانوں
پہ مقابلہ آیا یہ خود دیوانہ مزاج جاہلوں کے سر کا تاج آواز دی او بچہ ہم شہنشاہ قراقان ہیں یونہی
سبکو قتل کرتے ہیں یہی ہماری وجہ معاش ہی اگر یہ کام نہ کریں تو ہماری بسر کیونکر ہو تیرے ساتھ
کچھ خزانہ بھی ہی سر برہنہ نے کہا کئی لاکھ روپیہ ساتھ ہی وہ جو سامنے بارگاہ استادہ ہی اسمیں روپیہ
بھرا ہی غضنفر نے بوق میں آواز دی اتنے قراقوں نے پھریری لی اور دوڑکر اس بارگاہ پر
جا پڑے سب روپیہ لوٹ لیا اپنے اپنے گھوڑوں پہ دو دو توڑے رکھ لیے طرف اپنے لشکر کے
چلے غضنفر سے اور سر برہنہ سے مقابلہ ہوا اسنے چوبدست لگائی غضنفر نے جست کرکے خالی دی
جیسے ہی وہ چوبدست مار کر بیٹا لپک کے ہاتھ مارا اسنے سر آگے کردیا تلوار ایسی پڑی کہ تا گھونسے گذر گئی

بارگاہین خیمے اُسکے اُٹھوا لیئے اور لدوا کے اپنے مقام پر لائے قریب ایک قصبہ تھا وہانکے زمیندار سے
کہلا بھیجا کہ آج رات کو ہماری دعوت کرو ہم تھک کر آئے ہین زمیندار نے اسی وقت کھانا پکوایا جانتا تھا
کہ اگر نہ لیجاؤنگا یہ شہنشاہ قزاقان ہین آپ ٹینگے خوان کسوا کر لایا حکم ہوا کہ رنڈیان نہین لائے ہمارے
قزاقون کو ناچ دیکھنے کی عادت ہے زمیندار نے کہا رنڈیان دوسرے گانون مین رہتی ہین حکم ہوا کہ تم
رنڈیون سے کہلا بھیجو کہ شہنشاہ قزاقان فردکش ہین فوراً دوڑی آئینگی زمیندار نے یہی کیا پاسی سے کہا
جا کے پکارا کہ شہنشاہ قزاقان کی اس گانون مین دعوت ہے جس رنڈی کے کان مین آواز پہونچی آنکھین
ملتی ہوئی اُٹھی ماما چاچا جو سارنگی طبلہ بجانے والے تھے اُنکو جگایا تیار ہو کر سو دو سو رنڈیان حاضر ہوئین
طبلہ ٹھنکنے لگا دوسرے دن غضنفر وہان اُترے ہوے تھے کہ صحا سے گردا اُٹھی عیار کو بھیجا دریافت کرو
کون آتا ہے عیار نے خبر دی کہ طلسم کشا جاتے ہین رستم کو خبر ملی کہ میان غضنفر یہان اُترے ہوے
ہین ناچ ہو رہا ہے رستم سوار ہوے عیار کو لیکر لشکر غضنفر مین آئے غضنفر نے خبر سنی کہ ماموں جان
آتے ہین واسطے استقبال کے نکلے آکے سلام کیا پوچھا ای فرزند یہان کہان اُترے ہو
غضنفر نے مارنا بہمن جادو و اشفاق و سلطان سر برہنہ کا بیان کیا رستم نے کہا تمنے کیون
روکا ہمتک آتے تو مقابلہ پڑتا غضنفر نے کہا وہ ایک بچہ بدست مین ٹکڑے اُڑا دیتا بھلا آپ اُس سے
کیا لڑ سکتے جب بچہ بدست کی زمین پر پڑتی تھی پانی نکل آتا تھا رستم نے کہا کیا ہمارے مسروق
دیوانہ سے زیادہ زبردست تھا اسکو تو بچھا لیا غضنفر نے کہا مین نے بیک ضرب
شمشیر دو پرکالے کیے رستم نے کہا اب ہمارے ساتھ چلو غضنفر نے کہا مین کسی کے ساتھ
نہین جاتا مین وقت پر آجاؤنگا تین دن رستم یہان اُترے رہے غضنفر کو سمجھایا کیے کہا اے
فرزند ہم تم ملکر طلسم ہفت پیکر مین چلین ہم جا کر ہفت پیکر کو مارین تم دربند فتح کرنا منسوبات سے
ساحر جمع ہوے پانچوین تیسرے دن رستم غضنفر کو اپنی بارگاہ مین لائے بڑی خاطر کی کہا ای
فرزند تمھارے باپ سُنینگے تو شکایت کرینگے کہا ماموں جان زمانے مین ہوش ربا کے مین آیا اور
قبلہ و کعبہ ہوش ربا پر لڑے مین نے سارے قریے لوٹ لیے کوئی قریہ ہوش ربا مین ایسا نہین
جہان ہم نہ پہونچے ہون نور افشان کے زمانے مین نانا جان طلسم مین ہمنے بڑے بڑے
شاہون کو لوٹا ہرچند رستم نے غضنفر کو سمجھایا غضنفر نے نہ مانا یہی کہا کہ ہم ایسے وقت پر آئینگے

جب اُنکو زندگی سے یاس ہوگئی آخر رستم چوتھے دن لشکر تیار کر کے طرف قلعہ زناریہ کے چلے تیسری منزل تھی ذات کو ایک صحرا میں اُترے جب کھانا وغیرہ کھا کے لوگ بیٹھے ایک ابر سیاہ ظاہر ہوا اور لشکر پر رستم کے محیط ہونے لگا رستم باہر آئے سب ساحران زبردست ساتھ ہیں کہتے ہیں حضور ابر گندہ ہوا ہے اس سرحد میں برستا ہوگا تھوڑی دیر کے بعد بوندیان پڑنے لگیں اور ہوا بے تیز چلنے لگی برق چمک کے گرتی ہے ہر اہل لشکر کو یہی معلوم ہوتا ہے کہ جگر کو کاٹ کے نکل جائے گی بہ مشکل بچ رہے ہیں بعد تھوڑی دیر کے بہت تیز ہوا برف پڑنے لگی جب گری سل گری سو دو سو اسکے نیچے دبے فریاد کی صدائیں بلند کر رہے ہیں مگر مجبور و ناچار جدھر بھاگ کر جاتے ہیں سل برف کی گرتی ہے اسکے نیچے دب جاتے ہیں ہزاروں بندگان خدا زیر برف دبے رستم افسر دونکو ساتھ لیے ہوے دوڑے دوڑے پھر رہے ہیں جاتے ہیں بارگاہ اُکھڑ داؤں شاہزادیوں کو نکال لیجاؤں ابجو بارگاہ اُکھڑی ہو کوئی اُٹھانے والا نہیں آخر یہ ٹھہری رستم نے کہا تین طرف سے ہم بارگاہ کو اُٹھائیں ایک طرف سے تم لوگ ہاتھ لگاؤ تین طرف کے ستون رستم نے شانوں پر رکھے اور ایکطرف جلدھر اہیان نے ہاتھ لگایا شاہزادیاں مع کنیزونکے کھڑی ہیں ملک بلک کے دعائیں مانگ رہی ہیں کہ اے پروردگار عالم ہمارے وارث کو بچالے ایسا زور کیا کہ تین طرف کے ستون کاندھے پر رکھ لیے لباس پارہ پارہ ہو گیا جوشن جو بازو پر بندھے تھے انکے ڈورے ٹوٹ گئے ملک شعلہ جوالہ و ملکہ سنبل ہفت گیسو نے ابر پر ایک گولا مارا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اندر سے ابر کے ایک تخت نمایاں ہوا دیکھا تخت پر ایک جادوگرنی سحر کر رہی ہے ایک تاج سر پر رکھے ہوے ملکہ سنبل نے للکارا او مکارہ ظاہر میں آکر مقابلہ کر یہ چوروں کیطرح شب تیرہ و تار میں کیا سحر کر رہی ہے ایک طرف سے سنبل نے اور ایک طرف سے شعلہ جوالہ نے ایک طرف سے سیماب نے ایکطرف سے لالہ عذار نے گولے مارے تخت اس ساحرہ کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا یقین تھا کہ تخت پر سے گرے کہ برق بنکر وہ آسمان پر چمکی وہاں سے جاکے گولے پھینکنے لگی جب اتنے گولے پھینکا ایک سل برف کی گری سو دو سو اُسکے نیچے دبے کاہن نے کہا اے ملکہ سنبل میں اسکو جا کر گراتا ہوں تم سب اسکو گھیر کر مار لو ورنہ یہ آفت دفع نہ ہوگی سنبل نے کہا اگر ہمارے سامنے آجائے تو کیا انکو زندہ چھوڑیں کاہن پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوا اسقدر اونچا ہوا کہ اس جادوگرنی سے سوگز بلند ہو گیا وہاں جاکر ایک سل

برف کی پھینکی کاندھے پر ساحرہ کے پڑی قریب تھا ٹھنڈی ہوکر سل کو توڑ کر کاہن پر گولا مارا کاہن نے
گولا کاٹا پھر نکلا برف کا اُسپر آرا یا تین ٹکڑے برف کے اسپر آرا سکے چوتھی مرتبہ خود تڑپ کے گرا تلوار کا ہاتھ
مارا سر ساحرہ کا زخمی ہوا سر سے جو قطرے خون کے گرے خس خیمے پر پڑے برف پانی ہوکے بہ گئی جو اسکے
نیچے دبے تھے کلمہ پڑھتے ہوے نکلے ہزار ہا بندگان خدا اُس آفت آسمانی سے محفوظ ہوے ساحرہ
بھاگی بھاگی پھرتی ہی کاہن اسکے تعاقب مین ساحرہ ایک طرف ایک نخل کی آڑ مین آئی شاخون مین
چھپنے لگی شاخ نخل پر ایک طاؤس رقص کر رہا تھا پکار اُٹھا ای برف بار کیون بھاگی بھاگی
پھرتی ہی خداوند ہفت پیکر کو پکار یہ سنتے ہی برف بار تڑپ کر پکار اُٹھی یا خداوند اس کنیز کو
ان ظالمون کے ہاتھ سے بچایئے بلک کر جو برف بار جادو نے دعا کی کوہ زمرد پر تصویر سنگی مین بیٹھا
ہفت پیکر باتین کر رہا تھا تصویر کے منھ سے دھوان نکلا طرف آسمان کے چلا جون جون بلند ہوتا ہی
محیط ہوتا جاتا ہی تھوڑے عرصے مین رستم نے دیکھا دھوین نے سارے لشکر کو گھیر لیا اُس دھوین کا
ابر بنکر تیار ہوا ابر کڑکا گرجا ہر چند کاہن چاہتا ہی برف بار کو پکڑ لے برف بار پہ سحر تاثیر نہین کرتا جو سحر
کرتا ہی وہ اُلٹا پلٹ آتا ہی کئی سحر کیے سب اُلٹے پلٹے سیماب نے جو دیکھا تڑپ کے برابر کاہن کے پہونچی
کہا آفتاب کیا سبب ہی جو سحر تاثیر نہین کرتا تم بچاؤ مین گرفتار کیے لیتی ہون کاہن پیچھے ہٹا سیماب کو
منظور ہوا اسکو کشتہ کرون یہی سحر اکسیر ہو اب اپنے جھولی سے کارد نکالی انگلی کو تراش کر اسپر خون
ڈالا برف بار کے سینے پر جا کر کارد پڑی توڑ کر پار گذری اس طاؤس نے آواز دی کیا خداوند
ہفت پیکر کو مردہ زندہ کرنیکا اختیار نہین ای برف بار اُٹھ ظہور قدرت اس ابر سے ظاہر ہوگا رستم
بھی کھڑے دیکھ رہے ہین کہ برف بار کا لاشہ یا زمین پر آتا تھا یا زندہ ہوکر تڑپی آواز دی یا خداوند ہفت پیکر
تونے مجھکو دوبارا زندہ کیا مین دیکھ رہی تھی کہ یا تو روح جسم سے نکل کے طرف ملک عدم کے جاتی تھی یا
آواز آئی ای ملک الموت قدرت اسکو زندہ کرینگے وہ فرشتہ جو روح کو لیے جاتا تھا اسنے لا کر روح بدن مین
ڈال دی مین زندہ ہو گئی اب مجھے کون مار سکتا ہی طلشاہ کھڑے تھے سمک تماشا دیکھ رہا ہی کہ ابر سے
ایک پنجہ گرا سمک کو اُٹھا لے گیا بعد تھوڑی دیر کے رستم نے دیکھا سمک سامنے آتا ہی پکارتا ہوا
آقا ادھر آیئے تماشا دیکھئے رستم اسطرف بڑھے پاس سمک کے آئے سمک نے کہا اسوقت
زرہ ہفت جوش تو اُتاریے اور کلاہ ہفت گوشہ مجھے دیجئے رستم نے زرہ جسم سے اُتاری اور کلاہ سر سے

دوتون چیزین سمک کو دین سمک نے نعرہ کیا ای رستم منم برف بار جادو وان دونون تختون پرنگو
بیداناز تھا رستم برف بار کے پیچھے دوڑے اسی ابر سے ایک پنجہ آکر رستم کو اٹھا لے گیا تھوڑے ہی
عرصے مین نیچے آسمان سے گرنے لگے آفتاب وسیماب ولالہ عذار وشعلۂ جوالہ وسنبل وسحتین
کو اٹھا لے گیے سارا لشکر بے سردار ہو گیا تھوڑے عرصے مین لشکر رستم نے دیکھا کہ برف بار آسمان
سے اتری کئی لاکھ جادوگر ساتھ ہین سرداران ہلام مسلسل ومطوق کلاہ ہفت گوشہ وزرہ
ہفت جوش برف بار کی جھولی مین سب سردارون کو ارابے پر سوار کیا لشکر والون نے چاہا بلوہ
کرکے اپنے سردارون کو چھڑا لین برف بار نے طرف آسمان کے اشارہ کیا آسمان سے برف گرنے لگی
جسپر برف گری وہ بیہوش ہوکے گرا تھوڑے ہی عرصہ مین سارا لشکر بیہوش ہو گیا برف بار نے سب کو
گرفتار کر لیا ایک ایک ارابے پر دو دو سو کو سوار کیا سردارون کو آگے ارابے پر رکھا آپ سب کے آگے
ہوائی طاوس پر سوار ہوا رستم نے جو پلٹ کر دیکھا سب سرداران نامی ہمارے گرفتار ہین سب کی زبانون
مین سوزن بدن مین مار سیاہ لپٹے ہوئے اپنی زندگی سے بیزار ہین رستم نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کرکے پکارا ای رحیم وکریم اپنا فضل وکرم ہم پر نازل کر **نظم**

کی شود در باغ دل از نور حق روشن چراغ — تا نگردد دل چو لالہ از محبت داغ داغ
مائل صورت نگردد مرد معنی حق پرست — زانکہ جلوہ مید ہد بر پوست رنگ ابلہ باغ
ہر زمان در چشم مردم می نماید تازہ رنگ — ہست آن صباغ ہر دم مشتغل در نصبلغ
کی شود موصول در قرب وصال ایزدی — تا ز دنیا وار از دنیا کند حاصل فراغ
دل صفادار چو آئینہ ز ہر گرد و غبار — مرد صافی سینہ و روشن دل و روشن دماغ
حق ادا کردہ است در تبلیغ حکم بندگی — بہر تادیب گروہ بندگان شرط بلاغ
بشکند مینا جہان ساعت شود ساقی خموش — چون لبالب از شراب زندگی گردد ایاغ
گر نداند دل ہر کہ ترک لذت دنیائے دون — کی نشیند بر سر مردار مانند کلاغ
دیدۂ عبرت کشا و قدرت قادر ببین — در بہار گل چو بلبل سیر کن در باغ و راغ
بندۂ رہرو چو در راہ محبت گشت گم — باز شد ظاہر نہ زان در عالم فانی سراغ
باعث تفریح طبع خلق ہندی نظم تست — زانکہ در وصے ہست ہر مضمون شگفتہ مثل باغ

سب سرداروں سے زیادہ سنبل ہفت گیسو پریشان ہی اسکو دیکھ دیکھ سردار دیتے کہتی ہی کہ شاہزادہ زبردستی گرفتار ہوا سب سردار گرفتار ہوگئے کیا کہوں پینے مین اس مضمون تو نہ بھی ورنہ اس سحر کو دفع کرتی یہ سحر خاص ہفت پیکر کا تھا کہ برق بار کو زندہ کرکے دکھایا تا بہ دیکھنے والوں کو اعتقاد ہو مقام افسوس ہی اگر یہ تحفے پاس ہفت پیکر کے پہونچ گئے تو پھر انکا ملنا دشوار ہوگا اس خیال سے عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم وملال ہی کیا کہوں کہ دل کی کیفیت کیا ہی میری تو عجب کیفیت ہے نوبت ہی

نظم

دوستو عشق نہفتہ نے ستایا ہی مجھے
کیا کہوں کیا غم پنہان نے دکھایا ہی مجھے
آتش شوق ہنانی نے جلایا ہی مجھے
ضبط وحشت نے یہ دیوانہ بنایا ہی مجھے
چہرہ راز سے پردہ نہ اٹھاؤں کب تک
تو غم پردہ نشین ہی یہ چھپاؤں کب تک

تاب پر خاش ستمہاے نہان کی حد بھی
کچھ فریب دل بے تاب وتوان کی حد بھی
قوت کشمکش آہ وفغان کی حد بھی
ضبط سوزان نفس شعلہ فشان کی حد بھی
کیونکہ خالی نہ کروں جی کہ بھرا آتا ہی
پیش چلتی جو نہیں غصہ چلا آتا ہی

کب تلک کوئی نہ سرگرم حکایت ہووے
ہو تحمل جو تحمل کی نہایت ہووے
کب تلک لب نہ شرر ریز شکایت ہووے
کیجئے صبر اگر صبر کی غایت ہووے
کچھ زبان بھی تو نہیں زور کہ چل ہی نہ سکے
تم کچھ ارمان نہیں ہی کہ نکل ہی نہ سکے

جب کے عاشق ہوے ہم رنج نہ پائے کیا کیا
کیا کہیں آہ کہ خاطر میں نہ لائے کیا کیا
لب پر آنے نہ کئے جی میں گرائے کیا کیا
جب تلک تاب رہی ناز اٹھائے کیا کیا
پر نہیں حوصلہ تم ستم بھی اب تو
بیوفا ہاے ہوے جاتے ہیں ہم بھی اب تو

یہ چند بند پڑھ کر ملکہ بہت روئین کہا صاحبو دعا کرو کہ یہ تحفہ جات تا بہ ہفت پیکر نہ پہونچیں سب سردار اور جملہ اہل فوج ملک ملکہ کے دعائیں کرنے لگے برق بار نے جو سب کو روتے دیکھا جلادونکو طلب کیا

چند جلاد با خنجر ہاے برہنہ حاضر ہوے آواز دی پہلے رستم کا سر کاٹ لے ایک جوان زنگی تلوار کھینچے ہوے
قریب رستم کے آیا آواز دی ای جوان پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوا سر رشتہ حیات منقطع ہوا مجھکو
بتا جو کھانا ہو وہ کھا لے ہم منگا سکتے ہین اگر کسی کے دیکھنے کی ہوس ہو اُسکو بلا دین چونکہ تم قتل ہوتے ہو
جو کہو وہی کرین دم بھر مین لاشہ تمھارا خاک و خون مین غلطان ہو گا ہمارے ہاتھ سے قتل کا سامان
ہو گا رستم نے کہا او بیحیا ہمین کوئی خواہش نہین جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر جو تیرے مالک نے حکم دیا وہ
بجا لا یہ کہتا تھا کہ پشت سے برق پارے نے آواز دی او جلاد صاحب بیداد فوراً سر کاٹ لے ایسے باغی سے
کیا پوچھتا ہی اس سے باتین نہ بنا یہ سنتے ہی جلاد نے ہاتھ مارا رستم نے ہاتھ اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی رستم نے وہی
ہتھکڑی سر پر جلاد کے مار دی کہ جلاد کا سر پھٹا رستم نے بیڑیان اور طوق توڑا جھپٹ کر نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من
باک ندارم ز دار چوب ستون من ست

گرمی بازار عشق از لب خون من ست
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق

بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من
بشکنم این بند را وقت جنون من ست

قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینک دیا جلاد کی تلوار اُٹھا لی لڑنے لگے کہی جوان اس مقام پر پارے لاشے
پڑے ہوے پھڑک رہے ہین ہر طرف برق پارے نے دیکھا پلٹ کے آواز دی ارے سب بچاؤ مین سبکو گرفتار
کرونگی جھولی مین ہاتھ ڈالا کہ اسباب سحر نکالون رستم پر سحر کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک جوان بوق کی
بجاتا ہوا معلوم ہوتا ہی کہ صور سرافیل پھکا زمین کانپنے لگی گھوڑے الف ہونے لگے ساحر کانپنے لگے دیکھا کہ
شاہزادہ غضنفر اسی ہزار دیوانون سے آکر پہونچے بوق سونے کا کمر سے نکالا بجا دیا کہ ای قزاقان بزن بند
و بکشید قزاقون نے گھوڑے دوڑاے لشکر ساحران پر آپڑے جس ساحر نے منہ کھولا کہ ہماے سحر پڑھے دو چار
نے تاک کے تیر مارا کہ حلق کو توڑ کر پار گذرا کسی نے پہلو سے خنجر مارا کسی نے جھپٹ کر نیزہ مارا شاہزادہ غضنفر
اُڑتا ہوا قریب رستم کے آیا کہا ماموں جان آداب عرض ہم عین وقت پر پہنچے ورنہ آپ قتل ہو جاتے لیکن سب
دست چپ غیرت نہین رکھتے ہمیشہ دست راستی مصیبت مین دست چپ والونکی مدد کرتے ہین ماموں جان
شاہزادہ بدیع الزمان ہر مقام پر غالب ہے قاسم کی بیغیرتی کی حد ہی کہ اپنے چشمک رکھتے ہین یہ کہکے غضنفر
نے کود پڑے ایک سوار کو برچھا مارا وہ گھوڑا رستم کے سامنے پیش کیا عرض کی اسپر سوار ہوجیے رستم
پشت مرکب پر سوار ہوے کہا تیرے فدیے ہوے گھوڑے پر سوار ہوتے ہوے ڈر معلوم ہوتا ہی تو سیکڑون
جگہ ذکر کریگا غضنفر نے کہا ماموں جان آپ قاسم کو منع کر دیجیے کہ وہ دابنام دنگل رستم کا ہرگز نہ لین

آپکو جینے اسیواسطے لڑکے بچایا ایک شیشہ لئے سامان دعوت کیا ہی وہین جاتا تھا راہ مین آپکی خبر ملی آپڑا یہ کہکے
قریب سنبل ہفت گیسو کے آیا زبان سے سوزن نکالی کہا میرا نام شاہزادہ غضنفر ہی توشہ دعا مین دیتا کہ تمکو خدا
سلامت رکھے جب مصیبت پڑے گی ہین کام آئینگے یہ کہکے اور سردارون کی زبانون سے سوزن لی رستم کو بڑا
قلق ہی کہ یہ دیوانہ احسان کر رہا ہی جا بجا ذکر کریگا کہ رستم کو مین نے رہا کیا اسکے احسان سے خدا بچائے
الغرض غضنفر اسپ بادپا کو اڑاتا ہوا قریب برف بار کے پہونچا برف بار نے خوب برف برسائی اس برف سے
اسی کے ساتھ والے ٹھنڈے ہوے برف کے انبار ہوگئے لیکن غضنفر پر تاثیر نہ ہوئی غضنفر گھوڑا اڑاتا
ہوا قریب پہونچا برف بار نے جب دیکھا کہ اس شیر دلیر پر سحر تاثیر نہین کرتا ہر چند برف برسائی کچھ نہ ہوا تلوار
کھینچکر جا پڑی کئی ہاتھ مارے غضنفر نے بھی تیغ ردمین شگاف کا ہاتھ مارا کہ برف بار کے دو ٹکڑے ہوے
مرتے ہی برف بار کے سب لشکر نے رہائی پائی تلوارین کھینچکر اڑنے لگے لشکر ساحران ہفت پیکر کا نام لیتا ہوا
بھاگا یہان ہفت پیکر جادو کوہ یاقوت پر ہی زیر کوہ لاکھون آدمی جمع ہین مرادین مانگ رہے ہین غلغلہ
کر رہے ہین یا خداوند بیمار ہین صحت دیجیے اک برق چمک کر اسپر گرتی ہی یا تو ڈولی مین پڑکے آیا تھا اور یا ہاتھ
پیرون مین طاقت آگئی بعض پکار رہے ہین یا خداوند زوجہ میری جو میرے ساتھ ہی اسکے یہان لڑکا ہو تب
مجھے اعتقاد ہو ایک برق چمکی وہ عورت برق مین چھپ گئی اب جو ظاہر ہوئی تعریفین خداوند ہفت پیکر کی کرنے
لگی پکار کر آواز دی صاحب مجھکو پورا مہینہ ہی دیکھو پیٹ مین لڑکا پھر رہا ہی شوہر خوش ہوگیا تصویر شعبدے
سب کو دکھا رہی ہی سب کو مرادین مل رہی ہین یکایک تصویر کے کان مین آواز آئی کشتی مرا نام مین برف بار
جادو یہ تصویر مجسمہ شکل انسان نے پکار اٹھی کہ برف بار جادو قتل ہوگئی اے ضیغم تم اپنے کو صحراے
حیران مین پہونچاؤ وہان بڑی خونریزی ہوئی طلسم کشا کو پکڑ لاؤ کوہ شق ہوا ایک شیر ظاہر ہوا شیر پر ایک
ساحر عجیب بشکل مہیب سوار تیغ بخون آلود ہاتھ مین آواز دی کہ یا خداوند غلام جاتا ہی اور طلسم کشا کو
گرفتار کرکے لاتا ہی یہ کہکے وہ شیر پہاڑ سے کودا درہ کوہ سے بارہ ہزار شیر نکلے ہر ایک کی پشت پر ایک ایک ساحر
سوار شجاعت وخیرہ کرتے ہوے یہ بارہ ہزار ساحر چلے یہان رستم لڑائی فتح کرکے زرہ ہفت جوش زیب جسم
کر چکے اور کلاہ ہفت گوشہ سر پر رکھ چکے اسی صحرا مین اتر پڑے خود بارگاہ مین آئے ہین سردار اپنی اپنی
بارگاہین استادہ کر رہے ہین کہ صحرا سے بارہ ہزار شیر منہ کھولے ہوے لشکر پر گرے لشکر مین رستم
کے ہنگامہ ہوا سمک نے آکے رستم کو خبر دی کہ بارہ ہزار شیر سوار آپ کے لشکر پر آکر گرے ہین

تمام لشکر تباہ و برباد ہوا۔ ماہی کاہن کیسے کیسے سحر کر رہا ہے مگر کوئی مراد نہیں حاصل ہوئی ساحر جو سحر کرتے
ہیں شیر سوار نہیں ٹلتے سنبل ہفت گیسو آگ برسا رہی ہے مگر آپکا لشکر گھٹتا ہوا دامن میں ایک پہاڑ کے آگیا
درہ کوہ سے ایک شعلہ نکلتا ہے جو شیر سوار مارا گیا وہ لاشہ اُس شعلے میں غائب ہو جاتا ہے صدہا شیر سوار مارے
گئے لاشہ شیر سوار کا نہیں معلوم ہوتا رستم تلوار کھینچکر جا پڑے جس شیر سوار کے ہاتھ مارا اسکے مع شیر دو ٹکڑے
ہوئے رستم سب کو قتل کرتے ہوئے قریب افسر کے پہونچے افسر نے آواز دی ای فتح خداوندی طلسم کشا
وہ آپہونچا سب ملکر اسے گرفتار کر لاؤ دیکھا سب شیر سوار سمٹ کر اُسی مقام پر آئے سنبل نے دیکھا طلسم کشا؛
ہنگامہ ہی چاہتے ہیں کہ لپٹ جائیں رستم نے کسی کو گھونسہ مارا کسی پر قبضہ مارا اگر دو شیر سوار ڈنکے لاشے بیچ میں
رستم لڑ رہے ہیں سنبل نے سرداروں کو آواز دی آفتاب فلک سیر کاہن وغیرہ آکر اسے جب سحر کیا تو سے
مارے دو چار شیر سوار مرے رستم لڑتے ہوئے قریب افسر کے پہونچے آواز دی او نامرد سامنے مردوں کے
آ افسر قریب آیا اُسنے کہا کہ کلاہ ہفت گوشہ مجھے دیجئے رستم نے جواب دیا ٹھہر جا دیتے ہیں شیر سوار نے
کہا ابھی لونگا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے سپر کپتیان پر کانٹھا اُلجھا دے سے ہاتھ نکالکر مارا افسر کے
مع شیر چار ٹکڑے ہوئے ان سب کا افسر جو مرا اندھیرا ہوا دیر تک آگ برسی آواز آئی کشتی مرا نام من شیر سوار جادو
ہو لاشے میں شیر سوار کے غبار لپٹا ہوا طرف کوہ یاقوت کے اُڑتا ہوا چلا کوہ یاقوت پر خدائی
کے سامان ہفت پیکر کی درست ہو رہے ہیں مراد مند جمع ہیں ہر طرف سے آوازیں بلند ہیں کہ یا خداوند
ہفت پیکر تیری قدرت کے صدقے جو مراد مانگی وہ ہی حاصل ہوئی ہوائیں سرد چل رہی ہیں اور پھول
برس رہے ہیں جتنے کھڑے ہیں سب جھوم رہے ہیں کہ یکایک آسمان سے اگر شیر سوار کا لاشہ پہاڑ پر گرا
لاشے کا پہاڑ پر گرنا تھا تو سب کے سامنے پر شیر درہ کوہ سے نکلے اور ڈکارتے ہوئے روانہ ہوئے تھے
یا لاشہ جو آکر گرا سب نے حیران ہو کر عرض کی یا خداوند یہ کیا ہوا ایک نعرہ بلند ہوا سب پکار اُٹھے یا خداوند
یہ نقص قدرت ہے کہ جسکو تو روانہ کرے وہ یوں مارا جائے آپ کیا زندہ نہیں کر سکتے ماں کے پیٹ میں نطفہ
فوراً عطا کرتے ہیں تصویر سنگی نے آواز دی ای شیر سوار زندہ ہو اپنے قاتل کا نام بیان کر یکایک وہ شیر
اور شیر سوار غلطک مار کر اُٹھے سامنے تصویر کے کھڑے ہوئے پکار کر آواز دی یا خداوند کیا دریافت
کرتے ہیں طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے ساحر ہیں اگر کسی پہاڑ پر آتے ہیں تو زمین ہلا دیں اُسنے میں نہیں دبا
ہیں سب پر سحر کیا مگر کسی کو قتل نہیں کر سکا اور لشکر طلسم کشا کے لوگ بہت سے کھیت کر رہے ہیں اُنکی

پیٹ میں ہمارے پھڑک رہی ہیں جب کسی ساحر نامی کے سامنے گیا اسنے ایسا سحر کیا کہ میں منھ پھیر کر بھاگتا تھا آخر چار
ہو کر طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا گیا اسکے جسم میں زرہ ہفت جوشن تھی میرا کچھ زور نہ چلا آواز آئی جو گذرا
وہ گذرا اپنے مقام پر جاؤ شیر سوار پہاڑ سے پھاندا اور درہ کوہ میں جا کر غائب ہوا حاضرین وقت کو بڑی حیرت
ہوئی ہر ایک کا قول تھا سلیمان بڑے زبردست ہیں جب دن سے قدم مسلمانوں کا طلسم میں آیا کوہ نیز رنگ تک
صاحبقران پہونچ گئے تصویر کو توڑ ڈالا اگر کسی دن قدرت کی موجودگی میں کسی پہاڑ کے اوپر آ گئے تو
قدرت کو بھاگنے کا رستہ نہ ملیگا وہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم ہیں جب اسم اعظم پڑھتے ہیں ساحر کے ہونٹھ
بند ہو جاتے ہیں شاید ایسا ہو کہ کوئی ساحر زبردست تصویر میں آ کر بیٹھا ہو اپنے کو خداوند بنایا ہو زرہ
ہفت جوشن و کلاہ ہفت گوشہ طلسم کشا پا چکا اب تیغہ ہفت جوہر باقی ہے مشہور ہے کہ زنار بلاگن
نے کیسے کیسے ساحر بیچے ہاتھ سے طلسم کشا کے مارے گئے بعض طلسم کشا تک پہونچ بھی نہ سکے سلیمان
سارے طلسم میں پھیلے ہوئے ہیں ایک لڑکا کس اسکے ساتھ اسی ہزار دیوانے ہیں تمام قریات اسنے لوٹ
لیے جب ان پہاڑوں پر گذر ہوگا تو ہم لوگ کہاں جائینگے کہیں ہمارے جانیکا ٹھکانا نہیں ہے قصبے والے
بھاگ کر جنگل میں چلے جاتے ہیں یوں جان بچاتے ہیں ہم لوگ کہاں جائینگے لاشہ شیر سوار دیکھ کر اعتقاد
میں فرق آ گیا آپس میں یہ باتیں کرتے ہوئے اپنے اپنے گھروں میں آئے ملک یاقوت شاہ جو اپنے
گھر میں آیا تخت پر آ کے بیٹھا وزیر امیر جمع ہوئے یاقوت شاہ نے بھی مقدمہ پیش کیا اب سب نے کہا کہ
ہم سب کو تو وہ ہی خداوند قدیم تھے دس میں سے انکو چھوڑ کر ہفت پیکر کو سجدہ کیا ان خداوندوں کی خدائی
میں بھی فرق معلوم ہوتا ہے مسلمانوں نے لڑکے گھیر لیا یاقوت نے کہا سلطنت کیونکر بچے جن بادشاہوں کا
طلسم کشا نے گھیرا انکے ملک لے لیے جو لوگ انکے شریک ہیں انکو سلطنت دیتے ہیں سیکڑوں ملک قبضے
مسلمانان میں آ گئے اسلام آباد ہوئے کوئی وہاں ہفت پیکر کا نام بھی نہیں لیتا اگر تم سب کی صلاح ہو قبل از
فتح ہونے طلسم کے طلسم کشا کے جا کے شریک ہوں انکے ساتھ شریک لشکر کشی ہیں طلسم کشا شاید ہمارا
ملک واپس دے اور ہمیں کو سلطنت دے آج خوب ظاہر ہو گیا ہفت پیکر کوئی ساحر زبردست ہے کہ
اسنے اپنا باندھ لیا ہے ہفتے میں سات دن ہوتے ہیں تصویروں میں آ کر سحر سے قدرت نمایاں کرتا ہے
آج جمجمال ہلا کر شیر سوار اسی وقت گیا اسی وقت اسکا لاشہ آیا یہ بھی شعبدہ تھا کہ آواز دیکر اسے
زندہ کیا اور کھد باکر اپنے مقام پر جا کر سکونت اختیار کر تمام سے طلسم کشا کے ڈرتا ہے آفتاب فلک سیر

ایسا ساحر زبردست ہے نجوم و رمل جانتا ہے کیسا جا کر طلسم کشا کا شریک ہوا سنتے ہیں کہ طلسم کشا اسکی بڑی
خاطر کرتے ہیں اور تقاضائے جرأت یہ ہے کہ ہر وقت منع کرتے ہیں سحر نہ کرو ہم سحر کے خواہاں نہیں ہیں چھوٹے
ساحر ہیں خدا وند بڑے ساحر ہیں جس دن طلسم کشا آجائیگا بچا گئے رستہ نہ ملیگا زرہ ہفت جوشن
کلاہ ہفت گوشہ پا چکے ابصرف تیغ ہفت جوہر لینے کو باقی ہے پھر یقین ہے کہ فکر لوح کریگا صاحب
اقبال ہے جو نشان لوح جانتا ہوگا وہ جا کر بتا دیگا لوح لے لینگے لوح ملی اور طلسم کشا ہم لوگوں کو
شریک بھی نہ کریگا وزیروں نے یہ باتیں سنکر سر جھکا لیا کوئی بادشاہ کی بات کا جواب نہ دے سکا بعض نے
یہ بھی کہا کہ جو حضور فرماتے ہیں یہی ہماری بھی رائے میں آتا ہے کہ حضور کی تدبیر سے تیغ ہفت جوہر حاصل ہو
اور طلسم کشا کے پاس لے کے چلیں یاقوت نے کہا میں اپنے گھر میں ذکر کروں میری زوجہ سے اور
زنار بلا افگن سے دوپٹہ بدلا ہوا ہے وزرا سے صلاح کر کے گھر میں آیا زوجہ اسکی الماس جادو اس سے
اسنے سب حال بیان کیا زوجہ نے کہا میں زنار کو بلاتی ہوں اسکو مار کر تیغ ہفت جوہر لے لیجیے یاقوت
بہت خوش ہوا کہا صاحب نامہ لکھو زنار آوے اسکی دعوت کرو تیغ ہفت جوہر لے لو الماس نے
اسی وقت نامہ لکھا ہمشیرہ زنار تمکو مدت سے نہیں دیکھا لہذا آؤ اگر جیتے ملو تمہارے پاس تیغ ہفت جوہر
ہے طلسم کشا تمہاری فکر میں ہے ایسا نہ ہو کہ اس سے تمہارا سامنا ہو جائے ہم تمہارے دیدار سے محروم رہیں گی
سرداران طلسم کشا تمہاری فکر میں ہیں ایسا نہ ہو کوئی سردار تمکو دھوکہ دے خبردار کسی کے یہاں مہمان نہ جانا
یہاں جو آنا تیغ ہفت جوہر لیتی آنا ایک شب کی یہاں تکلیف ہوگی یہ نامہ لکھکر ماہیار نامی کنیز کو دیا اسنے
جھولی میں رکھا اڑتی ہوئی طرف قلعہ زنار کے پہونچی قضائے کار ملکہ سنبل ہفت گیسو شیر سوار کی لڑائی
سے فراغت کر کے داخل بارگاہ طلسم کشا ہوئی بیٹھے بیٹھے گھبرائی عرض کی اے شہریار کنیز کا اسوقت دل
گھبراتا ہے دل کہ رہا ہے اگر کنیز فکر کرے کیا عجب ہے کہ تیغ ہفت جوہر کا پتہ مل جائے رستم نے کہا ملکہ
ہفت پیکر کے سردار تمہاری فکر میں ہونگے ایسا نہ ہو لشکر سے نکلو اور کسی بلا میں مبتلا ہو سب میں مشہور ہے
کہ سنبل ہفت گیسو نے زرہ ہفت جوشن دلوائی باپ کو قتل کرایا سنبل نے عرض کی کہ کنیز کی جان
تک سرکار کے کام پہ نثار ہے یہ شیر سوار وغیرہ جو آئے ہفت پیکر کے بھیجے ہوئے تھے یہ کہکے باہر آئی
آتے ہی ایک طاؤس تیار کیا اسپر سوار ہو کے چلی ایک پہاڑ پہ آکر ٹھہری ماہیار نامہ جو نامہ
لیکر چلی تھی اڑتے اڑتے تھک گئی خیال میں آیا اس پہاڑ پہ تو وہاں چشمے پر پانی پیکر اسپنے کو

تروتازہ کرون اگر بجو اڑ جونگی تو قلعہ زناریہ مین جا کر ٹھہرونگی یہ سوچ کر اسی پہاڑ پر اتری چشمہ پر پانی پیا اور ٹہلنے
لگی زیر نخل ملکہ سنبل بیٹھی تھین انھون نے دیکھا ایک ساحرہ آئی پانی پی کر ٹہلنے لگی طرف قلعہ زناریہ
کے منہ کر کے دیکھ رہی ہے ملکہ کو گمان غالب ہوا کہ یہ کسی کی بھیجی ہوئی ہے کارد خنجر جھولی سے نکالی سپر اسم محمد پر چھپا
جیب ہاتھ سے چھوڑا کارد مثل شعلہ جوالہ کے چلی ملکہ نے پکار کر آواز دی او ساحرہ ہوشیار ہو جادو پلٹی کارد
سینے پہ پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری سنگ باری برف باری ہونے لگی طائر اس کوہ کے پرون سے
سر پیٹ رہے ہین ملکہ چاہتی ہین کہ یہ ہنگامے موقوف ہون تو مین اسکی نعش کی تلاش لون جب تھوڑی
دیر مین ہنگامہ رفع ہوا قضائے کار اس کوہ کے حاکم شقائق جادو و حقائق جادو درہ کوہ مین پڑے
ہوئے سوتے ہین کوہ پر بلا ہوا دونون بیدار ہوئے شقائق نے حقائق سے کہا کون ساحر ایسا
زبردست آیا کہ جسنے ہمارے پہاڑ پر آکر یہ ہنگامہ برپا کیا آنکھین ملتے ہوئے دونون نشیمن کوہ سے جھانک
کے دیکھا کہ ایک مہ جبین قمر طلعت گاتی دوپٹے کی باندھے ہوئے ایک نازنین کا لاشہ برابر اسکے پڑا ہوا
ہے حقائق نے کہا اے برادر مین اس مہ جبین کو پہچانتا ہون اتنا جانتا ہون کہ طلسم کشا کی طرفدار ہے
ایک طرف سے تم سحر کرو اور ایک طرف سے مین سحر کرون ورنہ یہ تڑپ کے نکل جائیگی
یہ بڑی نامی ساحرہ ہے حقائق و شقائق دونون آپس مین صلاح کر کے چلے سنبل نے دیکھا
بیچ مین سے کوہ شق ہوا دو ساحر داہنے بائین سے پیدا ہوئے آواز دیتے ہوئے او نازنین کہان
جاتی ہے ایک نے داہنے پر سے گولا مارا ایک نے بائین پر سے ملکہ نے داہنی طرف کا گولا روک لیا
بائین طرف والا گولا جو بیٹھا دھواں اسکا آنکھون مین لگا وہ گولا جو ہاتھ مین تھا وہ پھینک مارا
شقائق کا سر پھٹا بائین طرف سے دھواں جو لگا ملکہ غش کھا کے گرین حقائق نے گرفتار کر لیا
اگر اس کنیز کی تلاشی لی جھولی مین سے نامہ نکلا الماس زوجہ یاقوت کا لکھا ہوا سوچا کہ نیگار
ہے سنبل کی کمر مین پنجہ دبا کے اطلاعات قلعہ زناریہ کے چلا یہان رستم ٹھہرا ہے جب سنبل کو عرصہ ہوا
گھبرا کر سمک سے فرمایا نہین معلوم کہ سنبل کو کیون عرصہ ہوا ذرا جا کر تلاش تو کر وجس وقت سے وہ
گئی ہین دم گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے اپنی تو عجب کیفیت ہے نظم

ہاتھ مشتاق گریبان ہے جنون کا جوش ہے
پیرہن تن پہ مرے گرمی مین بالا پوش ہے
وہ دو جون یکجائی پہ بھی صورت فانوس شمع
ہو بغل مین یار پر خالی مرا آغوش ہے

اشکو خوبان چین کی ذلت دونون مین خراب
جان جاتی ہی ولیکن آہ دل کرتا نہین
کوچہ و بازار مین رسواہ کر عاشق کو تو
غافل اتنے تو بہ کار خویش ہم دیوانے ہین
حال دل سنکر و چپکا ہو رہا مین خوش ہوا
روتے روتے پانی ہو کر بہ گیا آخو کو مین
ضعف پیری سے نہین ہوتا ہی قد اونچا کاخم
درد دل کہنے کی خو مجھکو نہ سننے کی اسے
جون وہ دیوانہ گرفتاری ہی جسکو زندگی
موت کا سامان ہی فرہاد سامان نشاط
کور ہین کیونکر قوی ہو وے نہ امید وصال
ناگوار آتش ہی اپنی ہمت مردانہ کو

بار خاطر دہ ذرہ ہی مردہ وبال دوش ہی
ناقہ لیلی روان ہی پر جرس خاموش ہی
ای صنم اللہ کو سنتے ہین پر روپوش ہی
موسم گل تک گریبان پھاڑ نیکا ہوش ہی
نیم راضی کا نشان یعنے لب خاموش ہی
قصر تن کے ڈھانے کو سیلاب لکا جوش ہی
تو ڑتی آخر کمر کو حسرت آغوش ہی
حد مین کہیرزبان نایاب و عقل و گوش ہی
طوق کا حلقہ پری کا حلقہ آغوش ہی
لب تو ساغر نوش ہین پر دل مرا خون نوش ہی
رات اندھیری ہی چراغ خاد تک خاموش ہی
باندھنا مضمون غیر اترا ہی ہو لی پاپوش ہی

رستم کو جو سمک نے بیقرار پایا عرش کی غلام اسکی تلاش کو جاتا ہی یہ کہکے رستم سے سمک باندھ اپنے عیاری
سے آراستہ ہو کر جست وخیز کرتا ہوا قریب اس پہاڑ کے آیا دیکھا ایک مرد کا لاشہ پڑا ہی اور ایک عورت کا
لاشہ پڑا ہی ساحر بنکر پھرنے لگا کہ درہ کوہ سے دو چار جادوگر نکلے سمک نے اُنسے ملاقات کی صاحب
سلامت کر کے پوچھا اس کوہ کا حاکم کون ہی ساحر رونے لگے کہا شقائق وحقائق دو بھائی تھے
ایک کو سامری وجمشید نے بلا لیا ایک طرف قلعہ زناریہ کے گیا ہی اب تو سمک نے باتون مین سب
حال دریافت کیا پوچھا کہ اب یہان کا حاکم کون ہی کہا زفیل جادو سمک نے کہا میان زفیل کو ہم دیکھ بھی
سکتے ہین ان ساحرون نے کہا اندر درہ کوہ کے بیٹھے ہین صورت زفیل کی پہچان کر سمک آگے بڑھا
ایک مقام پر بیٹھکر زفیل کی شکل بنا قلعہ زناریہ پوچھتا ہوا چلا جب سامنے قلعے کے پہونچا اُسی شکل
داخل قلعہ ہوا پوچھتا ہوا حقائق جادو کہان ہی یہان حقائق ملکہ سنبل کو لیے ہوے پاس
ملکہ زنار کے آیا زنار سنبل کو دیکھکر خوش ہو گئی کہا تو طلسم کشا کے بہت بڑے دوست کو گرفتار
کر کے لایا حقائق نے کہا ایک کنیز نامہ لیے ہوے تمہارے پاس آئی تھی سنبل نے اسکو مار ڈالا میرے

کان مین جو آواز آئی ہم دونون بھائی جا پڑے ایک بھائی کو تو اسنے مار لیا مین نے گو اسکو پھینکا میرے گولے سے بیہوش ہوئی ہرچند کہ جمال اسکا دیکھتے ہی مین بیتاب ہو گیا مگر دل نے کہا کہ اسکی صورت ظاہری پر مائل ہونا اچھا نہین خدمت مین زنار کے لیچلو ملکہ زنار اسکو سزا دیگی زنار نے رات کو قید کیا صبح کو دربار مین آکر مجھی حقائق سے باتین کر رہی ہے زنار کہ رہی کہ اسکے قتل سے طلسم کشا کو بڑا ملال ہوگا اسکے قاتل کو بچنا دشوار ہو جائیگا کہ ساحرون نے آکر خبر دی اے حقائق تمھارا ملازم زفیل جادو دروازے پر آیا ہے اسنے گھبرا کے کہا بلا لو سمک بہ شکل زفیل اندر آیا پہلے زنار کو سلام کیا پھر حقائق سے متوجہ ہوا کہ حضور ساحرہ کو یہان لیکر چلے آئے طلسم کشا کو نہین معلوم کیونکر خبر پہونچی کاہن کو بھیجا یہان آفتاب نے آکے گرمی دکھائی بہا کو گرا دیا نوکرون کو آپکے قتل کیا مین پہلے ہی بھاگ آیا تھا بیرون کوہ سے سب معاملہ دیکھا کیا جب وہ قتل و غارت کر کے پلٹ گئے تب مین نے کہا جا کر مالک کو اطلاع دون ابھی اسکو قتل نہ کیجیے ایسا نہ ہو طلسم کشا سن پاوے مین بڑے خبر پہلے لشکر طلسم کشا مین گیا سنا کہ طلسم کشا کو اسقدر ملال ہے کہ کھانا نوش نہین فرمایا اور سب صاحب تلاش مین اسی غار کی نکلے ہین کہ جہان ملے اسے لاؤ اگر میرے نام حکم ہو تو مین اسے قتل کرون وعدہ کرتا ہون کہ سر اسکا سامنے طلسم کشا کے لیجاؤن بڑے لطف سے سر پہونچاؤن بعد اسکے آپ لوگون کو اختیار ہے اپنے کو جسے مخفی کیجیے ایسا نہ ہو طلسم کشا آپ لوگون کو پاجاے زنار نے کہا ہم ایسے مقام پر چھپینگے کہ طلسم کشا تو کیا ہے پیک خیال نہ پہونچ سکے جو اس مقام پر آئے مارا جائے سمک نے پوچھا آپنے تیغ ہفت جوہر کہان رکھا ہے اسنے دکھلا کر کہا تیغ ہر وقت کمر مین رہتا ہے کسکی مجال ہے کہ تیغ پر نگاہ ڈالے سمک نیمچہ کھینچکر اٹھا ملکہ سنبل سے اشارہ کیا او گنہگار سر جھکا کر نیچہ حقائق تو حال قتل اپنے عزیز و نکا سنکر خاموش ہے یہی جوش ہے کہ بدلا اسکا طلسم کشا سے جاکر لون کہ سمک نیمچہ کھینچکر سر پر سنبل کے آیا سر زنجیر کو تھام کر جھٹکا مارا کہا اپنے غلام کو پہچانتے ہین ہون سمک بن عمرو آپکی زبان سے سوزن نکالون آپ نکل جائیے گا سنبل نے اشارہ کیا کہ مین تجھکو لیجاؤنگی بارگاہ مین آگ برساونگی سمک پیترے بدلنے لگا پکار کر آواز دی حسب حکم طلسم کشا کو قتل کرتا ہون زنار و حقائق نے اشارہ کیا ارے سرکاٹ لے اسی کی وجہ سے زرہ ہفت جوش ملی ہے اگر طلسم کشا در پے کوشش کرتا تو زرہ نہ ملتی سمک نے باتون مین زنار و حقائق کو لگا کر زبان سے سنبل کی سوزن نکالی سنبل نے سوزن نکلتے ہی اشارہ کیا کہ ماران سیاہ جو جسم مین لپٹے تھے وہ جل کر گرے تڑپ کے بلند ہوئی ایک گولہ مار دیا بارگاہ مین زنار کی آگ لگا دی سمک کو جو ساحرون نے گھیرا سمک نیمچہ کھینچکر لڑ رہا ہے کہی

ساحرانے ناشنے سنبل نے دیکھا زنار پنجہ کھینچکر سمک پر چلی سنبل سمجھی کہ اب سمک قتل ہو جائیگا جھولی پر ہاتھ ڈالکر ایک پرچہ کاغذ کا پھینکا وہ سنہرو پنجہ بنکر گرا کمر مین سمک کی پڑ گیا لیکر بلند ہوا اب سنبل لڑتی بھی جاتی ہی اور پیچھے ہٹتی آتی ہی دروازے پر لاکھون جادوگر تھے انھون نے سحر کی آگ برسائی تلوارین گرائین یہی چاہتے تھے کہ سنبل کو زمین پر گرائین لیکن سنبل آتش سحر سے مثل شعلہ جوالہ نکلتی ہی تلوارون سے یون نکلی گویا جوہر تیغون کا ظاہر ہوا کوئی حال سے اسکے نہ ماہر ہوا لڑتی ہوئی بیرون قلعہ پہونچی ہزارون جادوگر مارے گلی کوچون مین لاشہ ہاے ساحران کا انبار کر دیا مکان سیکڑون گرا دیے اسمین بھی ساحر دبکے مرنے سے جو ساحرون کے اندھیرا ہوا سنبل بیرون قلعہ آئی اب سنبل کہ سحر کر رہی ہی مطلب یہ تھا کہ زنار کو قتل کرون مگر پنجہ قابض نہ ہوتا تھا کیسے کیسے سحر زنار وغیرہ نے کیے مگر سنبل نہ تھکی لڑتی بھاگتی نکلی چیخ مار کر بلند ہوئی ستارہ بنکر آسمان مین ڈوبی وہان سمک کو پنجہ لئے ہوے جاتا تھا لمعان سحر بند کو وہ لمعان پر بیٹھی پوجہ کر رہی تھی کہ اسنے دیکھا ایک سنہرو پنجہ ایک عیار کو لئے جاتا ہی لمعان نے سحر کیا سمک زمین پر گرا سمک نے گرتے گرتے آواز دی ہمیشہ دلبرے سبحان مبارک باشد لمعان نے پوچھا ارے تو کون ہی کہا حضور سمک گویا ایک ساحر نے رات کو واسطے مجرے کے بلایا صبح کو جو سوا سیر دیتا تھا مین نے انکار کیا ایک کاغذ میری کمر مین لپٹا دیا کہا جاکے کسی جنگل مین اسے چھوڑ آیہ غلام کی کیفیت ہی صبح کا وقت ہی کچھ بھیرون سناؤن یہ کہکے بایان کھینچا یہ حاشیہ کا بجرے نے لگا لمعان سے آنکھین ملا کر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

نظم

یہ قدرت لقب ہی تیرے کلک گوہر افشان کا — بہار صبح اک سادہ ورق ہی میرے دیوان کا
مری باد نفس سے زمزمہ پران پرندہ مغفات — ہتہ ذرہ کے پیش نظر ہو نور عرفان کا
ریاض قدس ہریالی مرے صحن سرا کی ہی — بہار اُس گلدستہ ہی میرے طاق ایوان کا
سحاب ملک جاہ جن کر یہی سون کشت گردون پے — روان ہی جیسے خشک کہکشان مین چشمہ حیوان کا
دلون مین شاعرون کے گوہر معنی نہ پیدا ہون — نہ نکلے گر صدف مین انکے قطرہ میرے نیسان کا
نہین پیدا ہون مین اہل دو خاک و آب و آتش سے — لکھر کر چار عنصر سے ہی باہر میرے ارکان کا
بشر کے قالب خاکی مین جو مین جلوہ فرما ہون — تماشا دیکھنا منظور ہی نیرنگ امکان کا
مرے زیر قدم ہی تخت شاہی جس ولایت مین — وہان کے دام و دد کو عار ہی منصب سلیمان کا

رہا ہوں دہر میں اندیشۂ آسیب سے ایمن
گہر کو کیا خطر ہے لطمۂ دریاے طوفان کا

جسے کہتے ہیں سب فردوس پائیں باغ ہے میرا
مجھے ہے صحت گھر بیٹھے نظارہ حور و غلمان کا

مری خاک قدم سے تاج خسرو نستقامت ہے
مری نعلین کو دے تعلبندی تاج سلطان کا

فنافی المرتضے کے رمز سے ہے جسکو آگاہی
مقام اس شخص کا ہے کشف سیر عرش شان کا

عروج دین کو سپہر عقیدہ سے سو سو تفاخر ہون
شہیدی منقبت خوان ہون جناب شاہ مردان کا

یہ غزل سمک نے اس رنگ میں گائی کہ لمعان رونے لگی گلے سے موتیوں کا مالا اتار کر دیا کہا اے تو تو اس لایق ہی
کہ تجکو تعویذ بازو بنائے ایک کنیز نے عرض کی واری اسکے دام کرین نہ آئے گا یہ طلسم کشا کا عیار ہی اسنے قلعہ زنار میں
جا کر قیامت برپا کی ملکہ سنبل کو جا کر رہا کیا میرے ایک عزیز وہان نوکر تھے انکے سامنے یہ سب معرکہ گذرا یہ بھی ملکہ
سنبل کا تھا اسکو طرف اپنے لشکر کے لیے جاتا تھا سمک نے کہا حضور اس کیفیت یہ ہے کہ میں نہیں جانتا زنار یہ
کہان ہے لمعان خنجر لیکر اٹھی کہ تو کڑے میں تجھے قتل کرونگی کنیزین اٹھیں عرض کی واری آپ قتل کیوں کریں کنیزیں
قتل کرینگی ایک کنیز نے تیغ کھینچکر سر پر آئی چاہا کہ ہاتھ مارے کہ آسمان پر سنبل ہفت گیسو چمکی دیکھا سمک زیر تیغ بیٹھا ہی
ایک کنیز چاہتی ہے تیغ مارے اور لمعان جادو اشارے کر رہی ہے کہ جلد اس مکار کو قتل کر اسکا زندہ رہنا
بہتر نہیں وہیں سے سنبل نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کنیز کا سر اڑ گیا ایک کھجوگری کی سر اٹھا دے لمعان نے
سحر کیا گولہ اٹھا کر مارا سنبل نے گولہ کاٹا اس سے ایک برق چمکی کئی کنیزون کے سر اڑ گئے لمعان نے دوسرا
گولہ مارا قریب سنبل کے گولہ پہونچا سنبل نے منہ سے دھوان چھوڑا گولہ پھٹا پھٹکر گرا ایک برق چمکی سامنے
لمعان کی آنکھون کے برق آئی ایک بجلی چمکی اس عالم میں سنبل نے زلف کو ہلایا ایک زنجیر آہنی پیدا ہوئی
لمعان کے سر پر پڑی کہ سر لمعان کا پھٹ گیا مارکر لمعان کو بہار کو ویران کیا خزانہ لوٹ لیا سمک نے
پہلے روپے لوٹے جب اشرفیان دیکھین روپے پھینکے اشرفیان اٹھائیں کمر میں رکھیں سنبل نے سمک کو
اٹھا لیا لیکر لشکر میں آئی یہان طلسم کشا پریشان بیٹھے تھے سنبل نے آکے سلام کیا سمک کو حاضر کر دیا
رستم بہت خوش ہوئے مگر وہان زوجۂ یاقوت ماہیار کنیز کو جو روانہ کر چکی تھی جب کئی دن گذر رہے
یاقوت نے آکر کہا کیون صاحب جواب نامے کا نہ آیا یاقوت نے کہا اور نامہ روانہ کرو الماس نے اور نامہ
لکھا شقایق نامے کنیز نامہ لیکر چلی صبح کا وقت ہی ہوا سے سرد چل رہی ہے جنگل پر عالم بہار گل خود رو جنگل میں
گلشن ہے گل سرسبز و شاداب نہرون میں پانی لاجواب شقایق ہر جگہ ٹھہرتی ہوئی جاتی ہے کبھی کسی چشمہ پر ٹھہر گئی

لگانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی شخص بھیروین کے سرون مین اس غزل بے بدل کو گا رہا ہی **نظم**

مرا خون اسپہ تا ثابت نہ ہو سکا ر روتا ہی ۔ مجھے مارا ہی پر ظاہر مین وہ خونخوار روتا ہی
پھرون مین صحرائے وحشت مین برگشتہ اب ای دلبر ۔ کہ چشم آبلہ سے ہر قدم اک خار روتا ہی
بلا بھیجا ہی محبوب حقیقی نے چلا ہون مین ہا ۔ ہنسی آتی ہی مجھکو جب کوئی غمخوار روتا ہی
مرض الفت کا ہی تو مانع گریہ نہ ہو ناصح ۔ مسلسل چشمہ ہو جاتا ہی یہ آزار روتا ہی
مری گردن جھکا دینے سے رحم آتا ہی قاتل کو ۔ وہ خود سر خم کیے کھینچے ہوے تلوار روتا ہی
بہت اس کوچے مین نالان رہا لیکن نہ پوچھا ۔ کوئی آفت رسیدہ کیا پس دیوار روتا ہی
ہمیشہ ہجر کا غم ہی تصور وصل کا گاہے ۔ جو دل اکبار ہنس دیتا ہی تو سو بار روتا ہی
مری حالت پہ دل بگڑا ہی تیور مین مگر کڑے ۔ ترحم سے گلے ملتا نہین پر یار روتا ہی
ترے بیمار کو تیرے سوا صحت ملے کس سے ۔ مسیحا کا بھی کچھ چارہ نہین ناچار روتا ہی
مقابل مجکے رونا ہی تو پھر تم کہو کیون رووٗن ۔ ہمارے کھیل مین کیا ابر دریا بار روتا ہی
دعائین مانگ کر ہنسنے پر اسکے موت مانگی تھی ۔ خدایا اب جلا مجھکو مرا دلدار روتا ہی
قبول ای مُہر کو غفلت کدہ جا لع زرخوش ہنا ۔ جو غافل ہی وہ ہنستا ہی یہان ہشیار روتا ہی

یہ غزل سنکر شقاقل طرف صدائے متوجہ ہوئی دیکھا ایک نازنین ایک نخل کے سایہ مین لباس پر زر پہنے ہوے بیٹھی ہی پھولون کے زیور مین لدی ہوئی آسن مارے ہوے تن تن کے یہ اشعار گا رہی ہی طائر ہر مرتبہ زمزمہ سرائی کرتے ہین گانے پر محو ہو رہے ہین شقاقل قریب پہونچی جھک کر اسکو سلام کیا اس نازنین نے اشارے سے سلام لیا اشارہ کیا بیٹھ جاؤ شقاقل بیٹھ گئی گاتے گاتے اس نازنین نے ہاتھ ہلا دیا درخت سے پھول برسنے لگے شقاقل کے آگے انبار ہو گیا اشارہ کرکے اس نازنین نے پھول اٹھا کر سونگھے شقاقل نے بھی گٹھی مین پھول اٹھائے اٹھا کر سونگھے سونگھتے ہی آنکھین سرخ ہوئین گھبرا کر اٹھی لڑکھڑا کر گری اُس نازنین نے اٹھکر شقاقل کا سر کاٹ لیا جھولی سے نامہ نکالا نعرہ کیا انم سنبل ہفت گیسو مار کر اسکو نامہ اسکی جھولی سے لیا خدمت مین رستم کی آئی عرض کی کہ حضور کوچ کرین اور کوہ یاقوت کو تشریف لیچلین طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یاقوت جادو آپکے ملنے کا خواہان ہی دو کنیزین اسکی زوجہ کی بھیجی ہوئی آتی ہوئین دونون کے پاس اسی مضمون کے نامے نکلے رستم نے بلا کر مقدمۃ الجیش کو حکم دیا کہ بموجب حکم ملکہ سنبل کے اٹھالا بارگاہ کا

طرف کوہ یاقوت کے روانہ ہو دوسرے دن سے پیشیر و لشکر طرف کوہ یاقوت کے لیچلا ملکہ الماس جادو زوجہ
یاقوت نے جو دو نامے بھیجے اور جواب ایک کا بھی نہ پایا حیران ہوکر کنیزوں سے کہنے لگی کہ مقام حیرت ہے کہ دونوں کنیزان
معتبر چست و چالاک سحر میں بھی بیباک گئیں اور پلٹ کر نہ آئیں میں خود جاؤں شوہر کو بلا بھیجا ملک یاقوت سے
سب حال کہا یاقوت نے کہا صاحب تمہیں جاؤ ہم بھی چاہتے ہیں کہ طلسم کشا سے ملیں مگر با آبرو ملیں سلسلے
طلسم میں آبرو ہو کہ شاہان ہفت کوہ میں سے ملک یاقوت شاہ بادشاہ کوہ یاقوت شریک طلسم کشا ہوا
الماس اسی وقت روانہ ہوئی بادشاہ کوہ یاقوت کی زوجہ دریاے جواہر میں غوطہ زن سحر و ساحری میں پرفن
لباس حقول پہنے ہوے روانہ ہوئی ایک پہاڑ پر آکے ٹھہری کہ صحراے گرد اڑی دیکھا کہ ایک لشکر کی آمد ہے اور سب کے
آگے آفتاب فلک سیر گھوڑے پر سوار پیشیر و لشکر ہے سات ہزار سوار پرے اسکی پشت پر جماے ہوے اور
وردیاں برنگ مختلف پہنے ہوے اس ساز و سامان سے سامنے سے گذر گیا اس لشکر کو دیکھکر الماس
حیران ہوگئی بعد اسکے دیکھا سیماب جادو سات ہزار ساحر اسکی پشت پر نوبت نقارے بجتے ہوے سامنے
سے گذر گئیں اسکے بعد ملکہ لالہ عذار ساٹھ ہزار فوج سے یہ بھی گذر گئیں اسکے بعد سنبل ہفت گیسو تخت پر سوار
گرد ڈیڑھ لاکھ عورتیں اسکے تخت کو گھیرے ہوے سقے آب پاشی کرتے ہوے کہ گرد نہ اڑے ایسا نہ ہو کہ عارض
انور پر گرد و غبار پڑے آئینۂ رخسار مکدر ہو سب شاہ و شہریار اسی کے تخت کو گھیرے ہوے اسکے ساتھ
بیحساب لیج ہے اژدروں پر اثالے بارگاہ کے لدے ہوے اژدر منھ سے قلابۂ آتشیں چھوڑتے ہوے تمام
صحرا آتش بہار ہو رہا ہے اسکے بعد دیکھا ملکہ شعلہ جوالہ وہ بھی بڑے زور و شور سے ہمراہ لشکر گران گذر گئیں
اسکے بعد دیکھا کہ اجلاس عالم انبوہ خلایق علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے ایک سردار مثل دیو کے
جھومتا ہوا علم زرنگاری کی چھڑ کاندھے پر سایے میں علم کے ایک جوان رعنا بلند بالا خود سر پر رکھے ہوے
زرہ ہفت جوش زیب جسم کلاہ ہفت گوشہ سر پر ہزار ہا نقیب آوازیں دیتے ہوے کہ با ادب
سے جلوہ یہ جوان کہ حسن و شوکت میں یکتا ہے یعنی طلسم کشا ہے اسکی سواری میں خوش آواز نقیب دعائیں
دیتے ہوے پشت پر سپر نگاہ بازارین لشکر کی جمی ہوئی منزلوں تک انبار لشکر طلسم کشا کا ہے جہاں تک
نگاہ جاتی ہے علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے یہ شوکت و شان دیکھکر ملکہ الماس کو پسینہ
آگیا دل بیقرار ہوگیا آنکھیں فصل برسات کا ابر بن گئیں جی میں کہتی ہے اے الماس یہ لشکر جس ملک پر جاکر
گریگا کوئی ذیحیات کا ہے کو بچیگا حقیقت میں یہ شاہزادیاں بڑے عیش میں ہیں یہ مجمع عام ساحران زبردست طلسم کشا

جری وبہادر انکو کون روکیگا اب کون روک سکتا ہی اجتماع لشکر پر ثابت وسیارہ کو سکتا ہی کیا لشکر ہوا اور کیا تاجدار ہی جا کر شوہر کو سمجھاؤن ایسا نہ ہو کوئی افتاد ہو ای الماس اب مین قلعہ زناریہ پر جاؤن یا اپنے قلعے مین جاؤن اس فکر مین حیران کھڑی ہی آخر یہ سوچی کہ زنار کو جا کر لاؤن طرف قلعہ زناریہ کے چلی مگر چوٹ کھائی ہوئی آہ آہ کی صدا دل سے بلند کرتی ہوئی کبھی بیقرار ہو کر پکار اٹھتی ہی اور کہتی ہی کہ

نظم

ٹھوکرین مارکے مردون کو جلاتے نہ چلو
رشک سے خاک مین زندون کو ملاتے نہ چلو

انکی پازیب کی جھنکار سے آتی ہی صدا
فتنۂ حشر کو بدخواب جگاتے نہ چلو

باغ مین آئے ہو سا تھ انکے بھی پھر لو دو گام
کبکؑ طاؤس کا جھگڑا ہی چکاتے نہ چلو

برق شمشیر کی اچھی نہین چالین چلنی
راہ کو کاٹتے جا دے کو جلاتے نہ چلو

سائل بوسہ سے منھ پھیرکے کہتا ہی وہ شوخ
نیک طینت ہو تو بدذاتی پر آتے نہ چلو

گرپڑے ہین کنوین اور گڑھون مین اکثر
ذقن وناف کے عالم کو دکھاتے نہ چلو

دو قدم ساتھ جو چلتا ہون مین گریان اُنکے
یہی فرماتے ہین ہنس ہنس کے ہنساتے نہ چلو

گوشمالی دو نہ گلگشت مین گل کو پیارے
طفل غنچہ ہی غریب اُسکو ڈراتے نہ چلو

پرمشقت ہی رہ عشق نہ طے ہو دو گام
کوسون دریا کو پسینے سے بہاتے نہ چلو

منھ چھپا کر یہ پکارا ہی نکلنا اندھیر
رہ نشین عاشقون کو راہ بتاتے نہ چلو

مشق رفتار کرو گرم روی کی نہ سہی
کونسی چال ہی یہ آگ لگاتے نہ چلو

بھاگ کر عاشق شیدا سے کہان جاؤگے
قدم آہستہ رکھو ٹھوکرین کھاتے نہ چلو

اپنے ہاتھوں سے نہ اندھو کا کلا کٹواؤ
یون چلو پاؤن کی آواز سناتے نہ چلو

کوے معشوق مین ای عاشقو جاتے ہو تو جاؤ
یہ شگون نیک نہین خاک اڑاتے نہ چلو

ان سے کہدو کوئی آگے ہین جو یہ لکۂ ابر
چشم آتش کی طرح آنسو بہاتے نہ چلو

ٹھنڈی سانسین بھرتی ہوئی الماس زوجۂ یاقوت قلعہ زناریہ مین پہونچی ملکہ زنار رباؔ فگن کو خبر ہوئی برائے استقبال نکل آئی آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا کہا بہن کیونکر آنیکا اتفاق ہوا الماس نے کہا مہینہ بھر کا زمانہ گذرا کہ مینے ایک کنیز کو بھیجا نامہ اپنا مہری دیا اسمین یہ مرقوم تھا کہ بہن مجھے سرفراز کرو حال نہ کھلا کہ اس کنیز پر کیا گذری زنار نے کہا تمھاری کنیز کو سنبل ہفتا گیسو نے قتل کیا حقائق وشقائق بالک اس کو مع کے

نکلے سنبل پر سحر کیا سنبل نے شقائق کو مارا حقائق نے سحر کرکے سنبل کو گرفتار کر لیا گرفتار کرکے یہاں لایا
عیار طلسم کشا بھی برابر پہونچا آگر اسنے سنبل کو رہا کیا اس دن دس بیس ہزار ساحر مارا گیا مگر وہ لشکر کی
اور عیار کو بھی لے گئی دوسری کنیز کا حال نہین معلوم غرضکہ استقبال کرکے الماس کو بارگاہ میں لائی الماس
نے تعریف لشکر طلسم کشا کی شروع کی اور کہا ایسے ایسے ساحر شریک طلسم کشا ہین کہ زمین ہلا دینگے
کائنات طلسم مین زنار کہتی ہے بوا تم تو اسقدر تعریفین کرتی ہو کہ انکے آگے قدرت کی کچھ حقیقت نہین ہے ایسے
لشکر قدرت نے سالہا سال شفقت کی تب ممکن ہوئے جسدن ارادہ کرینگے ایک دن مین لشکر طلسم کشا کو نیست و
نابود کردیگی سارا جنگل دھوئین سے بھر دین کون قدرت کا سامنا کر سکتا ہے باتین کرتے کرتے الماس
نے جام و صراحی کو اٹھایا ایک جام آپ پیا دوسرا زنار کو دیا کہا لو بوا جام پیو جیسے ہی جام زنار نے ہاتھ
مین لیا شراب چرخ مارنے لگی شعلہ بنکر اڑی زنار نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کہا کیون الماس یہ کیا حرکت
تھی الماس کانپنے لگی کہا بوا مین نے کچھ نہین ملایا یہ کہکے ہاتھ چھڑا لیا اٹھکے بھاگی زنار نے کہا لینا یہ جانے
نہ پائے ہزارہا جادوگر پیچھے الماس کے چلا جب دروازہ قلعہ پر یہ پہونچی چاہا خندق کے پار جاؤن خندق
سے ایک شعلہ آتش بھڑکا برابر منہ کے آکر پھٹا اس شعلے سے دھوان نکلا بیہوش ہوکر الماس گری ساحرون
نے گرفتار کر لیا سامنے زنار کے لائے زنار نے زبان مین سوزن دی سلسل و مطوق کیا ماران
سیاہ جسم مین لپٹا کر کہا انکو لیجا کر قید خانے مین قید کرو مین انکو خدمت خداوند مین لیجاؤنگی الماس کو
جب کئی دن گذرے یاقوت شاہ فراق زوجہ مین گھبرایا شکار کے حیلے سے صحرا مین آیا گل ولالہ کو دیکھا عارض محبوب
یاد آئے بیقرار ہوکر گھوڑے سے کود پڑا دامن اپنی زوجہ کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا

نظم

شاہد قرینہ ہین مرے نونہال کے — عاشق بزرگ لوگ ہین اس خردسال کے
ہر شب شب برات ہے ہر روز روز عید — سوتا ہون ہاتھ گردن مینا مین ڈال کے
مضمون فشگان ہے طبیعت کو اپنی تنگ — لگا پلک سوئین ہم کبھی مرغے کے بال کے
شان و شکوہ نے ہمین برباد کر دیا — مثل حباب اڑ گئے خیمے ...... نکال کے
بیخ خمار اٹھانے کی طاقت نہین مجھے — پیتا ہون مین شراب مین بھی لون ڈال کے
بے عشق لوگ کہتے ہین ماہ چہار دہ — سنکر سقر ہوئے ہین تماشے کمال کے
اُس ترک کی نگہ جو کرے ناوک افگنی — تہتے لگائے خاک شہیدان کلال کے

سر سبز نہیں ہوا ہی تجلی سے طور ہی ۔ ہم بھی ہیں سوختہ تری برق جمال کے
شام شب فراق سے پہلے گئے جو لوگ ۔ آئی ہوئی بلا گئے سر پر سے ٹال کے
اس شمع رو کا واہ رے جسم گداز و صاف ۔ اللہ نے بنایا ہی سانچے میں ڈھال کے
الفی ہی زلف خال ہی الفی کی مردمک ۔ عقدے کھلے یہ فکر سے اس زلف و خال کے
آنکھوں میں اپنی رکھتے ہیں اہل نظر انکین ۔ سر ہیٹے جو پیسے ہوے تیری چال کے
اخوان دہر سے عجب اسکا نہ چاہیے ۔ یوسف کی فکر میں جو پھرین گرگ پال کے
معنی کے شوق میں جو ہوا دل کو میل فکر ۔ تصویر شعر کھینچے تپلے خیال کے
سودائی جانکر تری چشم سیاہ کا ۔ ڈھیلے لگاتے ہیں مجھے دیدۂ غزال کے
شک ہوتا ترے ہاتھ کا بہت جو ای صنم ۔ پنجے میں آفتاب کے ناخن ہلال کے
آئینہ سے کلام کو کیونکر کیا ہی صاف ۔ حیران کار ہم بھی ہیں آتش کے حال کے

یاقوت بیقرار کھڑا ہوا ہی وجہ کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہی زیر نخل اتر پڑا شکار وغیرہ موقوف کیا یادِ دلبر کان میں دل پر تیر چل رہے ہیں کہ صحراے گرد عظیم بلند ہوئی نوبت نقارے کی بھی آواز آئی یاقوت دیکھنے لگا پشت مرکب باد رفتار پر ایکجوان باشوکت وشان سطوت وصولت مشل ملازم ہمراہ رکاب گرد ساحران لاجواب کاہن طلسم رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ملکہ سنبل ہفت گیسو و سیماب و لالہ عذار و ملکہ شعلۂ جوالہ و سمین وغیرہ گرد گھیرے ہوے شاہزادے کو گویا کہ ہجوم ثوابت و سیارگان بیچ میں وہ ماہتاب تاباں پشت پر فوج ظفر موج علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے تعریف الہی و نعت رسالت پناہی اسپر مرقوم آمد فوج کی دھوم یاقوت حیران حیران دیکھ رہا ہی رستم کی نگاہ پڑی کہ ایک تاجدار جلیل پریشان ایک نخل کے سایہ میں کھڑا رو رہا ہی ہچکی لگی ہوئی ہی آنکھوں سے دریا جاری ہی رستم نے گھوڑے کو دوڑایا رحم دل انتہا کے ہیں رونا اسکا دیکھکر دل بیتاب ہوگیا صاحب سلامت کی تاجدار نے کچھ جواب نہ دیا رستم نے ہاتھ پکڑ کے بلایا کہا ای کشتۂ تیغ حسرت و یاس کیوں اسقدر ملول و حزین ہی اس تاجدار نے کلیجے پر ہاتھ رکھا دل کو سنبھال کر جواب دیا ای شہریار کیا حال بیان کروں مقام شرم و حجاب ہی دل کو پیچ و تاب ہی اگر حضور علیحدہ ہوں تو کل کیفیت عرض کروں رستم ہاتھ پکڑ کر کنارے لائے یاقوت نے رو کر کہا ای شہریار جس روز شیر سوار

مارا گیا اعتقاد مین ہزارون کے فرق آگیا عجب معرکہ گذرا ہی مین نے زوجہ سے صلاح کی کہ تیغہ ہفت جوہر
لے تو لیجا کر طلسم کشا کو دین اس حیلے سے اُس شہر یار سے ملین زوجہ نے کہا زنار سے اور مجھسے بڑی ستی
ہی دو کنیزون کو نامہ دیکر بھیجا تھا ایک کا حال تو مجملاً کھلا ایک کا بالکل نہ معلوم ہوا شوق ملاقات طلسم کشا
دل مین بھرا تھا وہ خود یہان سے گئین کہ مین اسکو مع تیغہ ہفت جوہر لاؤن مکان پر لا کے دعوت
کرون تیغہ لیکر طلسم کشا سے ملون آج کئی دن کا زمانہ گذرا وہ واپس نہین آئی اگر قید خانے مین اسکی قضا ہی تو
مجبور ہون سوچ رہا ہون کہ طلسم کشا کے پاس کیونکر جاؤن کیا روے سیاہ دکھاؤن اگر تیغہ ہفت جوہر ملتا
تو غنچہ آرزو کھلتا فلک نے نہین چاہا رستم نے کہا مین خود جاؤنگا زرہ ہفت جوش زیب جسم ہی اور کلاہ
ہفت گوشہ بالاے سر ہو انشاء اللہ تعالی ضرور رہا کرکے لاؤنگا لشکر طرف کوہ یاقوت کے چلتا ہی مین
الماس کو رہا کرکے لاتا ہون تم اگر مناسب جانو لشکر کے ساتھ رہو یا الگ رہو جیسا مناسب جانو وہ کرو
مین وقت پر آجاؤنگا بہت وخوش مدد رستم یاقوت کو بارگاہ مین لاے آپ مرکب تیار کرایا فرمایا جائیو
تم لوگ طرف کوہ یاقوت کے چلو ہم قلعہ زناریہ سے ہوکے آتے ہین آفتاب فلک سیر اپنے مقام سے اُٹھا
عرض کی حضور یہ کیون تکلیف اٹھائین مین جاتا ہون ہرچند رستم نے منع کیا لیکن یہ پرپرواز پیدا کرکے
طرف قلعہ زناریہ کے چلا سنبل ہفت گیسو بھی اپنے مقام سے اٹھین یہ کہتی ہوئین ای کابن ٹھہرو مین بھی
آئی سمک قدمون پر گر پڑا کہا حضور آپ تامل فرمائین مین جاتا ہون جس حال مین اسکی زوجہ ہوگی اسی رنگ سے
لاؤنگا یہ کہکے سمک نے قنطورہ عیاری لگائے یہ بھی چلا یہان زنار نے دوسرے دن الماس کو ارابے پر
سوار کیا طرف ہفت پیکر کے لیچلی کہ خدمت خداوند مین اسکو پہونچاؤن اسکو سزا ملے کہ پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے
خود بھی طاؤس پر سوار ہوکر ساتھ چلی بارہ ہزار ساحر بھی اپنے ہمراہ لیے زنار قید الماس کی لیکر چلی قلعے
سے بارہ کوس پر ایک مقام پر چاہ پختہ تھا وہان لشکر لازم اسکے ٹھہرنے لگے زنار بھی ٹھہری کوئی پانی بھرتا ہی
کوئی نہاتا ہی کہ ایک افسر نے پانی بھرا دوسرے افسر نے ڈول اٹھالیا آپس مین تلوار چلنے لگی زنار نے دیکھا پیدل
سوارون پر جا پڑے اور سوار پیدلون کو مار رہے ہین تھوڑے عرصہ مین نصف فوج تمام ہوئی زنار چند
غل مچاتی ہی کہ ارے کمبختو کیون آپس مین لڑتے ہو ہلاکہ کہتی ہی مگر کوئی نہین سنتا دیکھا زنار نے چھ ہزار مرکر
کرے چھ ہزار باقی ہین زنار افسرون کو ترپ ترپ کے روکتی ہی افسر اسپر سحر کرتے ہین جتنا وہ لپٹے کو کہتی
وہ ہوتا ہی افسر بلوہ کرکے چاہتے ہین کہ اسکو پکڑ کر قتل کرین کہ آسمان پر سر اُٹھا کے دیکھا چھوٹا سا لکہ ابر ہی مین سے

بوندیان گر رہی ہین جسکے سر پر وہ بوندی گری اسکو زنار سے دشمنی زیادہ ہوئی جب زنار نے دیکھا کہ آسمان
پہ جو ابر ہی اسسے قطرات آب گر رہے ہین وہی قطرات جوش مزاج سرداران بڑھا رہے ہین اٹھا کے ایک گولہ
ابر پر مارا ابر پھٹا دیکھا ایک تخت پر ایک نازنین تاج سر پہ رکھے ہوے پشت پر وزیرزادی مگس رانی کر رہی ہی
ایک جوان سبز رنگ خود سر پہ جھولی بائین ہاتھ پہ سحر کر رہا ہی زنار ان ساحرون کو دیکھکر گھبرا گئی اس جوان نے
للکارا کہ او زنار مجھے پہچانتی ہی منم آفتاب فلک سیر ایک مہ جبین نازنین نے آواز دی منم سنبل ہفت گیسو
جس نازنین کے سر پہ تاج تھا اسنے آواز دی منم شعلہ جوالہ ان سب نے آکر زنار کو گھیرا آفتاب اپنا بھرتا برابر
ار اپنے کے پہونچا کے الماس کو رہا کیا الماس جو اٹھی تڑپ تڑپ کے گرنے لگی کئی سے کے سر اڑا دیے
زنار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اور دیکھا کہ سب پھیر سے کے خود ہان مین نکل بھاگی دونون پاؤن زمین مین مارے
غرق زمین ہوگئی یہ سب سردار فتح کر کے الماس کے پاس آئے الماس رونے لگی کہا کہ ای سرداران نامی مجھکو
خود بخود طلسم کشا سے محبت پیدا ہوئی مین نے چاہا تھا جا کر زنار کو قتل کرون اور تیغہ ہفت جوہر لاؤن نہین معلوم
وہ کیونکر آگاہ ہوئی شراب کا یہ انجام ہوا کہ جام سے شعلہ نکلکر اڑ گئی اسنے میرا ہاتھ پکڑ لیا مین تڑپ کے اڑتی ہوئی
چلی بیرون قلعہ آکر گرفتار ہوئی اب پاس ہفت پیکر کے چلی تھی آپ لوگون نے آکر رہا کیا اب مین پاس شوہر کے
جاتی ہون اسکو لیکر آپ لوگون کی خدمت مین آتی ہون اسکو غیرت ہی کہ ایسی تدبیر سے پاس طلسم کشا کے جاؤن
کہ طلسم کشا کو معلوم ہو کہ یاقوت ایسا شخص شریک ہوا کا ہن نے کہا ای شاہزادی یہ خیال محال ہی دل سے
نکال ڈالو طلسم کشا پر کوئی احسان نہین کر سکتا طلسم کشا پر خدا مہربان ہی ہر مشکل انکی آسان ہی آپ تشریف
لیچلین آپکے شوہر بھی وہان موجود ہین الماس بھی ان سبکے ساتھ ہوئی یہ سب سردار طرف لشکر طلسم کشا کے
چلے رستم یاقوت کو تھوڑی دور لیکر آگے تھے کہ یاقوت نے عرض کی کہ جس منزل پر آپ اترینگے یہان سے بارہ
کوس کے فاصلہ پر کوہ یاقوت ہی اگر گھڑی دو گھڑی رات سے آپ کوچ کرین تو کل کا دن اسکا عجائب غرائب
دکھا سکتا ہی مجھکو رخصت کیجئے مین آپکے آنیکا اہتمام کرون فوج کو آپکی ملازمت پر ترغیب دون جسوقت آپ
پہونچین مین بھی شریک ہون طلسم کشا نے یاقوت کو رخصت کیا یاقوت شہر مین آیا افسران فوج کو
بلایا انسے بیان کیا کہ اب وقت زوال ہفت پیکر آگیا طلسم کشا بڑے زور و شور سے آتا ہی زرہ ہفت جوش
زیب جسم کلاہ ہفت گوشہ بر سر اور ساحر عمدہ اسکو مکین ہو گئے ہین کل کوہ یاقوت پر ہنگامہ ہوگا یا تو آپ لوگ
میرا ساتھ دین یا مجکو جواب دے سب نے عرض کی ہم آپکے ساتھ ہین جس سے آپ لڑینگے ہم بھی لڑینگے

یاقوت مطمئن ہوا ایمان پر سرداران مذکور الماس کو ساتھ لیے ہوئے خدمت طلسم کشا میں آئے سب کیفیت
بیان کی طلسم کشا نے الماس کو بھی رخصت کیا کہا اب جاؤ جاکر شوہر سے ملو شوہر تمھارا بہت بیقرار ہی اسکو تمھاری
جدائی شاق ہی اہتمام میلے کا کر لینا ہم کل عین وقت پر پہونچیں گے گھبرانا نہیں الماس بھی طلسم کشا سے رخصت
ہوئی وعدہ کر کے پاس اپنے شوہر کے آئی دیکھا یاقوت اسباب طلسمی نکال رہا ہی اور تحفہ جات طلسم پر آراستہ
کر رہا ہی زوجہ نے آکے سب کیفیت بیان کی یاقوت اور زیادہ محجوب ہوا کہ طلسم کشا نے احسان کیا اگر تم
گرفتار ہو کر سامنے اس مردود کے جاتیں نہیں معلوم کیونکر پیش آتا کل ہم ساتھ طلسم کشا کے جانبازی
کرینگے کہ تصویر کا حال کھلے یہ مکار بندگان خدا کو اپنی پرستش پر ترغیب دیتا ہی دیکھیں کیا ہو اس رات بھر میں
زیر کوہ میلہ جمع ہوا یاقوت نے صبح کو اٹھکر زوجہ کو تخت پر سوار کر لیا اول بالائے کوہ آیا تصویر کے سامنے
کھڑا رہا غصے میں سجدہ نہ کیا بر ہمنوں کو دیر میں مقرر کیا تصویر سے آواز آئی کیوں اے یاقوت آج تمھارا مزاج
کیسا ہی تنے قدرت کو سجدہ نہیں کیا یاقوت نے جواب دیا دل سجدہ کر رہا ہی ظاہر اسجدہ کیا نہ کیا برابر ہی
اب یاقوت کوہ سے اترا فوج کو جا کر قاعدے سے کھڑا ہو انتظار طلسم کشا کر رہا ہی مراد مند حاضر ہونے
لگے مرادیں سب کی ملنے لگیں جو جو کچھ مانگتا ہی وہی مراد ملتی ہی یاقوت فوج کو لیے ہوئے انتظار کر رہا ہی
کہ صحرا سے گرد اڑی آمد لشکر طلسم کشا شروع ہوئی آگے آگے سب کے کاہن فوج کو ترغیب دیتا ہوا سب
ساحر ایک تخت پر طلسم کشا پشت مرکب پر یاقوت آگے بڑھا کاہن سے کہا آمد فوج کو لیے چھپائے
تصویر پر ظاہر نہ ہو میں طلسم کشا کو بالائے کوہ لیے جاتا ہوں کاہن نے نشان فوج مخفی کرائے تا یہ نہ کوئی
کہ سکے کہ لشکر طلسم کشا آیا بارہ کوس تک ہجوم عالم انبوہ خلایق اسی جاؤ میں لشکر طلسم کشا بھی ٹھہرا یاقوت
نے قریب آکر کہا کیوں شہریار کچھ مراد مانگیے گا طلسم کشا نے سر ہلا دیا یاقوت نے طلسم کشا کو ساتھ لیا راہ میں
لوگوں سے کہتا ہوا یہ سوداگر بڑی دور سے آئے ہیں مراد مانگیں گے جو مانگیں گے وہ ملیگا قدرت کا
فیض جاری ہی داہنے پر خود بائیں پر طلسم کشا کے الماس زوجۂ یاقوت وزیر زادیاں الماس کی گرد
طلسم کشا کے جمال بیمثال دیکھکر دل ہی دل میں کیستی ہیں کوئی آہ کرتی ہی کوئی واہ کرتی ہی وزیر بھی یاقوت کی پشت
شاہزادے کے ساتھ ساتھ سمک بھی آتا ہی کاہن نے تڑپ کے اپنے مقام پر کہا اے ملکہ سنبل تم انتظام لشکر
کرو میں پاس طلسم کشا کے جاؤں وہ اکیلے پہاڑ پر جاتے ہیں غیر لوگ ساتھ ہیں ایک تو اپنا ملازم خاص
ساتھ ہو سنبل نے کہا میں جاؤں آفتاب فلک سیر نے کہا میں جاتا ہوں سب شاہزادیوں کو

آگاہ کر کے آفتاب اسوقت قریب طلسم کشا کے پہونچا کہ یہ پہاڑ پر چڑھ رہے ہیں یاقوت راستہ بتاتا ہوا
لاتا ہی گھاٹیوں کو طے کر رہے ہیں کہ آفتاب آکر پہونچا سلام کر کے پشت پر ہو لیا سمک بن عمرو سمجھاتا ہوا ای
شہریار جب تصویر پہ ہاتھ ڈالیے گا کلاہ سے بہت ہوشیار رہیے گا سب ہی طرح کے فتور کریگا چاہیگا کہ
کلاہ ہفت گوشہ آپکے سر سے لے لوں آفتاب کہتا ہی بہتر صاحب یہ سب حفاظتیں میرے سپرد ہین
بہت اچھے دن آئے ہیں ساعت بھی نیک ہی انشاء اللہ کوہ یاقوت پر قبضہ کرتے ہیں رستم گھاٹیاں طے
کر کے بالائے کوہ پہونچے جب سامنے دیر کے پہونچے کشتیاں جواہرات کی سامنے تصویر کے رکھیں
یاقوت نے آواز دی یا خداوند یہ تاجر بڑی دور سے آیا ہی تصویر نے بہ قہر و غضب آواز دی او یاقوت
قدرت کو دھوکھا دیتا ہی طلسم کشا کو ساتھ لایا ہی ابھی اسکو پتھر کا کردوں طلسم کشا نے یہ آواز سنتے ہی تلوار
کھینچی اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ رستم ارشد اولاد امیر عرب ؎ بیت علمشاہ چو رستم لقب نعرۂ دیگر

علمشاہ رومی شہ فیل زور	کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور	اگر تیغ کین برکشم از غلاف
تزلزل فتد در میان مصاف	سرداروں نے سحر کرنا شروع کر دیے تصویر نے منہ کھولا صدہا طائر	

اسکے دہن سے نکلے گرد طلسم کشا کے چیخ مار رہے ہیں چاؤں چاؤں کر رہے ہیں علمشاہ نے جو تیغ کو ہلایا
طائروں کے سر کٹ کے گرنے لگے یہاں زیر کوہ جو سرداروں نے نعرے کی آواز اپنے آقا کی سنی فورا
برابر لڑنے لگے فوج یاقوت کی لڑتی ہی بالائے کوہ آگ برس رہی ہی آفتاب فلک سیر جب ماش کے
دانے مارتا ہی طائر جلکر گرتے ہیں یاقوت عالماس ہر چند کہ صدائے طائران سے کانپ جاتے ہیں
لیکن یاقوت سب سے آگے بڑھا ہوا کہے تصویر پر مار رہا ہی آواز آئی او مکار اب کیوں فتور کرتا ہی جلد
قدرت کو سجدہ کر قدرت پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ تو طلسم کشا کو لیکر آیا ہی عین گرمی جنگ میں کہ زنار جو اس مجمع
سے نکلی تھی چھوٹوں پہاڑ پر گئی سنا کہ ظہور قدرت کوہ یاقوت پر ہی اسی وقت آکر پہونچی دیکھا وہ وقت ہی
کہ طلسم کشا لڑتے ہوے برابر تصویر کے پہونچے ہیں لیکن وہ جادو ہی کہ سانس لینا مشکل ہی آخر ہاتھ بڑھا کر
تلوار ماری وہ جو طائر اڑ رہے تھے انمیں سے ایک طائر کلان قریب تصویر کے آیا پکار کر آواز دی یا
خداوند مجکو زندہ کیجیے گا آواز آئی تجھکو زندۂ جاوید کیا ہی تجھے کون مار سکتا ہی طائر نے گلا اپنا دم شمشیر پہ
رکھ دیا رستم نے ہاتھ مارا کہ سر طائر کا کٹ کر گرا سر تو غائب ہو گیا لیکن طائر کے حلق بریدہ سے دھواں نکلنے لگا
اسقدر دھواں نکلا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہ معلوم ہوتا تھا رستم نے آفتاب کی طرف دیکھا آفتاب نے آواز دی

ای ساکنان صحرا اے شعلہ خیر جلد حاضر ہو تامل نہ کرو چند جوان مشعلین ہاتھ مین آکر حاضر ہوے مشعلون کی روشنی سے
سارا پہاڑ روشن ہوگیا آفتاب لڑنے لگا طلسم کشا نے کئی ہاتھ تصویر پر لگائے طائرون نے اپنے سر کٹوا لئے
سر تصویر کو بچایا جب طلسم کشا تلوار کھینچکر قریب پہونچتے ہین زمین کانپتی ہی پاؤن جمتا نہین ہاتھ بہکتا ہی بشکل
ہاتھ مارتے ہین طائر مر کر گر پڑتے ہین آفتاب فلک سیر نے طرف یاقوت کے دیکھا یاقوت نے
جھولی پہ ہاتھ ڈالا ایک کاغذ سیاہ نکالا اسکو بشکل عقاب کاٹا پکار کر آواز دی ای عقاب جہان گردان
طائرون کو لینا کئی عقاب تیز پر آکر حاضر ہوے طائرون پر گرے چیر کر پھینکنا شروع کیا طائرون کا خون
جو پہاڑون پہ گرا پتھر پھٹنے لگے وہ صداے ہیبتناک آئی کہ زمین تھرائی صدہا آدمی بہرے ہوگئے یہ جو آفتاب
نے دیکھا کہ وزیراو ، وزیرزادیان اشارے کرتی ہین کہ ہمین سنائی نہین دیتا کانون نے دو پتھر زمین پہ
مارا یا تو دریاے خون جوش مار رہا تھا یا وہ دریا ڑ کا کم ہونے لگا غرضکہ مارکے انھین پتھرون مین غائب
ہونے لگا طائر عقابون کے خوف سے چیخ مارتے ہوے بھاگے آسمان مین ڈوب گئے عقاب ہیطرح اڑتے
پھرتے ہین تصویر جب منہ کھولتی ہی طائر اسکے دہن سے نکلتے ہین وہی عقاب شکار کر لیتے ہین برہمنون نے
بڑھکر تصویر کے سامنے فریاد کی یا خداوند مرادمند قتل ہوے دیرکوہ ابل سیلہ قتل ہو رہے ہین قدرت انکو
بچائین تصویر نے آواز دی ارے برہمنو دیکھتے ہو کہ قدرت کی جان پر بنی ہی طلسم کشا ڈانٹا ہوا ٹاکری کی تلوار کے
ہاتھ مارے خیرخواہان دولت نے بچایا ورنہ ابتک قدرت کا خاتمہ ہوا تھا یہ جو یاقوت نے سنا ہنس کر زوجہ
سے کہا لو صاحب سنو یہ کیسے قدرت کہ اپنی جان کا خوف کرتے ہین معلوم ہوا کہ یہ مذہب باطل ہو یاقوت
والماس کو ایک جوش ہوا جھکر لڑنے لگے جب گولہ مارا دس کے سر اڑ گئے طلسم کشا کو ساتھ لیکر لڑتے
ہوے سامنے تصویر کے گئے تصویر نے آواز دی او یاقوت کیون تیری قضا آئی ہی ابھی پتھر کا کر دونگا یاقوت
نے کہا او مکار تو اپنی جان بچا یہ کہکے ایک گولہ مارا کہ تصویر کا سر پھٹ گیا سر سے تصویر کے دھوان نکلا وہ
دھوان بلند ہوا دیکھا ایک جوان سیہ فام نعرے کرتا ہوا بھاگا جاتا ہی مگر ہاتھ جو ہلاتا ہی ہاتھ سے برقین گرتی
ہین سیکڑون کے سر اڑ گئے سیکڑون پہاڑ پر سے گر پڑے آواز دیتا ہوا وہ جوان بھاگا جاتا ہی کہ ای بندگان
من اپنے کو سرداران طلسم کشا سے بچاؤ یاقوت تاجدار علمشاہ کے ساتھ لڑتا ہوا ایک طرف
کا رن مثل شیر کے جھومتا ہوا پہاڑ سے یہ سب اترے ہین کہ پہاڑ پھٹا تین لاکھ سوار و پیدل اسمین سے
تلوار کھینچے ہوے نکلے رستم کو سب نے گھوڑے پر سوار کر لیا سمک نے حقۂ آتشبازی مارے رستم

پتھر پھینکر آگے غول مین انکے جا کر گرے بڑھکر افسر کو مارا فوج والے فریاد کرتے ہوے چاہتے ہین درہ کوہ مین گھس جائین مگر رستہ نہین ملتا یہان ملکہ سنبل و لالہ زار و سیمتن و سیماب و شعلہ جوالہ وغیرہ نے میلے مین ہنگامہ ڈالدیا دوکانین لٹنے لگین سارے میلے کو قتل کیا سنبل نے ساتون گیسو بلاے ساحرون کی آنکھ مین اندھیرا آجاتا ہی نابینا ٹٹولتے پھرتے ہین سنبل نے ہاتھ ہلا دیے برق چمکی اندھون کے سر اڑگئے ملکہ لالہ عذار جس غول پر آئین عارض انورشل ماہتاب کے چمکے ہزار ہا دیوانے ہوے اشعار عاشقانہ پڑھتے پھرتے ہین نظم

کافی بس اسکو نشہ ہی بوے شراب کا — ہو پوچھ جسکے ہاتھ مین ساغر حباب کا
ہر ہر قدم پہ پھوٹتے جاتے مین آبلے — نقش قدم مین طور ہی چشم پر آب کا
کہتے ہین تیرے عارض و قامت کو دیکھکر — بالاے سرو پھول کھلا ہی گلاب کا
دیکھی جو اسکی زلف ہوا محو داغ دل — ہوتا ہی وقت شام غروب آفتاب کا
آتا ہی رشک ای دل پر آبلہ سے مجھے — کیا جلد پھوٹتا ہی پھپھولا حباب کا
مشکل بغیر ساقی مہوش ہی دور تک — محتاج آفتاب ہوا ماہتاب کا
آتی ہی خشک و تر سے تجھے بوے زلف یار — ہی مشک کی زمین تو دریا گلاب کا
اُسکی نگاہ گرم جو پڑتی ہی غیر پر — ابلیس اب نشانہ ہی تیر شہاب کا
تیری بغیر ہمنے نہ دیکھا طلوع صبح — گذرا شب فراق مین موسم شباب کا
آتا نہین ہی دنکو بجز شب وہ اندنون — بدلا ہی شپرہ سے مزاج آفتاب کا
تیری بہار نے یہ اڑائے گلون کے رنگ — ذرات جوش باغ مین ہی ماہتاب کا
مارا ہی چشم مست نے میرے سوم میں جن — نرگس کے پھول اور پیالہ شراب کا
محشر مین ہمکو نامۂ اعمال دیکھکر — قاصد خیال آئیگا خط کے جواب کا
ارض و سما کے طبقے ہین بازی تجھے — چوتھا فلک ہی ایک ورق آفتاب کا
سیر تری مین کی جو سکندر کی ہمنے دید — تھا سر پہ نقش آب کے افسر حباب کا
اپنی غزل پہ آپ مین لکھتا ہون اب غزل — دیکھو جواب سے سخن لاجواب کا

اشعار عاشقانہ پڑھے اور درہ کوہ مین پہونچے پتھرون سے سر ٹکرانے لگے بعض تڑپکے جھیل مین گرگئے ہین اور نام لیکر پکارتے ہین ای ملکہ لالہ عذار جمال اپنا ہمکو دکھا وُ دم بھر کو نگاہ کے سامنے آؤ نا شمع جمال

بیشال میں ہم لوگ محو جال میں کسی جانب چند کس بھاگے جوش محبت میں جھیل میں جا کر گرے شعلۂ جوالہ نے
ایک سحر کیا کہ نخل جلکر گرے انبار ہیزم ہوئے جس غول کو اشارہ کر دیا ہزارہا اس آگ میں گر پڑے رستم
آگر مجمع میں پہونچے تیغہ کھینچا ہو، ہاتھ میں جسکے ہاتھ مار دیا اسکا سر اڑ گیا آفتاب فلک سیر نے
دستک دی تیر اعظم کی گرمی بڑھی بھیجے دماغ سے نکلنے لگے مثل ہیزم خشک کے جلنے لگے چارجانب
ان ساحروں نے سحر کی بوچھار کر دی ستمین کا دریائے سحر جوش مار رہا ہی جو قریب دریا پہونچا
مچھلیاں تڑپکے نکلیں جسکے سینے پر پڑیں توڑ کر پشت کو پار گذریں بعض جوش دریا دیکھکر آبرو
ڈوبنے کو بچا نہ پڑے صاف ظاہر کہ حباب لب دریا مثل چشم معشوق اشارے کر رہے ہیں کہ ہمارے پاس آؤ
جو قریب گیا وہ گرفتار سحر ہوا پانچ چھ شاہزادیاں و آفتاب فلک سیر و یاقوت و الماس کے سحر سے
پناہ نہیں ملتی یاقوت و الماس تاک تاک کے لوہے پہاڑ پر مار رہے ہیں اور سنبل وغیرہ کو تعلیم کرتے
ہیں کہ اس پہاڑ سے متعلق ہفت پیکر کی جان ہی اسکو صدمے پہونچتے ہونگے تین پہر ایک طرح جنگ
ہوئی پہاڑ روکنے والا پہاڑ لگا یاقوت تاجدار تھا وہ شریک طلسم کشا ہوا جس مقام پر تصویر گری
ہی پتھر کی تصویر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی مگر ایک مقام کو گھیرے ہوئے ہی ہاتھ پھیلائے تو قاعدے سے
پاؤں پھیلائے تو قرینے سے یاقوت نے اگر چاہا تصویر کو ہٹاؤں اس مقام کو کھدواؤں
شاید کچھ عجائب و غرائب طلسم نکلے گھنٹہ نواز ناقوس نواز جو اس مقام پر مقرر تھے وہ دوڑے
ہوئے آئے کہا ای یاقوت تم بادشاہ ہو کر قاعدے کے خلاف کرتے ہو جب طلسم کشا لوح طلسمی
پائیگا اور ان مقاموں کو ہٹائیگا تب تحفہ جات نکلیں گے آثار سحر اور کسی شے سے دفع نہ ہو سکے
جب تک کہ لوح طلسمی کا عکس نہ پڑے بس اب میلہ برباد کر چکے بارہ کوس تک آدمی نہیں معلوم
دیتا ہی دوکانیں لٹی ہوئی پڑی ہیں لاکھوں لاشے پڑے ہیں اب طلسم کشا کو بلا لیجئے یاقوت نے
نہ مانا برہمنوں کو ہٹایا چاہا دیر کی دیواریں توڑیں بت جو چھوٹے رکھے تھے انکو اٹھائیں کہ ایک
صدائے مہیب ایسی بلند ہوئی کہ زمین کانپ گئی آواز آئی او یاقوت کیا قضا دامنگیر ہی ایسے مقام پر
قید کروں گا کہ اب دانہ ملنا نہ ہوگا کاہن یاقوت کے ساتھ ہوا کاہن و یاقوت و الماس ملکر
بتوں کو اٹھانے لگے جسم سے ان بتوں کے زنجیریں لوہے کی نکلیں ایک گردن میں یاقوت کے
ایک گلے میں الماس کے ایک گلے میں کاہن کے یہ تینوں زنجیریں پڑ گئیں کاہن کے اسقدر حواس بگڑے

کر آواز دی ای شہریار غلام کو بچائیے رستم یہ صدا سنکر دوڑے ایک زنجیر انکی جانب بھی چلی لالہ عذار
نے آواز دی ای شہریار اپنے کو بچائیے طلسم کشا نے زنجیر پر ہاتھ مارا تیغ کپتیان کا وار کیا اور کلا ہ
ہفت گوشہ کو گردش دی خود بخود کلاہ پر ہاتھ پڑ گیا وہ زنجیر تڑپ کے گلے مین سمک کے پڑی چارون
زنجیرین چارون آدمیون کے گلے مین پڑین اور لیکر طرف آسمان کے غائب ہوگئین اور پہاڑ پھٹکر گرا
وہ صدائے مہیب پیدا ہوئی اور برق چمکی کہ سب کی آنکھین بند ہوگئین بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھین
کھلین اپنے کو اس مقام پر نہ پایا دیکھا ایک صحرائے وسیع بارگاہین رفیع اژدرونکی پشت سے گری
ہوئین اژدر مرے ہوئے سب لشکر ہمراہ طلسم کشا اسی مقام پر کمر کھولے کھڑا ہی بعض جوان
نخلستان کے سائے مین فروکش طلسم کشا سب سردارون کو لیکر بارگاہ مین آئے سردار بھی آکر
بیٹھے طلسم کشا نے ملک سنبل سے کہا یہ کیا سحر گذرا وہ پہاڑ وہ قلعۂ سرخ پوشان جسمین یاقوت تاجدار
رہتے تھے وہ سب مقام کیا ہوئے سنبل نے عرض کی حضور نثار بلا افگن ابھی وقت پر آئی تھی مگر یہ
ہنگامہ دیکھکر نکل گئی تصویر جو ٹوٹی ہفت پیکر اسکے سر سے نکلا جا کر اسنے انتظام کیا اس صحرا مین آپکو
پہونچایا اس صحرا کی جو حاکم ہی بہار لال پوش وہ ملعونہ اب سرکار کے ستانے کی کد و کوشش کرے گی
وہان سے اسنے ہٹا دیا اس صحرا مین آپکو اُتارا ہی بہار لال پوش کے شعبدے چلینگے چارون سردار
جو آپکے قید ہین میرے نزدیک تو یہ صورت ہی کہ بعد فتح طلسم وہ لوگ چھوٹینگے اور اگر کوشش ہو جائے کہ
بہار لال پوش پر قبضہ ہو تو کیا کہنا۔ اس صحرا مین جا بجا پھرئیے کیا عجب ہی کہ بہار لال پوش آپکو دیکھکر
مائل ہو اور اپنی خوشی سے آکر ملے اب مصنف تحریر کرتا ہی کہ حقیقت مین جب ہفت پیکر تصویر سے نکلا
اور بالائے آسمان پہونچا تو اُسنے جھکر سحر کیا کہ اتنے بڑے لشکر کو بارہ کوس پر پھینکدیا کہ طلسم کشا
پر کرامت ظاہر ہو بہار لال پوش کا اسی صحرا مین ایک باغ ہی کہ بہار کا داغ ہی اس باغ مین بیٹھی تھی
کہ ایک آواز کان مین آئی ای بہار لال پوش ہوشیار ہو جاؤ تمھارے صحرا مین طلسم کشا کو بھیجا ہی
چار سرداران قیدی پہونچتے ہین بہار لال پوش یہ صدا سنکر گھبرائی سر اُٹھا کے جو دیکھا ایک
زنجیر مین بندھے ہوئے یاقوت و الماس ایک مین سمک و آفتاب فلک سیر کاہن
آسمان سے اترے بہار لال پوش نے حکم دیا ان چارون گنہگارون کو ہمارے سامنے لاؤ کنیزین
کشان کشان چارون کو سامنے لائین بہار لال پوش نے اپنے ہاتھ کے گجرے سے چار پھول نکالے

چارون کے سر پر ڈالدیے اور کہدیا کہ جاؤ جنگل کی سیر کرو چارون ہو حق کرتے ہوے طرف صحرا کے روانہ ہوے باغ سے نکلے جابجا گلستان مین ٹھہرتے ہین اور اشعار عاشقانہ اپنی اپنی دُھن مین پڑھ رہے ہین نظم

غش ہو زاہد نے گلرنگ کا جام ایسا ہی — ہو گیا زہد حلال اب یہ حرام ایسا ہی

یا علیؑ تھام لو ہاتھ اپنے اِس اُفتادہ کا — لب کا فر سے نکلتا ہی وہ نام ایسا ہی

خدمت حیدر صفدر ہوئی قنبر کو نصیب — کہتے آقا جسے سبکا وہ غلام ایسا ہی

راز پوشی کی ہی امید دل وحشی سے — دیکھیے کیا ہو سپرد ایسے کے کام ایسا ہی

پر خطر ہی وہ گلی تیری کہ کہتے ہین جری — عین جرأت ہی جو بھاگین یہ مقام ایسا ہی

مین تری زلف کا کیا وصف کرون اے خوشخط — چشم حافظ کو ملے نور یہ لام ایسا ہی

عشق ہی سارے زمانے کو تری زلفون سے — پھنستے ہین طائر جان جس مین یہ دام ایسا ہی

کیسی نادر ہی زمین جسپہ گذرتے ہین سب — غصہ کھا لیتا ہی عالم یہ حرام ایسا ہی

مہر و مہ عارضون کی یاد مین تڑپا کیے ہین — رنگ وہ صبح کا ہی جلوہ شام ایسا ہی

رکھدے سر پہلے در حیدر صفدر پہ قبول — سب اماموں سے ہی اوّل وہ امام ایسا ہی

یاقوت تاجدار ایسا زوجہ کا عاشق زوجہ کو نگاہ بھر کے نہین دیکھتا اس خیال مین ہی نہین معلوم کہ زوجہ کس حال مین ہی گریبان چاک چہرے پر خاک دیوانہ وار پھر رہے ہین کاہن عاشق ذارنام طلسم کشا کا ہی مگر سمک سے کہتا ہی مین تجھے قتل کرونگا سمک سامنے سے کاہن کے بھاگ جاتا ہی جہان سامنے آیا کاہن ڈھیلہ لیکر دوڑا سمک پھر بھاگتا ہی اسطرح یہ چارون پھر رہے ہین اکثر ملازمون نے خبر دی کہ ای شہریار چارون سردار آپکے جنگل مین پھر رہے ہین ایک کو ایک کی خبر نہین رستم نے سامنے کے دیکھا کہ چارون دیوانہ وار پھر رہے ہین سمک کا حال بہت ابتر ہی کہ کاہن نے ڈھیلے مارے ہین سر سے خون بہتا ہوا لباس پھٹا ہوا جنگل مین دوڑا دوڑا پھر رہا ہی ہرچند رستم نے پکارا سمک انکی آواز پر متوجہ نہوا جو سامنے سے گذرا انسے بمحبت رستم نے پکارا کسی نے جواب نہ دیا رستم خاموش ہو رہے جنگل سے پلٹے ہین کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا خواجہ عمرو و برق سامنے سے آتے ہین رستم نے خواجہ کو سلام کیا بارگاہ مین لائے تمام کیفیت جنگ کوہ یاقوت کی بیان کی اور کہا چار سردار دیوانہ وار جنگل مین پھر رہے ہین انکا علاج کیجیے عمرو نے کہا ای نور نظر

افلاس مین کوئی کام نہین ہو سکتا مثل مشہور ہی فرد کیا ہنسے کیا خاک کوئی رو سکے ہاں جی ٹھکانے ہو تو سب کچھ
ہوسکے ای فرزند مین تو پریشان ہون چاہتا ہون زمانہ تنخواہ کا قریب آیا خدمت مین آقا ے
تاجدار کی پہونچون ہر چند تنخواہ کے ملنے سے رفع عسرت نہ ہوگی چند ساعت کی تسکین ہی تم خود پریشانی
مین ہو رستم نے کہا دادا جان سب کچھ موجود ہی مگر کام کرنے پر ہی سردار میرے میرے قبضے مین آئین
مین دس ہزار روپے حاضر کرونگا خواجہ نام روپیون کا سنکر ہنس پڑے کہا ای نور نظر مجھے تمہارے
کام سے کیا انکار ہی مگر رقم منگوادو رستم نے دس توڑے کے بدلے پندرہ توڑے کی قیمت کا
جواہرات ایکسینی مین رکھدیا کہا میرے سردارون کو لاکر مجھسے ملا دیجیے یہ جواہرات حاضر ہی لیجائیے
اور اگر وہ ہوش مین نہ آئین تو اسکو چھو نہ سکیے گا مین یہان چوکی پہرہ مقرر کرتا ہون انکا فرزند اُجمند
بھی مبتلاے مصیبت ہی خواجہ نے کہا وہ میرا فرزند نہین بڑے وسی دعوے کرتے ہین مین تو چار پیسہ کی وجہ سے
اس کام کو جاتا ہون برق یہ سنتے ہی بھاگا خواجہ نے کہا دیکھو یہ جاکر انکو ہوشیار کر دیگا برق چھپتا
ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہان یہ لوگ مارے مارے پھر رہے ہین برق نے انکا پیچھا کیا دیکھا ایک
عندلیب خوش نوا آئی ہی ان چارون کے گرد پھرتی ہی اشعار عاشقانہ سُناتی ہی

نظم

پہلی تھی الفت احباب محفل کی طرف	کھینچ لائی آرزوے قتل قاتل کی طرف
ای جنون ہی کون اسمین غیرت لیلی سوار	مثل مجنون دل کھنچا جاتا ہی محمل کی طرف
تیغ ابرو خنجر مژگان سے ہین دونون نگاہ	فکر پہلو کیجیے یا دیکھیے دل کی طرف
حلقہ کاکل سے الفت زلف پیچان سے ہی لطف	طوق کو یارب مین دیکھون یا سلاسل کی طرف
کہکشان کو طاق پر رکھدے ابھی پیر فلک	ای قمر دیکھے اگر تیری حمائل کی طرف
پھر گئی آنکھون مین اسکے گردش نجم زحل	جس سیہ رخ نے نظر کی آپکے تل کی طرف
کیا عجب مقصود حاصل ہو کمال شاعری	ہی رجوع قلب اک اُستاد کامل کی طرف

برق نے دیکھا عندلیب نے چارون کے گرد پھر کر یہ اشعار پڑھے اور غائب ہوئی چارون کی وحشتین بڑھین
ولولہ جنون کی زیادتی ہوئی غل مچانے لگے زنجیرین ہلانے لگے دن بھر برق انکے پیچھے پیچھے پھرا اگلی مرتبہ
عندلیب آئی اور گرد سر انکے پھری شام کو دیکھا وہی عندلیب آئی اور گرد سر انکے پھری اور یہ بھی
آواز دی ای وحشیو چلے آؤ برق نے دیکھا آگے عندلیب جاتی ہی پیچھے چارون قیدی چلے جاتے ہین

تحاکل اڑاگے ہوئے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے آتے آتے یہ چارون سردار زیر سایۂ دیوار ایک
باغ کے آکے پہونچے برق نے سُنا کہ اندر گانا ہو رہا ہی دیوار باغ شق ہوئی چارون باغ مین داخل ہوے
اندر کے دیکھا ایک چبوترہ پر فرش بچھا ہی ایک نازنین تاجدار مسند پہ بیٹھی ہی ایک کنیز نے جھککر عرض کی
چارون قیدی حاضر ہین اُس تاجدار نے سر اُٹھا کر کہا دیکھو گل اندام خوش تو کہان ہی ایک کنیز نے
آواز دی سامنے نخل تھا اُسپر سے عندلیب اُتری غلطک مار کر مثل انسان کے بنگئی ہاتھ باندھکر سامنے
اُس تاجدار کے آئی عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی تاجدار نے حکم دیا اپنے دیوانون کو لیجا کر قیدخانے
مین قید کرو اُس نازنین نے اشارہ کیا ایک نخل کے سائے مین چارون کو لائی شاخ شجر پہ ہاتھ ڈالا
چارون قیدی غائب ہو گئے صاحب صحبت نے کہا صاحبو قدرت نے طلسم کشا کو اس صحرا مین بھیجا ہی مراد
یہ ہی کہ سزا و تکلیف پہونچا عاجز کر کے گرفتار کرو سب کنیزین اٹھین وہ خوشنوایہ کہکر چلی کہ مین جاکر
ابھی لشکر طلسم کشا پر آفت برپا کرتی ہون جیسے ہی یہ چلی برق بھی اسکے پیچھے چلا اور کئی کنیزین اسکے
پیچھے تھین برق فرنگی اُنکے پیچھے پیچھے صحرا مین آیا ایک کنیز کو اشارے سے بلایا جب وہ کنیز قریب
آئی کہا دیکھو پہلوے صحرا سے ہزار ہا آ جو آتے ہین جیسے ہی وہ کنیز پلٹی برق نے حلقہ ہاے کمند گلے مین
ڈال لیے جھٹکا مارا حباب مار کے بیہوش کیا کنیز کو کنارے لایا چاہا اسکی شکل بنون کپڑے اُتارے
اسی کنیز کی شکل بنکر دوڑتا ہوا پاس گل اندام کے آیا کہا اے ملکۂ عالم طلسم کشا اکیلا آتا ہی آپ چلیے
تو گرفتار کرلین گل اندام نے کہا صدہا طلسم کشا کے رفیق مین اکیلا اسے کون آنے دیتا برق نے کہا
آپ میرے ساتھ چلین مین آپکو دکھا دون گل اندام نے کہا نرگس کچھ دیوانی ہوئی ہی مجھے تجھپر
شک ہوتا ہی یہ کہکے ہاتھ بلا کے منہ پہ برق کے ہاتھ پھیر دیا برق کا رنگ و روغن عیاری اڑگیا گل اندام
نے دریافت کیا کہا پاس ملکہ بہار لال پوش کے لیجا ؤ کنیزین کشان کشان لیچلین تین کنیزین ساتھ
مین برق کو مارتی ہوئی لیے جاتی مین کوئی کہتی ہی او انگریز ہمارے ساتھ یہ مکاری ایک کہتی ہی کہ یہ
عمرو کا شاگرد رشید ہی اُنے اسکو عیاری سکھائی برق نے توبڑہ گلے سے اُتار کے پھینکدیا کہا مین نے
عیاری ترک کی مجھکو بہار لال پوش کے پاس تو کر رکھا دو اب آج سے عیاری نہ کرونگا کنیزون نے
توبڑہ کھولا دیکھا مٹھائی ترکاری دھری ہی برق نے کہا یہ ترکاری اُستاد نے میرے منگائی تھی ایک
ایک نارنگی تینون کنیزون نے اُٹھائی چھیل کر کھانے لگین برق نے کئی مرتبہ پکار کر کہا جاری

ترکاری نہ کھاؤ مجھے اُستاد اسکی جھ لے لینگے کنیزون نے شاناتارنگیان کھائین کھاتے ہی گرین برق نے
اُنکو قتل کیا کہ سامنے سے گل اندام آگئی برق ایک جانب بھاگا گل اندام دوری تو مگر برق کو
نہ پایا موے سر توڑ کر پھینکا برق بھاگا جاتا تھا ایک مقام پر جھنانے کی آواز آئی دیکھا زنجیر آکے
گردن مین لپٹ گئی کشان کشان برق کو لیچلی گل اندام کے پاس برق کو پہونچایا گل اندام نے
کہا ای زنجیر سحر موسوم بہ زلف آرا یہان برق کو کہان لائی پاس اُنھین چارون کے لیجا اُس زنجیر
سے تڑاقا ہوا ایک ساحرہ بال سر کے بڑے بڑے زمین پر لٹکتے ہوے پیدا ہوئی برق کو ہوے زلف
مین باندھ لیا کشان کشان لیچلی تو بڑہ برق کا دیکھکر راہ مین زلف آرا نے پوچھا اسے اسمین کیا
ہی برق نے کہا وجہ معاش کا ٹھیکرا ہی ذرا اسے ملاحظہ فرمایئے اُسنے جو تو بڑے کو کھولا ایک ڈبیہ
یاقوت احمر کی چمکتی ہوئی نکلی زلف آرا نے چاہا اسکو کھولون برق نے منع کیا کہ اسکو نہ کھولو
زلف آرا نے نہ مانا جیسے ہی کھولا اسمین سے بیہوشی اڑی زلف آرا بیہوش ہوکر گری برق نے
اسکا بھی سر کاٹا ایک جانب بھاگا پھر گل اندام کی فکر مین چلا گل اندام آتی ہو جاتی ہو طرف لشکر
طلسم کشا کے جاوٗن کہ ایک طرف سے آواز آئی ای گل اندام قدرت کو دیکھ لے گل اندام پلٹی دیکھا
ایک نخل بیچ سے شق ہوئی ہو اسمین ایک شخص کھڑا ہی سر سے پانؤ تک برقع پوش لال برقع اُس سے جسم کو
چھپاے ہوے گل اندام قریب پہونچی ایک طرف بُرقع ہٹایا دیکھا ایک نازنین مہ جبین نتھ بڑی سی
ناک مین پڑی ہوئی رسیلی آنکھون مین سرمہ دیا ہوا وہ حسن و جمال ہی کہ ہاتھ پانؤن مین دیکھکر رعشہ
آگیا اُس نازنین نے اُدھر سے نقاب ڈال لی دوسری طرف کا چہرہ دکھایا ایک جوان آفتاب مثال
کھڑا ہی تیغ کمر سے لگا ہی آنکھ مثل برق کے چمک رہی ہی کہ آنکھ ملانے سے خوف آتا ہی قلب تھراتا ہی
گل اندام نے پکار کر آواز دی آپ کون بزرگ ہین لونڈی نے جمال دونون طرف سے دیکھا
آواز دی ہم تمھارے پُرانے خداوند سامری ہین ہفت پیکر کو سجدہ کیا اِتنے بندے ہمارے جیسے
چھوٹے اسی صحرا مین رہتے ہین خوراک ہماری یہ نخل تھی تھوڑا تھوڑا کرکے اسی کو کھاتے ہفت پیکر
پر مسلمانون کا خروج کرا دیا وہ بے مارے اسکو نہ چھوڑینگے ہم بھی مدد مسلمانان کو جاتے ہین
اگر تمسے ہوسکے تو بہر حال بہار لال پوش کو سمجھا دو کہ بہ صدق دل اطاعت مسلمانان
کرے خداے آسمان سے اور ہمسے معاملہ ہو گیا جتنے نئے بندے ہمارے ہمکو سجدہ کرینگے نصف بجلاؤ

ہم نے لیکے لصف خداے آسمانی ہر بات مین آدھے آدھے کا فیصلہ ہو گیا لصف رزق ہم دیتے ہین لصف خداے آسمان یہ کہکر آواز دی کیا تو نے برق کو گرفتار کیا تھا بہنے جا کر مدد کی ایک مرتبہ اُسنے تین کنیزون کو مارا ایک مرتبہ ایک کو مارا برق ہمارا بندۂ خاص ہے عمرو تو اب بڈھا ہو گیا اُس سے کچھ نہین ہو سکتا پہلو کی جانب اشارہ کیا کہ کابل مین ہمارا ایک بندہ مرگیا تھا اسکے عزیزون نے نذر دلوائی تھی قدرت ایک طباق حلوے کا اُٹھا لائے اب تو اسکو اٹھا لے یہ تیرا حصہ ہے ساتھ ہی جسکی دیکھا چینی کی قاب مین حلواے گرم رکھا ہے دھوان نکل رہا ہے گل اندام نے اٹھا لیا آواز آئی اِسکو یہین رکھو کچھ تھوڑا سا کھا لو گل اندام نے کنیزونکو دیا جب کھا چکی تو آواز آئی جاؤ جب قدرت کو ڈھونڈھو گی اسی مقام پر پاؤ گی گل اندام چلی چند قدم پر جا کے گری اس برقع پوش نے جھپٹ کر نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران — ڈرے کرکے کانپتا ہے جہان
سر تیز رفتار ہو گر قدم — صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد طرار ہون — جہانگیر عالم کا عیار ہون
اڑا شدہ ریش کفار ہون — زمانے مکار و عذار ہون
اڑا دون صبا کے بھی ہین ہوش کو — نہ پائے مری گرد پاپوش کو

یہ کہکے خنجر مارا کنیزون کے کپڑے اتار سے یہان تو عمرو نے انکو قتل کیا وہان برق عیاری کرکے کنیز بنا ہوا پہلوے بہار لال پوش مین بیٹھا ہے گانے کا رنگ جمایا ہے برق کی چھنی کھی بایان کھینچا سید جا شیکہ بجاتا ہے گلے مین ہاتھ ڈال کے کہتا ہے واہ اس شمع جمال کا کوئی پروانہ نہین تا حسن کا جکو رنہیں ملکۂ عالم مجھکو بڑا قلق ہے بہار لال پوش کہتی ہے اے نرگس آج تجھے کیا ہو گیا ہے اپنے جوبن پر بھی پڑتی ہے قدرت کے سامنے چلون تو تیری لیے شوہر تجویز کر دون کہ مرلے کی گل اندام کے کان مین آواز آئی بہار لال پوش سر پیٹنے لگی کہا ارے میری مصاحب تھاص کو کسی نے مار لیا چاہتی ہے اپنے مقام سے آٹھے انتظام سحر گل اندام کرے کہ سامنے جو نخل تھا اسکی جڑ مین سے آگے آفتاب فلک سیر ایک طرف یاقوت ایک طرف الماس پشت پر نسبتے سمک بن عمرو آفتاب نے اپنے نام کا نعرہ کیا یاقوت و الماس نے لپک کے گوسے مارے بہار لال پوش نے کنیزون کو اشارہ کیا ارے انکو مارو کنیزین سب اسباب سحر لیکر چلین آپ کڑک کے بلند ہوئی شل بوے گل کے نکل گئی آفتاب نے کنیزون کو قتل کیا یہان رستم صبح کا وقت ہے بارگاہ سے نکلے ہین کرسی پر بیٹھے ہین سردار گرد کہ پہلے نعرۂ خواجہ کی آواز کان مین آئی رستم نے کہا ہمارے عم نامدار نے کسی کو مارا کہ آسمان سے آگ برسی دیکھا تینون سردار

سمک کو بچے مین دبائے ہوئے آگے پہونچے تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ خواجہ و برق مگر برق تھو چپائے ہوئے آگے پہونچے رستم نے پوچھا کیون میان برق سنّاٹے مین کیون ہو عرض کی غلام نے راستہ پیدا کیا چار کنیزون کو مارا اگر نہین معلوم خواجہ کیونکر پا گئے جھٹ پٹ مار لیا خواجہ نے کہا ہماری دعا کی میان برق پہ تو خوب لگاتے ہین کہا حضور جب یہ سردار نکلے ہین تو مین پہلو مین بہار لال پوش کے بیٹھا تھا اگر تھوڑی دیر یہ ہنگامہ نہ ہوتا تو بہار لال پوش کو مار لیا تھا اُستاد نے جلدی کر کے معاملہ بگاڑ دیا روپیہ آدھا انکو ملے اور آدھا مجھے ملے آفتاب نے بھی گواہی دی کہ بیشک برق فرنگی پہلوے بہار لال پوش مین بیٹھا تھا رستم نے کہا آدھا آدھا روپیہ بانٹ دو نصف برق کو اور نصف عمرو کو دو جب تو خواجہ بگڑے کہا اے رستم ابھی بڑے معاملے باقی ہین تیغہ ہفت جوہر کا ملنا تلاش لوح مین سرگردان رہو گے کبھی تمھارے لشکر مین نہ اوُنگا اپنے خزانہ سے برق کو دلوایئے رستم نے خواجہ کو تو پندرہ ہزار روپے دیے برق کے لیے حکم ہوا کہ دو ہزار روپیہ ہمارے خزانے سے دو برق نے بہت اشارے رستم سے کیے کہ اُستاد کے سامنے نہ دیجئے اور خواجہ نے کہنا شروع کیا بیٹا تم وہ دو ہزار بھی اور یہ پندرہ ہزار بھی لے لو جانتا ہون کہ تمھارا خرچ بڑا ہی برق نے کہا اُستاد اب آپ مین سے ایک پیسہ نہ دونگا خواجہ فرماتے ہین بیٹا برق روپیہ پاس رکھو گے چار دشمن پیدا ہونگے گُنڈے تمھارے پاس آوینگے وہ لگا کے رنڈیون کے پاس لیجاوینگے میرے فرزند ہو یہ زنبیل کسکو ملے گی چالاک سے مجھے رنج رہتا ہی مین زنبیل تمھی کو دونگا ایسے دم دیے کہ وہ دو ہزار بھی برق سے لے لیے کہا جب گھر جاؤ گے تمکو دیدونگا برق نے کہا لیجئے یہ حاضر ہین تو جانتا تھا کہ آپ کے سامنے روپیہ کیونکر ہضم ہو گا اب بھلا آپ کیا دینگے رستم نے دیکھا خواجہ نے روپے برق سے لے لیئے خدمت مین حاضر ہین کہ رنگ صحرا دگرگون ہوا چشمے خشک ہوئے نخل سوکھنے لگے پھول درختونکے مرجھا کر گرے پتے بشکل مدقوق زرد ہو کر درختون سے گرے ہر نخل کے نیچے زر دپتے اڑتے پھرتے ہین عمرو نے کہا اے شہریار یہ صحرا متعلق بہ صحرائے گل اندام تھا اسکے مرنے سے رنگ صحرا بدل گیا اب یہان سے کوچ کیجئے رستم نے آفتاب کو اشارہ کیا لشکر تیار ہونے لگا رات بھر لشکر مین کمربندی ہوئی صبح کو یاقوت کو تخت پہ سوار کیا سردار فرداً فرداً اپنا اپنا لشکر لے کر چلے ایک صحرائے خارستان مین اگر اترے مگر بہار لال پوش جو باغ سے بھاگی سوچی کہ پاس زنار بلا افگن کے چلون

دیکھوں وہ کس فکر میں ہی یہ پرواز پیدا کرکے اُڑی اڑتی ہوئی قلعہ زنار یہ پر آئی دیکھا زنار مبہوت ہو رہی ہی
کہتی ہی بوا تم حقیقت میں بہار لالہ پوش ہو کوئی عیار تو جبر تمہاری صورت نہیں آیا ابھی مجھے خوف معلوم
ہوتا ہی بہار لالہ پوش نے کہا سحر کرو حال کھلجائیگا جب زنار نے بہار لالہ پوش کا امتحان لیا تب
باتیں کرنے لگی مگر کھٹکا دل میں لگا ہی بہار لالہ پوش نے شراب مانگی زنار نے گلابی ہٹا دی کہا
بوا تم پیو میں تو نہ پیونگی بہار لالہ پوش نے کہا بوا اگر تم نہ پیوگی تو میں بھی نہ پیونگی اصرار کرکے دونوں نے
شراب پی آپس میں باتیں ہونے لگیں بہار لالہ پوش نے کہا بوا اگر تم میرا ساتھ دو تو ہم تم چل کے
طلسم کشا کو گرفتار کریں گل اندام کے مرنیکا مجھکو داغ ہی میری مصاحب خاص سحر میں وہی شریک
ہوتی تھی اُسکا قتل ہونا مجھپر بہت شاق ہی سحر صحرا اُسلیے اپنے ذمے لیا تھا قید سرداران اسی سے متعلق
تھی زنار نے کہا بوا چلو بہار لالہ پوش اور زنار بلا افگن دونوں نے اپنے اپنے سحر تیار کیے
تلاش لشکر طلسم کشا چلیں چلے اس صحرا میں آئیں دیکھا رنگ صحرا بدل گیا بہار لالہ پوش نے ہنسکر زنار سے
کہا بوا میرا رہ رہا تا رہا میں آگے بڑھوں تم صحرا کو دیکھتی ہوئی آؤ زنار تو سیر صحرا کرنے لگی بہار لالہ پوش ایک
عندلیب خوشنوا کی صورت بنکر چلی بارہ کوس راستہ طی کیا کہ وہی جنگل کانٹوں کا ملا دیکھا سارا صحرا آباد ہی
عندلیب ایک نخل پر آکے بیٹھی صبح کو دیکھا لشکر طلسم کشا میں کمربندی ہونے لگی عندلیب دیکھا کی جیسے
نیر اعظم برآمد ہوا دیکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم کی صدا بلند ہوئی تمام صحرا گونج گیا بہار لالہ پوش اڑکر دوسرے
نخل پر آئی کہ یہ کیا ہنگامہ ہی دیکھا ایک جوان بارگاہ سے برآمد ہوا شیر صولت رستم ہیبت ایک مرکب
پری پیکر پہ سوار ہوا کلاہ ہفت گوشہ سر پہ زرہ ہفت جوش زیب جسم سپر در پشت
تُرکش قربوس قمر تیغہ زیب کمر نہایت حسین و جمیل سب سردار گھیرے ہوئے سنبل ہفت گیسو رکاب پہ
ہاتھ ڈالے ہوئے ایک جانب سیماب جادو آگے مرکب کے آفتاب چمکتا ہوا اسباب سحر ہاتھ میں
چہار جانب دیکھتا ہوا ایکطرف لالہ عذار سب عاشق تن گھیرے ہوئے جلہ کیدان رسالہ دار
مرکب کو گھیرے ہوئے سمک بن عمرو اسباب عیاری آراستہ کیے ہوئے نگاہ جو بہار لالہ پوش کی
پڑی جمال بےمثال رستم دیکھکر پسینہ آگیا ہاتھ پیروں میں رعشہ پڑا قلب تھرایا کلیجہ منہ کو آیا بیقرار ہو کر
پکار اٹھی فردم را کشتی و تدبیرے نہ کفتی ما عجب سنگین دلی اللہ اکبر لشکر طلسم کشا چلا یہ بھی اُڑتی ہوئی
نظارہ بازی کرتی ہوئی چلی آتی ہی زنار بلا افگن سیر صحرا کرکے بڑھی پشت لشکر طلسم کشا پہ پہونچی

دیکھتے ہی اسنے سحر کرنا شروع کیا ایک لکۂ ابر نمایان ہوا ہاتھ سے اشارہ کیا پانی برسنے لگا لشکر مین طلسم کشا
کے تلاطم ہوا بہار لال پوش سنے جو یہ ہنگامہ دیکھا پر پرواز پیدا کر کے قریب ابر کے آئی پھولون کا
گجرا ہاتھ سے اُتار کر مارا ابر پھٹ گیا جنگل مین جا کر برسنے لگا زنار نے جو بڑھکے دیکھا کہ بہار
لال پوش میرے سحر کو مٹایا چاہتی ہی پکار کر آواز دی بوا بہار لال پوش مین تھوڑے ہی عرصے
مین لشکر مسلمان کو مٹائے دیتی ہون دیکھو کئی ہزار لاشے تڑپ رہے ہین بلکہ ابھی سحر کامل نہ ہوا تھا
ابر بلند ہو رہا تھا تھوڑے عرصے مین محیط ہو کر برستا اکیلا طلسم کشا رہجاتا بہار لال پوش سنے کہا
بوا مین تدبیر گرفتاری طلسم کشا کر رہی ہون دیکھو کون کون سردار ساتھ ہین جب اپنی چال چلتا
اس ابر کو اشارون مین مٹاتے آفتاب فلک سیر کیسا ساحر زبردست ہی سنبل کراگر زلف عنبرین
کو ہلا دے زمین کو آسمان پر پہونچا دے انھین سب سردارون کی مدد سے کوہ یاقوت کو لوٹ
لیا کوئی زندہ نہ بچا اگر طلسم کشا کو گرفتار کرنے کا ارادہ ہو تو میرے ساتھ آؤ ورنہ گرفتار ہو جاؤگی
یہان بعد طلوع ہونے ابر سحر کے آفتاب نے کہا ای شہریار یہ کسی کا سحر تھا مگر کسی سنے بڑے لطف
سے مٹا دیا دیکھیے ابر جنگل مین جا کے برسا نخل سرسبز و شاداب ہوے چشمے جوش مار کر لاجواب ہوے
ابر برس رہا ہی سحر کرنے والا اسی حوالی مین ہی یہ کہکے طرف آسمان کے دیکھا دیکھا ایک عندلیب
خوشنوا اُسکے پہلو مین ایک حسینہ آپس مین باتین کرتی ہوئی اڑی ہوئی جاتی ہین آفتاب سنے گولہ
جھولی سے نکالا اسم سحر پڑھکر حسینہ پر مارا گولہ قریب آکے پھٹا ایک خنجر دھوین سے نکلا سر پر
حسینہ کے پڑا حسینہ کا سر اُڑ گیا لاشہ لُنڈتا پُھنڈتا ہوا چلا کمر مین تیغۂ ہفت جوہر بہار لال پوش
نے جھپٹ کے تیغہ کمر سے زنار کی لیا لیکر بلند ہوئی آفتاب سنے یہ سب معاملے دیکھے حیران ہو گیا
رستم سے عرض کی نہین معلوم یہ حسینہ کون تھی اور عندلیب کون ہی کمر مین حسینہ کی تیغہ تھا کہ دیکھا لاشہ
ایک عورت کا زمین پر گرا سردارون سنے پہچانا یہ لاشہ زنار بلا افگن کا ہی آفتاب سنے کہا ای
شہریار یقین ہی کہ عندلیب خیر خواہ دولت ہی کیا عجب ہی کہ تیغہ آپکو پہونچے تیغہ اُسنے گرتے ہی کمر سے
لے لیا اور آسمان مین ڈوب گئی مگر بہار لال پوش تیغہ لیے ہوے ایک پہاڑ پر آکے ٹھہری
اس انتظار مین کہ شام کو جہان لشکر طلسم کشا کا اُترے کا رات کو جا کر تیغہ نذر کرونگی مین بھی سردارون
مین منسوب رہونگی ہفت پیکر نے کوہ زبرجدی پر آکے اپنا انتظام کیا میثاق جادو

جلو مین رہتا ہی اسکو حکم دیا کہ جاکر زنار بلا افگن کو بلا لاؤ کہ تیغہ کو بہ انتظام رکھا جائے ایسا نہو طلسم کشا
لیلے میثاق آسمان پر اُڑا ہوا جاتا ہی نگاہ اسکی جمال باکمال بہار لال پوش پر پڑی دیکھا ایک
مہ جبین سایہ نخل مین بیٹھی ہی مگر سر نگون کلیجہ غم سے خون دل اُداس عالم حسرت و یاس آنکھون مین آنسو
بھرے ہوئے چہار جانب دیکھ رہی ہی ایک تیغہ سامنے رکھا ہی دل سے یہی باتین کہ جب شام کو لشکر
طلسم کشا کسی مقام پر اُترے مین جاکر حاضر ہون اور تیغہ بہ تکلف نذر دون میثاق جو لک کر گرا تیغہ
اُٹھا لیگیا اور پکار کر آواز دی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان مین کوہ زبرجدی پر جاتا ہون
یہ تو تیغہ ہفت جوہری جسکی فکر مین طلسم کشا ہے نامور ہی معلوم ہوتا ہی تونے زنار کو مارا اور تیغہ اس سے
لیا طلسم کشا کے پاس جانے کی فکر مین تھی اگر پرستار خداوندی ہی تو خدمت مین آکر حاضر ہو کیا عجب ہی کہ خداوند
سرفراز کرین ورنہ مین تیری سفارش کرونگا یہ کہتا ہوا ایک گولہ پہاڑ پر پھینکتا ہوا چلا گیا وہ گولہ جو پھٹا اندھیرا
ہو گیا آنکھون کے نیچے بہار لال پوش کی تاریکی آئی ٹٹولنے لگی پہلے تیغہ ہی کو ڈھونڈھا تیغہ نہ پایا کلیجہ پر چھری
پھر گئی گولہ جو زمین پر پڑا تھا اُسے اٹھایا دیکھا پرچہ تھا تو لکھا ہی آواز آئی کہ مین سحر ہون میثاق جادو کا
وہی تیغہ اُٹھا کر لے گیا اب تو بہار لال پوش غصے مین اُٹھی کہ میثاق کو کیا مطلب تھا کہ اسنے میرے ساتھ
کدکی تیغہ اٹھا کے لے گیا جہان ملیگا وہان اسکو مارونگی بڑا افسوس ہی بہار لال پوش کو کہ مین نے
زنار کے ساتھ کیا حرکت کی اُسکو ناحق مین نے مارا مین نے کسی بات کا خیال نہ کیا صرف تیغہ لیا یہ سوچ کر
تلاش مین میثاق کی چلی لیکن فراق مین طلسم کشا کے بیتاب و بیقرار ہو کر یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

یون مری آنکھین عیان ہین اشک کے سیلاب مین — جیسے آتے ہین نظر تیرے کنول تالاب مین
اپنے تو دست حنائی کو اگر دھوئے وہان — لال ہو جائین ابھی سب مچھلیان تالاب مین
کسنے چہرے سے اُٹھائی ہی لب دریا نقاب — کوندتی ہین بجلیان لہرون کے بدلے آب مین
استفادہ سخت دل کیا دل گدازون سے کرے — کب ملائم ہو اگر برسون رہے سنگ آب مین
اشک کے قطرے مین یہ مجھ ناتوان کا حال ہی — کوئی آجاتا ہی تنکا جس طرح سیلاب مین
جلوہ بینی ہی یون محراب ابرو کے تلے — شمع روشن جس طرح رکھدے کوئی محراب مین
دانے مین انگیا کی چڑیا کو بنت کی مچھلیان — ملتی ہی بالے کی مچھلی موتیون کی آب مین
رشک کے معنی یہی ہین سو گئے ہین جب مرے بخت — سوچ رہتا ہی کہین تجھکو نہ دیکھین خواب مین

خط نظر آتا ہی گرد اُسکے ذقن پر کیا عجب — جمع ہو رہتے ہین تنکے بیشتر گرداب مین
چشم تر مین ہی تصور روے جانان کا مدام — پھنس گیا ہی عکس یہ خورشید کا گرداب مین
ہوگئے ہین کور اگر اعدا عداوت سے تو کیا — نور ہین اشعار ناسخ دیدۂ احباب مین

بہار لال پوش تو اس حال مین جاتی ہی کہ میثاق کو تلاش کرون ملتے ہی اُسیر سحر کرون مگر میثاق جو چلا گھبرایا ہوا کہ تیغہ ہفت جوہر میرے پاس ہی کہان جاکر ٹھہرون آخر سوچا کہ زنہار جادوگر میری قدیم آشنا ہی وہ دریا کے بیچ مین رہتی ہی وہان کوئی نہ جاسکیگا یہ سوچکر دریا پر آیا آواز دی کہ ملکہ زنہار جادوگیا کرتی ہین بیچ دریا مین ایک قصر ظاہر ہوا دیکھا زنہار جادو مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزین اسباب عیش مہیا آواز دی ای میثاق آؤ میثاق اترا زنہار نے پوچھا اسوقت گھبراے ہوے کیون ہو میثاق نے کہا بہار لال پوش تیغہ ہفت جوہر لیے جاتی تھی اُسکی صورت ایسی بھلی معلوم ہوئی کہ اسکو تو نہ قتل کیا تیغہ ہفت جوہر اُٹھا لایا ہون یہی خوف ہی کہ اب وہ بیدار ہو کر میری تلاش مین آئیگی ساحرہ زبردست ہی ایسا نہو مین اُسکے ہاتھ سے مارا جاؤن اسی لیے گھبرایا ہوا تمھارے پاس آیا تمنے قصر اپنا ظاہر کردیا ظاہر مین بیٹھی ہو ایسا نہو بہار لال پوش آجاے زنہار نے کہا ہی کہ کیون اسقدر گھبراتے ہو وہ آئیگی تو کیا ہم اُس سے کم ہین آئیگی تو مقابلہ پڑیگا تمکو لیجا نہ سکیگی اور تیغہ تو میرے قبضے مین ہی اب تیغہ کون لے سکتا ہی میثاق نے کہا تیغہ مین لایا اور تم کہتی ہو کہ تیغہ میرے قبضے مین ہی اسکے کیا معنی زنہار نے کہا یہ وہ تیغہ ہی کہ کل طلسم کے بسنے والے اسکی فکر مین ہین جو طلسم کشا کو دیگا بڑا مرتبہ پائیگا پھر مین تیغہ لیجانے دونگی مین طلسم کشا کو دیکر اپنا مرتبہ بڑھاؤنگی اپنی جان بچاؤنگی بھلا یہ مجھے کب گوارا ہی کہ تیغہ تم میرے سامنے سے لیجاؤ یہ کہکے زنہار نے تیغہ اُٹھا لیا اور کہا کہ اب تو تیغہ کا نام لو اسی تیغہ کا ایک ہاتھ مار دون اگر سامری و جمشید بھی ہون تو اس تیغہ سے نہ بچین یہ تیغہ وہ بلاے روزگار ہی میثاق جھلاکر اُٹھا اُسنے کو لا مارا زنہار نے پکار کر آواز دی ای ماہیان دریا و ای نہنگان خون آشام یہ ایک شخص مجھپر ظلم کرتا ہی تم سب دریا سے دیکھو دیتے ہو اسکو مار نہین لیتے میثاق نے دیکھا دریا مین کھول ہوئی ہزارون مچھلیان و نہنگان کلان منھ کھولے ہوے دریا سے نکلے آوازین دیتے ہوے ای ملکہ زنہار ہم حاضر ہین جو حکم ہو وہ بجا لائین زنہار نے اشارہ کیا کہ میثاق کو مار لو مچھلیون نے لپکے میثاق کو گھیرا شل آدمیون کے مچھلیان غل کر رہی ہین

کہ میثاق کو مار لو میثاق پر جو سب گرین تمام بدن اسکا غربال کر دیا میثاق حیران ہی کہ کیونکر جان بچاؤن
اور کیا کرون سامری جمشید کو پکارتا ہی اپنا تیغہ مارتا ہی جان اپنی بچاتا ہی کبھی کودتا ہی صدہا مچھلیان
سرکر گرتی ہین مگر دریا سے تار بندھا ہوا ہی ایک مچھلی مرتی ہی تو دس مچھلیان نکلتی ہین میثاق پر حملہ کرتی ہین
میثاق بھاگتا ہی حیران ہی کہ مین کس آفت مین آکر پھنسا قضاے کار بہار لال پوش ساحرون کی
صدا سنکر آسمان پر آکر چمکی دیکھا میثاق مچھلیون سے لڑ رہا ہی مچھلیون نے اسکے بدن کا گوشت نوچ
پھینکدیا ہی اور تیغہ مسند پر زنہار کی رکھا ہی اب بہار لال پوش تڑپ کے گرمی تیغہ اسنے اٹھالیا
میثاق زنہار اسکی جانب دوڑے مچھلیون نے بھی اسکو گھیرا ہی بہار لال پوش نے تیغہ نیام سے
کھینچا تیغہ کو جو جنبش دی تیغہ سے برقین چمکنے لگین برقین مچھلیون پر گرین مچھلیان کٹ کٹ کے دریا
مین گرنے لگین ان دونون نے چاہا کہ سحر کرین بہار لال پوش نے تیغہ کو جنبش دی دو طائر
دونون کے سامنے پیدا ہوے زمزمہ سرائی کرنے لگے دونون طائرون کی آواز پر متوجہ ہو گئے
بہار کا تعاقب نہ کر سکے بہار لال پوش مثل بجلی کے نکل گئی جب بہار لال پوش نکل گئی تو میثاق
نے کہا کیون زنہار ہم تو مقام محفوظ سمجھکر تمھارے پاس آئے تھے یہ فساد برپا کیا کہ تیغہ ہاتھ سے کھویا
اب مین کیا کرون بہار لال پوش اڑی ہوئی جاتی ہی ایک صحرا مین دیکھا ایک نہر جوش مار رہی ہی جیسے ہی
قریب نہر کے پہونچی نہر نے حبابون کی آنکھین لگائین موجین خنجر بنگئین گرداب چرخ مارتے تھے
ناگاہ دیکھا ایک ساحر گرداب سے نکلا پکار کر آواز دی کہ ای بہار لال پوش کیا تحفہ تیرے پاس ہی
دل کو بیتابی ہوئی مین گھبرا کر نکل آیا نام گرداب دریا نشین آگر خداوند سے باغی ہوئی ہی تو آ مجھسے
مقابلہ کر اگر موافق ہی خداوند سے تو حال مفصل بیان کر ورنہ مین تجھکو جانے نہ دونگا بہار نے کہا
ای گرداب کیون دیوانہ ہوا ہی مین نہین معلوم کہان سے آئی ہون کہان جاتی ہون میرا سد راہ نہو
ورنہ بہت پچھتائیگا گرداب نے کہا مین ایسا نہ آب بیقرار ہوا کہ نکلکر باہر آیا اب مجھے کہان تاب ہی
اب مین لڑونگا یہ سنکے بہار لال پوش بڑھی کہ نکل جاؤن گرداب نے نہر پر اشارہ کیا ہزارون مچھلیان
سد راہ ہوئین پانی نہر کا بڑھنے لگا بہار لال پوش نے تیغہ کھینچا پکار اٹھی ای تیغہ ہفت جوہر مجھے
اس ظالم کے روکنے سے نجات دے کہ مین تابہ طلسم کشا جاؤن یہ کہکے جو تیغہ کو جنبش دی عکس تیغہ کا
نہر مین جو پڑا ایک وتاتا ہوا نہر سمٹ کر اپنے شکم مین آئی ہر چند گرداب اشارے کرتا ہی حبابون سے

آنکھیں اوٹاتا ہی کچھ نہیں ہوتا تیغ ہفت جوہر سے ایک برق چمکی کہ نہر بالکل خشک ہو گئی وہی برق تڑپ کر
گرداب پر پڑی گرداب دریانشین کے دو ٹکڑے ہوئے گرداب کا مرنا کہ صحرا میں اندھیرا ہو گیا
تقاضائے کار ہفت پیکر آج تین دن سے کوہ زبرجدی پر ہی لوگ حیران ہیں کہ قدرت آٹھویں دن میلے
کرتے تھے آج کیا ہی کہ تین دن سے اسی مقام پر ظہور ہی ادھر گرداب مرا تصویر سنگی کا سر شق ہوا کوہ زبرجدی
والوں نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام تصویر سنگی کے سر سے نکلا یہ کہتا ہوا چلا کہ ارے غضب بہار
لال پوش نے گرداب جادو کو مارا تیغ ہفت جوہر لیے ہوئے پاس طلسم کشا کے جاتی ہی
بہار لال پوش گرداب کو مار کر آگے بڑھی ہی کہ دیکھا ایک پہاڑ بیچ میں حائل ہی رستہ نہیں ملتا جدھر
جاتی ہی اُدھر پہاڑ ہی معلوم ہوتا ہی اسنے تیغ ہفت جوہر چمکایا پہاڑ بیچ میں سے شق ہوا بہار لال پوش
کو راستہ ملا پہاڑ سے نکلنا پہاڑ ہو گیا پہاڑ سے آوازیں آتی ہیں ای بہار لال پوش کہاں جاتی ہی
یہ سحر قدرت کا تھا جلوہ قدرت نے تیرے روکنے کو بھیجا تھا تونے غضب کیا بہار نے دیکھا سامنے
لشکر طلسم کشا اترا ہی سنبل ہفت گیسو طلایہ پھر رہی ہی انتظام لشکر کر رہی ہی بہار نے پکار کر آواز دی
ای سنبل میں تیغ ہفت جوہر لائی ہوں بڑی بڑی آفتیں اس تیغ کے لیے اٹھائی ہیں یہ سنتے ہی
سنبل نے جھپٹ کے چاہا بہار لال پوش سے تیغ لوں کہ ہفت پیکر آسمان سے گرا ہاتھ پر
بہار کے ایک تھپکی ماری کہ تیغ اسکے ہاتھ سے نکل گیا سنبل تڑپ کر گری کہ تیغ اٹھا لوں
ہفت پیکر نے آواز دی او نمک حرام بدانجام خبردار تیغ نہ اٹھانا یہ کہکے ایک چیخ ماری آفتاب
فلک سیر اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا اسنے گھبرا کے کہا ارے ہفت پیکر آ گیا بارگاہ سے گھبرا کے نکلا
دیکھا سنبل ہفت گیسو گیسو ہلا رہی جب گیسو ہلے سات برقیں چمک کر ہفت پیکر پر گریں ہفت پیکر
ان ساتوں برقوں سے بچا ہی چاہتا ہی تیغ اٹھا لوں مگر سنبل کا سحر محیط ہو رہا ہی کڑک کر آفتاب کے
جنگل میں روشنی ہوئی ہفت پیکر چار جانب دیکھ رہا ہی آفتاب نے تیغ اٹھا لیا مگر جس مقام پر
کھڑا ہی وہاں سے بڑھ نہیں سکتا ہی سنبل بھی سحر کر رہی ہی ہفت پیکر ہاتھ ہلاتا ہی آواز دیتا ہی
ای آفتاب کیوں بغاوت پر کمر باندھی ہی ارے طلسم تباہ ہو جائیگا طلسم کشا کا ایک مذہب
ہو جائیگا میرا تو کیا خداوندان قدیم سامری و جمشید کا کوئی نام نہ لیگا گھر بار تم سبھوں کے تمام
لٹ جائینگے دیکھ تیغ نہ لیجا آفتاب تیغ لیے کھڑا ہی طلسم کشا جھپٹ کر قریب آفتاب کے آئے آفتاب نے

تیغ چھینکا پکار کر کہا لیجیے طلسم کشا نے چاہا جھپٹ کے تیغ اٹھاؤن مگر تیغ پر ہاتھ نہ پڑا ہفت پیکر نے
ہاتھ چمکایا برق گری کہ بہار لال پوش کے دو ٹکڑے ہوے بہار لال پوش کا مرنا کہ آفتاب تھرا لیا
ہفت پیکر تڑپ کر گرا تیغ اٹھالیا برق چمکائی آفتاب کا سر زخمی ہوا سنبل ہفت گیسو نے کیسے
کیسے سحر کیے لالہ عذار بھی آئین جمال بے مثال اپنا ہفت پیکر کو دکھایا ہفت پیکر جھوم گیا مگر آفتاب
فلک سیر زخمی ہو کر پیچھے ہٹا ہفت پیکر نے سوے گیسو توڑ کر آفتاب کی جانب اشارہ کیا زنجیر آہنی
گلے مین آفتاب کے پڑی تیغ تو اسنے کمر سے لگایا آفتاب کو لٹکاتا ہوا لے اڑا سنبل نے چاہا اسکا
پیچھا کرون طلسم کشا نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای سنبل ہفت پیکر بلاے روزگار ہے اس سے مقابلہ دشوار ہے
اسکے پیچھے نہ جاؤ ہفت پیکر تیغ بہفت جوہر و آفتاب فلک سیر کو لیے ہوے جاتا ہے قریب کوہ
ہفت جوش کے پہونچا ملکہ ہفت رنگ گلگون پوش بناؤ کیے ہوے بیچ مین کنیزون کے بیٹھی تھی
کہ ایک اندھی سیاہ چلی دیکھا ہفت پیکر تیغ کمر مین آفتاب فلک سیر زنجیر آہنی مین لٹکا ہوا بسرعت تمام
لیے آتا ہے ہفت رنگ گلگون پوش واسطے سجدے کے جھکی اور پکار کر آواز دی یا خداوند تقدیر یہ کیا
کہ ایکا ادھر گذر ہوا چند ساعت کو یہان تشریف لائیے اس قیدی گنہگار کو میرے سپرد کیجیے اس ناز
دنیازسے ہفت رنگ گلگون پوش نے کلام کیا کہ ہفت پیکر بیقرار ہو گیا آواز دی ای بندی
خاص الخاص قدرت نے تمکو اپنے ہاتھ سے بنایا اسوقت تمکو دیکھکر اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

دکھایا آئینۂ فکر نے جب صفائے آب در سخن کا — دہن کو جوہر کھلا زبان کا زبان کو عقدہ کھلا دہن کا
ہر ایک گلبن ہے نخل ماتم ہر ایک جو ہے پر آب دیدہ — جو زخم گل ہے باغ کا ہے تو داغ تیرہ ہے سرے چمن کا
نظر جو آجائے بید مجنون تو روؤن مجنون کی یاد مین نخل — جو دیکھون شیشہ تو سر کو پھوڑون خیال بندھ جائے کوہکن کا
چھوا جو گیسوئے عنبرین کو تو سانپ کیلا افسون سے گویا — لیا جو چشم سیہ کا بوسہ شکار مین نے کیا ہرن کا
نگاہ اول مین چشم ہی کون یہ رنگ محفل کرے دگرگون — وہ حال ہو وے جو وقت آخر شراب خوار دکھی کہن کا
خدا بچائے نہ ہو کسی کی کوئی نہ مردود دوستان ہو — جدا ہوا شاخ سے جو پتہ غبار خاطر ہوا چمن کا
جو حال پروانہ عشق مین ہے وہی محبت مین حال دل ہے — وہ شمع فانوس کا ہے کشتہ یہ سوختہ نور پیرہن کا
جو پختہ صحرا مین قبر دیکھی تو مین نے کندہ کیا یہ اسپر — کہ تیر غربت حبیب کا ہے غبار خاطر نہ ہو وطن کا
برہنہ آیا تھا یان عدم سے برہنہ یان سے چلا عدم کو — نہ بوسے کافور مین نے سونگھی نہ داغ مجھکو لگا کفن کا

نہ یہ نزاکت پری میں ہوگی نہ حور میں یہ نزاکت آتش | جو ہار پھولون کا اُسنے پہنا تو بوجھ اُٹھایا ہزار من کا

ہفت رنگ گلگون پوش اِن اشعار کو سنکر ہنسی کہا یا خدا وند یہ شعر ابھی نظم کیے آپنے تشریف لا ئیے ہفت پیکر نے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان آج قدرت بصورت اصلی ہین کبھی کسی بندے نے قدرت کو اس صورت سے نہین دیکھا اسوقت قدرت نہ ٹھہرینگے ہفت رنگ گلگون پوش نے عرض کی اب تو کنیز جمال قدرت دیکھ چکی کنیزون کو ہٹادون ہفت پیکر نے اشارہ کیا تنہا قصر مین چلو تو قدرت آئین ہفت رنگ گلگون پوش ایک کمرے مین آئی ہفت پیکر اتر پڑا تیغہ ہفت جوہر دکھایا کہا قدرت اِسکے واسطے گئے تھے بہار لال پوش کو مارا اس ظالم کو پکڑ لایا تیغہ ہفت جوہر لیا اب کوئی نہ پا سکیگا اصل یہ ہی کہ دو تحفے طلسم کشا پا گیا تیغہ ہفت جوہر اگر نہ ملیگا تو پھر وہ دو نون تحفے ناقص رہینگے ہفت رنگ نے گلابی اُتاری جام شراب پلایا دو تین جام پی کے ہفت پیکر اٹھا کہا ای ملکہ اب تمھارے یہان قدرت ہو چلے تیغہ اپنے پاس رکھو لیکن ای ہفت رنگ خبردار تیغے کا کسی سے ذکر نہ کرنا اور اس قیدی کو بھی احتیاط سے رکھنا یہ کہکے ہفت پیکر تو روانہ ہوا ہفت رنگ ٹہلتی ہوئی قریب آفتاب کے آئی کہا کیون ای آفتاب مقام افسوس ہی کہ تم ایسا ساحر ہشیار یون شریک طلسم کشا ہو آفتاب نے کہا ای ملکہ عالم طلسم کشا خلق مین اخلاق مین حسن مین جمال مین یکتا ہی طلسم کشا نے وہ آبرو کی اپنے ایک ایک خدمتگار کے واسطے کد و کوشش کی زنار کیواسطے کیا کیا فکر ہوئی سنبل گرفتار ہوگئی عیار کو بھیجا شب کو خاصہ نوش نہ کیا جب تک سنبل نہ آلین اس شیر دلیر کو آرام نہ تھا جب سنبل آئین عیار رہا کر کے لایا تب خاصہ نوش فرمایا کتاب ہفت پیکر تو تمھارے پاس بھی ضرور ہوگی اس مین صاف صاف قدرت لکھ چکے ہین کہ یہ سال آخر طلسم ہی عمر طلسم تمام ہوئی رستم بیٹا صاحبقران کا آکے طلسم کو فتح کریگا ساحران نامی شریک ہونگے جنکو قدرت اپنا دوست سمجھینگے وہی قدرت کے دشمن ہونگے جسکو راہبر سمجھا ہی وہ راہزن ہوگا طلسم کشا لوح طلسمی پائیگا اس مزے سے اپنے اوصاف طلسم کشا بیان کیے کہ ہفت رنگ بھی مشتاق ہوئی کہا ای آفتاب اصل یہ ہی کہ جو لوگ ہفت پیکر پرست ہوے اُنکے قلب اُلٹ دیے کہ وہ سوا ہفت پیکر کے کسی کا نام نہین جانتے بڑی مشکل کی بات ہی طلسم کشا کو کیونکر دیکھون آفتاب نے کہا آجکل سفر مین ہین کسی پہاڑ پر جا کے ٹھہرو آمد لشکر دیکھو دیکھو کون کون سے معشوقان پری چہرہ ساتھ ہین

ہفت رنگ نے کہا مین نہایت مشتاق ہوئی بیشک جاکر دیکھونگی ہفت رنگ ایک طاؤس پر سوار ہوئی واسطے دیکھنے طلسم کشا کے روانہ ہوئی کوہ زبرجد پر آئی زبرجد جادو اپنے شہر مین تھا تھوڑے عرصے تک ہفت رنگ ٹھہری وہان سے آگے بڑھکے کوہ گلگون پر زیر نخل ٹھہری ذرا دن چڑھا تھا کہ گل آفتاب چمن چرخ نیلگون مین شاخ ضیا و شعاع پر پھولا عندلیبان خوش نوا زمزمہ سرائی کر رہے ہین کہ ہفت رنگ نے دیکھا نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب کے آگے سنبل ہفت گیسو اہتمام سواری کرتی ہوئی ایک طرف نکل گئی پھر دوسری گرد اڑی دیکھا ملکہ سیماب اسی ہزار کنیزین پشت پر اہتمام کرتین نکل گئین اسکے بعد لالۂ عذار طاؤس زرین بال پر سوار ساٹھ ہزار کنیزین پشت پر یہبی نکل گئین اسکے بعد دیکھا خوب نوبت نقارے بجے بیچ مین طلسم کشا گرد کل سردار عاشق وغیر عاشق گلچینی گلشن جمال کی کرتے ہوے سامنے سے گذرے علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے انپر تعریف الہی و نعت رسالت پناہی مرقوم غرضکہ پندرہ لاکھ ساحر وغیر ساحر کا لشکر پشت پر صحرا تمام گلزار ہوگیا ہفت رنگ کی جو نگاہ جمال بخیال طلسم کشا پر پڑی بیقرار ہوگئی بے اختیار پکار اٹھی

نظم

اُسکے کوچے مین مسیحا ہر سحر جاتا رہا — بے اجل دن ایک دو ہر رات مرجاتا رہا
کوئے جانان مین بھی اب اُسکا پتہ ملتا نہین — دل مرا گھبرا کے کیا جانے کدھر جاتا رہا
جانب کہسار جا نکلا جو مین تو کوہ کن — اپنا تیشہ میرے سر سے مار کر جاتا رہا
کشش معشوق مین پاتا ہون عاشق مین جذب — کیا بلا آئی محبت کا اثر جاتا رہا
واہ ای اندھیر بہر روشنی شہر مصر — دیدۂ یعقوب سے نور نظر جاتا رہا
نشہ ہی مین پا آئی میکشون کو موت سے — کیا گری قدر جب آپ گہر جاتا رہا
اِک نہ اک مونس کی فرقت کا فلک نے غم دیا — درد دل پیدا ہوا درد جگر جاتا رہا
حسن کھوکر آشنا سب سے ہوا وہ نونہال — پہونچے تب زیر شجر ہم جب ثمر جاتا رہا
یخ دنیا سے فراغ ایذا دہندون کو نہین — کب تپ شیر اُتری کس دن درد سر جاتا رہا
فاتحہ پڑھنے کو آئے قبر آتش پر نہ یار — دو ہی دن مین پاس اُلفت اسقدر جاتا رہا

اُسی وقت ایک صحراے سبزہ زار رستم کو ملا پلٹ کر سنبل نے عرض کی آج کئی دن کے بعد صحراے سبزہ زار

ملاہی لشکر کو اسی مقام پر اُتارے ایک دن تو لشکر کو آرام سے ایسا نہو کسی مقام پر کوئی حریف آجائے
اور لشکر کو لڑنا پڑے آپ ایسے گھبرائے ہوے ہین کہ فوراً قدم اُٹھاجائینگے رستم نے کہا بہتر ہی اسی مقام پر
بارگاہ استادہ ہوئی سردار اُترنے لگے ہفت رنگ اپنے مکان پر آئی پہلے اُسنے آفتاب کو
رہا کیا اور گوشے مین لاکے کہا ای آفتاب ہماری طرف سے جاکر طلسم کشا سے سفارش کردین
تیغ ہفت جوہر لیکر حاضر ہوتی ہون آفتاب نے کہا ملکہ ہمارے ساتھ چلو کہا تیغ مین نے
خزانے مین رکھا ہی وہان سے نکالون اب جو مین آؤنگی آپ ہی کے ساتھ رہونگی وہ دو شاہزادیان
ساتھ لشکر کے دیکھین کہ دل کو تسکین ہوگئی جو اُنپر گذرے گی وہ ہمپر گذرے گی آفتاب رخصت ہوا
یہان ملکہ ہفت رنگ گلگون پوش خزانے مین گھسی اپنی ہم شبیہ پتلیان جواہرات کی بتین انکو اپنی
جھولی مین رکھا جابجا سے تحفہ جات اُٹھاتی ہوئی اس مقام پر آئی جہان تیغ ہفت جوہر رکھا تھا
تیغ اس مقام پر نہ پایا ہوش اُڑگئے کہا ای ہفت رنگ یہ کیا ستم ہوا تیغ کون لے گیا وہانسے
جھلاکے باہر نکلی کنیزون کو بلایا کہا ارے تم مین سے کسی نے تیغ ہفت جوہر اُٹھایا ہی اُنھون نے
کہا واری ہمارا خزانے مین کب گذر ہو سکتا ہی کنیزین تو کبھی جاتی بھی نہین اگر ہم لوگون کے ذمّے
ثابت ہو تو گردن از مو باریک تر اسی وقت قتل کیجئے ہفت رنگ ناچار ہوئی سوچی کہ مین آفتاب
کو رہا کر چکی اگر قدرت آکر پوچھین تو مین کیا جواب دون اب نہین رہ سکتی یہ کہکر کنیزون کو اشارہ کیا
سارے گھر کو تم سب لوٹ لو ہم جاتے ہین لیکن دریاے تحیر مین ڈوبی ہوئی ہی ہم شبیہ پتلیان جواہر کی
جھولی مین پڑی ہوئی ہین اشیاے سحر ذات پر آراستہ طاؤس پر سوار ہو کے بلند ہوئی تیغ ہفت جوہر
پر یہ معرکہ گذرا کہ ہفت پیکر کوہ زبرجدی پر کئی دن سے ساکن ہی اسکو معلوم ہوا کہ ہفت رنگ طلسم کشا پر
عاشق ہوئی سوچا کہ ابھی تیغ ہفت جوہر جاکے دیدے گی دو پہر رات گئے تصویر سے نکلا
زیر کوہ آیا سحر کرکے غرق زمین ہوا زمین کو کاٹتا ہوا خزانے کے اندر آیا زمین سے نکلا تیغ اُٹھالیا
اسی طرح نقب سے نکلکر شب ماہتی آسمان پر چلا ہوا کو کاٹتا ہوا آتا ہی کہ دماغ مین بوے خوش آئی
معلوم ہوا کہ عطار صبا نے قرابے عطر کے لنڈھا دیے جون جون لگے بڑھتا ہی خوشبو بڑھتی جاتی ہی دیکھا
ایک باغ جنت نظیر اسمین ملکہ رنگین بہار پیرا ہیچ مین ایک چبوترہ ڈالیان اُسپر پھولونکی لگی ہوئین
اُن ڈالیون مین گلہاے زنگار رنگ خوشبودار ایک جانب اوڑھنین اوڑھنیر گجرے اور بدھیان

نہایت شگفتہ پڑی ہیں انہیں کی خوشبو پھیلی ہوئی ہی رنگین بہار پیرا نیچ میں بوئے گل سے دماغ معطر کیے ہیں
نسرین ونسترن وغنچہ دہن اپنے اپنے مقام پر پڑی ہیں اور سامنے تصویر ہفت پیکر پھولوں میں
لدی ہوئی رکھی ہو کہ رہی ہی ای خداوند میری مرادیں پوری ہوں تو آپکو پھولوں میں تولوں ہفت پیکر نے
جو اعتقاد رنگین بہار پیرا کا دیکھا مبہوت ہوگیا سمجھا کہ یہ ہماری بڑی چاہنے والی ہی اور نازنین پری پیکر
چہرہ رشک قمر اسنے اشارہ کیا تصویر باتیں کرنے لگی ہر مرتبہ کہتی ہی کہ ای رنگین بہار پیرا تیری
کل مرادیں حاصل ہیں جو مانگ وہ دلوا دوں مراد دلی تیری پوری کر دوں کبھی کسی وقت تجھکو
رنج والم نہ ہو بہار تیرے باغ میں ساکن رہے تو اسم بامسمے ہی رنگین بہار پیرا تیرا نام بہار کا
اسی باغ میں رہنا کام ہی یہ باتیں تصویر کو کرا کے ہفت پیکر خود اترا آواز دی ای رنگین اسوقت
اس خضوع وخشوع سے تصویر سے باتیں کیں کہ فرشتوں نے عرش اعلی تک پہونچائیں دیکھ
جب زمین پر آئے تو دوست دشمن کو خیال کیا معلوم ہوا کہ ہفت رنگ نے طلسم کشائے
عشق کیا ہی آفتاب فلک سیر باغی قدیم کو اسنے رہا کیا اب فکر میں تھی کہ تیغ ہفت جوہر
لیکر جاؤں اسی کے ذریعے سے ملوں قدرت نے تیغ اسکے خزانے سے نکال لیا لو یہ تیغ اپنے
پاس رکھو قدرت تمکو بالائے عرش بلائینگے رتبۂ معراج عطا کرینگے وہ مرتبہ دینگے کہ سارے عالم
شاہ وشہریار رشک کریں یہ کہکے تیغ پاس تصویر کے رکھدیا کہا بس زیادہ قدرت کا ٹھہرنا
مناسب نہیں جہاں قدرت وہاں سنبھلے عرش متزلزل اور متحرک ہوتا ہی ڈر ہی کہ میری قدمبوسی
کی ہوس میں زمین پر نہ آجاے یہ کہکے ایک سحر کیا کہ نظروں سے رنگین بہار پیرا کی غائب ہوگیا کوہ
زبرجدی پر پہونچا دیر میں تصویر سنگی ہی اُس میں داخل ہوگیا گھنٹ نواز وناقوس نواز گھنٹا
وناقوس بجانے لگے بلا ہوا ظہور قدرت ہوگیا میلہ جو دیر کو وجمع تھا مرادیں مانگنے لگے مگر ملکہ
ہفت رنگ گلگون پوش جو مکان اپنا شاکر نکلی کنیزوں کو بلایا سب ملازموں نے لوٹ لیا
اب ہفت رنگ طاؤس پر سوار ہو کر انتہا کی بلند ہوئی سر جھکا کے دیکھا ایک باغ پر بہار ہیں ایک
نازنین گلگون پوش مسند پر بیٹھی تصویر ہفت پیکر سے باتیں کر رہی ہی ہفت رنگ نے جو تیغ دیکھا شگفتہ
ہوئی جھولی سے پتلی ہم شبیہ اپنی نکالی یہ کہکے پھینکا کہ ای ہمشبیہ اس نازنین کو اپنی طرف ایسا
متوجہ کر کہ میں تیغ لے لوں پتلی زمین پر آتے آتے ایک نازنین چہار دہ سالہ بنکر تیار ہوئی

سرہلاتی ہوئی سامنے رنگین بہار پیرا کے آئی آواز دی کہ بی بی واری جاؤن شاہزادی رنگین مزاج ہو پھولون کے سرکا تاج ہو ذرا ادھر متوجہ ہو یہ کہکے غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

بلبل گلون سے دیکھکے تجھکو بگڑ گیا — قمری کا طوق سرو کی گردن مین پڑ گیا

چین برجبین نہ ای بت چین رو غرور سے — تصویر کا ہے عیب جو چہرہ بگڑ گیا

آئی تو ہے پسند اسے چال یار کی — سن لیجیو پانون کبک دری کا اکھڑ گیا

پیچھے ہٹا نہ کوچۂ قاتل سے اپنا پانون — سرسے تڑپ کے چار قدم آگے دھڑ گیا

کھینچی جو میری طرح سے قمری نے آہ سرد — جاڑے کے مارے سرو چمن مین اکڑ گیا

شیرین کے شیفتہ ہوے پرویز کوہکن — شاعر ہون مین یہ کہتا ہون مضمون لڑ گیا

اللہ رے شوق اپنی جبین کو خبر نہین — اس بت کے آستانے کا پتھر رگڑ گیا

درمان سے اور درد ہمارا ہوا دوچند — مرہم سے داغ سینہ مین ناسور پڑ گیا

گلدستہ بن کے رونق بزم شہان ہوا — کوزہ جو اس فقیر کے تکیے سے جھڑ گیا

پہونچا مجاز سے جو حقیقت کی کنہ کو — یہ جان لے کہ راستہ مین پھیر پڑ گیا

فرقت کی شب مین زیست نے بی وفا کی — شمع حیات گل ہوئی اندھیر پڑ گیا

پاتا ہون شوق وصل مین حجاب کی کمی — حسن و جمال یار مین کچھ فرق پڑ گیا

لاشونکو عاشقون کے نہ ٹھکرا کبھی اے یار — لٹنے کا پھر یہ گانون نہین جب اجڑ گیا

دیکھا تجھے جو خون شہیدان سے سرخ پوش — ترک فلک زمین مین خجالت سے گڑ گیا

برسون کی راہ آگے عزیزان نکل گئے — افسوس کاروان سے مین اپنے بچھڑ گیا

آیا جو شرح لعل لب یار کا خیال — جھنڈا قلم کا اپنے بدخشان مین گڑ گیا

مین نے لیا بغل مین پری رو کو وصل مین — دیو فراق کشتی مین مجھسے پچھڑ گیا

نکلا نہ جسم سے دل نالان شریک روح — منزل مین زنگ ناقہ سے اپنے بچھڑ گیا

آتش نہ پوچھ حال تو مجھ دردمند کا — سینہ مین داغ داغ مین ناسور پڑ گیا

اس نوع سے اس نازنین نے یہ غزل گائی کہ تمام کنیزین ناچنے لگین رنگین بہار پیرا بیان کرنی لگی ہے کتنی ہوا رسے کیون دیوانی ہوئی ہو دیکھو ناچو نہین مگر وہ نازنین اس طرح کے اشارے

کرتی ہی کہ کنیزین پانون بجانے لگتی ہین آخر اپنے مقام سے رنگین بہار پیرا بھی اُٹھی کنیزون کو گالیان دیتی ہوئی
ہونا لا لقو بے تمیز و اسکا رنگ شاتی ہو مین دیکھو بتاؤن جس طرح وہ پانون زمین پر رکھتی ہی اسی طرح
پیر رکھو دیکھو نقش قدم اسکا تاج سر گلعذاران ہی عندلیب چمن مثل آئینہ حیران ہی یہ کہکر ناچنے لگی گرد
کنیزین بیچ مین رنگین بہار پیرا آگے سب کے وہ پتلی ہی یہ تو سب ناچ مین مصروف ہوئے ہفت رنگ
گلگون پوش جو تڑپ کر گری تیغہ اٹھا لیا لیکر ڈوب گئی ہفت رنگ گلگون پوش تیغہ
ہفت جوہر لیکر بھاگی رنگین بہار پیرا کو ایک عندلیب نے آواز دی ای رنگین بہار پیرا ایسی غفلت تیغہ
ہفت جوہر کیا ہوا ذرا خیال کرکے دیکھو یہ کہکے پھڑکی سر پر اُس پتلی کے سایہ ڈالا برق گری پتلی کے دو ٹکڑے
ہوے رنگین بہار پیرا کو اب ہوش آیا دیکھا تصویر خداوند سر پیٹ رہی ہی کہتی ہی ہی شاہزادی الامان
دشمن نے اپنا کام کیا تیغہ لے گئی ہفت رنگ کے دل مین آتش عشق شعلہ ور ہی طلسم کشا کے پاس
جاتی ہی کہ پہونچے یہان طلسم کشا بر سر راہ مین ایک مقام پر لشکر کا سنبل نے بڑھکے عرض کی
حضور ٹھہر جائین ایسی خوشی ہو نجا چاہتی ہی کہ حضور تلاش لوح کرین رستم نے آفتاب سے پوچھا
کہ سنبل کیا کہتی ہین آفتاب نے ورق جیب سے نکالا ہنستا ہوا سامنے آیا کہا تیغہ ہفت جوہر ابھی تا ہی
طلسم کشا گھوڑے سے اترے سب سردار گرد آگئے لیکن ہفت رنگ جو چلی راہ مین ایک مقام پر
دیکھا جنگل مین ایک نخل بلند و مرتفع اس مین جھولا پڑا ہی بارہ تیرہ نازنینان مہ جبین تانے لگا رہی
ہین پینگ بڑھ رہا ہی ایک نے تان لگائی دوسری اُس سے بڑھگئی تیسری نے کہا بوا جھکے سے لیے یہ
مشقت کی وہ آپہونچی چوتھی نے لنگنا کے عارض پر ہاتھ رکھا تو رسے کو چھوڑے ہاتھ عارض رشک قمر

یہ اشعار عبرت خیز گانے لگی نظم

تیرے سوا کوئی ترکیب دل پسند نہ ہو — جو برق طور بھی چمکے تو آنکھ بند نہ ہو
نکلتا ہی نہین آئینہ خانے سے باہر — غرور حسن سے اتنا بھی خود پسند نہ ہو
گلے مین یار کے پڑنے کا ہاتھ ہی مشتاق — کسی غزال کی گردن کی یہ کمند نہ ہو
غرور گھٹتی ہی تعلیم خاکسارون کی — اُگے جو سرو مری خاک سے بلند نہ ہو
گوارا یان دل دشمن کی بھی شکست نہین — ہماری کفش سے موذی کو بھی گزند نہ ہو
زیادہ بوسے سے دشنام مین حلاوت ہی — وہ زہر ہو کہ جس سے لذیذ قند نہ ہو

برابر اسکے کھڑا ہو کے سرو اکڑتا ہی / الٰہی قد بھی کسی کا بہت بلند نہ ہو
زبان وہ گنگ ہو جس سے نہ آفرین نکلے / وہ گوش کر ہو جو آتش سخن پسند نہ ہو

سب اس نازنین کی تعریفین کرنے لگین ہفت رنگ کھڑے ہو کے تماشہ دیکھنے لگی کہ تیغہ کو یکایک جنبش ہوئی ہوش مین آگئی سوچی کہ ای ہفت رنگ اس مشقت عظیم سے یہ تیغہ حاصل ہوا ایسا نہ ہو کہ شعبدے مین بہجاؤن اور یہ تیغہ ہاتھ سے جاتا رہے ان گانے والیون کی جانب سے منھ پھیرا ہر چند کہ گانا انکا دل کو کھینچ رہا ہی قدم وہان سے نہین اٹھتا اور حیران ہی کہ مشرق و مغرب جنوب و شمال کس طرف جاؤن کہ طلسم کشا کو پاؤن او نذر پیش کرون شاید قبول ہو آخر ایک جانب چلی گانے والیان آواز دیتی تھین ای ہفت رنگ ہمارا گانا تو سن لے مقام افسوس ہی کہ ہم ایسی گانے والیان کہ جنکا گانا قدرت سنتے ہین لولی فلک کو ہمارے گانے پر سکتا ہی کسی سے ایسا کمال کیا ہو سکتا ہی ہفت رنگ نے پلٹ کے بھی نہ دیکھا تیغہ نیام سے نکالا چمکاتی ہوئی چلی جیسے ہی تیغہ چمکا وہ جو پریشانی اسکے قلب پر تھی وہ دفع ہوئی اب ایک جانب چلی یہان رستم ٹہل رہے ہین لشکر اسی صحرا کے سبزہ زار مین اترا ہی کمرین سب کی کھل رہی ہین آفتاب فلک سیر قریب کھڑا ہوا عرض کر رہا ہی کہ تیغہ ہفت جوہر حضور کے پاس آیا چاہتا ہی بڑی تیغہ پر کد پڑی مگر آپ صاحب اقبال ہین ہفت رنگ تیغہ لاتی ہی اب انشاء اللہ تلاش لوح مین مصروف ہو جیے گا یہی قواعد مین درج ہی کہ معرفت ہفت رنگ گلگون پوش کی تیغہ سرکار کو پہونچیگا سرکار کو تیغہ ملا اور فتاحی طلسم کی تدبیرین ہوئین اسی طرح لوح بھی آپ کو غیب سے ملیگی یہ ذکر تھا کہ ہوائے سرد چلی آفتاب نے کہا یہ علامت آمد آمد ہفت رنگ ہی سب شاہزادیان نام ہفت رنگ سنکر مثل گل شگفتہ ہو گئین اور برائے استقبال بڑھین آپس مین کہتی تھین کہ ہفت رنگ کیا صاحب اقبال ہی کہ جسکا احسان طلسم کشا پر ہوگا کہ دیکھا ملکہ طاؤس زرین بال پر سوار موئے مشکین چہرۂ زیبا پر پریشان تیغہ کھینچے ہوئے اسکو جنبش دیتی ہوئی تیغہ سے برقین چمکتی ہوئین وہ برقین ہفت رنگ کو گھیرے ہوئے گرد ماہ تابان جیسے ہالہ ہوتا ہی پہلے سب سنبل ہفت گیسو بڑھی جاکر گرد طاؤس کے پھرنے لگی اور کہتی تھی کہ میری ہزار جان تیرے نام پر نثار ہو کہ تو تیغہ ہفت جو ہر لائی ہفت پیکر ہماری فکر مین ہی ایک ہفتہ اسکو گذرا کہ کوہ ذہب جدی سے نہین ٹلتا وہین سے بیٹھے بیٹھے فکرین کر رہا ہی ہم لوگون کی گرفتاری کی فکر مین ہی

مگر خدا طلسم کشا کو سلامت رکھے جس مقام پر جو قید ہوا قبل از فکر تاج طلسم اُسکی رہائی کی تدبیر کی غرض ہمسک برابر
پہونچے خواجہ عمرو و برق بھی اسی فکر مین رہتے کہ پایۂ طاؤس پر ہاتھ ڈالا سب شاہزادیون نے آکر گھیر لیا
آفتاب فلک سیر قریب آیا آفتاب کا سر پر سایہ کیا اس اعزاز و اکرام سے ہفت رنگ کو سامنے طلسم کشا
کے لائے ہفت رنگ نے جو قریب سے جمال رستم کو دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا دست نگارین پر تیغہ
رکھکے مسکرا کر کہا کنیز کی نذر قبول ہو کنیز نے بڑی بڑی جفا اُٹھائی اپکا اقبال تھا کہ آپ تک پہونچی پروردگار آپکو
مبارک کرے طلسم کشا نے تیغہ کمر سے لگایا اب شاہزادیون کی نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی عارض
مثل قرص قمر آنکھین نرگس شہلا صاف ثابت ہو کہ رعب و دبدبہ تہور و شجاعت سطوت و صولت مثل
چاکران کمترین حاضر خدمت ہین سب ترقی حسن و جمال و جاہ و جلال کی دعائین دے رہے ہین ہر ایک کا
یہی قول تھا کہ خدا اس آفتاب شہریاری و کوکب حشمت افروز جہانداری کا سایہ ہم سب کے سر پر رکھے
ہفت پیکر کی شعبدہ بازیون سے خدا بچائے روز سیاہ نہ دکھائے قضائے کار آفتاب فلک سیر کا
ایک غلام ہے کہ کیا دبد باطن اُسکا نام ہی جاہ و جلال طلسم کشا دیکھکر جل گیا چار سے سردار جو گرد
دیکھے جاہ و جلال اُنکا دیکھکر آتش رشک مین پھنکا خیال مین آیا بڑے افسوس کا مقام ہی کہ طلسم کشا
فرزند مجاور خانہ کعبہ اس جاہ و جلال پر ہو اور خدائی ہفت پیکر کی ہٹے مین جا کر قدرت سے اطلاع
کرون یہان تو لشکر مین مبارک سلامت کی صدا بلند ہی کیا دبد باطن کنارے آیا پر پرواز پیدا کرکے
طرف کوہ زبرجدی کے چلا ہفت رنگ کی زبانی سن لیا تھا کہ قدرت ایک ہفتہ سے کوہ زبرجدی پر جسم
تصویر مین سمایا ہوا بیٹھا ہی مراد مند جمع ہین تقدیرین نکھار رہا ہی زبرجد شاہ جو یہان کا بادشاہ ہی اُسکے
وزیر و امیر گرد تصویر کے جمع ہین غلغلہ کر رہے ہین قدرت نے کرامت دکھائی جو جسطرح کی آرزو رکھتا ہی ویسی
مراد ملتی ہی دیکھو بانجھ عورتون کے لڑکے ہوئے جو قدرت سے باغی ہوگا سنگ سیاہ ہو جائیگا آرام نہ پائیگا
اور جو طلسم کشا کے پاس جائیگا دیوانہ ہو جائیگا اپنے ہوش مین نہ رہنے پائیگا زبرجد شاہ سامنے
ہاتھ باندھے کھڑا ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا کیا دبد باطن آکر پہونچا کہا ای زبرجد شاہ قدرت سے
عرض کرو کہ جلد کوئی تقدیر کرین کہ تیغہ ہفت جوہر پاس طلسم کشا پہونچ گیا اسوقت لشکر مین بڑی
خوشیان ہو رہی ہین اور بنت ہفت رنگ کی بڑی خاطرین ہین بڑی آبرو پائی زبرجد شاہ آگے بڑھا
دست بستہ ہو کر عرض کی یا خداوند قدرت آگاہ ہون تیغہ ہفت جوہر ہفت رنگ نے طلسم کشا کو جا کر دیا

لشکر طلسم کشا میں بڑے ہنگامے میں ہر ایک کا قول ہے کہ اسی طرح لوح بھی ملیگی تصویر نے آواز دی ای زبرجد
شاہ مسلمانون کو ایسی سزا ملے گی کہ کبھی مسلمان جنگ کا نام نہ لینگے اور ابھی لشکر جلیل مقابلۂ
طلسم کشا مین پہونچا ہے طلسم کشا آرام نہ پائیگا اُس پہلوان کو بھیجا ہے کہ جس سے طلسم کشا مہلت نہ پائیگا
فیلان مردارخوار اُسکا نام ہے وہ جاتے ہی آفتین برپا کریگا اور ای زبرجد شاہ کیاد بد باطن کو اپنا
وزیر کرو اور تین لاکھ فوج اِسکے ساتھ ہو عیاری کے بانی اسکو دو مقابلۂ طلسم کشا مین جائے کیاد
یہ احکام سنکر پھول گیا کہا ای زبرجد شاہ مین عہدۂ وزارت جب لونگا کہ طلسم کشا کو لے آؤن فوج میرے
ساتھ ہو کر جاتے ہی آفت برپا کرون طلسم کشا کو مع بی بی ہفت رنگ کے لاؤن زبرجد شاہ کیاد کو ساتھ
لیے ہوے شہر مین آیا تین لاکھ فوج جمع کی تخت طاؤس خزانہ سے نکلوایا اسپر کیاد کو سوار کیا تاج جو
سر پر رکھا گیا کیاد پھول گیا اکڑنے لگا وزیر زبرجد کے گرد آکر بیٹھے اس زور و شور سے لشکر لیکر چلا
کہتا ہے سب سردارون کو پکڑ لاؤنگا اور بی بی ہفت رنگ کے ہاتھ کاٹ لونگا اور بی بی سنبل کے ہفت گیسو
قلم کرونگا دیکھو آفتاب کا کیا حال کرتا ہون ایک ایک کو قتل کرتا ہون اس زور و شور سے کیاد چلا وہان
لشکر اسلام مین صداے مبارک سلامت بلند تھی طلسم کشا نے فرمایا تین دن کا لشکر مین جشن ہو بڑی خوشی کرنا
ملکہ ہفت رنگ نے بڑا احسان کیا مگر زیادہ جشن کی مہلت نہین ہے تین دن مین سب دھوم جشن کے طے ہون
جشن لشکر مین ہو رہا ہے جہان ایک سپاہی کا بستر ہے وہان بھی ایک نازنین ناچ رہی ہے ہر مقام پر صحبت جشن
و عیش آراستہ ہے طلسم کشا مقام صدر پر بیٹھے ہین معشوقان پری چہرہ گرد بیٹھی ہین گلچینی گلشن جمال کی کر رہی
ہین سنبل ہفت گیسو کہتی ہین دیکھین کیا تدبیر ہو طلسم کشائی کیونکر ہو اور فرما رہی ہین اس جشن مین خواجہ
عمرو و برق نہین ہین سمک تلاش کرا کے سمک عرض کرتا ہے کل سے تشریف نہین رکھتے برق نے
جو روپ بدلے ہین خواجہ اسی فکر مین ہین اگر ہفت پیکر کو پا جاؤن تو اُسے بھی پکڑ لاؤن رستم یہ باتین کر رہے
ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان فیل مست پر سوار ایک ران کسی جانور کی ہاتھ مین لیے چباتا ہوا
اسقدر اُسمین بو ہے کہ خود دمنہ بنا تا ہے مگر بڑی چرچر چبا رہا ہے پشت پر دو اڑھائی لاکھ پہلوان گینڈون پر
دور کابے مرکبون پر سوار نیزے ہلاتے ہوے گھوڑے چمکاتے ہوے مقابلے مین طلسم کشا کے
آکے پہونچے اُترتے اُترتے اُس پہلوان نے آواز دی منم فیلان مردارخوار ای طلسم کشا
اِس ذلت سے قتل کرونگا کہ دیکھنے والے افسوس کرینگے طلسم کشا نے فوراً سامان جشن موقوف کیا

فیلان نے طبل جنگی بجوایا رستم کو خبر پہونچی رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا کہ جا سے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے
تیاریان ہونے لگین صبح کو فیلان مردار خوار کرگدن مست پر سوار فوج کو لیکر میدان مین پہونچا طلسم کشا نے
اپنے لشکر کے ساتھ ہزار آدمی پندرہ لاکھ مین سے غیر ساحر چھانٹے انکو ساتھ لیکر میدان مین آئے صفین جمین
کہ صحرا سے گرد اڑی آفتاب فلک سپہر الگ کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک شخص
زرد رو زرد مو کوتاہ گردن تنگ پیشانی شیطنت کی نشانی ایک گھوڑے پر سوار سپر شمشیر لگی ہوئی
پشت پر تین لاکھ فوج لشکر اسلام سے ایک طرف آکے ٹھہرا کہ فیلان نے گینڈا بڑھایا میدان مین آکر
پہونچا نعرہ کیا جسے تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آئے یہ جو اسنے للکارا کیاد بد باطن مقابلہ
فیلان مین آیا فیلان نے آواز دی او غلام بد انجام تو کیا بچہ کے نکلا تجھکو یہ مرتبہ کیونکر ملا تو آفتاب کے
پیر دباتا تھا پانی پلاتا تھا خدمتگزاری مین رہتا تھا اب یہ مرتبہ کس طرح حاصل ہوا کیاد نے کہا مین نے
خبر قدرت کو پہونچائی یہ عہدہ ملا برائے قتل طلسم کشا آیا ہون تو نے یہ کہکے پکارا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
مجکو ناگوار ہوا یہ سنکر فیلان نے ایک نیزہ مارا کیاد نے سنان نیزہ بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال دیا نیزہ اسکا
توڑ ڈالا فیلان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچکر ہاتھ مارا کیاد گھوڑے سے کود پڑا اچھلکر پالٹ کا ہاتھ
مارا کہ چارون پیر گینڈے کے کٹے فیلان گینڈے سے گرا اوپر سے کیاد نے ہاتھ مارا گلوگاہ پر پڑا
کہ سر فیلان مردار خوار کا کٹ کر آ گرا کیاد نے اپنی فوج کو اشارہ کیا اور گھوڑے پر سوار ہوکے
فوج پر فیلان کی جا پڑا تمام فوج کو تہ و بالا کیا بارگاہین خیمے لوٹ لیے فوج والے شکست کھاکے
بھاگے دور تک کیاد نے پیچھا کیا تلوار سے خون ٹپکتا ہوا پلٹ کر آیا طلسم کشا کے لشکر کو آواز دی
ای آفتاب جنگ کو میری دیکھا مجھے قدرت نے سرفراز کردیا زور عطا کیا فنون سپاہ گری بتلائے اب مجھسے
کون لڑسکتا ہے ہی تم سبھونکا حال کرونگا یہ کہکے طبل بازگشت بجوا کر پلٹا اکڑتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا
کہا یارو دیکھا تمنے مین نے اس مغرور کا کیا حال کیا لشکر طلسم کشا کی بھی یہی کیفیت کرونگا اتفاقاً
صحرا سے شیرون کی آواز آئی جھلاکے کہنے لگا کہ بندگان خداوند ہفت پیکر جو اس طرف آتے ہونگے
شیرون کے ہاتھ سے کیونکر امان پاتے ہونگے اسباب صید و شکار تیار کرو ما بدولت واسطے شکار کے جاینگے
شیرون کے کان پکڑکے لاینگے کہ طلسم کشا کو خوف پیدا ہو یہ کہکے سوار ہوا واسطے شکار کے صحرا مین آیا
طائران پرند کا شکار کھیل رہا ہے جدھر کو شیرین ادھر نہین جاتا ہے ایک نخل کے سائے مین زین پوش بچھا کر

بیٹھا صحرا کی سیر کرنے لگا کان میں رونے کی آواز آئی پھر آواز آئی کہ کوئی قہقہے مار رہا ہی اور یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہی نظم

ای جنون وحشت عدم کے کوچ کا سامان کیا	جسم کے جامے کو مین نے چاک تا دامان کیا
منہ چھپا اب تو نہ مشتاقون سے ای خورشید رو	چرخ گردان کی طرح برسون ہی سرگردان کیا
مر گئین تیری جدائی مین ہزارون حسرتین	عشق غارت گر نے میرے دل کو گورستان کیا
نالۂ جان کاہ نے پتھر کو پانی کر دیا	مرغ و ماہی کو دل بیتاب نے گریان کیا
جلد ہلا مجھکو میرے خون سے ای شمشیر یار	دامن دل سالہا آلودۂ عصیان کیا
شام سے تا صبح نیند آئی نہ اکدم تجھ بغیر	آگ نالون نے لگائی اشک نے طوفان کیا
ای فلک مرہون احسان تو نہین تیرا ہوا	شکر ہی مجھکو خدا نے بے سر و سامان کیا
آدمی کیا وہ نہ سمجھے جو سخن کی قدر کو	نطق نے حیوان سے مشت خاک کو انسان کیا
آتش دل خستہ تیرا یا الٰہی کچھ نہ تھا	قطرۂ ناچیز کو دریا سے بے پایان کیا

اسنے گھبرا کر ہیلیون سے کہا ارے یہ کون ہی کبھی رونے کی آواز آتی ہی کبھی ہنسنے کی آواز آتی ہی اشعار کیا غضب کے پڑھے ہین کہ دل پر تاثیر کرگئے کوئی پری زاد ہی مگر جو کوئی ہی ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہی وہ ہیلیے تلاش کو چلے تھے کہ دیکھا گلستان سے ایک نازنین مہ جبین آوارہ و سرگشتہ دیوانہ وار وحشی شال پانچون پر گر پڑی ہوئی دوپٹہ ڈھلکا ہوا کرتی آب روان کی سسکی ہوئی آئی کیا د کو دیکھکر دوڑی پکار کر آواز دی او ظالم گم شدہ کہان تھا آج کیون صورت دکھائی تجھکو شرم نہ آئی ذرا میرے پاس آ کلیجے سے لپٹ جا دل کی دھڑکن موقوف ہو دل تردد منزل عیش وصل مین مصروف ہو یہ باتین سنکر کیا د دوڑا حاضر حاضر کہتا ہوا قریب پہونچا اس نازنین نے بہ نگاہ غور اسکو دیکھا چیخ مارکر زمین پر گری ایڑیان رگڑنے لگی بغل سے ایک پرچہ کاغذ کا گرا اسکو اٹھا کر کیا د نے دیکھا میری ہی تصویر ہی اسکے نیچے لکھا ہی خداوند ہفت پیکر نے یہ عاشق و معشوق قرار دیے کہ دونون آپس مین ملین ایک مہینے مین تیس لڑکے پیدا ہون ان دونون کے نام کا ایک شہر بسے سال مین اسی تعداد کا تصور کیا جائے عورت کسی دن مہلت نہ پائے کیا د یہ معاملہ دیکھکر ساتھ ہیلیون کے آیا کہا یارو دیکھو یہ معشوقہ خوبرو قدرت نے مجھکو مرحمت کی ہی قدرت پر ہفت پیکر کی نازکرتا ہون

عمرو لوگ بیٹھا ؤ میں اپنی معشوقہ کو اٹھا ؤن سب سٹ گئے فرش خاک پر اسنے جھککر سر اٹھا کر زانو پر رکھا بیٹھکر
رونے لگا اشک گرم جو عارض پر پڑے اُس ماہ رخسار نے آنکھ کھولدی زیر تکیہ زانوے محبوب پایا
سر کو عرش اعلی پر پہونچا پا گھبراکے اُٹھ بیٹھی کیا د نے پوچھا صاحب تمھارا کیا نام ہی کس ملک کی رہنے
والی ہو اُس نازنین نے آنکھوں مین آنسو بھر کے جواب دیا کہ یہاںسے قریب ایک قلعہ ہی اُسکو
خورشید نگار کہتے ہین خورشید وش میرا نام ہی اپنے قصر مین سوتی تھی کہ خداوند ہفت پیکر
تشریف لاے تم ساتھ تھے مین دیکھکر مائل ہوئی تصویر تمھاری قدرت نے مجھکو دی اور یہ مضمون لکھدیا
اور مجھے کہا جاکر صحرا مین تلاش کر دمین آوارہ ہوکر نکلی جنگل جنگل ڈھونڈھتی تھی آج یہ شرف ہاتھ آیا کہ تمکو پایا
قدرت تمھاری بڑی تعریف کرتے تھے کہ ہمارا بندۂ خاص الخاص ہو رستم جو اپنی بارگاہ مین آئے تو قصد کیا کہ صحرا
مین جاکر اسکی گردن لون برق نے منع کیا کہا حضور نہ جائین اسکا سر آتا ہو گا اُستاد فکر مین گئے ہین اسنے کہا تو
سر اُس خود سر کا لاتے ہونگے رستم انتظار مین بیٹھے ہین یہان اُس نازنین نے کیا د سے کہا او نامرد میرا
اشتیاق دیکھتا ہی جا کر ایک گلابی شراب کی لا نہین تو مین خود جاؤن دو پٹہ گرو رکھکر شراب لاؤن
کیا د یہ سُنکر طرف بھٹی کے دوڑا کوزے لوٹے مین شراب لایا لاکے سامنے رکھدی کہا لو جان جہان
اُس نازنین نے شراب اُلٹ پلٹ کرکے جام لبریز کیا کہا پہلے تم پیو کیا د جام پی گیا اور دو تین جام پی در پے پیے کہا کہو
اب کیا معلوم ہوتا ہی کیا د نے کہا کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی اس نازنین نے کہا ذرا اُٹھکر تم ٹہلو سامنے دیکھو قدرت
آتے ہین اشارون مین تمھین بلاتے ہین کیا د بلبلا کے اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا اُس نازنین نے

نعرہ کیا نعرۂ عمرو تصنیف مصنف

مری نسل سے کمر پیدا ہوا
مرا ملک ہی گلشن قیل وقال
مرا افسر ذیحشم نامدار

مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مری چال سے ہی صبا پائمال
امیر عرب شیر پروردگار

میرا نام ہی خواجۂ خواجگان
اڑاتا ہون کھا کے مین بین
فلک کی جو گردش کا ساماں ہوا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر تھا

عمرو ذیحشم مہتر مہتران
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوین
نشان تمھاری گردیا پوش کا
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

نعرہ کرکے خنجر مارا سر کیا د کا کاٹ لیا کپڑے اتار لیے رومال مین باندھا لیکر بھاگے بعد تھوڑی دیر کے چیلے
اِدلون نے کہا چلکے اپنے آقا کو لائین اتنے معشوق سے وصل حاصل کر چکے ہونگے آکے دیکھا دریاے
خون جاری لاشہ برہنہ پڑا ہی سر کوئی کاٹ لیگیا چیلیون نے لاشہ اُٹھا لیا کانون سے چارپائی لاسے
لاشے کو اُس چارپائی پر ڈال کے لے کے چلے جہان لشکر اسکا پڑا تھا وہان لب لیک آئے سبکو معلوم جو ہو گیا

بجا گئے لگے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ افسر مارا گیا جو اُٹھا وہ بھاگا آخر سبنے صلاح کی چلکر قدرت کو خبر کریں کہ آپ کے
بندۂ خاص کو کسی نے مار ڈالا کہ سوار و پیدل ایک جگہ ہو کر کوہ زبرجدی پر آئے اور رو کر فریاد کی کہ یا خداوند
غضب ہوا افسر ہمارا جنگل مین بے سبب مارا گیا پہلے دن تو اس جرأت سے لڑا کہ فیلان مردار خوار کو
مارا اور کہتا تھا یہی حال طلسم کشا کا کرونگا جنگل مین واسطے شکار کے گئے صحرا مین ایک عورت ملی ہم
جو ہنسے جا کے دیکھا تو لاشہ بے سر پایا تصویر سے آواز آئی چونکہ اُسنے فیلان کو مارا اُسکے بدلے مین
اور کو اسپر مسلط کیا عمرو نے اُسکو شراب پلا کر مارا لیکن عمرو کو قدرت نے جنگل مین آوارہ کر دیا
اُسکو راستہ نہین ملتا زبرجد سے کہو گل خیز جادو کو روانہ کرے وہ جا کے پکڑ لائے جنگل مین مارا
مارا پھر رہا ہے زبرجد شاہ نے آواز دی ارے گلخیز صحراے اسپان مین جا عمرو وہان مارا مارا پھر رہا ہے
جاتے ہی پکڑ لا گلخیز جادو چلی ہوا پر پرواز پیدا کر کے کنارے پر صحراے اسپان کے آئی دیکھا ہزارون گھوڑے
گھوڑیان جنگل مین پھر رہی ہین تلاش عمرو مین چلی عمرو کا حال اسطرح سے عرض کرتا ہون کہ جسوقت
خواجہ نے کیا دکو مارا ایک دنناتا ہوا آواز آئی کہ او ساربان زادے یہ کیا حرکت کی اب اس جنگل سے
کیونکر نکلیگا یہین مارا مارا پھریگا قدرت نے تجپر راستہ بند کیا ہے خواجہ جدھر جاتے ہین گھوڑے
گھوڑیان ملتی ہین اور وہ گھوڑے اُنپر دوڑتے ہین گھوڑیان چاہتی ہین گردن پکڑ کے اٹھا لین کب
قصد کرتے ہین چبا ڈالین خواجہ نے جیب سے گھانس نکالی اگر گھوڑے گھانس کھلا کے مارے
اگر چار مارے تو دس اور پیدا ہوے خواجہ ایک مسافر کی صورت بنے ہوے ایک نخل کے سایے
مین آکر بیٹھے ہین کہ دیکھا سامنے سے ایک آندھی سیاہ اُٹھی خواجہ نے دیکھا ایک جادوگرنی دوڑتی چلی
آئی کہ مجھ جو اُسکا چڑھتا تھا آمد و شد نفس سے یہ آندھی چلی ہے خواجہ کو دیکھکر قریب آئی کہا اے مسافر
تو اس جنگل مین کیونکر آیا خواجہ نے جواب دیا گستیان کرج تیسرا دن ہے اس جنگل مین بھٹک کر آگیا
اب جدھر جاتا ہون گھوڑے اور گھوڑیان ملتی ہین ایک نیا معرکہ دیکھا دیکھو وہ سامنے جو درخت ہے
ایک شخص دبلا سا آکر بیٹھا خداوند ہفت پیکر کہکر پکارنے لگا کہ آسمان سے ایک سنہرا پتلا آیا اُس
پتلے نے آکر پوچھا کہ عمرو عیار تو ہی ہے عمرو نے اول تو انکار کیا بعد اُسکے سوچا کہ شاید قدرت
نے بلایا ہو پتلے نے پھر کہا تیرا عمرو عیار نام ہے یہ کہکر اُس پتلے نے کاندھے پر سوار کیا اور
لے بھاگا آسمان پر جا کے آواز دی منم فرستادۂ قدرت یہ سُنکر گلخیز جادو یہ کہکر پلٹی

کہ قدرت ابھی لغو مین مجکو تو روانہ کیا کہ عمرو کو پکڑ لاؤ اور چیلے کو بھیجکر یون بلوا لیا جاکر قدرت سے شکایت کرونگی یہ کہکے بلند ہوئی عمرو وہان سے اٹھکے اودھر جا بیٹھے گلچہر اڑتی ہوئی کوہ زبرجد پہ آئی شام قریب ہو دو کاندار اٹھ رہے ہین تصویر کے سامنے زبرجد شاہ دست بستہ کھڑا ہو قدرت مرادین دے رہے ہین کہ گلچہر آکے پہونچی غل مچانے لگی کہ یا خداوند آپنے عجب فریب کیا مجھکو براے گرفتاری عمرو روانہ کیا اور عمرو کو چیلہ بھیجکر بلوا لیا تصویر سے آواز آئی او نادان کیون اپنے اعتقاد مین فتور ڈالتی ہو جس سے تو نے جاکے پوچھا وہی عمرو عیار تھا سیکڑون گھوڑے اسنے مار ڈالے ابھی اسی جنگل مین ہو کسی سے پوچھنا نہین اس جنگل مین کبھی انسان کا گذر نہین ہوا گلچہر پھر تڑپکر بلند ہوئی صحراے اسپان مین پہونچی کہ یکایک کسی کے گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی مصیبت کا مارا دشت غربت کا آوارہ یہ اشعار پر بہار رو رو کے گا رہا ہو اس گانے مین حال دل سنا رہا ہو **نظم**

وحشت دل نے کیا ہو وہ بیابان پیدا — سیکڑون کوس نہین صورت انسان پیدا
ہجر و وصل کریگی شب ہجران پیدا — صلب کافر سے بھی ہوتا ہو مسلمان پیدا
دل کے آئینہ مین کر جو ہو پنہان پیدا — در و دیوار سے ہو صورت جانان پیدا
خار دامن مین الجھتے ہین بہار آئی ہو — چاک کرنے کو کیا گل نے گریبان پیدا
نسبت اس دست نگارین سے نہین کچھ اسکو — یہ کلائی تو کرے پنجۂ مرجان پیدا
نشہ ہی مین کھلی دشمنی دوست مجھے — آب انگور نے کی آتش پنہان پیدا
باغ سنسان نہ کر انکو پکڑ کر صیاد — بعد مدت ہوے ہین مرغ خوش الحان پیدا
اب قدم سے ہو مرے خانۂ زنجیر آباد — مجھکو وحشت نے کیا سلسلہ جنبان پیدا
رو کے آنکھون سے نکالون مین بخار دل کو — کرچکے ابر مژہ بھی کہین باران پیدا
نعرہ زن کنج شہیدان مین ہو بلبل کی طرح — آب آہن نے کیا ہو یہ گلستان پیدا
نقش انکا نہ کسی لعل سے لب پر بیٹھا — میرے منہ مین ہوے تھے کسلیے دندان پیدا
خوف نا محرمی مردم سے مجھے آتا ہے — کاش خود ہونے لگے صورت انسان پیدا
روح کی طرح سے داخل ہو جو دیوانہ ہو — جسم خاکی بجز اسکو جو ہو زندان پیدا
سمجھا یون کا مگر شہر ہو اقلیم عدم — دیکھتا ہون جسے ہوتا ہو وہ عریان پیدا

موجد اسکی ہی سیہ روزی ہماری آتش　　ہم نہ ہوتے تو نہ ہوتی شب ہجران پیدا

یہ اشعار عبرت آثار سنکر گلنجیز بیتاب ہو گئی اُسی صدا کی جانب چلی آگے دیکھا ایک نخل کے سامنے مین
ایک جوگن بیٹھی جنگلا گا رہی ہی گلنجیز بیٹھکر سننے لگی جوگن نے بعد تھوڑی دیر کے ہاتھ سے بین کو رکھدیا
اور گلنجیز کو دیکھکر خاموش ہوئی گلنجیز نے کہا بی جوگن اس صحرا مین تم کیونکر آئین جوگن نے کہا ہم
دشت پیما صحرا نورد رہین ادھر بھی آ نکلے اب چلے جائینگے یہ کہکے خواجہ اُٹھے اُٹھتے اُٹھتے گلیم
اوڑھ لی گلنجیز پکارنے لگی بی جوگن صاحب کہان گئین صورت تو دکھاؤ خواجہ نے گلیم اُتاری
دیکھا میرے پہلو مین کھڑی ہی کہا ای گلنجیز تو عمرو کے واسطے آئی تھی دیکھ عمرو کو وہ قدرت لیے جاتے
ہین عمرو کیسا تڑپ رہا ہی دعائین کرتا ہی کہ قدرت مجبور ہا کرین اور مین صحرائے اسپان سے نکلون
گلنجیز نے کہا کہان عمرو نے کہا وہ دیکھ جیسے ہی گلنجیز ہٹی عمرو تو برابر کھڑا تھا ایک خنجر مارا شکم چاک قصہ
پاک آندھی سیاہ اُٹھی چہار طرف سنگ باری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من گلنجیز جادو
بود کوہ زبرجدی پر شام کا وقت ہی لوگ رخصت ہو رہے ہین میلہ برخاست ہوا چند دوکانین
باقی رہین کوتوال اُٹھوا تا پھرتا ہی پیادے غل مچا رہے ہین ارے دوکانین اُٹھاؤ قدرت اب
آسمان پر جاتے ہین زبرجد شاہ سامنے تصویر کے کھڑا ہی جواہرات جسقدر ہلا رچھا ہی
سمیٹ رہا ہی صندوق جو ہی اُسین بھر رہا ہی کہ زمین شق ہوئی ایک طائر قوی الجثہ زمین سے پیدا ہوا
آواز دیتا ہوا کہ یا خداوند گلنجیز جادو کو عمرو نے مارا اس کے سر مین میرا مقام سکونت تھا تصویر نے
آواز دی ای سرسام جادو عمرو کو جا کر پکڑ لاؤ سرسام اسی طرح غرق زمین ہوا صحرائے اسپان
مین پہونچا عمرو کو ڈھونڈھنے لگا ایک طرف سے رونے کی آواز آئی صدا تھی کہ تیر دل دوز اس صدا نے
سرسام کے پاؤن مین گویا کمند بندھ گئی تھوڑی دور پر آکر دیکھا ایک جوان دیوانہ وار زیر درخت
بیٹھا ہوا شکوے فلک کے کر رہا ہی دمبدم پکارتا ہی یا خداوند ہفت پیکر سامری و جمشید
ولات و منات سبکو چھوڑا آپکا مذہب اختیار کیا اُس پر یہ سختیاں فرزند کو میرے مجھے لا دیجیے
جمال میرے نور نظر کا مجھکو دکھائیے اس طرح سے بلک رہا ہی تڑپ رہا ہی کہ سرسام جادو
بیتاب ہو گیا کہا ای شخص تیرا کیا نام ہی کس مصیبت مین مبتلا ہی مفصل حال بیان کر اُس شخص نے
پوچھا آخر تو کس فکر مین ہی سرسام نے کہا میرا سرسام جادو نام ہی مجھکو برائے گرفتاری عمرو خداوند

ہفت پیکر نے روانہ کیا ہی مجکو گلنجر نے اپنی سرحد مین جگہ دی تھی اُسکو عمرو نے مارا مین اُنکی تلاش مین
نکلا ہون نوجوان نے کہا قدرت نے پچاس برس کے سن تک اولاد سے محروم رکھا پچاس برس کے
سن مین ایک اولاد عطا کی مین ایک قریے کا حاکم تھا قدرت سے حکم ہوا کہ اسکا نام منصور زرین کمر
رکھو مین نے منصور نام رکھا قریب میرے گانون کے شہر تھا غزنہ فردوس اُسکا نام تھا بادشاہ
وہانکا خلد مکان میرا فرزند چالیس برس کا ساتھ لیکر اس ملک پر چڑہ گیا بادشاہ کو مارا ملک پر قبضہ کیا
کئی دن بعد اُسکے محلات مین گیا اُسکی بیٹی خلداشہ ماہرو اُسپر عاشق ہوا اُسنے شرط کی صحراے اسپان
فتح کرو تو میرے ساتھ شادی کرو وہ اس جنگل مین آیا میںنون ان گھوڑدن سے لڑا اسد بامرکب قتل کیے
ایکطرف سے مرکب کو دسرین کو دکفل پیدا ہوا وہ گھوڑے پر جا پڑا اُسنے اسکو منہ مین دبا لیا لیکر آسمان
اُڑگیا مین اُسکی تلاش مین بیتاب وبیقرار ہون خداوند ہفت پیکر سے دعا کرتا ہون کہ وہ مرکب کون تھا
کہ ایسے نخیر دل کو لیگیا پتہ نہین ملتا اس وجہ سے مین مضطر وحیران ہون اور مثل زلف محبوب پریشان
ہون خداوند میری نہین سنتے دعا کرتے کرتے زبان گھس گئی کیا کیکے دعا کرون سرسام نے یہ حال
سُنکر کہا ای جوان نہ گھبرا اگر مجکو عمرو ملجاے تو مین تجکو سامنے خداوند کے لیچلون قدرت کے قدمون پہ
تجکو گرادون جوان نے کہا عمرو عیار سامنے جو جھاڑیان ہین اُسی مین چھپا ہی مسافرون کو لوٹ
لیتا ہی آپ سحر تیار کرکے میرے ساتھ چلیے مین بتلادون سحر کرکے گرفتار کر لیجے مجکو اُنکو دونون کو
خدمت خداوند مین لیچلیے سرسام نے کہا بڑا احسان ہو جو مجکو بتادو جوان نے کہا آئیے تھوڑی
دور آکر کہا وہ دیکھو جھاڑی مین چھپا بیٹھا ہی سرسام جھکا جوان نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالکے
آواز دی اب عمرو کو دیکھا یہ کہکے جھٹکا مارا سرسام منہ کے بل گرا خنجر مارا سُکر چاک تھا
پاک آواز آئی کشتی ہوا نام من سرسام جادو بود ایک بونڈا گرد کا لاش کو اسکی لیکر چلا
خواجہ بھی اُس گرد کے پیچھے چلے کئی کوس جا کر سرحد صحراے اسپان سے باہر نکلے طرف لشکر
طلسم کشا کے چلے خواجہ نے آکے رستم سے ملاقات کی رستم تو خود انتظار مین بیٹھے تھے کہا
اے عمرو نامدار آپکی عنایت سے تیغہ ہفت جوہر ملا تینون تحفے ایک مقام پر ہوے اب تلاش لوح
کی صلاح کیجے خواجہ نے اپنا پہونچنا صحراے اسپان مین بیان کیا اور سب نیاز دہ گردن کا
مارنا ذکر کیا رستم نے اُس شب کو انجمن مشاورت منعقد کی سب سردار جمع ہو کر بیٹھے اپنے اپنے

طور پر صلاحین دینے لگے رستم طرف کاہن کے متوجہ ہوے فرمایا کہ آفتاب لوح کیونکر تلاش کرین آفتاب نے عرض کی کیا گذارش کرون غلام نے حاضر ہونے مین جلدی کی ورنہ ہفت پیکر کا صلاح کار تھا اب جب آپکو یہ تحفہ جات مل چکے تھے تو ضرور لوح کا ذکر نکلتا مجکو بھی خبر ہوتی کہ فلان مقام سے لوح کا پتہ لگیگا خواجہ نے کہا ای نور نظر جو تمہارے بزرگونکا طریقہ ہو وہ کرو کہ عبادت خانہ آراستہ ہو پروردگار سے دعا کرو دیکھو بزرگان دین سے کیا ہدایت ہوتی ہی رستم نے حکم دیا عبادت خانہ آراستہ ہو فوراً ایک خیمہ مقام پاک و پاکیزہ پر نصب کیا گیا سجادہ بچھا دیا رستم آسپر بیٹھے بعد اداے نماز مغرب خضوع و خشوع دعا کرنے لگے پکار رہے ہین ای معبود حقیقی اس مشکل کو حل کر نظم

ہر طلبگار خدا مشتاق ذات
می نماید از وجود کائنات
نسبت کامل بذات خالق است
گاہ بخشد مردہ را نور حیات
خامہ در تسطیر وصفش سرنگون
گردن گردون براے کورنشات
ہند باپیش خدا کن التجا
ذات را مبند زانوار صفات
از طریق حق نمی لغزد قدم
جسم و جان زاو در حیات و در ممات
سید بنام خداوند کریم
خشک در تحریر تعریفش دوات
ہمہ ہر بندہ بہ فرمان خدا
در زمانہ بہر حل مشکلات
این بینش از وجود پاک ذات
گر بود بر جاے خود پاے ثبات
گاہ خالق زندہ و در امرت کشد
بر زبان بالذت قند و نبات
ہم بہ درگاہ جناب ذوالجلال
ہست کار بندگی از واجبات

آخر پہر رات رہے روتے رہے بیہوش ہوگئے دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی واہوے عالم خواب مین دیکھا ایک بزرگ تشریف لاے فرمایا ای نور نظر کیا خواہش ہی رستم نے عرض کی آپکی عنایت سے تینون تحفے پہونچے اب تلاش لوح کی خواہش ہی فرمایا ای نور نظر لوح کی تلاش مین بڑی تکلیفین ہین صحراے باد انگیز پر بہار مین اپنے کو پہونچاؤ وہان سے نشان لوح ملینگے رستم چاہتے تھے کچھ اور پوچھین کہ فوراً آنکھ کھل گئی دیکھا وقت نماز ہی مکان پر از خوشبو معلوم ہوتا ہی از زمین تا آسمان ایک نور ساطع اور لامع ہی فوراً وضو کرکے نماز صبح پڑھی باہر آئے خواجہ و کاہن حاضر تھے تمام کیفیت خواب کی بیان کی آفتاب نے عرض کی صحراے باد انگیز پر بہار صدہا کوس پر واقع ہی ہر منزل پر بڑے بڑے جادوگرون کے مقام ہین آن سب کو معلوم ہوگا کہ طلسم کشا صحراے باد انگیز پر بہار مین جاتے ہین روکنے مین سرکار سے کد و کاوش کرینگے رستم نے کہا خدا مالک ہی لشکر تیار کرو اسی وقت

لشکر تیار ہوا طلسم کشا طرف صحراے باد انگیز کے چلے راہ مین ایک مقام ہی کہ وہان کی حاکم ملکہ نیرنگ سحر طراز ہی اپنے باغ مین بیٹھی ہی کہ چند عندلیبان خوشنوا درخت پر آکے بیٹھین ایک نے پکار کر آواز دی ای نیرنگ اب زمانے کا نیا رنگ ہی اور ہفت پیکر اپنی جان سے تنگ ہی ہوشیار ہو یہ کہکے وہ جانور اُڑ گئے نیرنگ نے کنیزون سے کہا کیا نیا رنگ ہی جانور کیا کہ گئے دیکھو آسمان پر ایک لکۂ ابر پیدا ہوا آواز آئی ای نیرنگ یہ طائر قدرت نے بھیجے تھے کل لشکر طلسم کشا تیری سرحد سے گذریگا جو ہوسکے وہ تدبیر کر قدرت سے عیش وراحت چھوٹ گیا مقامات کوہ و دشت برباد ہوے تجھسے جو کچھ کدو کوشش ہوسکے وہ کر اور طلسم کشا کو روک لے صحراے باد انگیز یہ بہار مین جائیگا وہان سے لوح کا پتہ لگائیگا قدرت تقدیر کرتے ہین کہ جاتے ہی باد انگیز مسلمان ہوگی ای نیرنگ یہ نیا رنگ ہی کہ قدرت مبتلاے قلق ہین تجھے قدرت کے حق مین عمدہ ملک ومال دیا باغ مین تیرے بہار کا مسکن نسرین و نسترن تیری کنیزین ہین یہ سنکر نیرنگ اپنے مقام سے اُٹھی چند کنیزون کو اپنے ہمراہ لیا طرف لشکر طلسم کشا کے چلی یہان لشکر طلسم کشا صحراے انوریہ مین اترا ہی طلسم کشا شب کو سوے صبح کو سوار ہوے دیکھا سامنے سے آفتاب فلک سیر و ہفت رنگ و گلگون پوش کچھ باتین کرتے ہوے آے سامنے طلسم کشا کے پہونچے آفتاب نے دست بستہ عرض کی ملکہ ہفت رنگ چاہتی ہین کہ سرکار میرے ساتھ شادی کرین مین نے جواب دیا کہ بدون فتح طلسم یہ امر نہ ہوگا طلسم کشا نے کہا کہ ای آفتاب بہت معقول جواب دیا یہ سب شاہزادیان جو مشتاق وصل ہین بعد فتح طلسم جواب باصواب لیگا یہ سنکر ہفت رنگ نے گریبان پھاڑ ڈالا اور پکار اُٹھی ای شہریار کیا خلاف جواب دیا لونڈی کی تو یہ کیفیت ہی کیونکر ضبط کرون

نظم

بندھا خیال جنون بعد ترک یار مجھے	کیا ہی یاس نے کیا کیا امیدوار مجھے
کہ آسمان کا رخ پھیر دون جدھر چاہون	دیا ہی کیا تپش دل نے اختیار مجھے
وہ شام وعدہ جو آے تو تجھ دو سرست	رہا وصال مین بھی وہی انتظار مجھے
وہ رند خمکدہ کش ہون کہ زہر پیتے ہین	تنگ آکے حریفان بادہ خوار مجھے
نہ ہو وہ بات کہ جس سے وفا مین آئے خلل	کہین نہ کیجیو ناصح سے شرمسار مجھے
بقدر جوش تڑپنے کو تھا وسیلہ قتل	وہ بیقرار ہوے آگیا قرار مجھے

امید مرگ پہ ہر فتنہ راحت جان ہے
شب فراق میں کیا بیم روزگار مجھے

قران انجم سیارہ برج آبی میں
ڈبوئے گی مری چشم ستارہ بار مجھے

اگر حساب وفا امتحان کے بعد نہ ہو
قبول عذر ستمہائے بیشمار مجھے

شب وصال میں سب قطرہ قطرہ پی لی
رہا نہ وسوسہ چارۂ خمار مجھے

رقیب کھائے قسم تو وفا کا آئے یقین
تو میری جان ہے کیا تیرا اعتبار مجھے

نہ سیر گل نہ قدح نوشی اسکے ساتھ ہوئی
غم خزان ہے نہ کچھ حسرت بہار مجھے

پس شکستن خم زجر محتسب معقول
گناہگار نے سمجھا گناہگار مجھے

لبوں پہ جان ہے ایسی بھی کیا ہے بیدردی
نہ قرض دیتے ہو بوسہ نہ مستعار مجھے

نہ کام زور سے نکلا نہ عجز کام آیا
بس اب تو چین نے اے شوق زہرہ کار مجھے

خدا کرے ملک الموت آنسے پہلے آئے
بہت سی لینی ہیں جانیں پئے نثار مجھے

کیے ہیں طول امل نے تمام کام خراب
ہمیشہ نظم جہان کے ہیں کاروبار مجھے

ہر آن آن دل کا ہوا ہیں عاشق زار
وہ سادہ ایسے کہ سمجھے وفا شعار مجھے

تو اب بترک صنم بیچ سہی ولے مومن
یہ کیا سبب کہ ستاتے ہو بار بار مجھے

ملکہ ہفت رنگ یہ بیقراریاں کر رہی ہیں کہ سامنے سے سیماب آئی آتے ہی گولہ جھولی سے نکالا کہا ہاں ہفت رنگ خاموش رہو ابھی کتنے دن ہوے لشکر میں آئے ہوے پہلے میرے ساتھ شادی ہوگی یہ کہکے گولہ مارا ہفت رنگ نے کانا کہ سنبل ہفت گیسو آئیں انھوں نے بھی یہی دعوی کیا آپس میں گولے چلے تھوڑے عرصے میں دیکھا کہ سب معشوقین جمع ہوگئیں آپس میں گولے و ترنج و نارنج چلنے لگے شاہزادہ فرماتا ہے کہ اے آفتاب انکو جدا کرو اکثر آفتاب بعضوں کے سحر دفع کر دیتا ہے تھوڑے عرصے میں کئی ہزار سردار طلسم کشا کے سامنے آئے اپنے اپنے حقوق ظاہر کرکے آپس میں لڑنے لگے لشکر میں طلسم کشا کے غدر ہو گیا سپاہیوں نے بھی تلواریں کھینچیں ادھر افسروں کی جانب سے لڑنے لگے سارے لشکر میں غدر ہو گیا گولا ترنج نارنج چل رہا ہے ہزارہا آدمی مر گئے طلسم کشا کو کوشش کر رہے ہیں کوئی نہیں مانتا سارے لشکر میں ساحروں کا جماؤ ہے طلسم کشا کے سامنے آتے ہیں اپنے اپنے حق ظاہر کرکے لڑنے لگتے ہیں مگر سنبل ہفت گیسو نے

سب معشوقون کو زخمی کیا سنبل کی شوکت دیکھکر آفتاب بھی بگڑا کہا ای سنبل تجھے کیا ان شاہزادیون کو ایسا
حقیر سمجھا کر سبکو زخمی کیا خبردار اب سحر نہ کرنا سنبل نے کہا ای آفتاب تم نجوم کے جاننے والے تحقیق سحر مین
کیا دخل ہی ان شاہزادیون کو شکل میرے مرتبہ نہین میرے منہ لگتے ہو یہ کہکے آفتاب پر گولہ مارا
آفتاب نے اپنے کو بچایا طرفین طلسم کشا کے متوجہ ہوکے کہا ای شہریار ایسا نہو کہ میرے ہاتھ سے
یہ سنبل قتل ہون طلسم کشا نے سنبل کو منع کیا اسنے عرض کی ای شہریار آپکے لشکر مین انصاف
نہین ہی میان آفتاب کو منع کیجئے ان شاہزادیون کو بھی مین نے یہی کہکے منع کیا کہ اپنے مرتبے کو
خیال کرو میرے مرتبے کو حضور نے خیال نہین کیا میرا مرتبہ سب سے زیادہ ہی یہ لوگ میرے سامنے
کلام نہین کرسکتے یہ کہکے سنبل رونے لگی خنجر کمر سے کھینچا کہا مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگی سب کی سب
شاہزادیون سے تیغ کھینچ لیے گلشاہ نے بڑھکر سنبل کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ای ملکۂ عالم اسقدر کبیدہ و رنجیدہ
نہو مین خود جان دینے کو موجود ہون برائے خدا لشکر نہ رو کو آپ لوگون کی طرفداری کی وجہ سے
جان دینے پر آمادہ ہین کئی لاکھ آدمی مرکر جی چکے اب جو سحر چلیگا لاکھون کی جان جائیگی یہ کہکے طلسم کشا نے
جو سنبل کا ہاتھ تھاما کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش کا جو عکس پڑا سنبل کو ہوش آگیا کہا
ای شہریار جھوٹ دیکھئے ان سب پر تیغہ ہفت جوہر کا عکس ڈالیے یہ سب سحر مین مبتلا ہین کسی مکار نے
انکے سحر کیا ہماری یہ مجال ہوئی کہ آپکے سامنے ایسے امورات محل کا ذکر کرین اور آپس مین لڑین
مگر سحر سے مجبور ہین ہمارے دل اپنے قابو مین نہ تھے تیغہ ہفت جوہر کو طلسم کشا نے نیام سے کھینچا
چمکا کر سب پر عکس ڈالا تب سبکو ہوش آیا اب تو آپس مین کلام کرنے لگے کہ کیل سے اس سحر کرنیوالے
کو تلاش کرین کہ جسنے ہمکو سامنے طلسم کشا کے بے ادب کیا آگے آفتاب اسکے پیچھے سنبل ہفت گیسو
اسکے پیچھے ہفت رنگ اس طرح مجمع کر کے یہ پندرہ سولہ ساحر قریب ایک پہاڑ کے پہونچے
دیکھا کہ تمام صحرا مین ہوا نہین ہی مگر اس کوہ کے قریب ہوائے گرم چل رہی ہی جب ہوائے گرم
بدن مین لگتی ہی تو ایک جوش پیدا ہوتا ہی سنبل نے کہا ای آفتاب اسی پہاڑ سے کوئی آفت
برپا ہوئی ہی یہ سنکے آفتاب جھپٹ کر پہاڑ پر آیا دیکھا ایک نازنین نہایت حسین گرد کنیزین ماہرو
حباب سحر سامنے رکھا ہی سحر کر رہی ہی کنیزین بڑھ بڑھ کے خبر دیتی ہین کہ خوب لڑائی ہو رہی ہی نیرنگ
جواب دیتی ہی کہ ابھی کیا ہی اگر طلسم کشا کے قبضہ مین تعجبات نہ ہوتے تو یہ سب ملکے طلسم کشا کو قتل کرتے

شب کو جب طلسم کشا آرام کرینگے اور تحفہ جات جسم سے جدا ہونگے سنبل ہفت گیسو جا کر سر کاٹ لیگی یہ
میرا سحر خالی نہ جائیگا طلسم کشا اس سحر سے مارا جائیگا کون اس سحر کو روکیگا کنیزین کہتی ہین داری سنبل
ہفت گیسو سب پر غالب آئی اور سب کو اُسنے زخمی کیا نیرنگ نے کہا یہ سحر وہ ہین جو کہ ہفت پیکر
نے اپنی ذات سے تیار کیے ہین انکا جواب ممکن نہین کہ سنبل نے نعرہ کیا او گیسو بریدہ او مکارہ
کیا مین تجھسے پایہ کم کا رکھتی ہون یہ کہکے ساتون کاکلین ہلائین سات برقین چمکین سب کنیزون
کے سر اڑگئے نیرنگ اپنے مقام سے اٹھی آفتاب نے اپنا سحر چمکایا آفتاب جو چمکا نیرنگ کو یہ
معلوم ہوا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا پشت پر سے ہفت رنگ نے لکے ہاتھ ہلا دیا برق سر پر
نیرنگ کے گری کہ سر اسکا زخمی ہوا سب شاہزادیون نے آکر گھیرا آخر نیرنگ بھاگی کبھی آسمان مین
ڈوب جاتی ہے یہ شاہزادیان سحر کرتی ہین تو زمین پر آتی ہے جا ہتی ہے غرق زمین ہو جاؤن آفتاب نے
زمین پر سحر کیا زمین سخت ہو گئی بقول شخصے زمین سخت آسمان دور نیرنگ ناچار مجبور بھاگی ہوئی جاتی
ہے تا در باغ پہونچی ان سب ساحرون نے سحر کرکے دیوارین گرادین باغ مین آگ لگا دی یا تو نخل سرسبز
وشاداب تھے یا اُسکی بیخ سے شعلے پیدا ہوے نخل آتش نکلے ہر برگ و بار سے آگ شعلہ زن ہے
دیوارین گر پڑین مکان جل رہے ہین دھڑا دھڑ گر رہے ہین آخر نیرنگ اسقدر ناچار ہوئی کہ طرف
ہفت پیکر کے بھاگی مطلب یہ تھا کہ دریاے خون مین نہائی ہون شاید خداوند یہ حال دیکھکر کچھ رحم
کرین کچھ تقدیر فرمائین ہاتھ سے ان ظالمون کے بچائین تین کوس تک ان سب نے اسکا پیچھا کیا
ہر مقام پر زخم لگائے پشت وپہلو زخمی حیران چہار جانب دیکھ رہی ہے ایک طرف سے سحر
ہفت رنگ آیا اُسنے پشت کو زخمی کیا ایکطرف سے سات چھلے سنبل کے دوڑے ہوے
آتے ہین پکارتے ہوے او مکارہ ٹھہر تو جا ایک ایک وار ہمارا قبول کرلے پھر تجکو اختیار ہے سیماب
کے سحر مین یہ تاثیر ہے کہ کشتہ ہونا اکسیر ہے آخر تین کوس پر جاکر ایک درہ کوہ مین آکے چھپ گئی ان
ساحرون نے جا بجا تلاش کیا اُسکا کہین نشان نہ پایا ناچار ہو کر پلٹے یہان رستم بارگاہ مین کہ
بیٹھے ہین لیکن ذکر کر رہے ہین کہ ہمارے سردار نہایت غصے مین گئے ہین مخفی سحر کرنے والے کو ڈھونڈ
لینگے کہ سمک نے بڑھکر خبر دی سب سردار آتے ہین رستم دنگل پر بیٹھے ہین تیغہ ہفت جوہر
وکلاہ ہفت گوشہ وزرہ ہفت جوش دنگل پر چھوڑکر باہر آئے سردارون کو دیکھکر پوچھا کیو نکا ج

کون سحر کرتا تھا آفتاب نے بڑھکر عرض کی حضور نیرنگ سحر طراز ایک ساحرہ حسینہ اس سرحد کی حاکم ہی
اُسنے کُکے سحر کیا لیکن خدانے ہمین بچا لیا آخر غلام و کنیزان شاہی لے جاکر اُسکی کنیزون کو مارا چاہتی تھی
کہ باغ مین جاسے باغ کو جلا دیا دیوارین گرادین بھاگ کر بخدمت ہفت پیکر گئی ہو سب کی صلاح یہی تھی
کہ جہان ہفت پیکر ہو وہان چلکر ہین ہفت پیکر کو پکڑ کر مارین پھر طلسم ہفت پیکر کو کون پوچھیگا
مگر غلام سب کو پھیر لایا ہفت پیکر بلاے روزگار ہی جسوقت وہ نکلکر اویگا زمین ہلا دیگا اُسنے
بڑے بڑے سحر بنائے ہین سنبل ہفت گیسو نے کہا ای آفتاب یہ خیال نہ کرو جو علم سحر سے ماہر ہو اُسپر
حال ہفت پیکر بخوبی ظاہر ہو اُسنے کتاب علم سحر بہت دیکھی اُلٹی سیفی پڑھتا ہی اُسکا سحر دم بہ دم بڑھتا ہی
یہی چاہتا ہی کہ حریف پر غالب آؤن ساتھ والون کو دشمن کے مٹاؤن طلسم کشا کہتے ہین ایکی شکایت
کیا اپنے دشمن کو سب مٹانا چاہتے ہین آخر یہ صلاح ہوئی کہ کل اس سرحد سے نکل چلین لیکن خواجہ عمرو کا
ذکر کرنا واجب و لازم ہی جب نیرنگ یہانسے شکست کھا کے بھاگی خواجہ درہ کوہ مین بیٹھے تھے دیکھا
بھاگی ہوئی نیرنگ آئی ہی خواجہ درہ کوہ مین گھس گئے کمند مار کے نیرنگ کو گرفتار کیا نیرنگ کو زنبیل مین
ڈال لیا اُسکی شکل بنکر طرف کوہ زبرجدی کے چلے با حال خستہ سر پہ زخم پشت و پہلو پہ زخم تخت
زبرجدی پر سوار بارگاہ دانیالی کا اسپر سایہ کر لیا تخت اُڑاتے ہوے چلے کوہ زبرجدی پر
اُسوقت پہونچے کہ صبح کا وقت ہو دیر کا دروازہ کھلا ہوا زبرجد شاہ یہانکا بادشاہ مع وزرا و امرا
باہر کھڑا ہی کہ آسمان پرسے رونے کی آواز آئی زبرجد شاہ نے سر اٹھا کے دیکھا نیرنگ جادو تخت پر ہو لیکن
باحال ابتر سر پر زخم پشت و پہلو بھی زخمی ہو مین سے پکارتی ہوئی کہ یا خداوند فریاد ہی یہ کہکے تخت اُترا تخت سمیت
نیرنگ اندر آئی تصویر کی پشت پر ایک دو پتھر مارا اور کہا یا خداوند تیری خدائی مین آگ لگے تیرا طرفدار
ایسا ذلیل ہو کر بھاگے رستہ نہ ملے بشکل کنیز یہانتک پہونچی تصویر رونے لگا ■ دروازے پر ڈالی دروازہ
بند ہو گیا عمرو نے دیکھا تصویر شق ہوئی اُسکے اندر سے ایک تاجدار سیہ فام بدانجام یہ کہتا ہوا نکلا ارے
بندی قدرت کیون گھبراتی ہی ہوا کو حکم دون مسلمانون کو اُٹھا دے سر ٹکرا کر مرین زمین سے کہون جتنے
غار ہین مثل اژدرہ منہ کھولین اور مسلمانون کو نگل جائین جو تجھکو مدد پہونچا قدرت اُس سے بخوبی
آگاہ ہین خواجہ ڈر کے مارے تخت سے نہین اُترے بارگاہ دانیالی مثل چھتری کے سر پر سایہ فگن ہی یہی
تدبیر جینے کی سوچی کہ شاید تمکو پہچان جائے تو تخت اڑا کر نکل جاؤن دروازہ بھی دیر کا بند ہو گیا نکلنا بھی

دشوار ہی یہ سوچ کر باتین ہفت پیکر سے کرنے لگے ہفت پیکر تسکین دے رہا ہی کہ ای نیرنگ نہ گھبرا تیرے ہاتھ سے مسلمانون کا خاتمہ کرا دونگا تیرا باغ جو جل گیا تھا اب جا کے دیکھنا باغ اسی طرح درست ہی عمارتین عمدہ قصر رفیع کیون اسقدر گھبراتی ہی خواجہ نے کلیجہ پہ پتھر رکھ کے اپنے مقام سے اُٹھکے قدرت کی بلائین لین ترقی خداوندی کی دعائین دین عرض کی قدرت مجھے بتائین تو حال مفصل عرض کرون وہ سردار ان نامی کہ جو جان طلسم ہین انھون نے بڑے شد و مد سے مجھے پلو دکیا بمشکل ہفت رنگ کے سحر کو رد کا بلکہ وہ سحر کیا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا آفتاب کے سحر سے کلیجہ تھرا گیا چاہتی تھی مین کہ آسمان مین ڈوب جاؤن ایک ایک آئین سحر مین طاق عجائب وغرائب مین شہرۂ آفاق آسمان پر نہ جانے دیتے تھے چاہا کہ غرق زمین ہو جاؤن زمین تخت تھی پیرون کے نیچے سے نکلی جاتی تھی طبیعت رہ رہ کے گھبراتی تھی آخر طرف جنگل کے بھاگی کبھی درختون مین چھپی کبھی کانٹون مین گھسی ہولی اس مشکل سے تا بہ کوہ ویران پہونچی اس پہاڑ مین پہر بھر کامل چھپی رہی وہ لوگ ڈھونڈھا کیے سب کو مجھسے قلق کر دیے قلب الٹ دیے تھے مگر طلسم کشا یہ تحفہ نایاب اگر نہ رکھتا ہوتا تو عمر بھر وہ لوگ بدوش مین نہ آتے اب مین بمشکل اُنسے جان بچا کر آپ تک آئی ہون امیدوار ہون کوئی سحر ایسا ملے کہ جا کے ہی سبکو قتل کرون کوئی میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچے ہفت پیکر نے کہا انگیٹھی منگا کو لے روشن کرو عمرو نے کہا انگیٹھی میرے پاس موجود ہی یہ کہکے خواجہ نے انگیٹھی نکالی ہفت پیکر نے اپنی کمر سے لوبان نکال کر دیا خواجہ نے اپنے پاس سے لوبان لیا بیہوشی اُسمین ملائی ہفت پیکر نے کہا اسکو آگ پہ ڈالو ایک پتلی پیدا ہوگی وہ حفاظت کو تمھارے ساتھ رہیگی خواجہ نے وہ لوبان آگ پر ڈالا دھوان جو اُس سے نکلا ہفت پیکر کے دماغ مین پہونچا ارے کہکے اُٹھا لڑکھڑا کے گرا عمرو نے دہان مین سوزن بلا سوزن کے اوپر تکلہ زبان پر چڑھا دیا دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھائی تخت پر ڈال لیا اندر سے آواز آئی ای بندگان من ہٹ جاؤ قدرت باہر آتے ہین ایسا نہ ہو کوئی جل جائے فرشتے ساتھ ہین زبرجد شاہ جو باہر کھڑا تھا اُسنے سبکو ہٹایا خواجہ نے سفید مہرو زنبیل سے نکالا دروازے کو کھول کے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران　　　ڈرے کیسے کانپتا ہی جہان
سرا تیز رفتار ہو گرت قدم　　　صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوبارہ جہانگرد طرار ہون　　　جہانگیر عالم کا عیار ہون

تراشندہ ریش کفار ہون　　　زمانہ کا مکار و غدار ہون
اڑا دون جو کچھ بھی ہے پیش کو　　　زمانے مری گرد پاپوش کو

عمرو نے تخت جو بلند کیا اور جادوگرون نے دیکھا

کہ خداوند بیہوش پڑے ہین عمرو تنا ہوا سمجھا ہی دو گرگ زنبیل سے نکالے دو سونٹے لیے ہوے سر پہ ہفت پیکر
کے کھڑے ہین کہ سر پاسے تو سونٹا مارین جادوگر جھٹ جھٹ تخت سے لپٹنے لگے جو تخت کے قریب پہونچا
اور تخت پہ ہاتھ رکھا کسی اُٹھا کے صدمے مارا بارگاہ دوانیالی مین لپٹ گیا اسی طرح سیکڑوں ساحر طناب مین
لپٹے ہوے ہین عمرو اُنکے سر کاٹ کاٹ کے پھینک رہا ہی کل مرومان کوہ زبرجدی نے دیکھا کہ عمرو
قدرت کو لیے جاتا ہی محبت مین اپنے خداوند کی دوکاندار اُٹھ کھڑے ہوے عمر کرکے جب قریب تخت
پہونچتے ہین طناب مین لپٹجاتے ہین گرگو نکا سونٹا الگ چل رہا ہی کوئی بھائی کا نام لیکر پکارتا ہی کوئی
کہتا ہی میرا فرزند گرفتار ہوا عورتین شوہر کا نام لیکر پکار رہی ہین کوئی پکارتا ہی یا خداوند یہ کیا تقدیر کی
آپ بندے کے ہاتھ سے گرفتار ہوے ایسے مجبور و ناچار ہوے آپ تو ہیاں بیٹھے بیٹھے تقدیر کرتے تھے
سیکڑوں کوس کا حال بتاتے تھے عمرو آپکے پاس آیا آپ کو نہ سوجھا ہمنے آپکا مذہب اختیار کیا تھا اب کیا
کرین کہاں آپکو ڈھونڈھین صدہا زیر تخت دوڑے جاتے ہین کوئی نام لیکر پکارتا ہی کوئی زیر تخت دوڑا
جاتا ہی تمام کوہ زبرجدی والے آگاہ ہوے کہ قدرت آج گرفتار ہو گئے عمرو کس تدبیر سے آیا
اور کیونکر کوٹھری مین گھس گیا قدرت تصویر مین رہتے تھے آج کیونکر باہر نکلے کیا عمرو نے دم دیا کہ باہر
نکل آئے عمرو نے یون گرفتار کیا سارے پہاڑ پہ بلند رہا زیر کوہ بھی ہنگامہ ہی عمرو لیکر نکل گیا لشکر رستم
مین پہونچا تمام جادوگرنیان مثل سنبل ہفت گیسو و ہفت رنگ وغیرہ دیکھنے لگین کہ قدرت تخت پر
بیہوش پڑے ہین دو گرگے سونٹے لیے سر پہ کھڑے ہین اور سیکڑوں جادوگر طناب مین لپٹے ہین عمرو بارگاہ
رستم مین آیا کہا ای نور نظر میرا روپیہ بہت سا صرف ہوا مگر مین اِسکو پکڑ لایا سب جادوگرنیان خواجہ کی
تعریفین کر رہی ہین خواجہ کہتے ہین روپے سے کام نکلتا ہی لاکھون روپے صرف کیے تب مین اُس تک
پہونچا خزانہ کھلوا دیجیے اب رحمت فرمایئے رستم نے کہا ای عمر نامداریہان جو کچھ ہی حق غازیون کا ہی خواجہ نے
کہا غازی تھان پہ پہنا یا کرتے ہین بمشکل رستم نے دس توڑے منگوا کر دیے خواجہ نے اُنکو غنیمت جانا اور
سمجھے کہ یہ فرزند مجاور خانہ کعبہ ہی جو ملا اِسکو غنیمت جانو ہفت پیکر کو ستون سے باندھا اُسوقت سب
جادوگرنیان اسباب سحر لیکر گرد کھڑی ہوئین خواجہ نے اُسکو ہوشیار کیا آنکھ جو ہفت پیکر کی کھلی
دیکھا گرد صدہا جادوگرنیان کھڑی ہین آفتاب فلک سیر تیغ لیے سر پہ کھڑا ہی کہ رہا ہی کہ او ہفت پیکر
تو نے قدرت خدا کو دیکھا کہ تجھکو فلک نے کیسا ذلیل کرایا گرفتار ہو کر دربار طلسم کشا مین آیا بہتر ہی

ہے کہ جو ہی یکتائی ہے بانداز پیدا کرنے والے کو سجدہ کر رستم نے بھی یہی سمجھایا سنبل وغیرہ بھی یہی کر رہی ہین
اُسوقت ہفت پیکر نے اِن پر آنکھین لگا لین بمشکل زبان کو جنبش دی پکار کر آواز دی ای نگہبان خداوند
اسوقت کہان ہو یہ جو ہفت پیکر نے کہا ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ تمام بارگاہ مین اندھیرا ہو گیا آفتاب کے منھ پر
ایک طمانچہ پڑا سب جادوگریان گرین اور گر کر بیہوش ہوئین سوائے رستم کے سب کے منھ پر طمانچے پڑے کسی کو
معلوم ہوا کسی نے دھکا دیا اور گر کر بیہوش ہوا خواجہ کی کمر مین ایک پنجہ پڑا اور ایک آواز ہیبتناک آئی باشید
ای مسلمانان اب تمکو یہ حوصلہ ہوا کہ قدرت کے ساتھ بے ادبی کی سوائے رستم کے کہ تینون تحفے انکے جسم پر
آراستہ تھے یہ تو ہوشیار رہے اور باقی سب بیہوش ہو گئے مع ستون بارگاہ کوئی ہفت پیکر کو اُٹھا لے گیا سمک
و برق جب ہوشیار ہوے دیکھا ایک آندھی سیاہ چلی جاتی ہوئی اُس مین ہفت پیکر اور ایک ساحرہ سیہ فام
ہفت پیکر کو لیے جاتی ہے اور اُسکے نفس سے آندھی چل رہی ہے پیچھے اُسی آندھی کے برق بھی دوڑا ہوا جاتا ہے
کہ ذکر اسکا وقت پر تحریر ہو گا برق جاتا ہے لیکن بعد نکلجانے ہفت پیکر کے رستم نے سب ساحرونکو تیغہ
ہفت جوہر کا عکس ڈال کے ہوشیار کیا جو اُٹھا افسوس کرتا ہوا اُٹھا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ حضور نے
اختیارات ہفت پیکر دیکھے زبان مین سوزن تھی اسیر بے اختیار ہوا خود دم نہین کر سکا آفتاب نے کہا
ایک ساحرہ موسومہ بہ اکلیل جادو اسپر عاشق ہے اسی کی وجہ سے سایا اسکا عظم وشان ہے وہی لے
گئی اگر مناسب ہو تو اب حضور بھی اُس سے ہاتھ اُٹھائین رستم نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا یارو اگر
اسی وجہ مین قضا ہے تو بسم اللہ اپنا دل یہ کہتا ہے کہ اس طلسم کو توڑینگے ہفت پیکر کو زندہ نہ چھوڑینگے یا
اپنی جان دینگے بقول شاعر شعر یا تن رسد بجانان یا جان زتن برآید ٭ دست از طلب ندارم تا کار من
برآید ٭ علاوہ اسکے خواجہ گرفتار ہوے مین قبلہ وکعبہ کو کیا منھ دکھاؤنگا زمانہ کہیگا تمھارے واسطے خواجہ
گئے انکو تم پھنسا کر چلے آئے خواجہ کی تو رہائی ہو آفتاب نے کہا مین جاتا ہون یا خواجہ کو لاؤنگا یا
جان دونگا یہ کہکر آفتاب فلک سیر اور ہفت رنگ دونون اُسی وقت اُلٹے روانہ ہوے خواجہ کی
جو آنکھ کھلی دیکھا ایک صحرا مین ایک قصر بنا ہوا ہے اس مین تخت بچھا ہے ایک ساحرہ کالی اسکی صورت ہے
گویا کالی مورت تخت پر بیٹھی اور ہفت پیکر تاج سر پہ دھرے دو زانو پہلو مین اُس ساحرہ کے بیٹھا ہے اُس ساحرہ نے
پانچ کوڑے ہفت پیکر کو مارے کہ ہفت پیکر بلک گیا توبہ توبہ کرنے لگا کہتا تھا ای محسن وای
جلن جہان تو نے مجکو اس مرتبۂ اعلیٰ پر پہونچایا آج بڑا کار نمایان کیا مجکو دربار مسلمانان سے

سے آئی اب ایسی مدد کر کہ لبوہ مسلمانان ہیرا اور پسے موقوف ہو پسر حمزہ کو قتل کرون میری خدائی کا زور روشن ہوا
ظاہر ہو اُس ساحرہ نے کہا او بیحیا مین نے تجکو ہمیشہ سمجھایا کہ مسلمانون سے بگڑی نہ الجھانا تو نے انھین سے
مقابلہ شروع کیا یہ ساربان زادہ جو بیٹھا ہے اسکے رگ و ریشہ مین مکر ہو اگر تو نے اسکو قتل کیا تو مدعا سے دلی
حاصل ہوا ورنہ یہی تیرا رنگ خدائی شائیگا کوہ زبرجدی پر اب تیرا جانا بالکل بکار ہو سب نے تجکو اس خرابی
سے دیکھا اب وہ کیونکر تجکو سجدہ کرینگے یہ کہکے طرف خواجہ کے پلٹی کہا او ساربان زادے تو نے میرے معشوق
سے یہ کیا حرکت کی ہی شرط کہ تجکو چیر پھاڑ کھا جاؤن یا ایسی جگہ پہ قید کرون کہ تڑپ تڑپ کر مرے وہان سے
نکل نہ سکے یہ کہکے خواجہ کی کمر مین پنجہ دیا اور لے اڑی وہی تندی سیاہ لیکر چلی خواجہ راہ مین منتین کرتے ہین
ای ملکۂ عالم مجھپر رحم کیجیے مین ایک غلام ہون ہمیشہ خدمتگاری کرونگا مین نے کوئی کام نہین کیا اگر تجکو آپ
چھوڑ دیجیے تو ایک دن مین رستم کو قتل کرون اور حمزہ کو پکڑ لاؤن ایک دن مین سب کا خاتمہ کرا دونگا آپ نے
سے اُس ساحرہ نے خواجہ کو پھینکا خواجہ بیتاب ہوئے خیال مین تھا کہ اب جو زمین پر گرونگا ہڈیان چور ہو جائینگی
دعائین مانگتے ہوے طرف زمین کے چلتے ہین کہ ایک پنجہ کمر مین پڑا اس زور سے ہلہ دیا کہ خواجہ بیہوش
ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھلی دیکھا ایک کانٹون کا جنگل ہے بوندے گرد کے اٹھ رہے ہین کانٹون کے
درخت بڑے بڑے کانٹے گویا انگلیان اٹھاتے ہین کہ خواجہ کو قتل کرو خواجہ اُن کانٹون کو دیکھکر کانپ
رہے ہین اس ساحرہ نے عمرو کے کپڑے اتار لیے برہنہ خواجہ کو اُس جنگل مین چھوڑ دیا اور آپ اُسی شکل مین
غائب ہوئی خواجہ حیران ہین کہ کس بلا مین پھنسا اُس صحرائے ہول خیز مین مارے مارے پھرتے ہین کوئی
حال پوچھنے والا نہین برق جو پیچھے پیچھے تھا ایک پہاڑ پہ چڑھ کے دیکھا کہ استاد جنگل مین برہنہ دوڑتے
پھرتے ہین برق پہاڑ سے اترا ایک ساحرہ کی شکل بنکر تیار ہوا ایک دائرہ ہاتھ مین لیکر اُسی کانٹون کے جنگل
مین زیر درخت بیٹھا دائرہ بجانے لگا یہ اشعار عاشقانہ اسی درخت کے نیچے بیٹھکر گانے لگا **نظم**

کیا لگا دست دلارام سے ہاتھ	دل گیا ہاتھ سے اور کام سے ہاتھ	کسکے ہاتھوں سے لگا تھا کہ جدا
نہین ہوتا دل ناکام سے ہاتھ	پختہ مغزان جنون سے ہون مین	کیون اٹھاؤن طمع خام سے ہاتھ
ہاتھ دیتے تو مین اب ہاتھ مین پھر	کان پر رکھے گا بھر نام سے ہاتھ	دھوکے شبنم سے نہو کا ہر رنگ
مہر کا دست گل اندام سے ہاتھ	ہائے پہنچے نہین اُس بازون تلک	ایک دن گردش ایام سے ہاتھ
کیا کہون آہ بقول **مومن**	دل گیا ہاتھ سے اور کام سے ہاتھ	اس رنگ مین بیٹھکر یہ غزل گائی کہ

دیکھا نخل شق ہوئی ایک ساحرہ پکارتی ہوئی نکلی تم خارستان جادو وارے گانے والی تجھکو کیا سامری وجمشید نے بھیجا ہی یا ہفت پیکر نے تو یہان کس خیال سے آئی برق نے کچھ جواب نہ دیا وہ ساحرہ قریب آ بیٹھی جب برق خاموش ہوا کہا ارے تو یہان کب آئی برق نے کانپ کے کہا میرے شوہر کو عیاران اسلام نے مار ڈالا مین ملک بلک کے روتی تھی ایک رات کو سامری و سامرن خواب مین آئے سامرن نے کہا اے سامری اسکا رونا ہمسے نہین دیکھا جاتا اسکو کوئی کمال دو کر اُس حیلے سے کلا کھاے سامری نے میرے گلے پر ہاتھ رکھدیا کہا تجھکو کمال علم موسیقی دیا اب صحراے خارستان مین جا وہان ہماری بندی خاص الخاص رہتی ہی وہ ضرور تجھکو سرفراز کریگی تیری قدر بھی کریگی اب جو میری آنکھ کھلی اپنے کو مین نے اس مقام پر پایا آپہی کا خارستان نام ہی ساحرہ نے کہا ہان برق قدمونسے لپٹ گیا کہا اے ملکہ عالم جہان خداوند ہفت پیکر رہتے ہین کوہ زبرجدی اُسکا نام ہی مجکو وہان پہونچا دیجیے تو مین قدرت سے ملون خارستان نے کہا اے دائرہ نواز آج تجھکو اپنے باغ مین لیچلو نگی کنیزون کو گانا سنواؤنگی یہ کہکے خارستان نے ہاتھ برق کا تھاما اور لیچلی ایک آواز دی ارے کوئی حاضر ہی گوشۂ صحرا سے چند کنیزین حاضر ہوئین اُن سے خارستان نے کہا چلکر باغ مین جلسہ جماؤ اسباب عیش مہیا کرو کنیزین باغ مین پہونچین خارستان مسند پر آکے بیٹھی برق کو سامنے جگہ دی برق نے کہا کیون ملکۂ عالم یہ تنگا نچا کون شخص ہی جو جنگل مین مارا مارا پھرتا ہی ساحرہ نے کہا یہ ملکہ اکلیل شعبدہ باز کا گنہگار ہی یہان حکم ہوا ہی کہ اسکو قید کرو مگر ایسے صدمے دو کہ تڑپ تڑپ کے جان دے مین نے اسکو ننگا کرکے جنگل مین چھوڑ دیا اسقدر پسینہ آئیگا کہ دل اسکا تھرآئیگا جون جون پسینہ آئیگا دون دون ہڈیان پگھلتی جائینگی بائیس دن مین پانی ہوکر بہ جائیگا پھر کبھی کوئی بھی مسلمان خداوند ہفت پیکر سے دعوی سرکشی نہ کریگا برق نے کہا کیا مجال برق نے دائرہ درست کیا آنکھین ملا کر ہاتھون سے تہا تہا کر ٹھمریان غزلین گانا شروع کین مگر دیکھتا ہی کہ کنیزین جو کنگنا بیٹھی ہین زمین پل رہی ہی درختون پر طائرون نے آشیانون سے سر نکال دیے گانا سنکر رو رہے ہین کوئی طائر پرون سے سر پیٹتا ہی برق ہر مرتبہ جب تان مارتا ہی خارستان پھڑک جاتی ہی موتیون کا مالا نکال کر دیتی ہی یہ سلام کرکے پہن لیتا ہی ایک چمن کی جانب ایک آہو پیدا ہوا پاس خارستان کے آیا مُنہ کھول کر کچھ خارستان سے بیان کیا خارستان سمجھی وہ آہو کچھ اُسکے کان مین کہکر غائب ہوگیا اُسکا غائب ہونا کہ خارستان نے کہا ارے تو صاف صاف نام نہین بتاتی تو کوئی عیار مکار ہے یہ کہکر ہاتھ اُٹھایا کہ سحر کرے برق کے قریب ایک

کنیز جو بیٹھی تھی اُسکو خنجر مار کے بھاگا اور اپنے نام کا نعرہ کرتا گیا نعرہ برق ہون لقب ہی مرا برق خنجر گذار

کہ استاد ہیں خواجہ نامدار — تڑپنے میں ہیں برق رفتار ہون — کہے کون مکار و غدار ہون

کرون سیکڑون کوس کی پل میں — ارسطو سے ذی علم شاگرد ہی — در مکر پر میرا پہرا رہا

تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا — ہر اک پر قدم شرق ہی مغرب ہی — چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

خارستان پیچھے دوڑی برق بھاگ کر ایک غار مین چھپا کمندین لگا دین خارستان ڈھونڈھتی ہوئی جو اُس
مقام پر پہونچی دل دھڑکا خارستان رکی برق نے جھٹکا مارا کمند مین پھنسی برق تڑپ کر نکلا ایک حباب مارا
دیکھا خارستان بیہوش ہوئی اب دیکھا کہ خواجہ سامنے سے آتے ہین برق نے تڑپ کر خنجر مارا کہ سر خارستان
کا کٹ گیا خواجہ نے دوڑ کر برق کو گلے سے لگا لیا کہا ای فرزند مین اپنے ہوش مین نہ تھا اس جنگل مین
تین دن گذرے تین دن مین دبلا ہو گیا استخوان گھل گئے دو تین دن مین پانی ہو کر بہجاتا یہ کہکے اُسکے
کپڑے اتار لیے خواجہ و برق ایک جانب بھاگے پشت سے آواز آئی ہی ارے خارستان کو مارے
ہوے جاتے ہین انکو لینا جانے نہ پائین کہ برق نے دیکھا ایک طرف سے گرد اڑی وہی آہو جو
خارستان کے پاس آیا تھا کر چکا لین بھرتا ہوا آتا ہی شکل انسان کے پکارتا ہوا ای عمرو و برق کہان
جاتے ہو عمرو جھپٹ کر قریب پہونچا دونون ہاتھ ہلا دیے خو پیا ہو کے حباب پڑے بیہوش ہوگے کہ برق
خنجر مارا آہو کا سر کٹا شعلے بلند ہوے برق نے کہا اُستاد بھاگیے کوئی بلا نازل ہوا چاہتی ہی عمرو و برق
بھاگے شعلہ ہاے آتش دوڑے ہوے آتے ہین اُن شعلون سے آواز آتی ہی ای عمرو و برق خارستان
و آہوان کو مار کر کہان جاتے ہو خواجہ تو آگے نکل گئے برق پیچھے رہگیا ایک شعلہ اُسپر گرا ایک پنجہ
اُٹھا کر لے گیا برق نے آواز دی اُستاد غلام کو بچائیے خواجہ کلیم اور دوڑ کر پیچھے اُس شعلے کے چلے وہ
شعلہ جا کر ایک باغ مین اترا خواجہ پشت باغ پر آئے کمند مار کر دیوار پر آئے دیکھا برق بندھا ہوا
بیٹھا ہی مسند پر ایک شعلہ چمک رہا ہی اُس سے آواز آتی ہی او برق تیرا اُستاد کہان گیا کہ اُسنے میرے
سامنے آہوان کو مارا اُسکا پتہ بتا دے تجھکو رہا کردون برق منتین کر رہا ہی کہ حضور مجھے رہا کر دیجئے
مین خواجہ عمرو کو پکڑ لاؤن شعلے سے آواز آتی ہی تو بھاگ جائیگا برق کہتا ہی آپ ایسا قدر دان
مجھکو کہان ملیگا آپکو چھوڑ کر کہان جاؤنگا وہ شعلہ تھرایا اُسکے اندر سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی
نعرے کرتی ہوئی چاہا پنجہ کھینچکر مارے کہ سر اسکا کاٹون کہ خواجہ بشکل ساحر دیوار سے کودے آواز دیتے آئے

ارے خبردار اسکو قتل نہ کرنا یہ جادا مقبول بارگاہ ہی اسوقت اسکا حال تباہ دیکھکے قریب اسکے کہا یہ کاغذ
لیجے کاغذ ہاتھ مین دیا سرنامے پر اسکے مہر ہفت پیکر کی پائی وہ ساحرہ کاغذ پڑھنے لگی خواجہ نے
حلقے کمند کے مارے جھٹکا مارا حباب ماردیا گرتے گرتے خنجر مارا کہ اس ساحرہ کا شکم چاک قصہ پاک برق
سے کہا بھاگ ایک طرف برق بھاگا خواجہ بھی جھپٹے باغ مین غل ہوا ارے عیار جاتے ہین لینا شعلہ بار کو
مارے جاتے ہین پلٹ کے عمرو و برق نہین دیکھتے باغ سے نکل گئے اب صحرا ہمدہ ملا اُس صحرا کو
طے کرکے ہوئے چلے کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ لشکر طلسم کشا چلا آتا ہی خواجہ و برق
جو آفتاب نے دیکھا دوڑ کر خواجہ سے ملاقات کی کہا خواجہ اُس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر رہائی پائی
خواجہ نے کہا مجھکو صحرائے خارستان مین قید کیا تھا وہان برق پہونچا خارستان کو مارا مین نے
آہوان کو مارا پھر شعلہ بار جادو برق کو پکڑنے گئی اُسکو بھی جاکر مین نے مارا آفتاب نے کہا ہم لوگ
ہفت رنگ ہی کی تلاش مین نکلے تھے تم آپکو بخیر و عافیت پایا اب صحرائے بادانگیز مین چلتے ہین یا جاکر
بادانگیز کو مارا یا قتل ہوئے یہ ذکر تھا کہ رستم بھی آکر پہونچے عمرو نے رستم کا دامن تھاما کہا ای رستم
مجھکو گرفتار کرکے ساحرہ لے گئی میری کمر مین ڈبے جواہرات کے تھے وہ گر گئے اب مجھکو خزانے سے دلوایئے
رستم نے کہا میرے پاس ایسے دینے کو نہین ہی خواجہ نے کہا مین اپنی جان دونگا ورنہ قرضدار مجھکو
گرفتار کرینگے اس ذلت سے جان دینا بہتر ہی اتنا لشکر تمھارے ساتھ ہی اگر ایک ایک پیسہ دین تو
ہزار ہا روپے ہو جائین زبان نہین ہلاتے ہمارا افلاس بڑھتا جاتا ہی یہ کہکے خواجہ نے چادر بچھادی
پکار کر آواز دی ہان بھائیو سخی داتا جسکو جو دینا ہو وہ دیوے انگوٹھی چھلے پیسے دوانیان چوانیان
سب نے دینا شروع کین افسرون نے پانچ پانچ سو روپے منگوا کر دے خواجہ نے مبلغ خطیر جمع کیا اب
لشکر رستم صلح کرکے طرف صحرائے بادانگیز کے بکر و فر فریدونی و حشمت جمشیدی روانہ ہوا مگر خواجہ
برق نے آفتاب فلک سیر سے پتہ و نشان صحرائے بادانگیز کا پوچھا آگے خواجہ و برق روانہ
ہوئے بعد جانے عمرو و برق کے فرداً فرداً امرا بیان رستم نے اسباب سحر جسم پر آراستہ کیے اور تیغ
اپنے اپنے قاعدے سے چلے اُن سب کے بعد رستم سوار ہوئے سہک ہمراہ رکاب ہی دو کوس لشکر
رستم چلا تھا ایک بلندی پر رستم کھڑے ہین اپنے لشکر کی روداد دیکھ رہے ہین طبلہائے
زرنگاری بجتے ہوئے آئے حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم ہی لشکر کی روداد کی دھوم

کر دیکھا صحرا سے گرد بلند ہوئی سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان دیو خصال کرگدن مست پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار فوج گویا دریا کی موج سامنے لشکر اسلام کے کھڑے ہو چلا پکار کر آواز دی رستم ٹھہر جاؤ جس صحرا کو جاتے ہو اسی صحرا سے آتا ہوں صحرائے باد انگیز جا بیکا مقصد ہی باد انگیز کرگدن سوار میرا نام ہی اہل اسلام کو قتل کرنا میرا کام ہی کیا مجال کہ میری سرحد مین مسلمان قدم رکھین قدرت کا حکم میرے نام آیا کہ راہ مین جا کے طلسم کشا کو روک لے اگر اپنی جان بچی منظور ہی تو پلٹ جاؤ جواب مین رستم نے جواب دیا ہم ایک شیر بیشہ جرأت ہین اور نہنگ دریائے ہمت ہین انشاءاللہ صحرائے باد انگیز مین پہونچینگے باد انگیز جادو کی فکر ہو جائیگی یہ کہکے رستم نے گھوڑا روکا سارا لشکر رک گیا باد انگیز کرگدن مست پر سوار جرأت و جلالت رستم دیکھکر بہت نادم ہوا کہ قدرت نے مجھے کس دلیر پر بھیجا ہی ایسے ایسے ساحر اسکے ساتھ ہین یہ کیونکر قبضے مین آئے طلسم کشا نے سردار کیونکر پائے یہ ناز نینان مہ جبین طلسم کشا پر عاشق ہین کیسی طلسم کشا سے موافق ہین کہتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا عیار اسکا ہمارے دوندہ بھی آگر بیٹھا باد انگیز کرگدن سوار نے اس عیار سے کہا ای ہمارے دوندہ جس وقت سے لشکر طلسم کشا فرود آئی اترا میری نگاہ جمال جمیل سنبل پر پڑی تیر مژگان نے دل کو مشبک کیا ہلال ابرو کی تلوار کلیجے پر چل گئی عجب میری کیفیت ہی نظم

کام کرتی رہی وہ چشم فسون ساز اپنا
لب جان بخش دکھایا کیے اعجاز اپنا

سرو گر جا ملینگے گل خاک مین مل جائینگے
پا نون رکھے تو چمن مین وہ سرافراز اپنا

خندہ زن مین کبھی گریان مین کبھی نالان ہین
ناز خوبان سے ہوا ہی عجب انداز اپنا

یہی اللہ سے خواہش ہی ہماری ای بت
گور بد مین ہو ترا اگنک ہو غماز اپنا

سوزش دل سے زبان کو نہ ہوئی آگاہی
آہ کیا منہ سے نہ نکلے نہ کھلا راز اپنا

خون ہوتا ہی جگر زمزمہ شکر بے یار
دل دکھاتی ہی مغنی تری آواز اپنا

نہ سنی یار نے اک بات سخن سازونکی
لٹگئے ملکول کے منہ مفسدہ پرداز اپنا

پر کترنے سے تو صیاد چھری ہی پھیرے
قصہ کوتاہ کرے جسم ثبہ پرواز اپنا

برہمن کھولے ہی کا بتکدہ کا دروازہ
بند رہنے کا نہین کار خدا ساز اپنا

یاد آتی ہین ادائین جو تری ای محبوب
بھول جاتے ہین حسینان جہان ناز اپنا

مرغ دل صیدگہ عشق ہوا ہی دیکھین	طعمہ کرتا ہی اِسے کونسا شہباز اپنا
روٹھکر ملنے جو جاتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ	کل خفا تم تھے مزاج آج ہی ناساز اپنا
خبر اوّل و آخر نہین مطلق آتش	نہ تو انجام ہی معلوم نہ آغاز اپنا

یہ اشعار جو سامنے عیار کے رو رو کے پڑھے عیار نے کہا حضور نہ گھبرایئے مین رات کو گرفتار کر لاؤنگا یہ
کہکے با انہماک عیاری اُسی وقت جسم پر آراستہ کئے اور طرف لشکر طلسم کشا کے چلا ایک بڑھیا کی شکل بنکر
رستم کے لشکر مین آیا دریافت ہوا پہلوے لشکر مین بارگاہ سنبل ہفت گیسو استادہ ہی گرد کنیزین چلتو زن
دروازے پر محلدار پیرزن دیکھکر اِسنے مقام تاکا جب کنیزین کسی کام کو نکلین ایک کنیز کو اشارے
سے الگ بلایا جب نخل کی آڑ مین کنیز آئی حباب مار کر بیہوش کیا اُس کنیز کی شکل بنکر ملکہ سنبل کی
بارگاہ مین آیا دیکھا ملکہ سنبل ہفت گیسو انتظام مین جنگ کے مصروف ہین - ہمارے دونذہ
نے دن بھر تامل کیا شب کو جب ملکہ سونے مسہری پر آیا تین کنیزین اور تھین جو تھا یہ جب رات
زیادہ جا چکی تب اِسنے تینون کنیزون کو گلوریان کھلا کے بیہوش کیا اور ملکہ کا پشتارہ باندھ لیا اور لیکر
بھاگا بہتر سمک پڑا سو رہا تھا کہ اِسنے خواب مین دیکھا ایک سگ سیاہ سنبل پر حملہ کر رہا ہی سمک
گھبرا کے اُٹھا دوڑا ہوا بارگاہ سنبل ہفت گیسو مین گیا نگہبانون سے پوچھا نگہبانون نے کہا خیر و عافیت ہی
اندر بارگاہ کے جو گیا دیکھا روشنی گل ہی تین کنیزین بیہوش پڑی ہین ملکہ سنبل اپنے پلنگ پر ندارد
سمک نے ایک چیخ ماری قریب ہی بارگاہ ملکہ ہفت رنگ تھی صدا سمک کی سنکر دوڑین دیکھا
سمک پیٹ رہا ہی نگہبانون پر غصہ کر رہا ہی لوگون نے کہا باد انگیز پہلوان کا عیار ہی کہ ہمارے
دونذہ اسکا نام ہی وہی لیگیا دن کو بازارون مین بصورت مبدل پھر رہا تھا یہ سنکر سمک
چلا ملکہ ہفت رنگ کے پاس اور بھی شاہزادیان آئین مثل ملکہ لالہ عذار وغیرہ کے ہر ایک کا یہی
قول تھا ای بہتر والا گہر تم نہ جاؤ ہم جاکر بارگاہ مین اُسکی آگ لگائے دیتے ہین اور ملکہ کو لائے ہین
سمک نے کہا آپ لوگ تامل کرین سب جادوگرنیون رو کا مگر لالہ عذار نہ رکین چمک کر بلند ہوئین طرف
بارگاہ پہلوان کے چلین مگر اول اول سمک بن عمرو ایک ساحر کی شکل بنکر لشکر مین باد انگیز کے
آیا جا بجا پھرنے لگا یہان صبح کو باد انگیز اُسدن سو اور رات بھر فراق مین ملکہ سنبل کے تڑپا کی
صبح کو آنسو بھرے ہوئے بارگاہ مین آ کر بیٹھا کہ عیار ملکہ کو لیکر آیا پشتارہ اِسنے سامنے لا کے ڈال دیا

سمک بشکل ساحر اندر گیا عیار سے کہا کہ ہوشیار کرو عیار نے عرض کی کہ حضور سنبل ہفت گیسو اسکا لقب ہے ساحرہ بلا مین نازل کرو گی جان بچانا مشکل پڑیگا اسنے کہا آخر کیونکر ہوشیار کرین اب عیار بھی حیران ہے کہ کیا کرین بعض کہتے ہین عیار سچ کہتا ہے ہوشیار ہوتے ہی بگڑ جائینگی جان پر آپکی آفت لائینگی آخر کو سمک نے بڑھکے عرض کی غلام ایک تدبیر بتاتا ہے ساحر کو جب قید کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ سحر سے مجبور کرین تو زبان مین سوزن دیتے ہین تب ہوشیار کرتے ہین اگر حکم ہو تو مین ہوشیار کرون ناچار شب تو ہو ہی رہی تھی آخر سمک سے کہا سمک قریب پشتا ہے کے گیا جھجک کر اسنے ظاہر مین سب کے سوزن دی باطن مین صاف رکھا ملکہ کے کان مین کہا آپ گرفتار ہوے کاہے ہین سنبھل کر اٹھیے مین ہون سمک رستم بیقرار ہو رہے ہین یہ کہکر اسے ہوشیار کیا ملکہ نے جو کہ انکھین اٹھتے اٹھتے ایک گیسو کو ہلا دیا معلوم ہوا کہ ناگہن لسرا ہی ہے بارگاہ مین اندھیرا ہوا آواز دی منم سنبل ہفت گیسو اوپچا مجھکو دیوانہ کرکے مارتی مگر دعا ہے رستم کو کہ انکی حافظت ہے کہ کوئی جو سحر نہ کر دے مجھکو بھی یہ دن نصیب ہوا یہ حوصلہ پیدا کیا کہ ہمارا نام ساحرہ بے ادبی سے لیتا ہے یہ کہکے آن ہچہ کا کلون کو جو ہلایا صاف ظاہر تھا چار سیاہ ولو کے قلب کافرون کے تھرا گئے سمک کو گرفتار کرنے چلے باد انگیز کرگدن سوار نے کہا ہان اس ڈبلے ساحر کو مار لو پانچ ہزار غیر ساحر طرف سمک کے چلے سنبل نے کہا مگر کوئی پریشانی واسطے سمک کے ہوئی تو رستم کو کیا منہ دکھاؤنگی آخر نگاہ سحر ڈالی وہ پانچ ہزار یار تو سمک کو پکڑنے چلے تھے یا انکا پڑتے ہی جھومنے لگے اور جھوم جھوم کر بہ ذوق تمام یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے

نظم

پامال کیجیے انھین رفتار ناز کا
لیتا قلم سے کام ہون مین نیزہ باز کا
اللہ رے صفا بیان حدیث دوستان
اڑتا ہے رنگ چہرۂ نیرنگ ساز کا
ظاہر ہے گرمجوشی پروانہ کا اثر
سنتوں کو تیرے ہوش کہان امتیاز کا
آنکھین ہین بیقرار مین لبریز اشک سرخ

طاؤس و کبک رکھتے ہین دعوی نیاز کا
ساقی سماے آنکھین ہزارون خم شراب
دم بند ہے فصاحت اہل حجاز کا
کیونکر وفا نہین نہ کہے بے نیاز جان
روشن ہے حال شمع کے سوز و گداز کا
ہر جا ہے حسن معنی بصورت آشکار
سوز جگر کو شغل ہے دل کے گداز کا

لکھتا ہون وصف یار کے قد دراز کا
کشتی ہے کہ ظرف خدا نے جہاز کا
ہوتا ہے شعبدہ لیے تیرے آسمان سفید
اغیار سے بھی حوصلہ عالی ہے ناز کا
ساقی زلال ہے ذرہ ہر تحقیق ہو وہ دو
جلوے حقیقتی اٹھے چہرہ مجاز کا
ہر جہت کہ جلوہ کا رہتا ہون منتظر

مشتاق ہیں امام کے پیچھے نماز کا
سودائے عشق میں نہ رہی شان خواجگی
دھبا مٹے زمین سے نشیب و فراز کا
حسن و جمال نور جو اسلام کا دکھائے
دھوون پیے جو یار کی زلف دراز کا
نیرنگ حسن و عشق کی اللہ رے بہار
یا طفل کھیل کھیلینگے افشائے راز کا
چھپکر کیا ہی قتل مجھے تیغ یار نے
پیر مغان کا حکم ہی آئین جواز کا

ہجران یار میں تن خاکی سے تنگ ہیں
محمود بندہ ہو گیا حسن ایاز کا
ساحل سمجھتے ہیں تہ دریائے عشق کو
دیوانہ پری ہو مقید نماز کا
اللہ کے فقیر کا دل کیوں نہ ہو سخی
بیکار کوئی فعل نہیں کارساز کا
بیمار عشق کے لیے ممکن نہیں شفا
کشتہ ہے دل مرا شرف امتیاز کا
آتش جگہ نہ دل میں ہوا و ہوس کی ہو

اندیشہ مرغ روح کو چنگل ہی باز کا
پتلا ہے خاک کے یہ لہو بھر چکیں کہیں
طوفان ناخدا ہی ہمارے جہاز کا
عمر خضر سے اسکی زیادہ ہو زندگی
قبلہ ہے جیسے خسرو مسکین نواز کا
عشق بلند ہووے کا جنکو نے اشکار
پرہیز سے مقام ہے یہ احتراز کا
مجھ رند کو حلال ہے کوئی حرام ہو
کم زہر سے اثر نہیں اس پر آز کا

یہ اشعار پڑھتے ہوئے سب طرف جنگل کے بھاگے سمک پر ہاتھ نہ ڈالا سمک ایک جانب بھاگا باد انگیز
کہ گردن سوار نے چاہا پیچھا کروں وہ پانچ ہزار پلٹ کے اسی کے قتل کے درپے ہوئے مگر باد انگیز
بڑا بہادر تھا تلوار کھینچکر انکو قتل کرنے لگا وہ لوگ کچھ اسکے ہاتھ سے قتل ہوئے کچھ صحرا میں آوارہ ہوئے
سر ٹکراتے پھرتے تھے اور سنبل کا نام زبان پر جاری تھا یہی باعث بیقراری تھا آخر سب یوں ہی
تباہ ہوئے سمک بھی سنبل سامنے رستم کے پہنچے رستم تو خوشیاں کرنے لگے لیکن لالہ عذار جو گئی
تھیں یہ بارگاہ پر جاکے باد انگیز کی چکیں ساماں سنبل کا نہ دیکھا سمجھیں کہ شاید سنبل کو مار ڈالا یہ
سوچکر نعرہ کیا او باد انگیز تو نے غضب کیا کہ ہماری بہن کو قتل کر ڈالا یہ کہکے کچھ پھول پھینکے پھول جو
بارگاہ میں گرے بڑے شور آئی سب تالیاں بجانے لگے کہ پہلو سے آواز آئی ای ہمشیرہ زیادہ کد و
کوشش نہ کرو میں بچکر نکل آئی لالہ عذار پشیمان دیکھا کہ سنبل پکار رہی ہیں لالہ عذار سنبل کے ساتھ
واپس ہوئیں یہاں دو گھڑی کامل سب سرداران باد انگیز اچھلے کودے تالیاں بجائیں باد انگیز نے آٹھ لکھی کو
قتل کیا کئی جوان اسکے ہاتھ سے مارے گئے تب جاکر وہ لوگ ساکت ہوئے جھنجلا کر اسنے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے
اور کہا کہ سر میدان رستم سے سمجھونگا ہرکارے جو بہ امر جاسوسی موجود تھے خبریں لیکر بھاگے خدمت
رستم میں حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا کے سب کیفیت بیان کی اور یہ بھی ظاہر کیا کہ لالہ عذار کی وجہ سے
اور چند کس وہاں مارے گئے اب اسنے غصے میں طبل جنگی بجوایا ہی ارادہ ہے کہ کل نکل کر معرکہ آرا ہو آتش فساد کو

دوبالا کرے یہ سنکر رستم نے سمک کی طرف دیکھا فرمایا کہ ای برادر ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بہ
تائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا سب اہل لشکر کو معلوم ہوا کل باد انگیز سے
سر میدان مقابلہ ہی تیاریان ہونے لگین نیزے درست ہو رہے ہین تیغے چرخ چڑھ رہے ہین کہ عقل
پیر چرخ کی چرخ مین ہی چار پہر رات تیاری رہی رستم نے بعد برخاست دربار سمک کو حکم دیا غیر ساحر
ہمارے ساتھ چلینگے سمک نے حکم پہونچایا سب شاہزادیون کو ملال ہوا شاہزادے نے ہمکو ساتھ نہ لیا
مگر آفتاب فلک سیر نے کہا مین ضرور ساتھ جاؤنگا یہ بھیجا ہوا ہفت پیکر کا آیا ہی شاید ساحر ہو تو مین فکر
رکھونگا بوقت سحر جب ماہ تابان نے مع فوج ثوابت و سیارگان ہاتھ سے شہنشاہ زرین پوش کے
شکست کھائی اور وہ تخت زبرجدی پر آکر بیٹھا فوج ضیا و شعاع ساتھ ہی تمام دنیا روشن ہوئی لیلی شب
داخل حجاب مغرب ہوئی و مجنون روز بہ صد سوز و گداز صحرا سے نجد اشتیاق مین آیا زمانہ روشن ہوا ہوا سے
سرو سے خارستان جہان مثل گلشن بہار رستم نماز پڑھ کے سوار ہوئے اوپچی بنکر آفتاب آنکر حاضر ہوا رستم
نے کہا ای آفتاب تجھے کہا تھا کہ کوئی ساحر ہمارے ساتھ نہ آئے تم کیون آئے آفتاب نے عرض کی پہلوان
بھیجا ہوا ہفت پیکر کا ہی شاید کوئی شعبدہ کرے تو غلام اُسکی فکر رکھے یہ کہکے ساتھ ہوا رستم خاموش
ہو رہے بس ساٹھ ہزار جوان سوار و پیدل غیر ساحر ہمراہ ہوئے میدان کارزار مین آکر پہونچے دیکھا
سامنے سے گرد اُڑی باد انگیز کرگدن سوار ہو کے کروفر سے مع تین لاکھ فوج کے میدان کارزار مین آکر
پہونچا صفین جمنے لگین نقیبون نے نقابت کی کرد کیت کرنا کہ لشکر ہٹے باد انگیز کرگدن سوار نے گینڈا
اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا نیزہ اپنا ہلایا فنون سپاہ گری دکھائے جب خوب عرق عرق ہوا دونون
پیرون سے یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹا مین برستی ہین طرف لشکر رستم کے رُخ کیا پکار کر آواز دی ای
فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سوائے طلسم کشا کے اور کسی کو نہین چاہتا رستم نے
گھوڑا پھیرا گھوڑے سے کودے سامنے یاقوت تاجدار کے آگئے فرمایا ای شہریار اجازت میدان یاقوت
نے تخت رکھوا دیا گرد پھر کر عرض کی خدا حضور کو سلامت رکھے کہ غلام کو تاجدار قرار دیا بسم اللہ
پروردگار حضور کو مظفر و منصور کرے رنج و الم دل سے دور کرے رستم دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوئے
سمک نے رکاب پر ہاتھ رکھا سراپا میدان کا دکھاتے ہوئے سامنے باد انگیز کے پہونچے باد انگیز کرگدن
سوار نے جاہ و جلال بے مثال اور صولت اور شوکت دیکھی دنگ ہو گیا ہاتھ اُٹھا کر سلام کیا کہا ای طلسم کشا

مین قہر خداوندی ہون میرے ہاتھ سے کوئی زندہ نہین بچتا بہتر یہ ہی کہ میری اطاعت کرو اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا رستم نے کہا ای باد انگیز تجھ ایسا پہلوان صاحب شوکت و لیاقت افسوس کا مقام یہ ہی کہ اپنے پیدا کرنیوالے کو نہ پہچانے اگر اسلام اختیار کرو تو رونق بارگاہ کرین لات و منات پہ لعنت کرو یہ سنکر باد انگیز جھنجھلایا نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین اور آفتاب بدل و جان متوجہ ہی ایک مقام پر رستم نے کاٹ کر نیزہ ہاتھ سے باد انگیز کے نکالا باد انگیز نے جھنجھلا کر ہاتھ تلوار کا مار دیا رستم نے ہاتھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا باد انگیز گینڈے سے کودا کشتی ہونے لگی رستم ریل ریل کے لیجاتے ہین باد انگیز چاہتا ہی اپنے کو زور سے رستم کے بچاؤن مگر جنگ کشتی مین رستم سے دبا ہوا لڑ رہا ہی پسینے پسینے بے اختیار پکار اٹھا یا خداوند مدد کیجئے یہ جو اسنے پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر جیسے ہی اسنے کہا آسمان پر سناٹا ملا ہوا ایک طائر ہفت رنگ درخت پر آکے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا مگر رستم سے آنکھ ملائے ہوئے پکار رہا ہی ای رستم ذی شوکت و لیاقت ذرا ہمسے آنکھ ملائیے جیسے ہی رستم نے سر اٹھایا طائر پکارنے لگا نظم

پھر محبت مین مزا آتا ہے
سیمتن کونسا ہاتھ آتا ہے
دل سے مطبوع سکان مین ہر دم
ولولہ ناک مین دم لاتا ہے
ہے غم پردہ نشین جو تا صبح
میرے ملنے کی قسم کھاتا ہے
پھر دل اک بت کو دیا مومن نے

کیون نہ کھائین ہین غم جاتا ہی
مددای کشمکش شوق کہ پھر
جی پھر اب صبر کا گھبراتا ہے
کسکی چتک سے یہ اختر شمری
پھر زبان کھولتے شرماتا ہے
پھر ہون دیوانہ بیخود کسکا
کب وہ ان باتون سے باز آتا ہے

پھر کھاتی ہی کہ کھیلی دیکھون
دل کہین کھینچے لیے جاتا ہے
عشق کی زمزمہ سنجی سے ہے
فلک آنکھین مجھے دکھلاتا ہے
کس سے پھر وعدۂ وصلت ہی کہ دل
خار تلوے مرے سہلاتا ہے

یہ جو طائر نے آواز دی رستم کا دم گم ہونے لگا بنگاہ حسرت طرف آفتاب کے دیکھا آفتاب نے نگاہ اٹھا کے طائر کو دیکھا تمسک سے کہا یہ طائر براے مدد باد انگیز آیا ہی مین اسے مارتا ہون جس وقت سے یہ آیا ہی دیکھو رستم کے زور مین کمی ہی الجھ الجھ کے لڑ رہے ہین یہ کہکے آفتاب فلک سیر نے جھولی سے کاغذ نکالا اسکو بشکل باز کاٹا اس طائر کی طرف اشارہ کرکے چھوڑ دیا دیکھا سب نے کہ باز جاکر طائر پر گرا پنجون سے پکڑ کے اسے چیر ڈالا ادھر تو آفتاب نے طائر کو مارا ادھر رستم نے باد انگیز کر گردن سوار کے دونون

سونڈھ پکڑے ریل کرکے دو ٹکڑے پندرہ قدم بڑھکر ہکہ مارا دونون گھٹنے بادانگیز کے آشنا بزمین ہوئے
بادانگیز نے چاہا لنگر قائم کرون رستم نے دونون ہاتھ ستون کیے کمر مین ہاتھ دیکر اٹھا لیا سر سے بلند کیا
زمین پر دے مارا چارون شانے چت گرا یہ کود کر چھاتی پر سوار ہوئے گندہ زانو سے دبا کے ارشاد فرمایا
حالا درشناختن پروردگار چہ میگوئی بادانگیز سوچا کہ جان کا بچانا واجب و لازم امر ہی پکار اٹھا
مین تابعدار ہون رستم نے کلمۂ طیب تعلیم فرمایا طوطے کی طرح دل مین کینہ رکھکر بادانگیز مسلمان ہوا
سوچا جسدن پنجہ قابض ہوگا اسی دن مار ڈالونگا رستم اسکو ساتھ لیکر پلٹے سمک نے عرض کی
اسکی پیشانی پر نور اسلام نہین چمکا رستم نے کہا تم بڑے عیار مکار ہو اور کوبھی مکار جانتے ہو وہ
کیون نہ مسلمان ہوتا مین نے سر میدان زیر کیا اب یہ پہلوان لشکر اسلام مین رہنے لگا لشکر والونسے
یہ اشارہ کہدیا ہے تم لوگ ٹھہرے رہو مین اسی ہفتے عشرے مین آتا ہون ایک دن اسکا طلایہ بارگاہ رستم پر
مقرر ہوا دو پہر رات گئے دربارگاہ پر آیا پردہ اٹھا کے دیکھا رستم آرام کرتے ہین چہرہ وشل آفتاب
روشن ہے پلنگ عکس چہرہ کے گلگون سے رشک گلشن ہے اگرچہ بادانگیز کو رحم آیا مگر کہتا ہے جو یہ زندہ رہیگا
تو خدائی خداوند ہفت پیکر کی مٹیگی اسکا سر کاٹ لینا بہتر ہے یہ سوچکر اسنے تلوار کھینچی ہاتھ مارا رستم کی
حیات باقی تھی آنکھ کھل گئی دیکھا ایک سیاہ پوش نے ہاتھ مارا اپنے کو پلنگ سے گرا دیا تلوار سے پٹی کٹ گئی
رستم نے نعرہ کیا اسکو لینا نعرۂ رستم سنکر بادانگیز بھاگا باہر آیا گھوڑا سواری کا موجود تھا ایڑ
مار کر مرکب پر سوار ہوا رستم جو نکلے دیکھا بادانگیز بھاگا جاتا ہے یہ نعرے کرتے ہوئے پیچھے
چلے اور ایک سوار کا گھوڑا لے لیا پٹری جو جمائی گھوڑا طرارے بھرتا ہوا چلا بادانگیز پہلے اپنے
لشکر مین آیا آواز دی یارو میرے پیچھے یہ جوان آتا ہے اسے روکو لشکر والے تیار ہوئے آگے
بادانگیز پیچھے اسکا لشکر اسکے پیچھے رستم نعرے کرتے ہوئے ہر مرتبہ آواز دیتے ہین او بیحیا اگر
آسمان پر جائیگا تو وہین آکر مارونگا مثل آہ مظلومان پہونچونگا اگر تحت الثری مین جائیگا تو مثل
قطرۂ آب جذب ہونگا اور وہین اگر تجھے قتل کرونگا بادانگیز گردن سوار بدحواس جان لیے
ہوئے بھاگا جاتا ہے نعرۂ رستم سے تھراتا ہے قضاے کار سلطان بن فستق وفجور پہلوان ملقب بہ
مغرور فیل کن اسکو فرمان ہفت پیکر پہونچا تھا کہ طلسم کشا کے مقابلے مین جاؤ تین لاکھ فوج
جنگی اپنے ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر نکلا ہے زیر کوہ تین لاکھ فوج سے فرد کش ہے اب ملحوظ خاطر رہے

رفیل کن جو لقب اُسکا ہی سبب یہ ہی کہ صبح کو اکھاڑے مین جو آتا ہی سات سے پہلوان شاگرد اسکے ہین
ایک ایک فیل تن فیل مثال دیو خصال ان سبکو زور دلاتا ہی جب ان سبکو زور دلا چکتا ہی تو کنارے پر
کھڑا ہوکے چیخین مارتا ہی کہ یا خداوند ہفت پیکر ساتھ سو شاگرد جو آپنے مجکو عطا کیے اِنسے زور میرا
نہین پورا ہوتا ہی یہ کہکے آواز دیتا ہی کہ یا خداوند میرے زور کے پورے ہونے کی تدبیر کیجیے اُسوقت
جنگل سے ایک فیل مست پیدا ہوتا ہی جھومتا ہوا سونڈ اٹھائے ہوئے آتا ہی آکے مغرور سے متوجہ
ہوتا ہی مغرور اس سے مقابلہ کرتا ہی فیل بڑے بڑے زور کرتا ہی دو گھنٹے عاجز ہو کر جہان شکست
ہوا مغرور نے گھونسہ مار دیا سر اُس فیل خود سر کا پھٹ گیا آج جسوقت مغرور نے فیل کو مارا اور
اُسکو اکھاڑے سے باہر پھکوایا درخت جو بڑے بڑے قریب تھے کسی پہ دوڑ کر ٹکر ماری کسی
درخت کا ڈالا پکڑ کر پھاڑ ڈالا درختون کو گرا رہا ہی کہ نعرہ رستم کی آواز اسکے کان مین آئی
دیکھا آگے ایک پہلوان گینڈے پر سوار بھاگا ہوا آتا ہی اور پیچھے ایک جوان آفتاب مثل خورشید
تمثال پشت مرکب پر سوار نعرۂ شیرانہ کرتا ہوا چلا آتا ہی مغرور نے پکار کے آواز دی خبردار او
جوان ٹھہر جا درندگی سے مل ڈالو نگار رستم نے آواز دی او بیجا ان درختون کے گرانے پر نہایت
مغرور ہی مقابلے مین تو مردان عالم کے آ زور بازو دکھا تو ہم جانین کہ تو کیسا دلیر ہی یہ سُنکر
مغرور نے آواز دی او گردن سوار یہ تیرا قد و قامت اور معشوق سے یہ ہیبت خبردار اب
نہ بھاگ باد انگیز نے پکار کے آواز دی مین اسکے ہاتھ سے زیر ہو چکا ہون وہی خوف میرے
دل مین بھرا ہی لیکن تیرے کہنے سے پلٹتا ہون علاوہ ازین ای مغرور فیل کن شاید تو اسیر
غالب ہو کر خداوند ہفت پیکر نے زور کوٹ کوٹ کے تجھین بھرا ہی مغرور فیل کن جھپٹ کے
بیچ مین آیا باد انگیز کو ہٹا دیا آپ روبرو رستم کے آیا کہا ای معشوق پری چہرہ میرے پاس آ میرے
پہلو مین بیٹھ کہ مین سات لاکھ فوج کا افسر ہون اب اُنپر تجھکو افسر کرونگا شراب مجکو پلایا کرنا ساقی
خوش رو تیرا نام رکھونگا رستم نے جواب دیا مین ساقی جام اجل ہون یہ سُنکر مغرور فیل کن نے
ایک چیخ ماری کہ کل فوج کو اِسکی خبر ہو گئی سب سب مسلح و مکمل ہو کے اپنے اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوے
آکے جمگئے دیکھا ایک طرف ایک پہلوان مثل شاخ نخل گینڈے پہ سوار تین لاکھ فوج اُسکی پشت پر
سب ہتھیار بند مسلح و مکمل کھڑے ہین اور اپنے افسر کو دیکھا کہ سامنے جوان خوش رو کے کھڑا ہوا غرّاے

مار رہا ہی وہ بھی اسکو للکار رہا ہی کہ مغرور نے ہاتھ بڑھایا کہ مع گھوڑے اُٹھالون رستم گھوڑے سے
کود پڑے کلائی کو مغرور کی تھام کر بہ قوت صاحبقرانی ایک جھٹکا مارا یا تو مغرور مثل الف کے
سیدھا تھا یا مثل دال کے خم ہوا رستم نے ایک گھونسہ مارا شقیقہ مغرور کا شق ہوگیا اب تو وہ لپٹ پڑا
رستم لے اور دو تین گھونسے ایسے مارے کہ مغرور چیخین مارنے لگا رستم سے اور مغرور سے کشتی ہونی
شروع ہوگئی رستم نے کولے پر لاد کر مغرور کو دے مارا کہ لٹھے کا لٹھا زمین پر گرا دمین تھرائی جست کرکے
رستم چھاتی پر سوار ہوے کہا کیون او مغرور عقل و فراست سے دور ساقی خوش رو کے ہاتھ سے اب جام
اجل پیے گا شناخت مین پروردگار عالم کی کیا کہتا ہی ہفت پیکر پر لعنت کرمین تیرے ہفت پیکر کا
قائل ہون انشاء اللہ مثل لقا کے یہ بچا بھاگا بھاگا پھریگا کہین مہلت نہ ملیگی وہ بہت دنون
خدائی کرچکا اب اسکا وقت فراق قریب ہی ہرچند رستم نے سمجھایا اس بیچارہ پر تاثیر نہ ہوئی جواب
دیا کہ لاکھ جان میری نام پہ خداوند ہفت پیکر کے نثار ہی رستم اُسکے سینے سے اُترے ایک
پانون دونون ہاتھونسے تھاما اور ایک پانون کو دونون پانون سے دبایا ایک جھٹکا مارا تین
جھکون مین چیر کر اُسکو مثل کرپاس کُہنہ کے پھینکدیا فوج والے لینا لینا کہکر دوڑے رستم پر آپڑے
ہی سبکا قول تھا کہ اس جوان نے ہکو بے افسر کردیا اسکو قتل کرو تین لاکھ یہ اور تین لاکھ باد انگیز کے
چھ لاکھ پر رستم دوڑ پڑے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے افسرون کو تاک تاک کر مارا عین گرمی
جنگ مین باد انگیز بھی تیغ چمکاکے آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو اُسکی تیغہ کیتیان پہ
کا تھا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا باد انگیز کردن سوار کے دو ٹکڑے ہوے مار کر باد انگیز کو رستم
چھ لاکھ مین مصروف جنگ ہوے مگر بہے سے فوج کے تنگ ہوے کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا آفتاب
فلک سیر سات ہزار جوانون سے آکے پہونچا رستم ہان ہان کرکے رہگئے آفتاب نے آکے
ایسے چار گولے مارے کہ فوج والے الامان کرنے لگے چھ لاکھ فوج کا جاؤ سات ہزار
جوانون سے اکھڑ گیا زمین ہلادی اب تو سب بھاگنے لگے کوئی آبرو ڈبونے کو دریا مین گرا کوئی مثل
سر اپنا پتھرون سے ٹکرانے لگا کچھ قلعے کی طرف بھاگے آفتاب فلک سیر نے بڑھ کے آواز دی
اُس طرف نہ جاؤ تمھارا مسکن دشت و بیابان ہی وقت امتحان ہی اُدھر سے لوگ پلٹے صحرا کا
رُخ کیا سب جنگل مین جاکے مخفی ہوے قلعے مین جانا ترک کیا رستم نے بڑھ کے آفتاب فلک سیر کا

پاتھ پکڑا کہا برادر تمنے ہمارے قانون کے کیون خلاف کیا کہا ای شہریار چھ سات لاکھ سے آپ اکیلے لڑ رہے تھے میرے دل کو تاب نہ رہی آخر غلام نے سحر کیا سب کو تباہ کر دیا حضور اگر دو چار دن لڑتے تو شاید یہ بچ جاتے بھاگ گئے خدا نے اپنا بڑا افضل کیا لڑائی فتح ہوئی اب قلعے مین چلیے عجب شخص آپ کے ہاتھ سے مارا گیا جسکا مثل و نظیر زور و شور مین تمامی طلسم مین نہ تھا رستم داخل قلعہ ہوئے تھوڑے ہی عرصے مین سب سردار فردا فردا آئے داخل قلعہ ہوئے اب بیان رستم نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ و برق کا حال کچھ نہ معلوم ہوا کہ اُنپر کیا گذری سمک نے عرض کی ثابت ہوتا ہی کہ صحرائے باد انگیز مین پہونچے وہ جاتے ہی ہنگامہ برپا کر دینگے اب مصنف حال خواجہ عمرو و برق کا لکھتا ہے کہ خواجہ و برق جو رستم سے جدا ہوئے کئی کوس تو ساتھ ساتھ آئے بعد اسکے ایک صحراے پر بہار مین پہونچے خواجہ نے فرمایا بھئی برق اب ہمارے ساتھ سے جاؤ ظاہر مین یہ صحراے پر بہار ہی عقل سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ مقام ساحران غداری برق نے کہا اُستاد اگر مقام ساحران ہی تو جاے امتحان ہی حضور کو ساحر ملینگے غلام بھی کام آئیگا عیاری کرکے جان لگائیگا خواجہ نے کہا آپ اللہ جانبازی کیجیے برق نے کہا اچھا غلام رخصت ہوتا ہی یہ کہکے برق تو ایک جانب کو روانہ ہوا دیکھا ایک نخل کے سایے مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی پھول کچھ اچھال رہی ہی آنکھین پھولون کی وجہ سے صحرا تمام پر بہار ہی غنچے چٹک رہے ہین پھول آنکھین اپنی کھول رہے ہین شاخین بار اثمار سے سربسجود قدرت معبود طائر جوش مین پھول پھول کر شاخہاے گل پر بیٹھے ہین مصروف زمزمہ سرائی ہوتے ہین درختون کی رعنائی زیبائی برق نے کنارے آکے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک عورت کی صورت بنا حسین کمسن پھولون کا زیور زیبا جسم خرامان خرامان یہ غزل گاتا ہوا سامنے آیا

زبان غیر سے جب نام تیرا میری جان نکلا	لگی اک آگ تلوے لگے سر سے دھوان نکلا
زمین مین گڑ گیا خجلت سے تیری سرو ای قمری	خرامان باغ مین جسدم مرا سرو روان نکلا
فلک کے ہاتھ سے جس سرزمین پر بھاگ کر پہونچا	وہی وان بھی زمین پائی وہی وان آسمان نکلا
نہ دیکھی سرزمین ایسی نہ ہووے آسمان جس جا	نگر طبقہ زمین شعر کا بھی آسمان نکلا
نہ دکھلایا کسی دن بوند بھر پانی پسینے نے	ترا چاہ ذقن ای جان جان اندھا کنوان نکلا
دلا کس دشت پر آفت مین تنہا پھیلا مجھکو	کبھی اس راہ مین ہو کر سلامت کاروان نکلا

بڑا رتبہ بیان کرتے تھے حاجی سنگ اسود کا
ترے عشاق کو پروا نہ دیکھی فقر دالون کی
جہان تک ہوسکے تجھسے ستم کر آسمان مجیر
خوشا طالع ترے ای پیر کنعان واہ ری قسمت
تن خاکی مین دیکھا روح کو تو اک مسافر ہے
خلش موجود ہے سینے مین اُسکے تیر مژگان کی

کیا تحقیق تو اُس بت کا سنگ آستان نکلا
مقام تخستہ کاران محبت لا مکان نکلا
زبان کو کاٹ ڈالون گا جو حرف الامان نکلا
کہ تیری صلب کی دولت سے یوسف سا جوان نکلا
گمان تھا صاحب خانہ کا جسپر میہمان نکلا
جگر سے رند کے عیسیٰ نفس کا نشا کہان نکلا

اسطرح یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے اُس ساحرہ کے پہونچا اُسنے پکار کر آواز دی بی گل اندام صاحب میرے سامنے آؤ اس صحرا مین تمہارا کیون کر گذر ہوا جب برق قریب آیا اور قریب آکے بیٹھا ہاتھ باندھکر عرض کی حضور مین مقبول سامری و جمشید ہون شب کو سامری آتے ہین مصروف اختلاط ہوتے ہین کہ انکے بڑے بھائی صاحب جمشید آجاتے ہین وہ بھی مائل ہوتے ہین چاہتے ہین معروف اختلاط ہون دونون بھائی آپس مین تکرار کرتے ہین دونون رات بھر لڑتے ہین مین چین سے آرام کیا کرتی ہون کوئی پانون دباتا ہے کوئی عارض پر عارض رکھتا ہے شب بھر یہی حکایتین شکایتین رہتی ہین صبح کو دیکھتی ہون ہاتھی گھوڑے کھڑے ہین سامری و جمشید ندارد آج مین بھی انکی تلاش مین نکلی ہون سارے جنگل مین ڈھونڈھا کہین تم انکی آشنا تو نہین ہو اُس عورت نے کہا ای گل اندام جب تیرا ایسا حسن و جمال ہو تب کہین سامری مائل ہون تیغ ابرو کے گھائل ہون مین اِس صحرا کی نگہبان ہون گل فروش میرا نام ہے مجھے بڑا تعجب ہوتا ہے کہ تو یہان کیونکر آئی برق نے ہاتھ باندھکر کہا کیا تمھاری سماعت مین فرق ہے مین نے تو تمسے کہا کہ یہان سامری مجکو لائے ہین اس صحرا مین چھوڑ کر چلے گئے اب مین انھین تلاش کرتی پھرتی ہون وہ نہین ملتے یا تو وہ دن تھا کہ وہ میری تلاش کرتے تھے مین جھاڑیون کی جھنڈیون مین چھپ رہتی تھی وہ ڈھونڈھکر نکال لیتے تھے اور کہتے تھے ہین گل اندام آؤ مین کہتی تھی ہٹیا ہوش ہین آؤ جمشید کا آجانا محبت و اخلاص کا بڑھانا یا اب یہ رنگ ہے کہ ہم انھین ڈھونڈھتے ہین دیکھو وہ سامنے آتے ہین پشت پر تمھاری کھڑے ہین جیسے ہی وہ ساحرہ پلٹی برق نے حلقہ ہاے کمند مار دیے گردن مین ساحرہ کی پڑے اسے کھینچکے پلٹی برق نے جاب مارا ساحرہ بیہوش ہوکے گری برق خنجر پکڑ کے چھاتی پر چڑھ بیٹھا

بچا ہاسکا ٹ لوں کر اوادائی اور ظلم کیا کرتا ہی خبردار خنجر نہ مارنا ایک ساحر قریب آپہونچا برق کو ایک لات ماری برق نیچے گرا اُس ساحر نے ہاتھ اُس ساحرہ کا تھام لیا آواز دی بی گل فروش آنکھیں کھولو میں اس نالائق کی عیاری کو دیکھ رہا تھا اب اُس ساحرہ کی آنکھ کھلی دیکھا برق عیار پڑا ایک جانب تڑپ رہا ہی خار صحرا لے وقاحت مجکو بیدار کر رہا ہی ساحرہ نے آواز دی اے خار تو کیونکر آیا اسکے کلیجے میں سنان بنکر نہ گھسا اسے کیوں زندہ چھوڑا اُس ساحر نے برق کا ہاتھ پکڑا کشتاں کشتاں اسکو ایک جانب لیچلا برق غل مچاتا ہی کہ ای گل فروش یہ ظالم مجھے قتل کریگا تو اپنے ہاتھ سے مجھے قتل کر اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے برق نے غل مچایا خواجہ ایک گوشے میں کھڑے تھے سر اٹھا کے دیکھا ایک ساحر برق کو گرفتار کیے لیے جاتا ہی خواجہ ایک ساحر کی صورت بنکر دوڑے پکارتے ہوے ای ساحر ٹھہر جا میں قریب آلوں تو جانا ابھی اسکے گلے سے خنجر نہ ملانا سامری جمشید اسکو بہت چاہتے ہیں عرش اعلی پر ہمکو حکم دیا ہمارے پرستار کو جا کر بچا لو یا وہ جو اسکو قتل کرتا ہی اُسکو مٹا دو جا کر راہ اُن کی تباہ دو میں چشم زدن میں آپہونچا شکر ہی کہ تمکو راہ میں پایا اگر تم اسکو قتل کر چکے ہوتے تو میں سر تمھارا خدمت خداوند میں لیجاتا یہ کہکر قریب اُس ساحر کے آئے برق کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا اسے چھوڑ دو ساحر نے نہ چھوڑا خواجہ نے کہا دیکھ خداوند کیا کہتے ہیں جیسے ہی ساحر پلٹا خواجہ نے خنجر مارا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
اڑاتا ہوں کفار کے میں دھوئیں
فلک کی جو گردش کا ساماں ہوا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

عمرو ذیحشم ستم ستمگران
جھکاتا ہوں کفار کو میں کہیں
نشان تمھاری گردیا یوش کا
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے گرچہ پیدا ہوا
مرا کرہ گلشن قیل و قال
مرا افسر ذیحشم تاجدار

مرے نام پر غدر رشید ہوا
مری چال سے ہی صبا پائمال
امیر عرب شیر پروردگار

ساحر کا شکم چاک قصہ پاک برق کا کان پکڑ کے اٹھایا اور ایک طمانچہ مارا کہا کیوں ادھیا جہاں جاتا ہی وہاں گرفتار ہی ہو جاتا ہی میں نہ سُن لیتا تو بچہ مارے گئے تھے برق فرنگی نے قدموں کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ استاد آپ کے تو قبضے میں میری جان ہی آپ کا آٹھ پہر میری گردن پر احسان ہی اب چلکر گل فروش کو ماریں نہیں تو اسی جنگل میں ست ہو ہو کے رہ جائے گا بو سے پھولوں کی دماغ پریشان ہوتا ہی وحشت بڑھتی ہی دل چاہتا ہی اُسکے پاس چلے جائے خواجہ نے اُسی وقت جس ساحر کو مارا تھا رنگ روغن عیاری کا

لگا کر اُسی کی شکل بنکر تیار ہوے برق کی مشکین باندھ لین کشان کشان لیکر سامنے گُل فروش کے آے
گُل فروش کو دیکھا وہی بیٹھی ہوی پھول اُچھال رہی ہی جون جون پھول اُچھالتی ہی بہار صحرا بڑھتی جاتی ہی
گل فروش نے آواز دی ای خار صحرائی کیون پلٹ آیا برق کو قتل نہ کیا عمرو نے عرض کی ای ملکۂ عالم
یہ غل مچاتا ہی راہ گیر ٹوکتے ہین اسکو خاموش کر دیجیے گل فروش نے کہا میرے پاس لاؤ مین اسکی زبان بند
کر دون خواجہ برق کو لیے ہوے سامنے اُس ساحرہ کے آئے گُل فروش نے منھ پر ہاتھ پھیر دیا کہا
اسے لیجا اب یہ نہ بولیگا خواجہ نے کہا ای ملکۂ عالم صحرا کی بہار کم ہوئی جاتی ہی گل فروش تو کہتی ہی جا تُو
اسے لیجا ذبح کر اسے قتل کر و خواجہ باتین تمھارے ہین کبھی کہتے ہین بہار کم ہوگئی کبھی کہتے ہین درختو نکا
وجد کم ہوگیا دیکھیے تو یہ کیا سبب ہی کبھی کہتے ہین دیکھیے پھول نہین کھلتے ہین آخر گل فروش نے جھنجھلا کے
کہا ای خار جاتا نہین کیا میرے قلب مین کانٹا لگا ئیگا خواجہ نے کہا مجھے ایک امر اور عرض کرنا ہی بلکہ مین
اسوجہ سے اسکو لیکر پلٹ آیا کہ جب یہ غل مچانے لگا تو کانون سے ایک زمیندار دوڑا آیا اُسنے آگے
کہا اس قیدی کو چھوڑ دو مین نے جواب دیا کہ یہ قیدی ملکہ گل فروش جادو کا ہی اُسنے مجھکو ایک ڈبیہ دی
اور کہا ملکۂ عالم کو دینا دیکھئے تو اس ڈبیہ مین کیا ہی یہ کہکے کمر سے ڈبیہ نکالی یاقوت کی ڈبیہ کام اُسپر
بنا ہوا کہا ملکۂ عالم دیکھیے تو اس مین کیا رکھا ہی کہ جو اسکو ایسے وقت مین دے گیا اور یہ لگیا
کہ اس مین تحفۂ نایاب ہی خداوند نے عطا فرمایا ہی گل فروش ڈبیہ کو دیکھکر خوش ہوگئی کہا دیکھ تو
نہ کھولنا مین کھولونگی قدرت نے کچھ میرے واسطے بھیجا ہی خط ہدایت حفاظت صحرا اسمین ہوگا
یہ کہکے ڈبیہ کو ہاتھ سے لیا کہا ارے میرا دل دھڑکتا ہی اس ڈبیہ مین کیا چیز ہی خواجہ نے
کہا حضور جانین راز خداوندی کو بیچارہ مین ہین بیچارہ جنگل کا رہنے والا کیا جانون آخر
گل فروش نے ڈبیہ کھولی ڈبیہ نہ کھلتی تھی زور کرکے جو کھولا دھوان اُس سے نکلا ارے
کہکے گری خواجہ نے خنجر کھینچا درختون سے طائر آواز دینے لگے ای شخص کیا کرتا ہی گل فروش کے
خون سے ہاتھ نہ بھرنا ارے بکوبے وارث کرتا ہی اس صحرا کی مالک ہی راہ عمرو ساحری کی یہی سالک
ہی اسی کے دم سے صحرا پہ بہار ہی ہر طرف صحرا مین یہی پکار ہی خواجہ نے کسی کی بات کا جواب نہ دیا
خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک پھول درختون سے گرے برگ مثل برگ خزان دیدہ زرد ہوکر
درختون سے گرتے تھے شاخین سرنگون عندلیبان خوشنوا کا کلیجہ غم سے خون کلی کی نخل بدی

تھرا کے گرے بعض درختون سے قمریون نے بیقرار ہو کر آواز دی او ظالم غضب کیا کہ ایسی ساحرہ کو
مارا قمریان درخت سے گرین اور تڑپ تڑپ کے تمام ہوئین ہزار ہا طائر مرگئے سے گل فروش کے تمام
ہوگئے کباب ہو کر درختون سے گرے اور تڑپ کر تمام ہوئے برق نے پڑے پڑے تاک لیا تھا کہ یہ
ساحرہ انگوٹھیان پہنے ہوئے ہے اُٹھتے ہی انگوٹھیان اسکی ہاتھ سے اُتارلین اور ایک جانب بھاگا
خواجہ اُسکے پیچھے دوڑے مگر برق کو کب پاتے ہین ایک تخل پر کچھ طائر بیٹھے چالون جالون کر رہے
تھے برق کو جو آتے دیکھا کہ باہناے عیاری لگائے ہوئے چلا آتا ہے ایک طائر ان مین سے تڑپ کر
برق پہ گرا کمر مین پنجہ دیکر لے اڑا برق نے آواز دی اُستاد آپ بچئے غلام کو یہ لیے جاتا ہے خدا
اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے غلام کو روز سیہ نہ دکھلائے غلام آپکا بالکل بے دست و پا ہے یہ سنتے
ہی خواجہ نے فوراً تلیم اوڑھ لی وہ طائر تڑپ تڑپ کے زمین پر گرے پرون سے ڈھونڈھتے تھے
عمرو کو کب دیکھ سکتے ہین عمرو کو نہ پایا وہ طائر جو لیکر برق کو بھاگا راہ مین برق نے دیکھا ایک ساحرہ
عجیب بہ شکل مہیب مجھکو اپنے پنجے مین دبائے ہوئے لیے جاتی ہے تڑپنے لگا جب دیکھا کہ وہ کسی طرح
نہین چھوڑتی کہتی ہے ارے تو نے گل فروش کو مارا صحراے بہار ہمارا ویران کر دیا جلد تجھے
خداوند ہفت پیکر غارت کر دین ایسی کمسن نازنین پری پیکر حسن مین رشک قمر کیا اُسکو عاجز کر کے
مارا ہے کہ جسکو دفن و کفن تک نہ ملیگا صحرا ویران ہوا غار صحرا کو بھی پامال کیا برق نے دیکھکر کہا اے
ملکۂ عالم مجھکو اب کہان لیے جاتی ہین اُسنے کہا تو نے گل فروش کو مارا اسکے خون کا بدلہ تجھسے لیا جائیگا
اب تو زندہ نہ بچیگا برق نے کہا اسی مقام پہ ٹھہر جائیے تو مین اپنا درد دل اظہار کرون اصل یہ ہے
کہ مین نے بہت ساحرون کو مارا اسلمان قدر نہین کرتے جب کسی ساحر کو مارا اُسکے پاس جو کچھ مال
نکلا وہ مین نے لے لیا اب وہ تمام مال مجھسے آپ لے لیجیے مگر مجکو چھوڑ دیجیے مال کا نام سنکر ساحرہ نے
کہا سامنے دڑہ کوہ ہے مین وہان ٹھہرتی ہون دیکھون مال کیا ہے دل مین سوچی کہ مال بھی لون اور
ٹکڑے تو قتل بھی کر دون یہ کہکے پہاڑ پر اتری کر کان مین آواز آئی یا سامری و جمشید ملیٹ کے
ساحرہ نے دیکھا ایک مقام پر گنبدے کا چمن ہے ایک ساحر سیاہ فام تیرہ اندام بیٹھا ہوا اوجلا
کر رہا ہے پوتھی کھلی ہوئی ہے اُس سے نام نکال نکال کر پڑھ رہا ہے ایک درخت مین ایک گھڑا
پانی کا لٹک رہا ہے پیندے مین اُسکے ایک چھید ہی نہین معلوم کیا بھید ہے کہ قطرے پانی کے

سر پہ تصویر سنگی کے ٹپک رہا ہے تصویر سنگی کے جب قطرہ منھ پر پڑتا ہے تو منھ کھول دیتی ہے قطرہ پانی کا منھ میں لیتی ہے
ساحرہ نے برق کو ایک گوشے میں ڈال دیا سمجھی کہ یہ مقبول بارگاہ سامری ہے اس سے ملاقات کرنا
واجب و لازم ہے برق کو کنارے ڈالکر آپ سامنے آئی ساحر گالیان دینے لگا کہ او ملعونہ یہان
کہان آئی ہے کیا تیری شامت آئی ہے لوٹک لوٹا و جھوٹک جھوٹا و آرمل خرمل و سامری و جمشید
وغیرہ یہان آتے ہیں سیر صحرا کر کے چلے جاتے ہیں یہ تصویر خداوند کلان لگی ہے ساری برکت اسی
کی ہے اگر تیرا جی چاہے گھڑے سے منھ لگا کے تھوڑا پانی پی لے پھر کسی طرح تیری آبرو نہ لیگی ساحرہ
جھپٹ کر قریب گھڑے کے پہونچی اپنے منھ گھڑے سے لگایا پانی دل کھول کر پیا تھوڑی دور چلی
تھی کہ لڑکھڑائی لڑکھڑا کے گری ساحرہ نے ٹکڑے ہو کے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری	منم مہتر قران شیر ثانم
جہان سرہنگ در خنجر گزاریم	بمیدان اژدر آتش فشانم

یہ کہکے بنوٹ مارا ساحرہ کے سر کے دو ٹکڑے ہوئے برق کے
چاہا اٹھکر بھاگون قران نے لپک کے ہاتھ پکڑا کہا کیون بچہ کیونکر پکڑے گئے اور کیونکر گرفتار ہوئے
برق نے سب کیفیت بیان کی کہا استاد میرے تعاقب میں آتے ہیں اگر مجھکو پائینگے مار ڈالینگے قران
نے کہا اے برق جب تمکو یہ ساحرہ لیکر چلی تھی میں اسیر تھا یہان آکر بیٹھا فکر تدبیر کی یہی ادھر آئی
تقدیر نے اسکو یہ صورت دکھائی برق و قران یہ باتین کر رہے تھے مگر برق یہ چاہتا ہے کہ میں
قران کے ہاتھ سے چھوٹون تو بھاگون مگر قران ہاتھ نہین چھوڑتے دیکھا زنگ کی آواز پیدا
ہوئی اور خواجہ عمرو سامنے سے دوڑتے ہوئے چلے آتے ہین قران نے پکار کر کہا استاد
ادھر آئیے مین نے میان برق کو پکڑا ہے خواجہ جھپٹ کر پہاڑ پر آئے ایک لات برق کو ماری کہا
او بھورے بدنصیب وہ انگوٹھیان تو مجھے دے ورنہ آج تجھے قتل کرونگا ہے تو تیری جان بچائی
آپ انگوٹھیان لیکر بھاگے عمرو نے کمر سے برق کی انگوٹھیان نکالین دو انگوٹھیان کم تھین عمرو
نے کہا وہ بھی دونون انگوٹھیان نکالئے یہ کہکے ایک طمانچہ مارا برق کے منھ سے انگوٹھیان
نکل پڑین خواجہ نے اٹھا لین برق نے کہا استاد یہ نہ لیجیے خواجہ بھلا کب مانتے تھے وہ
بھی انگوٹھیان لے لین برق ایک جانب بھاگا کہا اب جا کے تدبیر کرتا ہون برق چلا خواجہ
اسکے پیچھے چلے برق جو بھاگا ایک صحرا مین پہونچا جیسے ہی اس صحرا مین قدم رکھا آہو وہان سے

برق کو گھیر لے لگے ہرچند برق چاہتا ہی اِنسے بچ جاؤن لیکن جدھر یہ جاتا ہی وہ آہو اُسی طرف اِسکو آکے
گھیرتے ہین بمشکل برق اِنکے بیچ سے نکلا ایک جھنڈی مین جاکے چھپا تو بٹوے سے اپنے آہو کی
کھال نکالی جسم پر اپنے آراستہ کی آہو بنکے نکلا اب آہوون مین ملا لیکن آہو ستاتے ہین
اب بھی پیچھا نہین چھوڑتے گھبرا کے ایک جانب کو لیچلے آخر یہ بیچارہ اُن سب کے ساتھ چلا گئی
جنگل خارستان سے طی کیے دیکھا جنگل مین ایک عمارت بنی ہی نہایت بلند و مرتفع دروازہ اُس
مکان کا بند ہی ایک آہوے کلان جو اُنہین تھا اُسنے دروازے پر جاکے ٹکر ماری دروازہ کھلا دیکھا
ایک نازنین مہ جبین پنجہ ہاتھ مین لیے ہوے چہرہ دیکھ رہی ہی اُسنے اُس آہو کی پشت پر اپنا ہاتھ
پھیرا آہو نے ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی آہو کے حسین عورتین گوشۂ مکان مین سے پیدا ہوئین
دس بیس نے آکر اُس آہو کو گھیر لیا آہو چینین مار کر طرف برق کے اشارہ کرتا ہی کنیزون نے آکر
آہوون کو گھیر لیا برق چاہتا ہی اِنکے درمیان سے نکلون وہ کنیزین گھیرے ہوے چلین برق
ہرچند چاہتا ہی کہ اِنکے بیچ سے نکلون مگر آہو نکلنے نہین دیتے ناچار سرنگون و پریشان برق
اُن سب کے بیچ مین چلا جاتا ہی تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ طبلے سارنگی کی آواز کان مین آئی
دیکھا سامنے ایک باغ کا دروازہ مثل آغوش عاشق کھلا ہی اُس باغ مین کوئی ستمدیدہ یہ غزل
عاشقانہ گا رہا ہی

نظم

ہوشیاری نے ستمگر تری بیہوش کیا	تیری گفتار نے ظالم مجھے خاموش کیا
سر شوریدہ کیا تن سے جدا قاتل نے	بار احسان مرے سر پہ سبکدوش کیا
بعد مردن پھرے گی روح بھی دیوانی سی	تیرے سودائے محبت نے اثر جوش کیا
مژدہ اے شوق کہ لیلیٰ رہی اب صحرا مین	شہر کی راہ نے نلکے کو فراموش کیا
مین وہ دیوانہ تھا جسکے لیے پریان روئین	میرے ماتم نے حسینون کو سیہ پوش کیا
گور کی مردہ پسندی ہوئی ظاہر مجھکو	مردے کیطرح نہ زندون کو ہم آغوش کیا
واہ رے عشق نہ ہے تیری کشش مجنون کو	شاہد مے سے تہ خاک ہم آغوش کیا
مین وہ محروم محبت ہون لڑکپن مین بھی	وا کسی نے نہ مرے واسطے آغوش کیا
پوچھتے رند سے کیا ہو سبب بیہوشی	چشم مخمور نے اک ستا کی بیہوش کیا

وہ کنیزین سب آہوون کو ساتھ لیکر اُس باغ مین داخل ہوئین جیسے ہی برق فرنگی آہو بنا ہوا اندر باغ کے پہونچا دیکھا ایک نازنین اندر باغ کے مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزان معقول ایک گائن بیٹھی گا رہی ہی سازنی پس مین ساز لیے ہوے وہ آہو جسنے وہان ٹکر لگائی تھی اور آواز دی تھی اُسی آہو کو نازنین مسند نشین نے اشارہ کیا اور زبان سے یہ کلمہ کہا کہ خلاف وقت آنیکا کیا باعث ہی اُس آہو نے طرف برق کے اشارہ کیا برق بھی چپ کر کودتا ہوا محفل مین ایا پاؤن بجانے لگا سم پر اچکتا اور کودتا ہی جب گائنین چپ ہو جاتی ہین برق بھی خاموش ہو جاتا ہی اُس نازنین نے برق فرنگی کو قریب آنیکا اشارہ کیا برق نے دوڑ کر قدمون پر سر رکھدیا اُسنے پیشانی پر ہاتھ پھیرا برق فرنگی زمین پر گر کے تڑپنے لگا خود بخود کھنٹیان کھلین کھال الگ ہو گئی جب برق فرنگی ظاہر ہوا تو آہوون کو اُس ساحرہ نے اشارہ کیا کہ اسکو پامال کرو آہو سینگ جھکا جھکا کر دوڑے چاہتے ہین برق کو مارین برق تڑپ تڑپ کے پشت نخلستان پر چھپتا ہی اور بیقرار ہو ہو کے پکار رہا ہی کہ اے بے نیاز و اے بندہ نواز و اے کارساز اس آفت سے بچالے اور وہ ساحرہ دمبدم آہوون کو اشارہ کرتی ہی آہو بیقرار ہو کر دوڑتے ہین برق تڑپ کے پشت نخل پر چھپتا ہی برق پکارنے لگتا ہی اے حاکم حقیقی و اے مالک تحقیقی ان ظالمون کے ظلم سے مجکو نجات دے نظم

خداست مالک ملک و خداست بندہ نواز — خداست بے مثل ولا شریک و بے انباز
بظاہرست خدا پردہ پوش و عذر نیوش — بباطن ست دلارام و مونس و ہمراز
بہر کرشمہ رباید دل از جہان جانان — ز دلبران جہان دل برد بہر انداز
فقیر گشت بفرمانش صاحب دولت — گدا نشست ز حکمش بہ مسند اعزاز
کسے بہ شوق رخش پیش بت کند سجدہ — کسے نہادہ بخاک حرم جبین نیاز

برق نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر جا کے پہونچا بہ قدرت سبحان لم یزل گوشۂ باغ سے ایک شیر ببر پیدا ہوا دھاڑ کا مار کر اُن آہوون پر جا پڑا اکسی کو چیر کر پھینکدیا کسی کے طمانچہ مار دیا کئی آہوون کو اسی طرح مارا ساحرہ اپنے مقام سے اُٹھی چاہتی ہی شیر پر سحر کرون لیکن جیسے ہی اُسنے جھولی پر ہاتھ ڈالا شیر غرا کر ساحرہ پر جا پڑا ہاڑ کر کے جو ایک دھاڑ کا مارا ساحرہ تھرا کے گری شیر نے ساحرہ کے گلے سے منھ لگایا معلوم ہوا کہ خون پی رہا ہی سکے مین ہاتھ ڈالکر

چھیڑ ڈالا کنیزون پر جا پڑا کسی کنیز کو چھیڑ ڈالا کسی کو طمانچہ مارا آخر کنیزین پر پرواز پیدا کر کے بھاگین شیر
جھومتا ہوا قریب برق کے آیا برق ہاتھ باندھ کر گڑگڑانے لگا کہ ای شہنشاہ بیشۂ جرأت وای حاکم
اقلیم دبدبہ وشوکت ای ببر و ای شیر بیشۂ رب اکبر مجھ غریب سے کیا فائدہ مین اپنی جان سے بیزار ہون
شیر ہنس پڑا کھال جسم سے جدا کی برق نے دیکھا مہتر قران نامدار ہین برق سے کہا تو بدنصیب عیاری
کر کے پہونچ تو جاتا ہی مگر گرفتار ہونا تیرا کام ہی مین جنگل مین پھر رہا تھا کہ استاد نے زنبیل بجا کے مجھے
بلایا کہا برق باغ مین قتل ہوا چاہتا ہی ای قران اگر ہو سکے تو اپنے کو پہونچاؤ مجھے جلدی مین کچھ
بن نہ پڑا شیر بنکے پھاند پڑا شکر ہے کہ ساحرہ کو مارا اب آگے بڑھو مین جا کر استاد کو خبر کرون یہ کہکے
مہتر قران بھاگے طائرون نے غل مچایا آخر دیوار باغ تھرا کر گری دم بھر مین باغ ویران ہو گیا
پھول سب جلے غنچہ سربستہ جل جل کے گرنے لگے تھوڑی دیر مین یا تو وہ باغ سرسبز وشاداب تھا یا
جا بجا خاک اڑنے لگی مہتر قران پاس استاد کے پہونچے جا کے عرض کی استاد برق بچا غلام نے
جا کے ساحرہ کو مارا برق کو رہا کیا برق آگے بڑھا سنا ہی کہ کئی جنگل بیچ کے جادوگرنیان نگہبان
ہین حضور جو مناسب جانین وہ کرین خواجہ عمرو ایک جانب چلے مہتر قران نے ایک جانب
توجہ کی اول اول حال کیفیت مآل مہتر برق فرنگی کا لکھا جاتا ہی کہ برق فرنگی جو یہان سے
بھاگا دس بارہ کوس راستہ طی کر کے ایک صحرا مین پہونچا کہ نہایت ویران وپریشان ہی بگولے
پیچ وتاب کھا کے براے تعظیم اُٹھتے ہین جنکا غبار دیکھکر دل بجھا جاتا ہی ریتی کا میدان خاک
اڑا رہا ہی کچھ آہو زبانین منھ سے نکالے ہوے کنارے پر صحرا کے پھر رہے ہین برق کو دیکھکر
وہ آہو غل مچانے لگے برق سمجھا کسی کو پکارتے ہین اپنی جان بچاؤ یہ سوچکر ایک طرف بھاگا
ایک جھاڑی مین آکے چھپا آہو بدستور غل مچا رہے ہین دیکھا برق نے سامنے سے گرد اُڑی بعد
تھوڑی دیر کے دیکھا ایک ساحرہ چہار جانب دیکھتی ہوئی جیسے کوئی کسی کو تلاش کرتا ہی اسطرح
سے چلی آتی ہی آہوون نے آنکھون سے اشارے کیے اُسی جھاڑی کے گرد اُس ساحرہ نے پھرنا
شروع کیا اب برق کو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو پکڑ لے پکارتا ہوا جھاڑی سے نکل پڑا ہاتھ باندھکر
سامنے آیا کہا ای ملکۂ عالم مین آپکی تلاش مین آیا تھا شکر ہی کہ غلام نے آپکو پایا یہ کہکے
ہاتھ باندھے عرض کی دیکھیے آہو غل مچا رہے ہین اُس ساحرہ نے منھ پھیرا برق نے حلقۂ کمند کا ڈالکر

جھٹکا مار کر تے گر تے اتنی جلدی خنجر مار دیا کہ زبان نہ ہلا سکی مار کر اُس ساحرہ کو برق آگے بڑھا خواجہ
اس صحرا مین پہونچے ایک ساحرہ کا لاشہ دیکھا سمجھے کہ برق کا یہان گذر ہوا کہ راہ مین قران سے
ملاقات ہوئی قران نے بیان کیا کہ برق یہانسے بہ لطف گذرا ساحرہ کو مار کر نکل گیا خواجہ الگ
چلے قران بھی آگے بڑھے لیکن برق جو چلا جاتا ہوا جاتا ہی ذرا کسی طائر نے آواز دی اور
سنبھل کر دیکھنے لگا یہ طائر کا بندہ ہوا کا اس جنگل کو طی کر کے ایک نئے رنگ کے صحرا مین پہونچا دیکھا
ایک طرف خاک اڑ رہی ہی بونڈلے گرد کے اُٹھتے ہین طائر جو اُس طرف پہونچا شدت سے دھوپ کی گرا
جلنے لگا مُنہ کھول کے رہگیا ایک طرف ہوا ٹھنڈی چل رہی ہی کہ اُدھر کے طائر شاخہاے گل پہ بیٹھے ہوے
زمزمہ سرائی کر رہے ہین شاخین بہار ثمر بے شمار پتے سبز و شاداب صحرا لاجواب برق اس حال کو
دیکھکر گھبرایا سوچا کہ ایک طرف بہار اور ایک طرف خزان یہ صورت بیوجہ نہین ہی کسی ساحرہ نے
دام خزان و بہار پھیلایا ہی ہر گوشے مین دیکھتا پھرتا ہی آخر تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ ایک باغ ویران
معلوم ہوا دیوارین ٹوٹی ہوئی ہین دروازہ گرا پڑا ہی اینٹون کا جابجا انبار طائر کا چمن مین نشان
نہین درخت پھولون سے مرجھائے ہوے پھل سوکھے ہوے درختون کے نیچے پڑے ہین برق
ڈرتا ہوا اُس باغ مین آیا چارجانب دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک گوشے مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر
کر رہی ہی ایک طرف پھول رکھے ہین اُن پھولون کو اچھالتی ہی ہوا ٹھنڈی چلتی ہی ایک طرف
کانٹے رکھے ہین پھر اُن پھولون کو رکھ دیتی ہی اور کانٹون کو جب گردش دیتی ہی ہوا گرم چلتی ہی
برق یہ حال دیکھکر فکر مین ہوا کہ اس ساحرہ کو مارون ایک گوشے مین بیٹھ کر رنگ و روغن عیاری کا
لگایا ایک جوان حسین کی صورت بنکر تیار ہوا تلوار کمر سے لگی ہوئی سپر پشت پر خود سر پر زرہ پہنے ہوے
مسلح ہو کر سامنے اُس ساحرہ کے آیا جب اس ساحرہ نے سر اٹھایا تو برق فرنگی نے گنگنا کے
یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

تجھ سوا اور کس سے الفت ہی
ہم ہین اور سیر دشت غربت ہی
مرض عشق کی شفا ہی موت
اور یہ ہی کوئی آدمیت ہی

جب سنو مشورہ ہی خلوت ہی
جھوٹ بہتان مجھپہ تہمت ہی
جان مدت سے نذر فرقت کی
غسل بیتابی غسل صحت ہی
رو دھی رو واہی نہ کہے باتین

یار کوئی بھی وکت فرصت ہی
خوش رہو تم وطن مین اہل وطن
ای اجل تجھسے کیا ندامت ہی
اپنے دیوانون سے یہ آر چلنا
ابھی تو بھولی بھولی صورت ہی

یون خوشامد سے کچھ کہے کوئی
دفن جس جا شہید الفت ہے
یار صورت نہین دکھاتا رند

سچ یہ ہے کتنا بیمروت ہے
فاتحہ در کنار یہ نہ کہا
کونسی زندگی کی صورت ہے

لاکھ بار اُسطرف سے گذرا تو
مرگیا کون کسکی تربت ہے

اس طرح کے یہ اشعار برق نے پڑھے کہ اُس ساحرہ نے سر اُٹھایا پکار کر آواز دی کہ میان برق فرنگی کیا کہنا آؤ ہم تو تمھارے مشتاق تھے یہ کہکے پھول رکھدیے کانٹون کو گردش دی برق بدحواس ہوگیا خود اُتار کر سر سے پھینکا زرہ کے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے سپر پھینکی تلوار کمر مین رہنے دی معلوم ہوا کوئی طرف ساحرہ کے کھینچے لیے جاتا ہے آخر جھپٹ کر قریب آیا دست بستہ ہو کر عرض کی کہ مجھے معاف فرمایے مین آپکا نیازمند ہون لیکن مرتبے مین خود پسند ہون مجھے اپنی خدمت مین قبول کیجیے مدت سے اس کالی صورت کا مشتاق تھا یہ کہکے کچھ ڈھیلے اُٹھائے اُن سے سر پھوڑنے لگا جب تو اُس ساحرہ نے اُٹھکر برق کی گوری گوری صورت جو دیکھی پھسل گئی دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ میان برق بیٹھو برق بیٹھا ساحرہ نے کہا کہ تو نے میری بہنون کو مارا مین تجھسے بدلہ لونگی اب تجھے قتل کرونگی برق نے ہاتھ باندھکر کہا کہ مین آپ کا غلام ہون جو سزا میرے واسطے تجویز کیجیے وہ زیبندہ ہے عمرو و قران آگے ہین وہ تمھاری خدمت کرینگے ساحرہ کو بہت ناگوار ہوا کہا او نالائق تو اپنے کو بڑا عیار جانتا ہے دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہون یہ کہکے ایک دستک دی باغ پر بہار سرسبز و شاداب ہوگیا گوشۂ باغ سے کنیزین پیدا ہوئین اُنھون نے عرض کی کہ فرش وغیرہ تیار ہے اب محفل مین تشریف لے چلیے وہ ساحرہ زیر نخل سے اُٹھی مسند پر آکر بیٹھی شراب و کباب کا چرچا ہونے لگا برق بندھا ہوا سامنے بیٹھا ہے یکایک اُس ساحرہ نے آواز دی ارے یہ نامے لیکر جاؤ ہماری بہنون کو بلا کے لاؤ کہنا کہ صحراے خزان و بہار مین آج برق قتل کیا جائیگا تم بھی آکے شریک ہو یہ وہ عیار ہے کہ جسنے صدہا جادوگرنیون کو مارا آج یہان پھنسا ہے ایک نوجوان کی شکل بنکر آئے تھے مجھکو دام مکر مین پھنساتے تھے سات سے برس گذرے اس صحرا کی حفاظت ہمارے بزرگون کے سپرد ہی ہین کیا دھوکا دیگا ہمنے گرفتار کیا تم سب کے آنے کے مشتاق ہین یہ کہکے خارستان و نیستان جادو اپنی بہنون کو نامے لکھے کنیزون کو دیے کہ اسے جلد لیجاؤ دو نون کنیزین نامے لیکر چلین جب سرحد باغ سے باہر آئین آپس سے

جدا ہوئین ایک داہنی جانب اور ایک بائین جانب چلی جو نیستان جادو کی طرف چلی اسکا نام
زخار جادو ہی زخار طرف نیستان کے چلی خواجہ راہ مین آئے تھے دیکھا کہ ایک ساحرہ
اڑی ہوئی جاتی ہی عمرو نے ایک ساحر بنکر آواز دی وہ ساحرہ زمین پہ آئی خواجہ نے
باتین کرتے کرتے اُسکو بیہوش کیا اور اسکی جھولی کی تلاشی لی نامہ نکلا اُس نامے کو پڑھا
مضمون اصلی پایا اُس ساحرہ کو وہین زندہ درگور کیا اور اُسی کی شکل بنکر پتہ مکان نیستان
کا پوچھتے ہوے چلے کئی کوس کے بعد ایک قصر دکھائی دیا دروازے پہ اُسکے چند ساحر شل بیے
تھے عمرو نے اُنسے پوچھا معلوم ہوا کہ اسی مکان مین نیستان رہتی ہی خواجہ اُسی کنیز کی شکل پہ
قصر مین داخل ہوے آگے نیستان جادو کو سلام کیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ
نے یہ نامہ بھیجا ہی نیستان نے نامہ پڑھا پڑھکر کہا کہ مین ابھی چلتی ہون یہ کہکے تخت تیار کیا
اُسپر سوار ہوئی زخار نقلی کو پاس بٹھالیا طرف صحراے بہار وخزان کے چلی اُدھر خارستان
کو نامہ پہونچا وہ بھی فوراً روانہ ہوئی یہان خزان بہار جادو برق کی قید مین بیٹھی ہی کہ آسمان
برق چمکی اول خارستان آئی خزان بہار نے برق کا ذکر کیا کہ مین نے اسکو گرفتار کیا
ہی یہ باتین تھین کہ نیستان بھی آکر پہونچی دونون نے تعظیم کی اب تینون جادوگرنیان اکٹھی
بیٹھکر خزان بہار جادو کی تعریفین کرنے لگین کہ اس عیار طرار کو خوب گرفتار کیا اس
ظالم نے سب جنگل ویران کیے کیسی کیسی ہوشیار جادوگرنیان ماری گئین وہ جنگل ویران
پڑے ہین بہن اُسکا استاد بھی آتا ہی آج قواعد کی کتاب مین لے اُٹھاکے دیکھی ہی اُسمین لکھا تھا
کہ آج کی شب باغ مین خزان بہار کے اُستاد وشاگرد جمع ہونگے شاگرد تو آیا اُستاد بھی آتا ہوگا
خواجہ بشکل زخار ساتھ نیستان کے جو آکر پہونچے آتے ہی پنجہ کھینچا کہا کہ حضور کنیز اسکو قتل کرے
ایسا نہو کہ اُستاد اسکا آجائے محفل کو درہم وبرہم کرے یہ کسی طرح جلد قتل ہوجائے خزان بہار
جادو نے منع کیا کہ ابھی قتل نہ کرو ای زخار سامان عیش ونشاط مہیا ہو کہ نشے مین اس ظالم کو
قتل کرین بجائے گزک اسکے کباب کھائین غیر ساحر کے بدن کا گوشت کھانا ساحرو نکا کام
آج ہی تدبیر ہوگی سب جادوگرنیان اس امر پہ آمادہ ہوئین سب جمع کر مجلس زخار
نے سازندون کو اشارہ کیا سازنے لے زخار نے بیچ مین بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

اُس ترک کی ثنا مین جو صرف رقم ہوا
خنجر دہان نکلی نیزہ قلم ہوا

گستاخ ہاتھ گردنِ دلبر مین خم ہوا
حد ادب سے شوق کا باہر قدم ہوا

بے یار باغ خانۂ بیمار ہو گیا
کھولا جو غنچہ مین نے یہ سمجھا ورم ہوا

وقتِ اخیر جذبۂ دل کھینچ لائیگا
دیکھین گے روے یار جو آنکھون مین دم ہوا

دنیا مین نیک سے ہی فزون بد کا اعتبار
کیا کیا گران نہ شہد سے قیمت مین سم ہوا

نقشِ دوئی مٹا کے بنا گھر خدا کا دل
کعبہ ہوا خراب جو بیت الصنم ہوا

چرخِ دنی نے داغ کیا اندرِ دل مدام
دستِ بخیل سے مجھے حاصل درم ہوا

نکلی نیام سے تو گلے لپٹی اپنے تیغ
چھوٹا کمان سے تیر تو ہمسر کرم ہوا

چرکے سے بھی کیا نہ کبھی ہمکو سرفراز
قاتل کی تیغ مین نہ تواضع کا خم ہوا

آثار عشق آنکھون سے ہونے لگے عیان
بیداری کی ترقی ہوئی خواب کم ہوا

راحت سے ایک دن نہ ہوا عشق مین بسر
غم پر غم اپنے دل کو الم پر الم ہوا

دنیا کو آتش ایک سے اوپر نہین قرار
یہ آج کل وہ صاحب طبل و علم ہوا

زخار نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ سب تعریفین کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ ای زخار کیا کہنا خزان بہار جادو نے کہا کہ ای زخار مقام تعجب ہے کہ تو دس برس سے ہماری خدمت مین ہے کبھی تیرا گانا نہین سنا آج تو تو نے دل کے ٹکڑے کر دیے جی چاہتا ہے کہ تیری بلائین لون اسکا کیا باعث زخار نے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم جو کچھ آپسے ہمنے پایا اُستادان فن کو دیا آپ سے اس امر کو مخفی کیا کہ آپ خفا ہو نگی اس وجہ سے ظاہر نہین کیا آپ کو اس حال سے ماہر نہین کیا آج چونکہ روز جشن تھا آپ کی بہنین بھی آئین مین نے اپنا ہنر ظاہر کیا یہ سُنکر خزان بہار نے نیستان و خارستان سے کہا کہ کیون کیا صلاح ہے زخار پر شک ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ خلاف نکلے اور یہ قواعد مین قدرت تحریر کر چکے ہین کہ اس جشن مین عمر و برق ضرور ہونگے لہذا برق تو پکڑا گیا عمر دیکھون نہین آیا زخار کی چرب زبانی کبھی نیستان کے آگے ہاتھ جوڑتی ہے کبھی خارستان کے پاس گھس کر بیٹھتی ہے اور کہتی ہے کہ بی بی اگر مجھ پر شک ہے تو سب کے سامنے میری آبرو نہ لینا دونون جادوگرنیون نے خزان بہار سے کہا کہ بوا تجھین

ناحق کا شک ہی قدرت کے ہاتھ مین قلم تھا جو دل مین آیا وہ لکھدیا اُسکا اعتبار کیا اب زخار پر گمان
نکرو یہ سُنتے ہی خزان بہار نے کہا ای زخار آج تمھین سب کو شراب پلاؤ اب تو سب
سر جھکا کے بیٹھے کوئی کہتا ہی کہ زخار تبدیل ہو گئی ابھی کانٹا دل مین چبھیگا ضرور دو چار کی
ابر ولیگا خواجہ بشکل زخار ایک ایک کو جواب دیتے ہین چاہتے ہین کہ یہ سب شراب پئین تو
برق کو رہا کر دون اور ان سب کو مار کر نکلون کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ اُٹھا اس ابر نے سارے
باغ کو گھیر لیا خزان بہار اُس ابر کو دیکھکر ہنسی کہا کہ میری بہن نیسان جادو آتی ہین وہ ابر
شق ہوا عمرو تو گھبرا گئے شراب کو اُلٹ پلٹ کر رہے ہین ابر جو پھٹا دیکھا کہ ایک ساحرہ تخت پر
سوار کئی سو جادوگرنیان گھیرے ہوے ابر سے نکل کر آئی آتے ہی دو تھپڑ خزان بہار کو لگائے
کہا کہ کیون بُوا طلسم مین تو یہ انقلاب اور تمنے صحبت عیش آراستہ کی ہی خداوند فرماتے ہین کہ آجکل
پوجا پاٹ کرو خداوند کی یاد مین رہو ایسا نہو کہ کوئی مقدمہ قدرت کے خلاف گذرے یہ کہہ کے
خارستان و نیستان کے بھی دو دو طمانچے لگائے اور کہا کہ اری کمبختو تم اس محفل مین کہان آ کے
گھس پڑین یہ نہ سمجھین کہ زمانہ انقلاب ہی مسلمانون نے لشکر کشی کی ہی طرف صحراے باد انگیز کے
جاتے ہین ہم سب کی فکر مین آتے ہین طلسم کشا کے پاس تین تحفے ہین کہ جنکو سابق کے بادشاہ جان
طلسم و روح طلسم کہتے تھے یہی ہر ایک کا قول ہی کہ طلسم کشا تحفہ جات کو پائیگا طلسم کو مٹائیگا کوئی
کوشش کام نہ آئیگی رہنے والے طلسم کے خوب چین کر چکے اب وقت مصیبت ہی طلسم کے لُٹنے کا
وقت آگیا عمرو نے بڑھ کر عرض کی کہ ای ملکۂ عالم ذرا دیافت تو کیجے کہ ہم لوگ رات بھر پوجا پاٹ
کرتے ہین آج چونکہ برق فرنگی گرفتار ہوا دل کو سرور ہی چاہتے ہین شراب پی کر نشے مین اسکو
قتل کرین نیسان کہا کہ بوا زخار تھے تو گا کر ایسا رنگ جمایا کہ سب آمادہ ہین شراب پئین بعد
اسکے برق کو قتل کرین اگر یہ عیار مارا گیا تو عمرو بیدست و پا ہو جائیگا بنیا اُسکا چالاک
ہی عمرو مارا مارا پھرتا ہی اور یہ ظالم سر کو ہتھیلی پر رکھے ہوے گھس پڑتا ہی خزان بہار نے بڑا
کمال کیا کہ اس مفتی کو بہانا انجام کا سحر کر رکھا تھا کہ جیسے ہی یہ آیا پکار کر آواز دی میان برق
آؤ اب سب یہ باتین سُنکر خواجہ نے سب بہنون کو مسند پر بٹھایا پایان چھیڑا اور یہ غزل عاشقانہ
گنگنا کے شروع کی

نظم

ساده رو ایک بت غنچہ دہن مجھکو دیا — میرے اللہ نے گلزار چمن مجھکو دیا
کی پس از مرگ فلک نے مری مٹی بھی خراب — گور بھی دی مجھے اُسنے نہ کفن مجھکو دیا
بوسۂ خال پری ہونگا یہی ہے تعبیر — خواب مین حور نے یہ شکِ ختن مجھکو دیا
مالکِ سلطنت و ملک کیا اورون کو — بدلے خلعت کے فلک تو نے کفن مجھکو دیا
شکر کس منھ سے ادا ہو ترا اے رب کریم — لاکھ احسان کیے جو عضو بدن مجھکو دیا
اور اللہ سے کیا دولت دنیا مانگون — یہ عطا کم ہے بت سیم بدن مجھکو دیا
گور سے بیٹھے نہین ملنے کی سب اُن رنگین — بعد مردن جو عزیزون نے کفن مجھکو دیا
سر پہ رکھا گئے مین پھول سے بہتر سمجھا — گر کسی دوست نے اک خار وطن مجھکو دیا
نونہال چمن حسن جسے سب کہتے — ایسا اک یار نہ اے چرخ کہن مجھکو دیا
زندگی بھر یہ تمنا کہ اثر بھی دے تو — رتبہ تو نے اگر ذوق سخن مجھکو دیا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ چارون بہنین تعریفین کرنے لگین نیسان نے کہا کہ اب جلدی کرو فوراً یہ ظالم قتل ہو جائے تو دل کو آرام آئے عمرو نے جام بھر کے پہلے نیسان ہی کو دیا نیسان فوراً جام پی گئی دوسرا جام خزان بہار کو دیا تیسرا خارستان کو چوتھا نیستان کو اب طرف کنیزون کے متوجہ ہوے کہ لو تم بھی پیو کسی کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کسی کے منھ پر منھ رکھدیا برق بیٹھا دیکھ رہا ہے اکثر کہتا ہے کہ اے نہ خار میرا وقت آخر ہے مجکو بھی ایک جام پلادو خواجہ ایک لات مار دیتے ہین کہتے ہین کہ اوبچا تجکو شراب پلائین گے تیرے قتل کا سارا انتظام ہے کہ نیسان نے اشارہ کیا ایک جام مجھے اور دے عمرو نے اور ایک جام دیا وہ بھی پی گئی خواجہ نے جب کئی مرتبہ برق کو لات ماری برق تڑپ تڑپ گیا اشارے کرتا ہے کہ اُستاد جلدی کیجئے خواجہ اشارے کرتے ہین کہ ارے کیون گھبراتا ہے سب کو پلا چکا اب رنگ ہوا چاہتا ہے اور جنھنے تمھین اسقدر ذلیل کیا کہ تم اپنی زندگی سے بیزار ہو اب نہ گھبراؤ وقت رہائی آگیا کہ دیکھا ایک جادوگر پکارتا ہوا آتا ہے عمرو نے طرف نیسان کے دیکھا اشارہ کیا کہ ملکہ ذرا ہاتھ ہلادو نیسان نے جھولی پہ ہاتھ ڈال کر چند دانے موتی کے نکالے اور اس ساحر پر کھینچ مارے جیسے ہی اُس ساحر کے سینے پر جاکے پڑے توڑ کر پشت کو پار گذرے اس ساحر نے مرتے مرتے آواز دی

کہ ای نیسان بربادی طلسم کا وقت آگیا اپنے خیرخواہ دولت کو مارا مین تم سب کو بچانے آیا تھا
تجھے مجکو یہ کہنے بھی نہ دیا نیسان جھلا کر اُٹھی کہ زنخار کو مارون لٹھے اُٹھے گری تینون بہنین ہان
ہان کہکے اُٹھین یہ بھی گرین کنیزون کو عمرو نے ڈھکیلنا شروع کیا پہلو پہ ہاتھ رکھکر
کہا کہ ہوا الگ کھڑی ہو کنیزین بھی گرنے لگین تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہو کر گرین عمرو نے
اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

عمرو ذیحشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہون کفار کے مین دھوین
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسرِ ذیحشم نامدار
کہ آفت ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کہ ہون
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیرِ عرب شیر یزدان کا

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
مرے نام پر عذر شیدا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

عمرو نے جیسے چارون افسرون کو قتل کیا برق تڑپ رہا ہے کہ
اُستاد چلے مجھے رہا کیجئے عمرو نہین رہا کرتا سحر کے اشیا جو تھے وہ جسم سے برق کے گر گئے مگر
رسن سے جو مشکین بندھی ہین برق چاہتا ہے کہ دانت سے رسی کھولون استاد لوٹ رہے ہین
مین بھی زیورون سے بھور تین زیور پہنے ہین خواجہ نے جسے قتل کیا اُسکا زیور اُتار لباس بھی
اُتار لیا لاغر برہنہ پڑا رہنے دیا اسطرح عمرو نے سبکو لوٹا جاکر بارہ دری مین جال مارا وہان کا
فرش وغیرہ لیا پردے بھی کاٹ لیے چھتین نُچ لین جب خواجہ ان باتون سے مہلت پا چکے تب
طرف برق کے آئے چاہتے ہین کہ برق کو رہا کرین کہ ایک طرف سے آواز رونے کی آئی
وہ صدا ہیبتناک تھی آواز آئی کہ او ظالم تو نے غضب کیا کہ کل خاندان ہمارا ویران کر دیا
چار بیٹیون کو مارا اب مین انکو کہان ڈھونڈھون ایسی ہوشیار تھین کہ موت نے ناچار کیا
عمرو نے چاہا کہ کود کر بھاگون برق نے دامن پکڑ لیا کہا کہ استاد ان چارون کی مان آتی ہے
مجکو تو رہا کرکے جائیے اتنے عرصے مین دیکھا کہ دروازۂ باغ سے ایک جادوگرنی بصورت عجیب و
غریب سیہ فام بدانجام ایک طاؤس پہ سوار پیدا ہوئی عمرو ہر چند بھاگا چاہا برق نے دامن نہ
چھوڑا اپنی رہائی کی ہوس مین رہا اُس ساحرہ نے آکر ایک دو پتھر زمین پر مارا گرج کی آواز کی
خواجہ زمین پر مثل مرغ بسمل گرے تڑپنے لگے اُس ساحرہ نے جو بیٹیون کے لاشے دیکھے ہر ایک کی

لاش پر خوب روتی پکارکر آواز دیتی ہے کہ ای فرزند وا ہی تمہارا کیا سن تھا جو سب مین چھوٹی تھی اُسکا ساڑھے تین سو برس کا سن تھا دنیا کا تمنے کیا تماشا دیکھا باغ عالم سے کچھ پھل نہ پایا قاتل کو تمہاری صورتون پر رحم نہ آیا چلاکر جو ساحرہ روتی ہے طرف سے باغ کے جادوگرنیان پیدا ہونے لگین دو تین ہزار جادوگرنیان جمع ہوگئین سمجھاتی ہین کہ بی بی صبر کرو ای چمن پیرا آج تیری کمائی لٹ گئی قاتلون کو قتل کرو لاشے انکے خدمت خداوند مین لے چلو اور عرض کرو کہ سب کو زندہ کیجیے قدرت صاحب کرامات ہین فوراً زندہ کرینگے یہان رونے سے کیا فائدہ سب نے مل کر دارین استادکین خواجہ کہہ رہے ہین کہ او برق تو نے مجکو زبردستی گرفتار کرایا ورنہ مین نکل جاتا برق کہتا ہے کہ اُستاد آپکی وجہ سے مین بھی بچ جاؤنگا تھوڑے عرصے مین خدا مدد کریگا اس بلا کو رد کریگا اگر مین اکیلا ہوتا تو بڑی مشکل تھی کہ چمن پیرا نے کنیزون کو اشارہ کیا ان دونون کو دار پہ کھینچو کنیزون نے دونون کے پانون مین زنجیر باندھی دار پر کھینچ دیا چمن پیرا نے جھولی سے سینگ کا تیر و کمان نکالا سب نے ایک ایک کمان ہاتھ مین لی تیرون کو جوڑا مشتاق ہین کہ چمن پیرا تیر کو چھوڑے تو ہم بھی برق و عمرو کو شکار کرین اُسوقت خواجہ و برق کی بے تابی کہ ملک الموت کا سامنا تیر و کمان لیے سب جادوگرنیان کھڑی ہین یہی خواہش ہے کہ چمن پیرا تیر مارے تو ہم بھی سب عمرو و برق کے سینے پر لگائین یہ دونون اپنے خدا سے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر ہاتھ سے ان جادوگرنیون کے بچا لے

نظم

ہر آنکہ گشت بدنیا اسیر نفس شریر
بچشم اہل نظر ہست خوار و زار و حقیر

خدا بکلک لطافت کشید ہر یک نقش
خدا بخامۂ قدرت نوشت ہر تصویر

خلاف حکم خدا در جہان مکن کارے
شوی وگرنہ گنہگار لایق تعزیر

زجرم بندی عاصی تو در گذر یا رب
گناہ بخش الٰہی معاف کن تقصیر

بیقرار ہوکر جو دونون نے دعا کی رجوع قلب سے تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل صحرا سے گرد اڑی کہ روے آفتاب چھپ گیا آفتاب فلک سپہر سپہ سالار لشکر رستم آگے آگے لشکر کے چمکتا ہوا آتا ہی اسکی جو نگاہ پڑی کہ خواجہ و برق دار پر لٹکے ہین کئی ہزار جادوگرنیان تیر بازہ چاہتی ہین آفتاب وہین سے نعرہ کرکے جا پڑا اسکے بعد ملکہ سنبل اُسکے پیچھے

لالہ عذار آفتاب کو سنبل نے دیکھا کہ بیتاب ہو کر ایک طرف گرا سنبل بھی جھپٹی مگر آفتاب نے جاتے ہی دار کو کاٹا زنجیر کو توڑا خواجہ و برق کو رہا کیا الگ لا کے آفتاب نے خواجہ و برق کو چھوڑا لیکن کل جادوگرنیوں نے آفتاب کو گھیر لیا چمن پیرا پکار رہی ہی کہ ارے اس ظالم کو پکڑ لو ہمارے خونی کو لیے جاتا ہی قیدی جانے نہ پائیں سب جادوگرنیاں آکے آفتاب پر گرین اسقدر سحر کیے آگ برسائی تلوارین گرائیں چھریاں پھینکیں کہ آفتاب کھڑا ردکر رہا ہی مگر مجمع سے اُنکے نکل نہین سکتا کئی زخم آفتاب نے کھائے ملکہ سنبل نے آکر ہفت گیسو کھولے کچھ زبان سے بھی پکار کر کہا ماران سیاہ برسنے لگے جسپر سانپ گرا دم ماردی وہ کنیز پانی ہوکے بہ گئی کنیز بڑھا کر مار سیاہ نے دوسری کو کاٹا وہ بھی پانی ہوکر بہ گئی ہزاروں جادوگرنیوں کو ماران سیاہ نے کاٹا وہ پانی ہو ہوکر بہ گئیں چمن پیرا نے ہاتھ ہلائے آسمان سے طاؤس پیدا ہوے وہ ماران سیاہ کو نگل گئے ملکہ سنبل نے آکر پھر زلفیں ہلائیں چمن پیرا پہ جو عکس پڑا دیوانہ وار دحشی مثال گریبان چاک کیا منھ پر خاک ملنے لگی بیقرار ہو کر پکار اُٹھی نظم

نظر آتا ہی وہ بیزار خدا خیر کرے	پھر گئی پھر نظر یار خدا خیر کرے
پھر کسی بت کی محبت نے بنایا کافر	پھر پہننی پڑی زنار خدا خیر کرے
پس پھر اُٹھنے لگی پھر اُسے دکھ نے گھیرا	پھر گرا ہا دل بیمار خدا خیر کرے
پھر نہ آجائے مری جان کہیں آنکھوں میں	پھر ہوئی حسرت دیدار خدا خیر کرے
وائے تقدیر کہ مر مر کے بچے تھے جس سے	پھر ہوا ہی وہی آزار خدا خیر کرے
دیکھوں کس کس کی قضا کھیل رہی ہی سر پہ	سنے جاتے ہیں گنہگار خدا خیر کرے
آج صیاد کے تیور نظر آتے ہیں برے	جی کی مرغان گرفتار خدا خیر کرے
بیچ ابرو قاتل کے اشارے ہیں ادھر	نکلی پڑتی ہی یہ تلوار خدا خیر کرے
بات وہ کیا تھی ہوا جسکا بکھیڑا اتنا	بڑھ چلی یار سے تکرار خدا خیر کرے
دل کی بیتابی سے ہی زلزلہ سارے گھر کو	ہیں لرزتے در و دیوار خدا خیر کرے
فتنہ پردازی پہ مائل ہی طبیعت اُسکی	شر پہ آمادہ ہی دلدار خدا خیر کرے
جرم الفت نہ کسی پر ہوا ثابت ای رند	ایک ہم ٹھہرے گنہگار خدا خیر کرے

اس طرح کے اشعار پڑھتی ہوئی چاہا تھا کہ بڑھے اور سنبل کے سامنے جاکر پریشانی اپنی ظاہر کرے
کہ وزیرزادی اسکی گلشن آرا بڑھ کر اُسنے دستک دی ایک طائر ظاہر ہوا گرد سر چمن پیرا کے
چرخ مارنے لگا سات چرخ مارے چمن پیرا کو ہوش آگیا چاہا کہ سنبل پر جا پڑون اُدھر سے اُڑتی ہوئی
ملکہ لالہ عذار آئی تھی لالہ عذار نے پھر اُسکو داغ دیا صورت جو دکھائی اپنے عارض پر اشارہ کیا
جیسے ہی عارض پر نگاہ پڑی چمن پیرا مثل آئینہ حیران مثل زلف محبوب پریشان سحر کرنا موقوف کیا
چاہا کہ تیغ کھینچ کر سنبل پر جا پڑون سنبل نے زلفون کو پھر جنبش دی لٹنے کاکل کو پیچ وتاب دیا
پیچ وتاب چمن پیرا کا بڑھنے لگا گلشن آرا نے پھر دستک دی طائر پیدا ہوا چاہا کٹے کہ عکس ڈالون ملکہ
سنبل نے ایک کاکل کو کھولدیا ایک جال آسمان سے پیدا ہوا اُس جال مین وہ طائر پھنسا چمن پیرا
و گلشن آرا کوشش کر رہی ہین ہاتھ بھی چمکاتی ہین چاہتی ہین کہ جال کو توڑین سحر جال تک نہین
جاتا تھوڑے عرصے تک کشاکش رہی کبھی چمن پیرا جال کو اپنے جانب کھینچتی ہی کبھی جال
طائر کو پھنسائے ہوئے بلند ہوتا ہی آخر ملکہ سنبل نے جس زلف کو کھولا تھا اُس زلف کو
جنبش دی ایک برق پیدا ہوئی اُسنے جال کو کاٹا اور طائر کے بھی دو ٹکڑے ہوئے طائر کے
جو دو ٹکڑے ہوئے اُسکا خون سر چمن پیرا کے گرا چمن پیرا کے دو ٹکڑے ہوئے بس مرنا چمن پیرا کا کہ
گلشن آرا رونے لگی گلشن آرا نے بڑھ کر آفتاب نے سامنا کیا آفتاب اپنا چمکایا اسقدر گرمی
ہوئی کہ گلشن آرا اُف اُف کرنے لگی دوپٹہ اتار کر پھینکا خواجہ برق لوٹتے پھرتے ہین جو کنیز
مر کے گری اُسکا لباس اتار لیا آفتاب پکارتا ہی کہ خواجہ مُردون کو نہ چھوڑ ایسا نہو کوئی
کنیز نیم بسمل ہو بھوت پلید بنکر لپٹ جائے تو مشکل ہو خواجہ آواز دیتے ہین کہ ای آفتاب مفلس کو کچھ
نہین سوجھتا قرضدارون نے بہت حیران کیا ہی اُنکا تقاضا تو کم کرون حمزہ تنخواہ نہین دیتا ہم
یہان جانباری کر رہے ہین وہان غیر حاضری کٹ رہی ہوگی آخر کیا کرین ہمارا ساگا ہی اب تو ہم
رستم کے ساتھ ہین رستم ہمارا قرضہ ادا کرینگے رستم نے آواز دی کہ ای عم نامدار میرے یہان
خزانے مین روپیہ نہین اگر ہو بھی تو آپکو نہ دون یہ حق غازیون کا ہی اس مہینے مین تنخواہ نہین ہی
اسکا بڑا خیال ہی آپ لوٹیے جہان تک لوٹا جائے آپ کی یہی بسر اوقات ہی جناب ہو وہیے
رستم تلوار کھینچے ہوئے لڑ رہے ہین جب گلشن آرا و چمن پیرا قتل ہو گئین صحرا سے گرد اُڑی ایک

ساحر سیہ فام بد انجام اژدر پر سوار سات لاکھ فوج سے آ پہونچا آواز دی کہ ارے طلسم کشا کو
مار لو زندہ نہ چھوڑو اب طلسم کشا سیدھا صحرائے باد انگیز کو جائیگا وہاں یہ گیا اور لوح کا پتہ لگا
سات لاکھ ساحروں نے آتے ہی سحر کرنا شروع کیا لشکر اسلام پر آگ برسنے لگی ہزار ہا ملازمان
طلسم کشا مارے گئے دریائے خون بہنے لگے آفتاب ساحروں کو لیکر پلٹا اور طلسم کشا سے عرض کی
کہ اژدران فیل پیکر آگیا حضور بڑھ کر اسکو ٹوکیں دیکھیے جب وہ تازیانہ مار آتشین کا سر اژدر
پر مارتا ہے اژدر دم کھینچتا ہے ہزار ہا ساحر و غیر ساحروں کو نگل لیتا ہے ہزار ہا بندگان خدا پامال
ہوئے دیکھیے اتنے ہی عرصے میں لشکر کو کیا ملال ہوئے اب بے بھاگے نہیں بنتا لیکن آپ کو صحرائے
باد انگیز تک جانا ہے لہذا لشکر کا ہٹانا مناسب نہیں رستم نے آستین چڑھائی تیغ ہفت جوہر
کھینچکر لشکر اژدران پر گرے جس ساحر تک پہونچے اسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے
صدہا ساحر مارے آخر کار اژدران پکار اٹھا کہ اے طلسم کشا اب نکل جاؤ اپنے کو جلد صحرائے
باد انگیز میں پہونچاؤ ہمارے قتل کرنے سے کچھ نفع نہ ہوگا آفتاب بھی سحر کر رہا ہے جب سحر کیا
آفتاب چمکا گرمی بڑھی اژدران اُف اُف کرنے لگتا ہے اژدر بھی اسکا منھ پھیر کر زبان دکھاتا ہے
مراد اس سے یہ ہے کہ پیاسا ہوں اژدران سر پر اژدر کے ہاتھ رکھکر تسکین دیتا ہے جھپٹ جھپٹ کے
لڑتا ہے ایک مقام پر گھبرا کے اژدر سے اترا اژدر کے سر پر تازیانہ مار آتشین کا مارا اژدر نے منھ سے
شعلۂ آتش چھوڑا شعلہ چھوڑ کر اژدر نے دم کھینچا کئی ہزار جادوگر پشت ہائے مرکب سے گرے تو کھنچتے ہوے
طرف دہان اژدر کے چلے آفتاب نے بڑھکر ان سب کو روکا سب کو فرش خاک سے اٹھایا خود اپنے کو
گرایا لوٹتا ہوا قریب دہن اژدر آیا گلے پکڑ کر اژدر کو چیر ڈالا جیسے ہی اژدر چیرا گیا اژدران نے
آواز دی کہ او آفتاب بڑا غضب کیا میرا اژدر تو نے مارا یہ کہکے برقیں آفتاب پر گرائیں آفتاب
نے برقوں کو دفع کیا جھومتا ہوا قریب اس خونخوار کے پہونچا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا آفتاب
نے تلوار کو تلوار پر روکا اژدران نے کہا کہ او آفتاب دیکھ تیرا آفتاب نہیں چمکتا آفتاب
نے طرف اپنے آفتاب کے دیکھا اور سے اژدران نے ہاتھ تلوار کا مارا چاہا کہ سر کاٹ لوں
آفتاب کا سر زخمی ہوا دھار لہو کی نکلنے لگی چاہتا ہے کہ تلوار اٹھا کے سر کاٹ لے پہلو سے آواز آئی کہ
او مردود کیا کرتا ہے خبردار آفتاب کا سر نہ کاٹنا دیکھا اژدران نے کہ رستم طلسم شیر انداز آتے ہوئے

آگے ہین اژدران نے بڑھ کر مقابلہ کیا رستم پر ہاتھ مارا رستم نے تیغ کو تیغے پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا تیغہ ہفت جوہر کا ہاتھ چمکا کر مار دیا اژدران نے سپر عمر کو سامنے کیا لیکن تیغہ ہفت جوہر جو گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود کو کاٹا زمین پر آ کر تلوار نے بوسہ دیا گرد اڑی لاشہ اژدران کا زمین پر گرا ایک اژدہا زمین سے پیدا ہوا اُسنے دہن مین لاشہ اژدران کو لیا طرف آسمان کے اڑ گیا ساتھ والے اسکے بھاگنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین سب بھاگ گئے بارگاہین خیمے لوٹ لیے فتح کر کے پلٹے اُسی دشت مین بارگاہ رستم استادہ ہوئی اہل اسلام جا بجا اترے لیکن آفتاب کہ رہا ہے کہ ای شہریار کوئی آفت آیا چاہتی ہے اژدر زمین سے پیدا ہوا لاشہ اژدران کو لے گیا آج کئی دن سے ہفت پیکر کوہ زنگار رنگ پر جشن کر رہا ہے وہی سامان خدائی آراستہ ہین مرادمند حاضر ہین مرادین سب کی مل رہی ہین وہ بیچارہ نہین جانتا کہ سب کے دل سے اعتبار اسکا کم ہوا حضور نے لوح پائی اور یہ بھاگا دیکھیے کہان جا کے مقام کرے خدا وہ دن دکھائے کہ حضور کو لوح طلسمی حاصل ہو تحفہ جات تو پروردگار نے دلوائے کیا کیا تختیان پڑی ہین مگر یہ سب اشیا آپ تک پہونچین یہان تو یہ ذکر تھا مگر وہ اژدر کہ جو لاشہ اژدران لیکر چلا کوہ زنگار رنگ پر آیا وہی تصویر سنگی طلسم نگار ہی ہے مرادمند غل مچاتے ہین اپنی مرادین پاتے ہین میلے مین ہنگامہ ہے کہ آسمان سے وہ اژدر آیا لاشہ اژدران کا سامنے ڈال دیا مثل انسان کے آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر یہ بندہ آپ کا ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا تیغہ ہفت جوہر کا وار پڑا کہ دو ٹکڑے ہوے غلام فوراً اٹھا لایا تصویر سے آواز آئی کہ جاؤ اپنے مقام پہ بھیجو مہلال سرکش کو ہمارے پاس بھیجو سامنے ایک کنوان تھا اُسمین سے ایک ساحر حاضر کہتا سامنے آیا آواز آئی کہ ای مہلال سرکش فوج گران لیکر جاؤ طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاؤ طرف صحرائے بادانگیز کے نہ جانے دو اُس ساحر نے تصویر کو سجدہ کیا اور پھر کنوئین مین پھاند پڑا تھوڑے عرصے مین کنوئین کا پانی اُبلنے لگا بہان تک پانی اُبلا کہ تمام صحرا مملو از آب ہو گیا پانی سے ایک ساحر نکلا اثالہ بارگاہ کا مچھلیون پر لدا ہوا دس لاکھ ساحر اُس دریا سے نکلے مہلال تخت پر سوار چار اژدہے تخت کا ندھون پر اٹھائے نوبت و نقارے بجتے ہیے اس روز و شور سے مہلال سرکش برائے مقابلہ طلسم کشا جاتا ہے کہ جا کر روکے اور طرف صحرائے بادانگیز کے

ہو جانے دے اور یہ بھی علم ہی کہ طلسم کشا تلاش لوح نہ کرنے پاے اسکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا رستم صحراے کیمیا مین اُترے ہین ارادہ ہی کہ طرف صحراے بادانگیز کے کوچ کرین دیکھیے کیا کیفیت ہو اب اس جلد کو اس مقام پر تمام کرتا ہون دوسری جلد سے داستان صاحبقران شروع کیجائیگی ناظرین پر حال ظاہر ہوگا۔ تمام شد جلد اوّل طلسم ہفت پیکر اب دوسری جلد شروع کیجائیگی عجائب و غرائب طلسم ہفت پیکر کا حال سامعین و ناظرین کو ظاہر ہوگا کہ صاحبقران سے کیا مقدمات اِس طلسم مین سرزد ہوتے ہین سب لشکر امیر کے ساتھ ہی

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین سہیل فرزند مصنف

بعد حمد خدا و نعت سرور انبیا و منقبت علی مرتضےٰ حقیر کیا صفت مصنف صاحب کی تحریر کرے بروقت تحریر و تقریر دریاے زخار جوش مارتا ہی ماشاء اللہ رستم کو کس ترکیب سے تحفہ جات ملے کیا کیا کوشش ہوئی آخر کوشش کا یہ انجام ہوا کہ تحفہ جات رستم کو حاصل ہوے فرزندان صاحبقران کی داستانین کس لطف سے لکھین کہ جس سے جلالت صاحبقران ظاہر ہوتی ہی ناظرین پر واضح ہو کہ انکا فرزند طلسم کشا ہی جا بجا یہی چرچا ہی کہ طلسم کشا رستم فتاح کل طلسم ہفت پیکر ہی صاحبقران کے ہاتھ سے کفار زیر و زبر مین دو پہاڑ فتح ہوے پانچ پہاڑ اور باقی ہین اُنپر جانا صاحبقران کا بہ تفریح تحریر ہوگا انشاء اللہ جو عجائب غرائب قبلہ و کعبہ نے تجویز فرمائے ہین ناظرین پر ظاہر ہوگا ہر پہاڑ پر رسائی صاحبقران کا باعث ظاہر ہوگا مین وقت میلے کے صاحبقران پہونچینگے اور وہ پہاڑ فتح ہوگا ناظرین و احباب دیکھین گے یقین ہی کہ خلعت تحسین و آفرین بخوشی مرحمت فرمائین مصنف صاحب کی آبرو بڑھائین ہر ایک کا قول یہ تھا کہ بعد تحریر طلسم ہوش ربا اب منشی صاحب کیا قلم اُٹھائین گے تمام عالم کے معاملات ہوش ربا مین صرف کیے مگر ماشاء اللہ کیا ذہانت و متانت ہی کہ طلسم ہوش ربا ایسی کتاب کے سوا دو سے جزو مین فقرۂ نورافشان کس لطف سے تحریر فرمایا کہ ناظرین پر واضح ہوا ہوگا اُسکے بعد بانوے جزو مین بقیۂ طلسم ہوش ربا تحریر فرمایا اب طلسم ہفت پیکر تصنیف فرمائی بڑی تعریف یہ ہی کہ کوئی داستان کسی مقام پر سست نہین ہوئی اپنے مواقف

ہر داستان رنگ پر ہی اب ہوش ربا سے منتخبات ہوشِ رُبا باقی ہو اگر جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ نے اسکو تحریر کرایا تو ناظرین والا تمکین بہت محظوظ ہونگے فرمائین گے کہ بعد ہوش ربا و بقیۂ طلسم ہوش ربا منتخبات کیا خوب لکھے ہین عجائب و غرائب تمام منتخبات مین جمع ہونگے دو جلدین منتخبات کی ہون تب ناظرین حظ اُٹھائین تعریف فرمائین اور اپنے مقام پر کہین کہ سبحان اللہ کیا زبان ہو اور کیا بیان ہی حقیقت مین آجتک ایسے طلسمات زبان اردو مین تصنیف نہین ہوے تھے و دیگر نہ طاق ہفت کنگرہ یا طلسم خیال سکندری بعد طلسم ہفت پیکر قرار پایا ہی جسکی داستانین پہلے طلسم ہفت پیکر کی جلد سوم مین لکھ دیگئی تھین تاکہ ناظرین آگاہ ہون کہ طلسم خیال سکندری کیا چیز ہی اسکے بعد طلسم خیال سکندری بھی ہمہ وجوہ مکمل ہوکر ناظرین کے ملاحظہ مین گذر چکی ہی

تاریخ تصنیف کتاب ہذا طرز مصنف کتاب در صنعت توشیح

یہ خالق کی رحمت قمر پر ہوئی	کہ طی منزل ہفت پیکر ہوئی
جو ہین ناظرین خجستہ مقال	یگانہ ہین یہ نشار ہی بے مثال
عجب لطف سے یہ فسانہ لکھا	قمر آفرین مرحبا مرحبا
عجب لطف کی داستانین لکھین	قیامت کی ہر جا زبانین لکھین
شرافت لیاقت سے معمور ہو	یہ نزدیک ہی تم بہت دور ہو
خیال آگیا مجکو یہ برمحل	لکھو اسکی تاریخ بھی بے بدل
قمر رحمت حق کا کیا شکر ہو	عنایت کا اُسکی کجا شکر ہو
سعدا سال توشیح کا اختتام	قمر تیرا روشن ہی سارا کلام
سر مصرعہ سے جو لو ایک حرف	نکل آئے تاریخ سال شگرف

الحمد للہ کہ جلد اوّل طلسم ہفت پیکر بار سوم مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین بہ سرپرستی جناب معلی القاب بابو پراگ نرائن صاحب مالک مطبع ماہ فروری سنہ ۱۹۰۹ء طبع ہوکر ہدیۂ ناظرین ہوئی

نام کتاب	قیمت
(۲۳) لعل نامہ جلد دوم۔	۱۲ر پ
(۲۴) دفتر آفتاب شجاعت جلد اول۔	للعہ پ
(۲۵) دفتر آفتاب شجاعت جلد دوم۔	للعہ پ
(۲۶) " جلد سوم " "	للعہ پ
(۲۷) " جلد چارم "	للعہ پ
طلسم فتنۂ نور افشاں جلد اول۔ مصنفہ منشی احمد حسین صاحب قمر۔	سے ر پ
(۲) " جلد دوم۔ "	ہے ر پ
(۳) " جلد سوم "	للعہ پ
ایضاً۔ کامل یکمشت ہر سہ جلد کے لیے	لعہ پ
طلسم خیال سکندری جلد اول مصنفہ منشی احمد حسین قمر۔	للعہ پ
ایضاً۔ جلد دوم "	[illegible]
ایضاً جلد سوم "	[illegible] پ
طلسم نوخیز جمشیدی جلد اول۔	عہ ر پ
ایضاً۔ جلد دوم۔	عہ ر پ
ایضاً۔ جلد سوم	عہ ر پ
طلسم زعفران زار۔ جدید تصنیف وجدید الطبع دو جلدوں میں بہ حسب تفصیل ذیل۔	ہے ر پ
جلد اول۔	[illegible]
جلد دوم۔	[illegible]

نام کتاب	قیمت
قصۂ بہنگ در سہ حصہ مطبوعہ عمیر	عہ ر پ
ایضاً۔ حصہ چہارم "	۱۲ر پ
پیر نابالغ در دو حصہ "	صہ پ
سوانح عمری عمرو عیار۔ "	عہ ر پ
کلج کامیابی۔ "	۷ر پ
سوانح عمری شیطان۔ "	عہ پ
الف لیلہ و نیا زاد بطرز ناول "	[illegible] پ
شبستان حیرت۔ "	[illegible] پ
کھول دالوں کی سیر مطبوعہ عمیر۔	۶ر پ
اخوان الصفا۔ اردو چھاپہ ٹیپ مطبوعۂ عمیر۔	عہ ر پ
ترجمہ اردو رابن سن کروسو چھاپہ ٹیپ نہایت دلچسپ ناول قابل دید ہے مطبوعہ عمیر۔	۱۱ر پ
ترجمہ داستان امیر حمزہ مشہور ہر چہار دفتر مسلسل ہند سہ ترجمہ مولوی عبد اللہ نظر ثانی کردہ مولوی سید تصدق حسین صاحب رضوی۔	۲۲ر پ
الف لیلہ با تصویر دو کالم میں مشہور افسانہ ہزار و ایک رات کا عربی میں جو اسکا ترجمہ اردو میں بجانب مطبع منشی طوطا رام شایاں مرحوم نے کیا تھا	

نام کتاب	قیمت
بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علی خان متخلص بہ حامد۔ کاغذ سفید و خاکی۔	عہ/ پ
فسانہ عجائب جلی قلم۔ باتصویر معہ جلد رنگین و نگین از مرزا رجب علی بیگ سرور کاغذ سفید گندہ۔	۱/ پ
ایضاً۔ کاغذ خاکی گندہ	۷/ پ
الف لیلہ باتصویر کامل ہر چہار جلد یکجائی مترجمہ مولانا محمد حامد علیخان صاحب مطبوعہ ۱۹۰۲ء کاغذ سفید۔	۱۴/ پ
قصہ سندباد جہازی۔ ماخوذ از قصہ الف لیلہ۔	۲/ پ
کامروپ کا جادو ساردو کاغذ سفید	۲/ پ
جادۂ خنجر۔ قصہ دلچسپ از نواب محمد حیدر علیخان صاحب۔	عہ/ پ
فسانہ عجائب متوسط قلم۔ باتصویر از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم۔	۶/
ایضاً۔ بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا	۳/
سروش سخن۔ باتصویر جواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین سخن دہلوی۔	۵/۳
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	۴/۲
طلسم حیرت۔ افسانہ عجیب از منشی جعفر علی تخلص شیون۔	۵/

نام کتاب	قیمت
باغ و بہار۔ معروف بہ قصہ چہار درویش باتصویر۔	۳/
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	۳/۲
لطائف ظرفا۔ مرتبہ منشی دیبی پرشاد صاحب جسمیں ڈیڑھ سو سے زیادہ عمدہ عمدہ تراق پڑاق لطیفے ہیں۔	۳/ پ
تفریح الطلبا۔ مرتبہ منشی دیبی پرشاد صاحب جسمیں ۱۵ نتیجہ خیز حکایات مع نتائج و فوائد ہیں اور لطف یہ ہے کہ کوئی بھی حکایت فرضی و خیالی نہیں ہے۔	۲/ پ
طلسم فصاحت۔ قصہ عجیب غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم۔	۹/
آرائش محفل قصہ حاتم طائی باتصویر از سید حیدر بخش۔	۶/۶
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	۵/
مقتول جفا۔ معروف بہ فسانۂ غم آمود از حافظ امیر الدین۔	۱/۶
نوطرز مرصع۔ از محمد عوض۔	۱/۶
بستان حکمت۔ اردو ترجمہ انوار سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان۔	عہ
سیر باغ۔ از میر محمد علی طلق مرحوم و مغفور	۳/۲